



فہرست

تفسیر راہنما جلد 10

سورہ اسراء

[آیت 1](#)

[آیت 2](#)

[آیت 3](#)

[آیت 4](#)

[آیت 5](#)

[آیت 6](#)

[آیت 7](#)

[آیت 8](#)

[آیت 9](#)

[آیت 10](#)

[آیت 11](#)

[آیت 12](#)

[آیت 13](#)

[آیت 14](#)

[آیت 15](#)

[آیت 16](#)

[آیت 17](#)

[آیت 18](#)

[آیت 19](#)

[آیت 20](#)

[آیت 21](#)

[آیت 22](#)

[آیت 23](#)

[آیت 24](#)

[آیت 25](#)

[آیت 26](#)

[آیت 27](#)

[آیت 28](#)

[آیت 29](#)

[آیت 30](#)

[آیت 31](#)

[آیت 32](#)

[آیت 33](#)

[آیت 34](#)

[آیت 35](#)

[آیت 36](#)

[آیت 37](#)
[آیت 38](#)
[آیت 39](#)
[آیت 40](#)
[آیت 41](#)
[آیت 42](#)
[آیت 43](#)
[آیت 44](#)
[آیت 45](#)
[آیت 46](#)
[آیت 47](#)
[آیت 48](#)
[آیت 49](#)
[آیت 50](#)
[آیت 51](#)
[آیت 52](#)
[آیت 53](#)
[آیت 54](#)
[آیت 55](#)
[آیت 56](#)
[آیت 57](#)
[آیت 58](#)
[آیت 59](#)
[آیت 60](#)
[آیت 61](#)
[آیت 62](#)
[آیت 63](#)
[آیت 64](#)
[آیت 65](#)
[آیت 66](#)
[آیت 67](#)
[آیت 68](#)
[آیت 69](#)
[آیت 70](#)
[آیت 71](#)
[آیت 72](#)
[آیت 73](#)
[آیت 74](#)
[آیت 75](#)
[آیت 76](#)

[آیت 77](#)

[آیت 78](#)

[آیت 79](#)

[آیت 80](#)

[آیت 81](#)

[آیت 82](#)

[آیت 83](#)

[آیت 84](#)

[آیت 85](#)

[آیت 86](#)

[آیت 87](#)

[آیت 88](#)

[آیت 89](#)

[آیت 90](#)

[آیت 91](#)

[آیت 92](#)

[آیت 93](#)

[آیت 94](#)

[آیت 95](#)

[آیت 96](#)

[آیت 97](#)

[آیت 98](#)

[آیت 99](#)

[آیت 100](#)

[آیت 101](#)

[آیت 102](#)

[آیت 103](#)

[آیت 104](#)

[آیت 105](#)

[آیت 106](#)

[آیت 107](#)

[آیت 108](#)

[آیت 109](#)

[آیت 110](#)

[آیت 111](#)

سوره كهف

[آیت 1](#)

[آیت 2](#)

- [آیت 3](#)
- [آیت 4](#)
- [آیت 5](#)
- [آیت 6](#)
- [آیت 7](#)
- [آیت 8](#)
- [آیت 9](#)
- [آیت 10](#)
- [آیت 11](#)
- [آیت 12](#)
- [آیت 13](#)
- [آیت 14](#)
- [آیت 15](#)
- [آیت 16](#)
- [آیت 17](#)
- [آیت 18](#)
- [آیت 19](#)
- [آیت 20](#)
- [آیت 21](#)
- [آیت 22](#)
- [آیت 23](#)
- [آیت 24](#)
- [آیت 25](#)
- [آیت 26](#)
- [آیت 27](#)
- [آیت 28](#)
- [آیت 29](#)
- [آیت 30](#)
- [آیت 31](#)
- [آیت 32](#)
- [آیت 33](#)
- [آیت 34](#)
- [آیت 35](#)
- [آیت 36](#)
- [آیت 37](#)
- [آیت 38](#)
- [آیت 39](#)
- [آیت 40](#)
- [آیت 41](#)
- [آیت 42](#)

[آیت 43](#)
[آیت 44](#)
[آیت 45](#)
[آیت 46](#)
[آیت 47](#)
[آیت 48](#)
[آیت 49](#)
[آیت 50](#)
[آیت 51](#)
[آیت 52](#)
[آیت 53](#)
[آیت 54](#)
[آیت 55](#)
[آیت 56](#)
[آیت 57](#)
[آیت 58](#)
[آیت 59](#)
[آیت 60](#)
[آیت 61](#)
[آیت 62](#)
[آیت 63](#)
[آیت 64](#)
[آیت 65](#)
[آیت 66](#)
[آیت 67](#)
[آیت 68](#)
[آیت 69](#)
[آیت 70](#)
[آیت 71](#)
[آیت 72](#)
[آیت 73](#)
[آیت 74](#)
[آیت 75](#)
[آیت 76](#)
[آیت 77](#)
[آیت 78](#)
[آیت 79](#)
[آیت 80](#)
[آیت 81](#)
[آیت 82](#)

[آیت 83](#)

[آیت 84](#)

[آیت 85](#)

[آیت 86](#)

[آیت 87](#)

[آیت 88](#)

[آیت 89](#)

[آیت 90](#)

[آیت 91](#)

[آیت 92](#)

[آیت 93](#)

[آیت 94](#)

[آیت 95](#)

[آیت 96](#)

[آیت 97](#)

[آیت 98](#)

[آیت 99](#)

[آیت 100](#)

[آیت 101](#)

[آیت 102](#)

[آیت 103](#)

[آیت 104](#)

[آیت 105](#)

[آیت 106](#)

[آیت 107](#)

[آیت 108](#)

[آیت 109](#)

[آیت 110](#)

سورہ مریم

[آیت 1](#)

[آیت 2](#)

[آیت 3](#)

[آیت 4](#)

[آیت 5](#)

[آیت 6](#)

[آیت 7](#)

[آیت 8](#)

[آیت 9](#)

- [آیت 10](#)
- [آیت 11](#)
- [آیت 12](#)
- [آیت 13](#)
- [آیت 14](#)
- [آیت 15](#)
- [آیت 16](#)
- [آیت 17](#)
- [آیت 18](#)
- [آیت 19](#)
- [آیت 20](#)
- [آیت 21](#)
- [آیت 22](#)
- [آیت 23](#)
- [آیت 24](#)
- [آیت 25](#)
- [آیت 26](#)
- [آیت 27](#)
- [آیت 28](#)
- [آیت 29](#)
- [آیت 30](#)
- [آیت 31](#)
- [آیت 32](#)
- [آیت 33](#)
- [آیت 34](#)
- [آیت 35](#)
- [آیت 36](#)
- [آیت 37](#)
- [آیت 38](#)
- [آیت 39](#)
- [آیت 40](#)
- [آیت 41](#)
- [آیت 42](#)
- [آیت 43](#)
- [آیت 44](#)
- [آیت 45](#)
- [آیت 46](#)
- [آیت 47](#)
- [آیت 48](#)
- [آیت 49](#)

[آیت 50](#)
[آیت 51](#)
[آیت 52](#)
[آیت 53](#)
[آیت 54](#)
[آیت 55](#)
[آیت 56](#)
[آیت 57](#)
[آیت 58](#)
[آیت 59](#)
[آیت 60](#)
[آیت 61](#)
[آیت 62](#)
[آیت 63](#)
[آیت 64](#)
[آیت 65](#)
[آیت 66](#)
[آیت 67](#)
[آیت 68](#)
[آیت 69](#)
[آیت 70](#)
[آیت 71](#)
[آیت 72](#)
[آیت 73](#)
[آیت 74](#)
[آیت 75](#)
[آیت 76](#)
[آیت 77](#)
[آیت 78](#)
[آیت 79](#)
[آیت 80](#)
[آیت 81](#)
[آیت 82](#)
[آیت 83](#)
[آیت 84](#)
[آیت 85](#)
[آیت 86](#)
[آیت 87](#)
[آیت 88](#)
[آیت 89](#)

[آیت 90](#)

[آیت 91](#)

[آیت 92](#)

[آیت 93](#)

[آیت 94](#)

[آیت 95](#)

[آیت 96](#)

[آیت 97](#)

[آیت 98](#)

[اشاریوں سے استفادہ کی روش](#)

[اشاریے \(1\)](#)

[اشاریے \(2\)](#)

[اشاریے \(3\)](#)

[اشاریے \(4\)](#)

[اشاریے \(5\)](#)

[اشاریے \(6\)](#)

تفسیر راہنما جلد 10

قرآنی موضوعات اور مفہیم کے بارے میں ایک جدید روش

مؤلف: آیت اللہ ہاشمی رفسنجانی اور

مرکز فرہنگ و معارف قرآن کے محققین کی ایک جماعت

9

الإسراء

بسم الله الرحمن الرحيم

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

(١)

بنام خدائے رحمان و رحیم

پاک و پاکیزہ ہے وہ پروردگار جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد الحرام سے اقصی تک لے گیا جس کے اطراف کو ہم

نے با برکت بنایا ہے تاکہ ہم اسے اپنی بعض نشانیاں دکھلائیں بیشک وہ پروردگار سب کی سننے والا اور سب کچھ

دیکھنے والا ہے (1)

1_ پروردگار عالم ہر قسم کے نقص و عیب سے پاک ہے۔

سبحن الذي

- 2_ پروردگار ، پیغمبر (ص) کو ایک رات میں مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک لے گیا۔
 أُسرى بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى
 "اُسرى" لغت میں رات کی سیر اور چلنے کے معنی میں ہے۔
- 3_ پیغمبر اکرم (ص) کو ایک رات میں مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک لے جانا پروردگار کے قدرت مند ہونے اور ہر قسم کی کمزوری اور عیب سے پاک ہونے کی علامت ہے۔
 سبحن الذی أُسرى بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام إلى المسجد الاقصیٰ
- 4_ پیغمبر اکرم (ص) کی معراج ، پروردگار کی قدرت اور اس کی ہر کمی و کاستی سے پاک ہونے کی علامت ہے۔
 سبحن الذی أُسرى بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام إلى المسجد الاقصیٰ
 (اکثر مفسرین کے نزدیک اس آیت میں پیغمبر اکرم (ص) کے رات میں سفر سے مراد آپ (ص) کی
- 10
 معراج ہے اور اس بات کے ثبوت پر بہت سی روایات بھی ہیں)
 5_ پیغمبر اکرم (ص) کی معراج ایک رات میں انجام پائی۔
 أُسرى بعبدہ لیل
- 6_ پیغمبر اکرم (ص) کی مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک سفر کرنے والی رات بہت بڑی اور عظمت والی رات تھی۔
 أُسرى بعبدہ لیل
 (البتہ مندرجہ بالا مطلب تب واضح ہوگا جب "لیلاً" کا نکرہ ہونا اسکی بڑائی اور عظمت پر دلالت کرتا ہو)۔
- 7_ پیغمبر اکرم (ص) بلندو بالا رتبہ اور مقام معراج کی طرف عروج کے مراحل طے کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے عبد و بندہ تھے۔
 أُسرى بعبدہ
- 8_ انسان کا مقام عبودیت اور بندگی اس کی بلند ترین منزلت ہے۔
 أُسرى بعبدہ لیل
 (پروردگار کا پیغمبر اکرم (ص) کی تمام صفات میں سے یہاں "عبد" کی صفت بیان کرنا اس صفت کی اہمیت و عظمت کو واضح کر رہا ہے)۔
- 9_ پیغمبر (ص) کا مقام معراج کی طرف عروج ، جسمانی تھا۔
 أُسرى بعبدہ لیل
 (کیونکہ کلمہ "عبد" مطلق بیان کیا گیا ہے جو "جسم و روح" دونوں کو واضح کر رہا ہے)۔
- 10_ پیغمبر اکرم (ص) کی اللہ کی بارگاہ میں عبودیت آپ (ص) کے لئے اہم ترین اور بلندو بالا صفت شمار ہوتی ہے۔
 أُسرى بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام۔
 (پروردگار کا پیغمبر اکرم (ص) کی تمام صفات میں سے یہاں "عبد" کی صفت بیان کرنا اس صفت کی اہمیت و عظمت کو واضح کر رہا ہے)۔
- 11_ مسجد الحرام اور مسجد الاقصیٰ کی سرزمین ایک خاص معنوی اہمیت کی حامل ہے۔
 أُسرى بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام إلى المسجد الاقصیٰ
 یہ کہ پیغمبر اکرم (ص) کے سفر کی ابتداء و انتہاء دو عبادت کی خاص جگہیں (مسجد الحرام اور مسجد الاقصیٰ) قرار پائیں جو مندرجہ بالا نکتہ کی حکایت کرتی ہیں)۔
- 12_ مسجد الاقصیٰ خیر و برکت سے سرشار سرزمین پر واقع ہے۔
 إلى المسجد الاقصیٰ الذی برکنا حولہ
- 13_ زمین اپنے تقدس اور عظمت کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں۔
 (پروردگار کی بالخصوص مسجد الاقصیٰ کی سرزمین کی تعریف اس کے دوسری زمینوں سے فرق کو واضح کر رہی ہے)
- 14_ پیغمبر اکرم (ص) کو ایک ہی رات میں مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ لے جانے کا سبب آپ (ص) کو اللہ کی

بعض اہم نشانیوں کا دکھلانا تھا۔
أسرى بعیدہ لنریہ من آیاتن

11

15_ پیغمبر اکرم (ص) کی معراج کا مقصد آپ (ص) کے لئے اللہ تعالیٰ کی اہم نشانیوں کا ایک گوشہ ظاہر کرنا تھا۔
أسرى بعیدہ ... لنریہ من آیاتن

(مندرجہ بالا آیت مینیپیغمبر اکرم (ص) کا مقام معراج کی طرف عروج کا مقصد اللہ تعالیٰ کی اہم نشانیوں کا ایک گوشہ ظاہر کرنا بتایا گیا ہے اس بات سے واضح ہوتا ہے کہ یہ نشانیاں ابھی تک ان پر اور دوسروں پر مخفی و پوشیدہ تھیں۔ پس یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کی اہم اور خاص نشانیاں تھیں)۔

16_ معراج، بذات خود پیغمبر اکرم (ص) کے لئے اللہ تعالیٰ کی اہم نشانیوں میں سے تھی۔
أسرى لنریہ من آیاتن

مندرجہ بالا نکتہ کی تشریح یہ ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) کا مقام معراج کی طرف جانا بذات خود اللہ تعالیٰ کی نشانی شمار ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر (ص) کو مقام معراج کی طرف لے گیا تاکہ آپ (ص) اس ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت کو درک کریں)۔

17_ پیغمبر اکرم (ص) کا ایک شب میں مسجد الحرام سے مسجد الاقصا تک کا سفر آپ (ص) کے لئے اللہ تعالیٰ کی اہم نشانیوں میں سے تھا۔

سبحن الذی أسرى لنریہ من آیاتن

18_ پیغمبر اکرم (ص) کی بندگی ہی دراصل آپ (ص) کے لئے اللہ تعالیٰ کی اہم نشانیوں کو مشاہدہ کرنے کی لیاقت کا راز تھی۔

أسرى بعیدہ لنریہ من آیاتن

(پیغمبر اکرم (ص) کی تمام صفات میں سے فقط "عبد" کی صفت کا آنا اس بات کی وضاحت کر رہا ہے کہ آپ (ص) کا معراج کے لئے انتخاب میں اس صفت کا بنیادی کردار ہے۔ یعنی چونکہ آپ (ص) اللہ تعالیٰ کے خاص بندے تھے۔ لہذا یہ لیاقت پیدا کر چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی خاص نشانیوں کا مشاہدہ کرنے کے لئے مقام معراج کی طرف سفر کریں)۔

19_ اس عالم ہستی میں ایسی خاص آیات اور نشانیاں ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ صرف اپنے بعض بندوں کے لئے پیش کرتا ہے۔

أسرى بعیدہ لنریہ من آیاتن

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اکرم (ص) کو مقام معراج کی طرف لے جانے کا مقصد بعض نشانیوں کو دکھلانا ذکر فرمایا ہے اس سے یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ یہ نشانیاں اللہ تعالیٰ کی ان خاص نشانیوں میں سے ہیں کہ جنہیں صرف پیغمبر اکرم (ص) جیسے بعض افراد کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

20_ اللہ تعالیٰ "سمیع" (بہت زیادہ سننے والا) اور "بصیر" (بہت زیادہ دیکھنے والا) ہے۔
إنہ ہو السميع البصیر

21_ خداوند عالم کا پیغمبر اکرم (ص) کی خواہشات اور لیاقت کے بارے میں وسیع علم و آگاہی رکھنا آنحضرت (ص) کا معراج کے لئے انتخاب کرنے کا سبب تھا۔

سبحن الذی أسرى إنہ ہو السميع البصیر

(یہ جملہ "إنہ ہو السميع البصیر" پچھلے جملات کے لئے کہ جہاں پیغمبر اکرم (ص) کی معراج کا ذکر ہے علت و سبب کی حیثیت رکھتا ہے

12

یعنی چونکہ پروردگار سمیع اور بصیر (باتوں کو سننے والا اور صلاحیتوں سے آگاہ) ہے۔ لہذا اس نے پیغمبر اکرم (ص) کو معراج کے لئے منتخب کیا)

22_ "عن ثابت بن دینار قال: سألت زین العابدین ... عن الله ... فلم أسرى بنیہ محمد (ص) إلى السماء؟ قال: لیریہ

ملکوت السماوات وما فیہا من عجائب صنعہ و بدائع خلقہ; (1)

ثابت بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے امام سجاد (ع) سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر حضرت محمد (ص) کو آسمانوں کی طرف کیوں لے گیا؟ تو حضرت (ع) نے فرمایا: اس لئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں آسمانوں کی حکومت اور آسمانوں میں موجود اپنے تخلیقی کرشمے اور انکی شگفت انگیزی انہیں دکھلانے ...

23_ "أبی الربیع قال تلا أبو جعفر (ع) ہذہ الآية "سبحان الذی اسری بعیدہ لیلاً من المسجد الحرام إلی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنزیہ من آیاتنا" فكان من الآیات التی اراہا اللہ تبارک وتعالیٰ محمداً (ص) حیث أسری بہ إلی بیت المقدس أن حشر اللہ عزّ ذکرہ الأولین والأخرین من النبیین والمرسلین; (2)

ابی ربیع کہتے ہیں کہ امام محمد باقر (ع) نے یہ آیت "سبحان الذی اسری آیاتنا" کیتلاوت کی اور فرمایا کہ جب پروردگار حضرت محمد (ص) کو بیت المقدس لے گیا اور وہ نشانیاں جو پروردگار نے آپ (ص) کو دکھلائیں ان میں ایک یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اولین و آخرین میں سے تمام انبیاء اور رسولوں کو وہاں اکھٹا کیا ..."

24_ عن أبی عبد اللہ جعفر بن محمد الصادق (ع) قال: لما اسری برسول اللہ (ص) إلی بیت المقدس حملہ جبرائیل علی البراق فا تیا بیت المقدس وعرض إلیہ محاریب الأنبیاء وصلی بہا وردّہ; (3)

"امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: جب رسول خدا کو (ص) رات میں بیت المقدس کی طرف لے جایا جارہا تھا تو جبرائیل نے آپ (ص) کو براق پر سوار کیا اور وہ دونوں بیت المقدس میں تشریف لائے اور جبرائیل نے انبیاء علیہم السلام کے محراب آپ (ص) کو دکھلائے اور آپ (ص) نے وہاں نماز پڑھی پھر وہ آپ (ص) کو واپس لے آئے"

25_ عن جعفر بن محمد (ع) قال: أتى رجل امیر المؤمنین (ع) فقال له علی (ع): إن اللہ عزّوجلّ یقول فی کتابہ "سبحان الذی اسری بعیدہ ... لنزیہ من آیاتنا" فكان من آیات اللہ عزّوجلّ التی اراہا محمداً (ص) أنّه اتاہ جبرائیل (ع) فاحتلمہ من مکة فوافی بہ بیت المقدس فی ساعة من اللیل ثم اتاہ بالبراق فرفعه إلی السماء ثم إلی البیت المعمور ...; (4)

.....

- 1) علل الشرایع ص 131، ح 1، ب 112، نور الثقلین ج 3، ص 99، ح 9_
- 2) کافی ج 8، ص 131، ح 93، بحار الانوار ج 10، ص 16، ح 13_
- 3) امالی الصدوق ص 363، ح 1، مجلس 69، بحار الانوار، ج 18، ص 336، ح 37_
- 4) بحار الانوار ج 26، ص 286، ح 45_

13

امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا کہ ایک شخص امیر المؤمنین (ع) کی خدمت میں پہنچا تو حضرت نے اس سے فرمایا کہ خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد رہا ہے "سبحان الذی اسری بعیدہ ... کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (ص) کو جو نشانیاں دکھلائیں تھیں تو ان میں سے ایک نشانی یہ تھی کہ جبرائیل آنحضرت (ص) کے پاس آئے اور آپ (ص) کو مکہ سے اٹھایا اور رات کے کچھ حصے میں بیت المقدس میں پہنچایا پھر آپ (ص) کے لئے براق لے کر آئے اور آپ (ص) کو آسمانوں کی طرف اور پھر بیت المعمور کی طرف لے گئے ..."

26_ "روی عن علی (ع): أنّه لما کان بعد ثلاث سنین من مبعثہ (ص) أسری بہ إلی بیت المقدس وعرج بہ منہ إلی السماء لیلة المعراج; (1)

حضرت علی (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آنحضرت (ص) کی بعثت سے تین سال گزرنے کے بعد آپ (ص) ایک رات میں بیت المقدس اور بیت المقدس سے آسمانوں کی طرف لے جانے گئے

27_ "عن أبی عبد اللہ (ع) قال: إن رسول اللہ (ص) صلی العشاء الاخرة، وصلی الفجر فی اللیلة التی اسری بہ فیہا بمكة ...; (2)

"امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: رسول اللہ (ص) کو ایک رات میں (مکہ سے مسجد الاقصیٰ لے جایا گیا _ آپ (ص) نے نماز عشاء اور نماز فجر مکہ میں پڑھی _"

اسماء اور صفات:

بصیر 20، سمیع 20

اللہ :

اللہ تعالیٰ کے افعال 2؛ علم 21؛ منزہ ہونا 1؛ منزہ ہونے کی علامات 3، 4؛ قدرت کی علامتیں 3، 4

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ :

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے فضائل 19

اللہ تعالیٰ کی نشانیاں: 16، 17

اللہ تعالیٰ کی آفاقی نشانیاں 19

اہمیت : 8، 10

بندگی:

بندگی کی اہمیت 10؛ مقام بندگی کی قدر و قیمت 8

تسبیح :

اللہ تعالیٰ کی تسبیح 1

روایت : 22، 23، 24، 25، 26، 27

سرزمین :

سرزمین میناب رکعت ہونے کے اعتبار سے فرق 12، 13

محمد (ص) :

حضرت محمد (ع) کو اللہ تعالیٰ کی نشانیاں کا دکھانا 14، 15، 18، 23، 25؛ حضرت محمد (ع) کو اللہ تعالیٰ کی

حکومت دکھانا 22؛ حضرت محمد (ع) کے انتخاب کا فلسفہ 21؛ حضرت محمد (ع) کی بندگی 7؛ بندگی کے آثار

.....

1 بحار الانوار ج 18، ص 379، ح 85_

2 تفسیر عیاشی ج 2، ص 379، ح 11، بحار الانوار ج 18، ص 385، ح 89_

14

18؛ حضرت محمد (ع) کی بندگی کی قدر و قیمت 10؛ حضرت محمد (ع) کی بندگی کی اہمیت 10؛ حضرت محمد (ع) کا بیت المقدس کی طرف سفر 24، 26؛ حضرت محمد (ع) کی بیت المقدس میں نماز 24؛ حضرت محمد (ع) کو تاریخ 2، 5؛ حضرت محمد (ع) کی شب معراج میں نماز 24؛ حضرت محمد (ع) کی مسجد الحرام سے آغاز سفر 2، 3، 7؛ حضرت محمد (ع) کا مسجد الاقصیٰ کی طرف سفر 2، 3، 17، 24؛ حضرت محمد (ع) کے مسجد الحرام سے آغاز سفر کا فلسفہ 13؛ حضرت محمد (ع) کی معراج 2، 3، 4، 6، 7، 22، 25؛ حضرت محمد (ع) کی معراج کی تاریخ 26؛ معراج کا فلسفہ 15، 21، 22؛ حضرت محمد (ع) کے معراج کی مدت 5، 27؛ حضرت محمد (ص) کی جسمانی معراج 9؛ حضرت محمد (ع) کے مقامات 7

مسجد الاقصیٰ :

مسجد الاقصیٰ کی اہمیت 11؛ مسجد الاقصیٰ کا با برکت ہونا 12؛ مسجد الاقصیٰ کے خصوصیات 12

مسجد الحرام :

مسجد الحرام کی اہمیت 11

معراج:

معراج اللہ کی نشانیاں میں سے 16؛ شب معراج کی فضیلت 16

مقدس مقامات: 11

وَأَتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ إِلَّا تَنَجَّدُوا مِن دُونِي وَكَيْلًا (٢)

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی اور اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنا دیا کہ خبردار میرے علاوہ کسی

کو اپنا کارساز نہ بنانا (2)

- 1_ اللہ نے موسیٰ (ع) کو آسمانی کتاب (توریت) عطا کی تا کہ اس کے ذریعے بنی اسرائیل کی ہدایت ہو۔
 وائینا موسیٰ الکتاب وجعلناہ ہدیٰ لینی اسرائیل
 2_ بنی اسرائیل حضرت موسیٰ (ع) کی دعوت کا مرکز تھے اور انکی ہدایت آپ کا اہم مقصد اور ذمہ داری تھی۔
 وائینا موسیٰ الکتاب وجعلناہ ہدیٰ لینی اسرائیل
 (مجموعی طور پر ان آیات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) کی دعوت عالمگیر تھی لیکن اس آیت میں بنی اسرائیل کا بالخصوص ذکر اس لئے کیا گیا کیونکہ وہ حضرت موسیٰ (ع) کی دعوت کا مرکز تھے۔

15

- 3_ حضرت موسیٰ (ع) صاحب شریعت پیغمبروں میں سے تھے۔
 وائینا موسیٰ الکتاب
 (حضرت موسیٰ (ع) کو مستقل کتاب عطا ہونا اس بات کی دلیل تھی کہ آپ (ع) کے پاس گذشتہ شریعتوں کی نسبت جدید تعلیمات اور شریعت تھی اسی سے واضح ہوا کہ آپ (ع) مستقل اور جدا شریعت کے حامل تھے۔
 4_ کتاب اور تدوین شدہ اصول انسانوں کی ہدایت اور ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔
 وائینا موسیٰ الکتاب وجعلناہ ہدیٰ لینی اسرائیل
 (کتاب اصل میں صحیفہ اور لکھی چیزوں کا مجموعہ ہے (مفردات راغب) ہدایت کے لئے کتاب کا ذکر مذکورہ نکتہ کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔
 5_ توحید عملی اور خدائے وحدہ لا شریک پر بھروسہ کرنا توریت کا حقیقی پیغام ہے۔
 وائینا موسیٰ الکتاب لا تتخذوا من دونی وکیل
 "ألا تتخذوا" میں موجود "أن" تفسیر و تشریح کے لئے ہے۔ اور یہ ان مطالب اور باتوں کی تفسیر کر رہا ہے کہ جو لفظ کتاب (توریت) میں ہیں چونکہ یہاں تمام توریت کے مطالب میں سے توحید بیان کی گئی ہے تو اس سے اس کی خصوصی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔
 6_ موحد اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والا انسان ایک ہدایت یافتہ انسان ہے۔
 وجعلناہ ہدیٰ لا تتخذوا من دونی وکیلا
 (ألا تتخذوا میں موجود "أن" اس جملہ "جعلناہ ہدیٰ لینی اسرائیل" کی تشریح کر رہا ہے توحید اور غیر خدا پر بھروسہ نہ کرنے کو ہدایت کا مظہر و مصداق بتا رہا ہے۔ لہذا موحد شخص ہی ہدایت یافتہ ہے)
 7_ انسان ایک کارساز اور حامی و ناصر کا محتاج ہے اور اس کی یہ ضرورت صرف اللہ تعالیٰ پوری کرنے والا ہے۔
 ألا تتخذوا من دونی وکیل
 مندرجہ بالا مطلب ہم نے ان دو باتوں سے اخذ کیا ہے :

- 1_ "التوکیل" لغت میں غیر پر بھروسہ کرنا اور اسے نائب بنانے کے معنی میں ہے۔
 2_ آیت میں انسان کی کارساز کی طرف احتیاج کو مسلم اور شمار کیا گیا ہے۔
 پس غیر خدا پر بھروسہ کرنے کی نہی سے یہ حقیقت واضح ہو گئی ہے کہ فقط اللہ تعالیٰ اس ضرورت کو پورا کرنے والا ہے۔

انبیاء:

انبیاء اولوالعزم 3

انسان :

انسان کی معنوی ضرورتیں 7

بنی اسرائیل :

بنی اسرائیل کو دعوت دینا 2; بنی اسرائیل کی ہدایت کے اسباب 1,3; بنی اسرائیل کی ہدایت 2

16

بھروسہ کرنے والے:
 بھروسہ کرنے والوں کے مقامات 6 ; بھروسہ کرنے والوں کی ہدایت 6
 ترقی :
 ترقی کے عوامل 4
 توحید :
 توحید کی اہمیت 5 ; توحید افعالی 7
 توریت:
 توریت کی تعلیمات 5; توریت میں توحید 5; توریت کا آسمانی کتابوں میں سے ہونا 1 ; توریت میں بھروسہ 5; توریت
 کا ہدایت دینا 1
 توکل:
 توکل کی اہمیت 5
 ضرورتیں:
 بھروسہ کی ضرورت 7; ضرورتوں کو پورا کرنے والا منبع 7
 قانون:
 قانون کی اہمیت 4
 کتاب:
 کتاب کا کردار 4
 موحدین :
 موحدین کے مقامات 6 ; موحدین کی ہدایت 6
 موسیٰ (ع) :
 حضرت موسیٰ کی آسمانی کتاب 1; حضرت موسیٰ کی ذمہ داری 2; حضرت موسیٰ کی دعوت کے مخاطبین 2; حضرت
 موسیٰ (ع) کی نبوت 3; حضرت موسیٰ کا ہدایت کرنا 2
 ہدایت:
 ہدایت کے عوامل 4

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا (۳)
 یہ بنی اسرائیل ان کی اولاد مہیں جن کو ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں اٹھایا تھا جو ہمارے شکرگذار بندے تھے (3)

1_ بنی اسرائیل ان لوگوں کی نسل تھی کہ جو حضرت نوح (ع) کے ہمراہ کشتی میں تھے۔
 ہدیٰ لبنی اسرائیل ذریعہ من حملنا مع نوح
 2_ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو انکے اسلاف کا ایمان اور شرافت یاد دلائی ہے۔
 ہدیٰ لبنی اسرائیل ذریعہ من حملنا مع نوح
 (لفظ ذریعہ یا مقدر حرف ندا کی وجہ سے منصوب ہے یا مقدر فعل "اخص" کی وجہ سے منصوب ہے۔ بہر حال دونوں
 صورتوں میں "نوح کے ہمراہ لوگوں کی نسل" کا عنوان مندرجہ بالا مطالب کو

17

واضح کر رہا ہے۔
 3_ اسلاف کا مؤمن اور موحد ہونا انسان کی ذمہ داریوں کو سنگین کر دیتا ہے۔
 ذریعہ من حملنا مع نوح
 (بنی اسرائیل کو انکے مؤمن و صالح اسلاف کی یاد دلا کر ان کو اپنی ذمہ داری سے آگاہ کیا گیا ہے)
 4_ بنی اسرائیل کا حضرت نوح (ع) کے ہمراہ لوگوں سے منسوب ہونا باعث ہوا کہ وہ اپنی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ کی
 عنایت کے لائق قرار پائے۔

وَأَتَيْنَا مُوسَى ذُرِّيَّةً مِنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ
(مندرجہ بالا مطلب کی اساس یہ ہے کہ ذریۃ "فعل اخص" کی بنا پر منصوب ہے اور یہ پورا جملہ "ذریۃ من حملنا ... " ما قبل آیت "وَأَتَيْنَا مُوسَى ..." کی علت قرار پایا۔ یعنی ہم نے توریت نازل کر کے چاہا کہ بنی اسرائیل ہدایت پائیں کیونکہ وہ حضرت نوح (ع) کے ہمراہیوں کی اولاد تھے)۔

5۔ اسلاف کا کردار انکی نسل کے ہدایت یافتہ ہونے اور الہی نعمات پانے میں تا ثیر رکھتا ہے۔

وَأَتَيْنَا مُوسَى الْكَتَبَ ذُرِّيَّةً مِنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ
مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ جملہ "ذریۃ من" پچھلی آیت "وَأَتَيْنَا مُوسَى الْكَتَابَ" کے لئے علت قرار پایا ہے۔ یعنی چونکہ بنی اسرائیل حضرت نوح (ع) کے کشتی میں سوار ساتھیوں کی اولاد تھے لہذا انہیں آسمانی کتاب توریت کی ہدایت سے بہرہ مند ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

6۔ توریت کا بنی اسرائیل کو ان کی رشتہ داری اور جذبات کے ذریعے ہدایت اور توحید کی طرف مائل کرنا۔
وَأَتَيْنَا مُوسَى ذُرِّيَّةً مِنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ

مذکورہ مطلب دو نکات پر استوار ہے۔

1۔ "ذریۃ" محذوف حرف ندا کی وجہ سے منصوب ہے اور پچھلی آیت سے توریت کی بات کو آگے بڑھا رہا ہے۔
(وَأَتَيْنَا مُوسَى الْكَتَابَ أَلَا تَتَذَكَّرُ أَمْ ذُرِّيَّةً مِنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ)

2۔ آیت بنی اسرائیل کو توحید کی دعوت دینے کے ساتھ ہی انہیں یاد دلا رہی ہے کہ وہ نوح کے ہمراہ نجات یافتہ لوگوں کی نسل ہے تا کہ اس ذریعے ان میں دعوت توحید کو قبول کرنے کا جذبہ ابھار جائے۔

7۔ رشتوں کے احساسات سے استفادہ کر کے لوگوں کی ہدایت کرنا قرآن کی ہدایت دینے کی روشوں میں سے ایک روش ہے۔

أَلَا تَتَذَكَّرُ أَمْ ذُرِّيَّةً مِنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ

مذکورہ مطلب اس صورت میں درست ہے اگر ہم قائل ہوں کہ جملہ "ذریۃ من حملنا" قرآن کا کلام ہے نہ کہ توریت کی تعلیم)

8۔ بندگی، بہت زیادہ شکر گزاری اور ہمیشہ بارگاہ الہی سے وابستگی حضرت نوح۔ کی اہم خصوصیات میں

18

سے تھیں۔

إِنَّكَ عَبْدٌ شَكُورٌ

(حضرت نوح۔ کے گوناگوں اوصاف میں سے فقط بندگی اور شکر گزاری کو یاد کیا گیا ہے اور یہ دونوں ان کی نمایاں صفات تھیں قابل ذکر کہ بندگی اور شکر گزاری میں ہمیشگی کا معنی جملہ اسمیہ "انہ کان ... " سمجھا جاتا ہے کیونکہ جملہ اسمیہ ہمیشگی اور دوام پر دلالت کرتا ہے)

9۔ حضرت نوح۔ کی بندگی اور دائمی شکر گزاری کی جزاء انکی اور انکے ہمراہیوں کی نجات تھی۔

ذریۃ من حملنا مَعَ نُوحٍ إِنَّكَ عَبْدٌ شَكُورٌ

"ذریۃ ... "سے حضرت نوح(ع) کے ہمراہیوں کی غرق سے نجات کی طرف اشارہ ہے اور جملہ "إِنَّكَ عَبْدٌ شَكُورٌ" انکی نجات کی علت ہوگا۔ یعنی چونکہ حضرت نوح (ع) شکر گزار بندے تھے لہذا انہیں اور ان کے ساتھیوں کو نجات بخشی۔

10۔ بندگی اور بارگاہ الہی میں شکر گزاری بہت اہمیت اور قدر و قیمت کی حامل ہے۔

إِنَّكَ عَبْدٌ شَكُورٌ

مندرجہ بالا آیت حضرت نوح۔ کی تعریف میں ہے اور اس میں صرف دو صفتیں بیان ہوئی ہیں۔ اس سے ان دو صفتوں کی اہمیت اور قدر و قیمت کا علم ہوتا ہے۔

11۔ وعن أبي جعفر (ع) : ... وليس كل من في الأرض من بنى آدم من ولد نوح قال الله في كتابه : "ذریۃ من حملنا مَعَ نُوحٍ" (1)

امام محمد باقر (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ: ایسا نہیں ہے کہ زمین پر تمام لوگ حضرت نوح (ع) کی اولاد ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "ذریۃ من حملنا مَعَ نُوحٍ"۔

12_ "عن أبي حمزة عن أبي جعفر (ع) قال: ... قلت: فما عني بقوله في نوح "إنه كان عبداً شكوراً" قال: كلمات بالغ فيهنّ قلت: وما بنّ؟ قال كان إذا أصبح قال: أصبحت أشهدك ما أصبحت بي من نعمة أو عافية في دين أو دنيا فأنها منك وحدك لا شريك لك فلك الحمد على ذلك ولك الشكر كثيراً كان يقولها إذا أصبح ثلاثاً وإذا أمسى ثلاثاً..." (2)

ابو حمزه کہتے ہیں میں نے امام باقر (ع) سے پوچھا: پروردگار کی حضرت نوح (ع) کے بارے میں اس جملے "انہ کان عبداً شکوراً" سے کیا مراد ہے؟ امام (ع) نے فرمایا: یہاں مراد وہ کلمات تھے کہ جو حضرت نوح (ع) اکثر کہا کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا وہ کون سے کلمات ہیں؟ امام (ع) نے فرمایا: جب صبح ہوتی تھی وہ کہا کرتے تھے "اصبحت اشهدك ما اصبح بي من نعمة او عافية" حضرت نوح _ ہر صبح و شام ان کلمات کو تین مرتبہ کہا کرتے تھے۔

13_ وعن أبي فاطمة أن النبي (ص) قال :

(1) تفسیر قمی ج 3، ص 223، نور الثقلین ، ج 3، ص 136، ح 68 _
(2) کافی ، ج 2، ص 535، ح 38، نور الثقلین ج 3، ص 136، ح 71 _

19

کان نوح (ع) لایحمل شیئاً صغیراً ولا کبیراً إلا قال بسم الله والحمد لله
فسماہ الله عبداً شکوراً _ (1)

ابی فاطمہ سے روایت ہوئی ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: حضرت نوح (ع) جب بھی کسی بڑی یا چھوٹی چیز کو اٹھاتے تھے تو کہا کرتے تھے: بسم الله و الحمد لله تو الله تعالیٰ نے انہیں عبد شکور کا نام دیا _

احساس :

کردار 7

الله :

الله کی عنایت کی لیاقت 4; خدا کی یاد دہانی 2

انسان:

گذرے ہوئے لوگ 11

اہمیت : 10

بندگی :

بندگی کی اہمیت 10; بندگی کی قدر و قیمت 10

بنی اسرائیل :

بنی اسرائیل کے احساسات کی اہمیت 6; بنی اسرائیل کے خونی تعلق کی اہمیت 6; بنی اسرائیل کی عنایت کی لیاقت 4

; بنی اسرائیل کے گذشتگان 1، 4; بنی اسرائیل کے گذشتگان کا ایمان 2; بنی اسرائیل کے گذشتگان کے فضائل 2; بنی

اسرائیل کی ہدایت کی لیاقت 4; بنی اسرائیل کو یاد دلانا 2

توحید:

توحید کی طرف ہدایت 6

توریت:

توریت کی ہدایت دینے کی روش 6

رشتہ :

خونی رشتہ کی اہمیت 7

روایت: 11، 12، 13

ذمہ داری :

ذمہ داری میں مؤثر اسباب 3

شکر:

اہمیت 10; قدر و قیمت 10

اسلاف:

اسلاف کے عمل کے آثار 5; مسلم مؤمنین کی اہمیت 3

نعمت:

نعمت کی استعداد 5

نوح:

حضرت نوح (ع) کی بندگی کی جزاء 9; حضرت نوح (ع) کی خصوصیات 8; حضرت نوح (ع) کی دائمی شکر گزاری

8; حضرت نوح (ع) کی دائمی بندگی 8; حضرت نوح (ع) کی شکر گزاری 12; حضرت نوح (ع) کی شکر گزاری کی

جزاء 9; حضرت نوح (ع) کی فضیلتیں 8; حضرت نوح (ع) کی نسل 11; حضرت نوح (ع) کی نجات کے اسباب 9;

حضرت نوح (ع) کی ہر اہیوں کی نجات کے اسباب 9; حضرت نوح (ع) کی ہر اہیوں کی نسل 1، 4

ہدایت:

ہدایت کے اسباب 5، 7; ہدایت کا طریقہ

.....

(1) الدر المنثور، ج5، ص236۔

تفسیر راہنما جلد 10

20

وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَآئِيلَ فِي الْكِتَابِ لِنُفْسِدَنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلِنَعْلُنَ عُلُوًّا كَبِيرًا (٤)

اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں یہ اطلاع بھی دیدی تھی کہ تم زمین میں دو مرتبہ فساد کرو گے اور خوب بلندی حاصل کرو گے (4)

1_ اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل کو آنے والے دنوں میں ان کے دو دفعہ قطعی فساد کرنے پر خبردار کرنا۔

وقضینا إلی بنی اسرائیل فی الکتاب لتفسدن فی الأرض مرتین

(اللہ تعالیٰ 4 سے 8 تک آیات میں بنی اسرائیل کے فساد اور ان کے سرکوب ہونے کی خبر دی ہے اب یہ کہ یہ فساد دوبار اب

تک متحقق ہو چکا ہے یا نہیں اس میں مفسرین کی مختلف اباحت اور آراء ہیں۔ آیات سے یا کسی اور مقام سے ہمارے پاس

کوئی یقینی اور قطعی دلیل نہیں ہے کہ جو یہ ثابت کرے کہ یہ دو فساد واقع ہو چکے ہیں یا نہیں۔ لہذا آیات میں یہ مطلب

پیشیں گوئی کی صورت میں بیان ہوا ہے کہ جو ان دو احتمالوں کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ "قضائ" فیصلہ

کرنے کے معنی میں ہے اور جب یہ الی کے ذریعے متعدی ہوتا ہے تو یہ بتانے اور اعلان کرنے کے معنی میں ہوتا ہے

جس طرح کہ بعد میں بھی آ رہا ہے کہ یہ آیت مبارکہ خبردار کر رہی ہے۔)

2_ توریت آسمانی کتاب ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

وقضینا إلی بنی اسرائیل فی الکتاب۔

(مذکورہ مطلب کی اساس یہ ہے کہ "الکتاب" سے مقصود توریت ہے کیونکہ یہاں "ال" عہد ذکری قرینہ ہے)

3_ توریت کی بنی اسرائیل کے دو اہم فسادوں کے حوالے سے پیش گوئی۔

وقضینا إلی بنی اسرائیل فی الکتاب لتفسدن فی الأرض مرتین

4_ اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل کو ان کی سرکشی اور بڑی بزرگی چاہنے پر خبردار کرنا _
 وقضینا الی بنی اسرائیل ولتعلن علواً کبیراً _
 (قرینہ "لتفسدن فی الارض" اور دوسر

21

قرینہ جو کہ بعد میں آرہا ہے ان دونوں قرینوں کی بدولت "لتعلن" سے مراد بنی اسرائیل کی بڑائی طلبی ہے نہ یہ کہ ان کا معاشرتی حوالے سے بلند ہونا ہے)۔

5_ توریت کا بنی اسرائیل کی زمین میں قطعی سرکشی اور بڑائی طلبی کے حوالے سے پیشین گوئی کرنا _
 وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتب ولتعلن علواً کبیر

6_ بنی اسرائیل کا بڑائی طلبی اور متجاوز روح کا حامل ہون
 وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علواً کبیر

اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل کو ان کی فتنہ پسندی اور بڑائی طلبی پر بُرے نتائج میں گرفتار ہونے پر خبردار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ متجاوز روح رکھتے تھے۔

7_ بنی اسرائیل کا فتنہ و فساد بہت وسیع اور عالمگیر ہے۔
 لتفسدن فی الارض مرتین

(مذکورہ مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ "ارض" سے مراد تمام زمین ہے جو کہ ان کے وسیع پیمانے پر فساد کا کناہ ہے)

8_ بنی اسرائیل کے زمین پر دو فساد، ان کے تاریخی انقلابات اور بڑے حوادث میں سے ہیں _
 لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علواً کبیر

9_ وعن امیرالمومنین _ والقضاء علی أربعة اوجه والرابع قضاء العلم و هو قوله: "قضینا الی بنی اسرائیل" معناه علمنا من بنی اسرائیل؛(1)

امیرالمومنین _ سے روایت ہوئی ہے کہ "قضائ" کی چار صورتیں ہیں اس کی چوتھی صورت یہ ہے کہ قضاء علم کے معنی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ "قضینا الی بنی اسرائیل" یعنی ہم بنی اسرائیل کے کاموں کو جانتے تھے

10_ عن علی بن ابی طالب (ع) فی قوله "لتفسدن فی الارض مرتین" قال: الاولى قتل زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام والاخری قتل عیسیٰ _ (2) امام علی بن ابی طالب _ سے اللہ تعالیٰ کی اس کلام "لتفسدن فی الارض مرتین" کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: انہوں نے پہلی دفعہ حضرت زکریا _ کو قتل کیا تھا اور دوسری دفعہ حضرت یحییٰ _ کو قتل کیا تھا۔

اللہ:

اللہ کی خبر 4; اللہ کا علم 9

بنی اسرائیل :

بنی اسرائیل کی بڑائی طلبی 4; بنی اسرائیل کی تاریخ 8; بنی اسرائیل کا تکبر 5; بنی اسرائیل کو خبردار کرنا 1 تا 4; بنی

اسرائیل کی روح متجاوز 6; بنی اسرائیل کی روح متکبر 6; بنی اسرائیل کی سرکشی 4، 5; بنی اسرائیل کا فساد کرنا 1، 3; بنی

22

اسرائیل کے فساد کرنے کی تعداد 8; فساد کا وسیع پیمانے پر ہونا 7
 توریت:

توریت کا آسمانی کتاب ہونا 2; توریت کی پیشین

گوئی 3، 5; توریت کا نزول 2

روایت : 9، 10

قضا:

قضا کی مراد 9

فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَنَا أُولَىٰ بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا (۵)
اس کے بعد جب پہلے وعدہ کا وقت آگیا تو ہم نے تمہارے اوپر اپنے ان بندوں کو مسلط کر دیا جو بہت سخت قسم کے جنگجو تھے اور انہوں نے تمہارے دیار میں چن چن کر تمہیں مارا اور یہ ہمارا ہونے والا وعدہ تھا (5)

- 1_ اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل کے پہلے فساد کے بعد ان سے طاقتور اور جنگجو لوگوں کے ذریعے انتقام لینا۔
فاذا جاء وعد اولهما بعثنا عليكم عباداً لنا اولی باس شدید۔
(لغت میں "باس" سے مراد جنگ میں سختی ہے اور "اولی باس" سے مراد طاقتور جنگجو) ہے۔
- 2_ اللہ تعالیٰ طبعی اسباب اور اپنے بندوں کے ذریعے زمین کے سرکش عوام کو سرکوب کرتا ہے۔
بعثنا عليكم عباداً لنا اولی باس شدید۔
- 3_ بنی اسرائیل کے پہلے فساد کو ختم کرنے والے طاقتور اور جنگجو لوگ تھے۔
بعثنا عليكم عباداً لنا اولی باس شدید۔
- 4_ بنی اسرائیل کا اپنے فساد کے پہلے مرحلے میں طاقتور اور جنگجو ہونا۔
بعثنا عليكم عباداً لنا اولی باس شدید۔
- بنی اسرائیل کو سرکوب کرنے کے لئے انتہائی طاقتور لشکر کا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بھی بہت بڑے جنگجو تھے۔
- 5_ اللہ تعالیٰ انسانوں کو ان کے تجاوز اور سرکشی کے بعد کیفر کردار تک پہنچاتا ہے۔
وقضينا إلی بنی اسرائیل فی الکتب لتفسدن فی الأرض مرتین فاذا جاء وعد اولهم

23

- بعثنا عليكم عبادنا اولی باس شدید۔
- 6_ دشمنوں کی سرکوبی کے لئے ضروری قدرت و طاقت ناگزیر امر ہے۔
بعثنا اولی باس شدید۔
- 7_ طاقتور جنگجوؤں کا سرزمین بنی اسرائیل پر وارد ہونے کے بعد انکی سرکوبی کے لئے گھر گھر جستجو کرنا۔
بعثنا فجاسوا خلل الدیار
- الجوس (جاسوا کا مصدر) سے مراد آمد و رفت ہے (لسان العرب) یہ لفظ عموماً کسی چیز کا پتہ چلانے اور خبر لینے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔
- 8_ فتنہ و فساد برپا کرنے کے بعد بنی اسرائیل کا اپنے گھر میں بھی ناامن ہونا اور جنگجوؤں کی طرف سے مورد تعاقب قرار پانا۔
فجاسوا خلل الدیار
- 9_ بنی اسرائیل کا فتنہ و فساد اور پھر طاقتور جنگجوؤں کے ہاتھوں سرکوب ہونا اللہ تعالیٰ کا قطعی اور تبدیل نہ ہونے والا وعدہ ہے۔
بعثنا عليكم وكان وعداً مفعول
- 10_ بڑائی طلب اور مفسد لوگوں کو دبانے کی ضروری ہے چاہے اس کام کے لیے طاقت کا استعمال اور ان کی سلامتی کو ختم کرنا پڑے۔
بعثنا عليكم عباداً لنا اولی باس شدید فجاسوا خلل الدیار
- یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: "بنی اسرائیل کے فتنہ کو خاموش کرنے کے لئے ہم طاقتور لشکر بھیجیں گے" سے معلوم ہوا فساد کرنا مذموم و منفور کام ہے کہ جسے ختم کرنا درست اور پسندیدہ کام ہے

اللہ :

اللہ کے وعدہ کا قطعی ہونا 9; اللہ کا انتقام 1; اللہ کی سزائیں 5

بنی اسرائیل :

بنی اسرائیل سے انتقام لیا جانا 1; بنی اسرائیل کی تاریخ 1، 3; بنی اسرائیل کی تعاقب 8; بنی اسرائیل کی سرکوبی، 9; بنی اسرائیل کی سرکوبی کرنے والوں کی طاقت 3; بنی اسرائیل کی طاقت 4; بنی اسرائیل کا فساد کرنا 4، 9; بنی اسرائیل کے فساد کرنے کے نتائج 1، 8; بنی اسرائیل کی انانیت 8
پروردگار کے کام کرنے والے : 1

تجاوز :

تجاوز کی سزا 5

تکبر کرنے والے :

سرکوب کرنے کی اہمیت 10

دشمن :

دشمن کو سرکوب کرنے کی طاقت 6

سزا کا نظام 5

24

فوجی آمادگی :

فوجی آمادگی کی اہمیت 6

طبیعی اسباب:

طبیعی اسباب کی اہمیت کردار 2

طاقت :

اہمیت 6

فساد کرنے والے :

فساد کرنے والوں کو سرکوب کرنے کی قدر 10

نافرمانی:

نافرمانی کی سزا 5

نافرمانی کرنے والے :

نافرمانوں کو سرکوب کرنے کے ذرائع 2

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا (٦)

اس کے بعد ہم نے تمہیں دوبارہ ان پر غلبہ دیا اور اموال و اولاد سے تمہاری مدد کی اور تمہیں بڑے گروہ والا بنادیا (6)

1_ بنی اسرائیل کا پہلی شکست کے بعد اللہ تعالیٰ کی مشیت سے دوبارہ طاقتور ہونا _

ثم ردنا لكم الكرّة عليهم

(کرہ کا لغوی معنی واپس لوٹنا ہے، حکومت اور مخلوق کے تباہ اور برباد ہونے کے بعد دوبارہ بننا بہر حال یہاں کرہ سے مراد قوت و طاقت کا واپس آنا ہے)

2_ پہلی شکست کے بعد اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے بنی اسرائیل کا اپنے جنگجو دشمنوں پر فتح پانا _

ثم ردنا لكم الكرّة عليهم

3_ تاریخی تبدیلیاں (امتوں کی فتح و شکست) اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے تحت ہیں _

بعثنا عليكم عبداً ثم ردنا لكم الكرّة

4_ بنی اسرائیل کی پہلی شکست اور فتح کے درمیان فاصلہ کا ہونا _

ثم ردنا لكم الكرّة عليهم

("ثم" زمانی فاصلہ کو بیان کر رہا ہے)

5_ پہلی شکست کے بعد اللہ تعالیٰ کی امداد سے بنی اسرائیل کائنات سے اقتصادی اور افرادی قوت کا بننا _

ثم ردنا لكم الكرّة عليهم و امددناكم باموال وبنين _

6_ پہلی شکست کے بعد بنی اسرائیل کا اپنے دشمنوں پر دوبارہ غلبہ اللہ تعالیٰ کی دی گئی اقتصادی اور افرادی طاقت پر قائم ہوا۔

25

وآمدنکم بأموال و بنین

7_ اقتصادی اور افرادی قوت کا بڑھنا اور ان دونوں میں توازن امتوں کے مقدر میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔
وامدناکم با موال و بنین

(مال اور بیٹوں کا ایک دوسرے کے ساتھ ذکر ہونا واضح کر رہا ہے کہ ان دونوں کا ایک دوسرے کے قریب ہونا امتوں کا اپنے دشمنوں پر غلبہ پانے میں کار ساز ہے۔

8_ بنی اسرائیل کی تاریخ سخت نشیب و فراز کی حامل ہے۔

بعثنا علیکم عبداً لنا أولى باس شدید ثم ردنا لکم الکرة علیہم و آمدنکم بأموال و بنین

9_ پہلی شکست کے بعد دشمن کی تعداد پر بنی اسرائیل میں افرادی قوت اور جنگی سپاہیوں کا بڑھنا۔
وجعلنکم اکثر نفیر

10_ دشمن کی افرادی اور اقتصادی طاقت پر برتری اور غلبہ پانے کے لئے اقتصادی ترقی اور آبادی بڑھانا ایک شائستہ اور ضروری سیاست ہے۔

وامدناکم با موال و بنین وجعلنکم اکثر نفیر

جملہ "جعلناکم" و "آمدناکم" والے جملے کے لئے نتیجہ کی مانند ہے کیونکہ لغت میں "نفیر" لوگوں کے اس گروہ کو کہتے ہیں کہ جنکے پاس ایک ساتھ کوچ کرنے کے لئے ضروری آمادگی ہو (مفردات راغب) تو یہاں ہم یہ نکتہ اس سے لیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے مال اور بیٹوں کی مدد سے تمہیں یہ طاقت دی کہ تم اپنے دشمنوں پر غلبہ پالو۔

11_ اللہ تعالیٰ اجتماعی تبدیلیوں کو اپنی مشیت سے طبعی اسباب کے ذریعہ انجام دیتا ہے۔
وامدناکم بأموال و بنین وجعلنکم اکثر نفیر

12_ بنی اسرائیل کا اپنے فتنہ و فساد کی سزا بھگتنے اور جنگجو لوگوں سے شکست قبول کرنے کے بعد کلی طور پر بہتر اور مفید قدم اٹھانا۔

لنفسدن فی الأرض بعثنا علیکم عبداً لنا أولى باس شدید ثم ردنا لکم الکرة علیہم و آمدناکم با موال و بنین وجعلنکم اکثر نفیراً۔
بعد والی دو آیت "ان عدتم عدنا" اس بات پر قرینہ ہے کہ بنی اسرائیل اپنی شکست کے بعد تنبیہ پاچکے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی۔

26

اقتصاد:

اقتصادی ترقی کے آثار 7: اقتصادی ترقی کی اہمیت 10

اقوام:

وقت میں مؤثر اسباب 7

اللہ:

اللہ کے ارادہ کے نتائج 1، 2، 3؛ اللہ کے ارادہ کے جاری ہونے کے ذرائع 11؛ اللہ کی امداد 5 مدد کے نتائج 6؛ اللہ کی مرضی کے جاری ہونے کے ذرائع 11

امتیں:

امتوں کی شکست کا سبب 3؛ امتوں کی فتح کا سبب 3

بنی اسرائیل:

بنی اسرائیل کی اصلاح کے عوامل 12؛ اقتصادی طاقت 5، 6؛ بنی اسرائیل کی اقتصادی طاقت کا سبب 5؛ بنی اسرائیل کی

امداد 5، 6؛ تاریخ 1، 2، 4؛ بنی اسرائیل کی حاکمیت کا سبب 6؛ بنی اسرائیل کی سزا کے نتائج 12؛ بنی اسرائیل کی

شکست 1، 4؛ بنی اسرائیل کی شکست کے نتائج 12؛ طاقت 9؛ بنی اسرائیل کی طاقت کا سبب 1؛

بنی اسرائیل کی طاقتوں کو دوبارہ منظم کرنا 5; بنی اسرائیل کی فتح 4; بنی اسرائیل کی فتح کا سبب 2; بنی اسرائیل کی کثرت 9 تاریخ : تاریخ کی تبدیلیوں کا سبب 3 تعداد: تعداد میں ترقی کے نتائج 7; تعداد میں زرترقی کی اہمیت 10 دشمن: دشمن پر فتح کے اسباب 10 طبیعی اسباب : طبیعی اسباب کی اہمیت 11 معاشرہ: معاشرتی تبدیلیوں کے اسباب 11

27

إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُوءُوا وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبَرُوا مَا عَلِمُوا تَنْبِيْرًا (٧)

اب تم نيك عمل کرو گے تو اپنے لئے کرو گے۔ اس کے بعد جب دوسرے وعدہ کا وقت آگیا تو ہم نے دوسری قوم کو مسلط کر دیا تا کہ تمہاری شکلیں بگاڑ دیں اور مسجد میں اس طرح داخل ہوں جس طرح پہلے داخل ہوئے تھے اور جس چیز پر بھی قابو پالیں اسے باقاعدہ تباہ و برباد کر دیں (7)

- 1_ خداوند عالم نے بنی اسرائیل کو بتادیا کہ نیکی کی طرف پلٹنے اور کردار کی بدی ان کے اختیار میں ہے۔
إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا
- 2_ بنی اسرائیل کا نیک کاموں اور احسان کی طرف متوجہ ہونا ان کی قدرت اور آسائش کے بازگشت کا زمینہ ساز ہے۔
ثم رردنا لكم الكرة ... إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا
جملہ "إِنْ أَحْسَنْتُمْ" کا اشارہ اس بات کی طرف ہوسکتا ہے کہ اگر تم نے نیکی کے راستے کو اپنایا تو اس کا نتیجہ جو قدرت رفاه اور آسائش ہے _ تمہیں نصیب ہوگا۔
- 3_ انسان کے اچھے ہونے یا برے عمل کی بازگشت صرف اسی کی طرف ہوگی۔
إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا
- 4_ نیکیوں کے بیان میں تفصیل و تاکید اور برائیوں کے بیان میں اختصار کا لحاظ ایک اچھا اور پسندیدہ طریقہ ہے۔
إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا
ہم نے یہ مطلب "ان اساتم فلها" کی مختصر

28

- تعبیر کے مقابلے میں "إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ" کی تفصیلی تعبیر سے سمجھا ہے۔
- 5_ انسان کی طرف اس کے عمل اور اس کے آثار کی حتمی بازگشت، اللہ تعالیٰ کی ناقابل تبدیل سنتوں میں سے ہے۔
إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا
 - 6_ انسانوں کا اپنے آثار سے روبرو ہونا، صرف آخرت سے خاص نہیں ہے۔
گذشتہ آیات کہ جو بنی اسرائیل کے دنیاوی اعمال کے آثار کے متعلق ہیں کی طرف توجہ کرتے ہوئے اس آیت کا مضمون صرف آخرت سے خاص نہیں ہے بلکہ وہ مطلق ہے اور انسان کے دنیاوی اور اخروی اعمال کے آثار کو بھی شامل ہے۔
 - 7_ بنی اسرائیل کا فساد پھیلانا اور ان کا برا کردار، ان کی شکست اور نابودی کے لئے زمینہ ساز تھے۔
بعثنا عليكم عباداً لنا ... و إِنْ أَسَأْتُمْ ...

ہوسکتاہے کہ جملہ ان اساتم بنی اسرائیل کی پہلی شکست اور بعد میں ان کی ایک اور شکست کی علت کو بیان کرنے کے لئے ہو یعنی ان کی شکستیں ، ان کی برائیوں کا نتیجہ ہیں۔

8_ بنی اسرائیل کا قدرت اور رفاہ کے بعد دوبارہ فساد پھیلانا۔

لنفسن فی الأرض مرتین ... ثم رددناه لكم الكرة عليهم ... فإذا جاء وعد الآخرة ليسنوا وجوبكم
9_ بنی اسرائیل کے دوسری مرتبہ فساد پھیلانے کے بعد ان پر طاقتور جنگجوؤں کی چڑھائی اور ان کی چہروں پر غم اور شکست کے آثار کا نمایاں ہونا۔

فإذا جاء وعد الآخرة ليسنوا وجوبكم
"ليسنوا" میں "ہم" کی علی ضمیر "عباد" کی طرف لوٹتی ہے اس کا لام تعلیل کے لئے ہے یعنی ہمارے بندے تمہیں (بنی اسرائیل) غمگین کرنے کے لئے آئینگے۔

10_ طاقتور جنگجوؤں کے ذریعے مسجد الاقصی کی فتح اور بنی اسرائیل کے دوبارہ فساد پھیلانے کے بعد مسجد الاقصی کا ان کے ہاتھوں سے نکل جانا۔
و ليدخلوا المسجد كما دخلوه ا وّل مرة:

اکثر مفسرین کا نظریہ ہے کہ "المسجد" سے مسجد الاقصی مراد ہے۔

11_ پہلے فاتحین اور اسی پہلے طریقے کے ذریعے، بنی اسرائیل کے ہاتھوں سے مسجد الاقصی کی دوبارہ آزادی۔
و ليدخلوا المسجد كما دخلوه ا وّل مرة

12_ بنی اسرائیل کے مقابلے میں فتح پانے والے مخالفین کے ہاں مسجد الاقصی کی حد درجہ اہمیت۔
و ليدخلوا المسجد كما دخلوه ا وّل مرة

اس مطلب سے کہ جنگجو، بنی اسرائیل کے ساتھ جنگ کرتے وقت دوبار مسجد الاقصی میں داخل ہوئے، استفادہ ہوتا ہے کہ جنگجوؤں کے ہاں مسجد الاقصی حد درجہ اہمیت اور احترام کی حامل تھی۔

13_ مسجد الاقصی کو فتح کرنے والے جنگجوؤں کا فساد پھیلانے والے اور سرکش بنی اسرائیل پر دوسر

29

حملہ، ایک سنگین اور تبارہ کن حملہ تھا۔
و ليتبروا ما علوه تتيبر

"تتيبراً" ہلاک کرنے کے معنی میں ہے اور مفعول مطلق (تتيبراً) کو تاکید کے لئے لایا گیا ہے اور یہ حملے کی سنگینی کو سمجھاتا ہے۔

14_ طاقتور جنگجوؤں کے دوسرے حملے کے نتیجے میں ، بنی اسرائیل کے آثار اور تمدن کی مکمل تباہی اور نابودی۔
و ليتبروا ما علوه تتيبر

15_ قال الرضا (ع) في قول الله عزوجل: " إن أحسنتم أحسنتم لا نفسكم و أن ا سا تم فلها": إن أحسنتم أحسنتم لانفسكم و ان ا سا تم فلها رب يغفر لها" امام رضا (ع) نے اللہ تعالیٰ کے اس قول ان احسنتم احسنتم لانفسك و ان ا سا تم فلها کے متعلق فرمایا: اگر تم کوئی نیکی کرو گے تو اپنے لئے نیکی کرو گے اور اگر تم برائی کرو گے تو اس کو بخشنے والا ایک رب بھی ہے۔

اہمیتیں:

اہمیتوں کے بیان کے آداب 4: بے اہمیتی کے بیان کے آداب 4

برائیاں:

برائیوں کے بیان کے طریقے 4

بنی اسرائیل:

بنی اسرائیل کے احسان کے آثار 2; بنی اسرائیل کے فساد پھیلانے کے آثار 7، 9، 10; بنی اسرائیل کی آسائش کے آثار 8;

بنی اسرائیل کی قدرت کے آثار 8; بنی اسرائیل کا غم 9; بنی اسرائیل کی تاریخ 7، 8، 9، 10، 13، 14; بنی اسرائیل پر حملہ

9، 13، 14; بنی اسرائیل کی آسائش کا زمینہ 2; بنی اسرائیل کی شکست کا زمینہ 7; بنی اسرائیل کی قدرت کا زمینہ 2; بنی

اسرائیل کی ہلاکت کا زمینہ 7; بنی اسرائیل پر چڑھائی 13; بنی اسرائیل کی شکست 9; بنی اسرائیل کا عصیان 13; بنی

اسرائیل کے آثار قدیمہ کی نابودی 14; بنی اسرائیل کے تمدن کی نابودی 14

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کا خبر دینا 1; اللہ تعالیٰ کی سنتیں 5

روایت: 15

عمل:

عمل کے دنیاوی آثار 6; پسندیدہ عمل کے آثار 1، 3; برے عمل کے آثار 1; پسندیدہ عمل کا انجام 15

گناہ:

گناہ کا انجام

مسجد الاقصیٰ:

مسجد الاقصیٰ کی کرامت 12; مسجد الاقصیٰ کی اہمیت 12; مسجد الاقصیٰ کے فاتح 11; مسجد الاقصیٰ کی فتح 11، 10

نیکی:

نیکی کو بیان کرنے کے آداب 4

30

عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يَرْحَمَكُمْ وَإِنْ عُذْتُمْ عُنَدَنَا وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا (۸)

امید ہے کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم کر دے لیکن اگر تم نے دوبارہ فساد کیا تو ہم پھر سزا دیں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے ایک قید خانہ بنادیا ہے (8)

1_ بنی اسرائیل کا دو دفعہ فتنہ و فساد برپا کرنے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے شکست کا تلخ مزہ چکھنے کے باوجود ان میں رحمت کی امید پیدا کرنا _

عسی ربکم اُن یرحمکم

گذشتہ آیات کی مناسبت سے اس آیت میں بھی بنی اسرائیل کو خطاب ہے _

2_ طاقتور لشکروں کے مسلسل حملے اور دوبار شکست کھانے کے بعد بھی بنی اسرائیل کا صفحہ ہستی سے ختم نہ ہوتا _

عسی ربکم اُن یرحمکم

3_ گناہ کار انسانوں کے لئے الہی رحمت کے بارے میں امید کا راستہ بدترین حالات میں بھی بند نہیں ہوتا _

و یتنبروا ما علواً تنبیراً _ عسی ربکم اُن یرحمکم

4_ فتنہ گرامتوں کی شکست کا مطلب ان سے ہمیشہ کے لئے رحمت الہی کا دروازہ بند ہونا نہیں ہے _

عسی ربکم اُن یرحمکم

5_ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی ربوبیت کا جلوہ ہے _

عسی ربکم اُن یرحمکم

6_ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ وہ فتنہ گر لوگوں کے لیے جو سزا پاچکے ہیں ان کی طرف دوبارہ اپنی رحمت کا

رخ موڑ دے _

و یتنبروا ما علواً تنبیراً _ عسی ربکم اُن یرحمکم

7_ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل کو فتنہ و فساد کی طرف پلٹنے کی صورت میں دوبارہ عذاب کی دھمکی _

وان عدتم عدن

8_ اللہ تعالیٰ کی رحمت ایک ایسی واقعیت ہے کہ جو ہمیشہ جاری و ساری ہے _ انسان اس سے اپنے

31

اعمال کے نتیجہ میں محروم ہوتا ہے _

عسی ربکم اُن یرحمکم وان عدتم عدن

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو حتمی کہ گناہ گاروں کو اپنی رحمت کی امید دی ہے اور پھر فرمایا ہے: اگر تم گناہ

اور فساد کی طرف دوبارہ لوٹ گئے تو ہماری سزا و عذاب بھی دوبارہ تمہاری طرف آئے گا _ تو اس بات سے یہ نتیجہ

لیاجائے گا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب اور اس کی رحمت سے محرومیت انسان کے اعمال کا نتیجہ ہے اور اللہ کی رحمت تو ہمیشہ جاری رہنے والی واقعیت ہے۔

9_ فتنہ گر لوگوں کو عذاب اللہ تعالیٰ کی دائمی سنتوں میں سے ہے۔

وإن عدتم عدنا وجعلنا جہنم للکفرین حصیر

10_ جہنم کافروں کے لئے قید خانہ ہے اور اس سے فرار کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

وجعلنا جہنم للکفرین حصیر

"الحصر" کا معنی اصل میں تنگ کرنا اور محبوس کرنا ہے اور اس آیت میں یہ لفظ قید کرنے سے کنایہ ہے۔

11_ ذلت و شکست فتنہ گر لوگوں کی دنیاوی سزا ہے اور جہنم کا عذاب ان کی آخری سزا ہے۔

لنفسدن فی الأرض وإن عدتم عدنا وجعلنا جہنم للکفرین حصیر

12_ فتنہ و فساد کرنے والے سرکش لوگ کافر ہیں۔

لنفسدن فی الأرض وإن عدتم عدنا وجعلنا جہنم للکفرین حصیر

13_ فتنہ و فساد ایک بہت بڑا گناہ ہے کہ جو دنیاوی اور آخری عذاب کا موجب ہے۔

وإن عدتم عدنا وجعلنا جہنم للکفرین حصیر

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے نتائج 6; اللہ تعالیٰ کے ڈراوے 7; اللہ تعالیٰ کی دائمی رحمت 8; اللہ تعالیٰ کی رحمت 5; اللہ تعالیٰ کی

سنتیں 9; اللہ تعالیٰ کے عذاب 9; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامتیں 5

اللہ تعالیٰ کی سنتیں :

عذاب کی سنت 9

امتیئ :

فتنہ و امتوں کی شکست 4

امید دلانا:

اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف امید دلانا 1، 4; اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف امید دلانے کی اہمیت 3

بنی اسرائیل:

بنی اسرائیل کی امید دلانا 1; بنی اسرائیل کی طرف حملہ 2; تاریخ 1; بنی اسرائیل کی ڈروا 7; بنی اسرائیل کی شکست 1، 2 ;

بنی اسرائیل کی فتنہ و فساد کرنا ; بنی اسرائیل کے فتنہ و فساد کی سزا 7; بنی اسرائیل کی نسل کی بقاء 2

32

جہنم:

جہنم کے اسباب 11; جہنم کے صفات 10; جہنم کے قید خانہ ہونا 10

رحمت :

پیش خیمہ 6; رحمت سے محرومیت کے اسباب 8 ; مشمول رحمت 6

سازشیں کرنے والے:

سازشیں کرنے والوں پر رحمت 6

عذاب:

اہل عذاب 11

عمل :

عمل کے نتائج 8

فساد کرنے والے:

فساد کرنے کا گناہ 13; فساد کرنے کے نتائج 13

کافر:

جہنم کا کافروں پر احاطہ 10

کیفر:

کیفر اخروی کے اسباب 13; کیفر دنیاوی کے اسباب 13

گناہ کبیرہ: 13

مفسدین:

ذلت 11; شکست 11; کفر 12; کیفر اخروی 11; کیفر دنیاوی 11; کیفر 9; مفسدین جہنم میں 11

تفسیر راہنما جلد 10

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَيِّنُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا (۹)
بیشک یہ قرآن اس راستہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے اور ان صاحبان ایمان کو بشارت دیتا ہے جو نیک اعمال
بجالاتے ہیں کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے (9)

1_ قرآن مجید نوع انسان کے لئے عظیم ترین ہدایت اور محکم ترین شریعت کا حامل ہے۔
إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ
یہاں عبارت "التي هي أقوم" موصوف محذوف جیسے کلمہ شریعت و ملت کے لیے صفت ہے۔

33

2_ قرآن مجید ہدایت کی کامل ترین کتاب ہے۔
إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ
مذکورہ مطلب اس بنا پر ہے کہ مفضل علیہ (اقوم) سے مراد فقط توریت کی ہدایت نہ ہو بلکہ محذوف مفضل علیہ عام اور
تمام ہدایتی کتب کو شامل ہو۔
3_ قرآن مجید لوگوں کو ہموار اور محکم ترین راستے پر ہدایت دینے والا ہے۔
إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ
4_ قرآن مجید صحیح کردار کے مالک مؤمنین کو بشارت دینے والا ہے۔
وَيُبَيِّنُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ
5_ وہ مؤمنین جو ہمیشہ اعمال صالح میں مشغول ہیں بہت بڑے اجر کے حامل ہیں۔
وَيُبَيِّنُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا
6_ مؤمنین کے لئے اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے اجر کو لینے کے لئے عمل صالح کی شرط کا حامل ہونا ہے۔
وَيُبَيِّنُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا
7_ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: "إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ" قَالَ: يَهْدِي إِلَى الْإِمَامِ (1)
امام صادق (ع) سے پروردگار کے اس فرمان "ان هذا القرآن يهدي للتي هي أقوم" کے
بارے میں روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: یعنی امام کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

اجر:

اجر کے ہدایت 5، 6

انسان:

انسانوں کی ہدایت 3

دین :

بہترین دین 1

روایت :

صراط مستقیم :

صراط مستقیم کی طرف ہدایت 3

عمل صالح:

عمل صالح کے نتائج 6

قرآن مجید:

قرآن مجید کی بشارتیں 4; قرآن مجید کی تعلیمات 1; قرآن مجید کی خصوصیات 1; قرآن مجید کا کردار 3; قرآن مجید کا کمال

3; قرآن مجید کا ہدایت دینا 1، 2، 3، 7

مؤمنین :

صالح مؤمنین کا اجر 5; صالح مؤمنین کو بشارت 4; مؤمنین کے اجر کی شرائط 6

34

وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا (۱۰)

اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ان کے لئے ہم نے ایک دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے (10)

1_ آخرت کا انکار اللہ تعالیٰ کے دردناک عذاب میں مبتلا کرنے والا ہے _

أَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا

2_ تمام عقائدی مسائل میں آخرت پر ایمان ایک خاص اہمیت کا حامل ہے _

وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

پروردگار عالم نے مؤمنین کے بڑے انعام اور جزا حاصل کرنے کے لیے مؤمنین سے عمل صالح بجالانے کا مطالبہ کیا ہے جبکہ کافروں کے عذاب کا سبب محض انکا آخرت کا انکار بیان کیا تو یہ نکتہ بتا رہا ہے کہ تمام دینی مسائل میں قیامت پر ایمان ایک خاص اہمیت کا حامل ہے _

3_ آخرت کا انکار بہت سے نیک کاموں اور عملی خوبیوں کو ترک کرنے کا باعث ہے _

وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ... وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

اللہ تعالیٰ نے صالح کردار کے مالک مؤمنین کے مد مقابل صرف آخرت کے منکرین کا ذکر کیا ہے

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انکار اور ایمان و عمل صالح کے درمیان کلی طور پر تضاد ہے _

4_ کفار کو جہنم کے عذاب کی دھمکی، مؤمنین کے لئے بشارت ہے _

وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا _

جملہ "وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ" جملہ "ان لہم اجر اکبر" پر عطف ہے یعنی اللہ تعالیٰ مؤمنین کو دو بشارتیں دے رہا ہے :

1_ ان کے لئے بہت بڑے اجر کا ہون

2_ کفار کے لئے عذاب تیار کرن

5_ قرآنی ہدایت مینبشارت اور ڈرانا، دو بنیادی عناصر ہیں _

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي وَبَيِّنُ أَنْ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا

مندرجہ بالا نکتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مؤمنین کو بشارت دینے کے ساتھ ساتھ کافروں کو ڈرانے کے ذکر کرنے سے

حاصل ہو ا ہے _

35

6_ آخرت کے منکرین کے لئے ابھی سے عذاب آمادہ ہے _

أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا

"أَعْتَدْنَا" یہ کلمہ صیغہ ماضی ہے جو ابھی سے عذاب کے تیار ہونے کی طرف اشارہ کر رہا ہے _

آخرت:

آخرت کے جھٹلانے والوں کے عذاب کا ابھی سے تیار ہونا 6; آخرت کو جھٹلانے کی نتائج 1، 3

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے عذاب 1

ایمان:

آخرت پر ایمان کی اہمیت 2

بشارت:

بشارت کا کردار 5

خوبیاں :

خوبیوں کے لئے رکاوٹیں 3

دین :

اصول دین 2

ڈرانا :

جہنم سے ڈرانا 4; ڈرانے کے نتائج 5

عذاب:

دردناک عذاب 1; عذاب کے اسباب 1; عذاب کے مراتب 1

قرآن مجید:

قرآن مجید کا ہدایت دینا 5

کفار:

کفار کو ڈرانا 4

مؤمنین :

مؤمنین کو بشارت

نیک کام :

نیک کاموں کے لئے رکاوٹیں 3

ہدایت :

ہدایت کا طریقہ 5

وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا (۱۰)

اور انسان کبھی کبھی اپنے حق میں بھلائی کی طرح برائی کی دعا مانگنے لگتا ہے کہ انسان بہت جلد باز واقع ہوا ہے (11)

1_ انسان برائی اور بدی کو خیر اور اچھائی کی مانند چاہنے والا ہے _

وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ

دعا سے مراد مطلق طلب ہے چاہے وہ دعا کے

36

الفاظ سے ہو یا اس کے علاوہ ہو _

2_ انسان کے اندر خیر کی طلب واقعی ہے جبکہ بدی کی چاہت حقیقی نہیں ہے _

وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ

انسان کی خیر کی چاہت و طلب سے بدی کی چاہت کو تشبیہ دیتے ہوئے مندرجہ بالا نتیجہ اخذ کیا ہے یعنی جس طرح انسان ہمیشہ طبیعی اور حقیقی طور پر طالب خیر ہے اسی طرح بدی کی پیچھے بھی جائے گا۔

3_ آخرت کے منکرین خیر و خوبی کی طرح شر اور بدی کے طالب ہوتے ہیں۔
وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَيَدْعُ الْإِنْسَانَ بِالْشَّرِّ دَعَاءَ هَ بِالْخَيْرِ۔

مندرجہ بالا نتیجہ ہم نے اس نکتہ سے لیا ہے کہ یہاں "الإنسان" سے مراد تمام انسان نہیں ہیں۔ جیسا کہ بعض مفسرین نے بھی تصریح کی بلکہ یہاں "الإنسان" پر الف و لام عہد ذکری کا ہے یعنی یہاں مراد وہ منکرین آخرت ہیں کہ جن کا اس سے پہلے والی آیت "الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ" میں ذکر ہوا ہے۔

4_ انسان کی طبیعت جلد بازی کے ساتھ مخلوط ہے۔
وكان الإنسان عجول

5_ انسان اپنی جلد بازی والی خصلت کی وجہ سے اپنے مقصود تک پہنچنے کے لئے بُرے اور مذموم وسائل کا سہارا لیتا ہے۔

ویدع الإنسان بالشَّرِّ دَعَاءَ هَ بِالْخَيْرِ وكان الإنسان عجول

مندرجہ بالا نتیجہ اس نکتہ سے لیا گیا ہے کہ "بالشَّرِّ" اور "بالْخَيْرِ" میں باء استعانت کے لئے ہے یعنی جلد باز انسان خیر اور شر کے وسایل میں کوئی فرق نہیں دیکھتا۔ مثلاً زندگی کی آسائش کے لئے چوری، ناجائز منفعت اٹھانا اور ذخیرہ اندوزی جیسی چیزوں سے سہارا لیتا ہے۔

6_ انسان کی جلد بازی باعث بنتی ہے کہ انسان اپنے حقیقی فائدے اور خسارے کو پہچاننے میں خطا کرے۔
ویدع الإنسان بالشَّرِّ دَعَاءَ هَ بِالْخَيْرِ وكان الإنسان عجول

یہاں "كان الإنسان عجولاً" والا جملہ "یدع الإنسان" کی علت بیان کر رہا ہے کہ چونکہ انسان جلد باز ہے لہذا خیر اور شر اور اپنے فائدہ و خسارہ کو ایک جیسا دیکھتا ہے اور دونوں کے پیچھے لگتا ہے۔

7_ انسان کا نقد چاہنا اور بے صبری کا مظاہرہ کرنے کا نتیجہ آخرت کا انکار ہوتا ہے۔
الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَيَدْعُ الْإِنْسَانَ بِالْشَّرِّ وكان الإنسان عجول

مندرجہ بالا نتیجہ اس نکتہ سے لیا گیا ہے کہ جملہ "یدع الإنسان" پہلی آیت "الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ" کی تفسیر کر رہا ہے اور "الإنسان" میں الف لام عہد ذکری کا ہے کہ جو ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے کہ جن کا اسی جملہ میں ذکر ہوا ہے یعنی چونکہ انسان جلد باز ہے اور صبر نہیں کرتا لہذا آخرت پر ایمان نہیں لاتا ہے اور وہ دنیا کے نقد مال کے پیچھے ہے۔

37

8_ جلد بازی، معرفت و شناخت کی آفات میں سے ہے۔

ویدع الإنسان بالشَّرِّ دَعَاءَ هَ بِالْخَيْرِ وكان الإنسان عجول

9_ انسان کا اپنی خواہشات اور امیدوں میں غور و فکر کرنے کا ذمہ دار ہونا۔

ویدع الإنسان بالشَّرِّ دَعَاءَ هَ بِالْخَيْرِ وكان الإنسان عجول

مندرجہ بالا آیت میں بشری ضعف کے نقاط میں سے ایک نقطہ بیان ہوا ہے کہ جس کا سبب اس کی جلد بازی اور دور اندیشی سے خالی ہونا ہے اور یہ بات حقیقت میں ایک تنبیہ ہے کہ انسانوں پر ضروری ہے کہ وہ دور اندیش ہوں اور اپنے فائدوں کے حوالے سے غور و فکر کریں۔

آخرت:

آخرت کو جھٹلانے کے اسباب 7; آخرت کے منکرین کا خیر خواہ ہونا 3; آخرت کو جھٹلانے والوں کا شر پسند ہونا 3; آخرت کو جھٹلانے والوں کی صفات 3; آخرت کو جھٹلانے والوں کے تمایلات 3

انسان:

انسان کے تمایلات 1، 2; انسان کی جلد بازی 4; انسان کی خیر خواہی 1، 2; انسان کی ذمہ داری 9; انسان کی شر پسندی 1، 2; انسان کی صفات 1، 4; انسان کی طبیعت 4; انسان کی جلد بازی کے نتائج 5

برائیاں:

برائیوں سے فائدہ اٹھانے کا پیش خیمہ 5

تحريك:

تحريك كا پيش خيمه 5

تمايلات:

خير كى طرف تمايلات 1، 2؛ شر كى طرف جهكاؤ 1، 2

شناخت:

شناخت كى آفات 6، 8

جلد بازى:

جلد بازى كے نتائج 5، 6، 7، 8

خطاء:

خطاء كے اسباب 6

خير خوابى:

خير خوابى كى حقيقت 2

دوراندیشی:

دور اندیشی كى اہمیت 9

فائدہ:

فائدہ كى تشخیص ميں ركاوٹیں 6

فكر:

آرزوؤں ميں فكر 9

نقصان:

نقصان كى تشخیص ميں ركاوٹیں 6

38

وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السَّيِّئِينَ وَالْجَسَابِ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا (١٢)

ور ہم نے رات اور دن کو اپنی نشانی قرار دیا ہے پھر ہم رات کی نشانی کو مٹا دیتے ہیں اور دن کی نشانی کو روشن کر دیتے ہیں تا کہ تم اپنے پروردگار کے فضل و انعام کو طلب کر سکو اور سال اور حساب کے اعداد معلوم کر سکو اور ہم نے ہر شے کو تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے (12)

1_ اللہ تعالیٰ نے دن اور رات کو اپنی نشانیوں ميں سے دو نشانیاں قرار ديا ہے۔

وجعلنا الليل والنهار آيتين

2_ رات كى تاريخى چھٹ جانے كے ساتھ ہى دن كى روشنى كا آنا اللہ تعالیٰ كى تدبير كى نشانى ہے۔

فمحونا آية اليل وجعلنا آية النهار مبصرة

3_ رات ميں چاند كى روشنى كا ختم ہونا اور سورج كا روشن كرنا يہ دونوں اللہ تعالیٰ كى نشانیوں ميں سے دو نشانیاں ہيں۔

فمحونا آية اليل وجعلنا آية النهار مبصرة

مندرجہ بالا نتیجہ اس حوالے سے ليا گيا ہے كہ "آية

الليل" سے مراد چاند ہو اور "آية النهار" سے مراد سورج ہو۔

4_ كائنات كے مظاہر، پروردگار كى تدبير كے تحت ہيں اور اس كے وجود كى نشانیاں ہيں۔

وجعلنا الليل والنهار آيتين فمحونا آية اليل وجعلنا آية النهار مبصرة

5_ انسان شب كى تاريخى كے بعد دن كى روشنى ميں اللہ

39

- تعالیٰ کے رزق اور فضل سے فائدہ اٹھاتا ہے۔
- فمَحُونَا ءَايَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا ءَايَةَ النَّهَارِ مَبْصُرَةً لِّتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ
- 6_ رزق، فائدے اور الہی ذخائر انسان کے لئے اور اس کے پروردگار کی ربوبیت کے ذخائر ہیں۔
- لِّتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ
- 7_ رزق، فائدے اور الہی ذخائر انسان کے لئے اللہ کا فضل اور فائدے اٹھانے کے لئے ہیں۔
- لِّتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ
- 8_ انسان، فقط حرکت و تلاش کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے رزق اور اپنی ضروریات کو پاسکتا ہے۔
- لِّتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ
- "ابتغائ" (باب افتعال سے ہے) کا معنی اپنی ضروریات کو حاصل کرنے کے لئے بہت زیادہ کوشش و تلاش کرنا ہے۔
- (مفردات راغب)
- 9_ دن رات کی گردش کا ایک فائدہ زمان اور سال کا حساب اور انسان کی تاریخ کے ساتھ آشنائی ہے۔
- جَعَلْنَا ءَايَةَ النَّهَارِ ... لِّتَعْلَمُوا عِدَّةَ السَّنِينَ وَالْحَسَابَ
- 10_ وقت کی پہچان اور اس کا نظم انسانی زندگی کے لئے بہت اہم اور حیاتی حیثیت رکھتا ہے۔
- لِّتَعْلَمُوا عِدَّةَ السَّنِينَ وَالْحَسَابَ
- 11_ دینی تعلیمات اور وحی سے سکھائی گئی چیزوں میں انسانی سعادت و کمال کے حوالے سے تمام ضرورتوں کو بیان کیا گیا ہے۔
- إِنَّ بِذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ
- مجموعی طور پر مفسرین کا یہ خیال ہے کہ قرآن چونکہ ایک ہدایت والی کتاب ہے اور اس کا ہدف انسان کو سعادت و کمال فراہم کرنا ہے 'لہذا' 'کل شی' سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں کہ جنکا سعادت' کمال اور ہدایت سے تعلق ہے نہ کہ یہاں مراد کائنات کے تمام حقائق ہیں۔
- 12_ قرآن مجید اپنی متعدد فصول اور حصوں میں انسانی ضرورت کے مطابق تمام فرامین ہدایت لئے ہوئے ہے۔
- إِنَّ بِذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ
- مندرجہ بالا نتیجہ اس حوالے سے لیا گیا ہے کہ "فصلناہ" اپنے لغوی معنی (جدا کرنے) میں استعمال ہوا ہے
- 13_ کائنات اور خلایق عالم میں معمولی سی بھی ٹوٹ پھوٹ اور بے نظمی موجود نہیں ہے۔
- وکل شی فصلناہ تفصیل
- مندرجہ بالا نتیجہ اس حوالے سے لیا گیا کہ "کل شی" سے مراد تمام کائنات ہے تو اس صورت میں "فصلناہ" مادہ "فصل" سے ہے اور اس کا معنی ایک چیز کو دوسری چیز سے جدا کرنا ہے (مفردات راغب) تو اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا کہ "ہم نے ہر چیز کو اس کے مقام پر یوں قرار دیا ہے کہ دوسری سے مخلوط نہ ہو"۔
- اور اس کائنات میں ہر وجود میں آنے والی چیز نظم

40

- وضبط کی حامل ہے۔
- 14_ انسانی زندگی میں دن و رات کی گردش کے اثرات اور اس کی اہمیت کو یاد دلانا اللہ تعالیٰ کے ذریعے آیات کی تفصیل بیان ہونے کا ایک نمونہ ہے۔
- وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ ... وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا
- کل شی کا ایک مصداق اس جملہ "وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ" کے قرینہ کے مطابق دن رات کی گردش ہوسکتی ہے۔
- 15_ یزید بن سلام ... سال رسول اللہ (ص) فقال له ... فما بال الشمس والقمر لا يستويان في الضوء والنور، قال ... أمر الله تعالى جبرائيل : أن يحوو ضوء القمر فمحاہ ... وذلك قول الله عز وجل: وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحُونَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مَبْصُرَةً ... (1) یزید بن سلام نے رسول اللہ (ص) سے سوال کیا اور آپ (ص) سے پوچھا ... سورج اور چاند کیسے روشنی کے حوالے سے ایک جیسے نہیں ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل (ع) کو حکم دیا کہ چاند کی روشنی کو محو کر دے تو اس نے چاند کی روشنی کو محو کر دیا یہ وہی کلام الہی ہے کہ فرماتا ہے: 'وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحُونَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مَبْصُرَةً ...'

 اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے اللہ تعالیٰ کے فضل کا پیش خیمہ 5، اللہ تعالیٰ کی معرفت کی دلیل 4 ؛ اللہ تعالیٰ کا رزق 6، 7، 8 ؛ اللہ تعالیٰ کا فضل 7، ؛ اللہ تعالیٰ کے رزق سے فائدہ لینا 8 ؛ اللہ تعالیٰ کی تدبیر کی نشانیاں 12 ؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی نشانیاں 6؛

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں 6

اللہ تعالیٰ کی نشانیاں :

اللہ تعالیٰ آفاقی نشانیاں 1، 3، 4، 15؛ اللہ تعالیٰ کی نشانوں کی وضاحت 14

انسان:

انسان کے فائدے 6؛ انسان پر فضل 7؛ انسان کی ضروریات کو واضح کرنے کا منبع 12 ؛ انسان کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں مؤثر اسباب 8؛ انسان کی ضرورتوں کی وضاحت 11

تاریخ:

تاریخ کو پہچاننے کے وسائل 9

تخلیق :

تخلیق میں تدبیر 4؛ تخلیق کے نظام کی خصوصیات 13؛ تخلیق میں قانون 13؛ تخلیق کا نظام وضبط 13

چاند:

چاند کے نور کا اللہ تعالیٰ کی نشانوں میں سے ہونا 3

حدیث: 15

دن :

دن کی گردش کی اہمیت 14؛ دن کی روشنائی 15؛

.....

(1) علل الشرایع ، ص 470، ح 33، ب 222، نورالثقلین ج 3، ص 143، ح 100_

41

دن کی روشنی کے فوائد دن کی گردش کے فوائد 9؛ دن کی گردش کا کردار 14؛ دن کی روشنی کے نتائج ؛ دن کا اللہ تعالیٰ کی نشانوں میں سے ہونا 1

دین :

دین و غیبت 11؛ دین کا کردار 11

رزق:

رزق میں مؤثر اسباب 8

رات:

رات کی گردش کی اہمیت 14؛ رات کی تاریکی 5، 15؛ رات کی تاریکی کا زوال 2؛ رات کی گردش کے فوائد 9؛ رات کی گردش کا کردار 14؛ رات کا اللہ تعالیٰ کی نشانوں میں سے ہونا 1

سال شماری:

سال شماری کے وسائل 9

سعادت:

سعادت کے اسباب 11

سورج:

سورج کی روشنی کا اللہ تعالیٰ کی نشانوں میں سے ہونا 3

عمل :

عمل کے نتائج 8

قرآن مجید:

قرآن تعلیمات 12: قرآنی خصوصیات 12: قرآن کا ہدایت دینا 12

وحی:

وحی کا کردار 11

وقت:

وقت کی اہمیت 10

وقت کی پہچان :

وقت کی پہچان کی اہمیت 10

تفسیر راہنما جلد 10

وَكُلِّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنْشُورًا (۱۳)

اور ہم نے ہر انسان کے نامہ اعمال کو اس کی گردن میں آویزاں کر دیا ہے اور روز قیامت اسے ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح پیش کر دیں گے (13)

1_ ہر انسان اپنے اعمال کے مد مقابل ذمہ دار ہے۔

وکل انسان الزمنا طائرہ فی عنقہ

42

"طائر" سے مراد انسان کا عمل ہے چاہے خیر ہو یا شر ہو۔

2_ انسان کے اعمال کا نتیجہ اور رد عمل ہمیشہ اسی سے لپٹا ہوا ہے اور وہ اس سے جدا ہونے والا نہیں ہے۔

وکل انسان الزمنا طائرہ فی عنقہ

یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہر انسان کا اعمال نامہ اس کی گردن سے باندھا ہوا ہے (نہ کہ اس کے ہاتھ میں دیا ہوا ہے) ہو سکتا ہے کہ یہ اعمال کا انسان سے ہمیشہ کے تعلق اور لزوم کا کنایہ ہو۔

3_ انسان کی سعادت و شقاوت، براہ راست اس کے اعمال کا نتیجہ ہے نہ کہ یہ اتفاقی اسباب ہیں مثلاً تقدیر و قسمت وغیرہ کے تحت نہیں ہے۔

وکل انسان الزمنا طائرہ فی عنقہ

لفظ طائر کا عمل کے لئے استعمال شاید اس لئے ہو کہ انسان کے مقدر میں چانس' قسمت وغیرہ کے حوالے سے غلط نظریہ جہالت کی نفی ہو۔

4_ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اعمال کو دنیا میں درج کیا ہے اور روز قیامت اسے کھلی ہوئی کتاب کی شکل میں اس کے سامنے ظاہر کرے گا۔

ونخرج له يوم القيامة كتاباً يلقه منشور

5_ انسان، قیامت کے دن اپنے اعمال پر آگاہ ہوگا۔

وکل انسان... کتباً یلقه منشور

6_ عن محمد بن مسلم بن أبی جعفر وأبی عبد الله (عليهما السلام) عن قوله: "وكل إنسان الزمناه طائرته في عنقه قال: قدره الذي قدر عليه ; (1)

محمد بن مسلم نے امام باقر اور امام صادق علیہما السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "وکل انسان الزمناه طائرته فی عنقه" کے حوالے سے روایت کی انہوں نے فرمایا: جسے چاہئے تھا کہ انسان کا مقدر بنائے اس نے بنا دیا ہے۔

7_ عن سدير الصير في قال : دخلت ... على ... أبی عبد الله الصادق (ع) ... قال: نظرت في كتاب الجفر ... وتا ملت منه مولد

قائمنا وغیبتہ ... وبلوی المؤمنین فی ذلك الزمان وتولد الشكوك فی قلوبهم من طول غیبتہ وارتداد أكثرهم عن دينهم وخلعهم ربة الإسلام من ا عناقهم التي قال الله تقدس ذكره: "وكل إنسان ا الزمان طائرہ فی عنقه" یعنی الولاية (1) سدیر صیرفی سے روایت ہوئی ہے کہ میں امام صادق (ع) کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ (ع) نے فرمایا کہ میں نے کتاب جفر میں نگاہ کی اور ہمارے قائم (عج) کی ولادت اور انکی غیبت کے حوالے سے تامل کیا اور (میں نے دیکھا کہ) اس زمانے میں مؤمنین کی آزمائش اور انکے دل میں شک و شبہ کا پیدا ہونا اور حضرت (ع) کی غیبت کا طولانی ہونا اور اکثر مؤمنین کا اپنے دین سے پھر جانا اور اسلام کی رسی کا انکی گردنوں سے جدا ہونا یہ وہ رسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فرمایا ہے: "وكل إنسان الزمان طائرہ فی عنقه" کہ یہاں مراد ولایت ہے۔

8_ وعن أبي بصير قال: سمعت أبا عبد الله (ع)

43

يقول : "إن المؤمنین يعطى يوم القيامة كتاباً يلقاه منشوراً مكتوب فيه: كتاب الله العزيز الحكيم: ادخلوا فلاناً الجنة" (1) حضرت ابی بصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام صادق (ع) سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ روز قیامت مؤمن کو نوشتہ دیا جائے گا کہ جسے وہ کھلا ہوا دیکھیں گے اور اس میں لکھا ہوا ہوگا کہ یہ اللہ تعالیٰ عزیز و حکیم کا نوشتہ ہے کہ فلاں کو جنت میں داخل کیا جائے۔

9_ عن النبی (ص) قال: الكتب كلها تحت العرش فإذا كان يوم القيامة بعث الله تبارك وتعالى ريحاً تطيرها بالآيمان والشمائل أول حرفة: اقرأ كتابك كفى بنفسك اليوم عليك حسيباً؛ (2) رسول اکرم (ص) سے روایت ہوئی کہ تمام مکتوبات عرش کے نیچے رکھے گئے ہیں اور جب قیامت کا دن آئے گا تو اللہ تعالیٰ ہوا کو اٹھائے گا تا کہ انہیں اڑائے اور لوگوں کے دائیں اور بائیں ہاتھوں میں پہنچا دے اور اس نوشتہ کا پہلا کلمہ یہ ہے: "اقرأ كتابك كفى بنفسك اليوم عليك حسيباً" اپنا نوشتہ پڑھ کافی ہے کہ آج تو خود اپنا حساب لینے والا بن۔

اتفاق:

اتفاقی امور کارد ہونا 3

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کامقدر طے کرنا 6

امام مہدی (عج):

امام مہدی (عج) کی ولایت 7

انسان :

انسان کی آخرت سے آگاہی؟ ; انسان کی ذمہ داری 1، ; انسان کا مقدر 6

جنت:

چھٹکارا 6

چانس و قسمت:

چانس و قسمت رد ہونا 3

حدیث : 6، 7، 8، 9

سعادت:

سعادت کے اسباب 3

شقاوت:

شقاوت کے اسباب 3

عمل :

عمل سے آخری آگاہی 5; عمل کی ذمہ داری 1; عمل کا ثبت کرنا 4; عمل کے نتائج 2، 3

قیامت :

قیامت کے روز حساب و کتاب کا ہونا 9

نوشتہ عمل :

قیامت کے روز نوشتہ عمل 4، 9

.....

(1) تفسیر برہان ج 2، ص 411، ح 1، بحار الانوار ج 7، ص 325، ح 18
(2) تفسیر برہان ج 2، ص 412، ح 7۔

44

اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا (۱۴)

کہ اب اپنی کتاب کو پڑھ تو آج تمہارے حساب کے لئے یہی کتاب کافی ہے (14)

- 1_ اللہ تعالیٰ کا قیامت کے دن انسانوں کو اپنا اعمال نامہ پڑھنے کی دعوت دینا۔
ونخرج له يوم القيامة كتاباً... اقرأ كتابك
- 2_ روز قیامت ہر انسان اپنا اعمال نامہ پڑھنے کے ساتھ خود اپنا حساب لینے والا ہوگا۔
اقرأ كتابك كفى بنفسك اليوم عليك حسيب
- 3_ انسان کا حساب روز قیامت اس کے نامہ اعمال میں واضح اور روشن ہوگا۔
كفى بنفسك اليوم عليك حسيب
- یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنے حساب لینے کے لئے "تو خود ہی کافی ہے" اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس کا عمل و حساب اس قدر واضح اور روشن ہوگا کسی کے واضح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔
- 4_ روز قیامت انسان کے اعمال کے محاسبہ کے لئے، دلیل اور گواہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔
كفى بنفسك اليوم عليك حسيب
- 5_ "عن أبي عبد الله (ع) في قوله: "اقرأ كتابك كفى بنفسك اليوم" قال: يذكر بالعبء جميع ما عمل وما كتب عليه حتى كأنه فعله تلك الساعة فذلك قالوا: يا ويلتنا مال هذا الكتاب لا يغادر صغيرة ولا كبيرة إلا أحصاها" (1)
امام صادق (ع) سے اس کلام الہی: "اقرأ كتابك كفى بنفسك اليوم" کے حوالے سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: انسان نے جو تمام اعمال انجام دیے ہینوہ اس میں لکھے ہوئے ہیں اور وہ اسے ایسے یاد دلائے جائیں گے کہ گویا اس نے ابھی انجام دیئے ہیں تو وہ اس حوالے سے کہیں گے: ہائے یہ کیسا نوشتہ ہے کہ جس نے نہ چھوٹا اور نہ بڑا گناہ چھوڑا ہے' سب کو شمار کر دیا ہے"۔

.....

(1) تفسیر عیاشی ج 2، ص 284، نور الثقلین ج 3، ص 144، ح 107۔

45

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کی دعوت 1

حدیث: 15

حساب لینا:

آخرت کا حساب لینے کی خصوصیات 4; آخرت کا حساب لینے میں گواہی 4; آخرت کا حساب لینے میں وضاحت 3; آخرت کا حساب لینے میں وکالت 4

عمل:

آخرت کے عمل کا حساب لینا 4; عمل کا حساب لینا 4

قیامت:

قیامت میں حساب لینا 2

نوشتہ عمل:

نوشتہ عمل کا پڑھنا 1، 2؛ نوشتہ عمل کا قیامت میں ہونا 1، 3؛ نوشتہ عمل کا وسیع ہونا 5؛ نوشتہ عمل کی وضاحت 3

مَنْ اهْتَدَى فَاِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ تَبْعَثَ رَسُوْلًا (۱۵)
جو شخص بھی ہدایت حاصل کرتا ہے وہ اپنے فائدہ کے لئے کرتا ہے اور جو گمراہی اختیار کرتا ہے وہ بھی اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور کوئی کسی کا بوجھ اٹھانے والا نہیں ہے اور ہم تو اس وقت تک عذاب کرنے والے نہیں ہیں جب تک کوئی رسول نہ بھیج دیں (15)

1_ ہر کسی کی ہدایت کا فائدہ اور گمراہی کا نقصان خود اسے پہنچے گا _

من اهتدى فانما يهتدى لنفسه ومن ضل فانما يضل عليه

2_ ہدایت منفعت و فوائد کے لئے ہے جبکہ گمراہی کا نتیجہ ضرر و نقصان ہے _

من اهتدى فانما يهتدى لنفسه ومن ضل فانما يضل عليه

46

3_ انسان، ہدایت یا گمراہی کا راستہ اختیار کرنے میں صاحب اختیار ہے _

من اهتدى فانما يهتدى لنفسه ومن ضل فانما يضل عليه

4_ کائنات میں الہی نشانوں کی وضاحت اور روز قیامت اعمال کے محاسبہ کی نصیحت لوگوں کی ہدایت کے لئے ہے _

وجعلنا الليل والنهار ء ایتین ... اقرا کتابک ... من اهتدى فانما يهتدى لنفسه

5_ کوئی بھی انسان کسی دوسرے کے عمل کا بوجھ اپنے کندھوں پر نہیں اٹھانے گا _

ولا تزر وازرة وزر اخرى

"وزر" سے مراد بھاری چیز ہے اور یہ یہاں گناہ سے کنایہ ہے _

6_ گناہ، انسان کے کندھوں پر بھاری بوجھ ہے _

ولا تزر وازرة وزر اخرى

"وزر" لغت میں بھاری چیز کو کہتے ہیں (لسان العرب) اور اس لئے گناہ کو "وزر" کہا گیا ہے کہ اس کے نتائج بھی بھاری ہوتے ہیں _

7_ اعمال کی جزا کے نظام پر الہی عدل حاکم ہے _

ولا تزر وازرة وزر اخرى

8_ رسولوں کو بھیجنے اور اتمام حجت سے قبل لوگوں کو سزا نہ دینا ایک سنت الہی ہے _

وما كنا معذبين حتى نبعث رسول

9_ انبیاء کی بعثت کے اہداف میں سے ایک ہدف لوگوں پر حجت تمام کرنا ہے _

وما كنا معذبين حتى نبعث رسول

10_ کسی بھی عمل کی ہدایت اور ناجائز ہونے کے بیان سے پہلے اس عمل کی وجہ سے عذاب و عذاب دینا قبیح ہے _

وما كنا معذبين حتى نبعث رسول

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ " ہم جب تک حقایق بیان کرنے کے لئے لوگوں کی طرف رسول نہیں بھیجتے انہیں عذاب و عذاب نہیں کرتے " _ یہاں احتمال یہ ہے کہ یہ قانون اس عقلی فیصلے کے مطابق ہو کہ "بغیر بیان کے عذاب قبیح اور ناپسند ہے" _

11_ گناہ گار امتوں پر اتمام حجت اور رسول کے بھیجنے کے بعد دنیاوی عذاب کا نازل ہونا _

وما كنا معذبين حتى نبعث رسول

جملہ "ما كنا معذبين حتى نبعث رسولاً" مطلق ہے کہ جو دنیاوی عذاب کو بھی شامل ہے _

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی جزائیں 7؛ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت و عدالت 7؛ اللہ تعالیٰ کی سنتیں 8؛ اللہ تعالیٰ کے عذابوں کی شرائط 8؛ 1؛ اللہ تعالیٰ

کے عذاب 7 : اللہ تعالیٰ کے عذابوں کا قانون کے مطابق ہونا 11; الہی حجت کا اتمام ہونے کا کردار 8، 11
اللہ تعالیٰ کی آیات:

47

کائنات میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں 4; اللہ تعالیٰ کی آیات واضح کرنے کا فلسفہ 4
اللہ تعالیٰ کے رسول :

اللہ تعالیٰ کے رسولوں کا کردار 8

اتمام حجت:

اتمام حجت کی اہمیت 9

امتیں :

گناہ گار امتوں کا دنیاوی عذاب 11

انبیاء :

انبیاء کے ذریعے اتمام حجت 11; انبیاء کی بعثت کا فلسفہ 9; انبیاء کا کردار 11

انسان :

انسان کا اختیار 3

جبر و اختیار 3:

جزا کا مقام : 7

خود:

خود کو نقصان 1

عمل :

عمل کی ذمہ داری 5; ناپسند عمل 10

فقہی قواعد :

بلا بیان عذاب کا قانون 10

گمراہی :

گمراہی اختیار 3; گمراہی کا نقصان 1 ، 2

گناہ:

دوسروں کے گناہوں کو تحمل کرنا 5; گناہ کا بوجھ 6

نصیحت :

اعمال کے آخرت میں محاسبہ کی نصیحت 4

ہدایت:

ہدایت میں اختیار 3; ہدایت کا پیش خیمہ 4; ہدایت کے فوائد 1 ، 2

وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيَّهَا الْقَوْلُ فَمَزْنَاهَا تَذْمِيرًا (١٦)

اور ہم نے جب بھی کسی قریہ کو ہلاک کرنا چاہا تو اس کے ثروت مندوں پر احکام نافذ کردئے اور انہوں نے ان کی

نافرمانی کی تو ہماری بات ثابت ہو گئی اور ہم نے اسے مکمل طور پر تباہ کر دیا (16)

1_ کسی بھی معاشرہ کے امراء اور ثروت مند طبقہ ک

فسق و فجور اس معاشرہ کی تباہ بربادی کا سبب بنتا ہے۔

48

وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا

"مترف" مادہ "ترفہ" سے لیا گیا ہے اور "ترفہ" سے مراد بہت زیادہ رزق و نعمت ہے (مفردات راغب)

- 2_ تاریخ اور انسانی معاشروں کے حوادث، الہی ارادہ کے تحت ہیں۔
 وإذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها ... فدمرنا
- 3_ آسائشے و ثروت سے مالا مال ہونا فسق فجور کی طرف میلان کی پیش خیمہ ہے۔
 امرنا مترفيها ففسقوا فيها
- معاشرہ کے تمام طبقات میں سے فاسق و فاجر ہونے کے لئے ثروت مند طبقے کا ذکر ہونا حالانکہ فسق و فجور تمام لوگوں سے ہوسکتا ہے اس کا کسی خاص طبقہ سے تعلق نہیں ہے 'شاید اسی مندرجہ بالا نکتہ کی بنا پر ہے۔
- 4_ ثروت مند اور صاحبان مال و متاع دوسروں کی نسبت زیادہ نافرمانی خدا اور مخالفت حق کا شکار ہیں۔
 امرنا مترفيها ففسقوا فيها
- مندرجہ بالا نتیجہ اس بناء پر لیا گیا ہے کہ "ا مرنا" کا مفعول "بالطاعة" کی مانند کوئی لفظ محذوف ہو تو اس صورت میں آیت کا معنی یوں ہوگا کہ ہم معاشرہ کے ثروت مند طبقہ کو اطاعت و بندگی کا حکم دیتے ہیں۔ لیکن وہ توقع کے بر خلاف فسق و فجور کی راہ کو اختیار کرتے ہیں۔
- 5_ ارادہ الہی اسباب و مسببات کے تحت انجام پاتا ہے۔
 وإذا اردنا ففسقوا فيها فحق عليها القول
- 6_ کسی معاشرہ میں فاسق و فاجر مالدار لوگوں کی تعداد کا بڑھنا پروردگار کی سنتوں کے مطابق اس معاشرہ کی تباہی کے اسباب میں سے ہے۔
 وإذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها
- بعض کا خیال ہے کہ "ا مرنا" کثرت کے معنی پر ہے۔ (ہم نے مزید بڑھایا) (مفردات راغب) تو اس صورت میں "ا مرنا مترفيها" سے مراد ثروت مند طبقہ کا بڑھنا ہے۔
- 7_ مالدار طبقہ کا فسق و فجور دوسرے طبقات کی گناہ و بربادی کی طرف رغبت میں مؤثر اور اہم کردار ادا کرتا ہے۔
 امرنا مترفيها ففسقوا فيها
- تمام طبقات میں سے بالخصوص ثروت مند طبقے کا ذکر ہونا اس بات کو واضح کرتا ہے کہ دوسرے طبقات کی نسبت اس طبقہ کا گناہ میں آلودہ ہونا، معاشرہ کے بگڑنے اور تباہ ہونے میں زیادہ مؤثر اور اہم کردار ادا کرتا ہے۔
- 8_ کوئی بھی معاشرہ اور اس کا تغیر و تبدل واضح سنت و قانون کے مطابق ہے۔
 وإذا اردنا ان نهلك ... ففسقوا فيها ... فدمرنا
- "قریہ" لغت میں انسانوں کے مجموعہ کو کہتے ہیں (مفردات راغب) یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

49

- جب معاشرہ کے مالدار لوگ فاسق ہوجاتے ہیں تو ان کے بارے میں ہماری بات یقینی ہوجاتی ہے " فحق عليها القول " یہ اس بات کو بیان کر رہا ہے کہ معاشرہ کے تغیرات واضح قانون کے حامل ہیں۔
- 9_ انسانوں کے اعمال ان کی تباہی و بربادی میں واضح کردار ادا کرتے ہیں۔
 وإذا اردنا ان نهلك قرية ... ففسقوا فيها فحق عليها القول فدمرنا
- 10_ معاشرتی سطح پر نافرمانی الہی یقینی طور پر عذاب الہی کے نزول کا موجب ہے۔
 فسقوا فيها فحق عليها القول
- 11_ نافرمان معاشرہ کا عذاب اس قدر شدید ہے کہ اس کی مکمل تباہی و نابودی کا سبب بنتا ہے۔
 ففسقوا فيها فحق عليها القول فدمرنا تدمیر
- 12_ "عن أبي جعفر (ع) فی قول الله : "إذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها " قال: تفسیر ہا امرنا اکابر ہا" (1) امام باقر (ع) سے اللہ تعالیٰ کی اس کلام : "ا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها" کے حوالے سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا : اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ ہم اس علاقہ کے بڑوں کو حکم کرتے ہیں۔"

آسائشے پسند لوگ:

آسائشے پسند لوگوں سے مراد 12; آسائشے پسند لوگوں کا حق قبول نہ کرنا 4; بدکار آسائشے پسند طبقے کا کردار 6

اسباب کا نظام : 5

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے احکام 12; اللہ تعالیٰ کی سنتیں 6; الہی ارادہ کے جاری ہونے کی مقامات 5; الہی ارادہ کی اہمیت 2

تاریخ :

تاریخ تبدیلیوں کا سرچشمہ 2

حق:

حق قبول نہ کرنے کا خطرہ 4

عذاب:

عذاب کے اسباب 10; عذاب کے درجات 11

عمل :

عمل کے نتائج 9

طبیعی اسباب:

طبیعی اسباب کے اثرات 5

فساد:

فساد کے معاشرتی نتائج 7; فساد پھیلنے کے نتائج 10

فسق:

فسق کا پیش خیمہ 3; فسق کے معاشرتی نتائج 7

گناہ:

گناہ کا پیش خیمہ 3

.....

(1) تفسیر عیاشی، ج 2، ص 284، ح 35، نور الثقلین ج 3، ص 144، ح 109۔

50

مال :

مال کے نتائج 3

مالدار لوگ:

فاسق مالدار لوگوں کا کردار 6; مالدار لوگوں کا حق سے اعراض کرنا 4; مالدار لوگوں کے فسق کے نتائج 1; مالدار لوگوں

کے فساد کے نتائج 7; مالدار لوگوں کے گناہوں کے نتائج 1

معاشرہ:

معاشرہ کی تباہی کے اسباب 1، 6; معاشرتی مشکلات کی پہچان 1، 6، 7; معاشرتی فساد کا پیش

خیمہ 7; معاشرتی سنتیں 8; فساد معاشرہ کا عذاب 11; معاشرتی تبدیلیوں کا قانون کے مطابق ہونا 8; معاشرہ کا قانون کے

مطابق ہونا 8; معاشرتی فساد کے نتائج 11; فساد معاشروں کی ہلاکت 11

ہلاکت :

ہلاکت کے اسباب 9

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ نُوحٍ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا (۱۷)

اور ہم نے نوح کے بعد بھی کتنی امتوں کو ہلاک کر دیا ہے اور تمہارا پروردگار بندوں کے گناہوں کا بہترین جاننے والا اور

دیکھنے والا ہے (17)

1_ زمانہ حضرت نوح (ع) کے بعد بہت سی امتیں اور اقوام اپنے فسق و فجور کی وجہ سے پروردگار کی مرضی و منشاء

کے ساتھ تباہ و برباد ہو گئیں _

فسقوا ... وكم اهلكنا من القرون

"قرن" (قرون کا واحد) سے مراد وہ قوم ہے جو تقریباً ایک ہی زمانہ زندگی بسر کرے (مفردات راغب)

2_ حضرت نوح (ع) سے پہلے انسان وسیع اور عمومی تباہی کے عذاب سے دوچار نہیں ہوئے تھے۔

وكم أهلكنا من القرون من بعد نوح

پروردگار نے پچھلی آیت میں کافر اور بدکار اقوام کو ہلاک کرنے کے حوالے سے اپنی سنت کا ذکر فرمایا پھر اس حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے قوم نوح (ع) اور اس کے بعد دوسری اقوام کی ہلاکت کا ذکر کیا تو حضرت نوح (ع) کی داستان اور ان کے بعد کی اقوام کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح (ع) سے پہلے کسی قوم کو مجموعی طور پر عذاب الہی سے دوچار نہیں ہونا پڑا۔

3_ حضرت نوح (ع) سے پہلے لوگوں میں وسیع اور عمومی فسق

51

وفجور نہ تھا۔

وماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً_ وإذا اردنا ان نھلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا ... وكم اهلكنا من القرون من بعد نوح

4_ انسانی تاریخ میں عمومی فسق وفجور اور بڑے بڑے انحراف زمانہ نوح _ کے بعد واقع ہوئے۔

وكم اهلكنا ... من بعد نوح

5_ حضرت نوح (ع) کے بعد بہت سے معاشرے اور اقوام اپنے درمیان موجود فاسق و فاسد آسائشے پسند طبقہ کی بناء پر تباہی و بربادی سے دوچار ہوئیں۔

وإذا اردنا ان نھلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيہا ... وكم اهلكنا من القرون من بعد نوح

6_ حضرت نوح (ع) کے بعد انسان کی گروہی اور اجتماعی زندگی کے نئے دور کا آغاز۔

من القرون من بعد نوح

پروردگار نے پچھلی آیت میں فرمایا "بہت سے انسانی معاشروں کو آسائشے پسند طبقہ کی بدکاریوں کے باعث ہم نے تباہ کیا" اور اس آیت میں حضرت نوح _ کے بعد والی اقوام کی ہلاکت کا تذکرہ ہوا ہے تو ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ

حضرت نوح (ع) سے پہلے معاشرتی زندگی ایسی نہ تھی کہ آسائشے پسند مالدار لوگ موجود ہوں یا معاشرہ پر تسلط رکھتے ہوں ورنہ وہ اقوام بھی عذاب الہی سے دوچار ہوتیں۔ پس حضرت نوح (ع) کے بعد اقوام کا عذاب سے دوچار ہونا بتلاتا ہے کہ ان کی اجتماعی زندگی ایسی تھی کہ عذاب سے دوچار ہونے کے بعد معاشرتی زندگی کا ایک نئی دور شروع ہو چکا تھا۔

7_ اللہ تعالیٰ، اپنے بندوں کے تمام گناہوں سے باخبر اور ان پر نگاہ رکھے ہوئے ہے۔

وکی برئک بذنوب عبادہ خبیراً بصیر

8_ بندوں کو عذاب سے دوچار کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کا بندوں کے ظاہری اور باطنی گناہوں سے باخبر ہونا ہی کافی ہے اس کو مزید کسی گواہ کی ضرورت نہیں ہے۔

وکی برئک بذنوب عبادہ خبیراً بصیر

مندرجہ بالا نکتہ کلمہ "خبیر" اور "بصیر" کے درمیان فرق سے پیدا ہوا ہے چونکہ کلمہ "خبیر" سے مراد افکار اور چیزوں کے باطن سے آگاہی ہے (مفردات راغب) اور "بصیر" کردار و اعمال سے مطلع ہونا ہے۔

9_ گناہ گار لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی دھمکی۔

وکی برئک بذنوب عبادہ خبیراً بصیر

"کفی برئک بذنوب عبادہ" کے بعد خبیر و بصیر کا ذکر گناہ گاروں کے لئے دھمکی ہے۔

10_ انسانی معاشروں کی بربادی کا حقیقی سبب گناہ ہے۔

کم أهلكنا من القرون ... وکی برئک بذنوب عبادہ خبیراً بصیر

11_ سرکش معاشروں کی نابودی، پروردگار کے ذریعہ از روئے علم و بصیرت ہے۔

وكم اهلكنا ... وکی برئک ... خبیراً بصیر

52

12_ فاسد اور سرکش معاشروں کی از روئے علم و بصیرت تباہی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔

وكم اهلكنا ... وکی برئک بذنوب عبادہ خبیراً بصیر

اسماء وصفات:

بصیر 7 ; خبیر 7

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کا ارادہ 1; اللہ تعالیٰ کے افعال 11; اللہ تعالیٰ کی بصیرت 11; اللہ تعالیٰ کا ڈرانا 9; اللہ تعالیٰ کا علم 12; اللہ تعالیٰ کا علم غیب 7، 8; اللہ تعالیٰ کے عذابوں کا قانون کے مطابق ہونا 11; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے نتائج 12; اللہ تعالیٰ کا نگاہ رکھنا 7 امتیں :

حضرت نوح (ع) کے بعد کی امتیں 1; حضرت نوح (ع) سے پہلے کی امتیں 2; حضرت نوح (ع) سے پہلے کی امتیں اور فساد 3; حضرت نوح (ع) سے پہلے کی امتیں اور فسق 3; حضرت نوح (ع) کے بعد کی امتوں کا فساد 4; حضرت نوح (ع) کے بعد کی امتوں کا فسق 4

انسان:

انسانوں کے گناہ 7; انسان کی معاشرتی زندگی 6

پہلی امتیں :

پہلی امتوں کے آسائشے پسند 5; پہلی امتوں کی تاریخ 1، 2، 3، 4، 5; پہلی امتوں کے عذاب 2; پہلی امتوں کے فاسق و فاجر 5; پہلی امتوں کے فسق کے نتائج 1; پہلی امتوں کے گناہ کے نتائج 1; پہلی امتوں کی تباہی 1، 2، 5 عذاب:

عمومی عذاب 2

گناہ :

پوشیدہ گناہ 8; گناہ کے نتائج 1; گناہ کے معاشرتی نتائج 10; واضح گناہ 8

گناہ گار:

گناہ گاروں کو ڈرانا 9

معاشرہ:

معاشروں کی ہلاکت کے اسباب 1، 5; معاشرتی مشکلات کی پہچان 5، 10; سرکش معاشروں کے عذاب کا پیش خیمہ 12; فاسد معاشروں کے عذاب کا پیش خیمہ 12; سرکش معاشروں کی تباہی 11

نوح (ع) :

نوح (ع) کے بعد کا زمانہ 6

تفسیر راہنما جلد 10

53

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَذْهُورًا (۱۸)
جو شخص بھی دنیا کا طلب گار ہے اور اس کے لئے جلدی جو چاہتے ہیں دے دیتے ہیں پھر اس کے بعد اس کے لئے جہنم ہے جس میں وہ دلت و رسوائی کے ساتھ داخل ہوگا (18)

1_ دنیا کی طلب، انسان کے جہنم کی آگ میں جانے کا سبب ہے _

من كان يريد العاجلة ... جعلنا له جهنم

2_ نقد مانگنا، جلد بازی کرنا اور دور اندیشی سے بے بہرہ ہونا ' دنیا طلبی اور آخرت سے غفلت کی بنیاد ہے۔

من کان یرید العاجلة

کلمہ "عاجلہ" جو کہ مادہ عجلہ (کسی چیز کو جلد بازی سے چاہنا) سے ہے کا "الدنیا" کی جگہ استعمال ہونا بتاتا ہے کہ مال دنیا کا نقد ہونا اور اس کا سریع حصول دنیا کے طلبگاروں کے لیے اس کے حصول میں بہترین کردار ادا کرتا ہے۔
3_ طبیعی اسباب اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادہ کے تحت ہیں۔

من کان یرید العاجلة عجلنا له فیہا ما نشاء

دنیا کے طالب اپنی خواہشات کو طبیعی اسباب کے ذریعے حاصل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دنیاوی فائدوں کے حصول کو اپنی طرف نسبت دی ہے یہ نسبت بتاتی ہے کہ طبیعی اسباب اللہ تعالیٰ کے تحت ہیں۔
4_ اللہ تعالیٰ دنیا کے طالب لوگوں کی بعض خواہشات کو دنیا میں پورا کرتا ہے اور انہیں ان سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دیتا ہے۔

من کان یرید العاجلة عجلنا له فیہ

5_ دنیا کے طالب صرف اپنی بعض دنیاوی خواہشات کو پاتے ہیں نہ کہ تمام خواہشات کو۔

من کان یرید العاجلة عجلنا فیہا ما نشاء

اللہ تعالیٰ نے دنیا کے طالب لوگوں کا اپنی آرزوں کے پانا کو اپنی مشیت سے نسبت دی ہے "مانشائ" یہ بتاتا ہے کہ وہ لوگ اپنی تمام تر

54

خواہشات کو نہیں پورا کرسکتے مگر اس قدر پورا کرسکتے ہیں کہ جتنا پروردگار چاہتا ہے۔

6_ تمام دنیا کے طالب لوگ دنیاوی فائدوں کو حاصل نہیں کرسکتے۔

من کان یرید العاجلة عجلنا له لمن نرید

7_ بعض دنیا کے طالب لوگ دنیا و آخرت دونوں سے محروم ہیں۔

من کان یرید العاجلة عجلنا ... لمن نرید ثم جعلنا له جہنم

"جعلنا له جہنم" میں "له" کی ضمیر "من کان ... میں "من" کی طرف لوٹ رہی ہے یعنی جو بھی دنیا کے پیچھے بھاگتا ہے ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اگرچہ بعض دنیاوی آرزوں کو مشیت خدا سے پالیسی یا ان میں ناکام رہیں لہذا جو بھی اگرچہ اپنی دنیاوی خواہشات کو پورا نہ کرسکیں آخرت میں جہنمی وہ ہیں اور دنیا و آخرت دونوں سے محروم ہیں۔

8_ دنیا کے طالب لوگ آخرت میں جسمانی عذاب کے علاوہ روحی عذاب میں بھی مبتلا ہونگے۔

ثم جعلنا له جہنم یصلها مذموماً مدحوراً

"یصلها" (جہنم کی آگ میں جلے گا) یہ عذاب جسمانی کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ "مذموماً مدحوراً" (مذمت شدہ اور راندہ ہوئے) یہ عذاب روحی کی طرف اشارہ ہے۔

9_ دنیا کے طالب، آخرت میں قابل مذمت ہونگے اور رحمت خدا سے محروم اور دھتکارے ہوئے ہونگے۔

من کان یرید العاجلة ... ثم جعلنا له جہنم یصلها مذموماً مدحوراً

10_ "عن ابن عباس ان النبی (ص) قال: معنی الایة من کان یرید ثواب الدنیا بعملہ الذی افترضہ اللہ علیہ لا یرید بہ وجہ اللہ والدار الاخر عجل له فیہا ما یشاء اللہ من عرض الدنیا ولیس له ثواب فی الاخرة وذلك ان اللہ سبحانہ وتعالیٰ یؤتیہ ذلك لیستعین بہ علی الطاعة فیستعملہ فی معصیة اللہ فیعاقبہ اللہ علیہ (1) ابن عباس سے روایت ہوئی ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ آیت "من کان یرید العاجلة عجلنا له فیہا ما یشاء" کا معنی یہ ہے کہ جو ان اعمال کے انجام دینے سے کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس پر واجب کیا ہے اللہ کا تقرب اور آخرت نہ چاہے بلکہ دنیاوی فائدے مانگے تو دنیا میں جو اللہ تعالیٰ چاہے گا اسے دنیاوی نعمتیں دے گا اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اسے دیا تھا اس لئے کہ اطاعت الہی میں اس کی مدد ہو لیکن اس نے اسے اللہ کی معصیت میں استعمال کیا اس لئے اللہ تعالیٰ اسے عذاب دے گا۔

آخرت:

(1) مجمع ابیان ج 6 ص 627 نور الثقلین ج 3 ص 145 ح 114

55

آخرت سے محروم لوگ 7

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی حاکمیت 3; اللہ تعالیٰ کی مشیت کی حاکمیت 3

اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے راندے ہوئے : 9

جزا:

اخروی جزا سے محرومیت 10

جہنم:

جہنم جانے کے اسباب 1

جلد بازی:

جلد بازی کے نتائج 2

دنیا:

دنیا سے محروم لوگ 7

دنیا کے طالب لوگ:

دنیا کے طالب لوگوں کی آخرت سے محرومیت 9; دنیا کے طالب لوگوں کی اخروی مذمت 9; دنیا کے طالب لوگوں کا آخرت

میں عذاب 8; دنیا کے طالب لوگوں کی آرزو کا پورا ہونا 4_5; دنیا کے طالب لوگوں کی دنیاوی سہولتیں 6;

دنیا کے طالب لوگوں کا روحی عذاب 8; دنیا کے طالب لوگوں کی محرومیت 7; دنیا کے طالب لوگوں کے فائدے 6

دنیا کی طلب:

دنیاوی طلب کی بنیاد 2; دنیا کی طلب کے نتائج 1

رحمت:

رحمت سے محروم لوگ 9

روایت : 10

طبیعی اسباب:

طبیعی اسباب کا مسخر ہونا 3

عذاب:

عذاب کے اہل لوگ 8

عمل :

عمل کی دنیاوی جزا 10

غفلت :

آخرت سے غفلت کی بنیاد

نافرمانی:

نافرمانی کا عذاب 10

56

وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا (۱۹)

اور جو شخص آخرت کا چاہنے والا ہے اور اس کے لئے ویسی ہی سعی بھی کرتا ہے اور صاحب ایمان بھی ہے تو اس کی

سعی یقیناً مقبول قرار دی جائے گی (19)

1_ آخرت کا طالب وہ مؤمنین جو اپنے اخروی مقاصد کے لئے سنجیدگی سے کوشش کرے تو وہ اپنی اس کوشش کے قیمتی

نتائج پالیں گے۔

و من اراد الاخرة ... کان سعیم مشکور

2_ اخروی فائدوں اور نعمتوں کا حصول اس راہ میں انسان کی وافر جد و جہد و کوشش سے مشروط ہے۔

و من اراد الاخرة وسعی لها سعيها و هو مؤمن فا ولئک کان سعیم مشکوراً۔

یہ عبارت "وسعی لها سعيها" جملہ "من اراد الاخرة" کے لئے شرط کی مانند ہے یعنی اگر کوئی طالب آخرت ہے بشرطیکہ اس کے لئے کافی زحمت کی ہو تو وہ آخرت سے بہرہ مند ہوگا۔

3_ آخرت کے لئے کوشش ایمان کی صورت میں فائدہ مند ہے۔

و من اراد الاخرة وسعی لها سعيها و هو مؤمن فا ولئک کان سعیم مشکور

و جملہ "و هو مؤمن" سعی کی ضمیر کے لئے حال ہے جو درحقیقت آخرت کی طلب اور اسکے لئے کوشش کی شرط بیان کر رہا ہے۔

4_ انسان کی اپنی چاہت اور کوشش اس کی اخروی سعادت اور بدبختی میں فیصلہ کن کردار ادا کرتی ہے۔

من کان یرید العاجلة ... جعلنا له جهنم ... و من اراد الاخرة وسعی لها سعيها ... فا ولئک کان سعیم مشکور

5_ دنیا کے طالب لوگوں کی ممکنہ شکست اور ناکامی کے برخلاف آخرت کے طالب لوگوں کے اخروی فائدے یقینی اور ضمانت شدہ ہیں۔

و من یرید العاجلة ... مانشاء لمن یرید ...

57

و من اراد الاخرة ... کان سعیم مشکور

6_ آخرت کی زندگی دنیا سے برتر زندگی ہے اور اس کا حصول تمام مؤمنین کا مقصد ہونا چاہئے۔

من کان یرید العاجلة ... و من اراد الاخرة ... کان سعیم مشکور

دنیا کے طالب لوگوں کے مدمقابل آخرت کے طالب لوگوں کی کوشش اور زحمت کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدردانی مندرجہ بالا حقیقت کی وضاحت کر رہی ہے۔

7_ نیک کام کا شکریہ اور قدردانی پروردگار کا شیوہ ہے۔

و من اراد الاخرة ... فا ولئک کان سعیم مشکور

8_ فقط وہ زحمت و کوشش ہی اہمیت کی حامل اور قابل تعریف ہے جو آخرت کی طلب اور عظیم زندگی کے حصول کی راہ میں کی جائے۔

من کان یرید العاجلة ... و من اراد الاخرة ... کان سعیم مشکور

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں دنیا کی طلب اور آخرت کی طلب کا ذکر کرنے کے بعد آخرت کے طالب لوگوں کی زحمت و کوشش کا شکریہ اور تعریف کی ہے اس سے معلوم ہوا کہ صرف وہ زحمت و کوشش ہی قدردانی اور تعریف کے قابل ہے کہ جو عظیم اخروی زندگی کے حصول کی راہ میں ہو نہ کہ ہر قسم کی کوشش اور زحمت۔

آخرت:

آخرت کے لئے کوشش 3

آخرت کے طالب لوگ:

آخرت کے طالب لوگوں کی جزا 1; آخرت کے طالب لوگوں کی جزا کا یقینی ہونا 5

آخرت کی چاہت:

آخرت کی چاہت کی اہمیت 6، 8

ارادہ:

ارادہ کے نتائج 4

اہمیتیں:

اہمیتوں کا معیار 8

ایمان:

ایمان کے نتائج 2
 دنیا کے طالب لوگ:
 دنیا کے طالب لوگوں کی شکست 5
 زندگی:
 اخروی زندگی کی اہمیت 8; اخروی زندگی کی قدر و قیمت 6; دنیاوی زندگی کی قدر و قیمت 6
 سعادت :
 اخروی سعادت کے اسباب 4
 شقاوت :
 اخروی شقاوت کے اسباب 4
 شکریہ :
 شکریہ کی اہمیت 7
 عمل:
 پسندیدہ عمل 7

58

کوشش:

کوشش کی اہمیت 8; کوشش کی جزاء 3; کوشش کے نتائج 1، 2، 4

مؤمنین :

مؤمنین کی جزاء 1; مؤمنین کا مقصد 6

نعمت:

نعمت کے حصول کی شرائط 2; اخروی نعمات کے حصول کی شرائط 2

كُلًّا نُمِدُّ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا (۲۰)

ہم آپ کے پروردگار کی عطا و بخشش سے ان کی اور ان کی سب کی مدد کرتے ہیں اور آپ کے پروردگار کی عطا کسی پر بند نہیں ہے (20)

1_ تمام انسانوں (خواہ دنیا کے طالب ہوں یا آخرت کے طالب) کا دنیاوی نعمتوں اور فائدوں سے مسلسل بہرہ مند ہونا سنت الہی ہے۔

كُلًّا نُمِدُّ وَ هَؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ

"امداد" (نمذ کا مصدر) کا معنی مدد کرنا ہے اور فعل مضارع نمذ استمرار زمان پر دلالت کرتا ہے۔

2_ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے الطاف اور بخشش کے احاطہ میں تمام انسانوں، مؤمن، کافر، نیک اور بدکار کا شامل ہونا۔

كُلًّا نُمِدُّ وَ هَؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ

3_ دنیاوی نعمتوں کا میسر ہونا ایمان اور آخرت کی

چاہت کے ساتھ منافات نہیں رکھتا۔

وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ ... كَلَّا نُمِدُّ وَ هَؤُلَاءِ وَ هَؤُلَاءِ مِنْ

عَطَاءِ رَبِّكَ

یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا : "آخرت کی طلب رکھنے والوں کو اپنی بخشش (دنیاوی نعمتوں) سے بہرہ مند کرتے ہیں" سے معلوم ہوتا ہے کہ آخرت کی طلب اور اخروی زندگی کی خاطر کوشش کرنا دنیاوی نعمتوں کے میسر ہونے سے منافات نہیں رکھتا۔

4_ نعمتیں اور مادی سہولتیں اللہ تعالیٰ کے الطاف اور بخشش ہیں اور یہ سب کچھ انسانوں کی مدد کرنے کے لئے ہیں۔

كُلًّا نُمِدُّ ... مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ

5_ انسانوں پر مسلسل بخشش اور فیض، اللہ کے مقام

ربوبیت کا تقاضا ہے۔

كَلَّا نَمَدُّ بِوَلَّائٍ وَهُوَ لَآئٍ مِّنْ عَطَاءِ رَبِّكَ

6_ اللہ تعالیٰ انسانوں کی طرف بخشش کے حوالے سے کوئی محدودیت رکھتا ہے اور نہ کوئی رکاوٹ۔
وماکان عطاء ربك محظور

7_ تمام انسان خواہ وہ نیک ہوں یا بدکار خواہ مؤمن ہوں یا کافر سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش اور دنیاوی سہولتیں
میسر ہونا اس کے ابدی و ازلی فیض کی بنیاد پر ہے۔

كَلَّا نَمَدُّ بِوَلَّائٍ وَهُوَ لَآئٍ مِّنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَاكَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مُحْظُورَ

جملہ "وماکان عطاء ربك محظوراً" اس آیت میں گذشتہ جملے کی علت بیان کر رہا ہے۔ یعنی چونکہ اللہ تعالیٰ اپنی بخشش
سے کسی کو منع نہیں کرتا۔ لہذا نیک و بد اور مؤمن و کافر سب اس سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔

آخرت کے طالب لوگ:

آخرت کے طالب لوگوں کی نعمتیں 1

آخرت کی طلب :

آخرت کی طلب اور دنیاوی نعمتیں 3

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی سنتیں 1; اللہ تعالیٰ کے لطف کا عام ہونا 2; اللہ تعالیٰ کی بخشش کا مسلسل ہونا 5; اللہ تعالیٰ کا لطف 4; اللہ تعالیٰ کا
مدد کرنا 4; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے نتائج 5; اللہ تعالیٰ کے فیض کے نتائج 7; اللہ تعالیٰ کی بخشش کا وسیع ہونا 6

اللہ تعالیٰ کا لطف:

اللہ تعالیٰ کے لطف کے شامل حال لوگ 4

ایمان:

ایمان اور دنیاوی نعمتیں 3

دنیا کے طالب لوگ:

دنیا کے طالب لوگوں کی نعمتیں 1

نعمت :

نعمت کے شامل حال لوگ 1، 2، 3; نعمت کی بنیاد 7

انْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَلِالْآخِرَةِ أَكْبَرُ دَرَجَاتٍ وَأَكْبَرُ تَفْضِيلًا (۲۱)

آپ دیکھئے کہ ہم نے کس طرح بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور پھر آخرت کے درجات اور وہاں کی فضیلتیں تو اور
زیادہ بزرگ و برتر ہیں (21)

1_ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے دنیاوی

درجوں میں فرق کی طرف غور و فکر کرنے اور درس عبرت

لینے کی دعوت۔

انظر كيف فضلنا بعضهم على بعض

2_ بعض انسانوں کی بعض پر مرتبہ میں برتری اور ان کے مادی درجوں میں فرق اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے تحت ہے۔
فضلنا بعضهم على بعض

3_ تمام انسانوں کو اللہ تعالیٰ کا فیض اور عطا ایک جیسی نہیں ہے۔

كَلَّا نَمَدُّ بِوَلَّائٍ وَهُوَ لَآئٍ مِّنْ عَطَاءِ رَبِّكَ ... انظر كيف فضلنا بعضهم على بعض

- 4_ اخروی مراتب و فضائل دنیاوی درجات سے کہیں زیادہ برتر اور بلند ہیں۔
وللاخرة أكبر درجات وأكبر تفضيل
- 5_ انسانوں میں دنیاوی نعمتوں اور سہولتوں کے حوالے سے فرق ان کے اخروی درجات کے تفاوت کی عکاسی کر رہا ہے۔
انظر كيف فضلنا بعضهم... وللاخرة أكبر درجات
- 6_ اخروی درجات اور امتیازات کے فرق کے حوالے سے انسان کی کوشش ایک واضح کردار ادا کرتی ہے۔
من كان يريد العاجلة... ومن اراد الاخرة وسعى لها... فضلنا بعضهم على بعض وللاخرة أكبر درجات وأكبر تفضيل
- یہ کہ اللہ تعالیٰ نے پچھلی آیات میں فرمایا: "آخرت کے طالب لوگوں کو ان کی آخرت کی چاہت کے حوالے سے کوشش کے مطابق جزا دی جائے گی" اور اس آیت میں فرما رہا ہے کہ آخرت کے درجات دنیا کی نسبت وسیع اور عظیم ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخرت کے بلند و بالا درجات کے حصول کے لئے اس کے مطابق کوشش ضروری ہے۔
- 7_ آخرت کے مراتب کی عظمت پر توجہ اس کی بلند و بالا قدر و قیمت کی طرف میلان کی بناء پر ہے۔
انظر... وللاخرة أكبر درجات وأكبر تفضيل
- اللہ تعالیٰ کی انسانوں کو بلند ترین اخروی درجات میں غور و فکر کی دعوت اس حوالے سے بھی ہوسکتی ہے کہ انسانوں میں آخرت کی طلب اور اس کے عالی ترین درجات کے حصول کا انگیزہ پیدا ہو۔
- 8_ قیامت کے دن آخرت کے طالب مؤمنین بہت عظیم مقام پر فائز اور عالی ترین درجات کے حامل ہونگے۔
ومن اراد الاخرة وسعى لها سعيها وهو مؤمن... وللاخرة أكبر درجات وأكبر تفضيل
- 9_ "عن النبي (ص) قال: "ما من عبد يريد ان يرتفع في الدنيا درجة فارتفع إلا وضعه الله في الاخرة درجة أكبر منها وأطول ثم قرأ: وللاخرة أكبر درجات وأكبر تفضيل" (1)

(1) الدر المنثور ج 5 ص 257

61

- پیغمبر اسلام (ص) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ص) نے فرمایا: "کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جو چاہے کہ دنیا میں کسی درجہ کے اعتبار سے ترقی کرے اور اسے حاصل بھی کرے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو اس کے لئے آخرت میں دنیاوی درجہ سے بڑھ کر اور وسیع درجہ قرار دیا ہے اس سے محروم کرے گا۔ پھر آپ (ص) نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: "وللاخرة أكبر درجات وأكبر تفضيل"
- 10_ "عن ابو عمرو الزبیری عن ابي عبد الله (ع) قال: قلت له: "إن للایمان درجات و منازل...؟ قال نعم، قلت له: صفه لي... قال: ... ثم ذكر ما فضل الله عز وجل به أوليائه بعضهم على بعض فقال عز وجل... "انظر كيف فضلنا بعضهم على بعض وللآخرة أكبر درجات وأكبر تفضيل" فهذا ذكر درجات الايمان ومنازل عند الله عز وجل (1)
- ابو عمر زبیری کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق (ع) کی خدمت میں عرض کیا: کیا ایمان کے بھی مراتب اور منزلیں ہیں؟ حضرت (ع) نے فرمایا: ہاں تو میں نے عرض کیا مجھے بتائیں... تو فرمایا: ... پس (قرآن نے) وہ چیز کہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض اولیاء کو بعض پر برتری دی ہے اسے بیان کیا اور فرمایا: "انظر كيف فضلنا بعضهم على بعض وللاخرة أكبر درجات وأكبر تفضيل" پس یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایمان کے مراتب و منازل ہیں۔

آخرت کے طالب لوگ:

آخرت کے طالب لوگوں کے اخروی مقامات 8

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کا ارادہ 2; اللہ تعالیٰ کی دعوتیں 1

اللہ تعالیٰ کا لطف:

اللہ تعالیٰ کے لطف کے شامل حال لوگوں میں فرق 3

انسان:

انسانوں میں اقتصادی فرق 2، 5; انسانوں میں اخروی مراتب 7; انسانوں میں فرق کی بنیاد 2; انسانوں میں فرق سے عبرت 1;

انسانوں کے فرق میں مطالعہ 1؛ انسانوں کے اخروی اختلافات کی نشانیاں 5

اہمیتیں :

اخروی مقامات کی اہمیت 4؛ دنیاوی مقامات کی اہمیت 4

ایمان :

ایمان کے مراتب 10

تدبیر :

تدبیر کی اہمیت 1

ذکر :

آخرت کے ذکر کے نتائج 7

روایت: 9، 10

عبرت :

عبرت کے اسباب 1؛ عبرت کی اہمیت 1

.....

(1) کافی ج 2، ص 41، ح 1، بحار الانوار ج 22، ص 309، ح 9۔

62

کوشش:

کوشش کی اہمیت 6؛ کوشش کے نتائج 6

مقامات:

اخروی مقامات 9؛ اخروی مقامات میں مؤثر اسباب 6؛ دنیاوی مقامات کے نتائج 9

مؤمنین :

مؤمنین کے اخروی مقامات 8؛ مؤمنین کے مقامات کے درجات 10

میلانات :

اہمیتوں کی طرف میلان کا سرچشمہ 7

نعمت:

نعمت کے شامل حال لوگوں میں فرق 3

تفسیر راہنما جلد 10

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَقْعَدَ مَذْمُومًا مَّخْذُولًا (۲۲)

خبردار اپنے پروردگار کے ساتھ کوئی دوسرا خدا قرار نہ دینا کہ اس طرح قابل مذمت اور لاوارث بیٹھے رہ جاؤ گے اور کوئی خدا کام نہ آئے گا (22)

1_ اللہ تعالیٰ کا انسانوں کو اللہ کے سوا کسی اور معبود پر عقیدہ رکھنے اور اسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک و مؤثر ماننے پر خبردار کرنا

لا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ

2_ انسانوں کی تخلیق، جزا، سزا اور نعمتوں کے عطا کرنے میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا تقاضا ہے کہ عقیدہ و عمل میں ہر

قسم کے شرک سے پرہیز کیجائے۔

وجعلنا الیل والنہار ... وکلّ انسان ا لزمناہ طائرہ ... لاتجعل مع اللہ الہاً ء اخر مندرجہ بالا مطلب دو نکات کی طرف توجہ سے حاصل ہوا :۔

- 1_ جملہ "لاتجعل مع اللہ الہاً ..." پچھلی آیات کے لئے نتیجہ کی مانند ہے اور ان آیات کے اصلی پیغام جو تین مرحلوں میں آیا ہے مندرجہ بالا نتیجہ سے اخذ کیا جاسکتا ہے اور ان کے ساتھ مربوط ہے۔
- 2_ "لاتجعل" کا کلمہ مطلق ہے جو ہر قسم کے شرک سے نہیں کر رہا ہے۔
- 3_ اللہ تعالیٰ کے وجود اور افعال میں وحدانیت کے عقیدہ کا ضروری ہونا۔
- 4_ قابل مذمت اور بے یارومددگار ہونا شرک کا یقینی انجام ہے۔

63

لاتجعل مع اللہ ... فتقعد مذموماً مخذول

5_ تمام لوگوں کے لئے شرک کا خطرہ ہے۔

لاتجعل مع اللہ الہاً ء اخر

مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ "لاتجعل" پیغمبر اسلام (ص) کی طرف بھی خطاب ہے چونکہ پیغمبر اسلام (ص) کو بھی اس خطرے سے خبردار کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شرک میں مبتلا ہونے کا خطرہ سب کے لئے موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی جزائیں 2; اللہ تعالیٰ کے عذاب 2; اللہ تعالیٰ کے ممنوعات 1

خالقیت :

خالقیت میں توحید 2

شرک:

شرک کا پیش خیمہ 5; شرک سے اجتناب کا پیش خیمہ 2; شرک کا خطرہ 5; شرک سے نہیں 1

عقیدہ :

توحید افعالی کا عقیدہ 3; توحید ذاتی کا عقیدہ 3

مشرکین :

مشرکین کا برا انجام 4; مشرکین کا بے یارومددگار ہونا 4; مشرکین کو سرزنش 4

نظریہ کائنات :

نظریہ کائنات توحیدی 3

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبُولُغُنَّ عَلَيْكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا (٢٣)

اور آپ کے پروردگار کا فیصلہ ہے کہ تم سب اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور اگر تمہارے سامنے ان دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو جائیں تو خبردار ان سے اف بھی نہ کہنا اور انہیں جھڑکنا بھی نہیں اور ان سے ہمیشہ شریفانہ گفتگو کرتے رہنا (23)

1_ اللہ تعالیٰ کا اپنی وحدہ لا شریک ذات کے سوا کسی

موجود کی پرستش سے خبردار کرنا۔

64

وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه

- 2_ عبادت میں شرک سے اجتناب کا حکم قطعی ہے اور تجدید نظر کی قابلیت نہیں رکھتا۔
وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه
- کلمہ "قضى" سے مراد ایسا حکم اور فرمان ہے کہ جو قطعی ہو اور تجدید نظر کے بھی قابل بھی نہ ہو
- 3_ عبادت میں توحید کا حکم الہی درحقیقت انسانوں کی ترقی اور کمال کے حوالے سے حکم ہے۔
وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه
- "رب" کا درحقیقت معنی تربیت ہے (مفردات راغب) پروردگار کی دوسری صفات کی بجائے یہ صفت کا آنا ممکن ہے۔
مندرجہ بالا مطلب کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔
- 4_ ہر ایک پر واجب ہے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرے۔
وقضى ربك ... بالوالدين إحسان
- "إحسان" میں تنوین تعظیم کے لئے ہے اور "والدین" میں الف لام افراد میں استغراق (عمومیت) بیان کر رہا ہے۔ لہذا یہ حکم ہر مکلف کے والدین کے لئے ہے۔
- 5_ اللہ تعالیٰ کی پرستش کے بعد ماں باپ کے ساتھ نیکی بہت اہمیت کی حامل ہے۔
وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين إحسان
- یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خالصانہ عبادت کے بعد ماں باپ کے ساتھ نیکی کا حکم قرار دیا ہے۔ مندرجہ بالا مطلب اس سے حاصل ہوتا ہے۔
- 6_ انسانوں کے ایک دوسرے پر تمام حقوق میں سب سے بڑا اور اہم ترین حق والدین کا حق ہے۔
وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين إحسان
- 8_ انسان کی پرورش اور تربیت کرنے والے اس کی گردن پر حق رکھتے ہیں۔
وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين إحسان
- ذات واحد کی ربوبیت کے بعد والدین کے ساتھ نیکی کا ذکر کرنا (وقضى ربك ...) ہوسکتا ہے اس لئے ہو کہ وہ انسان کی پرورش اور تربیت میں تاثر رکھتے ہیں۔
- 9_ ماں باپ سے نیکی کا بہر صورت شائبہ شرک سے خالی ہونا۔
وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين إحسان
- توحید اور شرک سے پرہیز کے حکم کے بعد والدین سے نیکی کا حکم ہوسکتا ہے کہ اس بات کو بیان کر رہا ہو کہ والدین سے حد سے زیادہ محبت واحسان ممکن ہے انسان کو شرک کی طرف لے جانے اس لئے ضروری ہے کہ یہ محبت واحسان شائبہ شرک سے خالی ہو۔
- 10_ والدین کا بڑھاپا اولاد پر انکے حوالے سے ذمہ

65

- داریوں کو بڑھانے کا سبب بنتا ہے۔
إِذَا يَبْلُغُنَّ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أَوْ لَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا
- 11_ بوڑھے والدین کا خیال رکھنا اولاد کی ذمہ داری ہے۔
وبالوالدين إحساناً إِذَا يَبْلُغُنَّ الْكِبَرَ ... فَلَا تَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا
- مندرجہ بالا نکتہ اس لئے ہے کہ اس آیت کی مخاطب "اولاد" ہے اسی طرح "عندك" (تمہارے پاس) ظرف واضح کر رہا ہے کہ اولاد اس طرح اپنے والدین کا خیال رکھے کہ گویا ان کے ہاں رہ رہے ہیں اور قریب سے ان کا خیال رکھے ہوئے ہیں۔
- 12_ والدین کا اولاد کے پاس ہونا اولاد کی ذمہ داری بڑھاتا ہے۔
إِذَا يَبْلُغُنَّ الْكِبَرَ
- "عندك الكبير" سے ممکن ہے یہ حقیقت بیان ہو رہی ہو کہ اگر والدین بچوں کے پاس رہ رہے ہوں تو ان کے خیال کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے اور اس وقت ان کی ہر قسم کی بے احترامی حتیٰ کہ کلمہ "اف" کہنے سے بھی پرہیز کیا جائے۔
- 13_ ماں باپ بڑھاپے کی حالت میں بچوں کی طرف سے بے احترامی کے خطرے میں ہیں۔
إِذَا يَبْلُغُنَّ الْكِبَرَ ... فَلَا تَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا
- والدین کے ساتھ نیکی کا حکم مطلق ہے۔ تمام والدین خواہ کسی سن وسال میں ہوں ان کو شامل ہے۔ جملہ "إِذَا يَبْلُغُنَّ عندك"

- الکبر" ممکن ہے اسی مندرجہ بالا نکتہ کی طرف اشارہ کر رہا ہو۔
- 14_ والدین کے ساتھ ہر قسم کا جھگڑا اور اہانت حتیٰ کہ "اف" کہنے کی حد تک ممنوع ہے۔
فلا تقل لہما افّ
- 15_ اولاد کی ذمہ داری ہے کہ اپنے بوڑھے ماں باپ کی ضرورتوں کا مثبت جواب دیں اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے سے کبھی بھی دریغ نہ کریں۔
ولا تنہرہم
- "نہر" سے مراد منع کرنا ہے اور روکنا ہے (لسان العرب)
- 16_ اولاد کی ذمہ داری ہے کہ والدین کے ساتھ ملائمت اور مودبانہ انداز میں برتاؤ کریں اور ان سے بات کرتے وقت ان کے احترام کا خیال رکھیں۔
ولا تقل لہما افّ ... وقل لہما قولاً کریم
- 17_ بوڑھے والدین میں سے کسی ایک یا دونوں کا اولاد کے پاس ہونا ان کے احترام کی مقدار میں کوئی تاثر نہیں رکھتا بلکہ دونوں برابر حقوق کے مالک ہیں۔
وبالوالدین احساناً إِمَّا یبلغنّ عندک الکبر ا حدیما ا وکلاہم
- 18_ "عن ابن عباس قال: لَمَّا انصرف أمير المؤمنين من صفین قام إلیہ شیخ ... فقال: یا أمير المؤمنين ا خبرنا عن مسیرن

66

- ہذا ا بقضاء من اللہ وقدر؟ ... قال أمير المؤمنين الا مر من اللہ والحکم ثم تلا ہذہ الآیۃ: وقضى ربک ألا تعبدوا إلاّ إیّاه وبالوالدین احساناً... (1)
- ابن عباس سے روایت ہوئی ہے کہ جب امیر المؤمنین (ع) جنگ صفین سے واپس پلٹے تو ایک بوڑھا شخص ان کے پاس اٹھ کھڑا ہوا ... اور اس نے کہا: اے امیر المؤمنین ہم نے جو سفر کیا اس کے بارے میں بتائیں آیا وہ قضا وقدر الہی کی وجہ سے تھا؟ امیر المؤمنین (ع) نے فرمایا:
- فرمان و حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا پھر یہ آیت: "وقضى ربک ألا تعبدوا إلاّ إیّاه وبالوالدین احساناً" کی تلاوت فرمائی۔
- 19_ "عن أبی جعفر (ع) ... بعث اللہ عزوجلّ محمداً (ص) وہو بمکة عشر سنین فلم یمت بمکة فی تلك العشر سنین ا حدیثہد ان لا إله إلاّ اللہ وان محمد (ص) رسول اللہ إلاّ ا دخلہ اللہ الجنة باقرارہ وبو ایمان التصدیق ولم یعذب اللہ ا حداً ... إلاّ من أشرك بالرحمن وتصدیق ذلك ان اللہ عزوجلّ ا نزل علیہ فی سورة بنی اسرائیل بمکة "وقضى ربک ألا تعبدوا إلاّ إیّاه ... أدب وعظة وتعلیم ونہی خفیف ولم یعد علیہ ولم یتواعد علی اجتراح شیء مما نہی عنہ ... (2)
- امام باقر (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (ص) کو مبعوث کیا اور وہ دس سال مکہ میں رہے مکہ میں ان دس سالوں میں کوئی بھی نہ تھا کہ جو مرگیا ہو اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ (ص) کی نبوت کی گواہی دی ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے اقرار کی وجہ سے جنت میں داخل کیا ہو اور یہ ایمان تصدیق ہے اور اللہ تعالیٰ کسی کو عذاب نہیں کرتا مگر یہ کہ اس نے اللہ کے حوالے سے شرک کیا ہو اور اس بات کی گواہ خود سورہ بنی اسرائیل ہے کیونکہ اس کی آیات کو خدا نے مکہ میں قلب پیغمبر پر نازل کیا ہے: "وقضى ربک ألا تعبدوا إلاّ إیّاه ... اس آیت میں عذاب کرنا، موعظہ، تعلیم اور خفیف نہی ہے۔ جزا کا وعدہ اور جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان کے ارتکاب کی صورت میں عذاب کا بیان نہیں ہوا ہے۔
- 20_ وقال الصادق (ع) قوله تعالیٰ: "وبالوالدین احساناً" قال: الوالد محمد (ص) وعلی (ع) (1) امام صادق (ع) نے اللہ تعالیٰ کے اس کلام: "وبالوالدین احساناً" کے حوالے سے فرمایا: والد سے مراد محمد (ص) اور علی (ع) ہیں۔
- 21_ عن أبی ولاد الحناط قال: سألت أبا عبد اللہ (ع) عن قوله اللہ عزوجلّ "وبالوالدین احساناً" ما ہذا الإحسان؟ فقال: الإحسان ا تحسن صحبتہما وان لا تکلفہما ان یسا لاک شیئاً ممّا یحتاجان إلیہ وإن کانا مستغنیین ... واما

(1) توحید صدوق ص 382، ح 28، ب 60، نور الثقلین ج 3، ص 148، ح 128۔
(2) کافی ج 2، ص 29، ح 1، بحار الانوار ج 66، ص 86، ح 30۔

قول اللہ عزوجل: "إِنَّمَا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أَفْ وَلَا تَنْهَرَهُمَا" قال: إن ضجرك فلا تقل لهما أف ولا تنهرهما إن ضرباك قال: وقل لهما قولاً كريماً قال: إن ضرباك فقل لهما: غفر الله لكما فذلك منك قول كريم... (2)

ابی ولاد حناط کہتے ہیں کہ امام صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "وبالوالدین احساناً" کے بارے میں پوچھا کہ اس آیت میں احسان سے مراد کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: احسان سے مراد ان سے حسن سلوک ہے اور یہ کہ جس کی انہیں ضرورت ہو اس کے بارے میں تمہیں کہنے کی انہیں زحمت نہ ہو اگرچہ مالی اعتبار سے وہ غنی ہی کیوں نہ ہوں۔ اس آیت "إِنَّمَا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أَفْ وَلَا تَنْهَرَهُمَا" کے بارے میں حضرت نے فرمایا: "اگر وہ تمہیں پریشان کریں تو انہیں اف نہ کہو اور ان پر نہ چیخو وچلائو اور کسی قسم کی اہانت نہ کرو چاہے وہ تمہیں مار بھی لیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا" تو حضرت فرماتے ہیں اگر وہ تمہیں ماریں تو انہیں کہو اللہ تمہیں بخشے یہ بات تمہاری طرف سے قول کریم شمار ہوگی۔"

.....

- (1) روضة الواعظین (ابن الفارسی قتال نیشابوری، ص 105 نورالثقلین ج 3، ص 150، ح 135۔
(2) کافی ج 2، ص 157، ح 1، نورالثقلین ج 3، ص 148، ح 129۔

احسان:

احکام احسان 4

احکام: 4، 14، 16

احکام کا فلسفہ: 3

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کے اوامر 3؛ اللہ تعالیٰ کی نوابی 1، 2، 19

امام علی (ع):

امام علی (ع) کا والد ہونا 20

تربیت:

تربیت کی اہمیت 8

ترقی:

ترقی کا پیش خیمہ 3

توحید:

توحید عبادی کی اہمیت 3؛ توحید کا فلسفہ 3

روایت: 18، 19، 20، 21

شرك:

شرك سے اجتناب 9؛ شرك سے نہی 19؛ شرك عبادی سے نہی 1، 2

عبادت:

اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اہمیت 5؛ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی قدر و قیمت 5

فرزند:

فرزند کی ذمہ داری میں موثر اسباب 12؛ فرزند کی ذمہ داری 10، 11، 15

قضا و قدر: 18

محرمات: 14

محمد - (ص):

محمد (ص) کا والد ہونا 20

مربی:

مربی کے حقوق 8

معاشرت :

معاشرت کے آداب 16

موحدین:

موحدین کا احسان 7; موحدین کی علامتیں 7

واجبات: 4، 6

والدین:

والدین سے گفتگو کے آداب 16; والدین کا احترام 16; والدین سے احسان 7، 4، 20; والدین کے احترام کی اہمیت 14، 15، 16; والدین کے ساتھ احسان کی اہمیت 5; والدین کے حقوق کی اہمیت 6; والدین کے حقوق کا برابر ہونا 17; والدین کا بوڑھا ہونا 15; والدین کی ضرورتوں کا پورا ہونا 15; والدین کی توبین کا حرام ہونا 14; والدین کی بے احترامی کا خطرہ 14; والدین کے ساتھ نیکی کے شرائط 9; والدین سے احسان کی قدر و قیمت 5; والدین سے نیکی کا مطلب 21; والدین کے بڑھاپے کے نتائج 10، 13; والدین کے ساتھ زندگی گزارنے کے نتائج 12; والدین کی نگہبانی 11

وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذَّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا (۲۴)

اور ان کے لئے خاکساری کے ساتھ اپنے کاندھوں کو جھکا دینا اور ان کے حق میں دعا کرتے رہنا کہ پروردگار ان دونوں پر اسی طرح رحمت نازل فرما جس طرح کہ انہوں نے بچپن میں مجھے پالا ہے (24)

1_ اولاد کو چاہیے کہ اپنے والدین کے مد مقابل مہربانی اور ترحم سے پوری پوری عاجزی اور انکساری کا اظہار کریں۔
واخفص لهما جناح الذل من الرحمة
"من الرحمة" میں "من" نشوہ ہے۔ یعنی ان کے مدمقابل تواضع و عاجزی کا منشاء، رحمت

69

ومہربانی ہو۔

2_ ماں باپ کا بڑھاپا اور ضعف، اولاد کا سرکشی و نافرمانی میں مبتلا ہونے کا پیش خیمہ ہے۔
إِذَا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ ... وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذَّلِّ

والدین کی بڑھاپے میں خیال رکھنے کی الہی نصیحت شاید اس لئے ہو کہ والدین کے اس زمانہ زندگی میں بچوں کی لغزش و سرکشی میں پڑنے کی فضا سازگار ہوتی ہے۔

3_ والدین سے مہربانی اور تواضع سے پیش آنا اولاد کی ذمہ داری ہے۔
واخفص لهما جناح الذل من الرحمة

4_ والدین کے لئے مہربانی اور قلبی محبت کے ساتھ تواضع، قدر و قیمت کی حامل ہے نہ کسی اور انگیزہ کے ساتھ تواضع۔
واخفص لهما جناح الذل من الرحمة

5_ والدین کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا اور بے پناہ رحمت کی طلب اولاد کی ذمہ داری ہے۔
قُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا

"کما" ہوسکتا ہے اس حقیقت کی طرف اشارہ ہو رہا ہو کہ چونکہ بچوں کے لئے والدین کی رحمت بے پناہ ہوتی ہے پس بچوں کو بھی چاہیے مد مقابل اسی طرح والدین کے لئے رحمت طلب کریں۔

6_ ماں باپ کے ذریعے اولاد کی تربیت، رحمت و محبت کی بناء پر ہے۔
رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا

"کما ربیانی" مصدر مقدر (رحمت) کی صفت ہے اس طرح عبارت یوں ہوگی: "رب ارحمهما مثل رحمتہما و تربیتہما لی"
(اے پروردگار جس طرح انہوں نے مجھ پر رحم کیا تو بھی ان پر رحم کر)

7_ والدین نے پرورش کے حوالے سے جو مشقتیں برداشت کیں بچے ہمیشہ ان پر توجہ رکھیں۔

- وقل ربّ ارحمہما کما ربّیّانی صغیر
- دعا کے وقت والدین کی زحمتوں کو یاد کرنے کا الہی حکم، ہوسکتا ہے مندرجہ بالا حقیقت کی تعلیم کی وجہ سے ہو۔
- 8_ انسان کی اس کے بچپن کے زمانہ میں والدین کی خدمت اور زحمت کی طرف توجہ کرنے سے ان کے حوالے سے اس کے احساسات ابھرتے ہیں۔
- وقل ربّ ارحمہما کما ربّیّانی صغیر
- 9_ اللہ تعالیٰ سے والدین کے لئے رحمت کی درخواست کرنا ان کی بے پناہ زحمتوں کے کچھ حصے کا حق ادا کرنا ہے۔
- وقل ربّ ارحمہما کما ربّیّانی صغیر
- "کما" حرف تشبیہ مجازی ہے اور "لما" کے معنی میں ہے یعنی اے پروردگار ان پر رحم کر جس طرح انہوں نے اپنی زحمتوں کے ساتھ میری پرورش کی۔
- 10_ انسان کو چاہیے اپنے مربّی کی قدردانی کرے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب کرے۔

70

- ربّ ارحمہما کما ربّیّانی صغیر
- 11_ مقام دعا اور مناجات میں پروردگار کی ربوبیت سے تمسک کرنا ایک بہترین اور پسندیدہ انداز ہے۔
- قل ربّ ارحمہما کما ربّیّانی صغیر
- 12_ والدین کے لئے دعا نہایت موثر اور اللہ تعالیٰ کی خصوصی توجہ کا مرکز ہے اور یہ دعا کی قبولیت کا مقام ہے۔
- وقل ربّ ارحمہما
- کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے خاص الفاظ کی صورت میں والدین کے لئے دعا کا حکم دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی اس دعا پر خاص عنایت ہے۔ لہذا اس میں قبولیت کا احتمال زیادہ ہے۔
- 13_ ماں باپ کے محبت سے معمور دامن میں اولاد کی تربیت ایک عظیم قابل قدر نعمت ہے اور ان کے بچوں کی طرف سے انکے حق میں ہر قسم کا احسان و احترام کے استحقاق کی باعث ہے۔
- وبالوالدین إحساناً... واخفّض لہما جناح الذلّ من الرحمة وقل ربّ ارحمہما کما ربّیّانی صغیر
- مندرجہ بالا مطلب اس نکتہ سے لیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کو والدین کے حق میں انداز دعا سکھانے میں والدین کی تربیت کا مسئلہ یاد دیدیا ہے (کما ربّیّانی صغیراً)
- 14_ عن ابی ولاد الحناط قال: سألت أبا عبد اللہ (ع) عن قوله الله عزّوجلّ... "واخفّض لہما جناح الذلّ من الرحمة" قال لا تملأ عينك من النظر إليهما إلا برحمة ورقة ولا ترفع صوتك فوق أصواتهما ولا يدك فوق أيديهما ولا تقدم قدماهما (1)
- ابی ولاد حناط کہتے ہیں کہ امام صادق سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "واخفّض لہما جناح الذلّ من الرحمة" کے بارے میں پوچھا تو حضرت (ع) نے فرمایا: والدین کی طرف سوائے محبت و پیار کے نہ دیکھ اور اپنی آواز ان کی آواز سے بلند نہ کر اور اپنے ہاتھ کو ان کے ہاتھوں سے بلند نہ کر اور (راہ چلتے ہوئے) ان سے سبقت نہ کر۔

احساسات:

فیملی کے احساسات 8

ابھارنا:

ابھارنے کے اسباب 8

اہمیتیں: 4

تربیت:

تربیت کا انداز 6

توسل:

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے توسل 11

دعا:

دعا کے آداب 11; دعا کی قبولیت کا پیش خیمہ 12

.....

(1) کافی ج 2، ص 158، ح 1، نورالثقلین ج 3، ص 148، ح 129۔

71

ذکر:

والدین کی زحمتوں کا ذکر 7، 8؛ بچپن کی ضرورتوں کا ذکر 8

روایت: 14

شکر:

نعمت کا شکر 13

عمل:

پسندیدہ عمل 11

فرزند:

فرزند کی سرکشی کا پیش خیمہ 2؛ فرزند کے غرور کا پیش خیمہ 2؛ فرزند کی ذمہ داری 1، 3، 5، 7، 13؛ فرزند کی تربیت میں مہربانی 6؛ فرزند کی تربیت کے نتائج 13؛ فرزند کی دعا کے نتائج 12

مربی:

مربی کے لئے رحمت کی درخواست 10؛ مربی کے لئے دعا 10؛ مربی کا شکریہ 10

معاشرت:

معاشرت کے آداب 10

نعمت:

نعمت کے موارد 13

نفسیات:

تربیتی نفسیات 6

والدین:

والدین کا احترام 1، 3، 14؛ والدین کے احترام کی اہمیت 13؛ والدین کے ساتھ احسان کی اہمیت 13؛ والدین کے لئے تواضع 1؛ والدین کے لئے احساسات کا پیش خیمہ 8؛ والدین کے لئے رحمت کی درخواست 5؛ والدین کے لئے دعا 5، 9، 12؛ والدین کی زحمتوں کا شکریہ 9؛ والدین کا شکریہ 7؛ والدین سے میل جول کا طریقہ 14؛ والدین کے احترام کی قدر و قیمت 4؛ والدین کے لئے تواضع کی قدر و قیمت 4؛ والدین کے ساتھ مہربانی کی قدر و قیمت 4؛ والدین کے ساتھ مہربانی 1، 3، 14؛ والدین کے بڑھاپے کے نتائج 2

رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ إِنَّ تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غُفُوراً (۲۵)

تمہارا پروردگار تمہارے دلوں کے حالات سے خوب باخبر ہے اور اگر تم صالح اور نیک کردار ہو تو وہ توبہ کرنے والوں کے لئے بہت بخشنے والا بھی ہے (25)

1۔ پروردگار انسانوں کے باطن سے مکمل آگاہی رکھتے

ہے۔

72

ربکم أعلم بما فی نفوسکم

2۔ پروردگار کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ وہ انسانوں کے باطنی حالات سے مکمل آگاہی اور علم رکھے۔

ربکم أعلم بما فی نفوسکم

3۔ عبادت اور والدین کے ساتھ احسان میں انسان کی نیتوں، انگیزوں اور اس کے خیالات پر اللہ تعالیٰ کی مکمل نگرانی ہے۔

وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين إحساناً ... واخض لهما جناح الذل ... ربكم أعلم بما فى نفوسكم

4_ خود انسان کی نسبت اس کے باطنی حالات اور خیالات سے اللہ تعالیٰ زیادہ آگاہ ہے۔

ربکم أعلم بما فى نفوسکم

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "أعلم" کا مفضل علیہ "منکم" ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی تمہارے باطن سے آگاہی خود تم سے زیادہ ہے۔

5_ انسانی عمل کے پرکھنے میں اس کی نیت واضح کردار کی حامل ہے۔

ربکم أعلم بما فى نفوسکم

انسان کے دل میں سوائے اس کی نیتوں 'خیالات اور اس کے تخیلات وغیرہ کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ... اللہ تعالیٰ نے صالحین کی توبہ قبول کرنے کی خوشخبری دینے سے پہلے انسان کے باطنی انگیزوں کی اہمیت اور اس کی قبولیت توبہ میں واضح کردار کی طرف اشارہ کیا ہے۔

6_ اصلاح ایک باطنی اور قلبی چیز ہے نہ کہ ظاہری اور دعویٰ کی حد تک۔

ربکم ا علم بما فى نفوسکم إن تكونوا صالحین

"صلاح" گویا قبولیت توبہ کی ایک شرط بن رہی ہے۔ یہاں صلاح و توبہ کے بیان سے پہلے خبردار کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے باطن سے آگاہی رکھتا ہے۔ اس طرح کہ تنبیہ ممکن ہے اس نکتہ کی طرف اشارہ کر رہی ہو کہ اصلاح ایک باطنی چیز ہے۔

7_ اللہ تعالیٰ بچوں کی والدین کے حق میں قلبی انکساری اور مہربانی چاہتا ہے نہ صرف ظاہری حد تک۔

واخض لهما جناح الذل من الرحمة ... ربکم أعلم بما فى نفوسکم

اللہ تعالیٰ نے پچھلی آیات میں حکم دیا ہے کہ والدین کے ساتھ احسان اور انکساری سے برتاؤ کریں اور اس آیت میں فرما رہا ہے کہ تمہاری باطنی نیتوں سے آگاہ ہوں۔ پچھلے حکم کے بعد نیتوں سے آگاہی والی بات ممکن ہے اس لئے ہو کہ ان کے ساتھ قلبی طور پر انکساری ہو نہ کہ ظاہری حد تک۔

8_ اصلاح اور گناہوں سے توبہ کرنا بخشے جانے اور معاف ہونے کا پیش خیمہ ہے۔

إن تكونوا صالحین فإنه كان للآ و بین غفور

9_ اللہ تعالیٰ کے عفو اور بخشش کی ضروری شرائط میں سے ہے کہ پہلے صالح ہو۔

إن تكونوا صالحین فإنه كان للآ و بین غفور

10_ انسان بلکہ صالحین بھی والدین کے حقوق کے

73

حوالے سے غلطی اور کوتاہی کے خطرے میں ہیں۔

واخض لهما جناح الذل ... ربکم ا علم ... إن تكونوا صالحین فإنه كان للآ و بین غفور

11_ توبہ کرنے والے اور وہ جو غلطیوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ آئے پروردگار کی بخشش اور معافی کے حامل ہیں۔

فإنه كان لا و بین غفور

12_ اللہ تعالیٰ، صالح انسانوں کو ان کی والدین کے حقوق کے حوالے سے نہ چاہتے ہوئے غلطیوں کی بخشش کی

خوشخبری دینے والا ہے۔

ربکم أعلم بما فى نفوسکم إن تكونوا صالحین فإنه كان للآ و بین غفور

13_ والدین کی اہانت اور انکے حقوق کی مراعات میں کوتاہی کا گناہ، توبہ کا محتاج ہے۔

واخض لهما ... فإنه كان للآ و بین غفور

14_ گناہوں سے لوٹنے اور توبہ پر ٹٹے رہنا اللہ تعالیٰ کی بخشش کو حاصل کرنے کے اسباب میں سے ہے۔

فانه كان للآ و بین غفور

"آواب" مبالغہ کا صیغہ ہے اور اس سے مراد بہت توبہ کرنے والا شخص ہے۔ لہذا تائب کی جگہ یہ صیغہ آنا، ممکن ہے مندرجہ بالا مطلب کی طرف اشارہ ہو۔

15_ اللہ تعالیٰ کی طرف سے گناہ گار توبہ کرنے والوں کی بخشش انکی تربیت و تکامل کے حوالے سے ہے۔

ربکم ... کان للآوبین غفور
مندرجہ بالا مطلب میں "رب" سے مراد تربیت کرنے والا لیا گیا ہے جو کہ اس کا اصل معنی ہے (مفردات راغب) یعنی گناہ گاروں کی بخشش اللہ تعالیٰ کے مقام مربی و ربوبیت کا تقاضا ہے۔

16_ صالحین، توبہ کی صلاحیت کے حامل ہیں۔

ان تکونوا صالحین فإنہ کان للآوبین غفور

شرط کے جواب میں جملہ "انہ کان صالحین" کی جگہ "انہ کان للآوبین" آیا ہے۔ یعنی "الآوبین" "صالحین" کی جگہ پر آیا ہے۔ اس سے مندرجہ بالا معنی پیدا ہو رہا ہے۔

17_ اللہ تعالیٰ "غفور" (بہت زیادہ معاف کرنے والا) ہے۔

فإنہ کان ... غفور

18_ عن أبي بصير قال: سمعت ابا عبد الله (ع) يقول في قوله تعالى: "إنه كان للآوبين غفوراً" قال: هم التوابون المتعبدون" (1)
ابی بصیر کہتے ہیں کہ امام صادق سے سنا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے اس کلام: "انہ کان للآوبین" کے حوالے سے فرما رہے تھے کہ توبہ کرنے والوں سے مراد متعبد (تقرب الہی کی چاہت رکھنے والے) ہیں۔

اسما وصفات:

غفور 17

74

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ اور نبیوں 3; اللہ تعالیٰ کے احکام 7; اللہ تعالیٰ کی بخشش 9; اللہ تعالیٰ کی بشارتیں 12; اللہ تعالیٰ کے عفو کی شرائط 9; اللہ تعالیٰ کا علم غیب 1، 2، 4; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے نتائج 2; اللہ تعالیٰ کی نگرانی 3

انسان:

انسان کے انگیزے 3; انسان کے باطنی حالات 2، 4; انسان کے خیالات 3، 4; انسانوں کے راز 1; انسان کی عبادت 3; انسان کی

غلطیاں 10

بخشش :

بخشش کے اسباب 14; بخشش کا پیش خیمہ 8; بخشش کے شامل حال 11; بخشش کی شرائط 9

بشارت:

بخشش کی بشارت 12

تربیت:

تربیت کا پیش خیمہ 15

تکامل :

تکامل کا پیش خیمہ 15

توبہ:

توبہ پر ڈٹے رہنے کے نتائج 14

توبہ کرنے والے :

توبہ کرنے والوں کی بخشش 11، 15، 18; توبہ کرنے

والوں کی بخشش کا پیش خیمہ 8

روایت : 18

صالحین :

صالحین کو بشارت 12; صالحین کی بخشش کا پیش خیمہ 8; صالحین کی غلطی کا پیش خیمہ 10; صالحین کی توبہ 16

صالح ہونا:

صالح ہونے کی حقیقت 6; صالح ہونے کے نتائج 9

عمل:

عمل کے تجزیہ کا معیار 5

فرزند:

فرزند کی ذمہ داری 7

گناہ:

گناہ کے موارد 13

نیت :

نیت کے نتائج 5

والدین :

والدین کے لئے انکساری 7; والدین کی بے احترامی سے توبہ 13; والدین کے حقوق میں کوتاہی 10; والدین کی بے احترامی

کا گناہ 13; والدین سے مہربانی 7

.....

(1 تفسیر عیاشی، ج 2، ص 3286، ح 42_ نور الثقلین ج 3، ص 153، ح 151

تفسیر راہنما جلد 10

75

وَأَتِذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا (۲۶)

اور دیکھو قرابتداروں کو اور مسکین کو اور مسافر غربت زدہ کو اس کا حق دے اور خیردار اسراف سے کام نہ لینا (26)

1_ رشتہ داروں کا حق ادا کرنا واجب اور لازم ہے۔

وہ ات ذالقربی حَقَّہ

2_ پیغمبر (ص) پر فضول خرچی سے بچتے ہوئے اعتدال کے ساتھ "رشتہ داروں" مساکین اور مسافروں کا حق ادا کرنے کی ذمہ داری ہے۔

وہ ات ذالقربی حَقَّہ والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیر

مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ اس آیت میں مخاطب پیغمبر (ص) ہیں۔ اگرچہ یہ حکم دوسروں کو بھی شامل ہے۔

3_ رشتہ داری کا تعلق انسانوں میں خاص قسم کے حقوق پیدا کرنے کا موجب ہے۔

وہ ات ذالقربی حَقَّہ

4_ والدین کے حقوق کی ادائیگی کے بعد رشتہ داروں کے حقوق کی رعایت دیگر معاشرتی حقوق پر ترجیح رکھتی ہے۔

وبالوالدین إحساناً ... وہ ات ذالقربی حَقَّہ والمسکین

آیت میں "ذالقربی" اور دوسرے دونوں بعد والے مقامات کے درمیان "حقہ" کا فاصلہ پھر اس کا ان دونوں پر تقدم ممکن ہے "ذی القربی" دونوں پر امتیاز اور الویت رکھتا ہو۔

5_ دوسروں کے حقوق ادا کرنے کے حوالے سے دین کے احکام انسان کے طبیعی احساسات کے ساتھ سازگار ہیں۔

وبالوالدین إحساناً ... وہ ات ذی القربی حَقَّہ

والدین اور رشتہ داروں کے حقوق کو ترجیح دینا اور انکی مشکلات میں انکی مدد کرنا، انسان کے طبیعی میلانات میں سے

ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی اسی کی تائید کی ہے۔

6_ مساکین اور مسافریں کے حقوق کی ادائیگی واجب اور لازم ہے۔

76

وے ات ... والمسکین وابن السبیل

7_ فقر اور مسافر ہونا ، فقراء اور مسافروں کے لئے خاص قسم کے حقوق پیدا کرنے کا موجب ہے۔

وے ات ... والمسکین وابن السبیل

8_ مسلمان اپنے معاشرے کے مسائل اور ضروریات کے مد مقابل ذمہ دار ہیں۔

وے ات ... والمسکین وابن السبیل

9_ رشتہ داروں کی مشکلات دور کرنا اگرچہ وہ فقراء یا مسافروں کے زمرہ میں نہ ہی آتے ہوں ' لازم اور واجب ہیں۔

وے ات ذالقربی حقہ والمسکین وابن السبیل

"ذالقربی" کا جدا ذکر ہونا ہو سکتا ہے مندرجہ بالا مطلب کی طرف اشارہ ہو۔

10_ فضول خرچی (بے جا خرچ کرنا) حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے منع کیا گیا ہے۔

ولا تبذر تبذیر

اہل لغت نے اسراف اور تبذیر میں یہ فرق بیان کیا ہے کہ تبذیر سے مراد مال کسی ایسی جگہ خرچ کرنا ہے کہ جہاں خرچ

نہیں کرنا چاہئے تھا۔ (فروق اللغة)

11_ انسان اپنے اموال کے خرچ کرنے میں مطلق آزاد نہیں ہے بلکہ محدودیت رکھتا ہے۔

وے ات ... ولا تبذر تبذیر

12_ انفاق میں زیادتی سے پرہیز اور اعتدال رکھنا ضروری اور واجب ہے۔

وے ات ... ولا تبذر تبذیر

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ یہاں "تبذیر" سے مراد آیت کے موضوع کے مطابق "رشتہ داروں اور مساکین پر انفاق

میں زیادہ روی" ہے جیسا کہ ذاتی اموال کے خرچ کے حوالے اور دوسروں پر انفاق کے حوالے سے آیت 29 میں بھی

ایسا حکم صادر ہوا ہے۔

13_ "عن أبی عبد اللہ (ع) : ... "وے ات ذالقربی حقہ" فکان علی (ع) وکان حقہ الوصیۃ الی جعلت لہ والإسم الأكبر ومیراث

العلم وآثار علم النبوة" (1)

اللہ تعالیٰ کے اس کلام "وے ات ذالقربی حقہ" کے بارے میں امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا :

ذالقربی سے مراد علی (ع) ہیں اور ان کے حق سے مراد ان کی پیغمبر اسلام (ص) کی جانشینی ہے کہ جو انکے لئے تقرر

ہوئی تھی اور علم کی میراث اور علم نبوت کے نتائج ہیں۔

14_ "عن علی بن الحسین (ع) فی قوله تعالیٰ: "وے ات ذالقربی حقہ" قال : نحن أولئک الذین ا مر اللہ "عزوجل" نبیہ (ص) ان

یو تبہم حقہم ... " (2)

امام سجاد (ع) سے اس کلام الہی "وے ات ذالقربی حقہ" کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا : "ہم اہل بیت

(ع) وہی ہیں کہ جن کے

.....

(1) کافی ج 1، ص 294، ح 3_ نورالثقلین ج 3، ص 153، ح 157_
(2) احتجاج طبرسی، ج 2، ص 33، نورالثقلین ج 3، ص 155، ح 160_

77

بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اکرم (ص) کو حکم دیا کہ ان کا حق ان کو دو"۔

15_ "عن أبی الحسن موسی (ع) : ان اللہ تبارک وتعالیٰ لما فتح علی نبیہ (ص) فذک ... فا نزل اللہ علی نبیہ (ص) "وے ات ذ

القربی حقہ" فلم یدر رسول اللہ (ص) من ہم ... فا وحی اللہ الیہ ان ادفع فذک الی فاطمة (ع) ... (1)

ابوالحسن موسی بن جعفر (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فذک کو پیغمبر اکرم (ص) کے لئے فتح فرمایا تھا

تو اس وقت اس کے لئے یہ آیت نازل ہوئی "وے ات ذالقربی حقہ" تو رسول اللہ (ص) نہیں جانتے تھے کہ انکے اقرباء کون

ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی کی کہ فدک کو حضرت فاطمہ س کے حوالے کر دیں۔
 16_ "عبدالرحمان بن الحجاج قال: سألت أبا عبد الله (ع) عن قوله: "ولا تَبَذَّرْ تَبْذِيرًا" قال: من أنفق شيئاً في غير طاعة الله فهو مبذر... (2)

عبدالرحمن بن حجاج کہتا ہے کہ امام صادق (ع) سے اس کلام الہی "ولا تَبَذَّرْ تَبْذِيرًا" کے بارے میں سوال کیا تو حضرت (ع) نے فرمایا: جو بھی کوئی چیز غیر خدا کی اطاعت میں خرچ کرتا ہے وہ اسراف کرنے والا ہے۔
 17_ أبی بصیر قال: سألت أبا عبد الله (ع) فی قوله "ولا تَبَذَّرْ تَبْذِيرًا" قال: بذل الرجل ماله ويقعده ليس له مال قال: فيكون تبذير فی حلال؟ قال: نعم (3)

ابوبصیر کہتے ہیں کہ امام صادق (ع) سے کلام الہی: "ولا تَبَذَّرْ تَبْذِيرًا" کے بارے میں سوال کیا تو حضرت نے جواب میں فرمایا: کہ کسی کا یوں مال کا انفاق کرنا کہ اس کے لئے کچھ نہ بچے اور وہ خانہ نشین ہو جائے۔ تو سوال کرنے والے نے پوچھا: پس حلال کے خرچ میں بھی اسراف ہے؟ تو حضرت (ع) نے جواب دیا: ہاں

ابن السبیل:

ابن السبیل کے حقوق کی ادائیگی 2، 6؛ ابن سبیل کے حقوق کا سرچشمہ 7

احکام: 1، 6، 9، 10، 12

اسراف:

اسراف کے احکام 10؛ اسراف سے پرہیز 2؛ اسراف کا حرام ہونا 10؛ اسراف سے مراد 17؛ اسراف سے نہیں 10

اسراف کرنے والے: 16

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ممنوعات 10

امام علی (ع):

امام علی (ع) کے فضائل 13

.....

(1) کافی ج 1، 543، ح 5_ نورالثقلین ج 3، ص 154، ح 158_
 (3) تفسیر عیاشی ج 2، ص 288، ح 54_ نورالثقلین ج 3، ص 156، ح 169_

78

انسان:

انسان کے اختیارات کے حدود 11

انفاق:

انفاق کے احکام 12؛ انفاق میں میانہ روی 12

اہل بیت (ع):

اہل بیت (ع) کے فضائل 14

حرام چیزیں: 10

حقوق:

حقو کی ادائیگی میں احساسات 5؛ حقوق کی ادائیگی میں اعتدال 2؛ حقوق میں ترجیحات 4؛ حقوق کے پیدائشے کا سرچشمہ 3
 دین:

دین اور احساسات 5؛ دینی تعلیمات کی خصوصیات 5

رشتہ دار:

رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی 1، 2؛ رشتہ داروں کے حقوق کی اہمیت 4؛ رشتہ داروں کی مشکلات دور کرنا 9

رشتہ داری:

رشتہ داری کے حقوق 3؛ رشتہ داری کے اثرات 3

روایت : 13، 14، 15، 16، 17

غربت:

غربت کے نتائج 7

غربائی:

غرباء کے حقوق کا سرچشمہ 7

فدك:

قصہ فدك 15

مال:

مال میں تصرف کا حدود 11

محمد (ص):

محمد (ص) کے رشتہ داروں کے حقوق 2، 15؛ محمد (ص) کی ذمہ داری 2؛ محمد (ص) کے رشتہ داروں سے مراد 13، 14

مساکین :

مساکین کے حقوق کی ادائیگی 2، 6

مسلمان :

مسلمانوں کی معاشرتی ذمہ داری 8

معاشرہ:

معاشرہ کی ضرورتوں کو پورا کرنا 8

واجبات : 1، 6، 9، 12

والدین :

والدین کے حقوق کی اہمیت 4

79

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا (۲۷)

اسراف کرنے والے شیاطین کے بھائی بند ہیں اور شیطان تو اپنے پروردگار کا بہت بڑا انکار کرنے والا ہے (27)

1_ فضول خرچی کرنے والے (اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور وسائل کو ضایع کرنے والے) شیاطین کے بھائی ہیں _

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ

2_ وسائل کو ضائع کرنا شیطان کا کام ہے _

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ

3_ شیطان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرنے والا ہے _

وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا

4_ شیطان، الہی نعمتوں کے اسراف کا مظہر ہے _

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا

5_ فضول خرچی (وسائل کو ضائع کرنا) الہی نعمتوں کی ناشکری ہے _

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا

6_ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں فضول خرچی اور ناشکری ایک مذموم اور ناپسندیدہ عمل ہے _

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ ... لِرَبِّهِ كَفُورًا

7_ پروردگار کے الطاف کے مد مقابل ناشکری، شیطان کی روش ہے _

وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا

شیطان:

شیطان کے بھائی 1؛ شیطان کی فضول خرچی 4؛ شیطان کی ناشکری 3

عمل :

شیطانی عمل 2، 7؛ ناپسندیدہ عمل 6

فضول خرچی :

فضول خرچی کی حقیقت 5؛ فضول خرچی کی مذمت 2، 6؛ فضول خرچی کرنے والے 1، 4

80

ناشکری:

نعمتوں کی ناشکری پر سرزنش 7؛ پروردگار کی

نسبت ناشکری 7؛ نعمتوں کی ناشکری 3، 5، 7

ناشکری کرنے والے : 3

وَإِمَّا تَعْرِضْ عَنْهُمْ ابْتَغَاءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا (۲۸)

اگر تم کو اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جس کے تم امیدوار ہو ان افراد سے کنارہ کش بھی ہونا پڑے تو ان سے نرم انداز سے گفتگو کرنا (28)

1_ پیغمبر اسلام (ص) کی ذمہ داری ہے کہ جب ان سے رشتہ دار، مساکین اور مسافر کسی مال کی درخواست کریں تو مال کے نہ ہونے کی وجہ سے نہ دے سکیں تو ان سے نرم اور جاذب انداز سے رویہ کا مظاہرہ کریں۔

وَأَتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ ... وَإِمَّا تَعْرِضْ عَنْهُمْ ابْتَغَاءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا

عبادت "ابتغا رحمة من ربك" (اپنے پروردگار کی رحمت چاہتے ہو) اور تاریخی شواہد حاکی ہیں کہ پیغمبر اسلام (ص) کا ان (مندرجہ بالا) افراد کی مدد نہ کرنے کی وجہ ان کے پاس مال کا نہ ہونا تھا۔

2_ اپنی مالی کمزوری کی بناء پر ضرورت مندوں کی مدد نہ کرنے کی صورت میں نرمی اور مناسب معذرت

خواہانہ رویہ اختیار کرنا چاہیے

إِمَّا تَعْرِضْ عَنْهُمْ ... فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا

3_ جو لوگ کسی اہم کام مثلاً عبادت کی وجہ سے ضرورت مندوں کی امداد نہ کرسکیں تو ضروری ہے کہ ان سے نرم لہجہ سے بات کریں اور معذرت کریں۔

وَإِمَّا تَعْرِضْ عَنْهُمْ ابْتَغَاءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ احتمال ہے کہ پروردگار کی رحمت کی طلب سے مراد اس کی بارگاہ میں عبادت ہو۔ اس صورت میں آیت کا معنی یوں ہوگا: "اگر ضرورت مندوں کی مدد عبادت کی وجہ سے نہ کرسکو تو ان سے معذرت کرو اور انہیں مناسب جواب دو۔"

81

4_ جب رشتہ داروں، مساکین اور مسافروں کا حق ادا نہ کرسکو تو ان سے نرم و جاذب انداز میں بات کرتے ہوئے احسن طریقے سے معذرت کرلیں۔

وَأَتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ ... وَإِمَّا تَعْرِضْ عَنْهُمْ ابْتَغَاءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا

5_ پروردگار کی طلب رحمت جیسے اہم کام میں مصروفیت کی بناء پر مستحقین کی امداد سے معذرت کے ساتھ کنارہ کشی جائز ہے۔

وَإِمَّا تَعْرِضْ عَنْهُمْ ابْتَغَاءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا

6_ مؤمن، رشتہ داروں اور معاشرہ کے مستحقین کی مدد کے لیے وسائل کا آرزو مند ہے۔

وَإِمَّا تَعْرِضْ عَنْهُمْ ابْتَغَاءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا

7_ رشتہ داروں اور مساکین کے حق میں مالی ضعف اور مناسب وسائل نہ ہونے کی بنا پر اتفاق کا ترك کرنا صحیح اور قابل قبول عذر ہے۔

- و ات ذاالقربى حقہ ... وإما تعرضن عنهم ابتغاء رحمة من ربك ترجوه
- 8_ پروردگار کی رحمت پر امید ، محنت و سعی کے ساتھ ہونی چاہئے۔
- ابتغاء رحمة من ربك ترجوه
- "ابتغائ" سے مراد اپنی آرزوؤں کو پانے کے لئے محنت و کوشش کرنا ہے _ (مفردات راغب)
- 9_ الطاف الہی پر ضرور امید رکھنا اور صرف اپنی زحمت و کوشش پر اکتفاء نہ کرنا _
- ابتغاء رحمة من ربك ترجوه
- "ابتغائ" کا "ترجوا" کے ہمراہ آنا بتا رہا ہے کہ انسان کے اپنے ضروری وسائل کو پانے کے لئے یہ دونوں عناصر ہونا چاہئے نہ کوشش کے بغیر امید اور نہ امید کے بغیر کوشش _
- 10_ مادی وسائل ، اللہ کی رحمت ہیں _
- وإما تعرضن عنهم ابتغاء رحمة من ربك
- 11_ مادی وسائل اور الہی نعمتیں اللہ کی ربوبیت کا مظہر اور انسانی ترقی و کمال کے لئے ہیں _
- ابتغاء رحمة من ربك ترجوه
- 12_ مؤمنین کو چاہئے وہ دنیاوی وسائل اور نعمتوں کو پروردگار کی جانب سے رحمت سمجھیں _
- وإما تعرضن عنهم ابتغاء رحمة من ربك ترجوه
- پیغمبر اسلام (ص) یا مؤمنین کرام کو مستحقین کی مدد کے امکان نہ ہونے کی صورت میں ان سے اچھے انداز سے رویہ رکھنے کی نصیحت جو کہ "ابتغاء رحمة من ربك ترجوا" کی تعبیر کے ساتھ آئی ہے 'ہوسکتا ہے یہ نکتہ بیان کر رہی ہو کہ مؤمنین ہمیشہ وسائل کو اللہ کی طرف سے سمجھیں _
- 13_ رشتہ داروں اور مساکین کے احساسات کی طرف توجہ اور انہیں رنجیدہ کرنے سے پرہیز ایک ضروری اور مناسب اخلاق ہے _
- وإما تعرضن ... فقل لهم قولاً ميسور
- 14_ جو لوگ مالی ضعف کی بنا پر رشتہ داروں، مساکین

82

اور مسافروں کی مدد نہیں کرسکتے تو انہیں اس طرح وعدہ یا امید بھی نہیں دلانی چاہئے ہر مشکل سے دوچار ہوں _

وإما تعرضن ... ابتغاء رحمة من ربك ترجوا فقل لهم قولاً ميسور

مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ یہ جملہ " قل لهم قولاً ميسوراً " سے مراد یہ ہے کہ اب جب تم انکی ضرورت کو پورا نہیں کرسکتے تو انہیں ایسا وعدہ دو کہ پھر تمہارے لئے مشکل اور پریشانی نہ کھڑی ہو _

آرزو:

مادی وسائل کی آرزو 6

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کی ذمہ داری 1; آنحضرت (ص) اور رشتہ دار 1; آنحضرت (ص) کا ضعف مالی 1; آنحضرت (ص) ا

ورمسافر 1; آنحضرت (ص) اور مساکین 1

احکام : 7

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی رحمت کی اہمیت 5; اللہ کی رحمت چاہنا 5; اللہ تعالیٰ کی رحمت 12; اللہ تعالیٰ کی رحمت کے موارد 10; اللہ

تعالیٰ کی نعمتیں 12; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے نتائج 11

امید رکھنا:

امید رکھنے کی اہمیت 9; اللہ تعالیٰ کی رحمت پر امید رکھنا 9; اللہ تعالیٰ کی رحمت پر امید رکھنے کی شرائط 8; امید رکھنے

میں کوشش 8

انفاق:

انفاق کے احکام 7

رشتہ دار:

رشتہ داروں کی امداد: 6 رشتہ داروں پر اتفاق 14 رشتہ داروں کے احساسات کی طرف توجہ کی اہمیت 13 رشتہ داروں کی

ضرورت پوری کرنے سے پرہیز 7 رشتہ داروں سے ملنے کی طریقہ کا طریقہ 4 رشتہ داروں سے معذرت 4

عبادت کرنے والے:

عبادت کرنے والوں کی ذمہ داری 3

عذر:

قابل قبول عذر 7

فقر:

فقر کے نتائج 7

فقراء:

فقراء کی امداد: 6 فقراء پر اتفاق 14 فقراء کے جذبات کی رعایت کی اہمیت 13 فقراء کی ضرورت پوری کرنے سے

اعراض 1، 2، 5، 7 فقراء سے رویہ کا طریقہ 2، 3، 5 فقراء سے معذرت خواہی 2، 3، 5

کمال:

کمال کا پیش خیمہ 11

کوشش:

کوشش کی اہمیت 8

مادی وسائل:

مادی وسائل کا سرچشمہ 10، 11، 12

83

مسافر:

مسافر پر اتفاق 14 مسافر سے اپنانے کا انداز 1، 4 مسافر سے معذرت خواہی 4

مساکین:

مساکین سے اپنانے کا انداز 4 مساکین سے معذرت خواہی 4

معاشرت:

معاشرت کے آداب

مؤمنین:

مؤمنین کی آرزو 6 مؤمنین کی ذمہ داری 12

نعمت:

نعمت کا سرچشمہ 11

تفسیر راہنما جلد 10

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا (۲۹)

اور خبر دار نہ اپنے ہاتھوں کو گردنوں سے بندھا ہوا قرار دو اور نہ بالکل پھیلا دو کہ آخر میں قابل ملامت و خالی ہاتھ

بیٹھے رہ جاؤ (29)

- 1_ مؤمنین کا وظیفہ ہے کہ وہ دوسروں پر انفاق اور اپنی ذاتی زندگی میں مال و متاع کے استعمال میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کریں۔
ولا تجعل يدك مغلولة إلى عنقك ولا تبسطها كل السبط
- 2_ مؤمنین کو چاہئے کہ وہ بخل، رشتہ داروں اور مساکین کے حقوق کی عدم ادائیگی سے پرہیز کریں۔
و ات ذا القربى حقہ ... ولا تجعل يدك مغلولة إلى عنقك
- 3_ کنجوس انسان اس شخص کی مانند ہے کہ جس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہوں۔
ولا تجعل يدك مغلولة إلى عنقك
- "ولا تجعل يدك مغلولة إلى عنقك" انفاق سے پرہیز یعنی کنجوسی سے کنایہ ہے یعنی "کنجوسی تمہارے ہاتھوں کو گردن سے نہ باندھ دے" کی تعبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ کنجوس شخص ہاتھ بندھے ہوئے شخص کی مانند ہے۔
- 4_ پیغمبر اسلام (ص) اپنی ذاتی زندگی میں انفاق کے حوالے سے اعتدال کی رعایت اور حد سے زیادہ دینے سے

84

- پرہیز کرنے میں ذمہ دار ہیں۔
ولا تجعل يدك مغلولة إلى عنقك ولا تبسطها كل السبط فتقعد ملوماً محسوراً
- مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ آیت کا مخاطب پیغمبر اسلام (ص) ہوں اگرچہ دوسرے لوگوں کو بھی شامل ہے۔
- 5_ انفاق میں حد سے زیادہ بڑھنے سے انسان اپنے ضروری کاموں سے رہ جاتا ہے۔ فتقعد ملوماً محسوراً آیت میں مادہ "قعد" کا استعمال ہونا ہو سکتا ہے اسی مطلب کی طرف اشارہ ہو کہ اپنے کاموں سے پیچھے رہ جاتا ہے تو اس صورت حال میں انسان کی دوسرے ملامت بھی کرتے ہیں اور وہ حسرت زدہ بھی ہو جاتا ہے۔
- 6_ کنجوسی، ملامت کی باعث ہے اور انفاق میں حد سے بڑھنا انسان کی زندگی میں ضعف و حسرت کا باعث ہے۔
ولا تجعل يدك ... ولا تبسطها كل السبط فتقعد ملوماً محسوراً
- مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "ملوماً" کا تعلق "لا تجعل يدك مغلولة" اور "محسوراً" کا تعلق "لا تبسطها" سے ہے۔ اور اس حوالے سے بھی کہ "محسور" کا معنی یہ ہے کہ انسان اپنے وسائل سے یوں جدا ہو جائے کہ وہ اس کی حسرت کا باعث ہوں۔
- 7_ اقتصادی محور پر اور زندگی کی ضروریات پوری کرنے میں اعتدال کی رعایت اور افراط و تفریط سے پرہیز کرنا ایک ضروری اور پسندیدہ چیز ہے۔
لا تجعل يدك مغلولة ... ولا تبسطها كل السبط
- 8_ انسان کو ایسے عمل کا مرتکب نہیں ہونا چاہئے کہ جس پر اس کی مذمت ہو اور وہ اپنے کئے پر پشیمان ہو اور حسرت کرے۔
ولا تجعل يدك ... فتقعد ملوماً محسوراً
- 9_ ہاتھوں سے گئی چیزوں پر سرزنش اور حسرت کرنا ان چیزوں میں سے ہیں کہ جو انسانوں کو رنج دیتی ہیں اور ان کی طبع سے ناساز گار ہیں۔
فتقعد ملوماً محسوراً
- یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انفاق میں افراط و تفریط کے انجام پر مذمت اور حسرت کرنے کا ذکر فرمایا ہے تاکہ انسان ایسے انجام سے بچنے کے لئے افراط و تفریط سے پرہیز کرے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حالتیں انسان کے لئے رنجیدگی کا باعث ہیں۔
- 10_ انسان کے ناپسندیدہ عمل کے ناگوار انجام پر توجہ دینا بذات خود اس کے ارتکاب سے روکنے والے اسباب میں سے ہے۔
ولا تجعل يدك مغلولة إلى عنقك ولا تبسطها كل السبط فتقعد ملوماً محسوراً
- یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انفاق میں افراط و تفریط سے روکتے ہوئے اس کا ناگوار انجام بھی ذکر کیا ہے۔ اس سے مندرجہ بالا مطلب ثابت ہوتا ہے۔
- 11_ انسانی زندگی کے راستہ کو صحیح طریقہ سے منظم کرنے میں "آئندہ حالات کو پیش نظر رکھنا اور تدبیر سے کام لینا" اہم قوانین ہیں۔

ولا تجعل يدك مغلولة ... ولا تبسطها فتقعد ملوماً محسوراً

جملہ "فتقعد ملوماً محسوراً" میں چونکہ "فا" نتیجہ اور انجام بتانے کے لئے ہے تو اس سے مدد لیتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ، آئندہ حالات کو پیش نظر رکھنے کے قانون کی بناء پر انسان کو انفاق میں افراط و تفریط سے منع فرما رہا ہے۔

12_ عن أبي عبد الله (ع) ... علم الله عز وجل نبيّه كيف ينفق، وذلك انه كانت عنده اوقية من الذهب فكره ان يبيت عنده فتصدق بها فاصبح وليس عنده شي وجاءه من يسا له فلم يكن عنده ما يعطيه فلامه السائل واغتم به حيث لم يكن عنده ما يعطيه وكان رحيماً رقيقاً فادب الله تعالى نبيّه (ص)، بما مره فقال: ولا تجعل يدك مغلولة إلى عنقك ولا تبسطها كل البسط فتقعد ملوماً محسوراً " يقول : إن الناس قد يسا لونك ولا يعزرونك فإذا أعطيت جميع ما عندك من المال كنت قد حسرت من المال ... (1)

امام صادق (ع) سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا : اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اکرم (ص) کو سکھایا ہے کہ کس طرح انفاق کرنا چاہئے۔ اور واقعہ اس طرح سے ہے کہ حضرت (ص) کے پاس کچھ سونا تھا آپ (ص) اسے صبح تک اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتے تھے تو آپ (ص) نے اسے انفاق کیا اور صبح آپ (ص) کے پاس کوئی چیز نہ رہی ایک شخص آپ (ص) کے پاس آیا اور آپ (ص) سے کچھ مانگا آپ (ص) کے پاس بھی اسے دینے کے لئے کچھ نہ تھا تو اس شخص نے آپ (ص) پر ملامت کی اور آپ (ص) بھی کچھ نہ ہونے کی بناء پر کہ اسے دے سکیں غمگین ہوئے چونکہ آپ (ص) بہت مہربان اور دل کے انتہائی نرم تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر (ص) کو ایک فرمان کے ساتھ تعلیم دی اور فرمایا : "ولا تجعل يدك مغلولة إلى عنقك ولا تبسطها كل البسط فتقعد ملوماً محسوراً" یعنی اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے : لوگ تجھ سے مانگتے ہیں اور تمہارا عذر قبول نہیں کرتے تو اگر سب کچھ انفاق کر دو گے تو تنگی میں پڑو گے۔

13_ عن أبي عبد الله (ع)، في قول الله عز وجل "فتقعد ملوماً محسوراً" قال : الإحسار الفاقة (1)

امام صادق (ع) سے اس کلام الہی "فتقعد ملوماً محسوراً" کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا : یہاں "احسار" سے مراد فقر اور تنگدستی ہے۔

14_ فقال الصادق (ع) : المحسور العريان (2) امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ محسور سے مراد عریان ہے۔

- (1) کافی ج 5، ص 67، ح 1_ نور الثقلین ج 3، ص 158، ح 178_
 (2) کافی ج 4، ص 55، ح 6_ نور الثقلین ج 3، ص 157، ح 175_
 (3) تفسیر قمی ج 2، ص 19_

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کا انفاق 12؛ آنحضرت (ص) کی ذمہ داری 4

استعمال :

استعمال کے آداب 1؛ استعمال میں اعتدال 1

اعتدال :

اعتدال کی اہمیت 1

افراط و تفریط :

افراط و تفریط سے اجتناب کی اہمیت 7

انسان :

انسان کی ذمہ داری 8، انسان کی طبیعت 9

انفاق :

انفاق کے آداب 1، 4؛ انفاق میں اعتدال 1، 4؛ انفاق کی روش 12؛ انفاق میں افراط کے نتائج 5، 6

اہم و مہم : 5

بخل:

بخل سے اجتناب 2; بخل کے نتائج 6

حسرت:

حسرت کے اسباب 6; حسرت کا پیش خیمہ 8; حسرت کا پسند ہونا 9
دورانہ پیشی:

دورانہ پیشی کی اہمیت 11

ذکر:

ناپسندیدہ عمل کے انجام کے ذکر کے نتائج 10
رشتہ دار:

رشتہ دار کے حقوق کی ادائیگی 2

روایت : 12، 13، 14

زندگی:

زندگی میں تدبیر کی اہمیت 11

عمل :

ناپسندیدہ عمل سے اجتناب 8; ناپسندیدہ عمل 7; ناپسندیدہ عمل کے موانع 10
فقراء:

فقراء کے حقوق کی ادائیگی 2

قرانی تشبیہات :

بخیل لوگوں کی تشبیہ 3; گردن سے ہاتھ بندھے لوگوں کی تشبیہ 3
مؤمنین :

مؤمنین کی ذمہ داری 1، 2

محسور:

محسور کامفہوم 13، 14

معاش:

معاش کو پورا کرنے میں اعتدال کی اہمیت 7

87

إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا (۳۰)

تمہارا پروردگار جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو وسیع یا تنگ بنا دیتا ہے وہ اپنے بندوں کے حالات کو خوب جاننے والا اور دیکھنے والا ہے (30)

1_ انسانوں کے رزق میں کمی و بیشی فقط پروردگار کی مرضی و منشاء پر موقوف ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ

"يقدر" سے مراد اگر چہ اندازہ ہے لیکن قرینہ "يبسط" (وسعت دیتا ہے) کی وجہ سے اس کا معنی کم کرنا، ہے۔

2_ انسانوں کے لئے الہی رزق اس کی ربوبیت اور خدائی کاجلوہ ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

3_ لوگوں کے لئے روزی میں فرق، پروردگار کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ

4_ انسانوں میں روزی کا فرق انکی پرورش اور ترقی کے حوالے سے ایک الہی تدبیر ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ

"يبسط" اور "يقدر" کے حوالے سے ربوبیت

الہی کی تاکید سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کمی و بیشی کا سرچشمہ اس کی ربوبیت ہے (تاکہ زندگی کی گاڑی چلے اور تمام

انسان اسی فرق کے حوالے سے امتحان دیں اور ترقی کریں)
 5_ انسانوں کی اپنی روزی میں اللہ تعالیٰ کی مشیت اور تقدیر کے کردار پر توجہ اپنے مال و متاع سے انفاق میں افراط اور بخل کے اجتناب کا موجب بنی ہے۔
 وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ ... إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ
 جملہ "إِنَّ رَبَّكَ ... در اصل جملہ "وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ ... کی علت بیان کر رہا ہے تو اس صورت میں آیت کا مفہوم یہ ہوگا_ اللہ تعالیٰ روزی دینے والا ہے _ لہذا فقر کے خوف سے بخل کیا جائے اور نہ انفاق سے دوری کی جائے۔
 6_ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات سے مکمل طور پر آگاہ ہے اور ہر حوالے سے آگاہی رکھتا ہے۔
 إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا

88

7_ انسانوں کی روزی میں فرق اللہ تعالیٰ کی انسانوں کے بارے میں گہری آگاہی کی بناء پر ہے _
 يَبْسُطُ الرِّزْقَ ... وَ يَقْدِرُ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا
 8_ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا دار و مدار علم و آگاہی کی بنیاد پر ہے _
 يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا

اسماء و صفات :

بصیر 6; خبر 6

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی تقدیریں 3; اللہ تعالیٰ کا علم 7 ، 8; اللہ تعالیٰ کا علم غیب 6; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامتیں 2; اللہ تعالیٰ کی مشیت کا قانون کے مطابق ہونا 8; اللہ تعالیٰ کی تقدیروں کا کردار 1، 5; اللہ تعالیٰ کی مشیت کا کردار 5; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے نتائج 3، 4; اللہ تعالیٰ کی مشیت کے

نتائج 1

انسان :

انسانوں کی روزی اور تقدیر 5; انسانوں کی روزی 2، 3، 4، 7; انسانوں کی روزی میں اختلاف کا قانون کے مطابق ہونا 7
 انفاق :

انفاق میں افراط سے بچنے کا پیش خیمہ 5

بخل:

بخل سے بچنے کا پیش خیمہ 5

ذکر:

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا ذکر کرنے کے نتائج 5; روزی کے سرچشمہ ی ذکر 5

روزی:

روزی میں اختلاف کا فلسفہ 4; روزی میں اضافہ کا منشاء 1; روزی میں اختلاف کا منشاء 3; روزی میں نقصان کا منشاء 1
 کمال:

کمال کا پیش خیمہ 4

89

تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةً إِمَّا لَكُمْ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا (۳۱)
 اور خبر دار اپنی اولاد کو فاقہ کے خوف سے قتل نہ کرنا کہ ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی رزق دیتے ہیں
 بیشک ان کا قتل کر دینا بہت بڑا گناہ ہے (31)

1_ اولاد کو فقر اور تنگدستی کے خوف سے قتل کرنا ممنوع اور حرام ہے۔

- ولا تقتلوا أولادكم خشية إملاق:
- 2_ فقر اور ناداری کا خوف جاہل عربوں کے ہاتھوں اپنی اولاد کے قتل کرنے کا موجب بنا _
- ولا تقتلوا أولادكم خشية إملاق
- 3_ فقر اور تنگدستی انسان کے ضمیر کو کمزور کرنے میں اور اولاد سے محبت کرنے جیسے قوی ترین احساسات کو ختم کرنے میں تاثیر گذار ہے _
- ولا تقتلوا أولادكم خشية إملاق
- 4_ اس بناء پر بچوں کن نقل کرنا کہ ان کی وجہ سے کس تنگدستی میں نہ گھر جائیں ممنوع، حرام اور برے نتائج کا حامل ہے _
- مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "املاق" سے مراد ماں باپ کا اپنے اور بچوں کے بارے میں فقر کا خوف ہے _
- 5_ فقر اور تنگدستی کا خوف، اولاد کے قتل کا جواز فراہم نہیں کرتا _
- ولا تقتلوا أولادكم خشية إملاق
- 6_ ضرر اور نقصان کے محض خوف کی بناء پر اس سے بچنے کے لئے گناہ اور برائی جائز نہیں ہوتی _
- ولا تقتلوا أولادكم خشية إملاق
- 7_ تمام انسانوں (والدین اور انکے بچوں) کی روزی کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے _
- نحن نرزقهم وإياكم _
- 8_ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام لوگوں کی روزی کی ضمانت کی طرف توجہ، اپنے یا بچوں کے مستقبل میں فقر کے خوف سے مانع ہے _
- ولا تقتلوا أولادكم خشية إملاق نحن نرزقهم وإياكم

90

- 9_ والدین خود کو اولاد کا رازق تصور نہ کریں _
- نحن نرزقهم وإياكم
- فقر کے خوف سے بچوں کے قتل سے پرہیز کا حکم اور یہ اعلان کہ اللہ تعالیٰ والدین اور بچوں کو روزی دینے والا ہے _
- یہ دونوں چیزیں مندرجہ بالا مطلب کو واضح کر رہی ہیں _
- 10_ بچوں کا ہونا فقر اور تنگدستی کا موجب نہیں ہے _
- ولا تقتلوا أولادكم خشية إملاق نحن نرزقهم وإياكم
- آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر انسان کی اپنی روزی ہے ایسا نہیں ہے کہ ایک کے آنے سے دوسرے کی روزی کم پڑ جائے _
- لہذا اگر فقر ہے تو اس کے کچھ اور کوئی اور اسباب ہیں نہ کہ بچوں کا وجود _
- 11_ توحید کے عقیدے میں بشریت کی آئندہ مادی زندگی اور اقتصادی حوالے سے پریشانی اور اضطراب کی کوئی گنجائش نہیں ہے _
- ولا تقتلوا ... نحن نرزقهم وإياكم
- یہ کہ اللہ تعالیٰ بچوں کے فقر کے خوف سے قتل کو ممنوع کرنے کے بعد تمام انسانوں کی روزی کی اپنی طرف سے ضمانت دیتا ہے _ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مستقبل میں اقتصادی وضعیت کے حوالے سے پریشانی کی ضرورت نہیں ہے _
- 12_ بچوں کا قتل بہت بڑی خطا اور جنایت ہے کہ اسے تمام زمانوں میں اور گزشتہ صدیوں میں مذموم جانا گیا ہے _
- إن قتلهم کان خطئاً کبیر
- "خطئاً" کا لغوی معنی "اصلی اور حقیقی جہت سے پھرنا" ہے اور یہ کلمہ وہاں استعمال ہوتا ہے جب کوئی شخص غلط کام کرنے پر ارادہ کر لے اور اسے انجام دے _ (مفردات راغب)
- 13_ عن أبي جعفر قال ... بعث الله محمداً (ص) و ... أنزل عليه في سورة بنی اسرائیل بمكة ... وأنزل نهيأ عن أشياء حذر عليها ولم يعلظ فيها ولم يتوعد عليها وقال: "ولا تقتلوا أولادكم خشية إملاق نحن نرزقهم وإياكم إن قتلهم کان خطئاً کبیراً (1)
- امام محمد باقر (ع) سے روایت ہوئی کہ آپ (ع) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (ص) کو مبعوث فرمایا ... ان پر مکہ میں سورہ بنی اسرائیل کی آیات نازل فرمائیں ... کہ (ان آیات میں) ایسی چیزوں سے منع فرمایا کہ جن سے پرہیز کرنا لازم

ہے۔ لیکن اس منع کرنے میں سختی اور شدت نہیں ہے اور نہ ان کے ارتکاب پر وعدہ عذاب دیا گیا ہے۔ فرمایا ہے کہ "ولا تقتلوا أولادکم خشية إِملاق نحن نرزقہم وإیاکم ان قتلہم کان خطایً کبیراً"۔

احساسات :

احساسات کو ضعیف کرنے والے اسباب 3

احکام: 1، 4، 5

اقتصاد :

مستقبل کے اقتصاد کے بارے میں پریشانی 11

(1) کافی ج 2، ص 30، ح 1_بحار الانوار ج 66، ص 87، ح 30_

91

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی رازقیت 7; اللہ تعالیٰ ممنوعات 13

ایمان :

توحید کے ساتھ ایمان کے نتائج 11

تعلقات :

فرزند کے ساتھ تعلق 3

جاہلیت :

جاہلیت میں بچوں کا قتل 2; جاہلیت کی رسوم 2

خوف :

فقر سے خوف 5; نقصان سے خوف; فقر سے خوف کے موانع 8; خوف کے نتائج 6; فقر سے خوف کے نتائج 6، 2
ذکر :

روزی کی ضمانت کے ذکر کے نتائج 8

روایت : 13

روزی :

روزی کا ضامن 7

فرزند :

فرزند کا کردار 10; فرزند کی روزی کا سرچشمہ 9

فرزند کا قتل :

فرزند کے قتل کا جرم 12; فرزند کے قتل کی حرمت 1، 4; فرزند کے قتل پر سرزنش 12; تاریخ میں فرزند کا قتل 12; فقر
میں فرزند کا قتل 1، 4، 5; فرزند کے قتل سے نفی 13

فقر :

فقر کے اسباب 10; فقر کے نتائج 3، 5

قتل :

قتل کے احکام 1، 4، 5

گناہ کبیرہ : 12

ممنوعات : 1، 4

نقصان :

نقصان سے بچنا 6

والدین :

والدین کی ذمہ داری 9

وجدان :

وجدان کو کمزور کرنے کے اسباب 3

وَلَا تَقْرُبُوا الزَّانِيَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا (۳۲)

اور دیکھو زنا کے قریب بھی نہ جانا کہ یہ بدکاری ہے اور بہت برا راستہ ہے (32)

1_ زنا ممنوع اور حرام ہے _

ولا تقربوا الزَّانِيَ

92

2_ ہر وہ کام کہ جو انسان کو زنا کے قریب لے جاتا ہے اس سے بچنا لازم اور واجب ہے _

ولا تقربوا الزَّانِيَ

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے "لا تزنوا" (یعنی زنا نہ کریں) کی جگہ فرمایا ہے: "لا تقربوا الزَّانِيَ" (زنا ے قریب نہ ہوں) ہوسکتا ہے اس نکتہ کی طرف توجہ دلا رہا ہو نہ کہ صرف عمل زنا ممنوع ہے بلکہ ہر وہ عمل جو زنا پر ختم ہو چونکہ وہ بدکاری کی طرف لے جانے والا عمل ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے _

3_ فحاشی، بہت قبیح اور برے انجام والے گناہوں میں مبتلاء کرنے والے عمل سے انسان کا اجتناب _

ولا تقربوا الزَّانِيَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا

جملہ "انہ کان فاحشۃ و ... " جملہ "لا تقربوا" کی علت بیان کر رہا ہے یعنی چونکہ زنا فحاشی اور برے انجام والا عمل ہے اسی لیے اس سے بچنا ضروری ہے _ لہذا ہر فحاشی اور وہ گناہ کہ جس کا انجام برا ہو اس سے پرہیز کرنا چاہئے

4_ اپنے جنسی جذبات کی تسکین کے لئے زنا انتہائی قبیح و پلید عمل ہے اور باطل راستہ ہے _

انہ کان فاحشۃ وساء سبیل

"فاحشۃ" اس بات اور عمل کو کہتے ہیں کہ جسکی قباحت بہت زیادہ ہو _ (مفردات راغب) _

5_ اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں عربوں میں زنا معمول کے مطابق رائج عمل تھا _

ولا تقربوا الزَّانِيَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا

6_ پوری تاریخ میں انسانوں کے ضمیر میں زنا کی قباحت و پلیدی موجود ہے _

انہ کان فاحشۃ وساء سبیل

جملہ اسمیہ "انہ کان فاحشۃ وساء سبیلًا" سے ہمیشہ اور ثابت رہنے والے معنی پر دلالت ہو رہی ہے اور ساتھ یہ الہی نہیں "لا تقربوا الزَّانِيَ" کے لئے بھی علت ہے _ اس علت سے لا تقربوا کے عمل کے لیے لوگوں کو ابھارنا ہے اور یہ بات اس وقت مؤثر ہے جب لوگ بذات خود زنا کی قباحت کو سمجھیں اور علت کا اطلاق یہ واضح کر رہا ہے کہ زنا لوگوں کے درمیان قبیح تھا

7_ زنا جیسے غیر مناسب عمل کا فرد و معاشرہ کے لئے برا اور ناگوار انجام _

وساء سبیل

بری راہوں میں سے ایک راہ ایسی ہے کہ جو برے انجام پر ختم ہوتی ہے _ لہذا "ساء سبیلًا" اس معنی کو بیان کر رہا ہے کہ زنا، نہ فقط فحش عمل ہے بلکہ ایسا برا راستہ ہے کہ جس کا انجام فرد و معاشرہ کے لئے بھی برا ہے _

8_ دین کے محرمات اور ممنوعات کی بنیاد یہ ہے کہ انسان سے مفسد کو دور کیا جائے _

انہ کان فاحشۃ وساء سبیل

حرام شدہ عمل کی علتیں اور مفسد بیان کرنا اس نکتہ کو واضح کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ممنوعات اور محرمات مفسد کے تابع ہیں _

9_ زنا کی بدی اور قباحت اور جنسی خواہشات کو مٹانے کے لئے اس کا ایک برا طریقہ ہونا اس کی حرمت کا ملاک ہے _

93

- ولا تقربوا الزنى إنه كان فاحشة وساء سبيل
- جملہ "إنہ کان فاحشة وساء سبیلاً" نہی کے لئے علت کی مانند ہے اور ممکن ہے مندرجہ بالا مطلب واضح کرے۔
- 10_ ناپسندیدہ عمل کے برے اثرات سے آگاہ کرنا اور اس سے دور رہنے یعنی جدائی کی نہی کرنا قرآن کی تبلیغی و ہدایتی روشوں میں سے ایک روش ہے۔
- ولا تقربوا الزنى إنه كان فاحشة وساء سبيل
- 11_ عن ابي جعفر (ع) ، قال: ... بعث الله محمداً (ص) و ... انزل عليه في سورة بنى إسرائيل بمكة ... وانزل نهياً عن اشياء حذر عليها ولم يغلف فيها ولم يتواعد عليها وقال: ... "ولا تقربوا الزنا إنه كان فاحشة وساء سبيلاً" ... (1)
- امام باقر (ع) سے روایت ہوئی کہ آپ (ع) نے فرمایا: ... اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (ص) کو مبعوث فرمایا اور ان پر سورہ بنی اسرائیل کی آیات مکہ میں نازل کیں ... (کہ ان آیات میں ایسی چیزیں ہیں کہ جن سے پرہیز لازم ہے۔ لیکن ان ممنوعات میں سختی و شدت نہیں ہے اور ان کے ارتکاب پر عذاب کا وعدہ نہیں کیا اور فرمایا: "ولا تقربوا الزنا إنه كان فاحشة وساء سبيلاً"
- 12_ عن ابي جعفر (ع) في قوله: "ولا تقربوا الزنا إنه كان فاحشة" يقول: معصية ومقتاً فإن الله يمقتہ ويبغضه قال: وساء سبيلاً هو أشد الناس عذاباً والزنا من أكبر الكبائر (2)
- امام باقر (ع) اس آیت "ولا تقربوا الزنا إنه كان فاحشة" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: "زنا" گناہ اور نفرت انگیز ہے "کیونکہ بہت زیادہ اللہ تعالیٰ اس سے اظہار نفرت و غضب کرتا ہے" (اور اس آیت) "ساء سبیلاً" کے بارے میں فرماتا ہے: زنا کار کا عذاب سب سے زیادہ شدید ہے اور سب سے بڑے گناہوں میں سے ہے۔

احکام:

احکام 1، 2

احکام کا فلسفہ: 8، 9

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کے ممنوعات 11

انسان:

انسان کی فطرت 6

تبلیغ:

تبلیغ کی روش 10

جاہلیت:

جاہلیت کی رسوم 5; جاہلیت میں زنا 5

جنسی انحراف:

جنسی انحراف کے موارد 4، 9

جنسی خواہشات:

.....

- (1) کافی ج 2، ص 30، ح 1_ بحار الانوار ج 66، ص 87، ح 30_
- (2) نور الثقلین ج 3، ص 161، ح 188_ بحار الانوار ج 76، ص 19، ح 5_

94

جنسی خواہشات کو مٹانا 4

دین:

دینی تعلیمات 8

روایت: 11، 12

زنا:

زنا کے احکام 1، 2؛ زنا میں مبتلا کرنے والی چیزوں سے اجتناب 2؛ زنا کا برا انجام 7؛ زنا کی بدی 4، 6؛ زنا کی حرمت 1؛ زنا کی بدی کا فطری ہونا 6؛ زنا کی حرمت کا فلسفہ 9؛ زنا کا گناہ 12؛ زنا کی بدی کے نتائج 9؛ زنا کا فردی نقصان 7؛ زنا کا معاشرتی نقصان 7؛ زنا سے 11

عمل :

ناپسندیدہ عمل 7؛ ناپسندیدہ عمل کا نقصان 10

برائیاں:

برائی سے اجتناب کی اہمیت 3

قرآن مجید:

قرآن مجید کا ہدایت دینا 10

گناہ :

گناہ سے اجتناب کی اہمیت 3؛ گناہ میں مبتلا کرنے والی چیزوں سے اجتناب کی اہمیت 3

گناہ کبیرہ: 12

حرام اشیاء : 1

حرام چیزوں کا معیار 9

مفسدات:

مفسدات کو دور کرنے کی اہمیت 8

معاشرہ:

معاشرہ کے لئے خطرات کو جاننا 7

واجبات : 2

ہدایت:

ہدایت کی روش 10

تفسیر راہنما جلد 10

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لَوْلِيٍّ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفُ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا (۳۳)

اور کسی نفس کو جس کو خدا نے محترم بنایا ہے بغیر حق کے قتل بھی نہ کرنا کہ جو مظلوم قتل ہوتا ہے ہم اس کے دلی کو بدلہ کا اختیار دے دیتے ہیں لیکن اسے بھی چاہئے کہ قتل میں حد سے آگے نہ بڑھ جائے کہ اس کی بہر حال مدد کی جائے گی (33)

1_ بے گناہ اور بے قصور شخص کا قتل ممنوع اور حرام

ہے۔

95

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ _

2_ بعض انسانوں کی جان محترم نہیں ہے _ لہذا انہیں قتل کیا جاسکتا ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ

3_ چند وضاحت شدہ مقامات کے علاوہ باقی تمام حقوق اور قوانین الہی میں قتل کی حرمت کا قانون جاری ہے۔

- ولا تقتلوا النفس التي حرّم الله إلا بالحقّ
- 4_ انسان کے قتل کی ممنوعیت اس کی خصوصیات میں سے ہے۔
- ولا تقتلوا النفس التي حرّم الله إلا بالحقّ
- یہ عبارت "التي حرّم الله" دلیل استثناء "إلا بالحق" کی بناء پر "النفس" کے لئے صفت تشریحی سے لہذا انسان کے قتل کی حرمت اس کی صفات میں سے شمار ہوگی۔
- 5_ اللہ تعالیٰ کے احکام، حق و عدل کے اجراء اور مظلوم کے دفاع کی خاطر ہیں۔
- ولا تقتلوا ... إلا بالحقّ ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لوليه سلطان
- 6_ اللہ تعالیٰ نے ناحق اور مظلومانہ قتل ہونے والے کے ولی کو قاتل پر غلبہ عطا کیا ہے۔
- ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لوليه سلطان
- 7_ حق (الہی قانون) کے مطابق قتل ہونے والے کے ولی کو کسی قسم کا اختیار حاصل نہیں ہے۔
- ولا تقتلوا ... إلا بالحقّ ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لوليه سلطان
- 8_ قاتل کے بارے میں فیصلہ کرنے کا حق مقتول کے وارثوں کو ہے اور اس میں ان کے فائدہ کو مد نظر رکھنا چاہئے۔
- فقد جعلنا لوليه سلطان
- مندرجہ بالا مطلب "لولیہ" کی لام سے لیا گیا ہے کہ یہ فائدہ کے خاص ہونے کو بیان کر رہا ہے۔
- ولا تقتلوا ... إلا بالحقّ ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لوليه سلطان
- 10_ مقتول کے وارثوں کے لئے قاتل سے انتقام لینے میں حد سے بڑھنا حرام اور ممنوع ہے۔
- فلا يسرف في القتل
- 11_ قاتل کا قتل وقصاص مقتول کے وارثوں کا حق ہے۔
- جعلنا لوليه سلطاناً فلا يسرف في القتل
- 12_ قاتل پر مقتول کے ورثاء کا اختیار لغزش اور اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کا باعث بنتا ہے۔
- جعلنا لوليه سلطاناً فلا يسرف في القتل
- اللہ تعالیٰ کا روکنا ایک قسم کا خبردار کرنا ہے اور یہ خبردار کرنا لغزش کے امکان کی وجہ سے ہے اور "فلا يسرف" میں فاء نتیجہ کے لئے ہے اور مندرجہ بالا مطلب پر ایک اور تائید ہے۔
- 13_ حق و عدل کی رعایت کا خیال حتیٰ کہ لوگوں کی جان سے کھیلنے والے کے حق میں بھی۔

96

- جعلنا لوليه سلطاناً فلا يسرف في القتل
- 14_ مقتول کے وارث کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حمایت پر توجہ اسے قصاص میں حد سے بڑھنے پر روکنے والی ہے۔
- جعلنا لوليه سلطاناً فلا يسرف في القتل إنه كان منصور
- 15_ مظلوم کی حمایت اور مدد الہی سنت۔
- ومن قتل مظلوماً ... إنه كان منصور
- مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ "إنه" کی ضمیر مقتول مظلوم کی طرف لوٹتی ہے اور جملہ "إنه ... " کا اسمیہ ہونا اور فعل "كان" کا آنا (جو استمرار کا معنی پیدا کرتا ہے) ممکن ہے یہ نکتہ واضح کرے کہ مقتول مظلوم کی حمایت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتی رہی ہے۔
- 16_ حق قصاص کا الہی حکم اور مقتول کے ورثاء کو اختیار ہی اللہ تعالیٰ کی ان کی حمایت ہے۔
- ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لوليه سلطاناً ... إنه كان منصور
- مندرجہ بالا مطلب اس نکتہ کی بناء پر ہے کہ "إنه" کی ضمیر مقتول کے وارث کی طرف لوٹتی ہو۔
- 17_ ظلم سے قتل ہونے والے کی حمایت تمام انسانی معاشروں میں ایک عقلی اور فطری چیز ہے۔
- ومن قتل مظلوماً ... إنه كان منصور
- مندرجہ بالا مطلب اس احتمال کی بناء پر ہے کہ "مقتول کی مدد کی جانا" (منصوراً) اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہو بلکہ یہ وہ قانون ہو کہ جو تمام لوگوں میں رائج ہے اور جملہ "إنه كان منصوراً" ایک معاشرتی حقیقت سے حکایت کر رہا ہو۔
- 18_ "عن أبي عبد الله (ع) قال: إذا اجتمعت العدة على قتل رجل واحد حكم الوالي أن يقتل إيهام شاو و ا وليس لهم ان يقتلوا ا

کثر من واحد إن الله عزوجل يقول: ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لوليه سلطاناً فلا يسرف في القتل" (1)
 امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: جب ایک گروہ ایک شخص کو قتل کرے اور قاضی حکم دے کہ مقتول کے وارث ان قاتلوں میں سے جسے چاہیں قتل کر سکتے ہیں تو وہ حق نہیں رکھتے کہ ایک شخص سے زیادہ قتل کریں بے شک اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لوليه سلطاناً فلا يسرف في القتل
 19_ عن اسحاق بن عمار قال: قلت لأبي الحسن (ع) إن الله عزوجل يقول في كتابه: ... فلا يسرف في القتل إنه كان منصوراً " فما بذالاسراف الذي نهى الله عزوجل عنه قال: نهى أن يقتل غير قاتله أو يمثّل بالقاتل قلت: فما معنى قوله: إنه كان منصوراً قال: وإي نصرته اعظم من أن يدفع القاتل إلى أولياء المقتول فيقتله ولا تبعه تلزمه من قتله في دين ولا ديناً (2) اسحاق بن عمار کہتے ہیں کہ امام موسیٰ بن جعفر (ع) کی

(1) کافی ج 7، ص 285، ح 9_ نورالثقلین ج 3، ص 162، ح 197
 (2) کافی ج 7، ص 370، ح 7_ نورالثقلین ج 3، ص 162، ح 198

97

خدمت میں عرض کی: اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرما رہا ہے: "فلا يسرف في القتل إنه كان منصوراً" یہ کون سا اسراف ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے؟ تو حضرت (ع) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے غیر قاتل کو قتل کرنے اور قاتل کا مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ تو روای کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: تو اس کلام خدا: "انہ کان منصوراً" سے مراد کیا ہے؟ آپ (ع) نے فرمایا: "اس سے بڑھ کر اور نصرت کیا ہو سکتی ہے کہ قاتل مقتول کے ورثاء کے حوالے کیا جاتا ہے کہ وہ قاتل کو قتل کرتے ہیں اور قتل کے دینی اور دنیاوی اثرات سے محفوظ رہتے ہیں۔
 20_ عن أبي العباس قال: سألت أبا عبد الله (ع) عن رجلين قتلا رجلاً فقال: يخير وليه أن يقتل إيهما شاء ... وكذلك إن قتل رجل امرأة إن قبلوا دية المرأة فذاك، وإن أبا وليائها إلا قتل قاتلها غرموا نصف دية الرجل و قتلوه وبو قول الله: فقد جعلنا لوليه سلطاناً فلا يسرف في القتل" (1)

ابی عباس روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام صادق (ع) سے ان دو مردوں کے بارے میں پوچھا کہ ان دونوں نے ایک مرد کو قتل کیا تو حضرت (ع) نے جواب میں فرمایا کہ مقتول کا وارث مختار ہے ان دونوں میں سے جسے چاہے قتل کر دے۔ اسی طرح اگر کوئی مرد کسی عورت کو قتل کر دے اگر اس کے وارث عورت کی دیت قبول کریں تو وہی حکم ہے۔ اور اگر دیت قبول نہ کریں فقط قاتل کو قتل کرنا چاہیں تو ایک مرد کی آدھی دیت ادا کریں پھر اسے قتل کر دیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی کلام ہے۔ "فقد جعلنا لوليه سلطاناً فلا يسرف في القتل"

21_ عن أبي جعفر (ع) في قوله: "ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لوليه سلطاناً فلا يسرف في القتل إنه كان منصوراً" قال: هو الحسين بن علي (ع) قتل مظلوماً ونحن أولياء والقائم منا إذا قام طلب بئار الحسين ... "إنه كان منصوراً" فإنه لا يذهب من الدنيا حتى ينتصر برجل من آل رسول الله (ص) يملأ الأرض قسطاً وعدلاً كما ملئت جوراً وظلماً" (1)

اللہ تعالیٰ کے کلام "من قتل مظلوماً فقد جعلنا لوليه سلطاناً فلا يسرف في القتل إنه كان منصوراً" کے بارے میں امام باقر (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: یہاں مراد حضرت حسین بن علی (ع) ہیں کہ مظلومانہ قتل ہوئے ہیں اور ہم آئمہ ان کے ورثاء ہیں اور جب بھی ہمارے قائم کا ظہور ہوگا تو وہ حسین بن علی (ع) کا انتقام لیں گے۔ اور "انہ کان منصوراً" کے بارے میں فرمایا: کچھ دیر نہیں کہ آل رسول (ص) کے ذریعے مدد ہوگی اور وہ زمین عدل و انصاف کے ساتھ پر کر دیں گے جس طرح ظلم و ستم سے پر ہوگی۔

22_ عن أبي جعفر (ع) قال: ... بعث الله

(1) تفسیر عیاشی ج 2، ص 291، ح 68_ نورالثقلین ج 3، ص 163، ح 202
 (2) تفسیر عیاشی ج 2، ص 290، ح 67_ نورالثقلین ج 3، ص 163، ح 201

98

محمداً و ... انزل عليه في سورة بنى إسرائيل بمكة ... وانزل نهيا عن أشياء حذر عليها ولم يغلظ فيها ولم يتوا عد عليها وقال:

...ولا تقتلوا النفس التي حرم الله إلا بالحق و من قتل مظلوماً فقد جعلنا لوليه سلطاناً فلا يسرف في القتل إنه كان منصوراً" (1)
 امام باقر (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (ص) کو مبعوث کیا اور ان پر مکہ میں سورہ بنی اسرائیل سے چند آیات نازل کیں ان آیات میں ان چیزوں سے منع کیا کہ جن سے پرہیز لازمی ہے لیکن ان ممنوعات میں سختی نہیں دکھائی گئی اور ان ممنوعات کے ارتکاب کرنے پر وعدہ عذاب نہیں دیا گیا اور فرمایا: "ولا تقتلوا النفس التي حرم الله إلا بالحق..."

احکام : 1، 2، 7، 8، 10، 11

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی حمایت 16؛ اللہ تعالیٰ کی سنتیں 15؛ اللہ تعالیٰ کی مدد 19؛ اللہ تعالیٰ کے ممنوعات 22

اللہ تعالیٰ کی سنتیں :

اللہ تعالیٰ مظلوم کی امداد کرنے کی سنت 15

امام حسین (ع) :

امام حسین (ع) کی مظلومیت 21؛ امام حسین (ع) کی نصرت 21

امام مہدی (عج) :

امام مہدی (ع) کی ذمہ داری 21

انسان:

انسان کی خصوصیات 4؛ انسان کی خطائیں 12؛ انسان کے فطری امور 17

حقوق:

قصاص کا حق 11، 16

ذکر:

اللہ تعالیٰ کی حمایت کے ذکر کے نتائج 14

روایت : 18، 19، 20، 21، 22

عدالت:

عدالت کی اہمیت 5، 13

قاتل :

قاتل کے مثلہ کرنے سے نہی 19

قتل :

جائز قتل 2، 9؛ جائز قتل کے نتائج 7؛ قتل کے احکام 1، 2، 3، 7؛ قتل میں اسراف 18؛ قتل کی حرمت 1، 3، 4؛ قتل میں

اسراف سے مراد 19، 20؛ قتل کے مستحقین 2؛ قتل سے منع 22

قصاص:

قصاص کے احکام 8، 10، 11، 18، 20؛ قصاص کے احکام کی شرعی خثیت 16؛ قصاص میں افراط کی حرمت 10؛

قصاص میں عدالت 13؛ قصاص

.....

(1) کافی ج 2، ص 30، ح 1_بحار الانوار ج 66، ص 87، ح 30_

99

میں افراط سے ممانعت 14

محرمات : 1، 10

مظلوم:

مظلوم کی حقوق کی اہمیت 6؛ مظلوم کی حمایت کی اہمیت 5؛ مظلوم مقتول کی حمایت 17؛ مظلوم کی حمایت کا عقلی ہونا

17؛ مظلوم کی حمایت کا فطری ہونا 17

مقتول:

مقتول کے ورثاء کے اختیارات 8، 12؛ مقتول کے ورثاء کی خطاء کا پیش خیمہ 12؛ مقتول کے ورثاء کے حقوق 6، 7، 8؛ 10، 11؛ مقتول کے ورثاء کی حمایت 14، 16؛ مقتول کے ورثاء کے اختیارات کے حدود 18؛ مقتول کے ورثاء کے منافع 8؛ مقتول کے ورثاء کی نصرت 19

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا (۳۴)
اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جانامگر اس طرح جو بہترین طریقہ ہے یہاں تک کہ وہ توانا ہو جائے اور اپنے عہدوں کو پورا کرنا کہ عہد کے بارے میں سوال کیا جائے گا (34)

- 1_ یتیموں کے مال میں بلاوجہ تصرف، ممنوع اور حرام ہے۔
ولا تقربوا مال الیتیم إلا بالتی ہی احسن
- 2_ مال یتیم خود انسان کے لئے اس میں ناحق تصرف کی غلطی کا پیش خیمہ اور وسوسہ پیدا کرنے والا ہے۔
ولا تقربوا مال الیتیم إلا بالتی ہی احسن
"لا تاكلوا ولا تصرفوا" (نہ کھاؤ اور نہ تصرف کرو) کی جگہ کلمہ "لا تقربوا" (قریب نہ جانو) کا استعمال ممکن ہے۔ اس لیے ہر کہ یتیموں کے اموال معمولاً سنجیدہ حامی کے بغیر ہوتے ہیں۔ لہذا انکے ناحق استعمال اور ضائع ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔
- 3_ ہر وہ کام کہ جس سے مال یتیم کے ضائع ہونے اور ناحق استعمال ہونے کا امکان ہو اس سے پرہیز کرنا ضروری اور واجب ہے۔

100

- ولا تقربوا مال الیتیم إلا بالتی ہی احسن
- 4_ اسلام کی طرف سے یتیموں اور بے سہارا گناہ کمزور لوگوں کے اموال اور منافع کی حمایت کا اہتمام کیا گیا ہے۔
ولا تقربوا مال الیتیم إلا بالتی ہی احسن
- 5_ نابالغ بچوں کے لئے مالکیت کے حق کا ثبوت۔
ولا تقربوا مال الیتیم ... حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ
- لغت میں "یتیم" اس بچے کو کہا جاتا ہے کہ جس کا باپ اس کے بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو جائے۔ (مفردات راغب)
- 6_ بغیر کسی کام کے مالکیت کا امکان موجود ہے۔
ولا تقربوا مال الیتیم
- چونکہ یتیم وہ بچہ ہے کہ جس کا باپ فوت ہو چکا ہے اور زندگی کے اس حصے میں اس کے لئے کام کرنے کا امکان موجود نہیں ہے۔ تو اس کے لئے ایک طبعی راستہ مالک بننے کے لئے ارث ہے کہ جو کام کرنے سے حاصل نہیں ہوتا۔ اس نکتہ پر توجہ کرتے ہوئے مندرجہ بالا آیت سے اس مطلب استناد ہو سکتا ہے۔
- 7_ یتیموں کے اموال میں ان کے منافع کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے تصرف کرنا جائز اور مشروع ہے۔
ولا تقربوا مال الیتیم إلا بالتی ہی احسن
- 8_ یتیم کے مال میں تصرف اس وقت جائز ہے جب ان اس کے عالی ترین مصالح کی مراعات کر سکتا ہو۔
ولا تقربوا مال الیتیم إلا بالتی ہی احسن
- 9_ یتیموں کے اموال میں ناحق اور فضول تصرف زمانہ جاہلیت کے عربوں میں رائج تھا۔
ولا تقربوا مال الیتیم
- 10_ یتیم کے مال کے ذمہ دار لوگوں پر فرض ہے کہ اس کے مال کی حفاظت کے لئے فائدہ مندترین طریقہ اختیار کریں۔
ولا تقربوا مال الیتیم إلا بالتی ہی احسن
- مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ یہاں آیت کے مخاطب یتیموں کے ذمہ دار لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں حکم دے رہا ہے کہ سوائے انکے منافع کی رعایت کے باقی ہر قسم کا فضول تصرف نہ کریں۔ لہذا "التي ہی احسن" سے مراد فائدہ مند ترین اور مفید تصرف ہے۔

- 11_ یتیم کا اپنے مال میں تصرف جب تک وہ بالغ و عاقل نہ ہو جائے ممنوع ہے۔
 حتیٰ یبلغ أشده
 "حتیٰ یبلغ أشده" یتیم کی کفالت کی انتہاء ہے یعنی اے یتیموں کی کفالت کرنے والوں ان کے اموال کی نگہداری کرو اور اس میں ناحق تصرف نہ کرو یہاں تک کہ عقلی طور پر رشید ہو جائیں۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یتیم رشید ہونے سے پہلے اپنے اموال میں تصرف کا حق نہیں رکھتا۔
 12_ یتیم کے بالغ و عاقل ہونے کے بعد دوسروں کے لئے اس کے مال میں تصرف کا ناجائز ہونا۔
 ولا تقرّبوا ... حتیٰ یبلغ أشده
 کیونکہ آیت میں یتیم کی منفعت کے محفوظ کرنے کا پیغام ہے اور بدیہی ہے کہ صرف جسم اور عمر کے

101

- اعتبار سے بالغ ہونا بغیر عقلی و اقتصادی بلوغ کے 'انکے منافع و مصالح کے لئے ضمانت فراہم نہیں کرتا یہاں' حتیٰ یبلغ أشده" اس مال کے ذمہ داروں کے تصرف کے لئے غایت ہے کہ تم اس وقت جائز تصرف کا حق رکھتے ہو جب تک وہ عقلی و جسمی طور پر بالغ نہ ہو جائیں اور ان کے بالغ ہونے کے بعد تمہیں تصرف کا حق نہیں ہے۔
 13_ حق مالکیت کا حق تصرف سے جدا ہونے کا امکان۔
 ولا تقرّبوا مال الیتیم ... حتیٰ یبلغ أشده
 چونکہ یتیم مالک ہونے کے باوجود بلوغ سے پہلے حق تصرف نہیں رکھتا جبکہ اس کے ولی اور نگہبان مالک نہ ہونے کے باوجود حق تصرف رکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مالکیت اور تصرف کا جواز ایک دوسرے سے جدا ہوسکتا ہے۔
 14_ چھوٹا ہونا، عقلی رشد اور اقتصادیات کی فہم سے عاری ہونا یہ دو عامل انسان کے اپنے مال میں تصرف کو روک دیتے ہیں۔
 حتیٰ یبلغ أشده
 یتیم کے حق تصرف کی ممنوعیت کے زمانہ کی غایت بیان کرنا اس کے مال میں حق تصرف کے معیار کو واضح کر رہا ہے اور وہ معیار بالغ ہونا اور اقتصادی رشد ہے۔ لہذا محض یتیم ہونا اس حکم کی وجہ نہیں ہے۔
 15_ عہدوپیمان سے وفا لازم اور واجب ہے۔
 وا وفوا بالعہد
 16_ انسان اپنے عہدوپیمان کے مد مقابل جواب دہ ہے۔
 إن العہد کان مسئل
 17_ یتیم کے اموال کی سرپرستی قبول کرنا ایک ذمہ دارانہ عہد ہے۔
 ولا تقرّبوا مال الیتیم ... وا وفوا بالعہد إن العہد کان مسئل
 چونکہ "وا وفوا" جملہ "لا تقرّبوا مال الیتیم" کے بعد میں آیا ہے۔ شاید "خاص کے بعد عام کا ذکر" ہو۔ لہذا ممکن ہے یتیموں کے اموال کی کفالت عہد والے معاملوں میں سے ہو۔
 18_ انسان کا اپنے عہدوں کے مقابلہ میں پوچھ گچھ کی طرف توجہ کرنا موجب بنتا ہے کہ وہ اپنے عہدوں کی وفا پر زیادہ توجہ کرتا ہے۔
 ولا تقرّبوا مال الیتیم
 یہ کہ اللہ تعالیٰ نے عہد کی وفا کے حکم کے بعد فرمایا انسانوں کی ان عہدوں کے حوالے سے پوچھ گچھ ہوگی تو اس نکتہ کی طرف توجہ کرنے سے اس کے اندر ان کی رعایت کرنے کا انگیزہ پیدا ہوگا۔
 19_ عن ابی جعفر (ع) قال ... بعث اللہ محمدًا و ... انزل علیہ فی سورۃ بنی اسرائیل بمکة ... و انزل نہیاً عن اشیاء حذر علیہا و لم یغلظ فیہا ولم یتواعد علیہا وقال : "... ولا تقرّبوا مال الیتیم إلا بالتی ہی احسن حتیٰ یبلغ أشده و وفوا بالعہد إن العہد کان مسئلًا" (1)

(1) کافی ج 3، ص 30، ح 1_ بحار الانوار ج 66، ص 87، ح 30_

امام باقر (ع) نے فرمایا: "... اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم (ص) (ص) کو مبعوث فرمایا ... اور ان پر سورہ بنی اسرائیل کی آیات مکہ میں نازل کیں (کہ ان آیات میں) ایسی چیزوں سے منع کیا کہ جن سے پرہیز کرنا ضروری ہے لیکن ان منع کرنے میں سختی اور شدت نہیں دکھائی دی اور ان کے ارتکاب کرنے پر وعدہ عذاب بھی نہیں دیا گیا اور فرمایا: "... ولا تقربوا مال الیتیم إلا بالتي ہی أحسن حتی يبلغ أشده واوفوا بالعہد ان العہد کان مسئولاً"۔

20_ عن عبد اللہ بن سنان عن أبی عبد اللہ (ع) قال: سالہ ابی وانا حاضر عن الیتیم حتی یجوز امرہ؟ قال: حتی يبلغ أشده" قال: وما أشده؟ قال: الإحتلام... (1)

عبد اللہ بن سنان کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ہمراہ تھا کہ اس نے یتیم کے حوالے سے سوال کیا کہ کب اس کی بات نافذ ہوگی تو آپ (ع) نے فرمایا: حتی يبلغ أشده۔ تو میرے والد نے پوچھا کہ "اشدہ" سے کیا مراد ہے؟ تو حضرت (ع) نے جواب دیا: اس کا محتلم ہونا ...

21_ عن أبی عبد اللہ (ع) قال: إذا بلغ الغلام أشده ثلاث عشرة سنة ودخل فی الأربع عشرة سنة وجب علیہ ما وجب علی المحتلمین احتلم ام لم یحتلم ... جاز له کل شی من ماله إلا ان یكون ضعیفاً او سفیهاً (2)

امام صادق (ع) سے روایت ہوئی کہ آپ (ع) نے فرمایا: جب لڑکا زمانہ رشد تک پہنچ جائے یعنی تیرہ سال کا ہو جائے اور چودھویں سال میں داخل ہو جائے تو اس پر وہی کچھ واجب ہے جو محتلم پر واجب ہے چاہے اسے احتلام آنے یا نہ آنے اگر وہ کمزور یا احمق نہ ہو تو اس کے لئے اپنے تمام اموال میں تصرف کرنا جائز ہے۔

22_ عن أبی الحسن موسیٰ بن جعفر (ع) عن أبیہ فی قول اللہ عزوجل: واوفوا بالعہد ان العہد کان مسئولاً۔ قال: العہد ما اخذ النبی (ص) علی الناس فی مودتنا وطاعة امیر المؤمنین (ع) ان لا یخالفوہ ولا یستقدموہ ولا یقطعوا رحمہ وا علمہم انہم مسئولون عنہ ... (3)

امام موسیٰ بن جعفر (ع) نے اپنے والد محترم امام صادق (ع) سے اس آیت: "واوفوا بالعہد ان العہد کان مسئولاً" کے بارے میں روایت کی کہ انہوں نے فرمایا: کہ یہاں عہد و پیمان سے مراد وہ عہد و پیمان ہے کہ جو پیغمبر اسلام (ص) نے لوگوں سے ہماری محبت و دوستی اور امیر المؤمنین کی اطاعت کے حوالے سے لیا ہے کہ اس کی خلاف ورزی نہ کریں اور پیغمبر اسلام (ص) نے یہ بھی اعلان کیا کہ لوگوں سے اس عہد کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

23_ عن أبی بصیر قال: قال أبو عبد اللہ (ع)

.....

(1) خصال صدوق ص 495، ح 3_ أبواب ثلاثة عشر_ نور الثقلین ج 1، ص 778، ح 340

(2) خصال صدوق ص 495، ح 4_ أبواب ثلاثة عشر_ نور الثقلین ج 3، ص 164، ح 304

(3) بحار الانوار ج 24 ص 187، ح 1

إذا بلغ العبد ثلاثاً وثلاثين سنة فقد بلغ أشده... (1)

ابو بصیر روایت کرتے ہیں کہ امام صادق (ع) نے فرمایا: جب انسان تینتیس سال کی عمر میں پہنچ جائے تو وہ عقلی رشد تک پہنچا ہے (اور یہ اس آیت بلغ أشده سے مراد ہے)

آئمہ:

آئمہ سے محبت 22

احتلام:

احتلام کے نتائج 20

احکام: 1، 3، 5، 7، 8، 10، 11، 12، 14، 15

احمق:

احمق کو روکنا 14

اطاعت:

امام علی _ کی اطاعت 22

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی نوابی 19

انسان:

انسان کی خطائیں 2; انسان کی ذمہ داری 16; انسان کی رشد و الی عمر 23

بچہ:

بچے کو روکنا 14; بچے کی مالکیت 5

بلوغ:

بلوغ کے احکام 21; بلوغ کی عمر 21; بلوغ کے نتائج 11

جاہلیت:

جاہلیت کی رسوم 9; جاہلیت میں مال یتیم کا غصب ہونا 9

حقوق:

حق تصرف 13; حق مالکیت 13

حماقت:

حماقت کے نتائج 14

ذکر :

وعدہ کے بارے میں سوال کے ذکر کے نتائج 18

ذمہ داری:

ذمہ داری میں موثر اسباب 17

روایت: 19، 20، 21، 22، 23

ضعفائ:

ضعفاء کے منافع کے رعایت کی اہمیت 4; ضعفاء کے مال کی حفاظت کی اہمیت 4

عہد:

عہد کے احکام 15; عہد سے وفا کرنے کی اہمیت 16; عہد سے وفا کرنے کا پیش خیمہ 18; عہد سے وفا کا وجوب 15

گناہ:

گناہ کا پیش خیمہ 2

.....

(1) خصال صدوق ص 545، ح 23_ تفسیر برہان ج 2، ص 419، ح 2_

104

مال میں تصرف سے روکے جانا:

مال میں تصرف سے روکے جانے کے احکام اور اسباب 14

مالکیت :

مالکیت کے احکام 5، 6، 13، 14; مالکیت کے اسباب 6

محرمات: 1

واجبات: 3، 15

وسوسہ:

وسوسہ کا پیش خیمہ 2

یتیم:

یتیم کے احکام 12، 20; یتیم کے مال کے احکام 1، 3، 7، 8، 10، 11، 12; یتیم کے منافع کی رعایت کی اہمیت 4; یتیم کے

مال کی حفاظت کی اہمیت 4; یتیم کا بلوغ 11، 20; یتیم کے تصرفات 11; یتیم کے مال میں تصرف کی حرمت 1; یتیم کے مال

کی حفاظت 10؛ یتیم کے مال میں تصرف کا خطرہ 2؛ یتیم کے ورثاء کی ذمہ داری 10؛ یتیم کا اقتصادی رشد 12؛ یتیم کے منافع کی رعایت 7، 8؛ یتیم کے مال میں تصرف کے شرائط 7، 8؛ یتیم کے مال میں تصرف کی محدودیت 12؛ یتیم کے مال کے غصب کی نہی 19؛ یتیم کے مال کی حفاظت کا وجوب 3؛ یتیم کے مال کا کردار 2

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كُنْتُمْ وَزَنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (۳۵)
اور جب ناپو تو پورا ناپو اور جب تولو تو صحیح ترازو سے تو لو کہ یہی بہتری اور بہترین انجام کا ذریعہ ہے (35)

- 1_ پیمائش کے معاملات میں پیمائش کے پورا کرنا اور اس سے کم نہ کرنا۔
وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كُنْتُمْ وَزَنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ
- 2_ عمدہ ترازو کا استعمال اور چیزوں کے وزن کرنے میں مکمل توجہ۔
وزنو ابالقسطاس المستقیم
- "قسطاس" کا معنی میزان ہے اس کا واضح اور روشن مصداق چیزوں کے وزن کے لئے ترازو ہے۔
- 3_ انسان اور معاشرہ کی بہتری اور حقیقی مصلحت کم فروشی اور اقتصادی خیانت سے اجتناب میں ہے۔
وَأَوْفُوا الْكَيْلَ ... وزنوا بالقسطاس المستقیم

105

ذلك خير

- 4_ اقتصادی عدل و انصاف کی رعایت خوبصورت انجام کی حامل ہے۔
ذلك خیر وأحسن تاویل
- "تاویل" "اول" کا مصدر ہے جس کے معنی اصل کی طرف لوٹنا ہے اس سے مراد وہ انتہا ہے کہ جس کا قصد کیا گیا تھا۔
- 5_ زیادہ منافع کی خاطر کم فروشی اور اقتصادی خیانت بدعاقبت اور نقصان دہ عمل ہے۔
واوفوا الكيل ... وزنوا بالقسطاس المستقیم ذلك خیر وأحسن تاویل
- 6_ کسی چیز کی قدر و قیمت کا معیار اس کے انجام کی طرف توجہ ہے۔
واوفوا الكيل ... وزنوا بالقسطاس المستقیم ذلك خیر وأحسن تاویل
- 7_ ہر کام کی عاقبت اور انجام کی طرف توجہ کا لازم ہونا۔
وَأَوْفُوا الْكَيْلَ ... وا حسن تاویل
- 8_ ذاتی مال رکھنے سے قیمتی چیز درست اقتصادی عمل ہے۔
ذلك خیر وا حسن تاویل
- ممکن ہے کہ "خیر" کا مفضل علیہ چیزوں کی پیمائش میں خیانت اور کم فروشی اور اس طریقے سے حاصل ہونے والا نفع ہو یعنی عدل و انصاف کی رعایت اور صحیح ترازو کا استعمال اور اس سے حاصل ہونے والا نفع کم فروشی اور اس سے آنے والے نفع سے بہتر ہے۔
- 9_ عن الصادق (ع) فی قول الله عَزَّوَجَلَّ: "...وزنوا بالقسطاس المستقیم" قال : ... أَمَا الْقِسْطَاسُ الْمُسْتَقِيمُ فَهُوَ الْإِمَامُ وَهُوَ الْعَدْلُ مِنَ الْخَلْقِ أَجْمَعِينَ وَهُوَ حَكَمُ الْأَئِمَّةِ ... (1)
- امام صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام : "وزنوا بالقسطاس المستقیم" کے بارے میں روایت ہوئی کہ انہوں نے فرمایا:
... کہ قسطاس مستقیم سے مراد امام ہے اور وہ تمام مخلوقات میں مظہر عدل ہے اور ائمہ کی قضاوت اس اساس پر ہے۔

احکام : 1

اقتصاد :

اقتصادی خطرات کی پہچان 5؛ اقتصادی عدالت کے نتائج 4

انجام :

اچھے انجام کے اسباب 4؛ برے انجام کے اسباب 5

ثروت:

ثروت کی قیمت 8

ذکر :

انجام عمل کے ذکر کی اہمیت 7; ذکر انجام کے نتائج 6

روایت : 9

.....

(1 بحار الانوار ج 24، ص 187، ح 1_

106

رہبري:

عدالت رہبری 9

قدر و قیمت : 8

قیمت گذاری :

قیمت گذاری کا معیار 6، 9

کم فروشی:

کم فروشی سے اجتناب 1; کم فروشی سے اجتناب کی اہمیت 3; کم فروشی کا نقصان 5

معاشرتی منافع : 3

معاملہ:

معاملہ میں خیانت سے اجتناب 3; معاملہ کے احکام 1، 2; معاملہ میں ترازو 2 ; معاملہ میں صداقت کی قدر و قیمت 8

نقصان :

نقصان کے اسباب 5

واجبات : 1

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولٌ (۳۶)

اور جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے اس کے پیچھے مت جانا کہ روز قیامت سماعت، بصارت اور قوت قلب سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا (36)

1_ جس چیز کا انسان کو علم و خبر نہیں ہے اس کی پیروی کرنا ممنوع ہے _

ولا تقف ماليس لك به علم

2_ انسان کے عقائد اور کردار ، علم و آگاہی کی بنیاد پر قائم ہونے چاہئے _

ولا تقف ماليس لك به علم

3_ انسان اپنی آنکھ، کان اور دل کے کاموں کے

حوالے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب دہ ہے _

إن السمع والبصر والفؤاد كل أولئك كان عنه مسئول

4_ وہ لوگ جن کے پاس علم و آگاہی حاصل کرنے کے ضروری وسائل ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب دہ ہیں _

إن السمع والبصر والفؤاد كل أولئك كان عنه مسئول

107

5_ جو کچھ سناگیا یا دیکھا گیا یا اس کے دل میں آیا ہے اس کے علم و آگاہی کے مرحلہ تک پہنچنے سے پہلے انسان کا اس پر

حکم و عمل ممنوع ہے _

ولا تقف ماليس لك به علم إن السمع والبصر والفؤاد كل أولئك كان عنه مسئول

مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ عام طور پر غیر علمی کی بنیاد سنی سنائی دیکھی ہوئی اور ظاہری طور پر تسلیم کی

گئی چیزیں ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی غیر علمی چیزوں سے انسانوں کو دور کرنے کے لئے انہیں خبردار کیا ہے کہ دیکھی ہوئی ... جب تک مرحلہ علم یقین تک نہ پہنچیں قابل اعتماد نہیں ہیں اور اگر ان پر اعتماد کیا گیا تو اس کا حساب ہوگا۔

6_ سننے اور دیکھنے کے اعضاء اور دل، علم و شناخت کے وسائل ہیں۔

ولا تقف ... إن السمع والبصر والفؤاد

7_ حقیقی شناخت پیدا کرنے کے لئے سننے ' دیکھنے اور دل سے صحیح فائدہ نہ اٹھانا انسان کے اللہ کی بارگاہ میں جواب دہ ہونے کا موجب ہوگا۔

ولا تقف ... إن السمع ... کان عنه مسئول

اللہ تعالیٰ انسان کو غیر علمی چیزوں سے دور کرنے کے لئے انہیں سننے ' دیکھنے اور دل جیسی نعمات یاد دلائی ہیں تاکہ ان سے صحیح فائدہ اٹھاتے ہوئے مرحلہ یقین تک پہنچے اور اسی بنا پر حکم کرے اور عمل کرے۔

8_ روز قیامت آنکھ، کان اور دل سے انسان کے بارے میں گواہی طلب کی جائے گی۔

إن السمع والبصر والفؤاد کل أولئک کان عنه مسئول

مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ حقیقی آنکھ، کان اور دل سے قیامت کے دن سوال کیا جائے گا۔ لہذا ان اعضاء سے سوال ہونا ممکن ہے مندرجہ بالا نکتہ کی طرف اشارہ کر رہا ہو۔

9_ آنکھ، کان اور دل قیامت کے دن مورد سوال قرار پائیں گے۔

إن السمع والبصر والفؤاد کل أولئک کان عنه مسئول

مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ اولاً: ان اعضاء سے واقعاً سوال ہوگا۔ ثانیاً: چونکہ اسی نظریہ کی بنیاد پر ان سے دنیا میں سوال نہیں ہوگا تو مراد یہ ہے کہ روز قیامت سوال ہوگا۔

10_ عن أبی جعفر (ع) ... بعث اللہ محمدًا و ... ا نزل علیہ فی سورۃ بنی اسرائیل بمکۃ ... و ا نزل نہیاً عن اشیاء حذر علیہا ولم یغلظ فیہا و لم یتواعد علیہا وقال : ... ولا تقف مالیس لك بہ علم إن السمع والبصر والفؤاد کل أولئک کان عنه مسئولاً (1) امام باقر (ع) سے روایت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (ص) کو مبعوث کیا اور ان پر مکہ میں سورہ بنی اسرائیل سے آیات نازل کیں (کہ ان آیات میں) ایسی چیزوں سے نہی کی کہ جن سے پرہیز لازمی تھا لیکن ان نوابی میں سختی اور شدت نہ دکھائی اور ان کے ارتکاب پر وعدہ عذاب نہ دیا اور فرمایا : "ولا تقف مالیس لك بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل أولئک کان عنه مسئولاً"۔

.....

(1) کافی ج 2 ص 30 ، 1_ بحار الانوار ج 66 ص 87 ح 30۔

108

11_ عن الحسن بن ہارون قال: قال لی أبو عبد اللہ (ص): إن السمع والبصر والفؤاد کل أولئک کان عنه مسئولاً قال: یسأل السمع عما سمع والبصر عما نظر إلیہ والفؤاد عما عقد علیہ (1) حسن بن ہارون کہتے ہیں کہ امام صادق (ع) نے مجھ سے فرمایا اس آیت " إن السمع والبصر والفؤاد کل أولئک کان عنه مسئولاً"

سے مراد یہ ہے کہ کان سے جو کچھ سنا، آنکھ سے جو کچھ دیکھا اور دل سے جس چیز پر عقیدہ پیدا کیا ' سوال ہوگا۔

12_ عن موسیٰ بن جعفر (ع) ... قال علی بن الحسن (ع) ... ولیس لك ان تتکلم بما شئت لا ن اللہ تعالیٰ قال : ولا تقف مالیس لك بہ علم ... (2) امام موسیٰ بن جعفر (ع) امام سجاد (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا : تم حق نہیں رکھتے کہ جو چاہو وہ کہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ولا تقف مالیس لك بہ علم"

آنکھ:

آنکھ کی ذمہ داری 3; آنکھ سے سوال ہونا 9، 11; آنکھ کے فوائد 6; آنکھ سے کام لینا 7; آنکھ کی آخرت میں گواہی 8

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں 7; اللہ تعالیٰ کی نوابی 10

انسان :

انسان کی ذمہ داری 3، 4؛ انسان کے اختیارات کی حد 12

بات:

بغیر علم کے بات سے منع کرنا 12؛ بغیر علم سے بات کی نہی 10

تقلید :

اندھی تقلید کی ممنوعیت 1

دل :

دل کی ذمہ داری 3؛ دل سے سوال ہونا 9، 11؛ دل کے فوائد 6؛ دل سے کام لینا 7؛ دل کی اخروی گواہی 8

ذمہ داری :

ذمہ داری میں موثر اسباب 7

روایت : 10 ، 11 ، 12

شناخت:

شناخت کے وسائل 4، 6 ، 7

عقیدہ :

عقیدہ کے شرائط 2 ؛ عقیدہ میں علم 2

علم :

.....

(1 کافی ج 2، ص 37، ح 2_ نورالثقلین ج 3، ص 165، ح 1_
(2 علل الشرائع ص 606 ح 80_ 385_ نورالثقلین ج 3 ص 165 ح 209_

109

علم کے حصول کی اہمیت 4؛ علم کی اہمیت 2 ، 5؛ علم و عمل 2

عمل :

عمل کا معیار 5

قضاوت:

قضاوت کے احکام 5؛ قضاوت میں علم کا کردار 5؛ قضاوت کا معیار 5

قیامت :

قیامت میں سوال 9؛ قیامت میں گواہی 8

کان :

کان کی ذمہ داری 3؛ کان سے سوال ہونا 9 ، 11؛ کان کے فوائد 6؛ کان سے کام لینا 7؛ کان کی اخروی گواہی 8

محرمات: 5

نعمت:

دیکھنے کی نعمت 7؛ سننے کی نعمت 7؛ دل کی نعمت 7

تفسیر راہنما جلد 10

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا (۳۷)

اور روئے زمین پر اکڑ کر نہ چلنا کہ نہ تم زمین کو شق کر سکتے ہو اور نہ سر اٹھا کر پہاڑوں کی بلندیوں تک پہنچ سکتے

(37) ہو

- 1_ اللہ تعالیٰ کی لوگوں کو مغرور اور سرور و مست چال سے پرہیز کرنے کی دعوت۔
ولا تمش فی الأرض مرح
"مرح" سے مراد بہت زیادہ خوشی ہے۔ (مفردات راغب اور لسان العرب)
2_ تکبر اور بہت زیادہ خوشی و مستی سے پرہیز کرنا لازم اور واجب ہے۔
ولا تمش فی الأرض مرح
مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ "لا تمش" سے مراد ایسی رفتار ہو کہ جس میں مندرجہ بالا تمام حالتیں آجائیں نہ صرف چلنا۔
3_ انسان اس سے عاجز ہیں کہ غرور اور گردن اٹھانے سے زمین میں کوئی رخ نہ پیدا کر سکیں یا اپنا قدوقامت پہاڑوں کی مانند کر سکیں۔
ولا تمش فی الأرض مرحاً إنك لن تخرق الأرض ولن تبلغ الجبال طول
"لن" نفی ابدی کے لئے آیا ہے اور "عاجز کرنے پر" دلالت کر رہا ہے۔ اس آیت میں حکایت ہے کہ انسان اپنے مست بھرے قدموں سے زمین میں شگاف پیدا کرنے سے عاجز ہے۔
4_ انسان کی رفتار و کردار کی بنیاد اس کی باطنی خصلتیں

110

- ہیں۔
ولا تمش فی الأرض مرح
"مرحاً" کلمہ "لا تمش" کی ضمیر فاعلی کے لئے حال واقع ہو رہا ہے اور اس حالت کی تاثیر پر دلالت راستہ طے کرنے کے ذریعے ہو رہی ہے۔
5_ مظاہر طبیعت کے مد مقابل انسان کا اپنی ناتوانی اور ضعف پر غور کرنے سے اسکا تکبر و غرور زائل ہو جاتا ہے۔
ولا تمش فی الأرض مرحاً إنك لن تخرق الأرض ولن تبلغ الجبال طول
جملہ "إنك لن تخرق..." جملہ "لا تمش" کے لئے علت بن رہا ہے یعنی اے انسان چونکہ تو اپنے قدموں سے زمین میں شگاف پیدا نہیں کر سکتا اور نہ پہاڑوں کی مانند ہو سکتا ہے۔ پس تجھے مغرور اور مست نہیں ہونا چاہئے۔ انسان کا اپنے اس ضعف اور ناتوانی کی طرف توجہ کرنے سے اس کا غرور اور تکبر ختم ہو سکتا ہے۔
6_ اپنے ضعف و ناتوانی سے غفلت، انسان کا ناپسندیدہ خصلتوں میں گرفتار ہونے کا سبب بنتا ہے۔
ولا تمش فی الأرض مرحاً إنك لن تخرق الأرض ولن تبلغ الجبال طول
7_ مظاہر طبیعت کی مضبوطی اور انکے مد مقابل اپنی کمزوری پر توجہ کرنے سے عبرت و نصیحت حاصل ہوتی ہے۔
لن تخرق الأرض ولن تبلغ الجبال طول
"إنك لن تخرق الأرض و..." کا ذکر حقیقت میں مظاہر طبیعت کی مضبوطی اور اس کے مد مقابل انسان کے ضعف پر توجہ دلانا انسان کے لئے عبرت آموز ہو سکتی ہے۔
8_ بے بنیاد خیالات کی بنیاد پر ستون غرور قائم ہوئے ہیں۔
ولا تمش فی الأرض مرحاً إنك لن تخرق الأرض ولن تبلغ الجبال طول
9_ عن ابی جعفر (ع) ... بعث اللہ محمداً و ... انزل علیہ فی سورۃ بنی اسرائیل بمکۃ ... و انزل نہیاً عن اشیاء حذر علیہا ولم یغلظ فیہا و لم یثواع علیہا وقال ... "ولا تمش فی الأرض مرحاً إنك لن تخرق الأرض ولن تبلغ الجبال طولا"۔ (1)
امام باقر (ع) سے روایت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (ص) کو مبعوث کیا اور ان پر مکہ میں سورہ بنی اسرائیل سے آیات نازل کیں (کہ ان آیات میں) ایسی چیزوں سے نہی کی کہ جن سے پرہیز لازمی تھا لیکن ان نواہی میں سختی اور شدت نہ دکھائی اور ان کے ارتکاب پر وعدہ عذاب نہ دیا اور فرمایا: "ولا تمش فی الأرض مرحاً إنك لن تخرق الأرض ولن تبلغ الجبال طولا"۔

.....

(1) _ کافی ج 2، ص 30، ح 1_ بحار الانوار ج 66، ص 87، ح 30_

111

احکام: 2

اخلاق:

برے اخلاق کا پیش خیمہ 6

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کی دعوتیں 1، اللہ تعالیٰ کی نوابی 9

انسان:

انسان کا تکبر 3، انسان کے صفات 4، انسانوں کے عجز سے عبرت 7، انسان کا عجز 3

تکبر:

تکبر سے اجتناب 1، تکبر کے احکام 2، تکبر کی بنیاد 8، تکبر سے موانع 5، تکبر سے نہی 9، تکبر سے اجتناب کا وجوب 2

خوشی:

خوشی میں افراط سے اجتناب 1، 2

ذکر:

انسانوں کے عجز کے ذکر کے نتائج 5، طبعیت کی مضبوطی کے ذکر کرنے کے نتائج 7

رفتار:

رفتار کی بنیادیں 4

روایت: 9

زمین:

زمین میں شگاف ڈالنا 3

عبرت:

عبرت کے اسباب 7

غفلت:

عجز سے غفلت کے نتائج 6

نظریہ:

غلط نظریہ کے نتائج 8

واجبات: 2

كُلُّ ذَلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا (۳۸)

یہ سب باتیں وہ ہیں جن کی برائی تمہارے پروردگار کے نزدیک سخت ناپسند ہے (38)

1_ عقائد، اخلاق اور کردار کے حوالے سے تمام تر انحراف اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ اور قابل نفرت ہیں _

كُلِّ ذَلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا

"ذلك" کا مشار الیہ وہ تمام عقائد اور اخلاق کے متعلق احکام ہیں کہ جو پچھلی آیات میں (22_37) ذکر ہوئے ہیں _

2_ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک، والدین سے جھگڑنا،

112

فضول خرچی، بچوں کا قتل، زنا، ناحق قتل، یتیموں کا مال کھانا، غیر علمی راہوں کی پیروی اور مغرورانہ انداز سے

چلنا یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ اور قابل نفرت اعمال ہیں _

كُلِّ ذَلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا

- 3_ اللہ تعالیٰ کی برائیوں سے نبی انسانوں کی تربیت، رشد اور کمال کی خاطر ہے۔
کل ذلک کان سیئہ عند ربك مکروہ
پروردگار کچھ ناپسندیدہ اعمال کی نہیں کرنے کے بعد فرماتا ہے: "یہ سب کے سب تیرے پروردگار کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں۔"
تو یہاں اللہ تعالیٰ کے نام کی جگہ "رب" آیا ہے جو کہ صفت ہے تو اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر نہ ہونا اسی طرح کسی اور صفت کا ذکر نہ ہونا اس حقیقت کو واضح کر رہا ہے کہ ان چیزوں سے نبی انسانوں کی پرورش کی خاطر ہے کیونکہ "رب" سے مراد پرورش کرنے والا ہے۔
4_ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ اور قابل نفرت اعمال کے حوالے سے بھی انسان آزاد اور اختیار رکھتا ہے۔
کل ذلک کان سیئہ عند ربك مکروہ
یہ کہ اللہ تعالیٰ نے غلط کاموں کو شمار کرنے کے بعد ان سے نبی فرمائی ہے۔ اور پھر فرمایا ہے: "سیئہ عند ربك مکروہ" معلوم ہوتا ہے کہ انکے قابل نفرت ہونے کے باوجود انسان کو تکوینی طور پر ان کے بجالانے سے نہیں روکا گیا اس سے انسان کے عملی اختیار کا علم حاصل ہوتا ہے۔
5_ غلط اور ناپسندیدہ اعمال تمام آسمانی ادیان میں ناپسندیدہ ہیں۔
کل ذلک کان سیئہ عند ربك مکروہ
"کان" فعل ماضی ہے اور اللہ تعالیٰ کی پچھلے ادیان میں محرمات کی نبی قدیمی کو واضح کر رہا ہے۔
6_ غرور، تکبر، نیک اور بد جہات کا حامل ہے۔
ولا تمش فی الأرض مرحاً... کل ذلک کان سیئہ عند ربك مکروہ
یہ بھی احتمال ہے کہ "ذلک" کا مشار الیہ پچھلی ایک آیت ہو اور "کل ذلک" سے مراد تکبر ہو اور جمع کا اشارہ ہوسکتا ہے کہ تکبر کی مختلف جہات کی طرف اشارہ کر رہا ہو۔
7_ دینی تعلیمات انسانوں کی فطرت اور طبعی میلانات کے ساتھ ہم آہنگ ہوتی ہیں۔
کل ذلک کان سیئہ عند ربك مکروہ
"ذلک" کا مشار الیہ وہ تمام تر عقائد و اخلاق کے حوالے سے انحرافات ہیں جو پچھلی آیات میں ذکر ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ناپسند فرمایا ہے اور انہیں "سیئہ" سے تعبیر کیا ہے۔ "سیئہ" جو کہ مادہ "سوی" سے تعلق رکھتا ہے اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو انسان کے لئے رنج و غم کا باعث بنے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تعلیمات دینی اور طبعیت انسان میں ہم آہنگی موجود ہے۔
8_ بعض چیزیں جو اللہ کے لئے ناپسند اور قابل نفرت

113

ہیں پھر بھی وجود خارجی پیدا کرنے کی مستحق ہوتی ہیں۔
کل ذلک کان سیئہ عند ربك مکروہ

آسمانی ادیان :

آسمانی ادیان میں ناپسندیدہ عمل 5; آسمانی ادیان میں ہم آہنگی 5

احکام:

فلسفہ احکام 3

اخلاق:

برے اخلاق کا ناپسندیدہ ہونا 1

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی نفرتیں 1; اللہ تعالیٰ کی نوابی 3

انسان :

انسان کا اختیار 4; انسانوں کے کمال کی اہمیت 3

بچوں کا قتل:

بچوں کے قتل کا ناپسندیدہ ہونا 2

تربیت :

تربیت میں مؤثر اسباب 3

تقلید :

اندھی تقلید کا ناپسندیدہ ہونا 6

تکبر :

تکبر کی اقسام 6; تکبر کا پسندیدہ ہونا 6; تکبر کا ناپسندیدہ ہونا 6

جبر و اختیار : 4

دین :

دین کا فطری ہونا 7

زنا :

زنا کا ناپسندیدہ ہونا 2

شرك :

شرك کا ناپسندیدہ ہونا 2

عقیدہ :

عقائد میں انحراف پر ناپسندی 1

عمل :

ناپسندیدہ عمل کا تحقق 8; ناپسندیدہ عمل 2، 4 ; ناپسندیدہ عمل سے نہی 3

فضول خرچی :

فضول خرچی کا ناپسندیدہ ہونا 2

قتل :

ناحق قتل کی ناپسندیدگی 2

والدین :

والدین کی بے احترامی کا ناپسندیدہ ہونا 2

یتیم :

مال یتیم کے کھانے کا ناپسندیدہ ہونا 2

114

ذَلِكَ مِمَّا أَوْحَى إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتُنْفَلَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا مَّدْحُورًا (۳۹)

یہ وہ حکمت ہے جس کی وحی تمہارے پروردگار نے تمہاری طرف کی ہے اور خبردار خدا کے ساتھ کسی اور کو خدا نہ قرار دینا کہ جہنم میں ملامت اور ذلت کے ساتھ ڈال دئے جاؤ (39)

1_ اللہ تعالیٰ کے وہ تمام اوامر اور نواہی جو پیغمبر (ص) کی طرف ابلاغ ہوئے وہ سب حکیمانہ احکام تھے۔

ذَلِكَ مِمَّا أَوْحَى إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ

"ذَلِكَ" کا مشار الیہ تمام اوامر اور نواہی کی مجموعی تعلیمات ہیں جو کہ پچھلی چند آیات میں آئی ہیں۔

2_ توحید کی طرف دعوت، اللہ تعالیٰ کی پرستش، والدین کے ساتھ احسان، ان سے جھگڑا کرنے سے پرہیز، والدین کے لئے دعا اور رشتہ داروں کے حقوق کو پورا کرنا یہ سب حکیمانہ تعلیمات اور وحی الہی ہے۔

ذَلِكَ مِمَّا أَوْحَى إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ

3_ پیغمبر اسلام (ص) پر حکیمانہ پیغامات کی وحی ان پر

پروردگار کی خصوصی ربوبیت کا جلوہ ہے۔

أَوْحَى إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ

"رب" کا "ك" کی طرف اضافہ جس سے مراد رسول اکرم (ص) ہیں ہوسکتا ہے اسی معنی کو بیان کر رہے ہوں کہ جسے بیان کیا گیا ہے۔

4_ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشر کے لئے حکمیانہ تعلیمات نازل ہونا اس کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔
ذلك مما أوحى إليك ربك من الحكمة

5_ اللہ تعالیٰ کے احکام، بشر کی تربیتی ضرورتوں پر اللہ تعالیٰ کے علم و آگاہی پر استوار حقائق ہیں۔
ذلك مما أوحى إليك ربك من الحكمة

"حکمت" کی اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت دی جائے گی جب اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا اشیاء کے بارے میں علم اور انہیں نہایت محکم

115

انداز سے وجود میں لانا ہو۔ (مفردات راغب)

6_ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرك سے اجتناب تمام بندوں پر شرعی ذمہ داری ہے۔
ولا تجعل مع الله إلهاً آخر

7_ تمام دینی تعلیمات میں اللہ تعالیٰ کی طرف شرك سے پرہیز ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔
ولا تجعل مع الله إلهاً آخر

مندرجہ بالا مطلب اس آیت "ولا تجعل مع الله إلهاً آخر" میں نہیں کے تکرار سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دفعہ آیت میں نہیں ان تمام اوامر اور نواہی کے آغاز میں آیت 22 میں آئی تھی پھر ان کے بعد اس آیت میں وہی حکم دوبارہ آیا ہے۔

8_ تمام قسم کے انفرادی، خاندانی اور معاشرتی روابط پر شرك سے پرہیز اور توحید کا اصول لاگو ہونا چاہئے۔
ولا تجعل مع الله إلهاً آخر

شرك سے ان دونوں ہی کے درمیان تمام انفرادی، خاندانی اور معاشرتی تعلیمات کا ہونا مندرجہ بالا حقیقت کو واضح کر رہا ہے۔

9_ انسان، ہمیشہ شرك میں مبتلا ہونے کے خطرہ میں ہے اور خبردار ہونے کا محتاج ہے۔
لا تجعل مع الله إلهاً آخر ... وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه ... لا تجعل مع الله إلهاً آخر

ان تمام (22_38) آیات میں کہ جہاں خاندان و معاشرہ کے حوالے سے بحثیں ہوئی ہیں شرك سے پرہیز کی تاکید اس نکتہ کو بیان کر رہی ہے۔ اس حوالے سے انسانوں کی لغزش کا احتمال زیادہ ہے اور ضروری ہے اس پر توجہ دی جائے۔

10_ اخلاقی اور معاشرتی اقدار کی رعایت صرف توحید اور شرك سے دوری کے سائے تلے ممکن ہے۔
ذلك مما أوحى إليك ربك من الحكمة ولا تجعل مع الله إلهاً آخر

شرك سے دو نواہی کے درمیان اسلام کی تمام اخلاقی اور معاشرتی تعلیمات کا آنا مندرجہ بالا نکتہ کو بیان کر رہا ہے۔
11_ جہنم کی آگ، مشرکوں کا یقینی انجام ہے۔

ولا تجعل مع الله إلهاً آخر فتلقى في جہنم

12_ مشرکین کا جہنم میں ملامت کے ساتھ جھونکا جانا ان کی دھتکار اور ملامت ہے۔
فتلقى في جہنم ملوماً مدحوراً

"مدحوراً" راندے ہوئے کو کہتے ہیں کہ جس میں توبہ اور ذلت کا بھی امتزاج ہے۔
13_ مشرکین جہنم میں جسمی اور روحی عذاب میں مبتلا ہونگے۔

فتلقى في جہنم ملوماً مدحوراً

"جہنم میں ڈالا جانا" جسمانی عذاب کو بیان کر رہا ہے جب کہ "ملوماً و مدحوراً" مذمت اور راندہ ہونے کو بیان کر رہے ہیں کہ جو روحی عذاب ہے۔

احسان :

احسان کی طرف دعوت 2

116

اخلاق :

اخلاقی اقدار کا پیش خیمہ 10

اقدار:

معاشرتی اقدار کا پیش خیمہ 10

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی حکمت 1، 2، 4؛ اللہ تعالیٰ کے اوامر میں حکمت 1؛ اللہ تعالیٰ کی نوابی میں حکمت 1؛ اللہ تعالیٰ کا علم غیب 5؛ اللہ

تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات 3؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے نتائج 4

انسان :

انسانوں کی ذمہ داریاں 6؛ انسانوں کی معنوی ضرورتیں 9؛ انسانوں کی لغزشیں 9

توحید:

توحید کی حاکمیت 8؛ توحید کی طرف دعوت 2؛ توحید کے نتائج 10

جہنم :

جہنم کے عذاب 13

جہنمی: 11، 13

خاندان :

خاندانی تعلقات کا معیار 8

دین :

اہم ترین تعلیمات دینی 7؛ دینی تعلیمات 2، 4؛ دین کی حقانیت 5 ؛ دین اور تربیتی ضرورتیں 5؛ دینی تعلیمات میں علم 5

شرك:

شرك سے اجتناب 6؛ شرك سے اجتناب کی اہمیت 7؛ شرك کا پیش خیمہ 9؛ شرك کا خطرہ 9؛ شرك سے اجتناب کے نتائج 10

ضرورتیں :

خبردار کرنے کی ضرورت 9

عبادت :

عبادت کی طرف دعوت 2

محمد (ص) :

محمد (ص) کی طرف وحی 1، 3

مشرکین :

مشرکین کا انجام 11؛ مشرکین کی تحقیر 12؛ مشرکین کی سرزنش 12؛ مشرکین کا اخروی عذاب 13؛ مشرکین کا جسمی

عذاب 13؛ مشرکین کا روحی عذاب 13؛ جہنم میں مشرکین 11، 12، 13؛ مشرکین کی ہلاکت 12

معاشرتی روابط :

معاشرتی روابط کا معیار 8

والدین :

والدین کی بے احترامی سے اجتناب 2؛ والدین کے ساتھ احسان 2؛ والدین کے لئے دعا کرنا 2

وحی:

وحی کی تعلیمات 2؛ وحی کا کردار 3

117

أَفَأَصْفَاكُمْ رَبُّكُم بِالْبَنِينَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنَاثًا إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلًا عَظِيمًا (٤٠)

کیا تمہارے پروردگار نے تم لوگوں کے لئے لڑکوں کو پسند کیا ہے اور اپنے لئے ملائکہ میں سے لڑکیاں بنائی ہیں یہ تم

بہت بڑی بات کہہ رہے ہو (40)

- 1_ مشرکین اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے ملائکہ میں سے لڑکیاں منتخب کیں۔
ا فاصفکم ربکم بالبنین واتخذمن الملائكة اناث
- 2_ مشرکین اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ لڑکے اور جنس مذکر کی نسبت لڑکیوں اور جنس مؤنث سے زیادہ محبت کرتا ہے اور انہیں قابل قدر سمجھتا ہے۔
ا فاصفکم ربکم بالبنین واتخذمن الملائكة اناث
- یہ جو مشرکین کہتے تھے کہ "اللہ تعالیٰ نے ملائکہ میں سے اپنے لئے لڑکیاں منتخب کیں" ممکن ہے اس خاطر ہو کہ وہ سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جنس مؤنث سے محبت اور میلان کی وجہ سے انہیں منتخب کیا ہے۔
- 3_ مکہ کے مشرکین کا اعتقاد تھا کہ ملائکہ کی جنس مؤنث ہے۔
واتخذمن الملائكة اناث
- 4_ مشرکین کی اس قبیح سوچ کے بر عکس کبھی اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے لڑکوں کو اور اپنے لئے لڑکیوں کو منتخب نہیں کیا۔
ا فاصفکم ربکم بالبنین واتخذ من الملائكة اناث
- آیت میں استقہام انکاری مشرکین کی سرزنش اور توبیح کے حوالے سے ہے۔
جو مندرجہ بالا مطلب کی طرف اشارہ ہے۔
- 5_ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سب لوگوں کے لئے ہے حتیٰ کہ جو اس پر اعتقاد نہیں رکھتے ان کے لئے بھی ہے۔
ا فاصفکم ربکم بالبنین

118

- "رب" کا ضمیر "کم" کی طرف مضاف ہونا کہ اس سے مراد مشرکین ہیں کہ جو اللہ کی ربوبیت کے قائل نہیں ہیں۔ اس سے مندرجہ بالا نکتہ واضح ہوسکتا ہے۔
- 6_ مشرکین کی اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کے بارے میں غلط عقائد کی بناء پر سرزنش اور ملامت کی گئی ہے۔
ا فاصفکم ربکم بالبنین واتخذمن الملائكة اناث
- آیت میں استقہام توبیخی ہے اور یہ مخاطبین یعنی مشرکین کی سرزنش اور ملامت پر دلالت کر رہا ہے۔
- 7_ مشرکین مکہ جنس مذکر کو عورت کی نسبت زیادہ قابل قدر و اہمیت سمجھتے تھے۔
ا فاصفکم ربکم بالبنین واتخذمن الملائكة اناث
- کلمہ "بنات" (لڑکیاں) وغیرہ کی جگہ آیت میں کلمہ "اناث" (عورتیں) مندرجہ بالا مطلب کو واضح کر رہا ہے ہوسکتا ہے یہ حقیقت بھی بتا رہا ہو کہ مشرکین نے ملائکہ کو عورتیں قرار دے کر پروردگار کا (نعوذ باللہ) عیب بیان کرنا چاہتے ہوں اس سے ان کی عورت کے بارے میں منفی ذہنیت واضح ہوتی ہے۔
- 8_ قرآن مجید کا مشرکین کے عقائد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کے شرک آمیز عقائد کی رد میں ان سے مجادلہ کرنا۔
ا فاصفکم ربکم بالبنین واتخذمن الملائكة اناث
- 9_ اللہ تعالیٰ کے لئے فرزند کا عقیدہ رکھنا ایک قسم کا شرک ہے۔
ولا تجعل مع الله الهاً اخر ... ا فاصفکم ربکم بالبنین واتخذمن الملائكة اناث
- شرک کی نہی کے بعد مشرکین کا اللہ تعالیٰ کے حوالے سے فرزند کے عقیدہ کو سامنے لانا ہوسکتا ہے کہ شرک کے ایک مصداق کو بیان کرنے کے لئے ہو۔
- 10_ مشرکین کا اپنے بیٹے ہونے کے مد مقابل اللہ تعالیٰ کے حوالے سے لڑکیاں رکھنے کا عقیدہ ایک بڑی ناروا اور غیر منطقی بات ہے۔
ا فاصفکم ربکم بالبنین واتخذمن الملائكة اناث انکم لتقولون قولاً عظيماً
- 11_ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے لڑکی رکھنے کا عقیدہ بہت بڑی ناروا تہمت ہے۔
واتخذمن الملائكة اناث انکم لتقولون قولاً عظيماً
- 12_ فرشتوں کے لڑکی ہونے اور انہیں اللہ کی بیٹیاں سمجھنے کا عقیدہ بہت بڑی تہمت اور غیر یقینی بات ہے۔
واتخذمن الملائكة اناث انکم لتقولون قولاً عظيماً

13_ ایسی چیزوں پر عقیدہ رکھنا انتہائی غلط اور ناروا ہے کہ جو مخالفین کو اللہ پر ترجیح دینے کا موجب بنتی ہیں۔
ا فاصفکم ... انکم لتقولن قولاً عظیماً

119

مشرکین فرشتوں کو بعنوان اللہ کی بیٹیاں منسوب کر کے اور خود اپنے آپ کو بیٹوں والا عنوان دیکر اپنے آپ کو اللہ پر ترجیح دینا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سوچ کی نفی کی اور اسے غلط قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ چیز جسے اللہ تعالیٰ پر ترجیح دی جائے وہ غلط اور ناپسندیدہ ہے۔

اسماء و صفات:

صفات جلال 4

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ اور بیٹی 1، 2، 10، 11؛ اللہ تعالیٰ پر تہمت 11، 12؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی خصوصیات 5؛ اللہ تعالیٰ اور عورت 2؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا عام ہونا 5؛ اللہ تعالیٰ اور فرزند 4، 9

تعلقات :

عورت سے تعلق 2

شرك:

شرك کے موارد 9

عقیدہ :

اللہ تعالیٰ کے بچے ہونے کے بارے میں عقیدہ 1، 9، 11؛ باطل عقیدہ 13

قرآن:

قرآن کی تعلیمی روش 8؛ قرآن کا مجادلہ 8؛ قرآن کی شرك سے مخالفت 8

مجادلہ:

مجادلہ کی روش 8

مشرکین :

مشرکین کا باطل عقیدہ 1، 2، 4، 6، 10؛ مشرکین کی سرزنش 6

مشرکین مکہ:

مشرکین مکہ کی لڑکوں سے محبت 7؛ مشرکین مکہ کا عقیدہ 3؛ مشرکین مکہ سے مجادلہ 8؛ مشرکین مکہ کا نظریہ 7

ملائکہ:

ملائکہ پر تہمت 12؛ ملائکہ کی جنس 3؛ ملائکہ کے مؤنث ہونے کی رد 12؛ ملائکہ کا مؤنث ہونا 1، 3

موجودات :

موجودات کی اللہ پر ترجیح 13

تفسیر راہنما جلد 10

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا (٤١)

اور ہم نے اس قرآن میں سب کچھ طرح طرح سے بیان کر دیا ہے کہ یہ لوگ عبرت حاصل کریں لیکن ان کی نفرت ہی میں اضافہ ہو رہا ہے (41)

1_ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی آیات کو مختلف انداز میں بیان کیا تا کہ مشرکین متنہ ہو جائیں _

120

- ولقد صرّفنا فی ہذا القرآن لیدّکرو
"صرف" سے لغت میں مراد تبدیلی ہے _ تو یہاں باب تفعیل کثرت پر دلالت کر رہا ہے _ لہذا یہاں مراد گوناگوں انداز سے بیان کرنا ہے۔
- 2_ گوناگوں انداز سے بات انسان پر اثر ڈالنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔
ولقد صرّفنا فی ہذا القرآن لیدّکرو
یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ہم نے مشرکین کو تنبیہ کرنے کے لئے اپنی آیات کو گوناگوں انداز میں بیان کیا" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس انداز سے بیان ایک اہم اثر ڈالتا ہے۔
- 3_ قرآنی آیات، انسانوں کی بیداری، تنبیہ اور نصیحت حاصل کرنے کے لئے ہیں _
ولقد صرّفنا فی ہذا القرآن لیدّکرو
4_ انسان، ہمیشہ نصیحت اور تنبیہ کا محتاج ہے یہاں تک کہ اپنے فطری میلانات میں بھی _
ولقد صرّفنا فی ہذا القرآن لیدّکرو
ماذہ "یدّکروا" (نصیحت لیں) میں یہ نکتہ پوشیدہ ہے کہ نصیحت والی باتیں یوں انسان کی فہم اور درک میں موجود ہیں کہ ان سے غافل ہوا جاسکتا ہے۔
- 5_ مکہ کے کافر قرآن مجید کی بیدار کرنے والی آیات سے یہی فائدہ لیتے تھے کہ اس سے نفرت کرتے تھے اور فرار کرتے تھے۔
ولقد صرّفنا فی ہذا القرآن لیدّکرواوما یزیدہم إلّا نفور
6_ ہٹ دھرمی اور حق قبول نہ کرنے والی خصلت ہی حق کے واضح ترین دلائل کی غلط تفسیر اور ان سے دوری کا موجب بنتی ہے _
ولقد صرّفنا فی ہذا القرآن لیدّکرواوما یزیدہم إلّا نفور
پروردگار کا کلام حق بذات خود ان میں نفرت نہیں پیدا کرتا بلکہ انکی سابقہ ہٹ دھرمی اور غلط رویہ اس نفرت کا باعث بنتا ہے۔
- 7_ مختلف ذہنوں کا بنا ہونا اور پہلے ہی سے فیصلہ کرنا حق قبول کرنے کی آفات میں سے ہے اور حق سے دور ہونے کا سبب ہے۔
ولقد صرّفنا ... وما یزیدہم إلّا نفور
پچھلی آیات میں وضاحت ہوئی کہ مشرکین اللہ تعالیٰ سے بیٹھی منسوب کر کے تمسخر اڑانا چاہتے تھے تو یہ خصمانہ رویہ تھا _ یہاں پروردگار فرما رہا ہے : اللہ تعالیٰ کی فراوان آیات ان کی نفرت بڑھا رہی ہیں _ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا سابقہ رویہ باعث بنا کہ وہ حق کو قبول نہ کریں اور اس سے فرار کریں۔
- 8_ قرآن مجید کے نور و ہدایت سے فائدہ اٹھانے کے لئے اچھی استعداد اور پہلے ہی قضاوت سے پرہیز ضروری ہے۔
صرّفنا ... وما یزیدہم إلّا نفور
9_ کفار اور مشرکین مکہ کا قرآن سے یہ رویہ علمی اور عقلی بنیاد پر نہیں تھا بلکہ روحی اور نفسانی خواہشات کی وجہ سے تھا۔
ولقد صرّفنا فی ہذا القرآن لیدّکرواوما یزیدہم إلّا نفور

121

- اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کے لئے اپنی گوناگوں آیات کا نتیجہ انکی نفرت کے عنوان سے بیان کیا _ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا قرآن مجید کے ساتھ رویہ منطق کے بجائے نفسیات اور خواہشات نفسانی تھا _
- 10_ حق جتنا بھی روشن اور واضح ہو لازمی نہیں ہے کہ اسے سب قبول کریں۔

ولقد صرّفنا فی هذا القرآن لیذکروا وما یزیدہم إلّا نفور

11_ حق کو پیش کرنا ضروری ہے چاہے مد مقابل قبول نہ کرے۔

ولقد صرّفنا فی هذا القرآن لیذکروا وما یزیدہم إلّا نفور

یہ کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ ہم نے اپنی آیات کو گوناگوں انداز میں بیان کیا ہے لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا معلوم ہوتا ہے کہ حق ہر صورت میں بیان کرنا چاہئے اگرچہ سننے والے اور مخاطب حضرات اسے قبول نہ کریں۔

آیات خدا:

آیات خدا کا بیان کرنا 1

استعداد:

استعداد کا کردار 8

انسان :

انسان میں اثر لینے کا پیش خیمہ 2; انسان کی معنوی ضرورتیں 4

بات :

بات میں تبدیلی کے نتائج 2

پہلے سے فیصلہ کرنا :

پہلے سے فیصلہ کرنے سے پرہیز کی اہمیت 8; پہلے سے فیصلہ کرنے کے نقصانات 7

حق:

حق قبول کرنے کی آفات 7; حق قبول نہ کرنے کے اسباب 7; حق بیان کی اہمیت 11; حق بیان کرنے کے نتائج 10; حق قبول

نہ کرنے کے نتائج 6

درک کرنا :

غلط درک کرنے کا باعث 6

سب:

سب کا حق قبول نہ کرنا 10

شناخت :

شناخت کی آفات 6

ضرورتیں :

نصیحت کی ضرورت 4

عبرت :

عبرت کے اسباب 3

فطرت :

فطرت کا متوجہ ہونا 4

قرآن :

قرآنی ہدایتوں کا پیش خیمہ 8; قرآنی خصوصیات 1; قرآنی بیان کی روش 1; قرآن کا کردار 3; قرآنی بیان میں مختلف انداز

1; قرآن کے مخالف 5، 9

122

کفار مکہ:

کفار مکہ کا حق قبول نہ کرنا 5; کفار مکہ کی خواہشات پرستی 9; کفار مکہ کے رویہ کی روش 9; کفار مکہ کا غیر منطقی

ہونا 9; کفار مکہ اور قرآن 5، 9; کفار مکہ کا نفرت کرنا 5

مشرکین :

مشرکین کے نصیحت لینے کا پیش خیمہ 1

مشرکین مکہ:

مشرکین مکہ کی خواہش پرستی 9; مشرکین مکہ کے
روئے کی روش 9; مشرکین مکہ کا غیر منطقی ہونا 9; مشرکین مکہ اور قرآن 5 ، 9

نصے حت :

نصے حت کے اسباب 3

ہٹ دھرمی:

ہٹ دھرمی کے نتائج 6

ہدایت :

ہدایت قبول کرنے کا پیش خیمہ 8

قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَأَبْتَغُوا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا (٤٢)

تو آپ کہہ دیجئے کہ ان کے کہنے کے مطابق اگر خدا کے ساتھ کچھ اور خدا بھی ہوتے تو اب تک صاحب عرش تک پہنچنے کی کوئی راہ نکال لیتے (42)

1_ پیغمبر اسلام (ص)، توحید کے اثبات اور شرک کی نفی میں مشرکین تک اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچانے میں ذمہ دار ہیں۔

قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَأَبْتَغُوا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا

2_ پیغمبر اسلام (ص) مشرکین پر یہ اعلان کرنے کے ذمہ دار ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور خدا ہوتے

تو وہ عرش کا کنٹرول لینے کے لئے کوئی چارہ سوچتے اور وسیلہ فراہم کرتے۔

قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَأَبْتَغُوا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا

3_ مشرکین مکہ پروردگار عالم کے ساتھ ساتھ متعدد دیگر خدائوں کے بھی قائل تھے۔

لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ

123

4_ متعدد خدائوں کا وجود دنیا کی قدرت و حاکمیت کے حصول کے لئے رقابت اور جھگڑے کا موجب ہوتا۔

قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَأَبْتَغُوا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا

چونکہ خدائی جہان پر قدرت و حاکمیت کا مظہر ہے اور چند خدائوں کے وجود کا مطلب چند قدرت و حاکمیت ہے اور یہ چیز

یقیناً انکے درمیان جہان کی قدرت و حاکمیت میں رقابت کا باعث بنتی۔

5_ مخلوقات کی دنیا پر اللہ تعالیٰ تنہا قدرت اور حاکم ہے۔

قُلْ ... لَأَبْتَغُوا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا

6_ نظم، کائنات کا نظام اور اس پر ایک قدرت کی حاکمیت اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلیل ہے۔

قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَأَبْتَغُوا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا

یہ مطلب آیت میں موجود برہان خلف سے واضح ہوتا ہے کہ اگر متعدد خدا موجود ہوتے تو یقیناً قدرت کے کنٹرول کے لئے

جھگڑا کرتے اور اس جھگڑے کے اثرات معلوم ہوتے چونکہ ایسے اثرات اور نتائج نظر نہیں آ رہے گویا جھگڑا ہی نہیں

ہے چونکہ جھگڑا ہی نہیں ہے پس اللہ تعالیٰ واحد ہے۔

7_ عرش، جہان پر اللہ تعالیٰ کی قدرت، حاکمیت اور تقدیر کا سب سے بڑا مرکز ہے۔

لَوْ كَانَ مَعَهُ ... إِذًا لَأَبْتَغُوا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا

8_ پروردگار صاحب عرش کے علاوہ اگر جہان میں دوسرے خدا بھی ہوتے تو سب کے سب اللہ تعالیٰ کے قرب اور بندگی

کی راہ کی تلاش میں ہوتے۔

لَوْ كَانَ مَعَهُ ... إِذًا لَأَبْتَغُوا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا

مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی طرف راہ ڈھونڈنے سے مراد جھگڑا کرنا نہ ہو بلکہ اس کا تقرب ہو

۔ آیت 44 میں کیا جا رہا ہے کہ کائنات کے تمام موجودات اور مخلوقات اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہے ہیں لیکن تم اسے درک

نہیں کر رہے ہو۔ یہ بھی اسی نکتہ پر ایک قرینہ ہے۔

9_ کائنات میں متعدد خدائوں کا وجود محال ہے۔

لوکان معہ ... إذا لا بتغوا إلى ذي العرش سبیل
خدائوں کی کثرت قدرت کی کثرت اور جھگڑے کا موجب ہے اور یہ جھگڑا کائنات کے نظم سے سازگار نہیں ہے۔ لہذا
اگر متعدد خدا فرض کریں تو کائنات میں نظم رہنا محال ہے اور یہ احتمال کہ "لوکان" میں "لو" امتناعیہ ہے مندرجہ بالا
حقیقت کی تائید کر رہا ہے۔

10_ خدائے واحد کی مخصوص صفات میں سے "ذی العرش" ہے۔

قل لوکان معہ ا لہة کما یقولون إذا لا بتغوا إلى ذي العرش سبیل

11_ حکومت و حاکمیت کا لامحدود ہونا خدائی اور الوہیت ہونے کا لازمہ ہے۔

قل لوکان معہ ... إذا لا تبغوا إلى ذي العرش سبیل

124

12_ کائنات کا مرکز حکومت اپنے تسلط میں رکھنا (صاحب عرش ہونا) ایک جدا نہ ہونے والی لازم صفت الہی ہے۔

إذا لا بتغوا إلى ذي العرش سبیل

یہ کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے اگر اور خدا ہوتے تو صاحب عرش تک پہنچنے کے لئے راہ اور وسیلہ ڈھونڈتے۔ معلوم ہوتا
ہے کہ خدا کے لئے عرش ضروری ہے اور یہ اس سے کبھی بھی جدا نہیں ہو سکتا۔

13_ کائنات میں نظم قائم رہنا صرف ایک قدرت کے سائے تلے ممکن ہے۔

قل لوکان معہ ا لہة کما یقولون إذا لا بتغوا إلى ذي العرش سبیل

اس آیت کا اصلی پیغام "برہان نظم" ہے کہ جو جہان میں موجود ہے۔ یعنی قدرت کا متعدد ہونا جہان میں موجود نظم کے
ساتھ سازگار نہیں ہے۔

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کی تبلیغ 1; آنحضرت (ص) کی ذمہ داری 2; آنحضرت (ص) کی رسالت 1; آنحضرت (ص) اور مکہ کے

مشرکین 1، 3

اسماء صفات :

صاحب عرش کے اسماء و صفات 10

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی حاکمیت 5; اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص 5، 10; اللہ تعالیٰ کی قدرت 5; اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا مرکز
الوہیت:

الوہیت کا معیار 11، 12

باطل معبود:

باطل معبودوں کا تقرب 8; باطل معبودوں کی عبودیت 8; باطل معبودوں اور عرش 2

برہان تمناع : 4

برہان نظم : 6

توحید:

توحید افعالی کے اثرات 13; توحید کی تبلیغ 1; توحید افعالی 5; توحید کے دلائل 4، 6

شرك :

شرك کی رد 1

عرش:

عرش پر حاکمیت 12; عرش کا کردار 7

مشرکین مکہ:

مشرکین مکہ کا باطل عقیدہ 3; مشرکین مکہ کا شرك 3

معبود:

معبود کی کثرت کا بطلان 9; معبود کی کثرت کا نقصان 4; معبود کی حاکمیت کا وسیع ہونا 11
معبودیت :

125

معبودیت کا معیار 11

موجودات :

موجودات میں نظم کے اسباب 12; موجودات

کی حاکمیت 5، 6، 12; موجودات کا نظم 6

نظریہ کائنات :

نظریہ کائنات توحہ دی 5

سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا (۴۳)

وہ پاک اور بے نیاز ہے اور انکی باتوں سے بہت زیادہ بلند و بالا ہے (43)

1_ اللہ تعالیٰ اپنا شریک رکھنے سے بہت زیادہ پاک اور برتر ہے _

سبحانہ وتعالیٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا

2_ اللہ تعالیٰ کی عظمت ان فضول خے الوں سے بہت بلند اور عظیم ہے کہ جو مشرکین اس کے بارے میں رکھتے ہیں _

سبحانہ وتعالیٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا

3_ خداوند عالم اس سے بلند و بالا تر ہے کہ اس کی طرف کسی فرزند کی نسبت دی جائے _

ا فَاَصْفَكُمْ رَبِّكُم بِالْبَنِينَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنَاثًا ... سبحانہ وتعالیٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا

4_ ہر قسم کا شرک اللہ تعالیٰ کے بلند مقام کو کم کرنے کا موجب ہے _

قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ ... سبحانہ وتعالیٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا

اسماء و صفات:

صفات جلال 1 ، 3

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ اور فرزند 3; اللہ تعالیٰ کا بے نظیر ہونا 1; اللہ تعالیٰ اور شریک 1; اللہ تعالیٰ کا علو 1، 2، 3; اللہ تعالیٰ کا منزہ ہونا 1،

2 ، 3

الوہیت :

الوہیت کے مقام کو کم کرنا 4

شرک:

شرک کے اثرات 4

مشرکین :

مشرکین کا باطل عقیدہ 2

126

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا (۴۴)

ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب اسکی تسبیح کر رہے ہیں اور کوئی شے ایسی نہیں ہے جو اس

کی تسبیح نہ کرتی ہو یہ اور بات ہے کہ تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو _ پروردگار بہت برداشت کرنے والا اور

درگزر کرنے والا ہے (44)

1_ ساتوں آسمان، زمین اور ان میں رہنے والے ہمیشہ اللہ کی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہیں _

تسبیح لہ السموات السبع والأرض و من فیہنّ
 2_ تمام آسمان، زمین اور ان میں پائے جانے والے تمام موجودات بذات خود خالق کے کمال اور اس کے شریک اور ہر قسم کی کمی وکاستی سے منزہ ہونے پر واضح دلیل ہیں۔
 تسبیح لہ السموات السبع والأرض و من فیہنّ
 تسبیح کا لغت میں معنی تنزیہ ہے۔ (مفردات راغب) "تنزیہ" یعنی اللہ تعالیٰ کو ان چیزوں سے دور سمجھنا کہ جس کے وہ لائق نہیں ہے۔ (مجمع البحرین) کہ۔
 کلام کی صورت میں تنزیہ: حالت کی صورت میں تنزیہ:
 مندرجہ بالا نکتہ میں دوسری صورت مراد ہے۔
 3_ تمام آسمان، زمین اور ان میں پائے جانے والے تمام موجودات ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہیں۔
 تسبیح لہ السموات السبع والأرض و من فیہنّ
 تسبیح در حقیقت لغت میں "المرّ السّریع فی عبادۃ اللہ" ہے۔
 4_ آسمانوں میں باشعور موجودات کا ہونا۔
 تسبیح لہ السموات ... ومن فیہنّ
 "ما" جو کہ تمام موجودات کے لیے استعمال ہوتا

127

ہے اس کی جگہ جملہ "من" کا استعمال جو کہ عام طور سے صاحبان عقل کے لیے استعمال ہوتا ہے مندرجہ بالا نکتہ پر دلالت کر رہا ہے۔
 5_ کائنات میں سات آسمانوں کا وجود۔
 تسبیح لہ السموات السبع
 6_ مادہ میں شعور اور مخصوص کلام کا پایاجانا۔
 تسبیح لہ السموات السبع والأرض و من فیہنّ وإن من شیءٍ إلا یسبح بحمدہ
 چونکہ تسبیح سے مراد اگر زبان وکلام سے تسبیح لیں تو مندرجہ بالا نکتہ سامنے آئے گا۔
 7_ کائنات کے موجودات بغیر کسی استثناء کے خدائے واحد کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح میں مشغول ہیں۔
 وإن من شیءٍ إلا یسبح بحمدہ
 چونکہ یہاں "بحمدہ" میں باء مصاحبت کے لئے ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودات تسبیح کے ساتھ ساتھ اللہ کی حمد میں بھی مشغول ہیں۔
 8_ کائنات کے تمام موجودات کا وجود، بذات خود اپنے خالق کی حمدوثناء ہے۔
 وإن من شیءٍ إلا یسبح بحمدہ
 موجودات اللہ تعالیٰ کی زبان حال کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں۔ یعنی اپنے وجود کے ساتھ ثناء خواں ہیں۔ بالفاظ دیگر موجودات کی طرف تسبیح کا مضاف ہونا مجازی ہے نہ حقیقی۔
 9_ موجودات اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں۔
 یسبح بحمدہ
 اگر قائل ہوں کہ موجودات کی طرف تسبیح کی نسبت حقیقی ہے اور بحمدہ مینباء یہاں استعانت کے لئے ہے۔ تو مندرجہ بالا نکتہ سمجھ میں آجائے گا۔
 10_ تمام موجودات اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کے شریک اور نقص سے تنزیہ کے ساتھ ساتھ اس کے لئے تمام تر کمالات کے اثبات پر دلیل ہیں۔
 یسبح بحمدہ
 "بحمدہ" میں باء اگر مصاحبت کے لئے ہو تو یہ تنزیہ کے ساتھ ساتھ اس کی حمد پر دلیل ہے چونکہ کمال اور فضیلت کی بناء پر حمد ہوتی ہے۔ لہذا موجودات اپنی حمد و ثناء کے ساتھ اس کی کمال و فضیلت کا اعتراف کرتے ہیں۔
 11_ تمام مخلوقات موجودات کی اللہ تعالیٰ کے لئے حمد و تسبیح ہوتے ہوئے اس کی طرف شریک یا نقص کی نسبت دینا ایک ناروا اور غیر منطقی کام ہے۔

افأصفاكم ربكم بالبنين ... تسبّح له السموات السبع والأرض
 "افأصفاكم ربكم بالبنين واتخذ من الملائكة إناثاً" کے بعد "تسبّح له السموات السبع والأرض" کا ذکر سے یہ مراد ہے کہ جب تمام موجودات اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہے ہیں تو اس کے لئے شریک قرار دینا ایک غیر مناسب کام ہے۔
 12_ تمام موجودات کی اللہ تعالیٰ کے لئے تسبیح کو انساں گہرائی سے درک کرنے اور کامل طور پر سمجھنے سے عاجز ہے۔

128

ولكن لا تفقهون تسبيحهم
 چونکہ آیت کے ظاہر سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہاں انسانوں کو خطاب کیا جا رہا ہے۔ لہذا مندرجہ بالا نکتہ سامنے آتا ہے۔
 13_ مشرکین، موجودات کی اللہ تعالیٰ کے لئے حمد اور تسبیح کو درک نہیں کر سکتے۔
 ولكن لا تفقهون تسبيحهم
 مندرجہ بالا مطلب اس سے سمجھ آتا ہے کہ یہ آیت اسی پیغمبر (ص) کے فرمان کا تسلسل ہو کہ جسمیں کیا گیا کہ ان مشرکین کو کہہ دو ...
 14_ اللہ تعالیٰ ہمیشہ حلیم (بردبار) اور غفور (بخشنے والا) ہے۔

إنه كان حلیمًا غفور
 جملہ اسمیہ حرف تاکید ان کے ساتھ ہمیشگی اور ثبات پر دلالت کرتا ہے۔
 15_ مشرکین کی اللہ تعالیٰ کے حوالے سے غلط اور گری ہوئی باتوں کا تحمل، اللہ تعالیٰ کی بردباری اور بخشش کی بناء پر ہے۔

إنكم لتقولون قولاً عظماً ... سبحانه وتعالى عما يقولون علواً كبيراً ... إنه كان حلیمًا غفور
 مشرکین کی اللہ تعالیٰ کے بارے میں غلط باتوں کے بعد "إنه كان حلیمًا غفوراً" کا ذکر یہ مطلب دے رہا ہے کہ ان باتوں پر رد عمل دکھانے چاہئے ہا اور انہیں سزا دینی چاہئے تھی لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ حکیم و غفور ہے ' لہذا انہیں تحمل کر رہا ہے۔

16_ مشرکین اللہ تعالیٰ کے بارے میں اپنی غلط باتوں اور عقائد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی تہدید کے زمرہ میں آگئے۔
 إنكم لتقولون قولاً عظماً ... تعالى عما يقولون ... إنه كان حلیمًا غفور
 "إنه كان حلیمًا غفوراً" کا ذکر بتا رہا ہے کہ اگرچہ مشرکین کی غلط باتیں سزا کے لائق ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے حلم و غفران کی وجہ سے فی الحال انہیں عذاب نہ ہوگا۔

17_ اللہ تعالیٰ کا مشرکین کو شرک سے باز آنے کی صورت میں بخشش کا وعدہ۔
 تعالى عما يقولون ... إنه كان حلیمًا غفور

آخر میں "غفوراً" کا بصورت علت آنا مشرکین کے لئے خوشخبری ہے اگرچہ انکا گناہ بہت بڑا ہے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں انتہائی غلط باتیں کیں ہیں پھر بھی انکی بخشش کا امکان موجود ہے۔

18_ اللہ تعالیٰ کائنات کے حقائق مثلاً موجودات کی تسبیح و حمد کے بارے میں فکر نہ کرنے کے گناہ کا بردبارانہ انداز سے جواب دے رہا ہے اور توبہ کی صورت میں بخشش دے گا۔

لا تفقهون تسبيحهم إنه كان حلیمًا غفور
 "إنه كان حلیمًا غفوراً" کی علت بیان کر رہی ہے کہ "لا تفقهون تسبيحهم" (انکی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو) گناہ تھا اور سزا کے لائق تھا۔ لیکن چونکہ وہ حلیم و غفور ہے۔ لہذا اس کا بردبارانہ انداز سے جواب دے رہا ہے۔

19_ انسان موجودات کی اللہ تعالیٰ کے لئے تسبیح و حمد جیسے

129

کائنات کے حقائق سمجھنے کی کوشش کرنے کا ذمہ دار۔

لا تفقهون تسبيحهم إنه كان حلیمًا غفور

مندرجہ بالا نکتہ کی بنیاد یہ ہے کہ "إنه كان حلیمًا غفوراً" گویا مشرکین کو موجودات کی تسبیح کے بارے میں غور نہ کرنے پر خبردار کیا جا رہا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کائنات کے حقائق سمجھنے پر کوشش ضروری ہے۔

20_ قرآن کی انسان کی تربیت اور ہدایت میں "تہدید" اور "حوصلہ افزائی" سے استفادہ کرنے کی روش _

انہ کان حلیمًا غفور

میں حوصلہ افزائی کا پہلو ہے _

"حلیمًا" اپنے دامن میں تہدید لئے ہوئے جبکہ "غفورًا"

21_ عن الباقر (ع) ... دخل علیہ رجل فقال ... يقول الله فی کتابہ "وإن من شیء إلا یسیح بحمدہ ولكن لا تفقہون تسبیحہم" فقال نعم

أما سمعت خشب البیت کیف ینقض ؟ وذلك تسبیحہ ... (1)

امام باقر (ع) سے روایت ہوئی کہ ایک شخص ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا "وإن من شیء إلا یسیح بحمدہ ولكن لا تفقہون تسبیحہم" حضرت (ع) نے فرمایا: ہانکیا گھر کی لکڑی کی ٹوٹنے کی آواز سنی؟ یہ آواز وہی تسبیح تو ہے _

22_ عن أبی الصباح عن أبی عبد الله (ع) قال: قلت لہ: قول الله "وإن من شیء إلا یسیح بحمدہ" قال: کل شیء یسیح بحمدہ وأنا لنری

ان ینقض الجدر ہو تسبیحہا" (2)

ابی الصباح کہتے ہیں کہ امام صادق (ع) کی خدمت میں عرض کیا: اللہ تعالیٰ کے اس کلام "وإن من شیء إلا یسیح بحمدہ" سے کیا مراد ہے؟ تو حضرت نے جواب میں فرمایا: تمام موجودات شکر و ثناء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں یہ ہم دیوار کے ٹوٹنے کو اس کی تسبیح کی شکل میں دیکھتے ہیں _

آسمان:

آسمان با شعور موجودات 4

سات آسمانوں کی تسبیح: 1

آسمانوں کی عبادت 3; سات آسمان 5; آسمانوں کا کردار 2

آیات خدا:

آفاقی آیات 2

اسماء و صفات:

حلیم 14; غفور 14

اللہ تعالیٰ:

.....

- 1) تفسیر عیاشی ج 2، ص 294، ح 84_ نورالثقلین ج 3، ص 168، ح 228_
- 2) تفسیر عیاشی ج 2، ص 293، ح 79_ نورالثقلین ج 3، ص 168، ح 223، 224_

130

اللہ تعالیٰ کی تنزیہ 10; اللہ تعالیٰ پر تہمت 15; اللہ تعالیٰ کا حلم 18; اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کے دلائل 2; اللہ تعالیٰ کے کمال کے

دلائل 2; اللہ تعالیٰ کا ڈرانا 16; اللہ تعالیٰ کا کمال 10; اللہ تعالیٰ کی بخشش کے نتائج 15; اللہ تعالیٰ کے حلم کے نتائج 15; اللہ

تعالیٰ کے وعدے 17

اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے والے: 1

بخشش:

بخشش کا وعدہ 17

تربیت:

تربیت میں تہدید 20; تربیت میں حوصلہ افزائی 20; تربیت کی روش 20

تسبیح:

اللہ تعالیٰ کی تسبیح 7، 11، 21، 22; اللہ تعالیٰ کی تسبیح 9

توبہ:

توبہ کے نتائج 17، 18

توحید: 2
توحید کے دلائل 2
تہدید:
تہدید کے نتائج 20
حقایق:
حقایق کو درک کرنے کی اہمیت 19
حمد:
اللہ تعالیٰ کی حمد 7، 9، 10، 11، 22
حوصلہ افزائی:
حوصلہ افزائی کے نتائج 20
روایت: 21، 22
زمین:
زمین کی تسبیح 1; زمین کی عبادت 3; زمین کا کردار 2
شرک:
شرک سے توبہ 17; شرک کا ناپسندیدہ ہونا 11
عبادت:
اللہ تعالیٰ کی عبادت 3
عمل:
ناپسندیدہ عمل 11
غور و فکر:
تخلیق میں غور و فکر 18; غور و فکر نہ کرنے کا گناہ 18
قرآن:
قرآن کا ہدایت دینا 20
مشرکین:
مشرکین کا باطل عقیدہ 16; مشرکین کی تہمتیں 15; مشرکین کو ڈرانا 16; مشرکین کی بخشش کے شرائط 17; مشرکین کا عجز 13
موجودات:
موجودات کی تسبیح 1، 7، 9، 10، 11، 18، 21، 22; موجودات کی حمد 18; موجودات کی تسبیح کو سمجھنا 15;
موجودات کی حمد کو سمجھنا 19; موجودات کا شعور 6; موجودات کی عبادت 2; موجودات کی تسبیح سمجھنے سے عاجزی 12، 13; موجودات کا کردار 2، 8، 10; موجودات کے کلام 16; موجودات کے خالق کی مدح 8
ہدایت:
ہدایت کی روش 20

131

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا (۴۵)
اور جب تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تمہارے اور آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے درمیان حجاب قائم کر دیتے ہیں (45)

1۔ اللہ تعالیٰ پیغمبر (ص) کے قرآن پڑھنے کے دوران انکے اور کفار کے درمیان نادیدہ پردہ قرار دیتا ہے۔
وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا
مندرجہ بالا مطلب معنی "مستور" پر مبنی ہے کہ جو مفعول کا صیغہ ہے یعنی پوشیدہ ہے۔ اس آیت میں مراد کفار کے

- حواس سے پوشیدہ ہونا ہے۔
- 2_ پیغمبر اسلام (ص) کے وظائف میں سے لوگوں پر قرآن کی قرائت، وحی کی تلاوت کرنا ہے۔
- وإذا قرأت القرآن
- یہ کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام (ص) کی حفاظت کی رعایت کرتے ہوئے تلاوت قرآن کے وقت ان کے اور کفار کے درمیان نادیدہ پردہ قرار دیا ہے۔ ممکن ہے اس لئے ہو کہ آپ (ص) پر ذمہ داری تھی کہ لوگوں پر قرآن کی تلاوت کریں چونکہ قرائت کے وقت وہ آپ کو اذیت و تکلیف پہنچاتے تھے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے پردہ قرار دینے سے ان کی اس اذیت سے حفاظت فرمائی۔
- 3_ لوگوں کے درمیان پیغمبر اسلام (ص) کے ذریعے تلاوت قرآن کریم۔
- وإذا قرأت القرآن ... حجاباً مستور
- 4_ کفار، رسول اکرم (ص) کو کہ جب وہ لوگوں پر قرآن کی تلاوت کر رہے ہوتے تکلیف و اذیت پہنچاتے اور ان کے لئے مشکلات پیدا کرتے۔
- وإذا قرأت القرآن
- جو شان نزول وارد ہوا ہے (مجمع البیان اسی آیت کے ذیل میں) اس کے مطابق اور اس آیت "جعلنا بینک وبين الذین..." کا ظاہر بھی بتا رہا ہے کہ پردہ قرار دینے کی غرض یہی تھی کہ کفار اسے نہ سنیں تاکہ وہ پیغمبر اسلام (ص) کو اذیت کرنے اور ان کے لئے مشکلات پیدا کرنے کا باعث نہ بنیں۔
- 5_ آخرت کے منکرین، وحی کے پیغامات کو درک کرنے سے محروم ہیں۔

132

- وإذا قرأت القرآن جعلنا بینک وبين الذین لا یؤمنون بالاخرة حجاباً مستور
- یہ احتمال بھی ہے کہ پیغمبر اسلام (ص) اور کفار کے درمیان حجاب قرار دینے سے مراد یہ ہو کہ وہ آخرت پر ایمان نہ لانے کے نتیجہ میں آیات قرآن کے فہم و درک سے محروم ہو گئے تھے۔
- 6_ معنوی حقایق اور الہی پیغامات آخرت کے انکار کی صورت میں درک کرنا ممکن نہیں ہے۔
- وجعلنا بینک وبين الذین لا یؤمنون بالاخرة حجاباً مستور
- "الذین" کے لئے "لا یؤمنون" کی صفت کا ذکر کرنا یہ معنی دے رہا ہے کہ وہ قرآنی آیات کی فہم و درک کی لیاقت نہیں رکھتے تھے۔
- 7_ دینی عقائد میں آخرت پر ایمان کا ایک اہم اور بنیادی مقام ہے۔
- وإذا قرأت القرآن جعلنا بینک وبين الذین لا یؤمنون بالاخرة حجاباً مستور
- تمام عقائد میں سے مشرکین کے لئے "لا یؤمنون بالاخرة" کے ذکر کو مخصوص کرنا مندرجہ بالا نکتہ کو بیان کر رہا ہے۔
- 8_ کفار کی آنکھوں پر پردہ گرنا اور انکا وحی کو سننے اور درک کرنے سے محروم ہونا ان کے آخرت پر ایمان نہ رکھنے کے عزم کا نتیجہ ہے۔
- بین الذین لا یؤمنون بالاخرة حجاباً مستور
- "الذین لا یؤمنون بالاخرة" کی تعبیر کا جملہ و صفیہ کی صورت میں اور کافرین کی جگہ فعل مضارع کا آنا ممکن ہے یہی معنی بیان کر رہا ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجاب اسی خصلت کی بناء پر آیا ہے۔
- 9_ حق و حقیقت کی شناخت نادیدہ رکاوٹوں کا شکار ہے۔
- وإذا قرأت القرآن ... حجاباً مستور
- "حجاباً" یہاں شناخت کے لئے رکاوٹ کو بیان کر رہا ہے اور "مستوراً" اس رکاوٹ کے نادیدہ ہونے کو بیان کر رہا ہے۔
- 10_ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام (ص) کو وحی پہنچاتے وقت اپنی غیبی امداد سے نوازا ہے۔
- وإذا قرأت القرآن جعلنا بینک ... حجاباً مستور
- 11_ دخل ... بشام بن السائب ... علی ابی عبد اللہ (ع) فقال: ... ا خبرنی عن قول الله: "وإذا قرأت القرآن جعلنا بینک وبين الذین لا یؤمنون بالاخرة حجاباً مستوراً" قال آية فی الکھف وآية فی النحل وآية فی الجاثیة و بی: "أفرا یت من اتخذ إلهه هواه و اضله الله علی علم و ختم علی سمعه و قلبه ... و فی النحل: "أولئك الذین طبع الله علی قلوبهم و سمعهم و أبصارهم و أولئك هم الغافلون" و فی الکھف "ومن أظلم ممن ذکر بآیات ربّه فأعرض عنها ونسى ما قدمت یداه" (1)

بشام بن سائب امام صادق (ع) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مجھے اس کلام الہی : "و

(1) عدۃ الداعی ص 276 _ بحار الانوار ج 89، ص 283، ح 2_

133

إذا قرأت القرآن فليذكر الله ويحسب الحسنة التي هي له من الله تعالى...
 آپ (ع) نے فرمایا: اس قرآن سے مراد کہ جسکے تلاوت کرنے سے پیغمبر اسلام (ص) کفار کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو جاتے تھے وہ سورہ جاثیہ کی آیت: "أفرأيت... " اور سورہ نحل کی آیت: "أولئك الذين... " اور سورہ کہف: "ومن أظلم ممن..." ہے۔

آخرت:

آخرت کو جھٹلانے والوں کا محروم ہونا 5; آخرت کو جھٹلانے کے نتائج 6

آنحضرت (ص):

آنحضرت (ص) کو اذیت 4; آنحضرت (ص) کی امداد 10; آنحضرت (ص) کا قرآن کی تلاوت کرنا 1، 2، 3، 4; آنحضرت

(ص) کی ذمہ داری 2، 3; آنحضرت (ص) اور کفار کے درمیان حجاب 1، 11; آنحضرت (ص) کو وحی 10

اسلام:

صدر اسلام کی تاریخ 4

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کے افعال 1; اللہ تعالیٰ کے امداد 10

امداد:

امداد غیبی 10

حقائق:

حقائق کو درک کرنے سے رکاوٹ 6

دل:

دل پر مہر لگنے کے اسباب 8

دین:

اصول دین 7

روایت: 11

شناخت:

شناخت سے موانع 9

عقیدہ:

آخرت پر عقیدہ کی اہمیت 7

قرآن:

قرآن کی فہم سے محرومیت کے اسباب 8; قرآن فہم سے محروم لوگ 5; قرآن کی تلاوت کے نتائج 1

کفار:

کفار کا اذیت کرنا 4; کفار کی محرومیت کے اسباب 8; کفار پر قرآن کی تلاوت 1; کفار کا اندھا ہونا 8

کفر:

آخرت پر کفر کے نتائج 8

لوگ:

لوگوں پر قرآن کی تلاوت 2، 3

وَجَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا وَإِذَا ذُكِّرْتُ بِرَبِّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَوْ عَلَى أَدْبَارِهِمْ نُفُورًا (٤٦)
اور ان کے دلوں پر پردے ڈال دیتے ہیں کہ کچھ سمجھ نہ سکیں اور ان کے کانوں کو بہرہ بنادیتے ہیں اور جب قرآن میں اپنے پروردگار کا تنہا ذکر کرتے ہو تو یہ الٹے پاؤں متنفّر ہو کر بھاگ جاتے ہیں (46)

- 1_ جو لوگ مقام باطل پر ہونے کی وجہ سے آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر پردے قرار دیتا ہے کہ وہ قرآن کو نہ سمجھ سکیں۔
الذین لا یؤمنون بالاخرة... وجعلنا علی قلوبہم اکنّة ان یفقیہوہ
- 2_ مکہ کے مشرکین دلوں پر پردے اور کانوں کے بہاری پن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی آیات کو صحیح طریقے سے درک کرنے سے محروم تھے۔
وجعلنا بینک وبين الذین لا یؤمنون بالاخرة حجاباً مستوراً وجعلنا علی قلوبہم اکنّة ان یفقیہوہ وفی آذانہم وقر
- 3_ کفار کا حق قبول نہ کرنا اور کفر اختیار کرنا موجب بنا کہ قرآن کے حقائق کو صحیح درک کرنے سے محروم ہو جائیں۔
الذین لا یؤمنون بالاخرة... وجعلنا علی قلوبہم اکنّة ان یفقیہوہ وفی آذانہم وقر
- 4_ انسان کا عزم و ارادہ قرآنی حقائق کو درک کرنے یا درک نہ کرے اور انہیں قبول کرنے میں واضح کردار ادا کرتا ہے۔
الذین لا یؤمنون بالاخرة... وجعلنا علی قلوبہم اکنّة ان یفقیہوہ
- "الذین لا یؤمنون" (وہ لوگ جو کہ ایمان نہیں لاتے) کا جملہ "الکافرین" کی جگہ ان کے

- خیالات جاننے کے لئے ہوسکتا ہے انکے ارادہ و قصد کی سے حکایت کر رہا ہو۔
- 5_ سننے کی حس حقائق تک پہنچنے کا وسیلہ اور دل انہیں درک کرنے اور سمجھنے کا مرکز ہے۔
علی قلوبہم اکنّة ان یفقیہوہ وفی آذانہم وقر
- 6_ جب پیغمبر اسلام (ص) کی طرف سے قرآنی آیات کی بناء پر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت بیان ہوتی تو مشرکین بہت زیادہ نفرت کے ساتھ آپ (ص) سے پیٹھ پھیر لیتے۔
وإذا ذکرک ربّک فی القرآن وحدہ ولّوا علی أَدْبَارِهِمْ نُفُور
- 7_ مکہ کے مشرکین اپنے شرک آلودہ عقائد سے بہت زیادہ دل لگائے ہوئے تھے۔
وإذا ذکرک ربّک... ولّوا علی أَدْبَارِهِمْ نُفُور
- 8_ مشرکین کا توحید سے فرار کرنا بذات خود انکا قرآنی آیات میں تا مل اور دقت نہ کرنے کی مثال ہے۔
وجعلنا علی قلوبہم اکنّة ان یفقیہوہ... وإذا ذکرک ربّک فی القرآن وحدہ ولّوا علی أَدْبَارِهِمْ نُفُور
- 9_ پروردگار کی توحید ربوبیت، قرآنی تعلیمات میں سے ایک اہم ترین تعلیم ہے اور مشرکین اس کے حوالے سے شدید حساسیت رکھتے تھے۔
وإذا ذکرک ربّک فی القرآن وحدہ ولّوا علی أَدْبَارِهِمْ نُفُور
- اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء و صفات میں سے "رب" کا ذکر، توحید کی قید کے ساتھ دینی تعلیمات میں اس کی اہمیت کو اجاگر کر رہا ہے جبکہ مشرکین کا نفرت کے ساتھ اس سے پیٹھ پھیرنا اس کی اس حوالے سے شدید حساسیت کو بیان کر رہا ہے۔
وإذا ذکرک ربّک فی القرآن وحدہ ولّوا علی أَدْبَارِهِمْ نُفُور
- 10_ کفار اور مشرکین مکہ کا قرآن سے انکار کا رویہ عقل و منطق کی بنیاد پر نہ تھا بلکہ خواہشات نفسانی کی وجہ سے تھا۔
وإذا ذکرک ربّک فی القرآن وحدہ ولّوا علی أَدْبَارِهِمْ نُفُور
- چونکہ "نفرت" کا تعلق نفس و باطن کی جہات سے ہے۔ لہذا قرآن سے کفار کا نفرت آمیز رویہ انکے نفسانی انگیزوں میں سے تھا۔
- 11_ عن زرارہ عن ا حدیثہما قال: "فی بسم اللہ الرحمن الرحیم قال: ... وبی الایة التی قال اللہ: "وإذا ذکرک ربّک فی القرآن وحدہ... "ولوا علی أَدْبَارِهِمْ نُفُوراً" کان المشرکون یستمعون إلی قراءة النبی (ص) فإذا قرا بسم اللہ الرحمن الرحیم نفروا وذبوا

(1)...

زرارہ، امام باقر (ع) یا امام صادق (ع) سے روایت کرتے ہیں : بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بارے میں کہ انہوں نے فرمایا : یہ وہی آیت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : "وَإِذَا ذُكِرْتُ بِكَ الْقرآنُ وَحْدَهُ" مشرکین پیغمبر اسلام (ص) سے

1(تفسیر عیاشی ج 2، 295، ح 86_نورالثقلین ج 3، ص 173، ح 249_

136

قرآن کی قراءت سنتے تھے اور جب آپ(ص) "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کی قرائت کرتے تھے تو وہ ادھر ادھر چلے جاتے تھے۔

آخرت:

جھٹلانے والوں کے دل پر مہر 1

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) سے منہ پھیرنے والے 6

آیات خدا :

آیات خدا کو درک کرنے سے محروم لوگ 2

ارادہ:

ارادہ کی اہمیت 4; ارادہ کا کردار 4

اسلام:

صدر اسلام کی تاریخ 6

باسم اللہ :

باسم اللہ کی تلاوت کے اثرات 11

توحید:

توحید ربوبی کی اہمیت 9; توحید سے منہ پھیرنا 8; توحید سے منہ پھیرنے والے 6

چاہتیں:

شرک سے چاہت 7

حق:

حق قبول نہ کرنے کے نتائج 1، 3

حقائق :

حقائق کو درک کرنے کا مرکز 5

دل :

دل کا کردار 5

روایت : 11

شناخت:

شناخت کے ذرائع 5

قرآن:

قرآن کے فہم میں موثر اسباب 4; قرآن کے فہم سے محرومیت کے اسباب 3; قرآن کی اہم ترین تعلیمات 9; قرآن کو جھٹلانے

والے 10; قرآن میں فکر نہ کرنے کے نتائج 8

کفار:

کفار کی محرومیت کے اسباب 3

کفار مکہ:

کفار مکہ کا انگیزہ 10؛ کفار مکہ کا بے منطق ہونا 10؛ کفار مکہ کی نفس پرستی 10
کفر:

کفر کے نتائج 3

کان :

کان کے فوائد 5

مشرکین :

مشرکین اور توحید 6؛ مشرکین اور پروردگار کی توحید 9؛ مشرکین کی دشمنی 9؛ مشرکین کا رویہ 6؛ مشرکین کے فکر نہ کرنے کی علامات 8؛ مشرکین کا منہ پھیرنا 6 ، 8

مشرکین مکہ:

مشرکین مکہ کا انگیزہ 10؛ مشرکین مکہ کی چابت 7؛ مشرکین مکہ کی محرومیت 2؛ مشرکین مکہ کے دل پر مہر کے نتائج 2؛ مشرکین مکہ کے کان کے بھاری ہونے کے نتائج 2؛ مشرکین مکہ کی نفس پرستی 10

تفسیر راہنما جلد 10

137

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمْعُونَ بِهِ إِذْ يَسْتَمْعُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ نَجْوَى إِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا (٤٧)
ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ لوگ آپ کی طرف کان لگا کر سنتے ہیں تو کیا سنتے ہیں اور جب یہ باہم رازداری کی باتیں کرتے ہیں تو ہم اسے بھی جانت ہیں ظالم آپس میں کہتے ہیں کہ تم لوگ ایک جادو زدہ انسان کی پیروی کر رہے ہو (47)

1_ کفار کے پیغمبر اسلام (ص) کے کلمات کو سنتے وقت ان کے انگیزوں اور اہداف سے اللہ تعالیٰ کا مکمل طور پر آگاہ ہونا _

نحن ا علم بما يستمعون به

"ہما" میں "بائ" سببیت کے لئے ہے تو اس صورت میں آیت کا معنی یوں ہوگا کہ ہم کفار کے ان انگیزوں اور اہداف کے جنکی بناء پر وہ پیغمبر اسلام (ص) کی بات کو سنتے ہیں اس سے اچھی طرح واقف ہیں _

2_ اللہ تعالیٰ، کفار کی پیغمبر اسلام (ص) کے خلاف سرگوشیوں اور پوشیدہ باتوں سے آگاہ ہے _

نحن ا علم... واذ هم نجوى إذ يقول

3_ کفار پیغمبر اکرم کی بات کو ناکام بنانے کے لیے کا نا پھوسی ار پوشیدہ باتیں کرتے تھے _

نحن ا علم... واذ هم نجوى إذ يقول

"إذ اہم نجوى" اور "إذ يقول الظالمون" جملہ "إذ يستمعون" کا بدل ہے _ اس نکتہ کی طرف توجہ کرتے ہوئے آیت کا معنی یوں ہوگا کہ ہم کفار کی پیغمبر اسلام (ص) کی باتوں کو سننے کی غرض سے آگاہ ہیں کہ وہ غرض آپ (ص) پر جادوگری کی تہمت لگانا ہے اور ہم ان کی سرگوشیوں اور باتوں سے آگاہ ہیں _ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی آنحضرت (ص) کی باتوں کو سننے کی غرض ہی آپ (ص) کو ناکام کرنا ہوتی تھی _

4_ اللہ تعالیٰ نے کفار کے پیغمبر (ص) کی باتوں کو سننے میں

138

انگیزوں کو فاش کر کے انہیں تنبیہ اور دھمکی _

- نحن ا علم ...واذہم نجوی
- اللہ تعالیٰ کا واضح کرنا کہ وہ کفار کی پیغمبر اسلام (ص) کی باتوں کو سننے کی غرض اور ان کی آپس میں گفتگو سے مطلع ہے یہ ان کے لئے تنبیہ و خیردار ہے۔
- 5_ کفار خفیہ انداز سے قرآن کی آیات کو سنتے اور ایک دوسرے کو اس کام پر ملامت کرتے تھے۔
- نحن ا علم بما یستمعون ...واذہم نجوی
- احتمال ہے کہ "اذ ہم نجوی" سے مراد وہی ہو کہ جس طرح بعض مقامات پر شان نزول بیان ہوا ہے کہ وہ کفار ہیں جو خفیہ طریقے سے آنحضرت (ص) کی باتوں کو سنتے تھے اور ایک دوسرے کو دیکھ کر سرگوشی کرتے پھر ایک دوسرے کی ملامت کرتے تھے۔
- 6_ پیغمبر (ص) پر جادو ہونے کی تہمت لگانا کفار کے دلوں پر پردہ ہونے اور ان کا حقائق کو درک کرنے سے عاجز ہونے کی علامت ہے۔
- وجعلنا فی قلوبہم ا کتۃ ا ن یفقیہوہ وفی اذانہم وقرأ و ... اذ یقول الظالمون ان تتبعون اّلا رجلاً مسحور
- 7_ پیغمبر (ص) کی طرف جادو ہونے کی نسبت دینے والے ظالم لوگ تھے۔
- اذ یقول الظالمون ان تتبعون اّلا رجلاً مسحور
- 8_ کفار، حق سے گریزاں، ظالم اور ستم گر لوگ تھے۔
- الذین لا یؤمنون بالا خرة ... اذ یقول الظالمون
- 9_ کفار پیغمبر (ص) کے بارے میں جادو ہونے کا اعلان کر کے آپ (ص) کے پیروکاروں کو آپ (ص) کے بارے میں گمراہ کرنا چاہتے تھے۔
- اذ یقول الظالمون ان تتبعون اّلا رجلاً مسحور
- مندرجہ بالا مطلب اس نکتہ کی بناء پر ہے کہ اس آیت "ان تتبعون اّلا رجلاً مسحوراً" کے مخاطب مؤمنین ہوں اور کفار "مسحور" کی تہمت کے ساتھ یعنی سحر کی وجہ سے طبعی حالت سے خارج ہونے کے ذریعے چاہتے تھے کہ لوگوں کو آپ (ص) کے حوالے سے گمراہ کریں۔
- 10_ کفار ہمیشہ اپنے درمیان آپ (ص) کے حوالے سے شک و شبہ ڈالتے رہتے تھے کہ اس طرح کوئی بھی آپ (ص) کی طرف مائل نہ ہوسکے۔
- اذ یقول الظالمون ان تتبعون اّلا رجلاً مسحور
- مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ نکتہ ہے کہ فعل "تتبعون" کا مخاطف کفار ہیں کہ جو آپس میں ایک دوسرے کو کہتے تھے اور فعل مضارع "یقول" کا انا انکی ہمیشہ کوشش بیان کر رہا ہے۔
- 11_ تہمت لگانا اور شخصیت خراب کرنا کفار کی پیغمبر (ص) کے ساتھ اور ان کی تعلیمات کے ساتھ مقابلہ کرنے کے طریقوں میں سے تھا۔
- ان تتبعون اّلا رجلاً مسحور

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) پر تہمت 11: آنحضرت (ص) پر جادو کی

139

تہمت 6، 7، 9: آنحضرت (ص) کے دشمن 2، 9، 10: آنحضرت (ص) کے خلاف سازش، آنحضرت (ص) کے بارے میں گمراہ کرنے کی سازش 9، 10: آنحضرت (ص) پر تہمت کے ذریعے ظم 7

اسلام :

صدر اسلام کی تاریخ 3، 9

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کا بے نقاب کرنا 4: اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبردار کرنا 4: اللہ تعالیٰ کا علم غیب 1، 2

حقایق:

حقایق کو درک کرنے سے افراد 6

ظالم لوگ: 7 ، 8

کفار:

کفار کا انگیزہ 1: کفار کا انگیزہ ہے نقاب ہونا 4: کفار اور پیغمبر (ص) کی باتیں 1، 3، 4: کفار کی تہمتیں 9، 11: کفار کو خبردار کرنا 4: کفار کی دشمنی 9، 10: کفار کے دل پر مہر لگنے کی نشانیاں 6: کفار کا سرگوشی کرنا 2، 3: کفار کی سازش 5، 9: کفار کا قرآن سننا 5: کفار کا طریقہ مقابلہ 11: کفار کے حق کو قبول نہ کرنے کا ظلم 8: کفار کا عجز 6: کفار کا عزت پامال کرنا 11: کفار کا فضا ہموار کرنا 9، 10: کفار کی کوشش کا انداز 1، 3: کفار کی مذمت 5: کفار کی مذمتیں 5

انظرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا (٤٨)

ذرا دیکھو کہ انہوں نے تمہارے لئے کیسی مثالیں بیان کی ہیں اور اس طرح ایسے گمراہ ہو گئے ہیں کہ کوئی راستہ نہیں مل رہا ہے (48)

1_ مشرکین اور اپنے دشمنوں کے الزامات اور پروپیگنڈہ پر دقت سے غور و فکر کرنے کی پیغمبر (ص) پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذمہ داری۔

انظر كيف ضربوا لك الأمثال

جملہ "ضربوا لك الأمثال" عربی زبان میں "شبهوك بالا شياء" کے معنی میں استعمال

ہوتا ہے۔ یعنی وہ تمہیں مختلف چیزوں سے تشبیہ دیتے ہیں اور ان سے مراد پچھلی آیت کے مطابق بری صفات کی آپ (ص) کی طرف نسبت دینا 'مثلاً: مجنون، مسحور...'

2_ مؤمنین دشمنوں کے پروپیگنڈہ کے طریقوں پر ضرور توجہ رکھیں۔

140

انظر كيف ضربوا لك الأمثال

3_ کفار کا غلط مثالوں اور صفات سے پیغمبر (ص) کی مخالفت کرنا اور بغض رکھنا انہیں لا علاج گمراہی میں مبتلا کرتا ہے۔

كيف ضربوا لك الأمثال فضلوا فلا يستطيعون سبيل

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "سبیل" سے مراد راہ ہدایت ہے۔

4 پیغمبر (ص) کے مخالف مشرکین مکہ اس حد تک گمراہ ہو چکے تھے کہ ہدایت کا دروازہ بند کر چکے تھے۔

فضلوا فلا يستطيعون سبيل

"فلا يستطيعون" "ضلوا" پر نتیجہ ہے اور اس سے مراد ہدایت کے تمام راستوں کا بند ہونا ہے۔

5_ کفار، پیغمبر (ص) کے پیغام کو آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے مختلف پروپیگنڈہ کرنے اور تہمتیں لگانے کے باوجود کامیاب نہ ہو سکے۔

انظر كيف ضربوا لك الأمثال فضلوا فلا يستطيعون سبيل

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ احتمال ہے کہ کفار کا راستہ نہ پاسکنا سے مراد پیغمبر (ص) کے پیغام کو روکنے کا چارہ نہ ہونا ہے۔

آنحضرت (ص):

آنحضرت (ص) پر تہمت 5: آنحضرت (ص) کی ذمہ داری 1: آنحضرت (ص) کے دشمنوں کی سازش 1: آنحضرت (ص) کا دشمنوں سے مقابلہ کرنے کا طریقہ 3: آنحضرت (ص) کے دشمنوں کی ناکامی 5: آنحضرت (ص) پر تہمت کے نتائج 3: آنحضرت (ص) کے دشمنوں کی گمراہی کے نتائج 4: آنحضرت (ص) کے دشمنوں کا ہدایت نہ لینا 4: آنحضرت (ص) کی دشمنوں کے مدمقابل ہوشیاری 1: آنحضرت (ص) کی ہوشیاری 1

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کے احکام 1

دشمن:

دشمن کی سازش کی اہمیت 2; دشمن کے مدمقابل ہوشیاری 2

کفار :

کفار کی گمراہی کے اسباب 3; کفار کی تہمتیں 5; کفار کی مثالوں کا فلسفہ 3; کفار کی ناکامی 5; کفار کی دشمنی کے نتائج 3

مؤمنین :

مؤمنین کی ذمہ داری 2

مشرکین :

مشرکین کے مدمقابل ہوشیاری 1

مشرکین مکہ:

مشرکین مکہ کی گمراہی کے نتائج 4; مشرکین مکہ کا ہدایت قبول نہ کرنا 4

141

وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَيْنَا لَمُبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا (٤٩)

اور یہ کہتے ہیں کہ جب ہم ہڈی اور خاک ہو جائیں گے تو کیا دوبارہ نئی مخلوق بنا کر اٹھائے جائیں گے (49)

1_ مشرکین مکہ بوسیدہ ہڈیاں بننے کے بعد دور بارہ زندگی کے امکان پر اپنی بے یقینی کا اظہار کرتے تھے۔

وَقَالُوا أءَ ذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أءَ نَا لَمُبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا

"رفات" مادہ "رفت" سے ہے کہ جس کا معنی ٹوٹنا اور ریزہ ریزہ ہونا ہے۔ (مفردات راغب)

2_ مشرکین کا معاد پر یقین نہ کرنا اور تردید کا شکار ہونا انکی گمراہی کی واضح ترین مثال ہے۔

فَضْلًا ... وَقَالُوا أءَ ذَا كُنَّا ... أءَ نَا لَمُبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا

3_ مشرکین موت کو عدم اور نابودی کی مانند سمجھتے تھے اور اس کے بعد کی زندگی کو بعید شمار کرتے تھے۔

أءَ ذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أءَ نَا لَمُبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا

4_ قیامت و معاد پر ایمان، دین و قرآن کی اہم ترین تعلیمات میں سے ہے۔

وَقَالُوا أءَ ذَا ... لَمُبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا

قرآن اور پیغمبر (ص) کی رسالت کے ذکر کے بعد دینی تعلیمات میں سے معاد کے مسئلہ کا ذکر کرنا اس کے خصوصی

مقام کی حکایت کر رہا ہے۔

5_ مشرکین، جسمانی معاد کو بعید اور غیر ممکن شمار کرتے تھے۔

وَقَالُوا أءَ ذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أءَ نَا لَمُبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا

یہ کہ مشرکین انسان کی ریزہ ریزہ ہونی ہڈیوں کا دوبارہ بننا بعید اور نا ممکن سمجھتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے وہ معاد

جسمانی کو غیر ممکن سمجھتے تھے۔

6_ انسان کا معاد اور محشور ہونا اس کے لئے نئی خلقت ہے۔

وَقَالُوا أءَ ذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أءَ نَا لَمُبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا

7_ مشرکین، معاد کی حقیقت کو درک نہ کرنے اور اسے

142

بعید شمار کرنے کی بناء پر معاد پر ایمان نہیں لائے۔

لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ... وَقَالُوا أءَ ذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أءَ نَا لَمُبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا

8_ مشرکین معاد کے انکار کرنے میں کوئی دلیل قطعی اور استدلال نہیں رکھتے تھے۔ محض اسے بعید سمجھتے تھے۔

أءَ ذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أءَ نَا لَمُبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا

یہ کہ مشرکین نے معاد کے انکار میں صرف اس کے بعید ہونے پر اکتفا کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے

جھٹلانے پر ان کے پاس کوئی دلیل نہ تھی۔

9_ مشرکین کا معاد کی حقانیت کو درک نہ کرنے سے عاجز ہونا ان کی طرف سے پیغمبر (ص) پر جادو ہونے کی تہمت

لگانے کا سبب بنا۔
 اِنْ تَتَّبِعُونَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا... وَقَالُوا اءَ ذَا كُنَّا عِظَامًا... اءَ نَا لَمَبْعُوثُونَ
 احتمال ہے کہ انکا پیغمبر (ص) سے ایسی باتوں کا سننا کہ جسے وہ درک نہیں کر سکتے تھے موجب بنا کہ ان کی طرف
 سے آپ (ص) پر جادو ہونے کی تہمت لگانی گئی۔ پیغمبر (ص) کی باتوں میں سے ایک بات معاد جسمانی کے بارے میں
 بھی تھی۔
 10_ جاء اَبِي بن خلف فا خذ عظاما باليَامن حائط ففته ثم قال يا محمد "اذا كُنَّا عِظَامًا ورفاتاً اءَ نَا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا..." _ (1)
 ابی بن خلف ایک بوسیدہ سی بٹی ایک دیوار سے اٹھا کر رسول اللہ (ص) کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے ہاتھوں سے
 اسے ریزہ ریزہ کیا پھر کہا اے محمد (ص)
 اِذَا كُنَّا عِظَامًا ورفاتاً اءَ نَا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا

 آنحضرت (ص) :
 آنحضرت (ص) پر سحر شدہ ہونے کی تہمت 9
 انسان :
 انسان کی اخروی خلقت
 ایمان :
 معاد کے بارے میں ایمان کی اہمیت 4
 دین :
 اصول دین 4
 روایت : 10
 قرآن :
 قرآن کی اہم ترین تعلیمات 4
 مشرکین :
 مشرکین کی تہمتوں کے اسباب 9; مشرکین کا بے منطق ہونا 8; مشرکین کا معاد کے بارے میں شک 2; مشرکین کی گمراہی
 کی علامات 2; مشرکین کا کفر 5; مشرکین اور معاد 3; مشرکین کے درک نہ کرنے کے نتائج 9; مشرکین
 کا نظریہ 3

(1) تفسیر عیاشی ج 2، ص 296، ح 89_ نورالثقلین ج 3، ص 174، ح 252_

143

مشرکین مکہ:

مشرکین مکہ کا کفر 1

معاد:

کے جواب کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

معاد کے جھٹلانے کے اسباب 8; معاد کو بعید شمار کرنا 3، 5، 8; معاد کے جھٹلانے والوں کا بے منطق ہونا 8; معاد کو
 جھٹلانے والے 1، 10; معاد کی حقیقت 6; معاد جسمانی کو چھٹلانے والے

تفسیر راہنما جلد 10

قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيداً (۵۰)

آپ کہہ دیجئے کہ تم پتھر یا لوہا بن جاؤ (50)

- 1_ اللہ تعالیٰ نے معاد کے منکرین کے شبہات کا جواب دینے کا طریقہ پیغمبر (ص) کو سکھایا _
قل کونوا حجارة أو حديد
- 2_ پیغمبر (ص) معاد کے منکرین کے اعتراض کے جواب دینے کے ذمہ دار _
قالوا أء إذا كنا عظاماً... قل کونوا حجارة أو حديد
- 3_ دینی تعلیمات کے منکروں کا جواب دینا ایک ضروری اور لازمی امر ہے _
قالوا أء إذا كنا عظاماً و زماتاً... قل کونوا حجارة أو حديد
- اللہ تعالیٰ کا منکرین معاد کے شبہات کا پیغمبر (ص) کو جواب دینے کا حکم دین کے عقائد کے ارکان میں سے ایک رکن ہے اور آپ (ص) کو ان کے جواب دینے کا طریقہ بھی بتا رہا ہے _ اس سے ان شبہات
- 4_ اللہ تعالیٰ انسانوں کے دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے چاہے وہ پتھر اور لوہا میں بھی بدل جائیں _
قل کونوا حجارة أو حديد
- 5_ انسان کا جسم مرنے کے بعد ممکن ہے پتھر، لوہا یا اس سے سخت کسی چیز میں تبدیل ہو جائے _
قل کونوا حجارة أو حديد
- ممکن ہے کہ یہ "کونوا حجارة..." بعنوان تحدی نہ ہو بلکہ ایک فرض ہو تو اس صورت میں مندرجہ بالا مطلب واضح ہوتا ہے _

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کی ذمہ داری 2; آنحضرت (ص) کا معلم ہونا 1
اللہ تعالیٰ :

144

اللہ تعالیٰ کی تعلیمات 1; اللہ تعالیٰ کی قدرت 4

بدن :

موت کے بعد بدن 5; بدن کا پتھر میں تبدیل ہونا 4, 5; دن کا لوہے میں تبدیل ہونا 4, 5

دین:

دینی شبہات کے جواب کی اہمیت 3

قل کونوا حجارة أو حديد _ أو خلقاً ممّا یکبر فی صدورکم

مردے:

مردوں کا آخرت میں زندہ ہونا 4

معاد:

معاد کی اہمیت 2; معاد کے شبہات کے جواب کی اہمیت 2; معاد کے شبہات کا جواب 1, 2; معاد جسمانی 4

أَوْ خَلَقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَى هُوَ قُلْ عَسَى أَنْ يَكُونَ قَرِيباً (۵۱)

یا تمہارے خیال میں جو اس سے بڑی مخلوق ہوسکتی ہو وہ بن جاؤ پس عنقریب یہ لوگ کہیں گے کہ ہمیں کون دوبارہ واپس لاسکتا ہے تو کہہ دیجئے کہ جس نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے پھر یہ لوگ استہزاء میں سر ہلائیں گے اور کہیں گے کہ یہ سب کب ہوگا تو کہہ دیجئے کہ شاید قریب ہی ہو جائے (51)

- 1_ انسان کا سخت ترین جسموں اور زندگی سے دور مادہ میں موت کے بعد تبدیل ہونا بھی اس کے دوبارہ اٹھائے جانے اور زندہ ہونے کے مانع نہیں ہے۔
- 2_ اللہ تعالیٰ کے لئے انسان کا دوبارہ خاك' پتھر ' لوہا یا کسی اور سخت مادہ سے دوبارہ زندہ کرنا برابر ہے۔
- قل كونوا حجارة أو حديداً أو خلقاً ممّا يكبر

145

فی صدورکم

- حرف "او" جو کہ حرف تخییر ہے اور معطوف اور معطوف علیہ کی متکلم کے نزدیک مساوی حیثیت بیان کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے پتھر ہونے یا لوہا ہونے سے اللہ تعالیٰ کو مزید قدرت بڑھانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔
- 3_ انسان کے جسم کے بکھرنے کے بعد اس کی معاد کو بعید شمار کرنا پروردگار کی لامحدود قدرت سے غفلت کا نتیجہ ہے۔
- قل كونوا حجارة أو حديداً أو خلقاً ممّا يكبر فی صدورکم
- جملہ "كونوا حجارة... أو خلقاً ممّا يكبر..." کہ جو اللہ تعالیٰ کی لامحدود قدرت پر اشارہ کر رہا ہے اس کا تذکرہ مشرکین کو اس غفلت سے نکالنے کے لئے ہے کہ جس کی بناء پر وہ ریزہ ریزہ ہوئی ہڈیوں کے دوبارہ زندہ ہونے پر متردد تھے۔
- 4_ انسان کی معاد، جسمانی ہے۔
- قالوا إذا كنّا عظاماً أو فئاتاً... نألمبعوثون خلقاً جدیداً قل كونوا حجارة أو حديداً أو خلقاً ممّا يكبر فی صدورکم
- 5_ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر (ص) پر پہلے ہی سے واضح کر دیا کہ منکرین معاد اپنے شبہہ "معاد کا بعید ہونے" کا جواب لینے کے بعد وجود میں لانے والے کے بارے میں سوال کریں گے۔
- فسيقولون من يعيدن
- 6_ مشرکین اس طاقت پر کہ جو انسان کے جسم کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے ایمان لانے میں بے یقینی اور تردید کا شکار تھے۔
- قل كونوا حجارة... فسيقولون من يعيدن
- 7_ پیغمبر (ص)، مشرکین کو قیامت کو وجود میں لانے والے کے بارے میں جواب دینے میں ذمہ دار۔
- فسيقولون من يعيدنا قل الذى فطركم أول مرة
- 8_ حقیقت ہے کہ وہ ذات جو انسان کو پہلی دفعہ وجود دینے پر قادر ہے وہ اسے دوبارہ بھی خلق کرنے پر قادر ہے۔
- من يعيدنا قل الذى فطركم أول مرة
- 9_ انسان کی پہلی زندگی اس کی دوبارہ زندگی پر بذات خود واضح ترین دلیل ہے۔
- فسيقولون من يعيدنا قل الذى فطركم أول مرة
- 10_ عدم سے وجود میں لانا بذات خود اللہ تعالیٰ کی دوبارہ وجود دینے کی قدرت پر واضح دلیل ہے۔
- فسيقولون من يعيدنا قل الذى فطركم أول مرة
- "فطر" کے معنی پر توجہ دینے سے کہ عدم سے دائرہ وجود میں لانے والا اس سے مندرجہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔

146

- 11_ معاد کی شناخت پیدا کرنے اور اس کے شبہات حل کرنے سے پہلے خالق کائنات کی شناخت پیدا کرنا ضروری ہے۔
- فسيقولون من يعيدنا قل الذى فطركم أول مرة
- اللہ تعالیٰ نے انسان کو معاد کے حوالے سے شبہات حل کرنے میں اس کی اول خلقت کا مسئلہ بیان کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آغاز خلقت کی شناخت معاد کے شبہات حل کرنے کا موجب ہے۔
- 12_ انسانوں کے دوبارہ اٹھنے کا امکان اور اسے انجام دینے پر قادر طاقت یہ دو موضوع مسئلہ معاد کے اثبات کی اساس ہیں۔
- قل كونوا حجارة... فسيقولون من يعيدنا قل الذى فطركم أول مرة
- پچھلی آیت میں ریزہ ریزہ ہوئی ہڈیوں کا انسان میں تبدیل ہونے کا امکان بیان ہوا تو اس امکان کو فرض کرنے کی صورت میں اس آیت میں اس قدرت کے بارے میں گفتگو ہوئی ہے کہ جو اسے ممکن کرسکتی ہے۔

13_ انسان کے معاد کے حوالے سے سوالات کا قرآنی جواب استدلال پر قائم ہے۔

فسيقولون من يعيدنا قل الذي فطرکم اَوَّلَ مرّة

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے معاد کے منکرین کے شبہات کے جواب میں "تعبّد" و "عبودیت" پر اکتفاء کرنے کی بجائے ان کی توجہ آغاز خلقت کی طرف مبذول کروائی اور معاد کے تحقق کے ممکن ہونے پر دلیل قرار دیا۔ اس سے یہ نکتہ واضح ہوتا ہے۔

14_ منکرین معاد قیامت کے حوالے سے اپنے شبہات کا جواب لینے کے باوجود سر کو ہلا کر اسے اسی طرح بعید شمار کر رہے تھے۔

فسينغضون إليك رو سہم

مشرکین کا اپنے شبہات کے جواب لینے کے باوجود ان کا سر ہلانا ممکن ہے معاد کو بعید شمار کرنے کے لئے ہو۔

15_ منکرین معاد اپنے معاد کے حوالے سے شبہات کا جواب لینے کے بعد حیرت سے معاد کے وقوع کا زمانہ پوچھتے ہیں۔

فسينغضون إليك رو سہم ويقولون متى ہو

چونکہ سر ہلانا جس طرح کہ اس کی لغوی تشریح میں آیا ہے پر تعجب کو ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ (لسان العرب) اس سے مندرجہ بالا مطلب واضح ہوتا ہے۔

16_ مشرکین سمجھتے تھے کہ پیغمبر (ص) قیامت کے وقوع کے زمانے سے آگاہ ہونگے۔

ويقولون متى ہو عسى أن يكون قريب

17_ منکرین معاد، قرآن مجید سے معاد کی حقانیت پر قطعی اور ناقابل انکار دلائل لینے کے بعد، معاد کے حوالے سے بے ثمر اور بے اثر مسائل کی طرف اگئے۔

ويقولون متى ہو

معاد کے منکرین ظاہری طور پر دلیل کی صورت

147

میں سوالات کے ہوتے ہوئے ایسے سوال کرنے لگے کہ جن کا نہ کوئی فائدہ تھا اور نہ معاد کی حقانیت ان پر موقف تھی کیونکہ قیامت بہر حال حقیقت ہے اور اس نے یقیناً واقع ہونا ہے تو اس کے زمانے کا علم ہونا یا نہ ہونا اس حقیقت میں کوئی اثر نہیں رکھتا۔

18_ معاد کے منکرین نے معاد کے انکار میں اپنی ناکامی دیکھ کر اس کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔

فسيتغضون إليك رو سہم ويقولون متى ہو

یہ احتمال ہے کہ ان کا سر ہلانا (فسيتغضون إليك رو سہم) مزاح کے ارادے سے ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ معاد کا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہے تھے۔

19_ مشرکین کے قیامت کے زمانہ وقوع کے حوالے سے سوال کا پیغمبر (ص) اس حد تک جواب دینے کے ذمہ دار ہیں کہ امید ہے وہ جلد متحقق ہوجائے۔

متى ہو قل عسى أن يكون قريب

20_ قیامت کے وقوع کا زمانہ نزدیک ہے

ويقولون متى ہو قل عسى أن يكون قريب

21_ دنیا کی عمر اگر چہ انسان کی نظر میں بہت طولانی معلوم ہوتی ہے لیکن وہ بہت کم اور محدود ہے۔

قل عسى أن يكون قريب

اللہ تعالیٰ کی کلام قیامت کے زمانہ وقوع کے قریب ہونے کے حوالے سے بہت صریح اور واضح ہے۔ یہاں کوئی کنایہ اور مجاز استعمال نہیں ہوا اور دوسری طرف یہ نکتہ بھی معلوم ہے کہ لوگوں کے لئے دنیا میں زمانہ کا گذر طولانی ہے۔ اس سے مندرجہ بالا دو نکتے واضح ہوئے ہیں۔

22_ انسان کا قیامت کے زمانہ وقوع کے بارے میں دقیق معلومات سے بے نیاز ہونا اور ان معلومات کا اس کی ہدایت و

کمال میں اثر نہ رکھنا۔

قل عسى أن يكون قريب

قرآن مجید معاد کے اثبات اور اس کے زمانہ وقوع کی تعیین نہ ہونے کے اصرار سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان صلاح و ہدایت

کے راستہ پر چلنے اور قیامت پر ایمان رکھنے میں قیامت کے زمانہ وقوع کے علم کا محتاج نہیں ہے۔
 23_ قیامت کے زمانہ وقوع کا معین نہ ہونا اور اسے قریب شمار کرنا انسان کی تربیت اور ہدایت میں کردار ادا کرتا ہے۔
 قل عسیٰ اُن یکون قریب
 ایک طرف قیامت کا زمانہ وقوع معین نہیں کیا گیا اور دوسری طرف اسے قریب الوقوع شمار کیا گیا۔ ممکن ہے اسی طرف
 انسانوں کی توجہ دلانا مقصود ہے تاکہ وہ ہمیشہ قیامت کے لئے تیار رہیں۔
 24_ عن أبی جعفر (ع) قال : الخلق الذی یکبر فی صدور کم الموت (1)
 امام باقر (ع) سے (مندرجہ بالا آیت کے بارے میں) روایت ہے کہ : وہ چیز جو تمہارے سینوں میں بھاری پڑتی ہے اس
 سے مراد موت ہے۔

آنحضرت (ص) :

148

آنحضرت (ص) کی ذمہ داری 7، 20؛ آنحضرت (ص) کے علم کی حدود 17

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی خالقیت 10؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شک 6؛ اللہ تعالیٰ کا علم غیب 5؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت 2؛ اللہ تعالیٰ کی معرفت

کے نتائج 11

انسان :

انسان کی زندگی 9؛ انسان کے خالق کا کردار 8

بدن :

بدن کا پتھر میں تبدیل ہونا 1؛ بدن کا لوہے میں تبدیل ہونا 1

تربیت :

تربیت کے اسباب 24

تخلیق:

خالق کی شناخت کے نتائج 11

دنیا :

دنیا کا کم ہونا 22

روایت : 25

غفلت :

اللہ تعالیٰ کی قدرت سے غفلت کے نتائج 3

قرآن :

قرآن کی پیش گوئی 5؛ قرآنی احتجاج کی خصوصیات 13

قیامت :

قیامت کے بارے میں علم 17؛ زمانہ قیامت سے جہل کے اثرات 24؛ زمانہ قیامت کے علم کے اثرات 22؛ قیامت کا نزدیک ہونا

21؛ قیامت کا وقت 17، 20، 21

مُردے:

مردوں کا آخرت میں زندہ ہونا 2

موت:

موت کی سختی 25

مشرکین :

مشرکین کی توقعات 17؛ مشرکین کے شبہات کا جواب 7؛ مشرکین کا شک 6

معاد :

معاد کا امکان 12؛ معاد کو بعید شمار کرنے کے اسباب 3؛ معاد کا بعید ہونا 14؛ معاد کو جھٹلانے والوں کا بہانے کرنا 18؛ معاد کی بنیاد 5، 7؛ معاد کے شبہات کے جواب کا پیش خیمہ 11؛ معاد کی شناخت کا پیش خیمہ 11؛ معاد کو جھٹلانے والوں کے شبہات کا جواب 5، 15، 18؛ معاد کے شبہات کا جواب 13؛ معاد کے دلائل 8، 9، 10، 12؛ معاد کے جھٹلانے والوں کا سوال 5، 15؛ معاد میں شک 6؛ معاد پر قدرت 12؛ معاد کو جھٹلانے والوں کی لجاجت 14، 16؛ معاد کو جھٹلانے والوں کا مزاح 19؛ معاد جسمانی 2، 4؛ معاد کا یقینی ہونا 1

ہدایت:

ہدایت کے اسباب 24

149

يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا (٥٢)

جس دن وہ تمہیں بلائے گا اور تم سب اس کی تعریف کرتے ہوئے لبیک کہو گے اور خیال کرو گے کہ بہت تھوڑی دیر دنیا میں رہے ہو (52)

- 1_ قیامت کا دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کو حاضر کرنے کا دن ہے۔
یوم یدعوکم
- 2_ اللہ تعالیٰ قیامت کو بپا کرنے کے وقت مشرکین کو نئی زندگی کی طرف بلائے گا اور وہ بغیر کسی جھجھک اور وقفہ کے اس پر لبیک کہیں گے اور وہ اس کی حمد و ثناء کے ساتھ زندہ ہونگے۔
یوم یدعوکم فستجیبون بحمدہ
- مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ نکتہ ہے کہ "کم" ضمیر کا مرجع منکرین معاد اور مشرکین ہوں جو کہ قیامت کے بپا ہونے کے بارے میں سوال کرتے تھے اور یوم یہاں "قریباً" کے لئے بدل ہو۔
- 3_ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے سوالوں کا انسانوں کا جلد اور بے چوں چرا جواب دینا ہوگا۔
یوم یدعوکم فستجیبون بحمدہ
- 4_ انسان کی روز قیامت دوبارہ تخلیق سہل اور آسان چیز ہے۔
قالوا إذا كنا ... قل كونوا حجارة ... فسيقولون من يعيدنا قل الذي فطر كم أول مرة ... متى هو قل عسى أن يكون قريباً۔ یوم یدعوکم فستجیبون بحمدہ
- 5_ انسان، میدان قیامت میں کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ حاضر ہونگے۔
یوم یدعوکم فستجیبون بحمدہ
- "بحمدہ"، "تستجیبون" کی ضمیر کے لئے حال ہے۔ اس کا معنی یوں ہوگا کہ تم اللہ تعالیٰ کی دعوت پر لبیک کہو گے اس حال میں اللہ کی حمد کر رہے ہو گے۔
- 6_ روز قیامت حقیقتوں کا ظہور، انسانوں کو اللہ کی حمد پر اکسا ئے گا اور انہیں گستاخی خدا سے روکے گا۔
یوم یدعوکم فستجیبون بحمدہ

150

- جملہ "تستجیبون بحمدہ" سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لبیک جبراً نہیں کہیں گے بلکہ ممکن ہے کہ حقائق کا مشاہدہ انسانوں کو اللہ کی حمد پر اکسائے۔
- 7_ کفر اور ناشکری صرف دنیا کی حد تک ہے۔ آخرت میںحتی کفار بھی اللہ تعالیٰ کی ثناء کریں گے۔
یوم یدعوکم فستجیبون بحمدہ
 - یہ کہ یہاں "یدعوکم" کے مخاطب قیامت کے منکر ہوں تو معلوم ہوگا کہ وہ صرف دنیا کی حد تک کفر اور کفران نعمت کرسکتے تھے۔ لیکن آخرت میں حمد و ثناء کریں گے۔
 - 8_ قیامت کے میدان میں قدم رکھنے کے بعد برزخ کا زمانہ انسانوں کو کم محسوس ہوگا۔
یوم یدعوکم ... و تظنون ان لبثتم الا قليل

یہ مطلب اس بناء پر ہے کہ یہاں "ان لبثتم" سے مراد برزخ میں ٹھہرنا ہے جیسا کہ مفسرین نے بھی کہا ہے۔
 9_ انسان، قیامت میں حاضر ہو کر درك کریں گے کہ دنیاوی زندگی کس قدر کم تھی۔
 یوم یدعوکم فستجیبون ... تظنون ان لبثتم إلا قليل
 اگر "ان لبثتم" سے مراد دنیاوی زندگی ہو تو معلوم ہوگا زمانہ قیامت بہت طولانی ہے۔ اس سے مندرجہ بالا مطلب واضح ہوگا۔
 10_ دنیا اپنی طولانی ہونے کے تصور کے ساتھ بھی بہت جلد گذر جاتی ہے۔
 یقولون متی ہو قل عسی أن یکون قریباً ... تظنون ان لبثتم إلا قليل

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے اخروی سوال 3

اللہ تعالیٰ کو لبیک کہنے والے 2

انسان :

انسانوں کا اخروی جواب 3; انسانوں کا روز قیامت حاضر کیا جانا 1; انسانوں کا روز قیامت حاضر ہونا 5

حمد :

اللہ تعالیٰ کی اخروی حمد 5; اللہ تعالیٰ کی اخروی حمد کے اسباب 6; اللہ تعالیٰ کی حمد 2

دنیا:

دنیا کا کم ہونا 9، 10

عالم برزخ :

عالم برزخ کی مدت 8

قیامت :

قیامت کے پہاڑوں کے آثار 8; قیامت میں حاضر ہونے کے آثار 9; قیامت میں حقائق کے ظاہر ہونے کے آثار 6; قیامت کی

خصوصیات 1، 7

کفار :

کفار کی اخروی حمد 7

کفر :

151

کفر کی جگہ 7

گستاخی :

گستاخی کے موانع 6

مُردے :

مُردوں کا آخرت میں زندہ ہون

مشرکین :

مشرکین کی اخروی اتباع 2; مشرکین کی اخروی زندگی 2; مشرکین قیامت میں 2

معاد :

معاد کی آسانی 4

وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُبِينًا (٥٣)
اور میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ صرف اچھی باتیں کیا کریں ورنہ شیطان یقیناً ان کے درمیان فساد پیدا کرنا چاہے گا کہ شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے (53)

- 1_ پیغمبر اسلام (ص) بندوں کو یہ پیغام پہنچانے میں ذمہ دار ہے کہ وہ لوگ گفتگو کے لیے بہترین بات کا انتخاب کریں۔
وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ
- 2_ مؤمنین پر ذمہ داری ہے کہ وہ کفار اور مشرکین سے کلام اور رویہ میں بہترین روش اختیار کریں۔
وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ
- مندرجہ بالا مطلب اس شان نزول کی بنیاد پر ہے جس میں آیا ہے کہ کفار کی طرف سے اذیت اور اہانت پر مؤمنین نے سخت رویہ رکھنے کا ارادہ کر لیا تھا (مجمع البیان ج6، ص5) اور اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم (ص) کی طرف پیغام بھیجا کہ ان پر اعلان کریں کہ وہ بہترین کلام کو منتخب کریں۔
- 3_ انسان کی اللہ کے لئے عبودیت کا لازمہ یہ ہے کہ وہ اس کے دوسرے بندوں سے حسن سلوک رکھے۔
قُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ
- عبادی کی توصیف ممکن ہے مندرجہ بالا مطلب پر اشارہ کر رہی ہو۔
- 4_ اللہ تعالیٰ دوسروں کے نامناسب کلام اور رویہ کے مد مقابل انسان کے شائستہ کلام اور حسن سلوک کو پسند کرتا ہے۔

152

- قُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ
- پچھلی آیات میں پیغمبر اسلام (ص) کو مسحور کہنے کے حوالے سے کفار کی ناروا بات کا تذکرہ ہوا ہے اور اس آیت میں خدا فرما رہا ہے کہ تم بہترین بات کرو تو ان تمام آیات سے مندرجہ بالا مطلب واضح ہو رہا ہے۔
- 5_ مؤمنین، مشرکین کے پیغمبر (ص) کے ساتھ ناروا اور غیر منطقی رویہ پر بہت ناراض تھے۔
وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ
 - آیت کی شان نزول میں آیا ہے کہ مؤمنین نے جب مشاہدہ کیا کہ پیغمبر (ص) کو کفار کی طرف سے اذیت و آزار کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے تو انہوں نے رد عمل کے طور پر آپ (ص) سے جہاد کی اجازت چاہی تو یہ آیت نازل ہوئی (مجمع البیان)
 - 6_ شیطان ہمیشہ سے انسانوں میں فتنہ و فساد ڈالنے کے عزائم سے رخنہ ڈالنے میں مصروف ہے۔
إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ
 - (نزغ) کا لغوی معنی یہ ہے کہ کسی کام میں فتنہ ڈالنے کے لئے داخل ہونا اسی طرح فریب اور دھوکا کے معنی میں بھی ہے۔ (مفردات راغب و لسان العرب)
 - 7_ شیطان انسانوں کے درمیان اختلاف، غلط باتیں اور سخت رویہ پیدا کرنے میں ہمیشہ مصروف ہے۔
يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ
 - 8_ انسان کیا مؤمنین تک بھی شیطانی فتنوں اور اختلافات سے محفوظ نہیں ہیں۔
إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ
 - 9_ لوگوں کی ناشائستہ باتیں اور لڑائیاں شیطانی کاموں، فریب اور فتنوں کے لئے مناسب موقع ہے۔
يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ
 - 10_ پیغمبر اسلام (ص)، شیطانی تسلط اور اس کے فتنہ و فساد سے محفوظ ہے۔
إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ
 - اگرچہ آیت میں مخاطب پیغمبر (ص) ہیں اور وہ الہی پیغام کو پہنچانے میں ذمہ دار ہیں لیکن شیطان کے اختلاف اور دشمنی ڈالنے میں وہ مخاطب نہیں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر اسلام (ص) شیطان کے نفوذ سے محفوظ ہیں۔
 - 11_ کلام میں راہ حق سے بھٹکنا، شیطانی وسوسوں اور کوششوں کا نتیجہ ہے۔
قُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ

پسندیدہ اور اچھی بات کرنے کی سفارش پھر اس کی علت "ان الشیطان یزغ..." ممکن ہے مندرجہ بالا نکتہ کی طرف اشارہ کر رہی ہو۔

12_ اچھے کلمات کا استعمال اور شائستہ کردار، شیطان کے نفوذ سے مانع اور اختلاف و دشمنی کے اسباب کو ختم کرتا ہے۔

قل لعبادی یقولوا التی ہی أحسن ان الشیطان یزغ بینہم
ان بناء پر کہ اللہ تعالیٰ کا اچھے کلمات کے بارے

153

میں حکم دینا شیطان کے نفوذ کو روکنے کے لئے ہو تو مندرجہ بالا نکتہ واضح ہوتا ہے۔

13_ شیطان بغیر کسی تردید کے انسان کے ساتھ کھلم کھلا دیرینہ دشمنی رکھتا ہے۔
ان الشیطان کان للإنسان عدوً مبین

14_ انسانوں کے ساتھ شیطان کی دشمنی انسانوں میں فتنہ و فساد برپا کرنے کے لئے اس کے نفوذ اور کوشش کے باعث ہے۔

ان الشیطان یزغ بینہم ان الشیطان کان للإنسان عدوً مبین

جملہ "ان الشیطان کان للإنسان" پچھلے جملہ "ان الشیطان یزغ..." کے لئے علت کی مانند ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان صرف فتنہ برپا کرنے اور دشمنی کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے۔

15_ انسان کا شیطان کی ازلی دشمنی و عداوت کی طرف توجہ اسے غلط کلام، اختلاف اور دشمنی سے باز رکھتی ہے۔
وقل لعبادی یقولوا التی ہی أحسن ان الشیطان یزغ بینہم ان الشیطان کان للإنسان عدوً مبین

جملہ "ان الشیطان کان للإنسان عدوً..." کا اس جملہ "ان الشیطان یزغ بینہم" کے لئے علت ہونا انسانوں کے لئے ایک تنبیہ ہے۔

16_ انسانوں کے درمیان شیطان کا فساد ڈالنا ان مواقع کی بناء پر ہے کہ جو خود انسان پیدا کرتے ہیں۔

یقولوا التی ہی احسن ان الشیطان یزغ بینہم ان الشیطان کان للإنسان عدوً مبین

مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ جملہ "ان الشیطان یزغ بینہم" علت ہو اس جملہ کی کہ جس میں اچھے کلمات کی نصیحت کی گئی ہے۔ یعنی چونکہ شیطان تمہاری غلط باتوں کی بناء پر فساد برپا کرتا ہے لہذا اچھے کلمات کو اختیار کریں۔ اسی لئے شیطان کے نفوذ کے مواقع خود انسانوں کے ہاتھوں میں ہیں۔

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کی رسالت 1; آنحضرت (ص) کی عصمت 10

اختلاف :

اختلاف کے اسباب 7، 8، 14; اختلاف کے موانع 12

اسلام :

صدر اسلام کی تاریخ 5

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے تقاضے 4

انسان :

انسانوں کے دشمن 6، 13

بات :

اچھی بات کے آثار 12; غلط بات کے آثار 9، 11; بات کے آداب 1، 2، 4; اچھی بات کی اہمیت 4; بہترین بات 1، 2; غلط بات کے موانع 15

154

شیطان:

شیطان کی دشمنی کے آثار 14؛ شیطان کا اختلاف ڈالنا 7، 8؛ شیطان کے رخنہ ڈالنے کے اسباب 14؛ شیطان کی دشمنی 6،
13؛ شیطان کے رخنہ ڈالنے کا موقع 9؛ شیطان کے وسوسوں کا موقع 11؛ شیطان کے رخنہ ڈالنے سے موانع 12؛ شیطان
کا نفوذ 6؛ شیطان کے اغوا کرنے کے عوامل 14؛ شیطان کا مفسد کرنا 6، 10

عبودیت :

عبودیت کے آثار 4

عمل:

اچھے عمل کے آثار 12

کفار:

کفار سے رویہ کی روش 2

لڑائی :

لڑائی کے آثار 9

مشرکین:

مشرکین سے رویہ کی روش 2؛ مشرکین کے رویہ کی روش 5؛ مشرکین اور محمد (ص) 5

معاشرت:

معاشرت کے آداب 3، 4؛ اچھی معاشرت کی اہمیت 4، 12؛ اچھی معاشرت کا موقع 3

رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ إِنَّ يَشَأْ يَرْحَمْكُمْ أَوْ إِنْ يَشَأْ يُعَذِّبْكُمْ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا (۵۴)

تمہارا پروردگار تمہارے حالات سے بہتر واقف ہے وہ چاہے گا تو تم پر رحم کرے گا اور چاہے گا تو عذاب کرے گا اور پیغمبر ہم نے آپ کو ان کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا ہے (54)

1_ پروردگار انسانوں کے حالات سے خود ان کی نسبت زیادہ آگاہ اور علم رکھتا ہے۔

ربکم أعلم بکم

2_ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ وہ انسانوں

کے حالات پر مکمل طور پر آگاہی اور علم رکھے۔

ربکم أعلم بکم

3_ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین اور شائستہ گفتگو کے انتخاب کی سفارش اللہ تعالیٰ کا انسان کے بارے

155

میں ہر حوالے سے علم کی بناء پر ہے۔

قل لعبادی یقولوا التی ہی احسن ... ربکم أعلم بکم

بہترین گفتگو کے انتخاب کی نصیحت کے بعد اللہ تعالیٰ کے انسان کی تمام جہات پر علم کا تذکرہ علت کی مانند ہے۔

یعنی چونکہ اللہ تعالیٰ انسانوں کے حالات سے آگاہ ہے لہذا یہ نصیحت کرتا ہے۔

4_ اللہ تعالیٰ کے انسان کے تمام جوانب پر نگرانی اور علم پر توجہ کرنا انسان کو غلط باتوں سے اجتناب پر برانگیختہ کرتا

ہے۔

قل لعبادی یقولوا التی ہی احسن ... ربکم أعلم بکم

بہترین گفتگو کے انتخاب کی نصیحت کے بعد اللہ تعالیٰ کے انسان کی تمام جہات پر علم کا تذکرہ ممکن ہے اس بناء پر ہو

کہ انسان اس چیز پر توجہ کرتے ہوئے نا مناسب باتوں سے پرہیز کرے۔

5_ بندوں پر رحمت یا عذاب کے نازل ہونے کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی مشیت اس کے بندوں کے احوال پر وسیع علم

و آگاہی کی بناء پر ہے۔

ربکم أعلم بکم ان یشاء یرحمکم ا و ان یشاء یعذبکم

6_ بندوں پر رحمت یا عذاب، مشیت الہی کی بنیاد پر ہے۔

ان یشاء یرحمکم ا و ان یشاء یعذبکم

- 7_ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ وہ انسانوں کو جزا یا سزا دے۔
 رَبِّکُمْ ... اِنْ یَشاءِ یَرْحَمْکُمْ اَوْ اِنْ یَشاءِ یُعَذِّبْکُمْ
 8_ مؤمنین اپنے ایمان کے دھوکے میں نہ رہیں اور اپنی سعادت ابدی پر مطمئن نہ رہیں۔
 رَبِّکُمْ اَعْلَمُ بِکُمْ اِنْ یَشاءِ یَرْحَمْکُمْ اَوْ اِنْ یَشاءِ یُعَذِّبْکُمْ
 یہ کہ "رَبِّکُمْ" کا خطاب مؤمنین ہوں تو آیت تعریضی ہے۔ یعنی وہ یہ تصور نہ کریں کہ فقط ایمان رکھنے سے ان کی سعادت قطعی ہے محض اسی تصور پر دھوکہ میں رہیں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان کہ وہ تمہاری حالت سے بہت زیادہ آگاہ ہے اس سے مندرجہ بالا مطلب کی تائید ہوتی ہے۔
 9_ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مشرکین کو رغبت دلانی گئی ہے کہ وہ پیغمبر اکرم (ص) اور قرآن کے مد مقابل دشمنی چھوڑ کر بہترین کلام کا انتخاب کریں۔
 قُلْ لِعِبَادِیْ یَقُولُوا اَللّٰہِ ہِیَ اَحْسَنُ ... اِنْ یَشاءِ یَرْحَمْکُمْ اَوْ اِنْ یَشاءِ یُعَذِّبْکُمْ
 مندرجہ بالا نکتہ کی بنیاد یہ ہے کہ "عبادِی" سے مراد پچھلی آیت میں اور اس آیت میں مشرکین ہوں اور اللہ تعالیٰ نے ان سے چاہا ہے کہ وہ پیغمبر (ص) اور مؤمنین کے ساتھ ملاقات میں اچھے کلمات کا انتخاب کریں اور دشمنی چھوڑیں۔
 10_ لوگوں کو ایمان کے لئے مجبور کرنا، پیغمبر (ص) کی ذمہ داری اور کام نہیں ہے۔
 وَمَا رَسَلْنَاکَ عَلَیْہِمْ وَکَیْلٌ
 "التوکیل" سے لغت میں مراد کسی شخص پر اعتماد کرنا اور اسے نائب قرار دینا ہے۔ (مفردات)

156

راغب) لہذا "وَمَا رَسَلْنَاکَ عَلَیْہِمْ وَکَیْلًا" یعنی اے پیغمبر (ص) آپ (ص) کو لوگوں کی کفالت کے لئے نہیں بھیجا آپ (ص) صرف تبلیغ والا کام کریں اور انہیں ایمان کے لئے مجبور نہ کریں۔

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) سے سامنا کرنے کا طریقہ 9; آنحضرت (ص) کی ذمہ داری کی حدود ہونا 10

ابھارنا:

ابھارنے کے اسباب 4

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار 2، 7; اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے آثار 3، 5; اللہ تعالیٰ کی مشیت کے آثار 6; اللہ تعالیٰ کے علم غیب کا پیش خیمہ 2; اللہ تعالیٰ کی مشیت کا پیش خیمہ 5; اللہ تعالیٰ کی جزائیں 7; اللہ تعالیٰ کا حوصلہ افزائی کرنا 9; اللہ تعالیٰ کی سزائیں 7; اللہ تعالیٰ کا علم غیب 1

ایمان :

ایمان میں جبر کی نفی 10

بات :

بہترین بات:

ناپسندیدہ بات سے اجتناب کا پیش خیمہ 4; اچھی باتوں کی طرف حوصلہ افزائی 9; اچھی بات کی

نصیحت 3

تکبر:

تکبر سے اجتناب 8

جزائ:

جزاء کا پیش خیمہ 7

ذکر:

اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے ذکر کے اثرات 4; اللہ تعالیٰ کی نگرانیوں کے ذکر کے اثرات 4

رحمت :

رحمت کی بنیاد 6; رحمت کا پیش خیمہ 5

سزا:

سزا کا پیش خیمہ 7

سعادت :

سعادت پر مطمئن ہونے پر سرزنش 7

عذاب :

عذاب کی بنیاد 6; عذاب کا پیش خیمہ 5

قرآن مجید:

قرآن کے مد مقابل رویہ 9

مشرکین :

مشرکین کی حوصلہ افزائی 9

مؤمنین :

مؤمنین کی ذمہ داری 8

157

وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا (٥٥)
اور آپ کا پروردگار زمین و آسمان کی ہر شے سے باخبر ہے اور ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی ہے اور داؤد کو زبور عطا کی ہے (55)

1_ پروردگار عالم آسمانوں اور زمین میں تمام موجودات کے احوال سے ان کی نسبت زیادہ آگاہ ہے۔

وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

2_ پیغمبر اکرم (ص) اللہ تعالیٰ کی خصوصی توجہ اور تربیت میں قرار پائے۔

وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

اس پر توجہ کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ تمام موجودات کا رب ہے اور خود بھی پچھلی آیت میں اپنا تمام انسانوں کے رب کی حیثیت سے تعارف کروایا لیکن اس آیت میں "رب" کو مفرد مخاطب کی ضمیر کی طرف مضاف کیا کہ اس سے مقصود پیغمبر (ص) ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت (ص) اللہ تعالیٰ کی خاص توجہ اور تربیت میں ہیں۔

3_ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین کے تمام موجودات سے آگاہ ہو۔

وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

4_ کائنات میں متعدد آسمان ہیں۔

السَّمَوَاتِ

5_ آسمانوں میں زمین کی مانند باشعور موجودات زندگی گزار رہے ہیں۔

وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

"من" کا استعمال اکثر و بیشتر ذی شعور موجودات پر ہوتا ہے۔ لہذا ممکن ہے اس آیت میں مندرجہ بالا نکتہ ہو۔

6_ انبیاء کے معنوی درجات مختلف ہیں اور ان میں سے بعض کو بعض پر برتری حاصل ہے۔

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ

7_ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعض انبیاء کو زیادہ فضیلت

158

انکی لیاقت و صلاحیت کے علم کی بناء پر عطا کی ہے۔

وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ

8_ پیغمبر (ص) اللہ تعالیٰ کے افضل اور برگزیدہ پیغمبروں میں سے ہیں۔

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ

"لقد فضلنا بعض ... " کا مشرکین کے پیغمبر (ص) کے ساتھ روئے کے بعد ذکر، ممکن ہے ان کے کسی پوشیدہ سوال یا اشکال کا جواب ہو کہ انہوں نے یہ سوال یا اشکال پیغمبر (ص) کی شخصیت کے بارے میں کیا ہو۔

9_ اللہ تعالیٰ نے حضرت داود (ع) کو آسمانی کتاب زبور عطا کی۔
واتینا داود زبور

10_ حضرت داود (ع) اللہ تعالیٰ کے افضل اور برگزیدہ پیغمبروں میں سے ہیں۔
ولقد فضلنا بعض النبيين على بعض واتينا داود زبور

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کی بعض انبیاء پر فضیلت کے ذکر کے بعد حضرت داود (ع) کا ذکر کیا ممکن ہے یہ عام کے بعد خاص کے ذکر کے باب سے ہو اور مندرجہ بالا نکتہ کو واضح کر رہا ہو۔

11_ عن رسول الله (ص) قال: إني كنت أول من إقرّ بربي جلّ جلاله وأول من أجاب حيث أخذ الله ميثاق النبيين ... (1)
پیغمبر اسلام (ص) سے روایت ہوئی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں سب سے پہلا شخص ہوں کہ جس نے اپنے پروردگار کا اقرار کیا اور اس وقت میں نے سب سے پہلے جواب دیا تھا جب اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں سے عہد و پیمان لے رہا تھا۔
12_ النبي (ص) قال: ... ما العشرون: انزل الزبور على داود في عشرين يوماً خلون من شهر رمضان وذلك قوله في القرآن: "واتينا داود زبوراً" (2)

پیغمبر (ص) فرماتے ہیں: جہانتک بیس (20) کی بات ہے یہاں مراد ماہ رمضان کی بیسیوں تاریخ مراد ہے کہ اس روز حضرت داود (ع) پر زبور نازل ہوئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کلام ہے کہ وہ قرآن مجید میں فرما رہا ہے: "واتينا داود زبوراً ..."

آسمان:

آسمان کی باشعور موجودات 5; آسمانوں کا زیادہ ہونا 4

آنحضرت (ص):

آنحضرت (ص) کا ایمان 11; آنحضرت (ص) کا برگزیدہ ہونا 8; آنحضرت (ص) کے فضائل 11; آنحضرت کا مربی ہونا 2
آنحضرت کے مقامات: 8

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار 3; اللہ تعالیٰ کے

.....

(1) علل الشرايع ص 124 ح 1_ ب 104_ نور الثقلين ج 3، ص 175، ح 255_
(2) اختصاص مفيد، 47، بحار الانوار ج 9، ص 35، ح 20_

159

علم کے آثار 7; اللہ تعالیٰ کے علم غیب کا پیش خیمہ 3; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت 2; اللہ تعالیٰ کا علم غیب 1
اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ: 8، 10

انبیاء:

انبیاء میں فرق کی بنیاد 7; انبیاء میں فضیلت کا پیش خیمہ 7; انبیاء میں فرق 6; انبیاء کے مراتب 6، 7; انبیاء کے مقامات 6،

10

داود (ع):

داود (ع) کا برگزیدہ ہونا 10; داود (ع) کی کتاب 12; داود (ع) کے

مقامات 10

روایت: 11، 12

زبور:

کتاب آسمانی میں سے زبور 9; زبور کا وقت نزول 12

لیاقت:

لیاقت کا کردار 7

مؤمنین :

سب سے پہلا مؤمن 11

قُلْ اَدْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا (٥٦)
اور ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ خدا کے علاوہ جن کا بھی خیال ہے سب کو بلالیں کوئی نہ ان کی تکلیف کو دور کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور نہ ان کے حالات کے بدلنے کا (56)

- 1_ پیغمبر (ص) پر ذمہ داری کہ وہ مشرکین کے بنائے ہوئے خدائوں کے خیال ہونے اور انکا مشرکین کی ہر قسم کی مصیبتوں اور تکلیفوں کو دور کرنے پر عاجز ہونے کا اعلان کریں۔
قُلْ اَدْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ
- 2_ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر معبود محض ایک تصوراتی طاقت ہے اور وہ لوگوں کی مشکلات اور پریشانیاں دور کرنے پر عاجز ہے۔
قُلْ اَدْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا
"الضرّ" سے مراد باطنی یا جسمانی بدحالی ہے۔

160

(مفردات راغب)

- 3_ مشرکین کے بے شمار خدائوں میں کچھ زندہ باشعور اشیاء بھی تھیں۔
قُلْ اَدْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِهٖ
- "الذین" عربی ادب میں ذوی العقول یعنی صاحبان عقل کے لئے استعمال ہوتا ہے تو اس اسم کا مشرکین کے معبودوں کے لئے استعمال مندرجہ بالا نکتہ کی حکایت کر رہا ہے۔
- 4_ مشرکین، اپنے تمام قابل حمد و عبادت خدائوں کو باشعور اور زندہ سمجھتے تھے۔
قُلْ اَدْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِهٖ
- مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ احتمال ہے کہ "الذین" کیونکہ ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے لہذا مشرکین کے گمان کے مطابق ہے کہ وہ اپنے خدائوں کو باشعور سمجھتے تھے۔
- 5_ مستقل اور مطلق قدرت سے عاری چیز پرستش کے لائق نہیں ہے۔
الذین زعمتم من دونه فلا يملكون كشف الضر عنكم ولا تحويل
- 6_ مشرکین کا اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے خدائوں اور معبودوں پر اعتقاد، علم و یقین کی بناء پر نہ تھا بلکہ گمان و احتمال کی بناء پر تھا۔
قُلْ اَدْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِهٖ
- "زعم" وہ بات اور کلام ہے کہ جس کے صحیح اور درست ہونے میں تردید ہو۔ (لسان العرب)
- 7_ مشرکین اپنے خدائوں سے امید رکھتے تھے کہ وہ ان کی مشکلات اور مصیبتوں کو حل کر کے مسرت میں تبدیل کر دے۔
اَدْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا
- 8_ احتیاج، انسان کے اللہ تعالیٰ کی طرف میلان کے اسباب میں سے ہے۔
فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا
- مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ نکتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرکین کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے یاد دلارہا ہے کہ میرے سوا کوئی بھی تمہاری ضرورت پوری نہیں کر سکتا۔
- 9_ مشرکین کے خدا اور معبود مصیبت کو دور کرنے یا اس کو ایک فرد سے دوسرے فرد میں منتقل کرنے یا اس مصیبت کی حالت بدلنے سے عاجز ہیں۔
قُلْ اَدْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا
"تحویل" سے مراد ممکن ہے کسی سے مصیبت کو دور کرنا اور اسے کسی دوسرے پر ڈالنا یا اس کی بری حالت کو بدل

کر اچھی حالت میں بدلنا ہے۔

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کی رسالت 1

احتیاج :

احتیاج کے آثار 8

انگیزہ:

161

انگیزہ کے اسباب 8

ایمان :

اللہ تعالیٰ پر ایمان کے اسباب 8

باطل معبود :

باطل معبودوں سے امید 7; باطل معبود اور نقصان کو بدلنا 9; باطل معبود اور ضرور کو دور کرنا 9; باطل معبودوں کا عاجز

ہونا 1، 2، 9; باطل معبودوں کا فضول ہونا 1، 2

شُرک :

شُرک کا بے منطق ہونا 6; شُرک کا فضول ہونا 6

مشرکین :

مشرکین کی امیدیں 7; مشرکین کے باشعور معبود 3، 4; مشرکین کی مشکلات کا حل ہونا 7; مشرکین کا عقیدہ 4; مشرکین کے

معبود 9

مشکلات :

مشکلات کے حل کی درخواست 7

معبود :

معبود کی قدرت 5

معبودیت :

معبودیت کا معیار 5

تفسیر راہنما جلد 10

أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا (٥٧)
یہ جن کو خدا سمجھ کر پکارتے ہیں وہ خود ہی اپنے پروردگار کے لئے وسیلہ تلاش کر رہے ہیں کہ کون زیادہ قربت رکھنے والا ہے اور سب اسی کی رحمت کے امیدوار اور اسی کے عذاب سے خوفزدہ ہیں یقیناً آپ کے پروردگار کا عذاب ڈرنے کے لائق ہے (57)

1_ مشرکین کے معبود بذات خود اللہ تعالیٰ کے زیادہ مقرب بننے کے لئے وسیلہ اور راستہ کی تلاش میں ہیں۔

أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ

"اولئك" کا مشار الیہ پچھلی آیت میں "الذین

زعمتم" ہے کہ اس سے مقصود مشرکین کے معبود ہیں۔
2_ وہ جو خود اللہ تعالیٰ کے ثناء خواہ ہیں اور اس کے تقریب کے لئے وسیلہ اور راہ کی تلاش میں ہیں قابل پرستش نہیں ہیں۔

أولئك الذين يدعون يبتغون إلى ربهم الوسيلة
پچھلی آیت میں مشرکین کے معبودوں کی ناتوانی کا ذکر کرنے کے بعد فرما رہا ہے کہ وہ خود اس کے قرب کے لئے وسیلہ کی تلاش میں ہیں۔ یہ تلویحی بیان یہ نکتہ دے رہا ہے کہ ایسے معبود لائق عبارت نہیں ہیں۔
3_ اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے وسیلہ اور واسطہ کا انتخاب ایک جائز شی ہے۔
ادعو الذين زعمتم من دونه ... أولئك الذين يدعون يبتغون إلى ربهم الوسيلة
یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے معبود انتخاب کرنے میں ان کے گمان کو رد کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ "أولئك الذين يدعون يبتغون ..."(وہ معبود جنہیں مشرکین پکارتے ہیں وہ خود اللہ کے تقرب کے لئے وسیلہ ڈھونڈ رہے ہیں) گویا ان کے توسل کو صحیح قرار دیا گیا ہے معلوم ہوتا ہے توسل شرعاً جائز ہے۔
4_ توحید کی طرف دعوت دینے والے اپنے معبود ہونے پر کوئی انگیزہ نہیں رکھتے تھے بلکہ وہ بذات خود اللہ کے زیادہ تقرب کے لئے وسیلہ اور راستہ کی تلاش میں تھے۔
أولئك الذين يدعون يبتغون إلى ربهم الوسيلة أيهم أقرب
مندرجہ بالا مطلب آیت میں اس احتمال کی بناء پر ہے کہ "أولئك" کا اشارہ الیہ "الذين يدعون" ہو تو اس بناء پر آیت مشرکین کے اس عقیدہ کی نفی کر رہی ہے کہ جو حضرت عیسیٰ (ع) یا ملائکہ کو اپنے معبود کے طور پر منتخب کرچکے تھے۔ حالانکہ وہ تو خود اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے تھے۔
5_ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اس کے تقرب کے لائق ہے۔
یبتغون إلى ربهم الوسيلة

6_ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کی طرف دعوت دینے والے ان میں سے ہر ایک زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے کوشش و تلاش میں ہیں۔

أولئك الذين يدعون يبتغون إلى ربهم الوسيلة أيهم أقرب
مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ نکتہ ہے کہ "أولئك" سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے ہوں کہ مشرکین ان کی پرستش کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ مشرکین کو فرما رہا ہے "کیسے انکی پرستش کرتے ہو حالانکہ وہ خود اللہ کے تقرب کے لئے واسطہ قرار دیتے ہیں تاکہ ہر کسی کا قرب الہی معلوم ہو سکے"
7_ بلند رجہ کمال کے لئے کوشش کرنا اور اللہ تعالیٰ کی قربت چاہنے میں دوسروں سے سبقت کرنا ایک

عظیم اور قابل تعریف کوشش اور زحمت ہے۔
أولئك الذين يدعون يبتغون إلى ربهم الوسيلة أيهم أقرب
8_ جہاں میں ایسے واسطے موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے محضر میں ان کی شفاعت مورد قبول ہے اور اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے ان سے توسل جائز ہے۔
أولئك ... يبتغون إلى ربهم الوسيلة
اس بناء پر کہ أولئك سے مراد ملائکہ، انبیاء اور صالحین ہوں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے عمل کو رد نہیں کیا۔ مندرجہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔
9_ مشرکین کے معبود بذات خود اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور اس کی رحمت کے امیدوار ہیں۔
یرجو رحمته ویخافون عذابه
10_ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کی طرف دعوت دینے والے پروردگار کے تقرب کے لئے اس کا قریبی اور مقرب ترین وسیلہ کو ڈھونڈنے کی کوشش میں ہیں۔
یبتغون إلى ربهم الوسيلة أيهم أقرب

- "اُیہم ا قرب" مبتدا اور خبر ہیں اور "ہم" ضمیر کا مرجع اسم جنس وسیلہ کی طرف لوٹتا ہے یعنی ان میں سے کون سب سے زیادہ مقرب خدا ہے کہ اس سے توسل کیا جائے۔
- 11_ اللہ تعالیٰ کے عذاب و عقاب سے ڈرنے کے ساتھ ساتھ اس کی رحمت پر امید کا لازمی ہونا۔
اولئک یرجون رحمۃ ویخافون عذابہ
- 12_ اللہ تعالیٰ کے عذاب و عقاب پر اس کی رحمت کا سبقت کرنا۔
یرجون رحمۃ ویخافون عذابہ
- جملہ "یرجون رحمۃ" کا جملہ "یخافون عذابہ" پر مقدم ہونا مندرجہ بالا مطلب کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔
- 13_ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کی طرف دعوت دینے والے اس کے تقرب کے لئے راستہ اور وسیلہ کی تلاش کے ساتھ ساتھ اس کی رحمت سے پر امید اور اس کے عذاب سے ڈرنے والے تھے۔
یبتغون الی ربہم اُیہم ا قرب ویرجون رحمۃ ویخافون عذابہ
- 14_ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر امید اور اس کے عذاب سے خوف اس کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔
الی ربہم الوسیلۃ ... ویرجون رحمۃ ویخافون عذابہ
- 15_ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر امید اور اس کے عذاب کا خوف اللہ تعالیٰ کے مقرب لوگوں کو ابھارتا ہے کہ وہ زیادہ قربت پانے کے لئے وسیلہ اور راستہ تلاش کریں۔
یبتغون الی ربہم الوسیلۃ ... ویرجون رحمۃ ویخافون عذابہ
- مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ احتمال ہے کہ "اولئک" مبدا اور "الذین یدعون" خبر اور "یرجون رحمۃ ویخافون عذابہ" "الذین" کے لئے حال ہے۔ یعنی وہ کہ جو اللہ کی رحمت سے امید اور اس کے عذاب پر خوف کی

164

- حالت میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں اور اس کے تقرب کے لئے وسیلہ کی تلاش میں یہی امید و خوف وسیلہ کی تلاش میں انگیزہ پیدا کرتا ہے۔
- 16_ اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت اور دہشت ناک ہے کہ اس سے پرہیز اور اجتناب ضروری ہے۔
ان عذاب ربک کان محذور
- 17_ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی شدت، الہی تعلیمات کی طرف دعوت کرنے والوں کو اس سے خوفزدہ کرنے کا سبب ہے۔
ویخافون عذابہ ان عذاب ربک کان محذور
- "ان عذاب ربک" علت "یخافون عذابہ" یعنی اس بات پر عذاب الہی سے خوف میں مبتلا ہیں کہ پروردگار کا عذاب بہت سخت اور دہشت ناک ہے۔

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار 5، 14؛ اللہ تعالیٰ کے عذابوں کی شدت 17؛ اللہ تعالیٰ کے عذاب 12؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مقدم

ہونا 12

امید رکھنا :

رحمت پر امید رکھنے کے آثار 15؛ رحمت پر امید رکھنے کی اہمیت 11؛ رحمت پر امید رکھنے کا پیش خیمہ 14

امید رکھنے والے :

رحمت پر امید رکھنے والے 9، 13

انگیزہ :

انگیزہ کے اسباب 15

باطل معبود :

باطل معبودوں کا خوف 9؛ باطل معبودوں کی کوشش 1

تقرب :

تقرب کا پیش خیمہ 15؛ اللہ کے لئے تقرب 1، 6، 8، 13؛ اللہ کے لئے تقرب کا فلسفہ 5؛ تقرب میں قدم بڑھانے کی قدر و

قیمت 7؛ تقرب میں قدم بڑھانے والے 6؛ تقرب کے لئے کوشش 4، 10، 14؛ تقرب میں واسطہ 2، 3، 4

توسل:

توسل کے احکام 3; شفاعت کرنے والوں کے ساتھ توسل 8; جایز توسل 8

خوف:

عذاب سے خوف کے آثار 15; عذاب سے خوف کے اسباب 17; عذاب سے خوف کا پیش خیمہ 14; عذاب سے خوف 9، 11،

13

عذاب:

عذاب کے مراتب 16; خوفناک عذاب 16;

قدرو قیمت: 7

کمال:

کمال کے لئے کوشش کی قدر و قیمت 7

مبلغین:

مبلغین کے خوف کے اسباب 17; مبلغین کا امید رکھنا 13; مبلغین کا تقرب 4، 6، 10، 13; مبلغین ك

165

خوف 13; مبلغین کی کوشش 4

مشرکین:

مشرکین کے معبودوں کا امید رکھنا 9; مشرکین

کے معبود 1

معبودیت:

معبودیت کا معیار 2

وَإِنْ مِّن قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا (٥٨)
اور کوئی نافرمان آبادی ایسی نہیں ہے جسے ہم قیامت سے پہلے برباد نہ کر دیں یا اس پر شدید عذاب نہ نازل کر دیں کہ یہ بات کتاب میں لکھ دی گئی ہے (58)

1_ تمام انسانی شہر، تمدن اور معاشرے قیامت سے پہلے پروردگار کے ذریعے یا مکمل طور پر نابود ہو جائیں گے یا اس کے عذاب کے ذریعے ویران ہو جائیں گے۔

وإن من قرية إلا نحن مهلكوها قبل يوم القيامة

"قریة" لغت میں سکونت کی جگہ کو کہتے ہیں کہ جس کا اطلاق شہر اور گاؤں پر ہوتا ہے۔ (لسان العرب سے اقتباس)

2_ قیامت سے پہلے تمام انسانوں کا مقدر موت ہے۔

وإن من قرية إلا نحن مهلكوها قبل يوم القيامة أو معذبوها عذاباً شديداً

ہلاکت اور عذاب الہی دونوں موت سے کنایہ ہے شاید یہ حقیقت بیان کرنے کا مطلب یہ ہو کہ تمام انسان قیامت سے پہلے مرجائیں گے حتیٰ کہ صالح لوگ طبعی موت سے جبکہ کافر عذاب سے نابود ہوں گے۔

3_ قیامت سے پہلے کفار اور حق مخالف مشرکین کے تمام معاشروں اور اقوام کا شرمناک مقدر عذاب الہی میں گرفتار ہونا ہے۔

وأن من قرية إلا نحن مهلكوها قبل يوم القيامة

166

یہ کہ آیت فرما رہی ہے کہ تمام انسانی معاشرے قیامت سے پہلے یا ہلاک ہونگے یا عذاب سے دوچار ہونگے احتمال ہے کہ یہاں "مہلکوبہ" سے مراد عام انسانوں کی ہلاکت ہو اور معذبوبہ سے مراد کفار اور مشرکین کا عذاب ہو۔

4_ قیامت سے پہلے شہروں کی ویرانی اور تمام لوگوں کا مرنا ایک حتمی اور ناقابلِ تغیر فیصلہ ہے کہ جو تقدیر الہی کی کتاب میں لکھا جا چکا ہے۔

كان ذلك في الكتب مسطور
"الكتاب" پر الف لام معرفہ اور عہد کا ہے تو اس سے مراد لوح محفوظ اور کتاب تقدیر ہے۔
5_ اللہ تعالیٰ کے پاس جہاں کی تبدیلیوں اور حادثات کے حوالے سے پہلے ہی سے معین فیصلے موجود ہیں۔
وإن من قرية إلا نحن مهلكوها... أو معذبوها... كان ذلك في الكتاب مسطور

اللہ تعالیٰ :
اللہ تعالیٰ کے فیصلے 4، 5
انسان :
انسانوں کا انجام 2؛ انسانوں کی یقینی موت 4
تخلیق :
تخلیق میں تبدیلیوں کی بنیاد 5
تمدن :
تمدن کی تباہی 1
حق :
حق دشمنوں کا انجام 3؛ حق دشمنوں کا یقینی عذاب 3
شہر :
شہروں کی یقینی ویرانی 4
عذاب :
جڑ سے اکھاڑنے والا عذاب 3
قیامت :
قیامت کی علامات 1، 2، 3، 4
کفار :
کفار کا انجام 3؛ کفار کا یقینی عذاب 3
مشرکین :
مشرکین کا انجام 3؛ مشرکین کا یقینی عذاب 3
معاشرہ :
قیامت سے پہلے معاشروں کی ہلاکت 1
موت :
موت کا یقینی ہونا 2

167

وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا (۵۹)
اور ہمارے لئے منہ مانگی نشانیاں بھیجنے سے صرف یہ بات مانع ہے کہ پہلے والوں نے تکذیب کی ہے اور ہلاک ہو گئے
ہیں اور ہم نے قوم ثمود کو ان کی خواہش کے مطابق اونٹنی دیدی جو ہماری قدرت کو روشن کرنے والی تھی لیکن ان
لوگوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم تو نشانہوں کو صرف ڈرانے کے لئے بھیجتے ہیں (59)

1_ اللہ تعالیٰ کی جانب سے معجزات کو بھیجنے کے لئے کوئی مانع نہیں ہے۔
وما منعنا أن نرسل بالآيات
"الآيات" سے مقصود، جملہ "واتینا ثمود الناقه" یعنی ناقہ کے معجزہ کے بارے میں بات کے قرینہ کی مدد سے معلوم ہوا
کہ، معجزات ہیں۔
2_ پچھلی امتوں کے طلب کردہ بعض معجزات اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں عطا کئے گئے۔

وما منعنا أن نرسل بالآيات إلا أن كذب بها الأولون
 "ناقہ" کے ذکر کرنے سے معلوم ہوا کہ یہاں آیات سے مراد معجزات ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پچھلے لوگوں کا جھٹلانا ہماری طرف سے معجزات کو بھیجنے سے مانع ہے۔ معلوم ہوا اللہ تعالیٰ نے انکی معجزہ کی درخواست کا مثبت جواب دیا تھا۔

3_ مشرکین اور کفار نے پیغمبر اکرم (ص) سے متعدد معجزات طلب کئے تھے۔
 وما منعنا ... إلا أن كذب بها الأولون
 یہ کہ اللہ تعالیٰ واضح انداز سے مشرکین کو فرما رہا ہے کہ : "ہم نے پچھلے لوگوں کو جو بھی معجزہ بھیجا انہوں نے اسے جھٹلایا اور یہ چیز معجزہ بھیجنے سے مانع ہے" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدر اسلام کے مشرکین نے بھی بار بار معجزہ کی درخواست کی تھی۔

168

4_ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اکرم (ص) کے زمانہ کے بہانے کی تلاش میں مشرکین کی بار بار معجزہ کی درخواست کا منفی جواب دیا ہے۔
 وما منعنا أن نرسل بالآيات إلا أن كذب بها الأولون
 5_ گذشتہ لوگوں کا معجزوں کے ساتھ برتاؤ اور ان کا ان معجزوں کو جھٹلانا آنے والی نسلوں کے لئے معجزوں سے محرومیت کا سبب بن
 وما منعنا أن نرسل بالآيات إلا أن كذب بها الأولون
 6_ گذشتہ اور پچھلے لوگوں کے عقائد اور کردار آئندہ لوگوں کے معنوی اور مادی ذرائع کے حصول یا ان سے محرومیت میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔
 وما منعنا أن نرسل بالآيات إلا أن كذب بها الأولون
 7_ گذشتہ مشرک و کافر امتوں نے اپنے طلب کردہ معجزات کا مشاہدہ کرنے کے بعد انہیں جھٹلادیا اور ان کا انکار کردیا۔
 وما منعنا أن نرسل بالآيات إلا أن كذب بها الأولون
 8_ گذشتہ امتوں کی طرف سے اپنے طلب کردہ معجزات کی تکذیب زیادہ معجزات طلب کرنے والوں کے بہانے باز اور جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔
 وما منعنا أن نرسل بالآيات إلا أن كذب بها الأولون
 یہ کہ گذشتہ امتوں کی طرف سے خود طلب کردہ معجزات کی تکذیب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی امتوں کے لئے معجزات سے انکار کی دلیل ہے۔ ممکن ہے یہ امتوں کی غیر صادق اور بہانے باز ہونے کی علامت ہو۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ ان کے طلب کردہ معجزات کا منفی جواب دے رہا ہے۔
 9_ پوری تاریخ میں کفار اور مشرکین کا الہی آیات اور انبیاء کے معجزات کے مد مقابل ایک جیسا محاذ ، انگیزہ اور کردار رہا ہے۔

وما منعنا أن نرسل بالآيات إلا أن كذب بها الأولون
 "الأولون" کی عبارت بتاتی ہے کہ بعد والے زمانے کے مشرکین اپنے اسلاف کی سیرت پر تھے اور اگلوں کے فیصلے بعد والی نسلوں کو منتقل ہوئے۔ یہ سب ان کے ایک ہی طرح کے انگیزے اور یکساں کردار کو واضح کر رہا ہے۔
 10_ لوگوں کے لئے معجزہ الہی کے آنے کی شرط یہ ہے کہ ان کے درمیان اسے قبول کرنے کی استعداد ہو۔
 وما منعنا أن نرسل بالآيات إلا أن كذب بها الأولون
 اللہ تعالیٰ گذشتہ امتوں کے معجزات کو تکذیب کرنے کو آنے والی امتوں میں معجزہ نہ بھیجنے کا فلسفہ بتا رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ لوگوں کی حق قبول نہ کرنے والی روح آنے والے لوگوں میں بھی تھی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ معجزہ کو بھیجنے سے پہلے اسے قبول کرنے کی استعداد ہو۔

169

11_ قوم ثمود کا اپنا مورد پسند معجزہ کا تقاضا (ناقہ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبول ہوا۔
 وء اتينا ثمود الناقة

- 12_ ناقہ، قوم ثمود کے لئے حق کو روشن اور ثابت کرنے والا معجزہ تھا۔
واتینا ثمود الناقة مبصرة
"مبصرة" اسم فاعل کا صیغہ اور متعدی ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ قوم ثمود کا معجزہ ناقہ، لوگوں کے درمیان بصیرت پیدا کرنے کے لئے تھا۔
- 13_ قوم ثمود نے الہی معجزہ (ناقہ) کے مد مقابل برا روئے اختیار کیا اور اس سے ظالمانہ سلوک کیا۔
وہ اتینا ثمود الناقة مبصرة فظلموا بہ
14_ معجزات اور آیات الہی کی تکذیب ان پر ظلم ہے۔
کذب بہا الأولون ... فظلموا بہ
- 15_ قوم ثمود معجزات الہی کو جھٹلانے والوں کا واضح اور روشن مصداق تھے۔
کذب بہا الأولون وہ اتینا ثمود الناقة مبصرة فظلموا بہ
- 16_ آیات الہی میں سے ناقہ ثمود ان کے حق قبول نہ کرنے کی بناء پر ان کو خبردار کرنے کے لئے۔
وہ اتینا ثمود الناقة ... وما نرسل بالآیات إلا تخويف
- 17_ اللہ تعالیٰ کا معجزات بھیجنے کا ایک ہی ہدف ہے کہ انہیں حق قبول نہ کرنے پر خوف دلایا جائے۔
وما نرسل بالآیات إلا تخويف
- 18_ حق قبول نہ کرنے والی اور آیات الہی کو جھٹلانے والی امتوں کو معجزات عطا کرنا ایک فضول اور اللہ تعالیٰ کی شان سے دور کام تھا۔
ومنعا ان نرسل ... وما نرسل بالآیات إلا تخويف
- عبارت "وما نرسل بالآیات إلا تخويفاً" (ہم نے سوائے ڈرانے کے معجزات نہیں بھیجے) ممکن ہے گذشتہ امتوں کی تکذیب کی بناء پر آنے والی امتوں کو معجزات بھیجنے پر اللہ تعالیٰ کے انکار کی وضاحت ہو یوں کہ چونکہ معجزہ کا ہدف ڈرانا تھا اور امتیں اس کو جھٹلا دیں تو اس حال میں معجزہ فضول اور لغو کام ہوگا اور یہ اللہ تعالیٰ کی شان سے دور ہے۔
- 19_ بعض آیات اور معجزات الہی کاہر زمانے میں امتوں کے لئے ظاہر ہونا فقط انہیں خوف دلانے کے لئے ہے۔
وما نرسل بالآیات إلا تخويف
- نرسل کا مضارع ہونا اور بالآیات کی باء سے تبعیض کا معنی بتا رہا ہے کہ اگرچہ طلب کردہ معجزات کا جواب نہیں دیں گے لیکن انسانی معاشروں کو خبردار کرنے کے لئے کبھی کبھی ڈرانے والی آیات بھیجتے رہا کریں گے۔
- 20_ ڈرانا اور خبردار کرنا قرآن مجید کے تربیتی اور ہدایتی اہداف میں سے ہیں۔
وما نرسل بالآیات إلا تخويفاً ... ونخوفهم
- 21_ معجزہ، اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔
وما نرسل بالآیات إلا تخويف
- 22_ عن أبي جعفر (ع) فی قوله: "وما منعنا أن نرسل بالآیات" وذلك ان محمداً (ص) سألہ قومہ ان یأتیہم بأیة فنزل جبرائیل قال:

170

إنَّ الله يقول: "وما منعنا أن نرسل بالآیات إلى قومك إلا أن كذب بها الأولون" وكنا إذا أرسلنا إلى قرية آية فلم يؤمنوا بها أهلكنا هم فلذلك أخرجنا عن قومك الآيات" (1) اللہ تعالیٰ کی اس کلام و ما منعنا ان نرسل بالآیات کے بارے میں امام باقر (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ فرمایا: "واقعہ یہ ہے کہ پیغمبر (ص) کی امت نے آپ (ص) سے درخواست کی کہ ان کے لئے معجزہ لائیں تو جبرائیل (ع) نازل ہوئے اور کہا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "وما منعنا أن نرسل بالآیات ... ہماری سنت یہ تھی جب بھی کوئی معجزہ کسی بستی کی طرف بھیجا اور وہ ایمان نہ لائے تو انہیں ہلاک کر دیا۔ پس اسی لئے آپ کی قوم کی طرف معجزات بھیجنے میں دیر کی۔"

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) سے معجزہ کی درخواست 3

آیات خدا :

آیات خدا کا جھٹلانا 14; آیات خدا پر ظلم 14; آیات خدا بھیجنے کا فلسفہ 19; آیات خدا کو جھٹلانے والوں کے لئے معجزہ 18 آیات خدا کو جھٹلانے والوں کا ہم آہنگ ہونا 9
 آئندہ آنے والے:
 آئندہ آنے والوں کی محرومیت کے اسباب 6
 اسلاف:
 اسلاف کے عقیدہ کے آثار 6; اسلاف کے عمل کے آثار 6
 اللہ تعالیٰ :
 اللہ تعالیٰ کے افعال 21; اللہ تعالیٰ کا منزہ ہونا 18
 امتیں :
 امتوں کو ڈرانے کی اہمیت 19
 پچھلی امتیں:
 پچھلی امتوں کے عقیدہ کے آثار 6; پچھلی امتوں کے عمل کے آثار 6; پچھلی امتوں کی بہانہ بازی 8; پچھلی امتوں کا جھوٹا ہونا 8; پچھلی امتوں کی فرمانشے 2 ، 7 ، 8
 تربیت :
 تربیت میں خوف 20; تربیت میں ڈرانا 20; تربیت کی روش 20
 حق :
 حق قبول نہ کرنے والوں کو ڈرانا 17; حق قبول نہ کرنے والوں کے لئے معجزہ 18
 روایت : 22
 صالح (ع) :
 صالح (ع) کی اونٹنی 11 ، 13; آیات خدا میں سے اونٹنی 16; صالح (ع) کے معجزہ کا فلسفہ 16; صالح (ع) کی اونٹنی کا کردار 16 ، 12
 قوم ثمود :
 قوم ثمود کی تاریخ 13; قوم ثمود کے تقاضے 11; قوم ثمود پر حق ثابت ہونا 12; قوم ثمود کا حق قبول نہ کرنا 16 ; قوم ثمود کو ڈراوے 16; قوم ثمود کا ظلم 1; قوم ثمود اور معجزہ کا جھٹلانا 15 ; قوم ثمود کا ناپسندیدہ عمل 13
 کفار:
 کفار صدر اسلام کے تقاضے 3; کفار کی ہمانگی 9

(1) تفسیر قمی ج 2، ص 21_ نورالثقلین ج 3، ص 179 ، ح 273_

171

مادی وسائل:

مادی وسائل سے محرومیت کے اسباب 6

مسلمان:

صدر اسلام کے مسلمانوں کے تقاضا کے رد کا فلسفہ 22

مشرکین:

صدر اسلام کے مشرکین کے تقاضے 13; صدر اسلام کے مشرکین کے تقاضوں کا رد ہونا 4; مشرکین کی ہم آہنگی 9

معنوی وسائل :

معنوی وسائل سے محرومیت کے اسباب 6

معجزہ:

معجزہ کو جھٹلانے کے آثار 5; معجزہ سے محرومیت کے اسباب 5; معجزہ کو قبول کرنے کی استعداد 10; معجزہ پیش کرنا

1; معجزہ کو جھٹلانا 8 ، 14; معجزے کو جھٹلانے والے 7 ، 15; طلب کردہ معجزہ کی رد 4; معجزہ کی شرائط 10; طلب

کردہ معجزہ کے رد کا فلسفہ 22؛ معجزہ کا فلسفہ 17، 19؛ طلب کردہ معجزہ 2، 3، 11، 87؛ معجزہ کی منشاء 21؛ معجزہ کو جھٹلانے والوں کا یکساں ہونا 9
ہدایت:
ہدایت کی روش 20

تفسیر راہنما جلد 10

وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا (٦٠)

اور جب ہم نے کہا دیا کہ آپ کا پروردگار تمام لوگوں کے حالات سے باخبر ہے اور جو خواب ہم نے آپ کو دکھلایا ہے وہ صرف لوگوں کی آزمائش کے ذریعہ ہے جس طرح کہ قرآن میں قابل لعنت شجرہ بھی ایسا ہی ہے اور ہم لوگوں کو ڈراتے رہتے ہیں لیکن ان کی سرکشی بڑھتی ہی جارہی ہے (60)

1_ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں پر کامل احاطہ کئے ہوئے ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ

2_ وہ حقیقت کہ جسے پیغمبر (ص) نے خواب میں دیکھا اور

172

قرآن میں شجرہ ملعونہ ضروری تھا کہ یاد دلایا جائے۔

وَإِذْ قُلْنَا لَكَ ... وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ

حرف "اذ" سے پہلے "اذکر" مقدر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام (ص) کو یاد کروایا ضروری تھا کہ یاد کروایا جائے۔

3_ اللہ تعالیٰ کے لوگوں پر کامل احاطہ کا تقاضا ہے کہ اس کی نافرمانی سے ڈراجائے۔

وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ... إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ ... وَنُخَوِّفُهُمْ

4_ انسانوں کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنے اللہ تعالیٰ کے کامل احاطہ پر توجہ رکھیں۔

وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ

مندرجہ بالا نکتہ کی بناء یہ ہے کہ "اذ" کا تعلق "اذکر" مقدر سے ہو اس حال میں کہ پیغمبر (ص) کے علاوہ دوسرے تمام انسان بھی مخاطب آیت ہیں۔

5_ اللہ تعالیٰ کی پیغمبر اکرم (ص) سے قرآن کریم کی آیات کے علاوہ بھی خصوصی باتیں ہوتی تھیں۔

وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ

مندرجہ بالا مطلب کی بناء دو ادبی نکتے ہیں:

1_ "اذ"، "اذکر" کے متعلق ہے (کہ جو مادہ "ذکر" سے ہے)۔

2_ لک میں لام اختصاص کے لئے ہے۔

تو اس صورت میں آیت کا معنی یوں ہوگا کہ: "اے پیغمبر اس نکتہ کو یاد کریں کہ جو اس سے پہلے خاص کر کے آپ کو کہا تھا"۔ واضح رہے کہ ایسا نکتہ پچھلی آیات میں نہیں آیا اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر (ص) کو قرآن سے ہٹ کر دوسری تعلیمات بھی حاصل ہوئی ہیں۔

6_ آیات الہی کے مد مقابل امتوں کے یکساں کردار کا اعلان اور اگلوں کا رد عمل بعد والوں میں ہونے کا اعلان اللہ تعالیٰ

کے تمام انسانوں پر احاطہ کی بناء پر ہے۔
وما منعنا ان نرسل بالآيات إلا ان كذب بها الأولون ... ان ربك أحاط بالناس
اللہ تعالیٰ نے معجزہ طلبی میں اگلوں کی بعد والوں کے ساتھ یکساں رفتار بتائی اور اپنا رد عمل سب کے لئے ایک جیسا قرار
دیا اور یہ آیت اس کی علت بیان کرتے ہوئے فرما رہی ہے: "پروردگار لوگوں پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔"
7_ پیغمبر (ص) اللہ تعالیٰ کی خصوصی ربوبیت اور عنایت کے تحت
ان ربك احاط بالناس
8_ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ وہ تمام انسانوں پر کامل احاطہ کئے ہوئے ہو۔
ان ربك احاط بالناس
9_ بعض حقائق، پیغمبر اسلام (ص) کے لئے عالم خواب میں واضح اور کشف ہوتے ہیں۔
وما جعلنا الرويا التي أرينك إلا فتنة للناس

173

10_ بعض خواب سچے ہوتے ہیں اور واقعیت کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں۔
وما جعلنا الرويا التي أرينك
11_ وہ حقیقت جسے خواب میں پیغمبر (ص) نے دیکھا تھا اللہ تعالیٰ کے ارادہ و منشاء کے مطابق تھی۔
وما جعلنا الرويا التي أرينك
12_ پیغمبر (ص) کو خواب میں دکھائی گئی حقیقت، لوگوں کو آزمائے کا ذریعہ تھی۔
وما جعلنا الرويا التي أرينك إلا فتنة للناس
13_ پیغمبر (ص) کو معراج میں دکھائے گئے بعض حقائق لوگوں کے لئے آزمائش کا ذریعہ تھے۔
وما جعلنا الرويا التي أرينك إلا فتنة للناس
مندرجہ بالا مطلب کی بناء پر ہے کہ "رویا" سے مراد خواب نہ ہو بلکہ حالت بیداری میں مشاہدہ ہو کہ جس طرح لغت میں
بھی آیا ہے کہ کبھی کبھی بیداری میں بھی ہوتا ہے۔ (لسان العرب) اور یہ بھی سورہ کی پہلی آیت معراج کی طرف اشارہ
ہو۔
14_ پیغمبر اکرم (ص) کو عالم رؤیا میں حقائق دکھانا اللہ کے علمی احاطہ کا ایک جلوہ ہے۔
ان ربك أحاط بالناس وما جعلنا الرويا التي أرينك إلا فتنة للناس
15_ قرآن میں شجرہ ملعونہ لوگوں کے لئے وسیلہ آزمائش ہے۔
إلا فتنة للناس والشجرة الملعونة في القرآن
16_ اللہ بعض ملعون اور دھتکارے ہوئے لوگوں کو دوسرے لوگوں کے لئے وسیلہ آزمائش قرار دیتا ہے۔
وجعلنا ... الشجرة الملعونة في القرآن
مندرجہ بالا مطلب کی بناء پر ہے کہ "شجرة الملعونة في القرآن" سے مراد وہ لوگ ہوں کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں لعن
ونفرین کی ہے۔
17_ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ لوگوں کو شرك ' کفر اور نافرمانی کے برے انجام سے ڈرایا ہے۔
ونخوفهم
18_ وہ حقیقت کہ جسے خواب میں پیغمبر (ص) کو دکھایا گیا اور قرآن میں شجرہ ملعونہ کا ذکر لوگوں کو انداز کرنے اور
ڈرانے کے لئے ہے۔
وما جعلنا الرويا التي أرينك إلا فتنة ... والشجرة الملعونة في القرآن ونخوفهم
مندرجہ بالا مطلب کی بناء پر ہے کہ "نخوفهم" کا بے واسطہ مفعول مقدر ہو جس طرح کہ بذلك ہے تو اس کا مطلب یہ
ہے کہ ہم ان کے ذریعے لوگوں کو انداز کرتے ہیں۔
19_ اللہ تعالیٰ کے اس انداز اور ڈرانے کے مد مقابل حق سے گریز اہل مکہ نہ فقط تسلیم نہ ہوئے بلکہ ان میں سرکشی اور
طغیان کے علاوہ کسی چیز کا اضافہ نہ ہوا۔
ونخوفهم فما يزيدهم إلا طغيان
اگرچہ "ہم" کی ضمیر "الناس" کی طرف لوٹ رہی ہے اور اسمیں سب لوگ شامل ہوجاتے ہیں لیکن "ومايزيدهم" کے قرینہ

سے معلوم ہوت

174

ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جن کی ذات میں طغیان موجود ہے اور الہی وعظ سے یہ طغیان اور بڑھ جاتا ہے۔
20_ اللہ تعالیٰ کے خبردار کرنے اور ڈرانے کے بعد مکہ کے حق سے گریز لوگوں کا سرکش ہونا اور بڑے جرائم کا ارتکاب کرنا۔

ونخوفهم فما يزيدهم إلا طغياناً كبير

21_ بعض لوگ اس طرح حق سے دور ہیں کہ کوئی بھی حق بات چاہے وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہی کیوں نہ ہو ' ان پر اثر نہیں کرتی۔

ونخوفهم فما يزيدهم إلا طغياناً كبير

22_ عن علی (ع) قال: ان رسول الله (ص) اخذته نعسة وبو على منبره فرأى في منامه رجالاً ينزون على منبره نزوة القردة، يردون الناس على أعقابهم القهقري فاستوى رسول الله جالساً والحزن يعرف في وجهه فأتاه جبرائيل بهذه الآية: "وما جعلنا الرويا التي أريناك إلا فتنة للناس و الشجرة الملعونة في القرآن ... " یعنی بنی امیہ ... (1) حضرت علی (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ص) نے فرمایا: پیغمبر (ص) کو منبر پر ایک لحظہ اونگھ آئی تو خواب میں دیکھا کہ کچھ لوگ بندروں کی طرح منبر رسول (ص) پر چڑھے ہوئے ہیں اور لوگوں کو (زمانہ جاہلیت کے) گزرے ہوئے لوگوں کی رسوم کی طرف لوٹا رہے ہیں۔ پیغمبر (ص) اسی طرح بیٹھے ہوئے بیدار ہوئے تو ان کے چہرہ مبارک پر حزن و غم کے آثار نمودار ہوئے تو جبرائیل (ع) یہ آیت آپ (ص) کے لئے لائے: "وما جعلنا الرويا التي أريناك إلا فتنة للناس و الشجرة الملعونة في القرآن"۔ یعنی بنی امیہ ...۔

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کے خواب میں شجرہ ملعونہ 22؛ آنحضرت (ص) کے خواب میں حقائق کا ظہور 9، 11، 14؛ آنحضرت (ص) کے خواب میں حقائق کے ظہور کا فلسفہ 12، 18؛ آنحضرت (ص) میں حقائق کے ظہور کا فلسفہ 13؛ آنحضرت (ص) کے مربی 7؛ آنحضرت (ص) کی معراج 13؛ آنحضرت (ص) کے مقامات 7؛ آنحضرت کی طرف وحی 5
اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے احاطہ کے آثار 3، 6؛ اللہ تعالیٰ کے ڈرانے کے آثار 19، 20؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار 8؛ اللہ تعالیٰ کا احاطہ 11؛ اللہ تعالیٰ کے احاطہ کا پیش خیمہ 8؛ اللہ تعالیٰ کے ڈراونا 17؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت 7؛ اللہ تعالیٰ کے علم کے احاطہ کی علامات 13

امتحان:

امتحان کے وسائل 12، 13، 15، 16؛ ملعونوں کے ساتھ امتحان 16

.....

(1) صحیفہ سجادیہ ص 10، بحار الانوار ج 55، ص 350۔

175

امتیئ:

امتیئ اور اللہ کی آیات 6؛ امتونکے رؤیوں میں توافق 6

انسان:

انسانوں کے امتحان 12، 13، 15، 16؛ انسانوں کو ڈرانے کی اہمیت 18

بنی امیہ :

بنی امیہ کو سرزنش 22

حدیث قدسی: 5

حق:

حق قبول نہ کرنے والے 21
 حق سے گریز کرنے والے اہل مکہ :
 حق سے گریز کرنے والے اہل مکہ پر ڈراواں کا بے اثر ہونا 20؛ حق سے گریز کرنے والے اہل مکہ کی سرکشی 19، 20؛ حق سے گریز کرنے والے اہل مکہ کی نافرمانی 19
 خواب:
 خواب کی اقسام 10؛ سچے خواب 10
 خوف:
 اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے خوف کے اسباب 3
 ذکر:
 اللہ تعالیٰ کے ذکر کی اہمیت 4؛ اللہ تعالیٰ کے احاطہ کا ذکر 4
 ڈراونا :
 شرک کے انجام سے ڈراوا 17؛ کفر کے انجام سے ڈراوا 17؛ نافرمانی کے انجام سے ڈراوا 17
 روایت : 22
 شجرہ ملعونہ :
 شجرہ ملعونہ کا فلسفہ 18؛ شجرہ ملعونہ کا کردار 15؛ شجرہ ملعونہ سے مراد 22
 لطف الہی :
 لطف الہی کے شامل حال 7
 معاشرہ:
 معاشروں کا قانون کے مطابق ہونا 6
 معراج:
 معراج میں حقائق کے ظہور کا فلسفہ 13
 یادآوری:
 آنحضرت (ص) کے خواب کی یادآوری 2؛ شجرہ ملعونہ کی یادآوری 2

176

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ قَالَ أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيناً (٦١)
 اور جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کر لیا سوائے ابلیس کے کہ اس نے کہا کہ کیا میں اسے سجدہ کر لوں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے (61)

- 1_ حضرت آدم (ع) کے سامنے فرشتوں کے سجدہ کا قصہ اور ابلیس کی نافرمانی یاد اور یاد آوری کے لائق ہے۔
 واذقلنا للملائكة إسجدوا لا دم فسجدوا إلا إبليس
 مندرجہ بالا مطلب کی بناء اس نکتہ پر ہے کہ "اذ"، "اذکر" یا "اذکروا" مقدر کے متعلق ہے۔
- 2_ تمام فرشتوں کو آدم (ع) کے سامنے سجدہ کرنے کے بارے میں فرمان الہی کا دیا جانا۔
 قلنا للملائكة إسجدوا لا دم
 3_ ابلیس کے علاوہ تمام فرشتوں نے آدم (ع) کو سجدہ کرنے کے فرمان الہی کی اطاعت کی۔
 واذقلنا للملائكة إسجدوا لا دم فسجدوا إلا إبليس
- 4_ ملائکہ کو آدم (ع) کے لئے سجدہ کے فرمان الہی کے وقت ابلیس گروہ ملائکہ کے درمیان تھا۔
 قلنا للملائكة إسجدوا لا دم فسجدوا إلا إبليس
 ایسے فرمان کی نافرمانی میں ابلیس کا فرشتوں سے مستثنیٰ ہونا بتاتا ہے کہ آدم (ع) کو سجدہ کے فرمان الہی کے وقت ابلیس ان کے درمیان تھا۔ البتہ یہ نکتہ بتانا بھی لازمی ہے کہ استثناء منقطع کا قول یہاں مندرجہ بالا نکتہ سے منافات نہیں رکھتا۔

5_ غیر خدا کے لئے سجدہ تعظیم و تکریم کی خاطر خدا کی اجازت کے ساتھ جائز ہے۔
 قلنا... اسجدوا لا دم فسجدوا
 فرشتوں کو آدم کے لئے سجدہ کے فرمان الہی سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے عمل میں جب اس کی اجازت ہو تو کوئی مانع نہیں ہے۔

177

- 6_ خمیر شدہ مٹی کے موجود کے سامنے سجدہ کرنے کے حکم خداوندی کے سامنے ابلیس کا تعجب انگیز انکار۔
 قال ء أسجد لمن خلقت طين
 7_ ابلیس مٹی سے تخلیق شدہ موجود کو اپنی جنس سے حقیر اور پست سمجھتا تھا۔
 ء أسجد لمن خلقت طين
 8_ ابلیس غیر خاکی مخلوق تھا۔
 قال ء أسجد لمن خلقت طين
 9_ ابلیس قیاس کرنے والا اور صاحب اختیار ہے۔
 فسجدوا إلا ابليس قال ء أسجد لمن خلقت طين
 10_ حضرت آدم (ع) دو عناصر مٹی اور پانی سے تخلیق ہوئے۔
 خلقت طين
 "طين" لغت میں اس مٹی کو کہتے ہیں کہ جو پانی سے مخلوط ہو۔ (مفردات راغب)
 11_ ابلیس کا اپنے آپ کو برتر سمجھنا اور آدم (ع) کی جنس کو حقیر جاننا ' آدم (ع) کو سجدہ کرنے کے الہی فرمان سے نافرمانی اور سرکشی کا سبب بنا۔
 واذ قلنا للملائكة اسجدوا لا دم فسجدوا إلا ابليس قال ء أسجد لمن خلقت طين
 12_ ابلیس ایمیت کا معیار جنس اور عنصر کو سمجھتا تھا۔
 نا سجد لمن خلقت طين
 13_ جنس اور مادی عنصر کی بناء پر قدر و قیمت جاننا شیطانی طریقہ ہے۔
 نا سجد لمن خلقت طين
 14_ سوائے ابلیس کے تمام فرشتوں کا فرمان الہی کے مطابق حضرت آدم (ع) کے مد مقابل خاضع ہونا اور اس کی تکریم و تعظیم کرنا۔
 واذ قلنا للملائكة اسجدوا لا دم فسجدوا إلا ابليس
 مندرجہ بالا نکتہ کی بنا یہ ہے کہ سجدہ کا لغوی معنی خضوع اور ذلت کا اظہار ہو۔
 15_ اللہ تعالیٰ کے فرامین کی نافرمانی کے تاریخی نمونے بیان کر کے پیغمبر اکرم (ص) کے ساتھ قرآن کے ساتھ معارضہ کرنے میں حوصلہ افزائی کرنا۔
 واذ قلنا للملائكة... إلا ابليس قال ء أسجد لمن خلقت طين

آدم (ع) :

آدم (ع) کا پانی سے ہونا 10؛ آدم (ع) کا پانی ملی مٹی سے ہونا 8، 6؛ آدم (ع) کے سامنے سجدہ نہ کرنا 11، 3؛ آدم (ع) کی تکریم 14؛ آدم (ع) کا خاک سے ہونا 10؛ آدم (ع) کے سامنے سجدہ 1، 2، 3، 6، 14؛ آدم (ع) کی خلقت میں عنصر 10؛ آدم (ع) کا قصہ 2، 3، 4

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کی حوصلہ افزائی کرنا 15

ابلیس:

ابلیس کا اختیار 9؛ ابلیس کا تعجب 6؛ ابلیس کا تکبر 7؛ ابلیس کا قومی تعصب 12؛ ابلیس کا ملائکہ سے ہونا 4؛ ابلیس کا نظریہ 7، 12؛ ابلیس کی جنس

178

4؛ ابلیس کی خلقت کا عنصر 8؛ ابلیس کی نافرمانی 1، 3، 6، 14؛ ابلیس کی نافرمانی کے اسباب 11؛ ابلیس کے تکبر کے آثار

11؛ ابلیس کے نزدیک اہمیت 12

احکام : 5

اطاعت :

اللہ کی اطاعت 3

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے اوامر 2، 3، 14

اہمیت دینا:

شیطانہی اہمیت 13

اہمیتیں:

اہمیتوں کا معیار 12

تاریخ:

تاریخ کو نقل کرنے کا فلسفہ 15

خلقت :

مٹی سے خلقت 7

ذکر:

قصہ آدم (ع) کا ذکر 1

سجدہ:

سجدہ کے احکام 5؛ جائز سجدہ 5؛ غیر خدا کے لیے سجدہ 5

قومی تعصب :

قومی تعصب کی مذمت 13

مشرکین :

مشرکین کی نافرمانی 15

ملائکہ:

ملائکہ کا خضوع 14؛ ملائکہ کا سجدہ 1، 2، 3، 4، 14؛ ملائکہ کی اطاعت 3

نافرمانی

اللہ کی نافرمانی 6، 15

قَالَ أَرَأَيْتَكَ هَذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَبِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا (٦٢)

کیا تو نے دیکھا ہے کہ یہ کیا شے ہے جسے میرے اوپر فضیلت دیدی ہے اب اگر تو نے مجھے قیامت تک کی مہلت دیدی تو میں ان کی ذریت میں چند افراد کے علاوہ سب کا گلا گھونٹتا رہوں گا (62)

1_ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت آدم (ع) کی عزت افزائی پر ابلیس کا اعتراض کرنا _

179

قَالَ ارْئِيكَ هَذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ

2_ ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے آدم (ع) کو اپنے اوپر برتری دینے اور عزت افزائی کرنے کا فلسفہ پوچھا _

قَالَ ارْئِيكَ هَذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ

"ا ریت " کی عبارت عام طور پر جملہ کے آغاز میں سوال کے لیے آتی ہے اور اس کا معنی "ا خبرنی" ہے لہذا یہاں مراد یہ ہے کہ "اے خداوند مجھے بتا کہ کیوں آدم (ع) کو مجھ پر برتری دی؟"

- 3_ ملائکہ کا آدم (ع) کے لئے سجدہ تکریم اور حضرت آدم (ع) کی ان پر برتری کا پیغام تھا۔
اسجدوا لا دم فسدوا ... قال "ارئيئك هذا الذي كرمتم عليَّ
4_ ابليس خود خواہ اور متکبر موجود ہے۔
إلا ابليس قال اسجد لمن خلقت طيناً قال ارئيئك هذا الذي كرمتم عليَّ
5_ ابليس کا آدم (ع) پر اپنی برتری کا عقیدہ۔
هذا الذي كرمتم عليَّ
6_ ابليس کا گمان کہ اللہ تعالیٰ آدم (ع) اور اس کی اولاد کی کمزوریوں اور خطرات کا شکار ہونے پر توجہ نہیں رکھتا،
لہذا اس نے اللہ تعالیٰ پر حضرت آدم کی تکریم پر اعتراض کیا۔
ارئيئك هذا الذي كرمتم عليَّ لئن أخرتن إلى يوم القيامة لأحتكن ذريتہ
انسان کی تکریم پر اعتراض کرنے کے بعد یہ جملہ "لئن أخرتن ... لا حتكن ..." ممکن ہے کہ انسان کی کمزوریاں شمار
کرنے اور ان کا تکریم کے قابل نہ ہونے کی خاطر ہو۔
7_ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابليس کو قیامت تک مہلت دینے کی صورت میں اس کا زمام امور کو ہاتھ میں لینا اور سوائے چند
لوگوں کے باقی اولاد آدم کو گمراہ کرنے کی قسم اٹھانا۔
لئن أخرتن إلى القيامة لا حتكن ذريتہ إلا قليل
8_ ابليس، نوع انسان کے آغاز خلقت سے ہی ان کے خطرات میں گھرنے اور ان پر اپنے تسلط کے امکان سے آگاہ تھا۔
لئن أخرتن إلى يوم القيامة لا حتكن ذريتہ۔
9_ قیامت کے دن کا آدم (ع) کی خلقت کے آغاز سے معین ہونا اور ابليس کا اس سے آگاہ ہونا۔
قال ... لئن أخرتن إلى يوم القيامة
10_ ابليس کا اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے مد مقابل مجبور سمجھنا اور اپنے کاموں کا اس کی اجازت سے مشروط
سمجھنا۔
لئن أخرتن ... لا حتكن ذريتہ
11_ آدم کی آغاز خلقت میں ہی اس کی نسلوں میں سے بعض کے فریب نہ کھانے پر شیطان کی آگاہی۔
لا حتكن ذريتہ إلا قليل

180

- 12_ آدم کی اولاد کو گمراہ کرنے کے لیے ابليس کا قسم کھانے اور حتمی ارادہ کرنے کے باوجود چھوٹے سے گروہ پر
عدم تسلط کا اعتراف کرنا۔
لأحتكن ذريتہ إلا قليل
13_ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آدم (ع) کی تکریم، کا ابليس کو اس کی اولاد کی دشمنی اور بدخواہی پر ابھارنا۔
قال اسجد لمن خلقت طيناً قال ارئيئك هذا الذي كرمتم عليَّ لئن أخرتن إلى يوم القيامة لا حتكن ذريتہ إلا قليل
یہ کہ ابليس نے آدم (ع) کی اولاد کو گمراہ کرنے کے حتمی ارادہ سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آدم (ع) کی تکریم اور
اسے اپنے اوپر برتری دینے پر اعتراض کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تکریم نے اسے دشمنی پر ابھارا۔
14_ بہت سے انسان وسوسوں میں مبتلا ہونے اور شیطانی تسلط میں آنے کے خطرے میں ہیں۔
لا حتكن ذريتہ إلا قليل
15_ شیطان حضرت آدم کو اپنے جال میں پھنسانے اور گمراہ کرنے پر عاجز اور ناامید۔
لأحتكن ذريتہ إلا قليل
ابليس کی اولاد آدم (ع) کو گمراہ کرنے پر تاکید اور حضرت آدم کا ذکر نہ کرنا ممکن ہے مندرجہ بالا مطلب کی طرف
اشارہ ہو۔

آدم (ع) :

- آدم (ع) کا خطرہ میں ہونا 6؛ آدم (ع) کی برتری 5؛ آدم (ع) کا قصہ 1، 2؛ آدم (ع) کی تکریم 3، 6؛ آدم (ع) کی تکریم کے آثار
1، 13؛ آدم (ع) کی تکریم کا فلسفہ 2؛ آدم (ع) کی گمراہی سے مایوسی 15؛ آدم (ع) پر سجدہ 3؛ آدم (ع) کے فضائل 3؛

آدم(ع) کے لیے سجدہ کے آثار 3;

ابلیس :

ابلیس اور اللہ کی حاکمیت 10; ابلیس کا اعتراض 1; ابلیس کا اقرار 12; ابلیس کا تسلط 8; ابلیس کے تسلط کی حدود 11،
12; ابلیس کا تکبر 4، 5; ابلیس کا عجز 12، 15; ابلیس کا عقیدہ 5، 10; ابلیس کا علم 8، 9، 11; ابلیس کا گمراہ کرنا 7، 12،
15; ابلیس کا مقہور ہونا 10; ابلیس کا مہلت طلب کرنا 7; ابلیس کا نظریہ 6; ابلیس کا وسوسہ دینا 14; ابلیس کی دشمنی کے
اسباب 13; ابلیس کی قسم 7، 12; ابلیس کی مایوسی 15; ابلیس کے اعتراض کے اسباب 6; ابلیس کے تقاضے 2
اکثریت:

اکثریت کا گمراہ ہونا 14

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے آثار 10

انسان:

انسان کے دشمن 13; انسانوں کی خطرات میں گھرنے 6، 8; انسانوں کی اقلیت 7، 12; انسانوں کی اکثریت کا گمراہ ہونا 7، 12;
انسانوں کی خطائیں 14;

شیطان :

شیطان کا تسلط 14

181

قیامت :

قیامت کا یقینی ہونا 9

ملائکہ :

ملائکہ کے سجدہ کے آثار 3

تفسیر راہنما جلد 10

قَالَ اَذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَوْفُورًا (٦٣)

جواب مال کہ جا اب جو بھی تیرا اتباع کرے گا تم سب کی جزا مکمل طور پر جہنم ہے (63)

1_ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک مہلت دینے کی ابلیس کی درخواست کا جواب مثبت دیا ہے۔

لئن ا خرتن ا إلى يوم القيامة ... قال اذيب

2_ ابلیس اپنی نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے نکالا گیا _

قال اذيب

3_ لوگوں کو ورغلانے کے لئے ابلیس کے مہلت طلب کرنے کا اللہ تعالیٰ نے مثبت جواب دی

لئن ا خرتن ا إلى يوم القيامة لأحتكن ذريته ... قال اذيب فمن تبعك منهم

4_ شیطان قیامت کے بپا ہونے تک ہمیشہ زندہ اور بنی نوع آدم کو گمراہ کرنے میں مشغول ہے۔

لئن ا خرتن ا إلى يوم القيامة لأحتكن ذريته الا قليلا _ قال اذيب فمن تبعك

5_ ابلیس اور اس کے پیروکاروں کے لئے جہنم ایک یقینی عذاب ہے۔

فمن تبعك منهم فان جهم جزاؤ کم

- 6_ انسان کا ابلیس کی پیروی کرنا انسانی کرامت کو ہاتھ سے دینے اور اس کے ہم سنخ ہونے کا باعث ہے۔
 فمن تبعك منهم فإن جهنم جزاؤكم
 مفرد سے جمع کی طرف الہی خطاب کا متوجہ ہونا بتا رہا ہے کہ شیطان کے پیروکار اسی کے ساتھ قرار دیئے گئے ہیں اور اس کے ہم سنخ ہیں۔
 7_ شیطان ایک مختار اور مکلف ذات ہے۔
 اذہب فمن تبعك منهم فإن جهنم جزاؤكم جزائاً موفور
 ابلیس اور اس کے پیروکاروں کو جہنم کا وعدہ واضح کر رہا ہے کہ ابلیس پر بھی تکالیف الہیہ تھیں چونکہ اصولی طور پر سزا، اپنی ذمہ داری سے منہ پھیرنے کی صورت میں ہوتی ہے۔
 8_ انسان ابلیس کی پیروی کرنے اور نہ کرنے کی توانائی اور اختیار رکھتا ہے۔

182

- فمن تبعك منهم فإن جهنم جزاؤكم
 ایک طرف انسان کی طرف پیروی کی نسبت دی گئی ہے اور دوسری طرف اسے خبردار کیا گیا ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ انسان اپنی راہ اختیار کرنے میں مختار ہے۔
 9_ شیطان اور اس کے پیروکاروں کے لئے جہنم مکمل طور پر سزا ہے۔
 فإن جهنم جزاؤكم جزائاً موفور
 "موفور" وفر سے ہے کہ اس کا معنی تام اور نقص سے خالی ہونا ہے۔ (مفردات راغب)

ابلیس:

- ابلیس کا دھتکارا جانا 2; ابلیس کو مہلت دیا جانا 1; ابلیس کی پیروی کے آثار 6; ابلیس کی سرکشی کے آثار 2; ابلیس کی سزا 5; ابلیس کے پیروکاروں کی سزا 5

انسان:

- انسان کا اختیار 8; انسان کا گمراہ ہونا 4; انسان کے پست ہونے کے اسباب 6

جہنمی: 5، 9

خدا کے دھتکارے ہوئے 2

شخصیت:

شخصیت کا خطرہ کو پہچاننا 6

شیطان:

- شیطان کا اختیار 7; شیطان کا گمراہ کرنا 3; شیطان کی پیروی 8; شیطان کی ذمہ داری 7; شیطان کی زندگی میں ہمیشگی 4; شیطان کو سزا 9; شیطان کو مہلت دیا جانا 3; شیطان کے پیروکاروں کو سزا 9; شیطان کے گمراہ کرنے میں ہمیشگی 4

نافرمانی:

شیطان سے نافرمانی 8

وَاسْتَفْزَزَ مَنْ اسْتَطَاعَتْ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكُهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعَدُّهُمْ وَمَا يَعْدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا (٦٤)

جا جس پر بھی بس چلے اپنی آواز سے گمراہ کر اور اپنے سوار اور پیادوں سے حملہ کر دے اور ان کے اموال اور اولاد میں شریک ہو جا اور ان سے خوب وعدے کر کہ شیطان سوائے دھوکہ دینے کے اور کوئی سچا وعدہ نہیں کر سکتا ہے (64)

- 1_ لوگوں کو منحرف کرنے کے لئے ابلیس کا اصلی طریقہ کار تحریک کرنا اور ابھارنا ہے۔

183

واستفز من استطعت منهم

بہت سے مفسرین کا یہ خیال ہے کہ یہ تعبیرات "استفزز ... بصوتك و،" أجب عليهم بخيلك ورجلك ... " ایک مثال ہے کہ اس میں شیطان کو اس کمانڈر کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ جس میں وہ لشکر کشی کے لیے سب انسانوں کو دعوت دیتا ہے۔
 2_ انسانوں کو منحرف کرنے اور ان میں وسوسہ ڈالنے کے حوالے سے ابلیس کی طاقت محدود ہے اور تمام انسانوں کو شامل نہیں ہے۔

واستفزز من استطعت منهم

3_ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی مہلت طلب کرنے کی درخواست کا مثبت جواب دیا ہے اور لوگوں کو منحرف کرنے کے حوالے سے اسے آزاد چھوڑ دیا ہے۔

لئن اخرجتن ... لا حتكن ذریتہ ... قال اذهب ... واستفزز من استطعت منهم

4_ لوگوں میں لغزش اور انحراف پیدا کرنے کے لئے ابلیس کے اوزاروں میں سے ایک اس کی مخصوص آواز ہے۔
 واستفزز من استطعت منهم بصوتك

5_ انسانی روح و جان کا آوازوں اور نغمات کے مد مقابل گہرا اثر لینا۔
 واستفزز من استطعت منهم بصوتك

6_ نغمات اور شیطانی پروپیگنڈے سے بعض لوگوں کا محفوظ رہنا۔
 استفزز من استطعت منهم بصوتك

7_ ابلیس کے پیروکار، انسانی خصوصیات اور کرامت سے بے بہرہ ہیں اور دائرہ حیوانات میں داخل ہیں۔
 واستفزز من استطعت منهم بصوتك

"صوت" سے مراد آواز اور بے معنی چیز ہے جسے عموماً حیوانوں کو ابھارنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ پس شیطان کا آواز کے ساتھ تحریک کرنا اس کے پیروکاروں کو حیوانات کی مانند ہونا بتا رہی ہے۔

8_ ابلیس کے پاس سواروں اور پیادوں کا لشکر ہونا اور وسیع حد تک اور مختلف انداز کے مددگار ہونا۔
 وأجب عليهم بخيلك ورجلك

"خیل" گھوڑے کی اسم جمع ہے اور اس سے مراد سوار لشکر ہے اور "رجل" رجال کی اسم جمع ہے اور اس سے مراد پیادہ لشکر ہے۔

9_ ابلیس کے پاس تیزی سے عمل کرنے والی طاقت اور آہستہ مگر ڈنسنے مارنے والے عامل موجود ہیں۔
 وأجب عليهم بخيلك ورجلك

10_ ابلیس کے نرم نرم نغموں کا اثر نہ ہونے کی صورت میں اپنی تمام تر طاقتوں کو استعمال کرنا۔
 واستفزز ... وأجب

11_ ابلیس کا انسانی مال اور نسل کو حرام کاموں کی طرف کھینچنے کی کوشش اور ان کو اپنے مخصوص مقاصد کی

184

خاطر استعمال کرنا۔

وشاركهم فی الأموال والأولاد

12_ مال اور اولاد شیطان کے نفوذ کرنے اور انسانی لغزش کے دو اہم مواقع ہیں۔

وشاركهم فی الأموال والأولاد

13_ انسان کے لئے اپنے مال اور اولاد کو شیطانی حملہ سے محفوظ کرنے پر بہت زیادہ حساسیت کی ضرورت۔
 وشاركهم فی الأموال والأولاد

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے شیطانی نفوذ کا راستہ مال اور اولاد کو شمار کیا ہے۔ حقیقت میں یہ ایک خطرے کا اعلان اور خبردار کرنا ہے کہ وہ کوشش کرے تاکہ وہ دونوں شیطانی دخالت سے محفوظ رہیں۔

14_ انسان کو اپنے دام میں پھنسانے کے لئے وعدہ دینا اور آرزوئوں میں ڈالنا شیطانی چالیں ہیں۔
 وشاركهم ... وعدهم

15_ ابلیس اپنی تمام تر طاقت اور مختلف وسائل سے لوگوں کو منحرف کرنے کی کوشش کرتا ہے۔
 واستفزز ... بصوتك و جلب ... وشاركهم ... وعدهم

16_ شیطان کے تمام وعدے اور بشارتیں بے بنیاد اور فریب ہیں۔

وما یعدہم الشیطان إلا غرور

"غرور" فعل "غرّ" کا مصدر ہے جسکا مطلب فریب اور مکر ہے۔

17_ عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر (ع) قال: سألته عن شرك الشيطان قوله: "وشاركهم في الأموال والأولاد" قال: ما كان من مال حرام فهو شرك الشيطان ... ويكون مع الرجل حين يجامع فيكون (الولد) من نطفته ونطفة الرجل إذا كان حراماً (1) محمد بن مسلم روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام باقر (ع) سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "وشاركهم في الأموال والأولاد" میں شیطانی شرکت کے بارے میں پوچھا تو حضرت (ع) نے فرمایا وہ جو مال حرام ہے وہ شیطانی شرکت کا حصہ ہے اور جب بھی حرام جماع ہو تو شیطان مرد کے ساتھ ہوتا ہے وہ بچہ شیطان اور اس مرد کے نطفہ سے پیدا ہوتا ہے۔

18_ عن أبي عبد الله (ع) ... (فی قوله) "وشاركهم في الأموال والأولاد" ... قال: إن الشيطان ليحيى حتى يقعد من المرأة كما يقعد الرجل منها ويحدث كما يحدث وينكح كما ينكح قلت: بأي شيء يعرف ذلك؟ قال: بحبنا وبغضنا، من أحبنا كان من نطفة العبد ومن أبغضنا كان نطفة الشيطان (2)

.....

(1) تفسیر عیاشی ج 2، ص 299، ح 102_ بحار الانوار ج 101، ص 136، ح 5_
(2) کافی ج 5، ص 502، ح 2_ نور الثقلین ج 3، ص 183، ح 291_

185

امام صادق (ع) سے اس کلام الہی: "وشاركهم في الأموال والأولاد" کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: یہی شیطان خواتین پر سوار ہوتا ہے جس طرح مرد، ان پر سوار ہوتے ہیں۔ اور وہی کچھ ان سے کرتا ہے کہ جو کچھ مرد کرتے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ کس طرح یہ بات جانی جائے گی؟ حضرت (ع) نے فرمایا: ہماری محبت اور بغض کے حوالے سے جو بھی ہم سے محبت کرے وہ اپنے والد کے نطفہ سے ہے اور جو ہمارا بغض رکھے وہ شیطان کا نطفہ ہے۔"

19_ "قال الصادق (ع): من لم يبال وما قيل فيه فهو شرك شيطان، ومن لم يبال أن يراه الناس مسيئاً فهو شرك شيطان، ومن اغتاب أخاه المؤمن من غير ثرة بينهما فهو شرك شيطان، ومن شغف بمحبة الحرام وشهوة الزنا فهو شرك شيطان ... (1) امام صادق (ع) نے فرمایا: جسے یہ پرواہ نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے یا اس کے بارے میں کیا کہا جا رہا ہے اور وہ کہ جسے خوف نہ ہو کہ لوگ اسے گناہ کرنے کی حالت میں دیکھیں گے اور وہ جو اپنے مؤمن بھائی کی غیبت کرتا ہے بغیر اس کے کہ دونوں میں دشمنی ہو اور وہ کہ جس کے دل میں حرام کی محبت اور زنا کی شہوت پیدا ہو (یہ وہ امور ہیں کہ) شیطان ان میں اس کے ساتھ شریک تھا ..."

آرزو:

آرزو کے آثار 14

آوازیں:

آوازوں کے روحی آثار 5

آئمہ (ع) :

آئمہ (ع) کی ولایت کے آثار 18؛ آئمہ (ع) کے ساتھ کینہ کے آثار 18؛

ابلیس:

ابلیس کا اختیار 3؛ ابلیس کا گمراہ کرنا 2، 3؛ ابلیس کی آوازیں 4؛ ابلیس کی کوشش 10، 11، 15؛ ابلیس کی مہلت کی درخواست

کا قبول ہونا 3؛ ابلیس کے پیروکاروں کا بے اہم ہونا 7؛ ابلیس کے حدود تسلط 2؛ ابلیس کے گمراہ کرنے کی روش 1، 10،

11، 15؛ ابلیس کے دام 4؛ ابلیس کے سپاہیوں کی خصوصیات 9؛ ابلیس کے سپاہیوں میں تبدیلی 8

احساسات:

احساسات سے غلط فائدہ اٹھانا 1

انسان:

انسان کی خطائیں 12؛ انسان میں اثر لینے کی صلاحیت 5

حرام کام :

حرام کاموں کے ارتکاب کے اسباب 11

روایت : 17، 18، 19

شیطان:

.....

(1) من لایحضرہ الفقیہ ج 4 ، ص 299 ، ح 85 _ نور الثقلین ج 3 ، ص 183 ح 292 _

186

شیطان سے بچنا 6؛ شیطان کا گمراہ کرنا 6، 16 ؛ شیطان کی بشارتوں کا باطل 16؛ شیطان کے تسلط سے جنگ کرنا 13؛ شیطان کے دام 11، 12، 14؛ شیطان کے گمراہ کرنے کی روش 14؛ شیطان کے گمراہ کرنے کے اسباب 12؛ شیطان کے وعدوں کا باطل 6 ؛ شیطان کے وعدے 14؛ شیطان کی شرکت 17، 18، 19
فرزند:

فرزند کی حفاظت 13؛ فرزند کا کردار 12

کرامت:

کرامت سے محروم لوگ 7

مال:

مال کی حفاظت 13؛ مال کا کردار 12

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ وَكَفَى بِرَبِّكَ وَكِيلًا (٦٥)

بیشک میرے اصلی بندوں پر تیرا کوئی بس نہیں ہے اور آپ کا پروردگار ان کی نگہبانی کے لئے کافی ہے (65)

1_ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے، شیطان کے تسلط سے محفوظ ہیں۔

ان عبادی لیس لك علیہم سلطان

2_ اللہ تعالیٰ کے حقیقی بندوں پر تسلط کے لیے شیطان کی مختلف چالیں ناکام ہیں۔

واستغفر ... وا جلب علیہم ... وشاركہم ... وعدہم ... ان عبادی لیس لك علیہم سلطان

3_ شیطان کی پیروی، اللہ تعالیٰ کی عبودیت سے خارج ہونا ہے۔

ان عبادی لیس لك علیہم سلطان

کلمہ "عباد" کو "ی" متکلم کی طرف نسبت دینا شاید اس نکتہ کو بیان کر رہا ہو کہ نسل آدم (ع) سے ایسے لوگ بھی ہیں کہ

ابلیس جن پر تسلط نہیں رکھ سکے گا۔ یہ اس بات سے حکایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی انسان کو ابلیس کے تسلط سے

نجات دلاتی ہے اور شیطان کی پیروی انسان کو عبودیت کے وصف سے خارج کرتی ہے۔

4_ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبودیت، بہت بلند اور مستحکم مقام ہے۔

ان عبادی لیس لك علیہم سلطان

کلمہ "عبادی" کو کسی اور صفت کی جگہ استعمال کرنا اور یہ بتانا کہ شیطان ایسی صفات کے حامل لوگوں پر تسلط نہیں

پاسکتا مندرجہ بالا مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

5_ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبودیت، شیطان کی وسوسوں اور

187

لشکر کشیوں کے مد مقابل انسانوں کا بیمہ اور انہیں طاقت بخشنے والی ہے۔

لأحتنک ذریتہ ... ان عبادی لیس لك علیہم سلطان

6_ تمام انسانوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کے محفوظ بندوں کی تعداد کاکم ہونا۔

لأحتنک ذریتہ إلا قلیلاً ... ان عبادی لیس لك علیہم سلطان

- "ان عبادی لیس لك علیہم سلطان" اس جملہ "الاً قلیلاً" کو بیان کرنے کی مانند ہے۔ یعنی یہ کہ شیطان نے کہا: سوائے تھوڑے لوگوں کے سب کو گمراہ کرونگا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی کلام کے مستثنیٰ لوگوں کو بیان کیا ہے۔
- 7_ اللہ تعالیٰ کا سب لوگوں کے لئے کارساز اور حامی ہونا کافی ہے اس کے علاوہ کسی دوسرے کی ضرورت نہیں ہے۔
وکفی بربك وکیل
- 8_ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کو شیطانی وسوسوں اور فساد کے مد مقابل الہی حمایت (حفاظت اور کارساز ہونا) حاصل ہے۔
واستفزز من استطعت ... ان عبادی لیس لك علیہم سلطان وکفی بربك وکیل
- "وکفی بربك وکیلاً" عبارت "ان عبادی ..." کے لئے علت ہو سکتا ہے لہذا عبارت کا مطلب یہ ہوگا کہ: ابلیس اس لئے اللہ تعالیٰ کے بندوں پر تسلط نہیں پاسکتا چونکہ اللہ تعالیٰ ان کا ایسا حامی ہے جو ان کے لئے کافی ہے۔
- 9_ ابلیس کے تسلط سے محفوظ رہنے کے لئے لوگ اللہ پر توکل اور بھروسہ رکھنے کے محتاج ہیں۔
لیس لك علیہم سلطان وکفی بربك وکیل
- 10_ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے بندوں کی حمایت کرے۔
ان عبادی لیس لك علیہم سلطان وکفی بربك وکیل
- 11_ فقط اللہ تعالیٰ ہی انسانوں کو شیطانی تسلط اور نفوذ سے نجات دے سکتا ہے۔
لیس لك علیہم سلطان وکفی بربك وکیل
- 12_ پیغمبر (ص) کا اللہ تعالیٰ کی خصوصی ربوبیت کے تحت اور شیطانی تسلط اور نفوذ سے محفوظ ہونا۔
ان عبادی لیس لك علیہم سلطان وکفی بربك وکیل
- مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد اس نکتہ پر ہے کہ "ربك" میں "ك" سے مراد جیسا کہ مفسرین نے بھی احتمال دیا ذات پیغمبر اسلام (ص) ہو اس بناء پر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر شیطانی تسلط کی نفی کی ہے اس کے بعد بطور خاص پیغمبر (ص) کا ذکر کیا ہے مندرجہ بالا مطلب کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔
- 13_ "عن محمد الخزاعي قال: سمعت أبا عبد الله (ع) يذكر في حديث غدير خم انه لما قال النبي (ص) لعلی (ع) ما قال ... قال النبي (ص)"

188

: "... ان عبادی لیس لك علیہم سلطان ... " صرخ ابلیس صرخة فرجعت إليه العفاريت فقالوا: يا سيدنا ما هذه الصرخة ...؟ قال: والله من أصحاب علي (ع) ... (1) محمد خزاعي کہتے ہیں کہ: میں نے امام صادق (ع) سے سنا کہ وہ غدير خم کے واقعہ کے بارے میں فرما رہے تھے کہ: جب رسول اللہ (ص) حضرت علی (ع) کے ساتھ گفتگو کر رہے تھے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ہے: "ان عبادی لیس لك علیہم سلطان" کے بارے میں فرمایا اس وقت ابلیس نے چیخ ماری تو اس آواز سے غفريتوں نے اس کی طرف رجوع کیا اور کہا اے ہمارے سردار یہ چیخ کس لئے تھی تو ابلیس نے کہا: اللہ کی قسم علی (ع) کے اصحاب کی وجہ سے ...

ابلیس:

ابلیس سے بچنے کے اسباب 9; ابلیس کا تسلط 9

اللہ تعالیٰ (ص) (ع) :

اللہ تعالیٰ کی حمایتوں کا پیش خیمہ 10; اللہ تعالیٰ کی حمایتوں کا کافی ہونا 7; اللہ تعالیٰ کی حمایتیں 8; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت

12; اللہ تعالیٰ کے مختصات 7، 11; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار 10; اللہ تعالیٰ کی طرف سے نجات ملنا 11

اللہ تعالیٰ کے بندے:

اللہ تعالیٰ کے بندوں کا گمراہ نہ ہونا 2; اللہ تعالیٰ کے بندوں کا محفوظ ہونا 1; اللہ تعالیٰ کے بندوں کی حمایت 10

انسان:

انسان کی معنوی ضروریات 7، 9; انسان کے گمراہ نہ ہونے کے اسباب 5;

بے نیازی:

غیر خدا سے بے نیازی 7

توحید:

توحید افعالی 11

توکل:

توکل کے آثار 9

روایت : 13

شیطان:

شیطان سے بچنا 1، 5، 12؛ شیطان کا تسلط 12، 13؛ شیطان کا گمراہ کرنا 2؛ شیطان کی پیروی کے آثار 3؛ شیطان کے تسلط

سے نجات 11؛ شیطان کے وسوسے 1، 5

شیعہ:

شیعوں کا گمراہ نہ ہونا 13؛ شیعوں کے فضائل 13؛

عبودیت :

عبودیت کی اہمیت 1؛ عبودیت کے آثار 5؛ بودیت کے مقام کی قدر و قیمت 4

گمراہ نہ ہونے والے:

گمراہ نہ ہونے والوں کی تعداد کا کم ہونا 6

محمد (ص) :

محمد (ص) کی عصمت 12؛ محمد (ص) کامرہبی ہونا 12

مقرب:

189

مقرب لوگوں کا حامی 8؛ مقرب لوگوں کی تعداد کا گمراہ نہ ہونا 2؛ مقرب لوگوں کا محفوظ ہونا 1؛ مقرب لوگوں کا کم ہونا 6

محتاجی و احتیاجات :

اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج 7؛ توکل کی احتیاج 9

نافرمانی:

اللہ کی نافرمانی 3

رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفَلَكَ فِي الْبَحْرِ لَتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا (٦٦)

اور آپ کا پروردگار ہی وہ ہے جو تم لوگوں کے لئے سمندر میں کشتیاں چلاتا ہے تا کہ تم اس کے فضل و کرم کو تلاش

کر سکو کہ وہ تمہارے حال پر بڑا مہربان ہے (66)

1_ کشتیوں کی مسلسل حرکت اور ان پر جاری قوانین انسانی فائدہ کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا جلوہ ہے۔

رَبِّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفَلَكَ فِي الْبَحْرِ لَتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ

2_ زمین پر انسان کی تمام مادی ضروریات کو پورا کرنا اسی بات پر دلیل ہے کہ خداوند عالم قادر اور ان کی حمایت کے

ہے کافی ہے۔

وَكُفَىٰ بَرَكًا وَكَيْلًا رَبِّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفَلَكَ فِي الْبَحْرِ لَتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کافی اور نگہبان ہونے کے تذکرہ کے بعد یہ ذکر کیا ہے کہ وہ انسانی فائدوں

کی بناء پر کشتیوں کو حرکت میں لا تاہے، ہوسکتا ہے مندرجہ بالا نکتہ کو واضح کر رہا ہو۔

3_ انسان کے طبعی عطیات اور الہی نعمات کے حصول میں سمندروں اور کشتیوں کا اہم اور موثر کردار ہے۔

رَبِّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفَلَكَ فِي الْبَحْرِ لَتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ

4_ سمندروں میں مخفی طبعی نعمات، لوگوں کے لئے الہی فضل ہیں۔

رَبِّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفَلَكَ فِي الْبَحْرِ لَتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ

190

5_ طبیعت میں پوشیدہ موجودات کا مطالعہ انسان کو ربوبیت خدائے واحد کی طرف راہنمائی کرنے والا ہے۔

رَبِّكَ الذی یزجی لکم الفلک فی البحر لتبتغوا من فضلہ
 اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی ربوبیت کی طرف مائل کرنے کے لئے طبعی نعمات کی طرف توجہ دلائی ہے اس سے مندرجہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔

6_ انسان کے لیے خدائی نعمتوں کا سرچشمہ خدا کا فضل و بخشش ہے۔

رَبِّكَ الذی یزجی... لتبتغوا من فضلہ

7_ الہی نعمات اور وسائل سے صرف سعی اور کوشش کی صورت میں بہرہ مند ہوا جاسکتا ہے۔

رَبِّكَ الذی یزجی... لتبتغوا من فضلہ

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے سمندورنمیں اپنے فضل اور موجود وسائل سے فائدہ اٹھانے کو کلمہ "ابتغای" مطلوبہ چیز کے لیے سعی و کوشش سے بیان کر کے یہ بتایا ہے کہ وسائل سے فائدہ اٹھانے کے لئے کوشش اور تلاش ضروری ہے۔

8_ پروردگار چاہتا ہے کہ انسان سمندروں جیسے مظاہر طبیعت سے فائدہ اٹھانے اور اپنی روزی پانے کے لئے سعی اور کوشش کرے۔

رَبِّكَ الذی یزجی لکم الفلک فی البحر لتبتغوا من فضلہ

9_ اللہ تعالیٰ، انسان سے محبت اور رحم کرنے والا ہے۔

إِنَّكَ بِكُمْ رَحِيمٌ

10_ انسانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے طبعی نعمات کا آمادہ ہونا، اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کا تقاضا ہے۔

رَبِّكَ الذی یزجی لکم... إِنَّكَ بِكُمْ رَحِيمٌ

11_ اللہ تعالیٰ کی انسانوں کے لئے ربوبیت، اس کی وسیع رحمت کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔

رَبِّكَ... إِنَّكَ بِكُمْ رَحِيمٌ

اسماء وصفات:

رحیم 9

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کافضل 4; اللہ تعالیٰ کی حمایت کے دلائل 2; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت 5; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی خصوصیات 11; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات 1; اللہ تعالیٰ کی رحمت 9, 11; اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار 10; اللہ تعالیٰ کی قدرت کے دلائل 2; اللہ تعالیٰ کی نصے حثیں 8; اللہ تعالیٰ کے فضل کے آثار 6; اللہ تعالیٰ کے کافی ہونے کے دلائل 2

انسان:

انسان کی ضروریات کا پورا کرنا 2; انسانوں کا حامی 2; انسانوں کی حمایت 2; انسانوں کے فائدے 1

خلقت :

مخلوقات میں مطالعہ کے آثار 5

روزی:

191

روزی کے لئے کوشش 8

سمندر:

سمندروں سے فائدہ اٹھانا 8; سمندروں کے فوائد 3

کشتیاں :

کشتیوں کی حرکت کے آثار 1; کشتیوں کے فوائد 3

کوشش :

کوشش کے آثار 7

مادی وسائل:

مادی وسائل کا پخیمہ 7; پشمدادی وسائل کی بنیاد 10

معاش:

معاش کے پورا ہونے کی اہمیت 8

نعمت:

دنیاوی نعمتیں 4; سمندوری نعمتیں 4; نعمت سے فائدہ اٹھانے کا پیش خیمہ 7; نعمت کو حاصل کرنے کا پیش خیمہ 3; نعمت

کی بنیاد 6، 10; نعمتوں سے فائدہ اٹھانا 8

ہدایت:

ہدایت کے اسباب 5

تفسیر راہنما جلد 10

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِلَهُهُ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْنَاهُمْ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا (٦٧)

اور جب دریا میں تمہیں کوئی تکلیف پہنچی تو خدا کے علاوہ سب غائب ہو گئے جنہیں تم پکار رہے تھے اور پھر جب خدا نے تمہیں بچا کر خشکی تا پہنچا دیا تو تم پھر کنارہ کش ہو گئے اور انسان تو بڑا ناشکرا ہے (67)

1_ سمندری سفر کے خطرناک لمحات، انسان کے خدائے واحد کی طرف میلان، اس کی طرف متوجہ ہونے اور اس کے غیر کو بھول جانے کا پیش خیمہ ہیں۔

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِلَهُهُ

2_ زندگی کے مشکل اوقات اور وہ خطرناک لمحات کہ جن سے نجات کی کوئی امید باقی نہ رہے انسان کے اندر خدا کی طرف میلان کی فطرت کو بیدار کر دیتے ہیں۔

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ ... ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِلَهُهُ

192

بہت ساری مشکلات مینسے سمندر کی مشکلات کہ جس میں ممکن ہے کہ انسان پھنس جائے اس وجہ سے ہے کہ سمندر کی تلاطم خیز موجوں سے رہائی کی نجات ممکن نہیں ہے۔

3_ انسان خطرناک گرداب میں پھنس کر نہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا کرتا ہے بلکہ اسے ایسی واحد قدرت سمجھتا ہے کہ جو اس یقینی موت سے نجات دلا سکتی ہے۔

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِلَهُهُ

4_ دشوار لمحات میں غیر خدا قوتوں کی ناتوانی واضح ہو جاتی ہے اور ظاہری اسباب سے امید ختم ہو جاتی ہے۔

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ ... ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِلَهُهُ

5_ انسان فطرتی طور پر موت اور عدم سے بچتے ہیں اور بقا کے خواہش مند ہیں۔

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِلَهُهُ

اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا ہے کہ : جب انسان خطرے کو محسوس کرتے ہیں تو صرف اس کی طرف منہ کرتے ہیں تا کہ وہ انہیں موت سے نجات دلائے یہ اس چیز سے حکایت ہے کہ وہ بقاء کے خواہش مند اور موت سے گریز کرتے ہیں۔

6_ انسان موت جیسے خطرات لمحات سے نجات پانے کے بعد اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں اور حق سے منہ پھیر لیتے ہیں۔

فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْنَاهُمْ

7_ ان خطرات سے نجات کہ جن سے حتمی طور پر موت آتی ہے صرف اللہ تعالیٰ کی عنایت کی صورت میں ممکن ہے۔

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِلَهُهُ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ

- 8_ آسانشے اور امن ہونے کا احساس انسان کے نعمت کی ناشکری کی طرف میلان پیدا کرنے کا پیش خیمہ ہے۔
 فلما نجکم إلى البرّ أعرضتم وکان الإنسان کفور
 9_ انسان ناشکرا محض اور حق ناشناس موجود ہے۔
 وکان الإنسان کفور
 "کفور" مبالغہ کا صیغہ ہے کہ جو کفران نعمت میں مبالغہ کے لیے ہے (یعنی نعمت کو بھول جانا)
 10_ خطرات سے نجات پانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت، انسانی حق نہ جاننے والی شدید خصلت کی بناء پر ہے۔
 فلما نجکم إلى البرّ أعرضتم وکان الإنسان کفور
 جملہ "وکان الإنسان کفوراً" کہ جو انسانوں کی ایک عام سی خصلت بیان کر رہا ہے گذشتہ مطالب کی علت کے قائم مقام ہے۔

آسانشے:

193

آسانشے کے آثار 8

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نجات دینا 7; اللہ تعالیٰ کی عنایت کے آثار 7; اللہ تعالیٰ کے مختّات 7 ;
 امن:

امن کے آثار 8

انسان :

نسان کی صفات 9، 10; انسان کی فطرت 2; انسان کی ناشکری 9; انسان کی ناشکری کے آثار 10; انسانوں کی غفلت 6
 ایمان :

اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ایمان 3; اللہ تعالیٰ کے نجات دینے پر ایمان 3; توحید پر ایمان کاپیش خیمہ 1
 توحید :

توحید کا پیش خیمہ 3

حق:

حق سے دوری 6

حادثات :

حادثات سے نجات کی بنیاد 7

خطرہ:

خطرہ سے نجات کے آثار 6; 10;

ذکر :

اللہ تعالیٰ کے ذکر کا پیش خیمہ 3

زندگی:

زندگی میں مشکلات کے آثار 2

سختی :

سختی سے نجات کے آثار 6; سختی کے آثار 2;

سفر:

سمندری سفر میں خطرات کے آثار 1

غفلت :

امن کے وقت غفلت 6; خدا سے غفلت کا پیش خیمہ 6، 10; غیر خدا سے غفلت کا پیش خیمہ 1

فطرت:

خدا کی تلاش کی فطرت 2; فطرت کو متبہ کرنے کا پیش خیمہ 2، 3

قدرت:۔

غیر خدا کی قدرت کا بے اثر ہونا 4

مبتلا ہونا:

سختی میں مبتلا ہونے کے آثار 3، 4

موت:

موت سے فرار 5؛ موت سے نجات کی بنیاد 7

نامیدی:

طبیعی اسباب سے ناامیدی 4

ناشکری:

نعمت کی ناشکری کا پیش خیمہ 8

194

أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا (٦٨)
کیا تم اس بات سے محفوظ ہو گئے ہو کہ وہ تمہیں خشکی ہی میں دھنسا دے یا تم پر پتھروں کی بوجھار کر دے اور اس کے بعد پھر کوئی کارساز نہ ملے (68)

1_ خطرات اور مشکلات سے نجات پانے والے ناشکرے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا دیگر خطرات اور مہلکات میں گرفتار ہونے سے خبردار کرنا۔

فلما نجكم إلى البر أعرضتم ... أفأمنتم أن يخسف بكم

2_ ایک مقام ہلاکت سے انسان کی نجات، اس کے ہمیشہ الہی قہر سے نجات کی دلیل نہیں ہے۔

نجم إلى البر ... أفأمنتم أن يخسف بكم جانب البر

3_ زمین میندھنسنے یا سنگریزوں کے طوفان میں شکار ہونے کے امکان کی صورت میں ہمیشہ امن کا احساس کرنا فضول ہے۔

فلما نجكم إلى البر أعرضتم ... أفأمنتم أن يخسف بكم جانب البر أو يرسل عليكم حاصب

"خسف" فعل "خسف" کا مصدر ہے اور لغت میں دھنسنے کے معنی میں ہے۔ جبکہ "البر"، "بحر" (دریا) کے مد مقابل خشکی کے معنی میں ہے۔

4_ الہی نعمتوں کی ناشکری کرنے اور حق کی قدردانی نہ کرنے والے دنیاوی عذاب مثلاً زمین میں دھنسنے اور سنگریزوں کے طوفان میں پھنسنے کے خطرہ میں ہیں۔

وكان الإنسان كفوراً ... أفأمنتم أن يخسف بكم ... أو يرسل عليكم حاصب

5_ زمین اور طبیعت کے تمام مظاہر ارادہ الہی کے اجراء کے مقام ہیں۔

أفأمنتم أن يخسف بكم جانب البر أو يرسل عليكم حاصب

195

6_ موت لانے والے طبیعی حادثات انسانوں کو متوجہ کرنے والے وسیلہ اور ان کی تربیت کرنے والے اسباب میں سے ہیں۔

أفأمنتم أن يخسف بكم جانب البر أو يرسل عليكم حاصب

یہ کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو خطرات سے بچنے کے بعد خدا سے دور ہوجاتے ہیں خبردار کر رہا ہے کہ کبھی بھی امن و امان کا احساس نہ کرو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حادثات کی طرف توجہ ممکن ہے انسان کے متوجہ ہونے اور

تربیت پانے کے اسباب میں سے ہو۔

7_ انسان ہمیشہ سے طبیعی حادثات سے پیدا ہونے والے خطرات کی زد میں ہے۔

ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ إِلَّا إِيَّاهُ فَلَمَّا نَجَّكُمْ إِلَى الْبَرِّ ... أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا

8_ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور پناہ گاہ بھی طبعی حوادث سے آنے والی یقینی موت سے نجات نہیں دے سکتی۔
وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِلَاهَ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ... أَفَأَمْنُكُمْ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبُ الْبَرِّ أَوْ يَرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبٌ

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلی آیت میں فرمایا کہ انسان خطرات میں پڑنے کی صورت میں فقط اللہ تعالیٰ اور اس کی نجات دینے والی قدرت کی یاد مینہڑ جاتا ہے اور نجات پانے کے بعد بھول جاتا ہے۔ اور بعد والی آیت میں خبردار کیا گیا ہے کہ کبھی بھی امن کا احساس نہ کرو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف وہ ہے کہ جو انسان کو یقینی موت سے نجات دے سکتا ہے۔

9_ انسان موت لانے والے حوادث کے گرداب میں پھنسنے کے وقت اللہ تعالیٰ کے سوا اپنی نجات کے لئے کسی کو کارساز اور پناہ گاہ نہیں پاتا۔
ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلَ

10_ ہر حال (امن اور خطرہ کے حالات) میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حاکمیت پر توجہ کا ضروری ہونا۔
نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ... أَفَأَمْنُكُمْ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ... أَوْ يَرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلَ

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچنا 2; اللہ تعالیٰ کا انذار 1; اللہ تعالیٰ کے مختصات 8; اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے مقام اجرائی 5; اللہ تعالیٰ کی طرف سے نجات بخشی 8، 9

امن :

بے جا امن کا احساس 3

انسان :

انسانوں سختی میں ہونا 9

تنبیہ :

تنبیہ کے اسباب 6

تربیت :

196

تربیت کے اسباب 6

حادثات :

حادثات کا خطرہ 7; حادثات کا کردار 6

ذکر :

اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے ذکر کی اہمیت 10; اللہ کی قدرت کے ذکر کی اہمیت 10; اللہ کے ذکر کا پیش خیمہ 9
ڈرانا:

عذاب سے ڈرانا 1، 4; ہلاکت سے ڈرانا 1

زمین :

زمین کا کردار 5; زمین میں دھنسنے 3، 4

طبعی اسباب :

طبعی اسباب کا کردار 5

طوفان:

سنگریزوں کا طوفان 3

عذاب :

سنگریزوں کے طوفان کے ساتھ عذاب 4; عذاب کا خطرہ 4; عذاب کے وسائل 4

مصیبتیں:

طبیعی مصیبتوں سے نجات کی بنیاد 8؛ طبیعی مصیبتوں کا خطرہ 7؛ طبیعی مصیبتوں کا کردار 6؛ طبیعی مصیبتیں 3 موت:

موت سے نجات کا منشاء 8

ناشکری کرنے والے:

ناشکری کرنے والے کو ڈرانا 1؛ ناشکری کرنے والوں کی سزا 4

نجات پانے والے:

خطرے سے نجات پانے والوں کو ڈرانا 1

ہلاکت:

ہلاکت سے نجات کا محدود ہونا 2؛ ہلاکت کا خطرہ 3

أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا (٦٩)
یا اس بات سے محفوظ ہو گئے ہو کہ وہ دوبارہ تمہیں سمندر میں لے جائے اور پھر تیز آندھیوں کو بھیج کر تمہارے کفر کی بنا پر تمہیں غرق کر دے اور اس کے بعد کوئی ایسا نہ پاؤ جو ہمارے حکم کا پیچھا کر سکے (69)

1_ خطرہ سے رہائی پانے والے ناشکرے لوگوں کو دوبارہ اسی خطرہ میں گرفتار ہونے کے حوالے سے

197

اللہ تعالیٰ کا خبردار کرنا

أَمْ أَنْتُمْ أَنْ يَعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَى

2_ ناشکرے اور حق سے منہ پھیرنے والے لوگ کسی صورت اور شرائط میں بھی اللہ تعالیٰ کے دنیاوی عذاب سے سمندر اور خشکی میں امان میں نہیں ہیں۔

فَلَمَّا نَجَّكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ... أَمْ أَنْتُمْ أَنْ يَعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَى۔

3_ سمندر کے خطرہ سے نجات پانے والوں کا دوبارہ سمندری طوفان میں گھرنے اور غرق ہونے کا امکان۔
أَمْ أَنْتُمْ أَنْ يَعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَى

4_ حق سے دور انسان لمحہ بہ لمحہ تبدیل ہونے والے اور آرام و امن کے دلدادہ ہیں۔

أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يُخَسِفَ بَكُمْ ... أَمْ أَنْتُمْ أَنْ يَعِيدَكُمْ فِيهِ

مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ حق سے دور لوگ سمندر کی موجوں سے نجات پانے کے بعد اپنی چند روزہ آسائشے میں گم ہو گئے اور اللہ کی یاد سے غافل ہو گئے۔

5_ طوفانی اور توڑنے والی ہوائیں اللہ سے منہ پھیرنے والوں کے الہی عذاب کے اسباب میں سے ہیں۔

يَعِيدَكُمْ ... فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم بِمَا كَفَرْتُمْ

مصدر "قصف" سے قاصف کا معنی توڑنے والا ہے (مفردات راغب)

6_ مشکلات سے نجات کے بعد اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت، حق سے انکار اور کفران نعمت کا ایک نمونہ ہے۔
أَعْرَضْتُمْ ... فَيُغْرِقَكُم بِمَا كَفَرْتُمْ

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی یاد سے دوری کو "کفر" (کفر تم) سے تعبیر کیا ہے پس معلوم ہوا اللہ سے دوری اس سے کفر ہے۔

7_ اللہ تعالیٰ سے کفر، مصیبتوں کے وسیلہ سے سزا ہونے کا موجب ہے۔

فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم بِمَا كَفَرْتُمْ

8_ اللہ تعالیٰ کے خبردار کرنے کے باوجود عبرت حاصل نہ کرنے والوں کے لئے دنیاوی عذاب و ہلاکت میں مبتلا ہونے کا امکان ہے۔

فَلَمَّا نَجَّكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ... أَمْ أَنْتُمْ أَنْ يَعِيدَكُمْ فِيهِ ... فَيُغْرِقَكُم بِمَا كَفَرْتُمْ

9_ اللہ تعالیٰ، انسان کے خطرات میں قدم رکھنے کے قصد کے اسباب اور پیش خیمہ کو وجود میں لاتا ہے۔

أَمْ أَنْتُمْ أَنْ يَعِيدَكُمْ فِيهِ ... يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ

فعل متعدی "يعيد" اور "يرسل" کا آنا اور اس کا فاعل "اللہ تعالیٰ" ہونا اس بات کی حکایت کر رہا ہے کہ انسان کے خطرہ کی

طرف بڑھنے کا پیش خیمہ اللہ تعالیٰ فراہم کرتا ہے۔
10_ انسان کا عقیدہ اور عمل اس کے خطرات اور مقامات ہلاکت میں پڑنے میں اہم اور موثر کردار ادا کرتے ہیں۔

198

فیغرقم بما کفرتم

- 11_ اللہ تعالیٰ کے عذاب میں ہلاک ہونے والے کوئی حامی اور قصاص لینے والے نہیں پائیں گے۔
فیغرقم بما کفرتم تم لا تجدوا لکم علینا بہ تبیع
"تبیع" تبیع سے ہے۔ اس سے مراد پیچھے آنا یا پیچھا کرنا ہے۔ اس عبارت سے مراد یہ ہے کہ کوئی ایسا نہ ہوگا کہ جو ان کی ہلاکت کے حوالے سے پیچھا کرے گا اور ان سے دفاع کرے گا۔
12_ غیر خدا، اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ارادہ کے مقابلہ کرنے پر ناتوان۔
تم لا تجدوا لکم علینا بہ تبیع
13_ اللہ تعالیٰ کسی کے مد مقابل جواب دہ نہیں ہے اور نہ کوئی اس سے پوچھ گچھ کرنے والا ہے۔
فیغرقم بما کفرتم تم لا تجدوا لکم علینا بہ تبیع
یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کسی کو نہ پانوں گے کہ جو اللہ سے دوری کرنے والوں کے فائدہ کی خاطر اللہ کے خلاف قدم اٹھائے اس کناہ کا احتمال ہے کہ اللہ سے پوچھ گچھ کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ اور ذمہ داری 13; اللہ تعالیٰ سے پوچھنا 13; اللہ تعالیٰ سے دوری 6; اللہ تعالیٰ کی قدرت 12; اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی حاکمیت 12; اللہ تعالیٰ کے افعال 9; اللہ تعالیٰ کے ڈراوے 1; اللہ تعالیٰ کے ساتھ احتجاج 13; اللہ تعالیٰ کے مختصات 12
اللہ تعالیٰ سے دوری اختیار کرنے والے :
اللہ تعالیٰ سے دوری اختیار کرنے والے لوگوں کی سزا 5
انسان:

انسان کا اختیار 9; انسان کے عبرت حاصل نہ کرنے کے آثار 8

حق:

حق سے دور لوگوں کی سزا 2; حق قبول نہ کرنے والوں کو عذاب 2; حق قبول نہ کرنے والوں کی دنیاوی سزا 2
ڈراونا:

عذاب سے ڈراونا 2; ہلاکت سے ڈراونا 1

سزا:

سزا کے اسباب 7; سزا کے وسیلے 5، 7; مصیبتوں کے ساتھ سزا 7

عذاب :

اہل عذاب کا بے یارو مددگار ہونا 11; دنیاوی عذاب کے اسباب 7; طوفان کے ساتھ عذاب 3; عذاب کا پیش خیمہ 8; عذاب کا خطرہ 2

عقیدہ:

عقیدہ کے آثار 10

عمل :

عمل کے آثار 10

غفلت:

اللہ تعالیٰ سے غفلت کے آثار 6

قدرت:

199

غیر خدا کی قدرت کی نفی 12
 اللہ تعالیٰ کے کام کرنے والے 5:
 کفر:
 کفر کی علامات 6; کفر کے آثار 7
 مصیبتیں:
 طبعی مصیبتوں کا کردار 7
 ناشکری:
 نعمت کی ناشکری کی علامات 6
 ناشکری کرنے والے :
 ناشکری کرنے والوں کو دنیاوی سزا 2; ناشکری کرنے والوں کو عذاب 2; ناشکری کرنے
 والوں کی آسائشے طلبی 4; ناشکری کرنے والوں کی صفات 4
 نجات پانے والے:
 خطرے سے نجات پانے والوں کا غرق ہونا 3; خطرے سے نجات پانے والوں کو ڈراونا 1; خطرے سے نجات پانے والوں
 کے عذاب کا امکان 3
 ہلاکت:
 دنیاوی ہلاکت کا پیش خیمہ 8; ہلاکت کی بنیاد 9; ہلاکت کے اسباب 10
 ہوائیں :
 ہوائوں کا کردار 5

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا (٧٠)
 اور ہم نے بنی آدم کو کرامت عطا کی ہے اور انہیں خشکی اور دریاؤں میں سواریوں پر اٹھایا ہے اور انہیں پاکیزہ رزق
 عطا کیا ہے اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سوں پر فضیلت دی ہے (70)

1_ تمام انسانوں (خواہ مؤمن خواہ غیر مؤمن) کے پاس اللہ کی عطا شدہ کرامت و منزلت ہے _
 ولقد کرّمنا بنی آدم
 2_ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کو مخصوص قدر عطا کرنے کی خاص عنایت _
 ولقد کرّمنا بنی آدم

200

3_ انسان کا اپنی الہی کرامت و مقام پر توجہ موجب بنتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری سے پرہیز کرے _
 فیغرقکم بما کفرتم ... ولقد کرّمنا بنی آدم
 موت کے خطرہ سے رہائی پانے کے بعد الہی نعمتوں کی ناشکری کرنے والوں کے ماجرہ کو ذکر کرنے کے بعد انسان کی
 کرامت کا ذکر ، ہوسکتا ہے ان کے لئے مذمت ہو اور انسان کو یہ توجہ دلائے کہ انسانی کرامت اس کے ناشکری سے
 اجتناب کے باعث ہے _
 4_ تمام انسان ایک نسل اور آدم کی اولاد ہیں _
 ولقد کرّمنا بنی آدم
 5_ اللہ تعالیٰ انسان کے لئے خشکی اور سمندروں میں حرکت کے امکانات اور مواقع کو فراہم کرنے والا _
 وحملنہم فی البرّ والبحر
 6_ انسانوں کی سمندر اور خشکی میں سیروسیاحت پر قدرت، اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کی تکریم کا جلوہ ہے _
 ولقد کرّمنا بنی آدم وحملنہم فی البرّ والبحر
 مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ احتمال ہے کہ "وحملنہم" میں واو(و) عطف تفسیر ہو جو "کرّمنا" کو بیان رہی ہو یعنی ہم نے
 انسانوں کو سمندر اور خشکی میں سیر وسیاحت کے وسائل فراہم کر کے ان کی تکریم کی ہے _

- 7_ اللہ تعالیٰ کا انسانوں کو کرامت انسانی، سمندروں اور خشکی میں معاش کے ذخیرہ سے بہرہ مند کر کے احسان کرنا۔
ولقد کرّمنا بنی آدم وحملناہم ... ورزقناہم من الطیبیت
- 8_ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پاک و پاکیزہ اور مناسب روزی عطا کی ہے۔
ولقد کرّمنا بنی آدم ... ورزقناہم من الطیبیت
- "طیب" اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو انسانی حواس اور جان کے لئے لذت بخش ہو۔ (مفردات راغب) یہاں اس سے مراد انسانی طبیعت کے مناسب روزی ہے۔
- 9_ انسانوں کا پاک و پاکیزہ اور مناسب روزی کا حامل ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی تکریم کا جلوہ ہے۔
ولقد کرّمنا بنی آدم ... ورزقناہم من الطیبات
- یہ کہ "ورزقناہم" میں واو تفسیر اور اللہ تعالیٰ کی انسان کے لئے نوع اور مصداق تکریم بیان کرنے کے لئے ہو تو مندرجہ توجہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔
- 10_ طبیعت پر مسلط ہونے اور اس سے فائدہ اٹھانے کے وسائل اور مواقع کا الہی ہونے پر انسان کی توجہ ضروری ہے۔
کرّمنا ... وحملناہم ... ورزقناہم ... وفضلناہم

201

- "جمع متکلم" کا تکرار اور انسانی کاموں کو اللہ کی طرف نسبت دینا شاید اس لئے ہو کہ وہ چاہتا ہے کہ انسان ان کے الہی ہونے پر توجہ کرے۔
- 11_ پاکیزہ روزی انسان کے فائدہ اٹھانے کے لئے ہے اس میں بلا وجہ زہد نہیں کرنا چاہئے
ورزقناہم من الطیبات
- 12_ صرف پاک و پاکیزہ روزی اور الہی عطا شدہ رزق ہی پسندیدہ ہے۔
ورزقناہم من الطیبات
- مندرجہ بالا مطلب کی اساس "من" کا بیان کے لئے ہونا ہے
- 13_ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو جہان کی بہت سی مخلوقات پر خاص امتیاز اور ربڑی فضیلت بخشی ہے۔
وفضلناہم علی کثیر ممن خلقنا تفضیل
- اہل لغت کی نظر میں فعل "فضل" کو مفعول مطلق "تفضیلا" کے ساتھ استعمال کرنے سے مراد، کسی چیز کو ممتاز کرنا اور کسی خصلت سے خاص کرنا ہے۔ (قاموس المحیط) اور فضیلت کا بڑا ہونا۔ "تفضیلا" کے نکرہ ہونے سے سمجھا گیا ہے جو تعظم و عظمت پر دلالت کر رہا ہے۔
- 14_ کائنات میں انسان کے برابر یا اس سے برتر مخلوقات کا وجود۔
وفضلناہم علی کثیر
- 15_ کائنات میں انسان کے علاوہ باشعور مخلوقات کا وجود۔
وفضلناہم علی کثیر ممن خلقن
- کلمہ "من" جو کہ ذوی العقول کے لئے اور باشعور موجودات کے لئے آتا ہے۔ اس کا لانا اور "ما" کا نہ لانا مندرجہ بالا نکتہ پر دلالت کرتا ہے۔
- 16_ کائنات کے تمام موجودات پر انسانوں کی برتری اور فضیلت۔
وفضلناہم علی کثیر
- "کثیر" یہاں "تمام" اور اللہ تعالیٰ کی فراوان مخلوقات کے معنی میں ہے۔ جیسا کہ لغت میں "کثیر" جمع کے معنی میں بہت استعمال ہوا ہے۔ (مجمع البیان)
- 17_ انسان تمام موجودات کے ساتھ اپنے مشترکات میں فضیلت اور برتری کا حامل ہے۔
وفضلناہم علی کثیر ممن خلقنا تفضیل
- احتمال ہے کہ "کرّمنا" اور "فضلنا" جو کہ دونوں انسانی توصیف کے لئے ہیں ان میں تفاوت ہو کرامت، انسان کے لئے ذاتی اور خصوصی صفت ہو جبکہ فضیلت ایسی چیز ہے کہ موجودات میں ہے لیکن ایک ان میں سے برتری سکھتی ہے۔
- 18_ عن علی بن محمد (الہادی) (ع) : ... ان معناه (صحة الخلقة) کمال الخلق للإنسان وکمال الحواس وثبات العقل والتمییز وإطلاق اللسان بالنطق وذلك قول الله "ولقد کرّمنا بنی آدم وحملناہم فی البر والبحر ورزقناہم من الطیبات وفضلنا علی کثیر ممن

خلقنا تفضيلاً" فقد ا خبر عزوجل عن تفضيله بنى آدم على سائر خلقه ... (1)
امام على بن محمد (بادي (ع)) سے روایت ہوئی ہے کہ

.....

(1) تحف العقول ص 470، رسالہ امام بادی (ع) بحار الانوار ج 5، ص 77، ح 1_

202

بلاشبہ "صحة الخلقة" سے مراد انسان کی تخلیق اور اس کے حواس کا کامل ہونا اور اس کی عقل اور قدرت تشخیص کا برقرار ہونا اور اس کی زبان کا گویا ہونا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے کہ وہ فرما رہا ہے "ولقد کرّمنا بنى آدم وحملنا ہم فی البرّ ولبحر ورزقناہم من الطیبات وفضلنا ہم علی کثیر ممن خلقنا تفۃ ضلاً" پس بتحقیق اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ (کیسے) انسان کو تمام مخلوقات پر برتری بخشی ہے ...

19_ عن أبی جعفر (ع) فی قوله : تعالیٰ : "وفضلنا ہم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلاً" قال : خلق کل شی منکباً غیر الإنسان خلق منتصباً (1) امام باقر علیہ السلام سے تعالیٰ کے اس کلام "فضلنا علی کثیر ممن خلقنا تفضیلاً" کے بارے میں روایت ہوئی کہ انہوں نے فرمایا : تمام موجودات (حیوانات) ہاتھ اور پائوں پر چلتے ہیں اور ان کا منہ زمین کی طرف ہے جبکہ انسان ایسا نہیں ہے بلکہ سیدھا خلق کیا گیا ہے۔

آدم (ع) :

آدم (ع) کی نسل 4

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کا احسان 7 : اللہ تعالیٰ کی رازقیت 8 : اللہ تعالیٰ کی روزی 12 : اللہ تعالیٰ کی عطا 2، 8 : اللہ تعالیٰ کے افعال 5

انسان :

انسان پر احسان 7 : انسان کی برتری 13، 16، 17 : انسان کی تکریم 2، 7، 18 : انسان کی تکریم کی بنیاد 1 : انسان کی تکریم کی علامات 6، 9 : انسان کے اسلاف 4 : انسان کے فضائل 1، 2، 13، 16، 17، 18، 19 : انسانوں کی معاش کا پورا ہونا 7 : انسان کے مقامات 3

حرکت :

حرکت کی بنیاد 5

حمل ونقل :

زمینی حمل ونقل کے وسایل 5 : سمندری حمل ونقل کے وسائل 5

سمندر :

سمندر ذخائر 7

ذکر :

کرامت انسان کے ذکر کے آثار 3 : نعمت کے ذکر کی اہمیت 10

روایت : 18، 19

روزی :

پاکیزہ روزی 8، 9، 13 : پاکیزہ روزی سے فائدہ اٹھانا 11 : پسندیدہ روزہ 12 : روزی کا سرچشمہ 8

زہد :

بلاوجہ زہد کی مذمت 11

سفر :

سمندری سفر 6 : زمینی سفر 6

.....

(1) تفسیر عیاشی ج 2، ص 302، ح 113_ نور الثقلین ج 3، ص 118، ح 315_

203

طبیعت:

طبیعت پر حاکمیت کی بنیاد 10؛ طبیعت سے فائدہ اٹھانے کے وسائل 10

موجودات:

باشعور موجودات 15؛ برتر موجودات 14؛ موجودات کی اقسام 6

ناشکری:

نعمت کی ناشکری سے پرہیز 3

تفسیر راہنما جلد 10

يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَاولئك يَفْرُوْنَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيلاً (٧١)
قیامت کا دن وہ ہوگا جب ہم ہر گروہ انسانی کو اس کے پیشوا کے ساتھ بلائیں گے اور اس کے بعد جن کا نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ اپنے صحیفہ کو پڑھیں گے اور ان پر ریشہ برابر ظالم نہیں ہوگا (71)

1_ تمام انسانوں سے روز قیامت ان کے کردار اور اعمال کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔

یوم ندعوا کل اناس اے امامہم

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمام لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ روز قیامت بلایا جائے گا اور نیز یہ بھی فرمایا کہ جن کے دائیں ہاتھوں میں نامہ اعمال ہوگا انہیں بھی بلایا جائے گا ... سے معلوم ہوا سب کی باز پرس ہوگی۔

2_ قیامت اور اس دن لوگوں اور ان کے اماموں کا حاضر ہونا ایسا دن ہے کہ جسے یاد رکھنا چاہئے۔

یوم ندعوا کل اناس اے امامہم

مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ "یوم" فعل محذوف "اذکر" کی وجہ سے منصوب ہو اور "بامامہم" میں با مصاحبت کے لئے ہو۔

3_ قیامت تمام نسلوں اور لوگوں کے تمام گروہوں کو ان کے ائمہ کے ہمراہ بلانے کا دن ہے۔

یوم ندعوا کل اناس اے امامہم

4_ انسانوں کو ان کے اماموں کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے گا۔

یوم ندعوا کل اناس اے امامہم

مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ احتمال ہے کہ آیہ

204

"ندعوا کل اناس بامامہم" سے مراد، لوگوں کو ان کے ائمہ کے ناموں کے ساتھ بلانا مقصود ہو۔

5_ امتوں کی تقدیر میں ائمہ اور رہبروں کا اہم کردار۔

یوم ندعوا کل اناس اے امامہم

لوگوں کے گروہوں میں امتوں کے اعمال کی جانچ پڑتال کرنے اور جواب دہ ہونے کے لئے رہبوں کو معین کیے جانے سے مندرجہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔

6_ دنیا کے تمام لوگ (خواہ نیک خواہ بد) ناگزیر ہیں کہ مخصوص امام یا رہبر رکھیں اور اس کی پیروی کریں۔

یوم ندعوا کل اناس اے امامہم

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : تمام لوگوں کو ان کے اماموں کے ساتھ بلایاجائے گا اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں سب لوگوں کے امام ہیں۔

7_ انسان نیک عاقبت کے حصول کے لئے مکمل ہوشیاری سے صالح اور شائستہ ائمہ کی اتباع میں رہیں۔
یوم ندعوا کل أناس إمامهم

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کی یوں توصیف کی ہے کہ تمام لوگوں کو ان کے اماموں کے نام سے بلایاجائے گا۔ یہ ایک قسم کا خبردار کرنا ہے کہ وہ متوجہ رہیں کہ کس کے پیچھے چل رہے ہیں۔

8_ تمام انسان، اپنے رب پر چننے اور ان کی اتباع کرنے میں جواب دہ ہیں۔
یوم ندعوا کل أناس إمامهم

9_ انسان اپنے دنیاوی اعمال کو روز قیامت ایک تحریر شدہ مجموعہ کی صورت میں حاصل کریں گے۔
فمن أوتی کتابہ بیمینہ

10_ روز قیامت انسانوں کا محاکمہ، دلائل اور لکھی ہوئی سند کی بناء پر ہوگا۔
ندعوا ... فمن أوتی کتابہ بیمینہ

11_ بعض انسان قیامت میں حاضر ہونے کے بعد اپنے نامہ اعمال کو اپنے دائیں ہاتھ سے وصول کریں گے۔
یوم ندعوا ... فمن أوتی کتابہ بیمینہ

12_ قیامت کے روز دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال کا آنا نیک عاقبت اور سعادت کی علامت ہے۔
فمن أوتی کتابہ بیمینہ فا ولئک یقرء و ن کتابہم ولا یظلمون فتیل

13_ سعادت مند لوگ روز قیامت اپنا نامہ اعمال بہ نفس نفیس دیکھیں گے۔
فمن أوتی کتابہ بیمینہ فا ولئک یقرء ن کتابہم

14_ سعادت مند لوگوں کے اعمال کے حساب اور انکی اخروی جزاء میں معمولی سا ظلم اور ناانصافی نہ ہوگی۔
فمن أوتی کتابہ بیمینہ ... ولا یظلمون فتیل

15_ اخروی سزا اور جزا کے نظام پر قانون عدل کی حکمرانی پر توجہ، انسانوں کو اچھے اعمال و کردار کہ جن کا ثواب ہو، ادا کرنے پر مائل کرتی ہے۔

205

فمن أوتی کتابہ بیمینہ ... ولا یظلمون فتیل

یہ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کے اپنے جزا دینے کے نظام کو لوگوں پر واضع کر رہا ہے یہ ہوسکتا ہے اس لئے ہو کہ لوگ اسے اعمال کی طرف مائل ہوں کہ جن سے الہی جزاء مل جاتی ہو۔

16_ عن الأصبع بن نباتہ قال: ... عمرو بن حریث فی سبعة نفر ... إذخرج علیہم صبّ فصادوه فاخذہ عمرو بن حریث فنصب کفہ وقال: بايعوا هذاأمیر المؤمنین فبايعه السبعة وعمر وثامنهم ... فقدما المدائن یوم الجمعة وأمیر المؤمنین (ع) یخطب ... فقال: ...

"یوم ندعوا کل أناس إمامهم" وانی اقسام لکم باللہ لیبعثن یوم القيامة ثمانية نفریدعون لإمامهم وبو صبّ ... (1)
اصبع بن نباتہ سے روایت ہوئی کہ اس نے کہا ... عمرو بن حریث سات نفر کے ساتھ تھا انہیں ایک چھپکلی نظر آئی انہوں نے اسے شکار کیا تو عمرو بن حریث نے شکار اٹھا کر اس پر ہاتھ پھیرا اور کہا آؤ یہ امیر المؤمنین ہے اسکی بیعت کریں تو سات افراد نے بیعت کی اس کے بعد عمرو بن حریث جو اٹھواں نفر تھا اس نے بیعت کی ... پس وہ روز جمعہ مدائن میں داخل ہوئے کہ حضرت علی (ع) خطبہ دے رہے تھے ... تو انہوں نے فرمایا : "یوم ندعوا کل أناس إمامهم" میں تمہارے لئے اللہ کی قسم اٹھاتا ہوں کہ جب قیامت بپا ہوگی تو آٹھ نفر اپنے اپنے امام کے ساتھ بلائے جائیں گے کہ جن کا امام چھپکلی ہوگی۔

17_ عن بشیر الدہان عن أبی عبد اللہ (ع) قال: ا نتم واللہ علی دین اللہ ثم تلا"یوم ندعوا کل أناس إمامهم " ثم قال: علی إمامنا ورسول اللہ (ص) إمامنا ... (2)

بشیر دہان کہتے ہیں کہ: امام صادق (ع) نے فرمایا : خدا کی قسم تم لوگ دین خدا پر ہو پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی "یوم ندعوا کل أناس إمامهم" پھر فرمایا علی (ع) اور رسول اللہ (ص) ہمارے امام ہیں۔

18_ (ورد علی الحسن بن علی (ع) ...) رحل یقال له بشر بن غالب فقال یابن رسول اللہ (ص) ا خبرنی عن قول اللہ عزوجلّ "یوم ندعوا کل أناس إمامهم" قال : إمام دعا إلی ہدی فا جابوہ إلیہ وإمام دعا إلی ضلالة فا جابوہ إلیہا ... (1)

ایک شخص کہ جسے بشر بن غالب کہا جاتا تھا وہ (امام حسین (ع) کی خدمت میں حاضر ہوا اور) کہنے لگا: اے فرزند رسول مجھے بتائیں کہ اللہ کے اس کلام "یوم ندعوا کل اناس إلیٰ مامہم" سے کیا مراد ہے؟ حضرت (ع) نے فرمایا: وہ امام کہ جو ہدایت کی طرف دعوت کرتا ہو تو ایک گروہ اس کی دعوت پر لبیک کہتا ہے اور وہ امام کہ جو گمراہی کی طرف دعوت کرتا ہے تو ایک گروہ اس کی دعوت پر بھی لبیک کہتا ہے۔

.....

- (1) خصال صدوق ج 2 ص 644، ح 26_ نورالثقلین ج 3، ص 190، ح 327_
- (2) تفسیر عیاشی ج 2، ص 303، ح 120_ نورالثقلین ج 3، ص 194، ح 344_
- (3) امالی صدوق ص 121، ح 1، مجلس 30_ نورالثقلین ج 3، ص 192، ح 335_

206

19_ عن أبي عبد الله (ع) قال: لا تترك الأرض بغير إمام يحلّ حلال الله وحرّم حرامه وهو قول الله "يوم ندعوا كل أناس إلیٰ مامہم" ... (1)

امام صادق (ع) سے روایت ہوئی کہ آپ (ع) نے فرمایا: کہ زمین ایسے امام کے بغیر کہ جو حلال خدا کو حلال اور حرام خدا کو حرام شمار کرتا ہو چھوڑی نہیں جائے گی۔ یہ اللہ کا کلام ہے کہ فرماتا ہے "یوم ندعوا کل اناس بامامہم" 20_ عن أبي عبد الله (ع) ... إذا كان يوم القيامة يدعى كل إمامه الذي مات في عصره فإن أثبتة أعطى كتابه بيمينه لقوله "يوم ندعوا كل أناس إلیٰ مامہم فمن أوتى كتابه بيمينه" (2)

امام صادق (ع) سے روایت ہوئی کہ آپ (ع) نے فرمایا: جو جس امام کے زمانہ میں مرجائے گا قیامت کے روز اسی امام کے ہمراہ بلایا جائے گا۔ پس اگر وہ اس امام کی اطاعت میں ثابت قدم ہو تو نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یوم ندعوا کل اناس بامامہم فمن أوتى كتابه بيمينه"

21_ عن عبد الله بن علي قال: سمعت أبا عبد الله (ع) يقول: ... السامع المطيع لأحجة عليه وإمام المسلمين تمت حجتہ وإحتجاجہ يوم يلقى الله لقول الله "يوم ندعوا كل أناس إلیٰ مامہم" (3)

عبداللہ علی کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق (ع) سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ: سننے والے اور اطاعت کرنے والے انسان کے لیے روز قیامت کوئی حجت نہیں چونکہ امام مسلمین نے اس کی دلیل اور احتجاج کو مکمل کر دیا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "یوم ندعوا کل اناس إلیٰ مامہم"

22_ عن أبي جعفر (ع): ... ما المؤمن فيعطى كتابه بيمينه قال الله عز وجل: ... من أوتى كتابه بيمينه فأولئك يقرؤن كتابهم" (4)...

امام باقر (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ: ... مؤمن کے دائیں ہاتھ میں اس کا نامہ اعمال دیا جائے گا" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "من أوتى كتابه بيمينه فأولئك يقرؤن كتابهم ..."

اصحاب یمین:

اصحاب یمین کا اچھا انجام 12؛ اصحاب یمین کا اخروی حشر 20؛ اصحاب یمین کا نامہ اعمال 11؛ اصحاب یمین کی سعادت

12؛ روز قیامت اصحاب یمین 11

اطاعت:

رہبر کی اطاعت 6

امام علی (ع):

.....

- (1) تفسیر عیاشی ج 2، ص 303، ح 119_ نورالثقلین ج 3، ص 194، ح 343_
- (2) تفسیر عیاشی ج 4، ص 302، ح 115_ نورالثقلین ج 3، ص 193، ح 340_
- (3) تفسیر عیاشی ج 2، ص 303، ح 122_ تفسیری برہان ج 2، ص 430، ح 16_
- (4) کافی ج 2، ص 32، ح 1_ نورالثقلین ج 3، ص 195، ح 348_

207

امام علی (ع) کی رہبری 17
 امتیں:
 امتوں کی تقدیر میں موثر اسباب 5
 انجام:
 اچھے انجام کی علامات 12; اچھے انجام کے اسباب 7
 انسان:
 انسانوں کا اخروی حشر 3; انسانوں کی اخروی بازپرس 1; انسان کی ذمہ داری 8; انسانوں کے اخروی بازپرس کا قانون کے مطابق ہونا 10
 جزائ:
 جزا میں عدالت 14، 15
 حساب و کتاب:
 آخرت کے حساب و کتاب میں عدالت
 ذکر:
 اللہ کی عدالت کے ذکر کے آثار 15; حشر کے ذکر کی اہمیت 2; رہبروں کے حشر کا ذکر 2; قیامت کے ذکر کی اہمیت 2
 روایت: 16، 17، 18، 19، 20، 21، 22
 رہبر:
 رہبروں کا اخروی کردار 4; رہبروں کا کردار 7; رہبروں کی پیروی کی اہمیت 8; رہبروں کے انتخاب کی اہمیت 8; صالح رہبر ونکی اہمیت 7
 رہبری:
 رہبری کا اخروی کردار 16، 17، 20، 21; رہبری کا حجت تمام کرنا 21; رہبری کا کردار 5، 18، 19; رہبری کی اہمیت 5، 6، 19
 سزا:
 سزا میں عدالت 15
 سعادت:
 اخروی سعادت کی علامات 12
 سعادت مند لوگ :
 سعادت مند لوگوں کا نامہ اعمال 13; سعادت مند لوگوں کی اخروی بازپرس 14; سعادت مند لوگوں کی اخروی جزا 14;
 قیامت کے روز سعادت مند لوگ 13
 عمل:
 پسندیدہ عمل کا پیش خیمہ 15; عمل کا تحریر ہونا 9;
 قیامت:
 قیامت کی خصوصیات 2، 3، 9; قیامت میں باز پرس 1; قیامت میں حشر 3; قیامت میں گروہ ہونے کا معیار 4; قیامت میں نظام جزا 15
 مؤمنین :
 مؤمنین کا نامہ اعمال 22
 نامہ اعمال:
 نامہ اعمال کا دائیں ہاتھ میں ہونا 12; نامہ اعمال کا قیامت میں ہونا 9، 10، 11، 12، 22; نامہ اعمال کا مطالعہ 13

اور جو اسی دنیا میں اندھا ہے وہ قیامت میں بھی اندھا اور بھٹکا ہوا رہے گا (72)

- 1_ اندھے دل لوگ دنیا اور آخرت میں اندھے اور گمراہ ہونگے۔
ومن كان في بذه اعمى فهو في الآخرة اعمى وأضلّ سبيل
 - 2_ انسان کی اخروی اور حقیقی شخصیت اس کی دنیاوی شخصیت کا رد عمل ہے۔
ومن كان في بذه اعمى فهو في الآخرة اعمى
 - 3_ دنیا میں گمراہ لوگ آخرت میں اس سے بڑھ کر گمراہ ہونگے۔
ومن كان في بذه اعمى فهو في الآخرة اعمى وأضلّ سبيل
 - 4_ انسانوں کی آخرت میں نیک اور بد عاقبت ان کی دنیاوی عقیدہ اور عمل کے تابع ہے۔
ومن كان في بذه اعمى فهو في الآخرة اعمى وأضلّ سبيل
 - 5_ حق کے منکر میدان آخرت میں حیران اور سرگردان ہونگے۔
ومن كان في بذه اعمى... أضلّ سبيل
 - 6_ انسان کی معرفت کے حوالے سے وسائل اور امکانات کی قدر و قیمت ان کے راہ حق میں استعمال کرنے کی بناء پر ہے۔
ومن كان في بذه اعمى فهو في الآخرة اعمى
- یہ کہ اللہ تعالیٰ نے دیکھنے والے انسان کو درست نظریہ نہ ہونے کی بناء پر "اعمى" کہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنکھ بعنوان وسیلہ معرفت اس وقت قدر و قیمت کی حامل ہوگی کہ جب راہ حق میں استعمال ہو۔
- 7_ عن أبي جعفر (ع) فی قول الله عزّوجلّ: "ومن كان في بذه اعمى فهو في الآخرة اعمى وأضلّ سبيلاً" قال: من لم يبدل خلق السماوات والأرض واختلاف الليل والنهار ودوران الفلك والشمس والقمر، والآيات العجيبات على أن وراء

209

- ذلك أمراً أعظم منه فهو في الآخرة اعمى وأضلّ سبيلاً قال: فهو عمّا لم يعاین اعمى وأضلّ (1) امام باقر (ع) اللہ تعالیٰ کی اس کلام "ومن كان في بذه اعمى فهو في الآخرة اعمى وأضلّ سبيل" کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ جسے آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور پے درپے روز و شب کا آنا اور فلك اور سورج اور چاند کی حرکت اور عجیب علامات اس حقیقت کی طرف راہنمائی نہ کریں کہ اس تخلیق کے ماوراء ایک بہت بڑی حقیقت ہے ایسا شخص نابینا اور گمراہ ہے اور آخرت میں تو اس سے بڑھ کر کون نابینا اور گمراہ ہوگا۔ امام (ص) نے فرمایا: پس یہ شخص اس چیز کے حوالے سے کہ جس نے دیکھا ہے اور نہ اس پر تجربہ کیا ہے زیادہ نابینا اور گمراہ ہے۔
- 8_ عن أبي محمد (ع) ... يا اسحاق انه من خرج من بذه الدنيا اعمى فهو في الآخرة اعمى وأضلّ سبيلاً يا اسحاق ليس تعمى الالبهار ولكن تعمى القلوب التي في الصدور ... (2) امام ہادی (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ انہوں نے اسحاق کو لکھا: اے اسحاق (اس سے مراد) کہ دنیا سے جو نابینا جائے گا وہ آخرت میں بھی نابینا اور زیادہ گمراہ ہوگا۔ اے اسحاق نابینائی کا تعلق آنکھ سے نہیں ہے بلکہ یہ دل کا اندھا پن ہے کہ جو سینہ میں جگہ بنائے ہوئے ہے۔

انجام:

اچھے انجام کے اسباب 4; برے انجام کے اسباب 4

اندھے دل:

آخرت میں اندھے دل 1، 7، 8; دنیا میں اندھے دل 1، 7، 8; اندھے دلوں کی اخروی گمراہی 1

اہمیتیں:

اہمیتوں کا معیار 6

انسان:

انسانوں کی اخروی شخصیت 2; آخرت میں انسان 4; انسانوں کی دنیاوی شخصیت کے آثار 2;

حق:

حق کی اہمیت 6; حق کے منکروں کی اخروی سرگردانی 5

روایت : 7 ، 8

شناخت:

شناخت کے وسائل کی اہمیت 6

عقیدہ:

عقیدہ کے آثار 4

عمل:

عمل کے آثار 4

گمراہ لوگ :

آخرت میں گمراہ لوگ 3؛ دنیا میں گمراہ لوگ 3

گمراہی:

گمراہی کے درجے 3

.....

(1) توجہ صدوق ص 455، ح 6، باب 67_ نورالثقلین ج 3، ص 196، ح 352_

(2) تحف العقول ص 484، بحارالانوار ج 75، ص 375، ح 2_

210

وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ وَإِذَا لَا تَأْخُذُكَ خَلِيلًا (٧٣)

اور یہ ظالم اس بات کے کوشاں تھے کہ آپ کو ہماری وحی سے ہٹا کر دوسری باتوں کے افترا پر آمادہ کر دیں اور اس طرح یہ آپ کو اپنا دوست بنالیتے (73)

1_ پیغمبر (ص) کو ان کی بعض رسالت کی ذمہ داریوں سے منحرف کرنے کے لیے مشرکین کی مسلسل کوشش_

وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

"فتن" یعنی سونے کو آگ میں داخل کرنا کہ اس سے خالص حاصل کیا جائے اور اس سے آیت شریفہ میں مراد مشکلات میں ڈالنا اور رسالت سے روکنے کے لئے سختیوں میں ڈالنا ہے (مفردات راغب)

2_ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر (ص) کو خطامیں ڈالنے کے لیے کو مشرکین کی سازشوں اور وسوسوں سے بچنے کے لئے خبردار کرنا_

وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

3_ پیغمبر (ص) کو غیر الہی روش اپنانے کے لئے مشرکین کا پر فریب کوششیں کرنا_

وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

مندرجہ بالا مطلب اس احتمال کی بناء پر ہے کہ "الذی أوحینا الیک" سے مراد ایسی روش اور احکام ہیں کہ جن پر آپ (ص) عمل کرنے کے ذمہ دار تھے_

4_ کفار کی پیغمبر (ص) کو پیچھے ہٹانے اور اپنے اصولی موقف سے پتھر نے کی کوشش ناکام ہوئی اور اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا_

وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ

یہ کہنا کہ "نزدیک تھا کہ وہ تجھے فتنہ میں ڈالتے" حکایت کر رہا ہے کہ وہ اس کام میں کامیاب نہیں ہوئے_

5_ الہی رہبروں کو چاہئے دشمنان دین کی ان کے دینی موقف کو کمزور کرنے کی سازشوں اور ہتھکنڈوں کے مدمقابل ہوشیار رہیں_

211

وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

- 6_ پیغمبر (ص) کے لئے کسی حالت میں جائز نہیں کہ وہ وحی کے علاوہ کسی بات کو اللہ سے منسوب کرے۔
وإن کادوا لیفتنونک عن الذی اوحینا الیک لتفتری علینا غیرہ
- 7_ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر (ص) کو خبردار کرنا کہ دشمنوں کے فریب اور سازش کی بناء پر اس پر جھوٹ باندھنے سے پرہیز کریں۔
وإن کادوا لیفتنونک عن الذی اوحینا الیک لتفتری علین
- 8_ پیغمبر (ص) کی وحی الہی کی بناء پر دقت سے حرکت کرنے اور اس سے ہٹ کر ہر عمل سے پرہیز کی ذمہ داری۔
وإن کادوا لیفتنونک عن الذی اوحینا الیک لتفتری علینا غیرہ
- 9_ پیغمبر (ص) کا اپنے اصولی موقف (جو کہ ان پر وحی کے ذریعے بھیجا گیا) سے پیچھے ہٹنا یا اسے چھوڑنا ایک قسم کا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے۔
وإن کادوا لیفتنونک عن الذی اوحینا الیک لتفتری علینا غیرہ
- چونکہ پیغمبر (ص) کا موقف اور کردار آسمانی تعلیمات کی بناء پر تھا لہذا ان کی تمام تر رفتار و کردار کی نسبت خداوند عالم کی طرف دی جاتی ہے۔ چنانچہ ان کا اس موقف الہی سے ہٹنا اور اس کے غیر کو اپنانا بھی لوگوں کے لئے وحی کہلانا اور یہ ایک قسم کا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا تھا۔
- 10_ پیغمبر (ص) کا دشمنوں کے فریب اور سازشوں سے متاثر ہونے کا امکان۔
وإن کادوا لیفتنونک عن الذی اوحینا الیک لتفتری علینا غیرہ
- 11_ کفار پیغمبر (ص) کے ان کے اصولی موقف (کہ جو وحی الہی کے ذریعے انہیں تعلیم دیا گیا) سے ہٹنے کی صورت میں ان کے ساتھ مخلصانہ دوستی کے لئے ٹوٹ پڑتے۔
وإن کادوا لیفتنونک ... وإذا لاتخذوک خلیل
- 12_ کفار اور اسلام کے دشمن صرف مسلمانوں کے اپنے بعض اصولوں سے پیچھے ہٹنے کی صورت میں ان سے صلح اور دوستی کرنے پر راضی تھے۔
وإن کادوا لیفتنونک عن الذی اوحے نا الیک ... وإذا لاتخذوک خلیل
- 13_ کبھی بھی مسلمانوں اور کفار کے درمیان اپنے موقف پر قائم رہتے ہوئے کامل طور پر صلح اور حقیقی دوستی قائم نہیں ہوسکتی۔
وإن کادوا لیفتنونک عن الذی اوحے نا الیک ... وإذا لاتخذوک خلیل
- 14_ الہی اقرار (وہ تعلیمات جو آپ پر وحی الہی کے ذریعے نازل ہوئیں) ان کی حفاظت کسی بھی جگہ اور صورت میں ہر چیز سے اہم اور ضروری ہے۔
وإن کادوا لیفتنونک عن الذی اوحے نا الیک ... وإذا لاتخذوک خلیل
- 15_ کفار، دین میں بدعت ڈالنے والوں کو اچھی طرح

212

چاہتے ہیں۔

لتفتری علینا غیرہ وإذا لا تخذوک خلیل

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کا اصولوں پر ہونا 4؛

آنحضرت (ص) کا ڈرانا 2، 7؛ آنحضرت (ص) کے متاثر ہونے کا امکان 10؛ آنحضرت (ص) کی وحی کے پیروی کرنا 8؛

آنحضرت (ص) کی تکلیف 6، 8؛ آنحضرت (ص) کو متاثر کرنے کی کوشش 1؛ آنحضرت (ص) کے خلاف سازش 2، 3، 4؛

آنحضرت (ص) کے سازش سے دوچار ہونے میں پڑنے کے آثار 11؛ آنحضرت (ص) کا سازش سے دوچار ہونا 9

اسلام :

صدر اسلام کی تاریخ 1، 3، 4

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے انذار 2، 7

اقرار:

اقرار کی حفاظت کا اہم ہونا 14

بدعت ایجاد کرنے والے:

بدعت ایجاد کرنے والوں کے دوست 15

تہمت لگانا:

اللہ پر تہمت سے پرہیز 6، 7؛ اللہ پر تہمت لگانا 9

دشمن:

دشمن کی سازش میں ہوشیاری 5؛ دشمن کی سازش کے آثار 7، 10؛

دینداری:

دینداری کی اہمیت 14

دینی رہبر:

دینی رہبروں کی ذمہ داری 5؛ دینی رہبروں کی ہوشیاری 5

قرآن:

قرآن کی پیشگوئی 13

کفار:

کفار اور بدعت ایجاد کرنے والے 15؛ کفار اور مسلمان 13؛ کفار کا سازش میں شکست کھانا 4؛ کفار کی دوستی سے موانع

13؛ کفار کی دوستی کا پیش خیمہ 11، 12؛ کفار کی پیغمبر (ص) سے دوستی 11؛ کفار کے دوست 15

مسلمان:

مسلمانوں کے اصولوں پر چلنے کے آثار 13؛ مسلمانوں کے سازش میں پڑنے کے آثار 12

مشرکین:

مشرکین اور محمد (ص) 1، 3؛ مشرکین کی سازشوں سے اجتناب 2؛ مشرکین کی سازشیں 3؛ مشرکین کی کوشش 1؛ مشرکین

کی مکاری 3

213

وَلَوْلَا أَنْ تَبْتَئَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكُنْ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا (٧٤)

اور اگر ہماری توفیق خاص نے آپ کو ثابت قدم نہ رکھا ہوتا تو آپ (بشری طور پر) کچھ نہ کچھ ان کی طرف مائل ضرور ہوجاتے (74)

1_ پیغمبر (ص)، کفار کے خطاء میں ڈالنے والے فریب اور ان کی طرف معمولی حد تک جھکاؤ سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا شدہ ثابت قدمی کی بنا پر محفوظ تھے۔

ولولا أن تبتئأك لقد كدت تركن إليهم شيئاً قليل

2_ پیغمبر (ص) اپنے دینی 'معاشرتی' موقف میں اللہ تعالیٰ کی عنایت کی بدولت معصوم تھے۔

ولولا أن تبتئأك لقد كدت تركن إليهم شيئاً قليل

3_ پیغمبر (ص)، وحی کے راستے پر پائدار رہنے کے لیے الہی امداد کے محتاج۔

ولولا أن تبتئأك لقد كدت تركن إليهم

4_ پیغمبر اکرم (ص) کو اپنی رسالت کی انجام دہی کے سلسلہ میں چھوٹی سے چھوٹی لغزش سے محفوظ رکھنے پر خداوند عالم کا احسان ہے۔

ولولا أن تبتئأك لقد كدت تركن إليهم شيئاً قليل

5_ پیغمبر (ص) نے اپنی رسالت انجام دینے میں کفار اور مشرکین کے شدیدترین فریبوں اور سازشوں کا سامنا کیا۔

ولولا أن تبتئأك لقد كدت تركن إليهم

چونکہ یہ ممکن تھا کہ پیغمبر (ص) جیسی عظیم شخصیت بھی اپنے بعض موقف میں نزدیک تھا سازش کا شکار ہوجائیں اور

- یہ نکتہ یاد دلانا کہ کروانا اگر اللہ کی جانب سے مدد نہ آتی تو یہ حادثہ پیش آجا تا اس مذکورہ حقیقت سے حکایت کر رہا ہے۔
- 6_ پیغمبر (ص) کا دشمنوں کی سازش اور فریب سے متاثر ہونے کا امکان۔
ولولا أن ثبتناك لقد كدت تركن إليهم شيئاً قليلاً
- 7_ دینی رہبر اپنے بعض اصولی موقف میں کفار کے مد مقابل پیچھے ہٹنے کے خطرے میں ہیں۔
ولولا أن ثبتناك لقد كدت تركن إليهم شيئاً قليلاً

214

- 8_ دینی رہبر وں کو چاہیے ہمیشہ اپنے اصولی موقف پر ثابت قدم اور استوار ہیں اور کبھی بھی کفار اور دشمنوں کی سازش میں نہ آئیں۔
ولولا أن ثبتناك لقد كدت تركن إليهم شيئاً قليلاً
- 9_ کفار کی طرف تھوڑا سا میلان اور اعتماد منع ہے۔
ولولا أن ثبتناك لقد كدت تركن إليهم شيئاً قليلاً
- یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر ہم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے تو نزدیک تھا کہ تم معمولی حد تک ان کی طرف میلان پیدا کرتے اور ان پر اعتماد کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی طرف میلان منع ہے
- 10_ قال الرضا (ع): مما نزل بآيائك أعني واسمعي يا جارة خاطب الله عز وجل بذلك نبيه وادبه أمة قوله: ... ولولا أن ثبتناك لقد كدت تركن إليهم شيئاً قليلاً ... (1)
- امام رضا (ع) نے فرمایا: وہ آیات جو (عربی ضرب المثل) إِيَّاكَ أَعْنِي واسمعي یا جارة کی روش پر نازل ہوئیں اور وہ اس معنی میں ہیں کہ اللہ تعالیٰ پیغمبر (ص) کو خطاب کر رہا ہے لیکن اس سے مقصود ان کی امت ہے ان میں سے ایک یہ آیت ہے: "ولولا أن ثبتناك لقد كدت تركن إليهم شيئاً قليلاً ..."

آنحضرت (ص):

- آنحضرت (ص) اور خطا 1: آنحضرت (ص) پر احسان 4: آنحضرت کے متاثر کا امکان 6: آنحضرت (ص) کی تاریخ
- 5: آنحضرت (ص) کے خلاف سازش 5: آنحضرت (ص) کی عصمت 1، 4: آنحضرت کی عصمت کی بنیاد 2: آنحضرت
- (ص) کی معنوی ضروریات 3: آنحضرت (ص) کی مشکلات 5: آنحضرت (ص) کے ثابت قدم ہونے کے آثار 1: آنحضرت
- (ص) کے مقامات 2

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کا احسان 4

اللہ تعالیٰ کا لطف:

اللہ تعالیٰ کے لطف کے شامل حال افراد 2

تبلیغ:

تبلیغ میں عصمت 4

دشمن:

دشمن کی سازش کے آثار 6

دینی رہبر:

دینی رہبروں کا اصول پر چلنا 8: دینی رہبروں کی سازش میں نہ پڑنا 8: دینی رہبروں کی ثابت قدمی 8: دینی رہبروں کی

خطائیں 7: دینی رہبروں کی ذمہ داری 8: دینی رہبروں میں کے متاثر ہونے کا خطرہ 7

روایت: 10

ضرورتیں:

اللہ تعالیٰ کی امداد کی ضرورت 3

.....

1) عیون الاخبار الرضا (ع) ، ج 1، ص 202، ح 1، ب 15_ نور الثقلین ج 3، ص 197، ح 360_

215

قرآن:

قرآن کے مخاطبین 10

کفار:

کفار کی سازشوں کے آثار 7; کفار کی سازشیں 5

مشرکین:

مشرکین کی سازش 5

میلانات:

کفار کی طرف جھکاؤ 10; کفار کی طرف جھکاؤ کا ممنوع ہونا 9; مشرکین کی طرف جھکاؤ 1

إِذَا لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا (٧٥)

اور پھر ہم زندگانی دنیا اور موت دونوں مرحلوں پر دہرا مزہ چکھاتے اور آپ ہمارے خلاف کوئی مددگار اور کمک کرنے والا بھی نہ پاتے (75)

1_ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر اکرم (ص) کو اپنے اصولی موقف مینسے لغزش سے دوچار ہونے کی صورت میں دو برابر دنیاوی اور دو برابر آخری عذابوں سے دوچار کرنے پر خبردار کرنا۔

إِذَا لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ

2_ کوئی بھی انسان حتیٰ کہ پیغمبر (ص) بھی وحی کے محور سے منحرف ہونے کی صورت میں الہی عذاب سے محفوظ نہیں ہے۔

إِذَا لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ

3_ الہی رہبروں کی وحی کے ذریعے طے شدہ موقف سے معمولی سا انحراف، دنیا و آخرت میں دوہری سزا کا موجب ہے۔

تَرْكُنَ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا إِذَا لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ

4_ لوگوں کے دینی اور معاشرتی مقام کا ان کے گناہ اور مدار وحی سے منحرف ہونے کا سزا کی شدت میں موثر کردار ہے۔

وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدَّتْ تَرْكُنَ إِلَيْهِمْ... إِذَا لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ

معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر (ص) کا اپنے اصولی موقف سے ہٹنے کی صورت میں دوہری سزا ان کے مقام کی بناء پر تھی۔

پس جو بھی اس طرح کا مقام رکھتے ہوئے گناہ سے دوچار ہو اس کی سزا دوگنا ہوگی۔

5_ دینی رہبروں کا کفار کی طرف تھوڑا سا میلان ایک ناقابل بخشش گناہ اور دنیا و آخرت میں دوگنا سزا کا موجب ہے۔

لَقَدْ كِدَّتْ تَرْكُنَ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا إِذَا لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ

6_ اللہ تعالیٰ کی پیغمبر (ص) کی طرف سے حمایت، ان کے

216

وحی کی راہ پر پائدار رہنے سے مشروط ہے۔

وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدَّتْ تَرْكُنَ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا إِذَا لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ

7_ موت کا لمحہ، مجرموں کی آخری سزا کا نقطہ آغاز ہے۔

لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ

مندرجہ بالا مطلب آخرت یا قیامت کی جگہ ممات کی تعبیر سے حاصل کیا گیا ہے یعنی دو برابر عذاب موت کے ایام میں ہوگا ' خواہ قیامت میں یا اس سے پہلے۔

8_ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر (ص) کو خبردار کرنا کہ الہی عذاب سے دوچار ہونے کی صورت میں اپنی نجات کے لئے کوئی

یار و مددگار نہ پائوگے۔

- لقد كدّت تركن إليهم شيئاً قليلاً... ثم لا تجدك علينا نصير
- 9_ انسان، حتی کہ پیغمبروں کو بھی عذاب الہی سے دوچار ہونے کی صورت میں اپنی نجات کے لئے کوئی یارومددگار نہ ملے گا۔
- ثم لا تجدك علينا نصير
- 10_ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے مد مقابل کسی طاقت کا وجود ہی نہیں ہے۔
- ثم لا تجدك علينا نصير
- 11_ اللہ تعالیٰ، نہ کسی کے سامنے جواب دہ ہے اور نہ کوئی اس سے باز پرس کرنے والا ہے۔
- إذا لأذقناك... ثم لا تجدك علينا نصير
- یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: کسی کو نہ پائو گے جو ہمارے خلاف اپنے حق میں تیری مدد کرے۔ یہاں اس معنی کا احتمال ہے کہ کوئی ایسا کرنے والا سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔
- 12_ کفار کی طرف میلان، انسان کے تنہا رہنے اور نصرت الہی سے محرومی کا موجب ہے۔
- تركن اليهم شيئاً قليلاً... ثم لا تجدك علينا نصير

آنحضرت (ص):

آنحضرت (ص) اور خطا 1: آنحضرت (ع) کا حامی 6: آنحضرت (ص) کو ڈراوا 1، 8: آنحضرت (ص) کی ثابت قدمی کے آثار 6: آنحضرت (ص) کی سزا میں شدت 1

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کی نصرت سے محرومیت کے اسباب 12: اللہ تعالیٰ اور ذمہ داری 11: اللہ سے پوچھ گچھ 11: اللہ تعالیٰ سے مجادلہ 11: اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی حاکمیت 10: اللہ تعالیٰ کے انذار 1، 8: اللہ تعالیٰ کی حمایتوں کا پیش خیمہ 6: اللہ تعالیٰ کی سزائوں کا عام ہونا 2

انسان:

انسانوں کا معاشرتی کردار 4

توحید:

توحید افعالی 10

دینداری:

217

دینداری میں استقامت کے آثار 6

دینی رہبر:

دینی رہبر کی سزا زیادہ ہونا 3: دینی رہبروں کی خطا کی سزا 3

سزا:

سزا کے شدید ہونے کے اسباب 4، 5

عذاب:

اہل عذاب کے مددگار نہ ہونا 8، 9: عذاب سے نجات 9

گناہ:

ناقابل بخشش گناہ 5

گناہ گار:

گناہ گاروں کی اخروی سزا کا آغاز 7: گناہ گاروں کی موت 7

موت:

موت کے آثار 7

میلانات:

ظالموں کی طرف میلان کی اخروی سزا 5; ظالموں کی طرف میلان کی دنیاوی سزا 5; کفار کی طرف میلان کے آثار 12;
نظریہ کائنات :

توحیدی ایڈیا لوج 10

نافرمانی:

خدا سے نافرمانی کی سزا 2

تفسیر راہنما جلد 10

وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّوكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَإِذَا لَا يَلْبِثُونَ خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلًا (۷۶)
اور یہ لوگ آپ کو زمین مکہ سے دل برداشتہ کر رہے تھے کہ وہاں سے نکال دیں حالانکہ آپ کے بعد یہ بھی تھوڑے دنوں
سے زیادہ نہ ٹھہر سکے (76)

1_ آنحضرت (ص) کو مکہ سے جلا وطن کرنے کے مقدمات فراہم کرنے کے سلسلے میں مشرکین کی آپ (ص) کے خلاف
سازش اور کوشش۔
وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّوكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ
مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "کادوا" اور "یستفزوا" مینضمیر کا مرجع ما قبل آیات کے قرینہ کے مطابق مشرکین مکہ
اور "الأرض" پر "ال" عہد اور اس سے مراد سرزمین مکہ ہو۔

218

قابل ذکر ہے کہ "یستفزون" کی اصل "فز" ہے جو حرکت دینے کے معنی میں ہے۔
2_ پیغمبر (ص) کا مکہ میں رہنا، مشرکین کے لئے قابل تحمل نہ تھا۔
وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّوكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ
3_ مشرکین کا پیغمبر (ص) کو ان کے اصولی اور وحی پر مبنی موقف سے ہٹانے کی کوشش کے دوران آپ کے خلاف
دشمنی پر مبنی افعال انجام دینے پر اتر آنا۔
وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّوكَ ... وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّوكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ
4_ اللہ تعالیٰ کی مشرکین کو پیغمبر (ص) کے مکہ سے نکالنے کی صورت میں عنقریب آنے والی اور حتمی ہلاکت کی د
ہمکی دینا۔
وَإِذَا لَا يَلْبِثُونَ خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلٍ
5_ پیغمبر (ص) کا بارگاہ الہی میں با عظمت شخصیت اور عظیم مقام کے حامل ہونا۔
وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّوكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَإِذَا لَا يَلْبِثُونَ خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلٍ
احتمال ہے کہ پیغمبر کو مکہ سے نکالنے کا نتیجہ (یعنی مشرکین کی ہلاکت) آپ (ص) کی شخصیت کی بناء پر ہے۔ اس
سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر (ص) کی شان میں یہ گستاخی اللہ تعالیٰ کے لئے قابل قبول نہ تھی۔
6_ پیغمبر (ص) کا مشرکین مکہ کے درمیان رہنا، ان پر الہی عذاب کے نازل ہونے سے ممانعت تھا۔
وَإِذَا لَا يَلْبِثُونَ خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلٍ
پیغمبر (ص) کو مکہ سے نکالنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی مشرکین کو ہلاکت کی دھمکی ہوسکتا ہے کہ اس حقیقت کی
طرف اشارہ ہو کہ آپ (ص) کا ان کے درمیان موجود ہونا انکی ہلاکت سے ممانعت تھا۔
7_ پیغمبر (ص) کو مکہ سے نکالنے کی سازش ناکام اور بے نتیجہ ثابت ہوئی۔

وإن كادوا ليستفرونك من الأرض ليخرجوك منها وإذا لا يلبثون خلفك إلا قليل
 "وإن كادوا ليستفرونك" (کہ نزدیک تھا آپ کو نکالیں) کی تعبیر سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ وہ پیغمبر (ص) کو مکہ سے نکالنے کے اپنے مقصد میں ناکام ہو گئے۔
 8_ الہی تعلیمات کو پھیلنے سے روکنا اور پیغمبروں کے لئے تبلیغ میں مشکلات پیدا کرنا، ہلاکت اور نابود ہونے کا موجب ہے۔

لے خرجوک منها وإذا لا يلبثون خلفك
 احتمال ہے کہ پیغمبر (ص) کو مکہ سے نکالنے کا کام اس لئے اہم و عظیم سمجھا گیا چونکہ آنحضرت کو نکالنا دراصل فعالیت و تبلیغ کو روکنا تھا تو اس عمل کے نتیجے میں یقیناً وہ ہلاکت اور نابود ہو جاتے۔

آنحضرت (ص) :
 آنحضرت (ص) کا کردار 6؛ آنحضرت (ص) کو نکالنے کی سازش 1، 7؛ آنحضرت (ص) کو نکالنے کی سزا 4؛ آنحضرت (ص) کی تاریخ 1، 7؛ آنحضرت (ص) کے خلاف سازش 1؛ آنحضرت (ص) کے دشمن 2، 3؛ آنحضرت (ص) کے فضائل 6؛ آنحضرت (ص) کے مراتب و درجات

219

5؛ آنحضرت مکہ میں آنحضرت (ص) 2

اسلام :

صدر اسلام کی تاریخ 1، 2، 3، 7

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے انذار 4

انبیاء :

انبیاء کو تبلیغ سے روکنے کے آثار 8

مشرکین :

مشرکین کو انذار 4؛ مشرکین کی دشمنی 2، 3؛ مشرکین کی سازش 1؛ مشرکین کی سازش کا شکت کھانا 7؛ مشرکین کی ہلاکت

4؛ مشرکین کے عذاب کے موانع 6

ہلاکت:

ہلاکت کے اسباب 8

سَنَّةٌ مِّنْ قَدَرٍ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا (٧٧)

یہ آپ سے پہلے بھیجے جانے والے رسولوں میں ہمارا طریقہ کار رہا ہے اور آپ ہمارے طریقہ کار میں کوئی تغیر نہ پائیں گے (77)

1_ اللہ تعالیٰ کا ایسی امتوں کو ہلاکت کرنے کا طریقہ کار رہا ہے کہ جو رسولوں کو اپنی سرزمین سے نکالنے اور جلا وطن کرنے کا اقدام کرتی تھیں۔

لیخرجوك منها وإذا لا يلبثون خلفك إلا قليلاً _ سنۃ من قد أرسلنا قبلك من رسلنا

2_ رسولوں کو جلا وطن کرنا سخت دنیاوی عذاب کا موجب ہے۔

إذا لا يلبثون خلفك إلا قليلاً _ سنۃ من قد أرسلنا قبلك من رسلنا

3_ پیغمبر اسلام (ص) سے قبل تاریخ بشر میں انبیاء کا مسلسل بھیجا جانا۔

من قد أرسلنا قبلك من رسلنا

4_ پیغمبر (ص) کی مانند بہت سے الہی رسولوں کا سازش 'بدعہدی اور وطن سے بدر کرنے کی دھمکی کا سامنا کرنا پڑا

ہے۔

وإن كادوا ليستفرونك ... سنۃ من قد أرسلنا قبلك من رسلنا

5_ الہی رسل کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انتہائی بلند اور

220

عظیم منزلت کا حامل ہونا _
 سنۃ من قد أرسلنا قبلك من رسلنا
 یہ جو کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ وہ امتیں کہ جنہوں نے اپنے پیغمبروں کو اپنی سرزمین سے در بدر کیا ہلاکت میں
 پڑ گئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء اللہ کی بارگاہ میں بہت بلند و بالا مقام رکھتے تھے۔
 6_ الہی طور طریقہ ایسے قوانین ہیں کہ جن میں کسی قسم کا خلل اور تبدیلی نا ممکن ہے۔
 ولا تجد لسننتنا تحویل
 7_ مشرکین کی سازشوں اور کوششوں کے مدمقابل اللہ تعالیٰ کا پیغمبر (ص) کو تسلی دینا۔
 وإن کادوا لیستفرونک من الأرض لیخرجوک منها وإذا لایلبثون خلفک إلا قلیلاً _ سنۃ من قد أرسلنا قبلك من رسلنا ولا تجد لسننتنا
 تحویل
 مشرکین کی سازشوں کی نقشہ کشی کے بعد انبیاء کے حق میں تجاوز کرنے والوں کی یقینی ہلاکت کی الہی سنت کا ذکر
 ممکن ہے اس مذکورہ نکتے کی خاطر ہو۔
 8_ تاریخی تبدیلیاں، الہی سنتوں کا ان پر حکومت کی بنیاد پر ہیں۔
 أذا لایلبثون خلفک إلا قلیلاً _ سنۃ من قد أرسلنا قبلك من رسلنا ولا تجد لسننتنا تحویل

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کو تسلی دینا 7؛ آنحضرت (ص) کو در بدر کرنا 4؛ آنحضرت کو دھمکی دیا جانا 4؛ آنحضرت (ص) کے
 خلاف سازش 4؛ 7؛ آنحضرت (ص) کے دشمن 4

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی سنتوں کا حاکم ہونا 8؛ اللہ تعالیٰ کی سنتوں کا حتمی ہونا 6؛ اللہ تعالیٰ کی سنتیں 1

انبیاء:

انبیاء کو در بدر کرنا 4؛ انبیاء کو در بدر کرنے کی دنیاوی سزا 2؛ انبیاء کو در بدر کرنے کے آثار 2؛ انبیاء کو دھمکی 4؛ انبیاء
 کی تاریخ 3، 3؛ انبیاء کی رسالت 3؛ انبیاء کے خلاف سازش 4؛ انبیاء کے دشمن 4؛ انبیاء کے فضائل 5

تاریخ:

تاریخ کا قانون کے مطابق ہونا 8

پہلی امتیں:

پہلی امتوں کی ہلاکت 1

سزا:

سزا کے اسباب 2

مشرکین :

مشرکین کی سازش 7

221

أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوداً (۷۸)
 آپ زوال آفتاب سے رات کی تاریکی تک نماز قائم کریں اور نماز صبح بھی کہ نماز صبح کے لئے گواہی کا انتظام کیا گیا
 ہے (78)

1_ پیغمبر کو سورج کے زوال سے لیکر آدھی رات تک اور صبح کی سفیدی میں نماز قائم کرنے کا فرمان الہی۔

أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ

"دلوك" کا معنی سورج کا غروب کی طرف بڑھنا ہے "غسق" شدید تاریکی کے معنی میں ہے (مفردات راغب) ان لغوی معانی کو دیکھتے ہوئے مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ نکتہ ہے کہ "الدلوك الشمس" سے مراد سورج کا زوال اور "غسق اللیل" سے مراد آدھی رات ہے۔

2_ نماز، وہ ذمہ داری ہے کہ جس کے لئے وقت اور ساعت معین اور مخصوص ہے۔

أقم الصلوة لدلوك الشمس إلى غسق اللیل و قرء ان الفجر

3_ واجب نمازوں میں سے نماز ظہر سب سے پہلی واجب نماز ہے۔
أقم الصلوة لدلوك الشمس

یہ کہ پنجگانہ نمازوں کے اوقات بیان کرتے ہوئے سب سے پہلے سورج کے زوال سے بات شروع کی گئی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس حقیقت کو واضح کر رہی ہو کہ سب سے پہلی واجب نماز، ظہر کی ہے۔

4_ نماز عشاء کا آخری وقت، آدھی رات ہے۔
إلى غسق اللیل

مندرجہ بالا نکتہ کی بناء اس بات پر ہے جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے غسق اللیل سے مراد آدھی رات ہو۔

5_ قرآن کی قراءت اور وحی کے پیغام کو تکراری پڑھنا نماز کا سب سے عمدہ اور اہم ترین رکن ہے۔
أقم الصلوة ... وقرء ان الفجر

222

یہاں "قرء ان الفجر" سے مراد صبح کی نماز ہے۔ لفظ صلاة کی جگہ "قرآن" آیات الہی کی تلاوت" لانا مندرجہ بالا مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

6_ تمام نمازوں کی نسبت، نماز صبح کی خصوصی اہمیت اور مقام۔

أقم الصلوة ... قرء ان الفجر إن قرء ان الفجر کان مشہود

7_ پنجگانہ نمازوں کا وقت وسیع ہے۔

أقم الصلوة لدلوك الشمس إلى غسق اللیل و قرء ان الفجر

8_ نماز صبح کو اول وقت ادا کرنے کی فضیلت اور تقاضا (طلوع فجر)۔

و قرء ان الفجر

یہ کہ نماز صبح کا وقت بھی وسیع ہے۔ یعنی طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک وسعت ہے۔ لیکن نماز کو فجر کی طرف نسبت دینا اس کو اول وقت میں ادا کرنے کی اہمیت و فضیلت بیان کر رہا ہے۔

9_ اول فجر میں نماز صبح کی ادائیگی خصوصی گواہی اور نظارہ کا حامل مقام۔
إن قرء ان الفجر کان مشہود

جیسا کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے یہاں خصوصی گواہی سے مراد "دن و رات کے فرشتوں کی گواہی ہے کہ یہ دونوں قسم کے فرشتے صبح کی نماز پڑھنے والوں کی گواہی دیتے ہیں"۔

10_ صبح کی نماز کا اہتمام، سب لوگوں کی نگاہوں کے سامنے اور جماعت کے ساتھ ضروری ہونا۔
أن قرء ان الفجر کان مشہود

احتمال ہے کہ صبح کی نماز کی یہ صفت "مشہود" ایک قسم کی تشویق ہو کہ اسے سب کے سامنے ادا کیا جائے یہ بھی بیان لازم الذکر ہے کہ فعل "کان" آیت میں تثبیت کے لیے ہے۔

11_ عن زرارة قال: سألت أبا عبد الله (ع) عن هذه الآية: "أقم الصلوة لدلوك الشمس إلى غسق اللیل" قال: دلوك الشمس زوالها عند كبد السماء "إلى غسق اللیل" إلى انتصاف اللیل فرض الله فيما بينهما أربع صلوات الظهر والعصر والمغرب والعشاء... و

"قرآن الفجر" قال: ركعتا الفجر ... (1)

زرارة کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق (ص) سے اس آیت "أقم الصلوة لدلوك الشمس إلى غسق اللیل" کے بارے میں سوال کیا تو حضرت (ع) نے فرمایا: "دلوك الشمس" یعنی سورج کا آسمان کے درمیان مائل کرنا اور: "إلى غسق اللیل" یعنی رات

کے نصف تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں "ظہر اور نصف شب" کے درمیان چار نمازوں کو واجب کیا ہے 'ظہر' عصر ' مغرب اور عشاء اور "قرآن الفجر" کے بارے میں (حضرت (ع) نے فرمایا: (وہ) دو رکعت نماز صبح ہے ...

12_ عن أمير المؤمنين (ع) قال: ... دلالة

(1) تفسیر عیاشی ص 308، ح 137_ تفسیر برہان ج 2، ص 437، ح 10_

223

الصلاة ... الشمس يقول الله جلّ وعزّ "أقم الصلوة لدلوك الشمس إلى غسق الليل وقرآن الفجر ... فلا تعرف مواقيت الصلاة بالشمس ... (1)

امیر المؤمنین (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ انہوں نے فرمایا: نماز (کے وقت) کی راہنمائی سورج سے ہے _ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے: "أقم الصلوة لدلوك الشمس إلى غسق الليل وقرآن الفجر ... " پس نماز کے اوقات صرف سورج کے ذریعے پہچانے جاتے ہیں ...

13_ عن أبي عبد الله (ع) انه سئل عن قول الله عزوجل : وقرآن الفجر إن قرآن الفجر كان مشهوداً قال: هو الركعتان قبل صلاة الفجر _ (2)

امام صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "وقرآن الفجر إن قرآن الفجر كان مشهوداً" کے بارے میں سوال ہوا تو حضرت (ع) نے جواب میں فرمایا : وہ نماز صبح سے پہلے دو رکعت نماز نافلہ ہے۔

14_ عن يزيد بن خليفة قال: قلت لأبي عبد الله (ع) ... إنك قلت: إن أول صلاة افترضها الله على نبيه (ص) الظهر و هو قول الله عزوجل: "أقم الصلاة لدلوك الشمس" ... قال: صدق _ (3)

یزید بن خلیفہ کہتے ہیںکہ میں نے امام صادق (ع) کی خدمت میں عرض کیا آپ (ع) نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلی نماز جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر (ص) پر واجب قرار دی وہ نماز ظہر تھی یہ وہی اللہ کا کلام ہے کہ جس میں وہ فرماتا ہے: "أقم الصلوة لدلوك الشمس"؟ تو حضرت (ع) نے فرمایا : راوی نے سچ کہا ہے۔

15_ عن اسحاق بن عمار قال: قلت لأبي عبد الله (ع) أخبرني بأفضل المواقيت في صلاة الفجر؟ فقال: مع طلوع الفجر ان الله عزوجل يقول : "وقرآن الفجر إن قرآن الفجر كان مشهوداً "يعنى صلاة الفجر تشهد ملائكة الليل وملائكة النهار فإذا صلى العبد الصبح مع طلوع الفجر أثبتت له مرتين أثبتها ملائكة الليل وملائكة النهار _ (4) اسحاق بن عمار کہتے ہیںکہ میں امام صادق (ع) کی خدمت میں عرض کیا مجھے نماز صبح کے بافضیلت اوقات کے بارے میں بتائیں ' حضرت (ع) نے فرمایا: ایسی نماز ہے کہ جسے طلوع فجر کے ساتھ ہونا چاہئے ' جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : "وقرء ان الفجر ان قرء ان الفجر كان مشهوداً" _ یہاں مراد طلوع فجر کی نماز ہے کہ اس وقت دن اور رات کے دونوں فرشتے موجود ہوتے ہیں اور اس کے گواہ ہیں _ پس جب انسان نماز صبح کو طلوع فجر کے وقت بجالاتا ہے تو یہ نماز دو دفعہ تحریر ہوتی ہے _ ایک دفعہ رات کے فرشتوں کے ذریعے اور ایک دفعہ دن کے فرشتوں کے ذریعے۔

(1) بحارالانوار ج 65، ص 390، ح 39_

(2) دعائم الاسلام ج 1، ص 204، بحارالانوار ج 84، ص 312، ح 7_

(3) کافی ج 3، ص 275، ح 1_ نورالثقلین ج 3، ص 200، ح 372_

(4) کافی ج 3، ص 283، ح 2_ نورالثقلین ج 3، ص 201، ح 373_

224

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کی شرعی ذمہ داری 2:1

احکام: 1، 2، 4، 7، 8، 11

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے احکام 1

روایت : 11، 12، 13، 14، 15

سورج :

سورج کے فوائد 12

صبح:

نماز صبح کے نافلہ کی اہمیت 13

قرآن:

قرآن کی تلاوت کی اہمیت 5

نماز:

اول وقت، نماز کی فضیلت 9؛ روزانہ کی نماز کی شرعی حیثیت 1، 11؛ سب سے پہلی واجب نماز 3، 14؛ صبح کی نماز کی اہمیت 6، 10؛ صبح کی نماز پر نظارت 9؛ نماز کے احکام 2، 3، 4، 7، 8، 11؛ نماز صبح کا باجماعت ہونا 10؛ نماز میں قرآن مجید کی تلاوت 5؛ نماز صبح کا ظاہر کرنا 10؛ نماز میں قرأت 5؛ نماز صبح کے گواہ 15؛ نماز ظہر کا وجوب 3، 14؛ نماز صبح کی فضیلت کا وقت 8، 15؛ نماز عشا کا وقت 4؛ یومیہ نمازوں کا وقت 1، 7، 11، 12

واجبات:

واجبات موقت 2

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا (۷۹)

اور رات کے ایک حصہ میں قرآن کے ساتھ بیدار رہیں یہ آپ کے لئے افاضہ خیر ہے عنقریب آپ کا پروردگار اسی طرح آپ کو مقام محمود تک پہنچا دے گا (79)

1_ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر (ص) کو رات کے بعض حصہ میں نافلہ شب کے قائم کرنے کے لئے بیدار رہنے کا حکم۔

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ

2_ دوسرے واجبات کے علاوہ نماز شب کا پیغمبر (ص) پر واجب ہونا۔

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ

225

"نافلہ" کے لغوی معنی کی طرف توجہ رکھتے ہوئے کہ اس سے مراد "واجب سے زائد" ہونا ہے۔ (مفردات راغب) نیز "لک" مینلام اختصاص کا آنا مندرجہ بالا نکتہ پر دلالت کر رہا ہے۔

3_ رات کو نیند سے بیدار ہونے کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت، خاص اہمیت کی حامل ہے۔

وَقَرَأَ انْ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا _ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ

4_ نماز شب میں قرآن کی قرأت کی اہمیت۔

وَقَرَأَ انْ الْفَجْرِ ... وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "قرآن" سے مراد، نماز کا قرأت قرآن پر مشتمل ہونا ہے۔

5_ امت کی رہبری اور پیغمبری کے عہدے، دوسروں کی نسبت زیادہ اور بھاری ذمہ داریاں۔

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ

6_ انبیاء اور الہی رہبروں کے لئے عبادت اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ رابطہ کی ضرورت۔

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ

7_ اللہ تعالیٰ کی پیغمبر (ص) کو شب بیداری اور تہجد کے نتیجہ میں پسندیدہ اور باعظمت مقام پر پہنچنے کی بشارت۔

فَتَهَجَّدْ ... عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

8_ تہجد اور شب بیداری انسان کے عظم اور پسندیدہ مقام تک پہنچنے کا سبب ہیں۔

فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

9_ بلندوبالا مقامات معنوی (مقام محمود) کا حصول اگرچہ محنت و کوشش کے ہمراہ ہو ' الہی امداد اور توفیق کے ساتھ مشروط ہے۔

فَتَهَجَّدْ بِهِ ... عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

10_ رات کے تاریک اور سکون لمحات، اللہ تعالیٰ کے ساتھ رابطہ پیدا کرنے اور معنوی مقامات میں ترقی کے لئے مناسب

ہیں۔

ومن اللیل فتہجد بہ ... عسی أن یبعثک ربک مقاماً محمود

اگر چہ عبادت ہر حال میں مناسب ہے لیکن تمام اوقات میں سے رات کا ذکر لفظ "تہجد" کے ساتھ کہ جس سے مراد خواب سے بیدار ہونا ہے۔ ممکن ہے مندرجہ بالا مطلب پر اشارہ ہو۔

11_ مقام محمود تک پہنچنے کے لئے نماز تہجد کی افادیت اور شب بیداری، اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے ساتھ وابستہ ہے۔ عسی أن یبعثک ربک مقاماً محمود

12_ بلند وبالا معنوی مقامات کے حصول کی امید اس وقت ممکن ہے کہ پہلے سے کردار اور مناسب عمل رکھا گیا ہو۔ ومن اللیل فتہجد بہ ... عسی أن یبعثک ربک مقاماً محمود

226

13_ نماز شب کے ذریعہ حاصل ہونے والا عظیم مقام سب کے نزدیک قابل ستائش و احترام ہے۔

عسی أن یبعثک ربک مقاماً محمود

"مقاماً محموداً" کو مطلق ذکر کرنا شائد اس لئے ہو کہ مقام محمود ایسا مقام ہے کہ جو تمام مخلوق کے لیے قابل تعریف ہے۔

14_ پیغمبر (ص) کو بلند معنوی مقام کو کسب کرنے کی راہنمائی ان کے لئے الہی ربوبیت کا ایک جلوہ ہے۔

فتہجد بہ ... عسی أن یبعثک ربک مقاماً محمود

15_ پیغمبر اکرم (ص) بھی اعلیٰ معنوی مقامات کے کسب کرنے کی راہ میں مناسب اعمال انجام دینے کے محتاج تھے۔

فتہجد بہ نافلۃ لك عسی أن یبعثک ربک مقاماً محمود

16_ مقامات معنوی کے درمیان "مقام محمود" عظیم اور بلند مقام ہے۔

عسی أن یبعثک ربک مقاماً محمود

اگر چہ پیغمبر اکرم (ص) پہلے ہی سے بہت عظیم مقام و منزلت پر فائز تھے تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ نماز شب پڑھو

تاکہ مقام محمود کو پالو۔ مندرجہ بالا نکتہ سے حکایت کر رہا ہے۔

17_ پیغمبر اکرم (ص) کا روز قیامت قابل ستائش مقام سے تجلی کرنا۔

عسی أن یبعثک ربک مقاماً محمود

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ احتمال ہے کہ لفظ "یبعثک" سے روز قیامت میں اٹھنے کی طرف اشارہ ہو اور "یبعثک" کے لئے

"مقاماً" مصدر میمی اور مفعول مطلق ہو تو کہ اس صورت میں آیت کی ترکیب یوں ہوگی۔ "عسی أن یبعثک ربک بعثاً

محموداً"۔ اللہ تعالیٰ تمہیں پسندیدہ انداز سے روز قیامت مبعوث فرمائے گا۔

18_ عن عمار الساباطی قال: کنا جلوساً عند أبی عبد اللہ (ع) بمنی فقال لہ رجل: ما تقول فی النوافل؟ فقال: فریضة قال: ففز عنا

و فزع الرجل... فقال: أبو عبد اللہ (ع) إنما ا عنی صلاة اللیل علی رسول اللہ (ص) إن اللہ یقول: ومن اللیل فتہجد بہ نافلۃ لك

(1)۔

عمار ساباطی روایت کرتے ہیں کہ ہم منی میں امام صادق (ع) کے قریب بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے حضرت (ع)

سے کہا کہ آپ (ع) نافلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ تو حضرت (ع) نے فرمایا: واجب ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ ہمیں

اور اس سائل کو بڑا تعجب ہوا تو حضرت (ع) نے فرمایا: میری مراد نماز شب ہے جو کہ رسول اللہ (ص) پر واجب تھی

جیسا کہ پروردگار فرماتا ہے: ومن اللیل فتہجد بہ نافلۃ لك

19_ عن أحدهما قال: فی قوله: عسی أن یبعثک ربک مقاماً محموداً: قال: بی الشفاعة (2)۔

.....

(1) تہذیب ج 2، ص 242، ح 28، مسلسل 959۔ نور الثقلین ج 3، ص 204، ح 382۔

(2) تفسیر عیاشی ج 2، ص 314، ح 148،۔ نور الثقلین ج 3، ص 211، ح 402۔

227

امام باقر (ع) یا امام صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "أن یبعثک ربک مقاماً محموداً" کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ

انہوں نے فرمایا : یہاں مقام محمود سے مراد شفاعت ہے۔
 20_ قال علی بن ابی طالب (ع) : ... ثم یجتمعون فی موطن آخر یكون فیہ مقام محمد (ص) وبو المقام المحمود فیثنی علی اللہ تبارک وتعالی بمالم یثن علیہ احد قبلہ ثم یثنی علی الملائکة کلہم ... ثم یثنی علی الرسل ... ثم یثنی علی کل مؤمن ومؤمنة ... فذلک قوله: عسی أن یبعثک ربک مقاماً محموداً ... وبذا کلہ قبل الحساب ... (1)
 حضرت علی ابن ابی طالب (ع) فرماتے ہیں: ... پھر اللہ تعالیٰ (روز قیامت) لوگوں کو اس جگہ جمع کرے گا کہ مقام محمد (ص) وہاں ہے اور وہ مقام محمود ہے پھر پیغمبر (ص) اللہ تعالیٰ کی یوں ثناء کریں گے کہ کسی نے پہلے ویسی پروردگار کی ثناء نہ کی ہوگی۔ پھر (ترتیب کے ساتھ) تمام ملائکہ ... انبیاء ... تمام مؤمنین اور مؤمنات پر صلوٰۃ بھیجیں گے اور یہ وہی کلام ہے: "عسی أن یبعثک ربک مقاماً محموداً" اور یہ سب چیزیں حساب لینے سے پہلے ہیں ...

آنحضرت (ص) :
 آنحضرت (ص) قیامت میں 17 ، 20؛ آنحضرت (ص) کا مربی ہونا 14؛ آنحضرت (ص) کو بشارت 7؛ آنحضرت (ص) کی تہجد 1، 7؛ آنحضرت (ص) کی خصوصیات 2، 18؛ آنحضرت (ص) کی ذمہ داری 1، 2؛ آنحضرت (ص) کی شفاعت 19؛ آنحضرت (ص) کی نماز شب 1، 2، 18؛ آنحضرت (ص) کی ہدایت 4، 14؛ آنحضرت (ص) کے مقامات اخروی 17، 19، 20؛ آنحضرت (ص) کے مقامات معنوی 7، 15؛ آنحضرت (ص) کے واجبات 2، 18
 احکام : 2
 اللہ تعالیٰ :
 اللہ تعالیٰ کی امداد کے آثار 9؛ اللہ تعالیٰ کی بشارتیں 7؛ اللہ تعالیٰ کی توفیقات کے آثار 9؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات 14؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے آثار 11؛ اللہ تعالیٰ کے اوامر 1
 انبیاء :
 انبیاء کی ذمہ داری 6؛ انبیاء کی عبادات 6
 تہجد :
 تہجد کا وقت 10؛ تہجد کی اہمیت 3؛ تہجد کے آثار 7، 8، 11
 دینی رہبر :
 دینی رہبر کی ذمہ داری 6؛ دینی رہبر کی عبادات 6
 ذمہ داری :
 ذمہ داری کا پیش خہ 5
 روایت : 18، 19، 20
 رہبری :
 رہبری کے آثار 5

(1) توحید صدوق ص 261 ح 5، ب 63_ نور الثقلین ج 3، ص 206، ح 390_

228

شب:

شب کے فوائد 10

عمل :

پسندیدہ عمل کے آثار 12؛ عمل کے آثار 15

قرآن :

قرآن کی تلاوت کی اہمیت 3، 4

مقامات معنوی :

مقامات معنوی کا پیش خیمہ 11، 12، 15؛ مقامات معنوی کی اہمیت 13، 16؛ مقام محمود جیسے معنوی مقام کی اہمیت

16: مقامات معنوی کی بنیاد 9: مقامات معنوی کے اسباب 8، 13;

نبوت:

نبوت کے آثار 5

نماز:

نماز شب کے آثار 13: نماز شب کے احکام 2: نماز شب میں قرآن 4

تفسیر راہنما جلد 10

وَقُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاَجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا (۸۰)
اور یہ کہئے کہ پروردگار مجھے اچھی طرح سے آبادی میں داخل کر اور بہترین انداز سے باہر نکال اور میرے لئے ایک طاقت قرار دیدے جو میری مددگار ثابت ہو (80)

- 1_ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر (ص) کو مانگنے اور دعا مناجات کی تعلیم کے طریقہ سکھایا جانا۔
وَقُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ
 - 2_ دعاء و مناجات کے آداب میں سے پروردگار کی ربوبیت سے تمسک اور اپنے آپ کو خدا کے تحت تربیت مربوط سمجھنا۔
وَقُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ
 - 3_ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر (ص) کو نماز اور نوافل کے ساتھ دعا و مناجات کا حکم۔
اَقِمِ الصَّلٰوةَ ... فَتَهْجِدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ... وَقُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ
- مندرجہ بالا مطلب اس نکتہ کی بناء پر ہے کہ "وَقُلْ رَبِّ"، "فتہجد" پر عطف تھا اور عام کے بعد خاص کا ذکر، اعمال میں سے ایک عمل کو بیان کر رہا ہے کہ جسے تہجد اور نماز شب میں انجام

229

- دینا مناسب ہے۔
- 4_ پروردگار کی بارگاہ میں اپنی حاجات کو زبان پر لانا، دعا اور مناجات کے آداب میں سے ہے۔
وَقُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ
 - 5_ پیغمبر (ص) کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہر عمل کو آغاز سے انجام تک خالص اور سچی نیت کے ساتھ انجام دینے کی توفیق طلب کریں۔
وَقُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ
 - 6_ کاموں کو سچائی کے ساتھ شروع کرنا اور صحیح طریقہ سے ان سے عہدہ برابونا، الہی امداد کا محتاج ہے۔
وَقُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ
 - 7_ نوافل اور نماز شب میں اللہ تعالیٰ سے کاموں میں سچائی سے داخل ہونے اور سچائی سے خارج ہونے کی توفیق طلب کرنا ایک پسندیدہ اور مطلوب عمل ہے۔
وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهْجِدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ... وَقُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ
 - 8_ اعمال کی قدر و قیمت، سچائی، خلوص اور ریا کاری سے پرہیز کی بناء پر ہے۔
اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ
 - 9_ اللہ تعالیٰ سے رات کے نوافل میں توفیق، خلوص اور کامل صداقت کی درخواست کا ضروری ہونا۔
وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهْجِدْ بِهٖ ... وَقُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ

- یہ جو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر (ص) کو تہجد کی نصیحت کے ساتھ ہر کام میں اپنی بارگاہ سے خلوص کی درخواست کرنے کے لیے کہا ہے۔ یہ مندرجہ بالا نکتہ کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔
- 10_ انسان کے اعمال ہمیشہ اخلاص سے عاری ہونے کے خطرے میں ہیں۔
- رب اَدْخُلْنِیْ مَدْخُلْ صَدَقْ وَاُخْرِجْنِیْ مَخْرَجْ صَدَقْ
- یہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر (ص) کو حکم دیا ہے کہ اخلاص اور صداقت کو کسب کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے اعمال ہمیشہ ریا میں مبتلا ہونے کے خطرے میں ہیں۔
- 11_ تمام انسان، حتیٰ کہ پیغمبر اکرم (ص) عمل میں اخلاص و صداقت رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی خصوصی امداد کے محتاج ہیں۔
- وَقُلْ رَبِّ اَدْخُلْنِیْ مَدْخُلْ صَدَقْ وَاُخْرِجْنِیْ مَخْرَجْ صَدَقْ
- 12_ صداقت اور اخلاص کے ساتھ کام کا آغاز اس بات کا ضامن نہیں ہے کہ کام کا انجام بھی صداقت اور اخلاص پر ہوگا۔
- اَدْخُلْنِیْ مَدْخُلْ صَدَقْ وَاُخْرِجْنِیْ مَخْرَجْ صَدَقْ
- 13_ پیغمبر اکرم (ص) کو اپنی رسالت کو کامیابی سے انجام دینے میں طاقت و توانائی حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا و مناجات کرنے کا حکم۔

230

- وَقُلْ رَبِّ... وَاَجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا
- مندرجہ بالا مطلب اس نکتہ کی بنیاد پر ہے کہ "سلطان" سے مراد حس طرح بعض مفسرین نے کہا قوی اور برتر طاقت ہو۔
- 14_ کاموں کے آغاز سے انجام تک صداقت اور سچائی رکھنے میں الہی طاقت و توانائی کی ضرورت۔
- اَدْخُلْنِیْ... وَاَجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا
- 15_ پیغمبر (ص) کو اپنی رسالت کے کامیابی سے انجام دینے اور منکرین کا مقابلہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے حجت اور ضروری دلیل مانگنے کا حکم۔
- وَقُلْ... وَاَجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا
- 16_ حق و حقیقت کے منکرین کا مقابلہ کرنے کے میدان میں محکم دلیل و حجت اور کامیابی حاصل کرنے کی طاقت اللہ کی امداد کی صورت میں ہے۔
- وَاَجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا
- 17_ خداوند عالم نے طاقت اور توانائی کو اصلاح و تعمیر کے لیے طلب کرنے کے لیے کیا ہے نہ کہ فساد اور تباہی پھیلانے کے لیے۔
- وَاَجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا
- "الی" میں لام انتفاع ہے اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر قدرت انسان کے فائدہ کے لئے نہیں ہے۔ پس اس قوت کی درخواست کرنا چاہئے کہ جس سے مصالح بشر پورے ہوں۔
- 18_ اللہ تعالیٰ کے اہداف کو عملی جامہ پہنانے کے لئے حصول توانائی اور طلب قدرت اللہ کی رضا اور پسند کے مطابق ہے۔
- وَاَجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کا معلم ہونا 1; آنحضرت (ص) کو دعا کی تعلیم 1; آنحضرت (ص) کی دعا 5; آنحضرت (ص) کی ذمہ داری 15; آنحضرت (ص) کی رسالت 13; آنحضرت (ص) کی شرعی ذمہ داری 3، 5، 13; آنحضرت (ص) کی ضرورتیں 11، 15; اخلاص:

اخلاص کی اہمیت 5; اخلاص کی بنیاد 11; اخلاص کے آثار 8; اخلاص کی درخواست 5، 9

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ سے حجت کی درخواست 15; اللہ تعالیٰ کی امداد کے آثار 16; اللہ تعالیٰ کے اوامر 3، 17; اللہ تعالیٰ کی تعلیمات 1; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے تمسک 2

امداد طلب کرنا:

اللہ تعالیٰ سے امداد طلب کرنے کی اہمیت 6

انسان:

انسان کی خطائیں 10; انسان کا مربی ہونا 2; انسان کی معنوی ضروریات 11، 14

اقدار:

اقدار کا معیار 8

231

حق :

حق کو جھٹلانے والوں پر کامیابی کی اساس 16

دعا :

دعا کی اہمیت 3; دعا کے آداب 2، 4; اللہ کے حکم پر عمل کرنے کے لئے دعا 13; دعا میں حاجت کا بیان 4

ریا:

ریاکاری کا خطرہ 10

صداقت :

صداقت کا پیش خیمہ 6; صدات کی اہمیت 5، 7; صداقت کی بنیاد 11; صداقت کی درخواست 5، 7، 9; صداقت کے آثار 8

ضروریات :

اللہ تعالیٰ کی امدادوں کی ضرورت 6، 11، 14

عمل:

پسندیدہ عمل 7; عمل کا آغاز 5، 6، 7; عمل کا انجام 5، 6، 7; عمل کی قیمت کا معیار 8; عمل کے آغاز میں اخلاص 12; عمل

کے اخلاص عوامل 14; عمل کے انجام میں اخلاص 12; عمل کے انجام میں صداقت 12; عمل میں اخلاص 5، 8، 11; عمل

کے آغاز میں صداقت 12; عمل میں ریاکاری 10; عمل میں صداقت کے عوامل 14

قدرت:

پسندیدہ قدرت کی درخواست 17، 18; قدرت کی اساس 16; قدرت کی درخواست 13

نماز:

نافلہ نماز میں دعا 3; نماز شب میں دعا 7، 9; نماز شب کے آداب 9; نماز کے آداب 3; نماز میں دعا 3

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَرَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (۸۱)

اور کہہ دیجئے کہ حق آگیا اور باطل فنا ہوگیا کہ باطل بہر حال فنا ہونے والا ہے (81)

1_ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر (ص) کو مشرکین مکہ کے لئے حق کے یقینی غلبہ اور باطل کے یقینی نابود ہونے کے اعلان کا حکم

دینا _

وقل جاء الحق وزبق الباطل

2_ دین اسلام اور پیغمبر (ص) کی راہ حق ہے _ اس کے علاوہ ہر راستہ باطل اور نابود ہونے والا ہے _

وقل جاء الحق وزبق الباطل

جیسا کہ مفسرین نے بھی کہا ہے کہ یہ سورہ مکی ہے تو

232

یہاں احتمال ہے کہ حق سے مراد دین اسلام اور شریعت محمدی (ص) ہے جبکہ باطل سے مراد اس زمانہ میں اس کے مد

مقابل عقائد ہیں _

3_ باطل کا خاتمہ اور نابودی تنہا حق کے ظہور اور میدان میں آنے سے ہی ممکن ہے _

وقل جاء الحق وزبق الباطل

احتمال ہے کہ "جاء الحق" کا "زبق الباطل" پر مقدم ہونا اس حوالے سے ہو کہ حق کو میدان میں لانے سے باطل کو ختم کر دینا چاہیے اور یہ جملہ "إن الباطل کان زہوقاً" (کہ باطل طبعی طور پر نابود ہونے والا ہے) اسی مندرجہ بالا مطلب کی تائید میں ہے۔

4_ حق کا تعارف اور حقیقی اقدار پیش کرنا مخالف قوتوں اور باطل مذاہب سے اعلان جنگ ہے۔
وقل جاء الحق وزبق الباطل

"جاء الحق" کو مقدم کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حق کے ظہور کرنے کی صورت میں باطل کا رنگ پھیکا پڑ جاتا ہے اور اگر درست اور حق راستہ پیش نہ کیا جائے تو باطل اسی طرح میدان میں ڈٹا رہے گا۔

5_ نابودی اور ناپائنداری، باطل کی حقیقت و طبیعت میں پوشیدہ۔
إن الباطل کان زہوق

6_ باطل کا پائدار نہ ہونا اور شکست کھانا راہ حق کے ظہور کے وقت اور میدان جنگ میں آنے کے بعد یقینی فتح کی دلیل و علامت ہے۔

جاء الحق وزبق الباطل إن الباطل کان زہوق

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے پائدار نہ ہونا اور شکست کھا جانا باطل کی ذات کا حصہ شمار کیا۔ "إن الباطل کان زہوقاً" اس سے معلوم ہوا کہ اسی پائیداری کا نہ ہونا حق کی فتح پر دلیل ہے۔

7_ حق کی باطل پر یقینی کامیابی کا اعلان مؤمنین کے لئے امید کا سرمایہ اور مشرکوں اور اہل باطل کے لئے مایوسی کا سبب ہے۔

وقل جاء الحق وزبق الباطل إن الباطل کان زہوق

کفار کی پیغمبر (ص) کو مکہ سے نکالنے کی کوششوں کے بعد باطل کی یقینی شکست کا اعلان مؤمنین کی اساس کو روحانی طور پر مضبوط کرنے اور مشرکین کے دل میں مایوسی ڈالنے کا موجب بن سکتا ہے۔

8_ باطل مکتب کے پائدار نہ ہونے اور شکست کھانے کا اعلان اور تبلیغ لوگوں کو اس طرف بڑھنے سے روکنے اور اس کا مقابلہ کرنے کی کوشش کے لئے ایک طریقہ ہے۔

وقل جاء الحق وزبق الباطل إن الباطل کان زہوق

باطل کی یقینی شکست کی وجہ یہ ہے کہ وہ ذاتی طور پر شکست کھانے والا ہے ' شاید مندرجہ بالا مطلب اسی حوالے سے ہو۔

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کی رسالت 1

233

اسلام :

اسلام کی حقانیت 2

اقدار :

اقدار کی شناخت کے آثار 4؛ اقدار کے مخالفوں سے جنگ کا طریقہ 4

اللہ :

اللہ کے اوامر 1

باطل :

باطل سے جنگ کا طریقہ 4، 8؛ باطل کا زوال 2، 5؛ باطل کی حقیقت 5؛ باطل کی شکست کا اعلان 1، 8؛ باطل کی شکست کی

تبلیغ 8؛ باطل کی شکست کے اعلان کے آثار 7؛ باطل کے زوال کا یقینی ہونا 1؛ باطل کے زوال کے آثار 6؛ باطل کے زوال

کے اسباب 3

حق :

حق کا معیار 2؛ حق کی شناخت کے آثار 4؛ حق کی فتح کا اعلان 1؛ حق کی فتح کا یقینی ہونا 1؛ حق کی فتح کے اعلان کے

آثار 7؛ حق کی فتح کے دلائل 6؛ حق کے ظہور کے آثار 3

مشرکین :

مشرکین کی مایوسی کے اسباب 7

مؤمنین :

مؤمنین کے امید رکھنے کے اسباب 7

وَنُزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا (۸۲)
اور ہم قرآن میں وہ سب کچھ نازل کر رہے ہیں جو صاحبان ایمان کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ظالمین کے لئے خسارہ میں اضافہ کے علاوہ کچھ نہ ہوگا (82)

1_ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآنی آیات کا نزول، جلوہ حق اور باطل کی نابودی کا سبب ہے۔

وقل جاء الحق وزبق الباطل ... ونزل من القرآن ان

حق کی فتح اور باطل کی شکست کے اعلان کے بعد "نزل من القرآن" کا ذکر ممکن ہے مندرجہ بالا نکتہ بناء پر ہو۔

2_ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآنی آیات کا نزول انسانوں کی روحی اور فکری بیماریوں کو شفا بخشنے کے لئے ہے۔
وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة

234

یہ کہ قرآن کتاب ہدایت ہے اور اس میں معنویت کا عنصر غالب ہے تو اس کا شفاء ہونا فکری اور روحی مشکلات کو رفع کرنے کا باعث ہو سکتا ہے۔

3_ قرآنی آیات کے تدریجی نزول کا انسانوں کی بیماریوں کے دور کرنے میں کردار۔

وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة

بعض اہل لغت کا یہ نظریہ ہے کہ باب تفعیل میں مادہ "نزل" سے مراد نزول تدریجی ہے۔ پس قرآن کے تدریجی نزول کا ذکر اور اس کے ہدف شفاء کا ذکر مندرجہ بالا مطلب حقیقت کو بیان کر رہا ہے۔

4_ قرآن، انسانوں میں پائی جانے والی ہر بیماری کے لئے شفاء ہے۔

وننزل من القرآن ما هو شفاء

5_ انسان، وحی کی ہدایت کے بغیر ایک طرح کی فکری، روحی اور اخلاقی بیماری میں مبتلا ہے۔

وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة

یہ کہ قرآن مجید کے نزول کو شفاء دینے کے عنوان سے تعارف کروایا گیا ہے یہ حکایت کر رہا ہے کہ وحی کے بغیر انسان روحانی لاعلاج امراض میں مبتلا ہے۔

6_ قرآنی آیات، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کے لئے بہت بڑی رحمت ہیں۔

وننزل ... رحمة للمؤمنين

7_ فقط اہل ایمان اور حق قبول کرنے والے قرآنی شفا اور رحمت کے حامل ہیں۔

وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين

8_ روحی، فکری اور اخلاقی بیماریوں کے لئے قرآنی شفا، رحمت، شفقت اور مہربانی کے ساتھ ہے۔

وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين

قرآن کے لئے دونوں صفات "شفائ" اور "رحمت" کا باہمی ذکر ممکن ہے ' مندرجہ بالا معنی کے لئے ہو۔

9_ مؤمنین میں بعض فکری، روحی اور اخلاقی بیماریوں کا پیدا ہونا اور انہیں کی قرآنی علاج کی ضرورت۔

وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين

10_ ظالم، نہ صرف قرآنی رحمت اور شفاء سے کچھ حاصل نہیں کر سکتے بلکہ وہ ان کے لئے محض خسارہ اور نقصان ہے۔

ولا يزيد الظالمين الا خسار

11_ حق کے منکر کفار، ظالم ہیں اور قرآنی رحمت اور شفا جیسی نعمت ان کے لئے خسارت اور نقصان میں اضافہ کا

موجب ہے۔

شفاء ورحمة للمؤمنين ولا يزيد الظالمين الا خسار
مندرجہ بالا نکتہ کی اساس یہ ہے کہ "ظالمین" سے مراد "مؤمنین" کے مقابلہ کے قرینہ سے کفار ہو۔

235

12_ قرآنی ہدایت سے فائدہ لینے یا محروم ہونے میں انسانوں کا اپنا اصلی کردار ہے۔
من القراء ن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين ولا يزيد الظالمين الا خسار
"مؤمنین" اور "ظالمین" کی صفت علت اور سبب بیان کرنے کے لئے ہے یعنی مؤمنین میں حق قبول کرنے کا جذبہ قرآنی رحمت وشفاء سے فائدہ لینے کا باعث ہے جبکہ ظالموں میں حق قبول نہ کرنے کی خصلت قرآن سے محرومیت کا سبب ہے۔
13_ عن أبي عبدالله (ع) : ... إنما الشفاء في علم القرآن لقوله: "وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين" (1)
امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ بلاشبہ شفاء، علم قرآن میں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين"
14_ قال أبو عبدالله (ع) : ما اشتكى أحد من المؤمنين شكاية قط وقال: إله خلاص نية ومسح موضع العلة ويقول: "وننزل من القرآن ... " إلا عوفي من تلك العلة أية علة كانت... (1)
امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: بیمار نہ ہونے والا مؤمن کی بیماری والی جگہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے خالص نیت سے کہے: "و ننزل من القرآن ... " مگر یہ کہ بیماری سے شفا یاب ہو جائے گا۔

انحراف :

انحراف اخلاقی کا پیش خیمہ 5; انحراف فکری کا پیش خیمہ 5; انحراف فکری کے موانع

انسان:

انسانوں کا کردار 12

باطل :

باطل کی شکست کے اسباب 1

بیماری:

بیماری کے علاج کے اسباب 3، 4، 9; روحی بیماری کا پیش خیمہ 5; روحی بیماری کا علاج 9; روحی بیماری کی شفا 8

حق:

حق قبول کرنے والوں پر رحمت 7; حق قبول کرنے والوں کی شفا 7; حق قبول کرنے والوں کے فضائل 7; حق قبول نہ کرنے

والوں کا ظلم 11; حق قبول نہ کرنے والوں کے نقصان کے اسباب 11; حق کی علامات 1

روایت : 13، 14

ظالم لوگ : 11

ظالموں کے نقصان کے اسباب 10

قرآن:

قرآن سے محرومیت کا پیش خیمہ 12; قرآن کا شفا دینا 2، 3، 4، 7، 9، 11; قرآن کا کردار 4، 10; قرآن کی رحمت 6; قرآن کی

رحمت سے محرومیت 10، 11; قرآن کی رحمت کے شامل حال 7; قرآن کے تدریجی نزول کے آثار 3;

.....

(1) نور الثقلین ج 3، ص 213، ح 415 _ بحار الانوار ج 92، ص 54، ح 18 _

236

قرآن کے شفا دینے میں رحمت 8; قرآن کے شفا دینے کی خصوصیات 8; قرآن کے شفا دینے میں مہربانی 8; قرآن کے

نزول کے آثار 1; قرآن کے نزول کے روحی آثار 2; قرآن کے ہدایت دینے کا پیش خیمہ 12

کفار :

کفار کا ظلم 11; کفار کے نقصان کے اسباب 11

مؤمنین :

مؤمنین پر رحمت 6، 7; مؤمنین کی روحانی بیماری کا علاج 9; مؤمنین کی شفا 7; مؤمنین کی معنوی ضروریات 9; مؤمنین کے فضائل 7

وحی :

وحی کا ہدایت دینا 5

وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يُوَسِّسُ (۸۳)

اور ہم جب انسان پر کوئی نعمت نازل کرتے ہیں تو وہ پہلو بچا کر کنارہ کش ہو جاتا ہے اور جب تکلیف ہوتی ہے تو مایوس ہو جاتا ہے (83)

1_ انسان آسانشے اور الہی نعمات کو پانے کے بعد ناشکری اور خدا سے دوری کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ

"نا" سے مراد "بعد" یعنی دور ہونا ہے اور "أعرض ونا بجانبه" (یعنی منہ پھیرا اور کنارے ہو گیا) ناشکری اور اللہ تعالیٰ سے دوری کا کنایہ ہے۔

2_ مادی وسائل اور اللہ کی نعمات کو پانے کے بعد مغرورانہ احساسات کا پیدا ہونا ناقابل نفرت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مذموم ہے۔

وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ

3_ آسانشے اور نعمتوں کو پانے کے بعد انسان، حق قبول نہ کرنے والی بیماری کے خطرے میں ہے۔

وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ

4_ قرآن، اللہ تعالیٰ کی انسان کے لئے واضح ترین نعمتوں میں سے ہے۔

وَنَنْزِلُ مِنَ الْقُرْآنِ ... وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ

نعمت کے مصداق میں سے ایک مصداق، پچھلی آیت (وَنَنْزِلُ مِنَ الْقُرْآنِ) کے قرینہ سے ،

237

قرآن بھی ہے۔

5_ نعمتوں کے حصول کا تقاضا ہے کہ انسان نعمتوں کے خالق کی طرف توجہ پیدا کرے اور اس کا شکر یہ و حمد بجالے لائے نہ کہ اس سے منہ موڑ لے۔

وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ

نعمتوں کو حاصل کرنے والے انسان کے حالات کو مذمت کے انداز سے بیان کرنا، ایک حکایت نہیں ہے بلکہ انسانوں کو منعم کے حق ادا کرنے کی ترغیب ہے۔

6_ انسان، معمولی سی مصیبت اور ناگواری کا سامنا کرنے سے شدید مایوسی اور بے چارگی کا شکار ہو جاتا ہے۔

وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يُوَسِّسُ

"مَسَّهُ الشَّرُّ" (یعنی مصیبت اسے چھوئے) کے ذریعے اس کے مصیبت میں مبتلا ہونے کی تعبیر معمولی سی ناگواری کو بیان کر رہی ہے۔

7_ آسانشے کے وقت خدا کی ناشکری کرنے والے جب سختیوں کا سامنا کرتے ہیں تو ان میں ضعف اور ناتوانی زیادہ ہو جاتی ہے۔

وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يُوَسِّسُ

8_ آسانشے کی حالت میں اللہ سے دوری اور مصیبتوں کے آنے میں مایوس ہونا، قرآنی ہدایت سے محروم لوگوں کی بیماری ہے۔

وَنَنْزِلُ ... شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ ... كَانَ يُوَسِّسُ

9_ اللہ تعالیٰ، انسانوں کو صرف خیر و نعمت عطا کرتا ہے۔

إذا أنعمنا على الإنسان ... وإذا مسَّ الشرُّ
 یہ کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کو نعمتیں دینے والا بتایا گیا جبکہ مصیبتوں کی نسبت اس کی طرف نہیں دی گئی۔ اس سے
 مندرجہ بالا نکتہ حاصل ہوتا ہے۔
 10_ انسان کی مذموم ' ناپسندیدہ خصلتوں کہ جن کی اللہ نے مذمت کی ہے ان میں سے ایک اس کا مایوس ہونا ہے۔
 وإذا مسَّ الشرُّ کان یوس
 11_ انسان سے نعمت کا سلب ہونا، مصیبت اور اس کی مایوسی کا باعث ہے۔
 وإذا أنعمنا على الإنسان ... وإذا مسَّ الشرُّ
 "مسَّ الشرُّ" کا "أنعمنا" کے مقابل میں آنے کے قرینہ سے احتمال پیدا ہوتا ہے کہ انسان کا سختی سے دوچار ہونا گویا اس کا
 نعمات کو کھو دینا ہے۔

 آسائشے:
 آسائشے کے آثار 1، 2، 3; آسائشے میں اللہ سے دوری 8
 آسائشے پسند لوگ :
 آسائشے پسند لوگوں کا حق قبول نہ کرنا 3; آسائشے پسند لوگوں کی کمزوری 7; سختی کے وقت آسائشے پسند لوگ 7

238

اللہ تعالیٰ :
 اللہ تعالیٰ کی بخششیں 9; اللہ تعالیٰ کی مذمتیں 2، 10; اللہ تعالیٰ کی نعمات 4
 انسان:
 انسان کی صفات 1، 6; انسان کی ناشکری 1
 استکبار:
 استکبار کی مذمت 2
 حق :
 حق قبول نہ کرنے کا پیش خیمہ 3
 خیر:
 خیر کا سرچشمہ 9
 ذکر :
 منعم کے ذکر کا پیش خیمہ 5
 شکر:
 نعمت کے شکر کا پیش خیمہ 5
 قرآن:
 قرآن سے محروم لوگوں کی بیماری 8; قرآن کی ہدایت سے محرومیت 8
 گمراہ لوگ:
 گمراہ لوگوں کا اعراض کرنا 8; گمراہ لوگوں کا مایوس ہونا 8
 مایوسی:
 مایوسی کی مذمت 10; مایوسی کے اسباب 11
 شر :
 شر کے موارد 11
 ناشکری:
 نعمت کی ناشکری کا پیش خیمہ 1
 ناشکری کرنے والے:

ناشکری کرنے والوں کی کمزوری 7; مصیبت میں ناشکری 7

نعمت :

نعمت قرآن 4; نعمت کا سرچشمہ 9; نعمت کے آثار 5; نعمت کے سلب کے آثار 11

مشکلات :

مشکلات کے آثار 6; مشکلات میں مایوسی 6، 8

قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَى شَاكِلَتِهِ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَى سَبِيلًا (۸۴)

آپ کہہ دیجئے کہ ہر ایک اپنے طریقہ پر عمل کرتا ہے تو تمہارا پروردگار بھی خوب جانتا ہے کہ کون سب سے زیادہ سیدھے راستہ پر ہے (84)

1_ پیغمبر (ص) پر قرآن کے مختلف انسانوں پر دو قسم کے اثرات کے پیش خیمہ کے حوالے سے ابہام دور

239

کرنے کی ذمہ داری۔

ونزل من القرآن ... قل كل يعمل على شاكلته

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ نکتہ ہے کہ یہ آیت پچھلی آیت میں ایک مخفی سوال کا جواب ہے اور وہ سوال یہ ہے کہ کیسے مختلف لوگ قرآن سے مختلف فائدہ حاصل کرتے ہیں؟ تو یہ آیت جواب دیتی ہے کہ اس مختلف قسم کے فائدہ لینے کی وجہ ان کی اپنی روحی حالت اور عادات کا رد عمل ہے۔

2_ انسان کے اعمال اور فیصلے، اس کی اندرونی خصلتوں ' انگیزوں اور روحی حالات کا نتیجہ ہیں۔

کل يعمل على شاكلته

3_ بعض انسانوں کا قرآن سے اچھا فائدہ اٹھانا اور دوسرے گروہ کا صحیح فائدہ نہ اٹھانا ان کی خصلتوں اور روحی حالات کا نتیجہ ہے۔

ونزل من القرآن مابو شفاء ورحمة للمؤمنين ولايزيد الظلمين الا خساراً ... قل كل يعمل على شاكلته

4_ انسان، اپنی روحانی صفات اور راسخ نفسانی عادات اور باطنی اعتقادات کے حصار میں جکڑا ہوا ہے۔

قل كل يعمل على شاكلته

"شاکلتہ" لغت میں نفسانی راسخ عادتوں کے معنی میں ہے اور ایسی روش اور طریقہ کے معنی میں بھی ہے کہ جسے انسان نے اپنا یا ہو۔ (قاموس المحيط) بہر حال یہ اس حقیقت کو بتا رہی ہے کہ آدمی اپنی روحی حالات اور اعتقادات میں گھرا ہوا ہے۔

5_ انسان کے روحی معاملات اور راسخ نفسانی عادات کی شکل بننے میں اس کے انتخاب اور اختیار کا کردار ہے۔

ونزل من القرآن ... قل كل يعمل على شاكلته

پچھلی آیات میں مؤمنین کی تعریف کی گئی اور ظالموں کی مذمت کی گئی۔ اس آیت میں مؤمنین اور ظالموں دونوں کے متضاد اعمال کی وجہ، ان کی نفسانی راسخ عادات کا متفاوت ہونا بیان کی گئی ہے۔ اب انسان کی اس کی نفسانی راسخ عادات کی بناء پر مدح و مذمت اس صورت میں صحیح ہے کہ وہ اپنی عادات بنانے میں موثر اور اختیار رکھتا ہو۔

6_ انسان کے لیے اپنی عادات کے بنانے اور اپنے بنیادی اعتقادات میں دقت کا کرنا ضروری ہے۔

قل كل يعمل على شاكلته

"شاکلتہ" کے دو معانی ہیں: ایک ذاتی شخصیت اور اخلاق اور دوسرا کسب ہونے والی عادات و اخلاق۔ مندرجہ بالا مطلب پچھلی آیت کے قرینہ سے دوسرے معنی کی بنیاد پر ہے۔ تو گویا یہاں انسانوں کو خبر دار کیا گیا ہے کہ اپنی شخصیت کی تشکیل میں وقت سے کام لیں۔

7_ انسانی نفوس، شکل و صورت میں مختلف ہیں۔

قل كل يعمل على شاكلته

8_ انسانوں کو پالنے والا اللہ تعالیٰ، دوسروں کی نسبت انسانوں کی راسخ عادتوں اور انکے روحی حالات

- سے زیادہ باخبر _
 فریکم اُلم بمن ہو اُبدی سبیل
 9_ الہی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ وہ گذشتہ ہدایت لینے والوں اور ان کے دوسروں سے امتیاز سے گہرائی تک واقف ہو _
 فریکم اُلم لمن ہو اُبدی سبیل
 دوسری صفات یا اسم اللہ کی جگہ، صفت رب کا ذکر اللہ کی انسانی گروہوں سے آگاہ ہونے کو بیان کر رہا ہے اور مندرجہ بالا مطلب کو واضح کر رہا ہے۔
 10_ ہدایت کے اسباب پانے کے لئے انسانوں میں فرق _
 بمن ہو اُبدی سبیل
 "اہدی" کہ افعَل تفضیل ہے _ ہدایت کے مختلف درجات پر دلالت کر رہا ہے۔
 11_ ہدایت میں کمال ونقص کے درجات ہیں۔
 بمن ہو اُبدی سبیل
 12_ زیادہ علم و آگاہی مربی افراد کی لیاقت کی پہچان اور ان کے انتخاب کا معیار ہے _
 فریکم اُلم
 13_ عن اُبی عبد اللہ (ع) فی قول اللہ عزّوجلّ ... "قل کل یعمل علی شاکلتہ" یعنی علی نیتہ (1)
 امام صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام : "قل کل یعمل علی شاکلتہ" کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ یہاں مراد یہ ہے کہ ہر کوئی اپنی نیت پر عمل کرتا ہے۔

 آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کی ذمہ داری 1

اختیار:

اختیار کے آثار 5

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کا علم 9; اللہ تعالیٰ کا علم غیب 8; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار 9

انسان :

انسانوں پر تسلط 4; انسانوں کا اختیار 5; انسان کی خصلتوں کا تسلط 4; انسان کی خصلتوں کی اہمیت 6; انسان کی خصلتوں کے آثار 2، 3; انسان کی خصلتیں 5; انسان کے عمل کی محدودیت 4; انسان کے مربی حضرات 8; انسانوں میں فرق 7، 9
 10

انگیزہ :

انگیزہ کا کردار 2

اہمیتیں :

اہمیتوں کا کردار 2

روایت : 13

شخصیت :

شخصیت کی تشکیل میں اسباب 5

(1) کافی ج 2، ص 16، ح 4_ نور الثقلین ج 3، ص 214، ح 417_

عقیدہ :

عقیدہ میں دقت کرنے کی اہمیت 6

علم :

علم کی اہمیت 12

قرآن :

قرآن سے درست فائدہ اٹھانے کے اسباب 3; قرآن سے غلط فائدہ اٹھانے کے اسباب 3; قرآن کا ابہامات کو دور کرنا 1 قرآن کی تاثیر میں اختلاف 1

کردار :

کردار کی جڑیں 2، 4، 13

مربی:

مربی کے انتخاب کا معیار 12

موقعیت لینا :

موقعیت لینے میں موثر اسباب 2

نیت :

نیت کے آثار 13

ہدایت:

ہدایت کے درجات 10، 11

ہدایت لینے والے:

ہدایت لینے والوں کو مشخص کرنا 9

تفسیر راہنما جلد 10

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا (٨٥)

اور پیغمبر یہ آپ سے روح کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو کہہ دیجئے کہ یہ میرے پروردگار کا ایک امر ہے اور تمہیں بہت تھوڑا سا علم دیا گیا ہے (85)

1_ لوگوں کا پیغمبر (ص) سے روح کی حقیقت کے بارے میں سوال کرنا _

ويسئلونك عن الروح

2_ روح کی حقیقت، ایک مبہم چیز ہے اور پیغمبر (ص) کے زمانے کے لوگوں کے لئے مورد سوال تھی _

ويسئلونك عن الروح

3_ انسانی روح کی حقیقت، ایک مجہول اور مورد سوال چیز ہے _

242

ويسئلونك عن الروح

یہ کہ "الروح" سے مراد فقط روح انسانی ہو جیسا کہ ذہن میں تبادر بھی اس کا ہی ہے _ تو مندرجہ بالا مطلب سامنے آتا ہے _

4_ بشر، پوری علمی تاریخ میں روح کی حقیقت کے حوالے سے تمام جہات سے یقینی شناخت تک نہ پہنچ سکا _

ويسئلونك عن الروح _

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حقیقت روح کے بارے میں سوال کے جواب میں اس کی وضاحت کی بجائے یہ فرمایا: روح میرا امر

ہے _ یہ ممکن ہے اس لئے ہو کہ بشر کے لئے روح کی حقیقت کبھی واضح ہونے والی نہیں ہے _

5_ بعثت کے زمانے کے لوگ روح کی مانند مجہولات اور پر اسرار مسائل میں جواب دینے کے حوالے سے پیغمبر (ص) کی علمی قدرت پر اعتماد رکھتے تھے۔

يسئلونك عن الروح

6_ روح، ایک ایسی حقیقت ہے کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور وہ اس کی ربوبیت کا ایک جلوہ ہے۔
قل الروح من أمر ربي

"امر" کی "رب" کی طرف نسبت لام اختصاص کے معنی میں ہے اور سوال کرنے والوں کے قرینہ کے مطابق یہاں علم میں اختصاص مراد ہے۔

7_ پیغمبر، (ص) لوگوں کے سوالوں کے جواب مینجو کچھ ان پر وحی ہوئی ہے اسی کے مطابق جواب دینے کے ذمہ دار ہیں۔

يسئلونك عن الروح قل الروح من أمر ربي

8_ روح، خلقت اور وجود میں آنے میں خلقت کے اسباب اور وسیلے سے بے نیاز ہے۔
قل الروح من أمر ربي

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ نکتہ ہے کہ "امر" سے مراد کلمہ "ایجاد ہے کہ "کن" کا معنی دے رہا ہے۔ لہذا اسے خلقت کے وسیلے کی ضرورت نہیں ہے۔

9_ روح، ایک نفیس حقیقت اور بلند وبالا مقام رکھتی ہے۔
قل الروح من أمر ربي

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "امر" کی "ربی" کی طرف نسبت، اضافہ تشریف ہو۔
10_ پیغمبر (ص)، اللہ تعالیٰ کی خاص ربوبیت اور مخصوص عنایت کے تحت ہیں۔

من أمر ربي

11_ روح، کی حقیقت کے حوالے سے بشر کی علمی تحقیقات ہمیشہ کم اور ناچیز رہیں گی۔
وما أوتيتم من العلم إلا قليل

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "اوتیتم" کے مخاطب تمام انسان ہو۔

12_ کائنات میں روح کی مانند پوشیدہ اسرار اور حقائق کے بارے میں بشر کا علم، بہت کم اور ناچیز ہے۔
يسئلونك ... قل ... وما أوتيتم من العلم إلا قليل

243

یہ کہ "العلم" سے مراد مطلق علم ہو۔ نہ بالخصوص روح کی حقیقت کے بارے میں شناخت ہو تو مندرجہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔

13_ بشر میں پائے جانے والے تمام علوم کا سرچشمہ، اللہ تعالیٰ ہے۔
وما أوتيتم من العلم إلا قليل

"اوتیتم" (دیا گیا) کی تعبیر اور علم کے طور پر کشف نہ دینے کی انسان کی طرف نسبت اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان، برتر ارادہ کے مد مقابل مجبور ہے۔

14_ جہان کی فراوان معلومات کے مد مقابل انسان کی معلومات نہایت کم ہیں۔
وما أوتيتم من العلم إلا قليل

یہ کہ "العلم" سے مراد مطلق علم ہو تو مندرجہ بالا نکتہ واضح ہوتا ہے۔

15_ روح کی حقیقت کے حوالے سے زمانہ بعثت پیغمبر (ص) میں لوگوں کی علمی معلومات بہت کم اور معمولی تھیں۔
قل الروح من أمر ربي وما أوتيتم من العلم إلا قليل

یہ کہ آیت کے مخاطب زمانہ بعثت کے لوگ ہوں نہ کہ تمام زمانوں میں تمام لوگ تو مندرجہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔

16_ زمانہ بعثت پیغمبر (ص) میں لوگوں کی معلومات نہایت کم اور محدود تھیں۔
وما أوتيتم من العلم إلا قليل

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ احتمال ہے کہ "وما أوتيتم من العلم" کے مخاطب زمانہ پیغمبر (ص) کے لوگ ہوں اور "العلم" سے مراد مطلق علم ہو۔

17_ عن أبي بصير قال : سمعت أبا عبد الله (ع) يقول: "يسئلونك عن الروح قل الروح من أمر ربي" قال : خلق أعظم من جبرائيل وميكائيل' لم يكن مع أحد ممن مضى غير محمد (ص) وبو مع الأئمة يسدّهم... (1)

ابی بصیر کہتے ہیں کہ امام صادق (ع) سے سنا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس کلام: "یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی" کے بارے میں فرما رہے تھے: روح جبرائیل اور میکائیل سے برتر مخلوق ہے وہ گذشتہ کسی بھی انبیاء کے ساتھ نہ تھی۔ لیکن حضرت محمد (ص) اور تمام ائمہ کے ساتھ ہے اور ان کی مدد کرتی ہے۔

18_ عن أبي بصير عن أحمد بن محمد قال : سأله عن قوله: "ويسئلونك عن الروح قل الروح من أمر ربي" ما الروح؟ قال: "التي في الدواب والناس..." (1)

ابی بصیر کہتے ہیں کہ نے امام باقر (ع) یا امام صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے کلام: "و يسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربی" کے بارے میں سوال کیا اور عرض کی کہ یہ روح کس قسم کی روح ہے؟ تو انہوں (ع) نے جواب میں فرمایا: یہ وہ چیز ہے کہ جو جانوروں اور انسانوں میں موجود ہوتی ہے۔

(1) کافی ج 1 ص 273، ح 4_ نورالثقلین ج 3، ص 215، ح 424_

244

19_ عن أبي جعفر (ع) في قوله الله: "وما أوتيتم من العلم الا قليلا" قال : تفسيرهافي الباطن انه : لم يوت العلم الا ناس يسير فقال: وما أوتيتم من العلم الا قليلا منكم (2)

امام باقر (ع) سے اللہ تعالیٰ کے کلام "وما أوتيتم من العلم الا قليلا" کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ انہوں (ع) نے فرمایا: کہ اس آیت کی تفسیر یوں ہے کہ لوگوں میں سے صرف کم تعداد والوں کو علم دیا گیا ہے پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وما أوتيتم من العلم الا قليلا" یعنی تم میں سے کم لوگوں کو علم دیا گیا ہے۔

آنحضرت (ص):

آنحضرت (ص) اور روح کی حقیقت 5; آنحضرت (ص) سے سوال 1; آنحضرت (ص) کا علمی احاطہ 5; آنحضرت (ص) کی ذمہ داری کا دائرہ کار 7; آنحضرت (ص) کے فضائل 17; آنحضرت (ص) مربی 10

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کا کردار 13; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت 10; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات 6; اللہ تعالیٰ کے مختصات 6

امام علی (ع):

امام علی (ع) کے فضائل 17

انسان:

انسان کے علم کا سرچشمہ 13; انسان کے علم کی محدودیت 4، 11، 12، 14

روایت: 17، 18، 19

خلقت:

خلقت کے رازوں کا علم 12

روح:

روح سے مراد 17، 8; روح کی تخلیق کی خصوصیات 8; روح کی اہمیت 9; روح کی حقیقت 2، 3، 6، 11; روح کے بارے

میں ابہام 2، 3، 4، 11، 15; روح کے بارے میں سوال 1، 2، 3

علمائ:

علماء کا کم ہونا 19

لطف الہی:

لطف الہی کے شامل حال 10

لوگ:

زمانہ بعثت کے لوگ اور روح 15; زمانہ بعثت کے لوگوں کے سوال 2; زمانہ بعثت کے لوگوں کے عقائد 5; زمانہ بعثت کے

لوگوں کے علم کا محدود ہونا 15، 16؛ لوگوں کے شبہات کا جواب 7

وحی:

وحی کا کردار 7

.....

- (1) تفسیر عیاشی ج 2، ص 317، ح 163_ نور الثقلین ج 3، ص 216، ح 428_
(2) تفسیر عیاشی ج 2، ص 317، ح 164_ نور الثقلین ج 3، ص 219، ح 438_

245

وَلْنِ شَنْنَا لَنْذَهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا (٨٦)
اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ آپ کو وحی کے ذریعہ دیا گیا ہے اسے اٹھالیں اور اس کے بعد ہمارے مقابلہ میں کوئی سازگار اور ذمہ دار نہ ملے (86)

- 1_ اللہ تعالیٰ، جو معارف اور حقائق پیغمبر (ص) پر وحی کئے ان تمام کو محو اور زائل کرنے پر قادر ہے۔
وَلْنِ شَنْنَا لَنْذَهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ
- 2_ پیغمبر اسلام (ص) وہ شخصیت ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔
وَلْنِ شَنْنَا لَنْذَهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ
- 3_ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اور مشیت حتمی ہے اور اس میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوسکتی۔
وَلْنِ شَنْنَا لَنْذَهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ
- 4_ انسان کو عطا ہونے والے الہی علوم کی بقاء اور زوال حتیٰ کہ پیغمبر (ص) کے ذریعے آنے والی وحی بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت سے مربوط ہے۔
وَمَا أَوْتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا وَلْنِ شَنْنَا لَنْذَهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ
- 5_ وہ تمام علوم اور معارف الہی کہ جو پیغمبر (ص) پر وحی ہوئے کائنات میں پوشیدہ اسرارِ حقائق اور علم الہی کے مد مقابل نہایت کم ہیں۔
وَمَا أَوْتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا وَلْنِ شَنْنَا لَنْذَهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ
- 6_ انسان پر ضروری ہے کہ وہ اپنے وسائل اور ذرائع کو الہی سمجھنے اور ان کو جاودان شمار نہ کرنے پر توجہ کرے۔
وَلْنِ شَنْنَا لَنْذَهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ
- مندرجہ بالا مطلب کو آیت کے مفہوم اولویت سے لیا گیا ہے۔ چونکہ اگر وحی پیغمبر (ص) سے سلب ہوسکتی ہے تو بدرجہ اولیٰ تمام نعمات دوسرے لوگوں سے سلب ہوسکتی ہے۔
- 7_ انسانوں کے لئے وحی اور معارف الہی (قرآن) کا نزول نعمت الہی ہے اور اس کا شکر ادا کرن

246

- چاہئے۔
لَنْذَهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ
آیت وحی اور آسمان معارف کے حوالے سے خبردار کر رہی ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ الہی عطیات ہیں ان کا شکر یہ ادا کرنا چاہئے۔
- 8_ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادے کے مدمقابل، پیغمبر (ص) کا کوئی مددگار اور دفاع کرنے والا نہیں ہے۔
ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا
- 9_ حسن بن محمد النوفلی یقول: ... قال سليمان: ... إرادته علمه، قال الرضا(ع): ... ما الدليل على أن إرادته علمه؟ وقد يعلم ما لا يريد، أبدأً، وذلك قوله عز وجل: "وَلْنِ شَنْنَا لَنْذَهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ" قال سليمان: فإن الإرادة القدرة قال الرضا (ع): و هو عز وجل يقدر على ما يريد أبدأً ولا يذمّن ذلك لأنه قال تبارك وتعالى: "وَلْنِ شَنْنَا لَنْذَهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ" فلو كانت الإرادة

ہی القدرۃ کان قد اراد أن یذهب بہ لقدرتہ ... (1) حسن بن محمد نوفلی کہتے ہیں: ... سلیمان نے کہا ... اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس کے علم کا عین ہے _ امام رضا (ع) نے فرمایا: اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کا ارادہ اس کے علم کا عین ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ جس چیز کو جانتا ہے اس کا ارادہ ہرگز نہیں کرتا اور یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے کہ وہ فرما رہا ہے: "ولئن شئنا لنذهبین بالذی اوحے نا الیک" _ سلیمان نے کہا: پس ارادہ وہی قدرت ہے _ تو امام رضا (ع) نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ ہے کہ جس چیز پر قادر ہے ہرگز اس کا ارادہ نہیں کرتا _ پس ناچار اس بات کو قبول کرنا چاہئے چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ولئن شئنا لنذهبین بالذی اوحینا الیک" _ پس اگر ارادہ وہی قدرت ہو تو جو پیغمبر (ص) پر وحی کیا وہ اللہ محو کر دیتا چونکہ قادر تھا _

آنحضرت (ص):

آنحضرت (ص) پر وحی 1، 2، 4؛ آنحضرت (ص) پر وحی کی محدودیت 5؛ آنحضرت (ص) کی نبوت 2؛ آنحضرت (ص) کے علم کی محدودیت 5؛ آنحضرت (ص) کے علوم کا محبوبونا 1؛ آنحضرت (ص) کے مقامات 2؛ آنحضرت (ص) کے مددگار کا نہ ہونا 8

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کا ارادہ 9؛ اللہ تعالیٰ کا علم 5، 9؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت 1، 9؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا حتمی ہونا 3؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا غالب ہونا 8؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے آثار 4؛ اللہ تعالیٰ کی نعمات 7؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا حتمی ہونا 3 انسان:

انسانوں کا علم لدنی 4

خلفت:

خلقت کے اسرار 5

ذکر:

مادی و سائل کے سرچشمہ کا ذکر 6

.....

(1) عیون الاخبار الرضا ج 1، ص 179، 189، ح 1، ب 13 _ توحید صدوق ص 451، 454، ح 1، ب 66 _

247

روایت: 9

شکر:

نعمت کا شکر 7

علم:

علم لدنی کا سرچشمہ 4؛ علم لدنی کے زوال کا سرچشمہ 4

مادی وسائل:

مادی وسائل کا پائدار نہ ہونا 6

نعمت:

قرآن کا نعمت ہونا 7

وحی:

وحی کا سرچشمہ 4

إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا (۸۷)

مگر یہ کہ آپ کے پروردگار کی مہربانی ہو جائے کہ اس کا فضل آپ پر بہت بڑا ہے (87)

1_ اللہ تعالیٰ کی رحمت و لطف، پیغمبر (ص) سے وحی (حقائق اور بنیادی معارف) واپس لینے سے منع ہے۔

- لئن شننا لنذنبین ... إلاً رحمة من ربك
استثناء ممکن ہے کہ محذوف کلمہ یا کلام سے ہو مثلاً عبارت یوں ہو کہ جو کچھ تمہیں دیا سوائے رحمت کے کچھ نہ تھا۔
لہذا ہم محو نہیں کریں گے۔ یعنی "لئن شننا" سے استدراک ہو اور عبارت یوں فرض ہوگی "ولکن لانشاء ذلك رحمة" (ہم نے عطا کئے معارف کو تجھ پر رحمت کی بناء پر زائل نہیں کرنا چاہا)
- 2 پیغمبر (ص) کے دل میں وحی کے مفاہیم کو ثابت اور ہمیشہ رکھنا ان پر الہی ربوبیت کا جلوہ ہے۔
لئن شننا لنذنبین بالذی اوحے نا ... إلاً رحمة من ربك
- 3 وحی کو ثابت رکھنا اور قرآنی مفاہیم کو باقی رکھنا بندوں پر الہی رحمت کا جلوہ ہے۔
لئن شننا لنذنبین ... إلاً رحمة من ربك
- 4 پیغمبر اکرم (ص) پر اللہ تعالیٰ کا عظم و وسیع فضل و رحمت۔
إن فضله کان علیک کبیر
- 5 اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیغمبر اکرم (ص) کی خاص اہمیت اور بلند و بالا مقام۔
أن فضله کان علیک کثیر
- 6 اللہ تعالیٰ کا پیغمبر (ص) کے دل میں وحی کے مفاہیم کو استحکام بخشے کے سلسلہ مینان پر احسان۔

248

- ولئن شننا لنذنبین ... أن فضله کان علیک کبیر
7 پیغمبر اکرم (ص) کے لیے پروردگار عالم کی ربوبیت رحمت سے متصل ہے۔
الاً رحمة من ربك

آنحضرت (ص) :

- آنحضرت (ص) پر احسان 6؛ آنحضرت (ص) پر رحمت 4؛ آنحضرت (ص) پر فضل 4، 7؛ آنحضرت (ص) پر وحی 1،
6، 2؛ آنحضرت (ص) کا قرب 5؛ آنحضرت (ص) کا قلب 2، 6؛ آنحضرت کا مربی ہونا 2، 7؛ آنحضرت (ص) کے مقامات 5
اللہ تعالیٰ :
اللہ تعالیٰ کا احسان 6؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت 7؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات 2؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت 7؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت
کے آثار 1؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی علامات 3؛ اللہ تعالیٰ کے لطف کے آثار 1
اللہ کا فضل:
اللہ کے فضل کے شامل حال لوگ 4
رحمت:
رحمت کے شامل حال لوگ 4، 7
قرآن:
قرآن کو ثابت رکھنا 3
وحی:
وحی کو ثابت رکھنا 2، 3، 6؛ وحی کے محو سے مانع 1

قُلْ لَّئِنْ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنَّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيراً (۸۸)
آپ کہہ دیجئے کہ اگر انسان اور جناب سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کا مثل لے آئیں تو بھی نہیں لاسکتے چاہے
سب ایک دوسرے کے مددگار اور پشت پناہ ہی کیوں نہ ہو جائیں (88)

- 1 قرآن کی مثل لانے سے جن وانس کی عاجزی کا اعلان کرنے کا پیغمبر (ص) کی ذمہ داری۔
قل لئن اجتمعت الإنس والجن ... لا یأتون بمثلہ

249

- 2_ تمام مخاطبین قرآن کو (جن وانس) قرآن کے اعجاز کو آزمانے کی دعوت _
 قل لئن اجتمعت الإنس والجن علی أن یا توا بمثل
 3_ قرآن ایسے حقائق تعلیمات اور معارف پر مشتمل ہے کہ جن پر جن و انس وحی کے بغیر کبھی بھی دسترس حاصل نہیں کر سکتے۔
 قل لئن اجتمعت الإنس والجن علی أن یا توا بمثل ہذا القرآن لایا تون ... ظہیر
 انسانوں اور جنوں کی قرآن کی مثل لانے سے عاجزی مطلق ہے یعنی اس کی تعلیمات اور معارف کو بھی شامل ہے۔
 4_ انسانی اور جنی طاقتیں ایک دوسرے کی پشت پناہی اور مدد کرنے کے باوجود بھی قرآن کی مثل لانے سے عاجز ہیں۔
 قل لئن اجتمعت ... ولو کان بعضہم لبعض ظہیر
 5_ قرآن، اللہ کا ایسا جاودانی معجزہ ہے جو ہمیشہ بے مثل کتاب رہا اور ابد تک بے مثل رہے گا۔
 قل لئن اجتمعت الإنس والجن ... لایا تون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیر
 یہ جو آیت تصریح کر رہی ہے کہ کوئی جن وانس قرآن کی مثل لانے کی طاقت نہیں رکھتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن ہمیشہ بے مثل کتاب کی مانند رہے گا۔
 6_ قرآن جیسی بے مثل کتاب کا پیغمبر (ص) کو عطا ہونا ان پر اللہ تعالیٰ کے عظیم فضل کی نشانی ہے۔
 أن فضله کان علیک کبیراً _ قل لئن اجتمعت ... لایا تون بمثلہ
 7_ چیلنج اور مقابلہ کی دعوت کے سلسلہ میں قرآن مجید کی فتح اس کی بلاشبہ حقانیت کا اعلان ہے۔
 قل جاء الحق ... قل لئن اجتمعت الإنس والجن ... لا یا تون بمثلہ
 8_ انسان کا قرآن کی مثل لانے سے عاجز ہونا، اس کی اللہ کے مد مقابل کم علمی اور کم طاقت رکھنے پر دلالت کرتا ہے۔
 وما أوتیت من العلم إلا قلیلاً ... قل لئن اجتمعت ... لایا تون بمثلہ
 9_ جن، انسان کی مانند باشعور موجود ہے۔
 قل لئن اجتمعت الإنس والجن علی یا توا بمثلہ
 انسان و جن کے مابین، ارتباط اتفاق نظر اور تعاون ممکن ہے۔ یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر جن اور انسان ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیں تو بھی قرآن کی مثل نہیں لاسکتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اور جن کے درمیان رابطہ اور تعاون کا امکان ہے ورنہ یہ چیلنج لغو ہوتا۔
 11_ قرآن کا اعجاز تمام جہات اور ابعاد (لفظی، معنوی، معرفت وغیرہ کے حوالے سے ...) تھا لہذا یہ چیلنج بھی ان تمام ابعاد میں ہے۔
 قل لئن اجتمعت الإنس والجن ... لایا تون بمثلہ

250

- پوری تاریخ میں جن وانس کو مخاطب کرنا بتا رہا ہے کہ صرف عرب لوگ اس چیلنج کے مخاطبین نہیں تھے ورنہ یہ چیلنج قرآن کے لفظی اور ادبی بعد میں ہی رہتا۔
 12_ پیغمبر (ص) کے زمانے کے بعض لوگوں کا قرآن کے بارے میں یہ عقیدہ کہ وہ سرچشمہ وحی سے نہیں ہے اور خود ساختہ ہے۔
 قل لئن اجتمعت الإنس والجن ... لایا تون بمثلہ
 یہ جو قرآن مکمل قاطعیت سے چیلنج کر رہا ہے ہو سکتا ہے اس شبہ کے جواب میں ہو کہ قرآن وحی نہیں ہے۔
 13_ قرآن کی مثل کتاب لانے کا ناممکن ہونا خود ہی اس کے الہی ہونے اور بشری نہ ہونے سے ہے۔
 قل لئن اجتمعت الإنس والجن ... لایا تون بمثلہ

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) پر فضل کی نشانیاں 6: آنحضرت (ص) پر قرآن کا نزول 6: آنحضرت (ص) کی ذمہ داری 1

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے فضل کی نشانیاں 6

انسان:

انسانوں کا عاجز ہونا 1، 3، 4، 8؛ انسانوں کو دعوت 2؛ انسانوں کے علم کے محدود ہونے کی نشانیاں 8 جن :

جن سے روابط 10؛ جن کا شعور 9؛ جن کا عجز 1، 3، 4؛ جن کو دعوت 2؛ جن کے ساتھ تعاون 10 قرآن:

قرآن پر افتراء 12؛ قرآن کا اعجاز 2؛ قرآن کا چیلنج 2؛ قرآن کا وحی سے ہونا 3؛ قرآن کی اہمیت 6؛ قرآن کی جاودانگی 5؛ قرآن کی حقانیت کی نشانیاں 7؛ قرآن کی خصوصیات 3؛ قرآن کی مثل بنانا 1، 4، 8، 13؛ قرآن کے اعجاز کے ابعاد 11؛ قرآن کے بے نظیر ہونا 3، 5، 13؛ قرآن کے چیلنج کے آثار 7؛ قرآن کے چیلنج کے ابعاد 11؛ قرآن کے وحی سے ہونے کے دلائل 13 لوگ:

بعثت کے زمانے کے لوگوں کا افتراء 12؛ بعثت کے زمانے کے لوگوں کا عقیدہ 12 موجودات:

باشعور موجودات 9

251

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا (۸۹)
اور ہم نے اس قرآن میں ساری مثالیں الٹ پلٹ کر بیان کردی ہیں لیکن اس کے بعد پھر اکثر لوگوں نے کفر کے علاوہ ہر بات سے انکار کر دیا ہے (89)

- 1_ مختلف مثالوں اور بیانات سے قرآن میں الہی حقائق کی وضاحت _
ولقد صرّفنا للناس فی ہذا القرآن من کلّ مثل
- 2_ حقائق اور مفہیم کی تشریح کے لئے قرآن کے مختلف بیانات اور متنوع انداز، اس کے ابعاد اعجاز کا ایک جلوہ ہے۔
لایا تون بمثلہ ... ولقد صرّفنا للناس فی ہذا القرآن من کلّ مثل
- 3_ قرآن کے مختلف بیانات اور مثالیں، لوگوں کی فہم اور ان کی ہدایت کے لحاظ سے مناسب ہیں _
ولقد صرّفنا للناس فی ہذا القرآن من کلّ مثل
- "تصریف" کا لغت میں معنی ایک چیز کو مختلف جہات سے پھیرنا ہے اور "تصریف کلام" سے مراد اس کو مختلف معانی میں لانا ہے یہ جو قرآن کتاب ہدایت ہے اور وہ فرماتا ہے ہم نے قرآن میں معانی کو مختلف جہات سے بیان کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان جہات کی رعایت ہو سکتا ہے مندرجہ بالا نکتہ کی بناء پر ہو _
- 4_ لوگوں کے لئے حقائق کی وضاحت اور ان کی تشریح کے لئے ضروری تھا کہ مختلف انداز اور بیانات سے فائدہ اٹھایا جائے۔
ولقد صرّفنا للناس فی ہذا القرآن من کلّ مثل
- 5_ تمام انسان، مخاطب قرآن ہیں نہ کہ کوئی خاص گروہ _
ولقد صرّفنا للناس فی ہذا القرآن
- 6_ اکثر لوگوں کا قرآن سے منہ پھیرنا سوائے حق سے دوری کے علاوہ اور کچھ نہیں تھے۔
ولقد صرّفنا ... فابی اکثر الناس الا کفور
- 7_ قرآن سے منہ پھیرنے کی وجہ اس کا ناقابل فہم ہونا یا اس کے مضامین نہیں ہیں بلکہ اس کی وجہ حق سے

252

- دوری اختیار کرنا ہے۔
ولقد صرّفنا للناس فی ہذا القرآن من کلّ مثل فابی اکثر الناس الا کفور
- 8_ قرآن کی حقانیت اور اس کے بے مثل پر دلیل ہونے کے باوجود اس کا انکار ایک بہت بڑی اور ناقابل قبول ناشکری ہے۔
ولقد صرّفنا للناس فی ہذا القرآن من کلّ مثل فابی اکثر الناس الا کفور
 - مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "کفور" سے مراد نعمت کی ناشکری ہو۔

اکثریت:

اکثریت کا حق قبول نہ کرنا 6

حق:

حق قبول نہ کرنے کے آثار 7

حقائق :

حقائق کی وضاحت کا انداز 1، 4؛ حقائق کی وضاحت کا متنوع ہونا 4

قرآن:

اکثر لوگوں کا قرآن سے منہ پھیرنا 6؛ قرآن سے منہ پھیرنے کا فلسفہ 7؛ قرآن کا انداز بیان 1، 2؛ قرآن کا سارے جہان کے

ہونا 5؛ قرآن کا ہدایت دینا 3؛ قرآنی تعلیمات کی خصوصیات 1، 2؛ قرآن کی تکذیب 8؛ قرآن کی فہم میں سہولت 3؛ قرآن کی

مثالوں کا فلسفہ 1، 3؛ قرآن کے اعجاز کی نشانیاں 2؛ قرآن کے بیان کا متنوع ہونا 2، 3؛ قرآن کے مخاطب 5

ناشکری:

نعمت کی ناشکری 8

تفسیر راہنما جلد 10

وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا (۹۰)

اور ان لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ ہم تم پر ایمان نہ لائیں گے جب تک ہمارے لئے زمین سے چشمہ نہ جاری کر دو (90)

1_ مشرکین کی طرف سے پیغمبر (ص) پر ایمان لانے سے پہلے مکہ میں مشرکین کے لیے ایک پر جوش پانی کے چشمہ

کو ظاہر کرنے کی شرط۔

وَقَالُوا لَنْ نُوْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوع

2_ مکہ میں مشرکین کے لئے چشمہ جاری کرنے کا تقاض

253

ان کا پیغمبر (ص) سے طلب کردہ ایک معجزہ تھا۔

وَقَالُوا لَنْ نُوْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوع

3_ مشرکین مکہ معجزہ طلب کرنے کے ذریعہ اپنے فوائد حاصل کرنے اور بہانوں کی تلاش میں تھے نہ کہ وہ پیغمبر (ص)

کی حقانیت کشف کرنا چاہتے تھے۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا وَقَالُوا لَنْ نُوْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوع

چونکہ مشرکین، پیغمبر اکرم (ص) کی حقانیت کو جاننے کے لئے مختلف راہوں کو نظر انداز کر چکے تھے اور انہوں نے

اپنے ایمان کو ایسی چند محدود سی باتوں کے ساتھ مشروط کیا کہ جن سے اکثر ان کے مادی فائدے پورے ہوتے تھے۔ اس

سے مذکورہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔

4_ مشرکین نے اللہ تعالیٰ کی طرح طرح کی نشانیاں دیکھنے کے باوجود پیغمبر اکرم (ص) سے معجزہ کی درخواست کی۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا ... مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَى ... وَقَالُوا لَنْ نُوْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوع

5_ مکہ کے مشرکین، قرآن کے بے مثل ہونے کے باوجود اسے معجزہ نہیں مانتے تھے۔

قُلْ لَنْ يَجْمَعَ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ ... وَقَالُوا لَنْ نُوْمِنَ لَكَ

یہ جو اللہ تعالیٰ قرآن کے بے مثل معجزہ ہونے کی توصیف کرنے کے بعد مشرکین کے طلب کردہ جیسی معجزہ کی درخواست نقل کر رہا ہے۔ مذکورہ بالا نکتہ کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔
 6۔ پیغمبر (ص) کی بعثت کے آغاز میں مکہ میں پانی کی کمی تھی اور اہل مکہ پانی کے دائمی منابع کے محتاج تھے۔
 تفجر لنا من الأرض ينبوع
 مشرکین کی پیغمبر اکرم (ص) سے چشمہ جاری کرنے کی درخواست ممکن ہے ان کی پانی کے منابع کی شدید ضرورت کے پیش نظر ہو۔
 7۔ انسان کی اجتماعی اور مادی ضروریات، اس کی آراء و نظریات یہاں تک کہ فکری و معنوی مسائل پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں۔

وقالوا لن نو من لك حتى تفجر لنا من الأرض ينبوع
 یہ احتمال کہ مشرکین نے منبع آب کی شدید ضرورت کے پیش نظر پیغمبر اکرم (ص) سے جاری چشمہ کو بعنوان معجزہ طلب کیا ہو اس مندرجہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔

 آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) سے پانی کے چشمہ کی درخواست 1، 2

اسلام :

صدر اسلام کی تاریخ 1، 2، 3، 4، 5

ضرورتیں :

مادی ضرورتوں کے آثار 7؛ پانی کی ضرورت 6

عقیدہ :

عقیدہ میں موثر اسباب 7

254

فکر :

فکر کی اساس 7

قرآن :

قرآن کا اعجاز 5؛ قرآن کا بے نظیر ہونا 5

مشرکین مکہ :

مشرکین مکہ اور قرآن 5؛ مشرکین مکہ کا حسی چیزوں کی طرف پر اعتقاد 4؛ مشرکین مکہ کا نفع پسند ہونا 3؛ مشرکین مکہ کا

ہٹ دھرم ہونا 4؛ مشرکین مکہ کی درخواستیں 1، 2، 4؛ مشرکین مکہ کی

فکر 5؛ مشرکین مکہ کے ایمان کی شرائط 1؛ مشرکین مکہ کے بہانے بنانا 3

معجزہ :

معجزہ اقتراح (خود طلب کیا ہوا) 1، 2، 4

معجزہ حسی کی درخواست: 4

مکہ :

اہل مکہ کی ضروریات 6؛ مکہ کا جغرافیائی مقام 6؛ مکہ کی تاریخ 6؛ مکہ میں پانی کا کم ہونا 6

أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجَّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تُفَجِّرُ (٩١)

یا تمہارے پاس کھجور اور انگور کے باغ ہوں جن کے درمیان تم نہریں جاری کر دو (91)

1۔ مشرکین کی پیغمبر اکرم (ص) پر ایمان لانے کے لیے ایک شرط یہ تھی کہ پیغمبر اکرم (ص) کے پاس کھجور اور انگور

کے درختوں کا ایسا بڑا باغ ہو جس کے درمیان بہت سی پانی کی نہریں جاری ہوں۔

وقالوا لن نو من لك حتى ... أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيلٍ وَعِنَبٍ

2_ مادی قدرت اور دنیاوی وسایل سے سرشار ہونا مشرکین مکہ کی نظر میں پیغمبری اور رببری کا معیار تھا۔
 وقالوا لن نو من لك حَتَّى ... او تكون لك جنة من نخيل وعنب
 مندرجہ بالا مطلب اس احتمال کی بناء پر ہے کہ مشرکین مکہ چاہتے تھے کہ آپ (ص) واقعاً مال ثروت اور باغ کے حامل
 ہوں نہ کہ معجزہ اقتراح کی خواہش تھی۔
 3_ مشرکین مکہ نے اللہ کی مختلف آیات کا مشاہدہ کرنے کے باوجود پیغمبر (ص) سے حسی معجزہ کی درخواست کی۔
 ولقد صرفنا ... من كل مثل فا بی ... وقالو

255

لن نو من لك حَتَّى ... تكون لك جنة من نخيل وعنب
 یہ نکتہ اس آیت میں اس احتمال کے ساتھ پیدا ہوگا کہ وہ اس قسم کے باغ کو معجزہ کے وسیلہ سے چاہتے تھے۔
 4_ کھجور اور انگور کا جاری نہروں کے ساتھ بڑا باغ مشرکین مکہ کی جانب سے آنحضرت (ص) سے معجزہ اقتراح کی
 (طلب کردہ) تھا۔
 لن نو من لك حَتَّى ... تكون لك جنة من نخيل وعنب

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) سے باغ کی درخواست 1، 4؛ آنحضرت (ص) سے نخلستان کی درخواست 1، 4
 اسلام:

صدر اسلام کی تاریخ 1، 3، 4

انبیاء :

انبیاء کا مالدار ہونا 2

رببر:

رببروں کا مالدار ہونا 2

رببری:

رببری کا معیار 2

مشرکین مکہ:

مشرکین کا عقیدہ 2؛ مشرکین مکہ کی ہٹ دھرمی 3؛ مشرکین مکہ کی خواہشات 3، 4؛ مشرکین مکہ کے ایمان کی شرائط 1
 معجزہ:

معجزہ اقتراح 1، 3، 4؛ معجزہ حسی کی درخواست 3

نبوت:

نبوت کا معیار 2

أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمَتْ عَلَيْنَا كِسْفًا أَوْ تَأْتِيَ بَالِهٍ وَالْمَلَائِكَةُ قَبِيلًا (۹۲)
 یا ہمارے اوپر اپنے خیال کے مطابق آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا دو یا اللہ اور ملائکہ کو ہمارے سامنے لا کر کھڑا
 کر دو (92)

1_ آسمان سے ٹکڑے نازل کروانا، معجزات اقتراح کی اور مشرکین مکہ کی پیغمبر (ص) سے درخواستوں میں سے ایک ہے۔
 او تسقط السماء ... علينا كسف

256

"کسف" کسف کی جمع ہے کہ جس سے مراد ٹکڑا ہے۔ (لسان العرب)
 2_ آسمان سے ٹکڑوں کا نازل ہونا، مشرکین مکہ کی آنحضرت (ص) پر ایمان لانے سے پہلے شرط تھی۔
 وقالوا لن نو من لك ... او تسقط السماء كما زعمت علينا كسف

- 3_ پیغمبر (ص) کا مشرکین مکہ کو عذاب نازل ہونے پر آسمان سے ٹکڑوں کے گرنے کے امکان سے خبردار کرنا _
 او تسقط السماء كما زعمت علينا كسف
 4_ مشرکین مکہ کا ان پر آسمان سے ستاروں اور ٹکڑوں کے گرنے کے ساتھ عذاب کے نزول پر یقین نہ کرنا _
 او تسقط السماء كما زعمت علينا كسف
 "الزعم" سے مراد ایسی بات کی حکایت تھی کہ جہاں جھوٹ کا گمان ہو _ (مفردات راغب)
 5_ مشرکین مکہ کی آنحضرت (ص) اور ان کی برحق تعلیمات کے مدمقابل ہٹ دھری _
 لن نومن لك حتى ... تسقط السماء كما زعمت علينا كسف
 6_ مشرکین مکہ پیغمبر (ص) کی حقانیت پر گواہی کے لئے اللہ اور ملائکہ کو اپنے آمنے سامنے دیکھنا چاہتے تھے _
 اوتا تي بالله والملائكة قبيلا
 "قبيلاً" سے مراد مقابلہ (آمنے سامنے) ہے _ اس آیت میں یہ ممکن ہے مندرجہ بالا مطلب کو بیان کرے _
 7_ مشرکین مکہ نے پیغمبر (ص) پر اپنے ایمان کو اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کو قابل مشاہدہ حالت میں لانے پر مشروط کر دیا _
 قالوا لن نومن لك حتى ... اوتا تي بالله والملائكة قبيلا
 مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "قبيلاً" سے مراد آمنے سامنے مشاہدہ ہو _
 8_ اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کو گروہ گروہ کی شکل میں مشرکین مکہ کے پاس لایاجانا، ان کی آنحضرت (ص) سے درخواست (اقتراحي) تھی _
 لن نومن لك حتى ... اوتا تي بالله والملائكة قبيلا
 مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے "قبيلاً" قبیلہ کی جمع ہو _
 9_ مشرکین مکہ کا اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کے بارے میں مادی اور جسمانی تصور _
 تا تي بالله والملائكة قبيلا
 "قبيلاً" سے مراد آمنے سامنے اور مشاہدہ ہے اس لیے اس کا استفادہ ہوتا ہے نکتہ _
 10_ مشرکین مکہ کا اپنے عقائد اور نظریہ کائنات میں صرف محسوسات اور حسی چیزوں پر اعتماد کرنا _
 تا تي بالله والملائكة قبيلا

آسمان :

آسمان کے گرنے کی درخواست 1، 2

آنحضرت (ص) :

257

آنحضرت (ص) کی حقانیت پر گواہی 6; آنحضرت (ص) کے ڈراوے 3; آنحضرت (ص) کے دشمن 5

اسلام :

صدر اسلام کی تاریخ 1، 2، 3، 5، 6، 7، 8

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی گواہی کی درخواست 6; اللہ کے دیکھنے کی درخواست 7; اللہ تعالیٰ کے سامنے آنے کی درخواست 6، 7، 8

ڈراوے :

عذاب سے ڈراوا 3

عذاب :

عذاب پر یقین نہ ہونا 4; آسمان کے گرنے کے ساتھ عذاب 3

مشرکین مکہ :

مشرکین مکہ اور آنحضرت (ص) 5; مشرکین مکہ کا ایمان نہ لانا 4; مشرکین مکہ کا حسی چیزوں پر یقین میلان 10; مشرکین

مکہ کا عقیدہ 10 ; مشرکین مکہ کا عادی چیزوں پر اعتقاد 9; مشرکین مکہ کی خواہشات 1، 6، 7; مشرکین مکہ کی

فکر 9; مشرکین مکہ کو ڈراوے 3; مشرکین مکہ کی ہٹ دھرمی 5; مشرکین مکہ کے ایمان کی شرائط 2، 7

معجزہ:

معجزہ اقتراحی 1، 6، 8

ملائکہ:

ملائکہ کی گواہی کی درخواست 6؛ ملائکہ کو دیکھنے کی درخواست 7؛ ملائکہ کو سامنے لانے کی درخواست 6، 7، 8

أَوْ يَكُونُ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرَفٍ أَوْ تَرْقَى فِي السَّمَاءِ وَلَنْ نُؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تَنْزِلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَقْرُؤُهُ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا (٩٣)

یا تمہارے پاس سونے کا کوئی مکان ہو یا تم آسمان کی بلندی پر چڑھ جاؤ اور اس بلندی پر بھی ہم ایمان نہ لائیں گے جب تک کوئی ایسی کتاب نازل نہ کر دو جسے ہم پڑھ لیں آپ کہہ دیجئے کہ ہمارا پروردگار بڑا بے نیاز ہے اور میں صرف ایک بشر ہوں جسے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے (93)

1_ اپنے لیے سونے کا گھر بنانا مشرکین مکہ کی پیغمبر (ص) سے درخواست (معجزہ اقتراحی) _

258

ا و يكون لك بيت من زخرف

پچھلی آیات کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں معجزات کی درخواست کی گئی تھی۔ یہاں بھی "ا و يكون لك بيت من زخرف" سے مراد سونے کا گھر معجزہ کے ذریعے بنانا ہے۔

2_ مشرکین مکہ نے آنحضرت (ص) پر اپنے ایمان کو سونے سے بنے گھر کے معجزہ سے مشروط کر دیا _
قالوا لن نو من لك حتى ... ا و يكون لك بيت من زخرف

3_ مشرکین مکہ قرآن کے بلند مقام سے غافل تھے اور دنیا کے مال پر آنکھیں لگائے ہوئے تھے۔

ولقد صرّفنا في هذا القرآن من كل مثل فابى ... وقالوا لن نو من لك حتى ... ا و يكون لك بيت من زخرف

4_ مشرکین مکہ نے اللہ تعالیٰ کی مختلف نشانیوں کا مشاہدہ کرنے کے باوجود پیغمبر (ص) سے معجزہ حسی کی درخواست کی۔

ولقد صرّفنا ... من كل مثل فابى ... وقالوا لن نو من لك حتى ... يكون لك بيت من زخرف ا و ترقى في السماء ... تنزل علينا كتاباً نقرؤه

5_ پیغمبر (ص) کا آسمان کی طرف اوپر جانا اور وہاں سے پڑھنے کے لائق لکھی ہوئی چیز اور اپنے اوپر جانے کی گواہی لانا مشرکین مکہ کا پیغمبر (ص) سے طلب کردہ معجزہ _

او ترقى في السماء ولن نو من لرقيك حتى تنزل علينا كتاباً نقرؤه

6_ پیغمبر (ص) کا آسمان کی طرف اوپر جانا اور وہاں سے اپنی حقانیت پر خط لانا مشرکین مکہ کی آنحضرت (ص) پر ایمان لانے کی شرط تھی۔

قالوا لن نو من لك حتى ... او ترقى في السماء ولن نو من لرقيك حتى تنزل علينا كتاباً نقرؤه

7_ اللہ تعالیٰ کے معجزات کے وجود میں لانے کے اصلی ارادہ سے مشرکین مکہ کی غفلت _

تفجرلنا ... تسقط السمائ ... تأتي بالله ... تنزل علينا كتاباً نقرؤه

یہ کہ مشرکین مکہ کی آنحضرت (ص) سے درخواست کہ تمام معجزات ، حتی کہ اللہ کا آنا مندرجہ بالا نکتہ کو واضح کر رہا ہے۔

8_ اللہ تعالیٰ کی آیات اور معجزات کی شناخت میں مشرکین مکہ کا صرف مادی اور حسی معیاروں پر اعتماد کرنا _
حتى تفجرلنا ... حتى تنزل علينا كتاباً نقرؤه

9_ مشرکین مکہ، قرآن اور آنحضرت (ص) کی رسالت کے آسمانی ہونے پر عقیدہ نہ رکھتے تھے۔

او ترقى في السماء ولن نو من لرقيك حتى تنزل علينا كتاباً نقرؤه

یہ کہ وہ پیغمبر (ص) سے ایسے خط اور کتاب کو مانگ رہے تھے کہ جو وہ خود آسمان سے لے کر آئیں۔ اس سے واضح ہو رہا ہے کہ قرآن جو کہ آنحضرت (ص) پر

- وحی کی صورت میں نازل ہوا وہ اسے قبول نہیں کرتے تھے۔
- 10_ پیغمبر (ص) پر مشرکین مکہ کے بے جا طلب کردہ معجزات کا جواب دینے اور ان کی ایسی طلب کے پورا کرنے پر اللہ تعالیٰ کے منزہ ہونے کو بیان۔
قالوا لن نو من لك حتى تفجر لنا ... قل سبحان ربي
- 11_ اللہ تعالیٰ، بہانوں کی تلاش میں پڑے ہوئے لوگوں کی فضول خواہشات کے مطابق اپنے معجزات دینے سے منزه ہے۔
تفجر لنا من الأرض ينبوعاً ... قل سبحان ربي
- مشرکین مکہ کی اپنے میلان کے مطابق پیغمبر اکرم (ص) سے معجزات کی متعدد درخواستوں کے مد مقابل اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے "میرا رب منزه ہے" اس جواب کا ممکن ہے یہ معنی ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے میلان کے مطابق معجزات عطا نہیں کرتا۔
- 12_ اللہ تعالیٰ کسی جگہ محصور ہونے 'جسم رکھنے' دیکھے جانے اور دوسرے ایسے مادی اوصاف سے منزه ہے۔
اوتأتى بالله ... قل سبحان ربي
- چونکہ مشرکین کی پیغمبر (ص) سے درخواست: "تأتى بالله" اللہ تعالیٰ کی جسمانیّت 'ایک جگہ سے دوسری جگہ آنا، اور دیکھے جانے کی موجب تھی تو جملہ "سبحان ربي" ہوسکتا ہے ایسی غیر منطقی درخواست کا جواب ہو۔
- 13_ معجزات کا پیش کرنا اور ان کی نوعیت واضح کرنا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے نہ کہ انبیاء کا۔
تفجر لنا من الأرض ينبوعاً ... قل سبحان ربي هل كنت الا بشراً رسول
- یہ کہ مشرکین، پیغمبر (ص) سے معجزات لانے کی درخواست کر رہے تھے اور انہوں نے ان کے جواب میں فرمایا: "ہل كنت الا بشراً رسولاً" اس سے معلوم ہوا کہ معجزہ کا سرچشمہ، فقط اللہ تعالیٰ ہے۔ پیغمبر (ص) کا اس سلسلے میں کوئی کردار نہیں۔
- 14_ پیغمبر (ع) دوسرے انسانوں کی مانند ایک انسان ہے اور اس کی خصوصیت اور امتیاز صرف اس کی رسالت اور پیغمبری ہے۔
قل سبحان ربي هل كنت الا بشراً رسول
- 15_ پیغمبر (ص) اپنی محدود ذمہ داری کے اعلان اور مشرکین کے طلب کردہ معجزات کو پیش کرنے سے اپنی عاجزی بیان کرنے کے ذمہ دار ہیں۔
قالوا ... قل ... هل كنت الا بشراً رسول
- مشرکین کی درخواستوں کے مد مقابل "ہل كنت" کا جواب ہوسکتا ہے یہ بیان کر رہا ہو کہ ان کی درخواست کا پیغمبر کی رسالت اور ذمہ داریوں سے کوئی ربط نہیں ہے یا یہ اس کی طاقت میں نہیں ہے۔

آسمانی خط :

آسمانی خط کی درخواست 5، 6

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کی ذمہ داری 15؛ آنحضرت کی ذمہ داری کا محدود ہونا 15؛ آنحضرت (ص) کی رسالت 10؛

آنحضرت (ص) کی نبوت کو جھٹلانے والے 9؛ آنحضرت (ص) کے فضائل 14؛ آنحضرت (ص) کی خصوصیات

14؛ آنحضرت (ص) کا بشر ہونا 14؛ آنحضرت سے آسمان کی طرف جانے کی درخواست 5، 6

اسلام :

صدر اسلام کی تاریخ 1، 2، 4، 5، 6

اسماء و صفات:

صفات جلال 12

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ اور جسمانیّت 12؛ اللہ تعالیٰ اور مکان 12؛ اللہ تعالیٰ کی تنزیہ 10، 11، 12؛ اللہ تعالیٰ کے اختیارات 13؛ اللہ تعالیٰ

کے ارادہ کے آثار 7; اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کا رد 12; اللہ تعالیٰ کے مختصات 13
انبیاء :

انبیاء کی ذمہ داری کا محدود ہونا 13

قرآن :

قرآن کا وحی ہونا 9; قرآن کے جھٹلانے والے 9

گھر:

سونے کے گھر کی درخواست 1، 2

مشرکین مکہ:

مشرکین مکہ اور اللہ تعالیٰ کی آیات 8; مشرکین مکہ اور قرآن 3; مشرکین مکہ اور معجزہ 8; مشرکین مکہ کا مادی چیزوں پر

اعتقاد 8; مشرکین مکہ کا محسوس چیزوں پر اعتقاد 4، 8; مشرکین مکہ کی بے ایمانی 9; مشرکین مکہ کی دنیا طلبی 3;

مشرکین مکہ کی غفلت 3، 7; مشرکین مکہ کی ہٹ دھرمی 4; مشرکین مکہ کے ایمان کی شرائط 2، 6; مشرکین مکہ کے

تقاضے درخواستیں 1، 4، 5، 10، 15

معجزہ:

حسی معجزہ کی درخواست 4; معجزہ اقتراحی 1، 4، 5، 15; معجزہ اقتراحی کا رد ہونا 10; معجزہ کا سرچشمہ 7، 11، 13،

15

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَسُولًا (۹۴)

اور ہدایت کے آجانے کے بعد لوگوں کے لئے ایمان لانے سے کوئی شے مانع نہیں ہوئی مگر یہ کہ کہنے لگے کہ کیا خدا
نے کسی بشر کو رسول بنا کر بھیج دیا ہے (94)

1_ مشرکین مکہ، نبوت کے لئے نوع بشر کے انتخاب کے منکر تھے اور اسے ناممکن اور محال سمجھتے تھے۔

وما منع الناس ... الا أن قالوا ابعث الله بشراً رسول

261

"الناس" میں الف لام عہدی ہے اور گذشتہ آیات کی طرف توجہ کرتے ہوئے اس سے مراد، مشرکین مکہ ہیں۔

2_ اللہ کے رسولوں کا بشر ہونا، بہانے باز مخالفین یعنی کفار و مشرکین کے ایمان نہ لانے کا عمدہ بہانہ تھا۔

وقالوا لنؤمن لك حتى ... الا أن قالوا ابعث الله بشراً رسول

3_ مشرکین مکہ کے پاس آنحضرت (ص) پر ایمان نہ لانے کا ایک ہی بہانہ، آپ (ص) کا بشر ہونا تھا۔

قالوا ابعث الله بشراً رسول

4_ زمانہ بعثت کے کفار اور مشرکین کے پاس اللہ کے رسولوں کو پہچاننے کے لئے غلط معیار تھے۔

قالوا ابعث الله بشراً رسول

5_ پہلے سے ہی غلط معیاروں پر کئے گئے فیصلے، انبیاء کی صحیح تعلیمات کو سمجھنے سے مانع تھے۔

وما منع الناس أن يؤمنوا إذ جاءهم الهدى ... بشراً رسول

6_ انبیاء الہی کا پیغام سراسر ہدایت اور راہنمائی ہے۔

وما منع الناس أن يؤمنوا إِنْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ ... بشراً رسول

7_ مشرکین کا عقیدہ تھا کہ مقام رسالت، بشر کی شان سے بہت بلند ہے۔

قالوا ابعث الله بشراً رسول

8_ انبیاء کا تمام لوگوں کی مانند ہونا ان کی قدر و قیمت اور خصوصی صلاحیتوں کی شناخت سے مانع تھا۔

وما منع الناس ... الا أن قالوا ابعث الله بشراً رسول

یہ کہ مشرکین، بشر کی نبوت کو محال چیز سمجھتے تھے شاید اس لئے ہو کہ وہ پیغمبروں کو اپنے جیسے افراد سمجھتے

تھے۔ اور انہیں اپنے جیسا ضعیف اور کمزور سمجھتے تھے۔

9_ اللہ کے وجود اور رسالت کی ضرورت کی حقیقت حتٰی کہ مشرکین کے افکار میں بھی تسلیم شدہ تھی۔
 ابعث اللہ بشراً رسول
 یہ کہ مشرکین اصل رسالت کے انکار کے بجائے بشر کی نبوت کو بعید شمار کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ خود رسالت و نبوت جیسی حقیقت ان کی نظر میں یقینی تھی۔
 10_ وعن أبی عبد اللہ (ع): "قالوا ابعث اللہ بشراً رسولاً" قالوا: إن الجن كانوا فی الأرض قبلنا، فبعث اللہ إلیہم ملكاً، فلو اراد اللہ ان یبعث إلینا لبعث اللہ ملكاً من الملائکة وهو قول اللہ "ومامنع الناس أن یؤمنوا إنجانهم الهدی إلا ان قالوا ابعث اللہ بشراً رسولاً" (1) امام صادق (ع) سے روایت ہے کہ: قالوا ابعث اللہ بشراً رسولاً " وہ (مشرکین رسالت محمد (ص)) کہتے تھے کہ ہم سے پہلے زمین میں مخلوق جن موجود تھی اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ایک فرشتہ

(1) تفسیر عیاشی، ج 2، ص 317، ح 167 _ نور الثقلین ج 3، ص 227، ح 449 _

262

مبعوث کیا تو اگر اللہ نے چاہا ہے کہ کسی کو ہماری طرف بھیجے تو فرشتوں میں سے ایک فرشتہ بھیجے۔ یہ اللہ کا کلام کا معنی ہے کہ فرما رہا ہے: "ومامنع الناس أن یؤمنوا إنجانهم الهدی إلا ان قالوا ابعث اللہ بشراً رسولاً"۔

آنحضرت (ص):

آنحضرت (ص) کا بشر ہونا 3

اسلام:

صدر اسلام کی تاریخ 3

انبیاء:

انبیاء کا بشر ہونا 2، 7، 10؛ انبیاء کا ہدایت دینا 6؛ انبیاء کی تعلیمات کی خصوصیات 6؛ انبیاء کی جنس 10؛ انبیاء کی شناخت سے مانع 8؛ انبیاء کی صلاحیتیں 8؛ انبیاء کے بشر ہونے کے آثار 8؛ جنات کے انبیاء 10؛ انبیاء کے فضائل 8؛ انبیاء کے مخالفین کا بہانہ کرنا 2؛ انبیاء کے مخالفین کے کفر کی دلیلیں 2؛ انبیاء کا کے ساتھ برتاؤ 5

پہلے سے فیصلے:

پہلے سے فیصلوں کے آثار 5

تجزیہ:

غلط تجزیہ کے آثار 5

دین:

دینی خطرات کی پہچان 5

روایت: 10

ضرورتیں:

انبیاء کی ضرورت 9

کفار:

صدر اسلام کے کفار کی پیغمبر (ص) کے بارے میں شناخت 4؛ صدر اسلام کے کفار کے غلط معیار 4؛ کفار کا بہانے تلاش

کرنا 2

مشرکین:

صدر اسلام کے مشرکین کی پیغمبر (ص) کے بارے میں شناخت 4؛ صدر اسلام کے مشرکین کے غلط معیار 4؛ مشرکین اور

نبوت 9؛ مشرکین کا بہانے کرنا 2؛ مشرکین کا عقیدہ 7؛ مشرکین کا نظریہ 9؛ مشرکین کی اللہ کے بارے میں شناخت 9

مشرکین مکہ:

مشرکین مکہ کا بہانے تلاش کرنا 3؛ مشرکین کا نظریہ 1؛ مشرکین مکہ کے کفر کے دلائل 3

نبوت:

بشر کی نبوت کو جھٹلانے والے 1: مقام نبوت کی قدر و قیمت 7

تفسیر راہنما جلد 10

263

قُلْ لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَسُولًا (٩٥)
تو آپ کہہ دیجئے کہ اگر زمین میں ملائکہ اطمینان سے ٹہلتے ہوتے تو ہم آسمان سے ملک ہی کو رسول بنا کر بھیجتے (95)

- 1_ پیغمبر اکرم (ص) مشرکین کے شبہات کا جواب دینے میں الہی ہدایت پر اعتماد کرتے تھے۔
قل لو كان في الارض
- 2_ اللہ تعالیٰ کا انسانوں کی جنس سے ہی ان کی طرف رسول مبعوث کرنے کا طریقہ کار۔
قالوا أبعث الله بشراً رسولاً _ قل لو كان ... لنزلنا عليهم من السماء ملكاً رسولاً _
مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ یہ آیت مشرکین کے شبہہ کے جواب میں ہو کہ جو یہ تصور کرتے تھے کہ بشر نبوت کے لائق نہیں ہے۔
- 3_ زمین پر رہنے والے خواہ انسان ہوں یا فرشتے ہم جنس انبیاء کے محتاج ہیں۔
قل لو كان في الأرض ملائكة ... لنزلنا عليهم من السماء ملكاً رسول
- 4_ مشرکین کی نظر میں صرف ملائکہ ہی رسالت اور نبوت کے لائق تھے۔
قالوا أبعث الله رسولاً _ قل لو كان في الأرض ملائكة ... لنزلنا عليهم من السماء ملكاً رسول
مشرکین کے تعجب اور ان کی یہ بات "ابعث الله بشراً رسولاً" کے جواب الہی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس انتظار میں تھے کہ پیغمبر (ص) ملائکہ میں سے ہو، نہ کہ جنس بشر سے۔
- 5_ زمین پر ہر باشعور موجود مخلوق الہی وحی اور آسمانی ہدایت کی ضرورت مند ہے۔
قل لو كان في الأرض ملائكة يمشون مطمئنين لنزلن
- 6_ زمین پر رہنے والوں کے لئے نزول وحی اور پیغام الہی کے لانے میں فرشتے فقط واسطہ ہیں۔
لنزلنا عليهم ملكاً رسول
مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "ملکاً رسولاً" سے مراد فرشتہ وحی ہو نہ کہ پیغمبر۔

264

- 7_ مشرکین کا بشر کو رسول بعید شمار کرنے کی وجہ، اللہ اور پیغمبروں میں فرشتوں کے وسیلہ ہونے کی طرف توجہ نہ کرنا ہے۔
قل لو كان في الأرض ملائكة يمشون مطمئنين لنزلنا عليهم من السماء ملكاً رسول
مندرجہ بالا آیت ممکن ہے کہ مشرکین کے جواب میں ہو کیوں کہ مشرکین بشر میں سے کسی فرد کے جہان کے مالک اللہ سے رابطہ کو بعید شمار کرتے تھے۔ آیت جواب دے رہی ہے کہ پیغمبر کسی واسطہ کے بغیر وحی نہیں لیتے تھے بلکہ اصولی طور پر اللہ اور زمین پر رہنے والوں کے درمیان فرشتہ وحی کا واسطہ ہے۔

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) اور مشرکین کے اعتراضات 1: آنحضرت (ص) کی ہدایت 1

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی سنتیں 2; اللہ تعالیٰ کی ہدایتیں 1

انبیاء:

انبیاء کا بشر ہونا 2، 7; انبیاء کا ہم جنس سے ہونا 2، 3

ضرورتیں :

انبیاء کی ضرورت 3; وحی کی ضرورت 5; ہدایت کی ضرورت 5

غفلت :

ملائکہ کے کردار سے غفلت 7

مشرکین :

مشرکین کا نظریہ 4; مشرکین کی غفلت کے آثار 7 ; مشرکین کے اعتراضات کے جواب کا سرچشمہ 1

ملائکہ:

ملائکہ کا کردار 6; ملائکہ کی نبوت 4

موجودات:

باشعور موجودات کی معنوی ضروریات 5 موجودات کی ضروریات 3

نبوت:

نبوت کا معیار 4; نبوت کی اہمیت 3

وحی:

وحی کا واسطہ 6

قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا (96)

کہہ دیجئے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان گواہ بننے کے لئے خدا کافی ہے کہ وہی اپنے بندوں کے حالات سے باخبر ہے اور ان کے کیفیات کا دیکھنے والا ہے (96)

1_ مشرکین، اس لائق نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے مخاطب ہو۔

265

قل کفی باللہ شہیداً بینی و بینکم

مشرکین کو پیغام پہنچانے کے لئے پیغمبر (ص) کو مخاطب قرار دینا اگرچہ یہ اعلان بغیر "قل" کے بھی ممکن ہے اس سے مندرجہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔

2_ پیغمبر (ص) اور مشرکین کے درمیان اللہ تعالیٰ کا گواہ اور ناظر ہونا کافی ہے۔

کفی باللہ شہیداً بینی و بینکم

3_ پیغمبر (ص) اپنی رسالت کے منکرین کے مد مقابل اللہ کی ہدایات پر عمل کرتے تھے۔

قل کفی باللہ شہیداً بینی و بینکم

4_ حق کے منکر اور بہانے باز مشرکین و کفار کو اللہ کا خبردار کرنا۔

قالوا ابعث اللہ بشراً رسولاً۔ قل کفی باللہ شہیداً بینی و بینکم

اللہ تعالیٰ کا پیغمبر (ص) اور حق کے منکرین و مشرکین کے درمیان گواہ ہونے کی تنبیہ، کا تذکرہ ممکن ہے ان کو خبردار کرنے کے لئے ہو۔

5_ اللہ تعالیٰ نے مشرکین پر حجت تمام کر دی ہے اور جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ دیا ہے۔

قل کفی باللہ شہیداً بینی و بینکم

"کفی باللہ شہیداً" کی تعبیر، مشرکین کے شبہات کا جواب دینے کے بعد قول فصل اور اتمام حجت کی جگہ ہے۔

6_ بہانے باز اور حق کے منکرین کے ساتھ بحث و گفتگو کے بارے میں فیصلہ کرنے کی ضرورت ہے۔

قل کفی باللہ شہیداً بینی و بینکم

- 7_ اللہ تعالیٰ کا بہانے باز مشرکین کے مدمقابل پیغمبر (ص) کو حوصلہ دینا۔
 قل کفی باللہ شہیداً بینی و بینکم
 یہ آیت جس طرح کہ حق کے دشمن، مشرکین کے لئے خبردار ہو پیغمبر (ص) کے لئے ایک قسم کی تسلی اور حوصلہ افزائی بھی ہو سکتی ہے۔
 8_ اللہ تعالیٰ، اپنے بندوں کے امور پر خبیر (آگاہ) اور بصیر (نظر رکھنے والا) ہے۔
 انہ کان بعبادہ خبیراً بصیر
 9_ اللہ تعالیٰ کی بندوں کے اعمال پر گواہی، اس کے ان کے حالات پر وسیع علم کی بناء پر ہے۔
 کفی باللہ شہیداً بینی و بینکم انہ کان بعبادہ خبیراً بصیر
 10_ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر علمی احاطہ کی طرف توجہ، ان کے حق کے انکار اور بہانے بازی سے پرہیز کرنے کا پیش خیمہ ہے۔
 قل کفی باللہ شہیداً ... انہ کان بعبادہ خبیراً بصیر
 یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین پر حجت تمام کر دی ہے اور اس وقت یہ فرمایا : وہ بندوں کے حالات سے آگاہ اور ان پر نظر رکھے ہوئے ہے ' ہو سکتا ہے کہ مندرجہ بالا نکتہ کی طرف اشارہ ہو۔

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) اور مشرکین 2، 3؛ آنحضرت (ص) کو حوصلہ دینا 7؛ آنحضرت (ص) کی ہدایت 3؛ آنحضرت (ص)

266

کے گواہ 2

اسماء و صفات :

بصیر 8؛ خبیر 8

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے انذار 4؛ اللہ تعالیٰ کا حجت تمام کرنا 5؛ اللہ تعالیٰ کا وسیع علم 9؛ اللہ تعالیٰ کی گواہی کا کافی ہونا 2؛ اللہ تعالیٰ کی گواہی کی خصوصیات 9؛ اللہ تعالیٰ کی ہدایات 3؛ اللہ تعالیٰ کے نظر رکھنے کی خصوصیات 9؛ اللہ تعالیٰ کے مخاطب

حضرات 1

بہانے باز:

بہانے بازوں سے دوری 6

بہانے کرنا :

بہانے کرنے سے پرہیز کا پیش خیمہ 10

حق :

حق قبول نہ کرنے سے پرہیز کا پیش خیمہ 10؛ حق کے منکروں سے دور ہونا 6؛ حق کے منکروں کو ڈراوا 4

ذکر :

اللہ تعالیٰ کے علمی احاطہ کے ذکر کے آثار 10

عمل :

عمل کے گواہ 9

کفار :

بہانے باز کفار کو خبردار کرنا 4؛ حق کے منکرین کفار کو خبردار 4

مشرکین:

انے باز مشرکین کو خبردار 4؛ حق کے منکرین مشرکین کو خبردار کرنا 4؛ مشرکین پر حجت کا تمام ہونا 5؛ مشرکین کا بے

وقت ہونا 1؛ مشرکین کو انذار 4؛ مشرکین کے بہانے کرنا 7؛ مشرکین کے گواہ 2

وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَبُهِدْ وَمَنْ يَضِلْ فَلَنْ تُجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِهِ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمِيَٰ وَبُكْمًا وَصُمًّا مَّا وَاهُمْ

جَهَنَّمَ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا (۹۷)

اور جس کو خدا ہدایت دیدے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جس کو گمراہی میں چھوڑ دے اس کے لئے اس کے علاوہ کوئی مددگار نہ پاؤ گے اور ہم انہیں روز قیامت منہ کے بل گونگے اندھے بہرے محشور کریں گے اور ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا کہ جس کی آگ بجھنے بھی لگے گی تو ہم شعلوں کو مزید بھڑکا دیں گے (97)

1_ اللہ کی ہدایت سے بہرہ مند لوگ، حقیقی معنوں میں ہدایت یافتہ ہیں۔

267

ومن يهد الله فهو المهتد

2_ اللہ کی ہدایت، انسان کی حقیقی ہدایت کی ضامن ہے۔

ومن يهد الله فهو المهتد

3_ انسان کی ہدایت اور گمراہی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

من يهد الله فهو المهتد ومن يضلل فلن تجد لهم أولياء من دونه

4_ وہ کہ جن کی گمراہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثابت ہو چکی ہے وہ ہدایت کے قابل نہیں ہیں اور ہر قسم کے سرپرست اور مددگار سے محروم ہیں۔

ومن يضلل فلن تجد لهم أولياء من دونه

5_ اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے محروم لوگ ہر قسم کے مددگار اور مدد سے بھی محروم ہیں۔

ومن يضلل فلن تجد لهم أولياء من دونه

6_ گمراہ لوگ، قیامت کے دن ایسے جانوروں کی مانند کہ جو سننے 'دیکھنے اور بولنے سے محروم ہیں 'محشور ہوں گے۔

ومن يضلل... ونحشرهم يوم القيامة على وجوههم عمياً وبكماً وصم

7_ قیامت کے روز محشور ہوتے وقت حق سے منکر گمراہ لوگوں کا عقیدہ اور عمل ان کے ادراکی اور حسی اعضاء (یعنی آنکھ، کان اور زبان) پر اثر انداز ہونا۔

ونحشرهم يوم القيامة على وجوههم عمياً وبكماً وصم

8_ قیامت کے روز گمراہوں کا ذلیل ہونا اور منہ کے بل خاک پر گرنا۔

ونحشرهم يوم القيامة على وجوههم عمياً وبكماً وصم

9_ انسان، قیامت کے دن جسمانی طور پر محشور ہوگا

ونحشرهم يوم القيامة على وجوههم عمياً وبكماً وصم

10_ حق قبول نہ کرنے والے گمراہ لوگوں کا ٹھکانہ، جہنم ہے۔

ما وى هم جہنم

11_ جہنم کی آگ کبھی بھی نہ بجھنے والی ہے بلکہ ہمیشہ نئی اور بھڑکنے والی ہے۔

كلما خبت زدنهم سعير

12_ عن ابراهيم بن عمر رفعه إلى أحدہما فی قول الله "ونحشرهم يوم القيامة على وجوههم" _ قال: علی جباہہم (1)

ابراہیم بن عمر نے امام باقر _ یا امام صادق _ سے اپنی مرفوعہ حدیث میں نقل کیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "ونحشرهم يوم القيامة على وجوههم" کے بارے میں فرمایا : کہ اس حال میں کہ وہ پیشانی کے بل گرے ہونگے (ہم محشور کریں گے)۔

268

13_ علی بن الحسین (ع) قال : إن فی جہنم وادیاً یقال لہ : سعیر ! إذا خبت جہنم فتح سعیرہا وہو قولہ : "كلما خبت زدنهم

سعیراً" (1) امام سجاد (ع) نے فرمایا : بلاشبہ جہنم میں ایک وادی ہے کہ جسے سعیر کہا جاتا ہے اور جب جہنم کی آگ بجھے گی تو سعیر جہنم کھل جائے گی اور یہ اللہ کا کلام ہے کہ اس نے فرمایا : كلما خبت زدنہم سعیر

ادراك:

ادار کی قوتوں میں مؤثر اسباب 7

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی ہدایتوں سے محروم لوگوں کا بے یار و مدکار ہونا 5 اللہ تعالیٰ کی ہدایتوں کی اہمیت 1; اللہ تعالیٰ کے گمراہ کرنے

کی خصوصیات 4; اللہ تعالیٰ کی ہدایتوں کے آثار 2

انسان :

انسانوں کا آخرت میں محسور ہونا 9

جبر و اختیار : 3

جہنم:

جہنم کی آگ کے درجے 11; جہنم کے درکات 13; سعیر کا مقام 13; جہنم کی آگ کا ہمیشہ ہونا 11

جہنمی : 10

حق:

حق کے منکرین کا آخرت میں محسور ہونا 7

روایت : 12 ، 13

قیامت :

جسمانی قیامت 9

گمراہ لوگ:

جہنم میں گمراہ لوگ 10 ; قیامت کے دن گمراہ لوگ 8; گمراہ لوگوں کا اندھا پن 6; گمراہ لوگوں کا اخروی بہرہ پن

6; گمراہ لوگوں کا اخروی حشر 6، 7; گمراہ لوگوں کا اخروی گونگا پن 6; گمراہ لوگوں کا انجام 10; گمراہ لوگوں کا بے

یار و مددگار ہونا 4; گمراہ لوگوں کا حشر 12; گمراہ لوگوں کی ادار کی قوتیں 7; گمراہ لوگوں کی اخروی ذلت 8; گمراہ لوگوں

کے عقیدہ کے اخروی آثار 7; گمراہ لوگوں کے عمل کے اخروی آثار 7

گمراہی :

گمراہی کا سرچشمہ 3

ہدایت یافتہ : 1

ہدایت :

ہدایت کا سرچشمہ 2، 3

.....

(1) تفسیر عیاشی ج 2، ص 318، ح 168_ نور الثقلین ج 3، ص 228، ح 452_

(2) تفسیر قمی ج 2، ص 29، نور الثقلین ج 3، ص 228، ح 451_

269

ذَلِكَ جَزَاؤُهُمْ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا وَقَالُوا أَنِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا إِنَّا لَمُبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا (۹۸)

یہ اس بات کی سزا ہے کہ انہوں نے ہماری نشانہوں کا انکار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ جب ہم ہڈیاں اور مٹی کا ڈھیر بن

جائیں گے تو کیا دوبارہ از سر نو پھر پیدا کئے جائیں گے (98)

1_ گمراہ لوگوں کا اخروی عذاب، ان کے الہی نشانہوں کے مد مقابل، کفرانہ عمل کا نتیجہ ہے۔

ومن یضلل ... ونحشرہم یوم القیامۃ ... ذلک جزاؤہم بانہم کفروا بآیاتنہ

2_ روز قیامت اور آیات الہی کے انکار کی سزا، جہنم کی جلتی ہوئی ہمیشہ کی آگ ہے۔

کلما خبت زدہم سعیراً ذلک جزاؤہم بانہم کفروا بآیاتنہ وقالوا اء اذا کنا عظاماً ورفاتاً اء تا لمبعوثون خلقاً جدید

3_ کفار، انسان کے خاک اور بکھری ہوئی ہڈیوں میں تبدیل ہونے کے بعد دوبارہ زندگی کو بعید شمار کرتے تھے۔

وقالوا اء اذا کنا عظاماً ورفاتاً اء نا لمبعوثون

- 4_ مشرکین، معاد کو صرف بعید شمار کرنے کی وجہ سے اس کا انکار کرتے تھے نہ کہ کسی دلیل اور برہان کی بناء پر۔
 وقالوا اء اذا كنا عظاماً ورفاتاً اء نا لمبعوثون خلقاً جدید
 5_ کفار کی نگاہوں میں موت، انسان کی زندگی کا اختتام ہے۔
 وقالوا اذا كنا عظاماً ورفاتاً اء نا لمبعوثون خلقاً جدید
 6_ موت کے بعد زندگی انسان کی نئی اور تازہ پیدائش ہے۔
 اء نا لمبعوثون خلقاً جدید

جہنم :

270

جہنم کی آگ 2; جہنم کے اسباب 2
 زندگی:

موت کے بعد زندگی 6

قیامت :

قیامت کو جھٹلانے کی سزا 2

کفار :

کفار اور موت 5; کفار کا عقیدہ 3، 5

کفر:

الہی آیات کے کفر کی سزا 2; الہی آیات کے کفر کے آثار 1

گمراہ لوگ :

گمراہ لوگوں کے کفر کے آثار 1; گمراہ لوگوں کے اخروی عذاب کے اسباب 1

معاد:

معاد جسمانی کو بعید شمار کرنا 3; معاد کو بعید شمار کرنا 4; معاد کو جھٹلانے والوں کا بے منطقی ہونا 4; معاد کی حقیقت

6

موت :

موت کی حقیقت 6

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَلاً لَا رَيْبَ فِيهِ فَأَبَى الظَّالِمُونَ إِلَّا كُفُوراً
 (۹۹)

کیا ان لوگوں نے یہ نہیں دیکھا ہے کہ جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے وہ اس کا جیسا دوسرا بھی پیدا کرنے پر قادر ہے اور اس نے ان کے لئے ایک مدت مقرر کر دی ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے مگر ظالموں نے کفر کے علاوہ ہر چیز سے انکار کر دیا ہے (99)

1_ آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر توجہ، انسانوں کی دوبارہ تخلیق پر قدرت الہی کی طرف توجہ کرنے کا سبب ہے۔

أولم يروا أن الله ... قادر على أن يخلق مثلبم

2_ انسانوں کو آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر فکر

271

کرنے کی ترغیب معاد کے واقع ہونے کو سمجھنے کے لئے ہے۔

أولم يروا أن الله الذى خلق السموات والأرض قادر على أن يخلق مثلبم

3_ آسمانوں اور زمین کی تخلیق، انسان کے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے سے کئی درجے اہم ہے۔

أولم يروا أن الله الذى خلق السموات والأرض قادر على أن يخلق مثلبم

- 4_ کفار کی آسمانوں اور زمین کی عظیم تخلیق پر غور نہ کرنا اور جہالت ان کی طرف سے انسانوں کی دوبارہ زندگی کے انکار کا موجب بنی ہیں۔
 أولم يروا أن الله الذي خلق السموات والأرض قادر على أن يخلق مثلهم
- 5_ اسی جہان طبیعت اور محسوسات میں غیبی حقائق کو دریافت کرنے کے لئے نشانیوں کا موجود ہونا۔
 أولم يروا أن الله الذي خلق السموات والأرض قادر على أن يخلق مثلهم
- آسمان اور زمین (عالم طبیعت) وہی نشانیانہیں کہ ان میں غور و فکر کرنے سے انسان کا غیبی حقائق کہ جن میں اس کی دوبارہ زندگی بھی شامل ہے کا تعجب ختم ہوسکتا ہے۔
- 6_ قیامت مین انسانوں کی زندگی دنیاوی جسموں کی مانند ہوگی۔
 قادر على أن يخلق مثلهم
- 7_ روز قیامت انسانوں کی زندگی یقینی ہے اور پہلے سے معین شدہ وقت اور پروگرام کے ساتھ ہے۔
 وجعل لهم أجلاً لا ريب فيه
- 8_ قیامت سے پہلے معاد انسانی کا واقعہ نہ ہونا تخلیق میں نظم اور پروگرام کی بناء پر ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ قادر نہیں ہے۔
 قادر على أن يخلق مثلهم وجعل لهم أجل
- "قادر على أن يخلق مثلهم" کے بعد "جعل لهم أجلاً" کا ذکر حقیقت میں ایک پوشیدہ سوال کا جواب ہے کہ اگر اللہ انسانوں کی دوبارہ خلقت پر قادر ہے تو ابھی یہ کام کیوں نہیں کرتا؟
- 9_ دنیا میں انسانوں کی مدت اور عمر محدود اور ختم ہونے والی ہے۔
 أولم يروا ... وجعل لهم أجلاً لا ريب فيه
- یہ کہ "اجلاً" سے مراد انسان کی دنیا میں محدود مدت اور عمر ہو نہ کہ قیامت کے بپا ہونے کا وقت اس سے مندرجہ بالا مطلب واضح ہوتا ہے۔
- 10_ معاد کا انکار اور کائنات میں اللہ کی عظیم قدرت کو نظر انداز کرنا ایک ظالمانہ عمل ہے۔
 أولم يروا ... فأبى الظالمون إلا كفور
- 11_ حق کے منکرین ظالموں کا الہی نشانیوں کے مد مقابل ایک ہی طریقہ تھا اور وہ انکا انکار ہے۔
 فأبى الظالمون إلا كفور
- 12_ ظلم اختیار کرنا الہی آیات کے انکار اور کفر کا پیش خیمہ ہے۔
 فأبى الظالمون إلا كفور
- 13_ انسان کے عقائد میں بعض شبہات ان کے الہی

272

صفات میں دقیق معرفت نہ ہونے کی بناء پر ہوتے ہیں۔
 أولم يروا أن الله الذي ... قادر على أن يخلق مثلهم

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے منکرین معاد کے شبہہ کو دور کرنے کے لئے انہیں اپنی عظیم قدرت کی طرف متوجہ کیا ہے اس سے مندرجہ بالا نکتہ واضح ہوتا ہے۔

آسمان:

آسمانوں کی خلقت کا مطالعہ 2; آسمانوں کی خلقت کی اہمیت 3; آسمانوں کی خلقت کی عظمت 4

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی صفات سے جہالت کے آثار 13 ; اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلائل 1 ; اللہ تعالیٰ کی قدرت کو جھٹلانے کا ظلم 10

اللہ تعالیٰ کی نشانیاں :

اللہ تعالیٰ کی نشانیاں کو جھٹلانے کا پیش خیمہ 12; اللہ تعالیٰ کی نشانیاں کو جھٹلانے والے 11

انسان :

انسان کی عمر کا محدود ہونا 9

حق:

حق کے منکرین سے سامنا کرنے کا طریقہ 11; حق کے منکرین کا ظلم 11
حقائق:

غیبی حقائق کی علامات 5

ذکر:

آسمانوں کی پیدائش کے ذکر کے آثار 1; زمین کی پیدائش کے ذکر کے آثار 1

زمین:

زمین کی خلقت کا مطالعہ 2; زمین کی خلقت کی اہمیت 3; زمین کی خلقت کی عظمت 4;

شبہات:

شبہات کا سرچشمہ 13

ظلم:

ظلم کے آثار 12; ظلم کے موارد 10

کائنات:

کائنات میں قانون کی حاکمیت 8; کائنات میں نظم 8

کفار:

کفار کی جہالت کے آثار 4

کفر:

کفر کا پیش خیمہ 12

مدت:

مدت مسمیٰ 9

معاد:

قیامت سے پہلے معاد 8; معاد جسمانی 6; معاد کا قانون کے مطابق ہونا 7; معاد کا یقینی ہونا 7; معاد کو جھٹلانے کا ظلم

10; معاد کو جھٹلانے کے اسباب 4; معاد کی اہمیت 3; معاد کی شناخت کا پیش خیمہ 1، 2; معاد کا یقینی ہونا 7; معاد

کو جھٹلانے کا ظلم 10; معاد کو جھٹلانے کے اسباب 4; معاد کی اہمیت 3; معاد کی شناخت کا پیش خیمہ 1، 2

تفسیر راہنما جلد 10

273

قُلْ لَوْ أَنُّم تَمْلِكُونَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّي إِذًا لَأَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ وَكَانَ الْإِنْسَانُ قَنُورًا (۱۰۰)
آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم لوگ میرے پروردگار کے خزانوں کے مالک ہوتے تو چرخ بوجانے کے خوف سے سب روک لیتے
اور انسان تو تنگ دل ہی واقع ہوا ہے (100)

1_ پیغمبر (ص) پر انسانوں کو ان کی نفسانی غلط صفات کی یاد آوری اور خبردار کرنے کی ذمہ داری _

قُلْ لَوْ أَنُّم تَمْلِكُونَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّي إِذًا لَأَمْسَكْتُمْ

2_ پیغمبر (ص) پر مشرکین کو ان کی بخل کی خصلت یاد لانے کی ذمہ داری _

قُلْ لَوْ أَنُّم تَمْلِكُونَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّي إِذًا لَأَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ

یہ مطلب اس اساس پر ہے کہ پچھلی آیات کے پیش نظر اس آیت میں بھی کفار مخاطب ہوں _

- 3_ مشرکین جس قدر بھی ثروت مند ہوں وہ فقر و فاقہ سے ڈرتے ہوئے انفاق نہیں کرتے۔
 قل لو أنتم تملكون خزائن رحمة ربِّي إذاً لأمسكنكم خشية الإنفاق
- 4_ انسان اگر چہ پروردگار کی رحمت کے تمام خزانوں کے مالک بھی بن جائیں پھر بھی بخل اور اپنے فقر و فاقہ کے خوف میں مبتلا ہونگے۔
 قل لو أنتم تملكون خزائن رحمة ربِّي إذاً لأمسكنكم خشية الإنفاق
- یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بخل کی خصلت کو تمام انسانوں کے لئے بیان کیا ہے (وكان الإنسان قتوراً) لہذا احتمال ہے کہ (لو أنتم تملكون) کے مخاطب تمام انسان ہوں۔
- 5_ انسان اگر چہ وسیع ثروت اور تمکنت کے مالک بھی ہوں پھر بھی بخل میں مبتلا ہیں اور اس خصلت کو چھوڑنے والے نہیں۔
 قل لو أنتم تملكون خزائن رحمة ربِّي إذاً لأمسكنكم خشية الإنفاق
- 6_ مشرکین حتیٰ کہ اپنی مادی حاجات پوری ہونے اور وسیع ذرائع و وسائل رکھنے کے باوجود بھی انفاق

274

- سے پرہیز کرتے ہیں۔
 لن نومن لك حتى تغفر لنا ... قل لو أنتم تملكون خزائن رحمة ربِّي إذاً لأمسكنكم
- یہ کہ اللہ تعالیٰ نے پچھلی آیات میں مشرکین کی پیغمبر (ص) سے مادی درخواستوں (چشمہ وغیرہ) کو بیان کیا اور اس آیت میں وسیع وسائل رکھنے کی صورت میں بھی انکے بخل کا ذکر فرما رہا ہے 'یہ مندرجہ بالا نکتہ کی بناء پر ہے۔
- 7_ اللہ کی رحمت، وسیع و عظیم خزانوں کی حامل ہے۔
 خزائن رحمة ربِّي
- 8_ اللہ کی ربوبیت، رحمت سے ملی ہوئی ہے۔
 رحمة ربِّي
- 9_ فقر کا خوف، بخل اور خساست کی جڑ ہے۔
 إذا لا مسكنم خشية الإنفاق
- 10_ مال کی کثرت، انسان کے انفاق کی طرف میلان اور بخل جیسی خصلت سے پرہیز میں مؤثر نہیں ہے۔
 لو انتم تملكون ... لا مسكنم خشية الإنفاق
- 11_ فقر و فاقہ کے خوف سے انفاق سے بخل، قابل مذمت و سرزنش ہے۔
 لو انتم تملكون ... لا مسكنم خشية الإنفاق
- یہ کہ بخل اور خساست جیسی خصلت رکھنے کی بناء پر یہ آیت انسانوں یا مشرکین کی مذمت کر رہی ہے۔ اس سے مندرجہ بالا نکتہ واضح ہوتا ہے۔
- 12_ انفاق، کبھی بھی انسان کے فقر کا موجب نہیں بنتا۔
 لو أنتم تملكون ... لا مسكنم خشية الإنفاق وكان الإنسان قتور
- یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فقر کے خوف سے انفاق نہ کرنے کی مذمت کی ہے ممکن ہے اس حقیقت کو بیان کر رہا ہو کہ یہ خوف بے جا ہے اور انفاق، فقر کا موجب نہیں ہے۔
- 13_ انسانوں میں خساست اور بخل جیسی خصلت موجود ہے۔
 وكان الإنسان قتور
- "قتوراً" "قتراً" سے صیغہ مبالغہ ہے کہ جس کا معنی نفقہ دینے سے پرہیز کرنا اور معمولی اور نا چیز چیز پر اکتفاء کرنا ہے (مفردات راغب)
- 14_ بخل کی بشر کے وجود میں جڑ اور نوع انسان میں ایک طاقت ور خصلت ہے۔
 وكان الإنسان قتور
- 15_ انسان کا کردار اپنی اندرونی خصلتوں سے متاثر ہوتا ہے۔
 لا مسكنم ... وكان الإنسان قتور

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کی ذمہ داری 1، 2؛ آنحضرت (ص) کے انذار 1

اخلاق :

بری اخلاقی صفات 13

اللہ تعالیٰ :

275

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی خصوصیات 8؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت 7، 8؛ اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی مالکیت 4؛ اللہ تعالیٰ کے خزانے

7

انسان:

انسانوں کا بخل 4، 5، 10، 13، 14؛ انسانوں کو انذار 1؛ انسان کی صفات 4، 5، 13، 14؛ انسان کی صفات کے آثار 15

انفاق :

انفاق کا پیش خیمہ 10؛ انفاق کے آثار 12

بخل :

بخل کا سرچشمہ 14؛ بخل کی سرزنش 11؛ بخل کے اسباب 9

ثروت :

ثروت کے آثار 10

خوف:

فقر سے خوف کی سرزنش 11؛ فقر سے خوف کے آثار 3، 9

ڈراوے :

ناپسندیدہ صفات سے ڈراوا 1

فقر:

فقر سے پریشانی 4؛ فقر کے اسباب 12

کردار :

کردار کی اساس 15

مشرکین :

مشرکین کا انفاق ترک کرنا 3، 6؛ مشرکین کا بخل 3؛ مشرکین کا ثروت مند ہونا 3؛ مشرکین کا خوف 3؛ مشرکین کی دنیا

پرستی 5؛ مشرکین کی مادی درخواستیں 6؛ مشرکین کے بخل کا اعلان 3

یاد آوری :

ناپسندیدہ صفات کی یادآوری 1

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَاسْأَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ إِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا مُوسَى مَسْحُورًا (۱۰۱)

اور ہم نے موسیٰ کو نوکھلی ہوئی نشانیاں دی تھیں تو بنی اسرائیل سے پوچھو کہ جب موسیٰ انکے پاس آئے تو فرعون نے

ان سے کہہ دیا کہ میں تو تم کو سحرزدہ خیال کر رہا ہوں (101)

1_ اللہ تعالیٰ کی طرف سے موسیٰ (ع) کو نو عدد روشن اور واضح معجزات عطا ہوئے _

ولقد اتینا موسیٰ تسع ۛ آیات بینات

2_ حضرت موسیٰ (ع) کی دعوت اپنی رسالت کی حقانیت پر واضح دلیلوں (معجزات) کے ساتھ تھی _

ولقد ۛ اتینا موسیٰ تسع ۛ آیات بینات

276

- 3_ پیغمبر (ص) کو ذمہ داری دی گئی کہ وہ بنی اسرائیل سے موسیٰ (ع) کو بہت سے معجزات عطا ہونے کے باوجود فرعون اور اس کے پیروکاروں کے حق قبول نہ کرنے کا اعتراف لیں۔
 ولقد ء اتینا موسیٰ تسع ء آیات بینات فسئل بنی اسرائیل إیجابہم فقال لہ فرعون إنی لأظنک ی موسیٰ مسحور
 4_ موسیٰ کے متعدد معجزات، فرعون پر کوئی اثر نہ ڈال سکے۔
 ولقد ء اتینا موسیٰ تسع ء آیات بینات ... فقال لہ فرعون إنی لأظنک ی موسیٰ مسحور
 5_ مشرکین کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے معجزات اقتراحی عطا نہ کرنے کی وجہ ان کے حق کو قبول نہ کرنے کے حوالے سے علم الہی تھا۔
 ولقد ء اتینا موسیٰ ... فقال لہ فرعون إنی لأظنک ی موسیٰ مسحور
 مشرکین کی درخواستوں کو رد کرنے کے بعد حضرت موسیٰ (ع) کے بہت سارے معجزات کے باوجود فرعون کے کفر کا تذکرہ بتاتا ہے کہ چونکہ مشرکین بھی ایمان نہ لانے پر پکارا رہ کر چکے تھے لہذا ان کی درخواستیں قبول نہیں ہوئیں۔
 6_ مشرکین مکہ کا پیغمبر (ص) کے مد مقابل محاذ قائم کرنا حضرت موسیٰ (ع) کے مدمقابل فرعون کے محاذ کا تسلسل تھا۔
 وقالو لن نؤمن لك ... ولقد ء اتینا موسیٰ ... فقال لہ فرعون إنی لأظنک ی موسیٰ مسحور
 7_ آنحضرت (ص) کے معجزہ (قرآن) کا مشرکین مکہ کی طرف سے انکار کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی آنحضرت (ص) کی حوصلہ افزائی۔
 وقالو لن نؤمن لك ... ولقد ء اتینا موسیٰ ... فقال لہ فرعون إنی لأظنک ی موسیٰ مسحور
 8_ پیغمبر (ص) کے زمانے کہ یہودیوں کی حضرت موسیٰ (ع) اور فرعون کے حالات سے آگاہی۔
 فسئل بنی اسرائیل إیجابہم فقال لہ فرعون
 9_ فرعون نے حضرت موسیٰ (ع) کے نو عدد معجزات کا مشاہدہ کے بعد ان پر سحر اور سحر زدہ ہونے کا الزام لگایا۔
 ء اتینا موسیٰ تسع آیات ... فقال لہ فرعون إنی لأظنک ی موسیٰ مسحور
 10_ فرعون نے محض اپنے ظن و گمان کی بناء پر حضرت موسیٰ (ع) پر جادوگری اور سحر زدہ ہونے کا الزام لگایا نہ کہ دلیل و برہان کی بناء پر۔
 موسیٰ ... فقال لہ فرعون إنی لأظنک ی موسیٰ مسحور
 11_ فرعون کا حضرت موسیٰ (ع) اور ان کے معجزات کے بارے میں دو گلی پالیسی اور سیاستمداروں جیسا عیارانہ سلوک۔
 —
 موسیٰ ... فقال لہ فرعون إنی لأظنک ی موسیٰ مسحور
 فرعون نے حضرت موسیٰ (ع) کی دعوت اور ان کے معجزات کو قطعی طور پر رد نہیں کیا بلکہ دو گلی پالیسی

277

- کے انداز (میرا گمان ہے) سے بات کی تا کہ جہاں تک ہوسکے ان کی مخالفت کرتا رہے اور جب مخالفت کرنا ناممکن ہو تو یہ کہے کہ میری پہلے والی مخالفت محض ایک ظن و گمان تھی۔
 12_ فرعون نے حضرت موسیٰ (ع) کے معجزات کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہونے اور ان سے خطرے کا احساس ہونے کی وجہ سے ان پر جادوگر ہونے کا الزام لگایا
 ولقد ء اتینا موسیٰ تسع ء آیات بینات ... فقال لہ فرعون إنی لأظنک ی موسیٰ مسحور
 یہاں احتمال ہے کہ اس مفعول "مسحور" اسم فاعل "ساحر" کا جانشین ہوا ہے لہذا اسی فاعل کے معنی میں ہے چونکہ یہاں قرینہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) کے اکثر معجزات جادو گری کے الزام کے ساتھ زیادہ مطابقت رکھتے تھے۔
 13_ دلیلیں جس قدر بھی روشن اور واضح ہوں اگر انسان میں ضروری حد تک ان کو قبول کرنے کی استعداد نہ ہو وہ مؤثر نہیں ہونگی۔
 ولقد ء اتینا موسیٰ تسع ء آیات بینات فسئل بنی اسرائیل إیجابہم فقال لہ فرعون إنی لأظنک ی موسیٰ مسحور
 14_ عن أبی جعفر (ع) فی قوله: "ولقد اتینا موسیٰ تسع ء آیات بینات" قال: الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم والحجر و البحر والعصاو یدہ (1)
 امام باقر (ع) سے اللہ تعالیٰ کی اس کلام "ولقد ء اتینا موسیٰ تسع ء آیات بینات" کے بارے میں نقل ہوا ہے کہ: (حضرت

موسیٰ کے معجزات بہ تھے) طوفانِ تّڈی جوئیں 'مینڈک' خون' پتھر' دریا' عصا اور يد (بیضا)
 15_ عن موسى بن جعفر (ع) قال نفر من اليهود ... قالوا: أخبرنا عن الآيات التسع التي أوتيتها موسى بن عمران قلت: العصا و
 إخراج يده من جيبه بيضاء والجراد والقمل والضفادع والدم ورفع الطور والمن والسلوى آية واحدة وعلق البحر ... (2)
 امام کاظم (ع) نے فرمایا: یہودیوں کے گروہ نے کہا ہمیں ان نو عدد نشانیوں کے بارے میں بتائیں جو موسیٰ (ع) بن
 عمران (ع) کو دی گئیں۔ میں نے کہا: عصا' نورانی حالت میں گریبان سے ہاتھ نکالنا ' تّڈی '
 جوئیں ' مینڈک ' خون' کوہ طور کا بنی اسرائیل کے سروں پر آجانا' من وسلوی دو نوں ایک نشانی ہیں ' دریاے نیل کے پانی
 کو پھاڑنا۔
 16_ عن صفوان بن عسال قال : ... قال النبي(ص) في قوله تعالى: "ولقد آتينا موسى تسع آيات بينات": لا تشرکوا بالله شیئاً،
 ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا النفس التي حرم الله إلا بالحق ولا تسحروا ولا تأكلوا الربا، ولا تمشوا

1) تفسیر عیاشی_ ج 2 ص 318، ح 170_ نورالثقلین ج 3 ص 229، ح 457_
 2) قرب الاسناد ص 318، ح 1228_ نورالثقلین ج 3، 229_

278

برى إلى ذى سلطان ليقتله ولا تقدفوا محضة ... وانتم يا يهود عليكم خاصه لا تعدوا في السبت ... (1)
 صفوان بن عسال کہتے ہیں کہ پیغمبر (ص) نے (اللہ تعالیٰ کے کلام "ولقد آتينا موسى ... کے بارے میں) فرمایا : کسی چیز
 کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار نہ دیں ، چوری اور زنا نہ کریں اور وہ جو کہ اس کا خون خداوند عالم نے محترم شمار کیا ہے
 اسے قتل نہ کریں سلطان سے کسی اچھے آدمی کی بدخوئی نہ کریں کہ اس کی موت کا سبب بنے اور کسی کی طرف زنا
 محضہ کی نسبت نہ دیں اور صرف تم یہودیوں کے لئے حکم ہے کہ ہفتہ کے دن نافرمانی (مچھلی کا شکار) نہ کریں۔

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کی حوصلہ افزائی 7؛ آنحضرت (ص) کی ذمہ داری 3؛ آنحضرت (ص) کے خلاف محاذ قائم کرنا 6
 اسلام :

صدر اسلام کی تاریخ 6، 7

اعداد:

نو کا عدد 1، 9

اقرار:

فرعون کے حق قبول نہ کرنے کا اقرار 3؛ فرعونوں کے حق قبول نہ کرنے کا اقرار 3

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کا علم غیب 5

انبیاء:

انبیاء کے خلاف دشمنوں کا باہمی توافق 6

برہان :

برہان کے اثر کرنے کی شرائط 13

بنی اسرائیل :

بنی اسرائیل کا اقرار 3

روایت: 14، 15، 16

فرعون:

فرعون پر معجزے کا بے اثر ہونا 4؛ فرعون کا سامنا کرنے کا طریقہ 6، 11؛ فرعون کی تہمتوں کا بے منطق ہونا

10؛ فرعون کی تہمتوں کا فلسفہ 12 ؛ فرعون کی تہمتیں 9؛ فرعون کے عجز کے آثار 12؛

کفر:

قرآن کا انکار 7

مشرکین :

مشرکین کی درخواستوں کا رد ہونا 5; مشرکین کے حق قبول نہ کرنے کے آثار 5;

مشرکین مکہ:

مشرکین مکہ کا سامنا کرنے کا طریقہ 6; مشرکین مکہ کا کفر 7

معجزہ:

معجزہ اقتراحی کا رد 5

.....

(1) تفسیر طبری ج 9 ، ص 172 ، مجمع البیان ج 6 ، ص 685 _

279

موسی (ع) :

موسی (ع) پر جادو ہونے کی تہمت 9، 10; موسی (ع) پر جادو گر ہونے کی تہمت 10; موسی (ع) پر جادو گر ہونے کی تہمت کا فلسفہ 12; موسی سے برتاؤ کا طریقہ 11; موسی (ع) کا قصہ 9; موسی (ع) کا معجزہ 2، 3، 4، 9، 14، 15; موسی (ع) کی تعلیمات 16; موسی (ع) کی حقانیت کی دلیلیں 2; موسی (ع) کی دعوتیں 2; موسی کی دلیلیں 2; موسی (ع) کے خلاف محاذ 6; موسی (ع) کے معجزہ کی تعداد 1

یہود:

صدر اسلام کے یہود اور تاریخ 8; صدر اسلام کے یہود اور فرعون کا انجام 8; صدر اسلام کے یہود اور موسی (ع) کا قصہ 8; صدر اسلام کے یہودیوں کا آگاہ ہونا 8

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنْزَلَ هَؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ بَصَائِرَ وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا فِرْعَوْنُ مَثْبُورًا (١٠٢)

موسی نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ سب معجزات آسمان و زمین کے مالک نے بصیرت کا سامان بنا کر نازل کئے ہیں اور اے فرعون میں خیال کر رہا ہوں کہ تیری شامت آگئی ہے (102)

- 1_ فرعون کا معجزات کو سحر کہنے کے باوجود، موسی (ع) کا ان کی حقانیت پر فرعون کے باطنی اعتقاد کا تذکرہ _
إِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا فِرْعَوْنُ مَثْبُورًا _ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنْزَلَ هَؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ بَصَائِرَ
- 2_ حضرت موسی (ع) کے نو عدد معجزات اپنے الہی ہونے کے حوالے سے ہر ابہام و شک کو دور کرنے والے ہیں _
وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى تِسْعَ آيَاتٍ ... قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنْزَلَ هَؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ بَصَائِرَ
- 3_ فرعون اگر چہ حضرت موسی (ع) کی دعوت کی حقانیت سے کامل آگاہ تھا لیکن ہٹ دھرمی کی بناء پر ان کی مخالفت کر رہا تھا _
فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ إِنِّي لَا أَظُنُّكَ يَا فِرْعَوْنُ مَثْبُورًا _ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنْزَلَ هَؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
- 4_ تمام آسمان اور زمین، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے تحت ہیں _
مَا أَنْزَلَ هَؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
- 5_ کائنات کے پروردگار کے معجزات، لوگوں کے کمال

280

- اور بصیرت کو حاصل کرنے کے لئے نازل ہوئے ہیں _
مَا أَنْزَلَ هَؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ بَصَائِرَ
- 6_ تخلیق کائنات مینہت سے آسمان ہیں _
رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
- 7_ معجزہ سے بصیرت اور فکر کا پیدا ہونا اس کے جادو اور سحر سے امتیاز کا معیار ہے _

إني لأظنك يا موسى مسحوراً _ قال لقد علمت ما أنزل بؤلا إلا ... بصائر
 فرعون کی طرف سے حضرت موسی (ع) کے معجزات پر جادو کی تہمت لگنے کے بعد حضرت موسی (ع) کا معجزات
 کو "بصائر" سے تاکید کرنا ممکن ہے فرعون کے الزام کو معیار کے ذریعے رد کیا جا رہا ہو یعنی سحر کبھی بھی بصیرت
 نہیں دیتا جبکہ معجزہ سے بصیرت حاصل ہوتی ہے _
 8 فرعون، باطنی طور پر سے آسمانوں اور زمین کے پروردگار پر عقیدہ رکھتا تھا _
 قال لقد علمت ما أنزل بؤلاء إلا رب السموات والارض
 9 حضرت موسی کا فرعون کو اس کی ہلاکت والے انجام کے بارے میں خبردار کرنا _
 وإني لأظنك يا فرعون مثير
 "ثبور" ہلاک اور فاسد ہونے کے معنی میں ہے _
 10 مقابلہ بالمثل اور حقیقت کا اظہار، حضرت موسی (ع) کی فرعون کا سامنے کرتے وقت کی خصوصیات میں سے ہیں _
 إني لأظنك يا موسى مسحوراً ... وإني لأظنك يا فرعون مثير
 11 معجزات الہی کی حقانیت کا علم پیدا کرنے کے بعد انکار، انسان کی ہلاکت کا موجب ہے _
 لقد علمت ... وإني لأظنك يا فرعون مثير
 جملہ "وانی لأظنك ..." اس کے بعد کہ فرعون نے جانتے ہوئے معجزات الہی کا انکار کر دیا 'ممکن ہے اس کا اللہ کے روشن
 معجزات اور آیات کے انکار کا بدترین انجام بیان کرنے کے لئے ہو _
 12 فرعون کے مد مقابل حضرت موسی (ع) کا واضح لہجہ اور شجاعت _
 وإني لأظنك يا فرعون مثير
 13 حق کی وضاحت کے بعد انذار، حق قبول نہ کرنے والوں کی اصلاح کا ایک ذریعہ ہے _
 ولقد علمت ... وإني لأظنك يا فرعون مثير
 معجزہ لانے اور فرعون کے رد کرنے کے بعد یہ جملہ "انی لأظنك يا فرعون مثيراً" یہ احتمال دیتا ہے کہ اصلاح کے لئے
 خبردار کیا گیا ہو _

آسمان :

281

آسمانوں کا رب 4؛ آسمانوں کی تعداد 6؛

اعداد :

نو کا عدد 2

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا احاطہ 4

بصیرت:

بصیرت کے اسباب 5، 7

انذار :

انذار کے آثار 13؛ ہلاکت سے ڈراوا 9

حق :

حق قبول نہ کرنے والوں کی اصلاح کا انداز 13؛ حق کی وضاحت کے آثار 2

زمین :

زمین کا رب 4

فرعون:

فرعون کا انجام 9؛ فرعون کا عقیدہ 8؛ فرعون کا علم 3؛ فرعون کا معجزہ کے بارے میں عقیدہ

1؛ فرعون کو ڈراوا 9؛ فرعون کی اللہ کے بارے میں شناخت 8؛ فرعون کی دشمنی 3؛ فرعون کی ہٹ دہرمی 3

معجزہ:

معجزہ اور جادو میں فرق 7; معجزہ جھٹلانے کے آثار 11; معجزہ کا کردار 7; معجزہ کی حقانیت کا علم 11; معجزہ کے نازل ہونے کا فلسفہ 5

موسیٰ (ع) :

موسیٰ (ع) اور فرعون 10; موسیٰ (ع) پر جادو گری کی تہمت 1; موسیٰ (ع) کا حق بات کہنا 10; موسیٰ (ع) کا علم غیب 1; موسیٰ (ع) کا قصہ 12; موسیٰ (ع) کا واضح انداز 12; موسیٰ کا مقابلہ بالمثل 10; موسیٰ (ع) کی حقانیت 3; موسیٰ (ع) کی خصوصیات 12; موسیٰ (ع) کی شجاعت 12; موسیٰ (ع) کے سامنا کرنے کی خصوصیات 10; موسیٰ (ع) کے دشمن 3; موسیٰ (ع) کے معجزہ کا سرچشمہ 2; موسیٰ (ع) کے معجزہ کی حقانیت 1

ہلاکت :

ہلاکت کا موجب 11

فَارَادَ أَنْ يَسْتَفْزِمَ هُمْ مِنَ الْأَرْضِ فَأَغْرَقْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ جَمِيعًا (۱۰۳)

فرعون نے چاہا کہ ان لوگوں کو اس سرزمین سے نکال باہر کر دے لیکن ہم نے اس کو اس کے ساتھیوں سمیت دریا میں غرق کر دیا (103)

1_ حضرت موسیٰ (ع) کے معجزات کے مد مقابل کمزوری کا احساس کرنے کے بعد فرعون کا حضرت موسیٰ (ع) اور

282

بنی اسرائیل کو زمین سے مٹانے کا عزم۔
ولقد اتینا موسیٰ تسع آیات ... فاراد ان يستفزهم من الارض
مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ نکتہ ہے کہ "الارض" سے مراد کرہ ارض ہو، تو اس صورت میں "استفزاز" سے مراد قتل اور نابود کرنا ہے۔

2_ حضرت موسیٰ (ع) اور بنی اسرائیل کا سرزمین مصر میں موجود ہونا فرعون کے لئے ناقابل تحمل اور انہیں زبردستی وہاں سے نکالنے کا موجب تھا۔
فاراد ان يستفزهم من الارض
یہ کہ "الارض" سے مراد سرزمین مصر ہو جو فرعون کی حکومت کا مرکز تھی۔ اس سے مندرجہ بالا نکتہ واضح ہوتا ہے۔

3_ حضرت موسیٰ (ع) کے مقابلہ میں منطقی اور مناسب انداز سے سامنا کرنے سے عاجز آنے کے بعد فرعون ان کے خلاف جبری، تھکنڈوں پر اتر آیا۔
ولقد اتینا موسیٰ تسع آیات بینات ... فقال له فرعون انی لا ظنک ی موسی مسحوراً فاراد ان يستفزهم من الارض
4_ فرعون کے حضرت موسیٰ (ع) اور بنی اسرائیل کے خلاف ظالمانہ عزم کے بعد اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی بناء پر فرعون اور اس کے ہمراہ تمام لوگوں کا غرق ہونا۔
فاراد ... فأغرقته ومن معه جميع

5_ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرعون اور فرعونوں پر حجت تمام ہونے کے بعد سخت اور ہلاکت میں ڈالنے والی سزا۔
ولقد اتینا موسیٰ تسع آیات بینات ... فاراد ان يستفزهم ... فأغرقته ومن معه
6_ فطری اسباب اللہ تعالیٰ کے رادہ کے طہور پذیر کے مقام۔

فارقتہ ومن معه جميع
7_ الہی عذاب نازل ہوتے وقت تمام ظالموں ' انکے ہمراہیوں اور انکے مددگاروں کو لپیٹ میں لے لیتا ہے۔
فارقتہ ومن معه جميع

8_ اللہ تعالیٰ ظالموں اور ان کے ساتھ ظلم میں شریک لوگوں کو یکساں عذاب دیتا ہے۔
فأغرقته ومن معه جميع
مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ نکتہ ہے کہ "ومن معه" سے مراد، ظلم میں فرعون کے مددگار اور شریک لوگ مراد ہوں نہ کہ صرف اس کے ہمراہ لوگ۔

9_ فاسد عناصر اور ظالم حکومتوں کی تائید ، ہمراہی اور ان کو مضبوط کرنے کا نتیجہ، ان جیسا ہلاکت والا انجام ہے۔
فا غرقہ ومن معہ جمیع

10_ فاسد رہبروں اور حاکموں کا امتوں کی تباہی اور ہلاکت میں اہم کردار _
فقال له فرعون ... فأراد ... فأغرقته ومن معہ جمیع
فرعون کی ہلاکت کی داستان میں عذاب کے مسئلہ

283

میں فرعون ایک اساسی عنصر کی شکل میں دوسرے مددگاروں سے جدا، ضمیر مفرد کی صورت میں ذکر ہوا ہے یہ
مندرجہ بالا مطلب کو بیان کرتا ہے۔

11_ اللہ تعالیٰ کا ارادہ، تاریخ کے فرعون اور جابروں کے ارادوں پر غالب ہے _

فأراد أن يستقرهم من الأرض فا غرقته ومن معہ جمیع

12_ فی روایۃ أبی الجارود (عن أبی جعفر (ع)) فی قوله (فأراد أن يستقرهم من الأرض) وقد علم فرعون وقومه ما انزل تلك
الآیات إلا اللہ _ (1)

ابی جارود کی روایت میں امام باقر (ع) سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "فأراد أن يستقرهم من الأرض" کے بارے میں روایت
ہوئی ہے کہ انہوں نے فرمایا : ... در حالی کہ فرعون اور اس کی قوم جانتے تھے کہ یہ آیات، اللہ کے علاوہ کسی نے نازل
نہیں کیں۔

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا غلبہ 11; اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے آثار 4; اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے جاری ہونے کے مقام 6; اللہ تعالیٰ کے
حجت تمام کرنے کے آثار 5; اللہ تعالیٰ کے عذابوں کی خصوصیات 7، 8
امتیں:

امتوں کی ہلاکت کے اسباب 10

بنی اسرائیل :

بنی اسرائیل پر ظلم کے آثار 4; بنی اسرائیل کا قتل 1; بنی اسرائیل کا ملک بدر ہونا 2; بنی اسرائیل کی تاریخ 1، 3; بنی اسرائیل
کے دشمن 2; سرزمین مصر میں بنی اسرائیل 2

روایت : 12

سزا کا نظام; 8

طبیعی اسباب :

طبیعی اسباب کا کردار 6

ظالم :

ظالموں کا مغلوب ہونا 11; ظالموں کی امداد کا انجام 9; ظالموں کی امداد کی سزا 7; ظالموں کی سزا 7، 8; ظالموں کے
ساتھ تعاون کرنے کی سزا 7، 9; ظالموں کے معاندوں کی سزا 8

فرعون :

فرعون پر حجت کا تمام ہونا 3; فرعون کا بے منطق ہونا 3; فرعون کا عذاب 5; فرعون کا عجز 1; فرعون کا قصہ 3،
4; فرعون کا معجزہ پر عقیدہ 12; فرعون کی دشمنی 1، 2; فرعون کس سازش 3; فرعون کی ہلاکت 5; فرعون کے ظلم کے

آثار 2; فرعون کے عجز کے آثار 3; فرعون کے غرق ہونے کی وجہ 14

فرعونی لوگ:

فرعونی لوگوں پر حجت تمام ہونا 5; فرعونی لوگوں کا معجزہ کے بارے میں عقیدہ 12; فرعونی لوگوں کا مغلوب ہونا
11; فرعونی لوگوں کی سزا 5; فرعونی لوگوں کی ہلاکت 5; فرعونی لوگوں کے ظلم کے آثار 4; فرعونی لوگوں کے غرق

میں ہونے کی وجہ 4

.....

(1) تفسیر قمری ج 2، ص 29، نورالثقلین ج 3، ص 230، ح 463۔

284

قائدين :

فاسد قائدين کا کردار 10

معاشرہ :

معاشرتی آفات کی پہچان 10

مفسدين:

مفسدين کی امداد کا انجام 9؛ مفسدين کے ساتھ تعاون کرنے کی سزا 9

موسی (ع) :

سرزمین مصر میں موسی (ع) 2؛ موسی (ع) پر ظلم کے آثار 4 ؛ موسی (ع) کا قتل 1؛ موسی (ع) کا قصہ 1، 3؛ موسی (ع) کو

ملك بدر کرنے کی سازش 3؛ موسی (ع) کی ملك بدری 2؛ موسی (ع) کے دشمن 1، 2

ہلاکت :

ہلاکت کے اسباب 9

تفسیر راہنما جلد 10

وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِهِ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ اسْكُونُوا الْأَرْضَ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا (١٠٤)

اور اس کے بعد بنی اسرائیل کے کہہ دیا کہ اب زمین میں آباد ہوجاؤ پھر جب آخرت کے وعدہ کا وقت آجائے گا تو ہم تم سب کو سمیٹ کر لے آئیں گے (104)

1_ قوم فرعون کی ہلاکت کے بعد اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل کو اپنی مورد نظر زمین (شام ویا مصر) پر سکونت کرنے کا حکم

وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِهِ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ اسْكُونُوا الْأَرْضَ

2_ فرعون کی حکومت سے چھٹکارا پانے سے پہلے بنی اسرائیل کی کھٹن اور دشوار زندگی۔

فَأَرَادَ أَنْ يَنْتَقِزِمَ مِنَ الْأَرْضِ... وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِهِ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ اسْكُونُوا الْأَرْضَ

احتمال ہے کہ "اسکونوا الارض" سے مراد زمین پر آرام لینا اور اضطراب سے باہر نکلنا مراد ہو کہ جس کا پہلے سے شکار تھے۔

3_ انسانوں کا جابروں کے تسلط سے دور آرام وامن والی زندگی کو پانا ایک اہم اور قدر و قیمت والی بات ہے۔

فَأَغْرَقْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ... اسْكُونُوا الْأَرْضَ

4_ فرعون کی ہلاکت کے بعد اللہ تعالیٰ کی اجازت سے

285

بنی اسرائیل کاسرزمین مصر یا شام پر تسلط اور حکومت۔

اسْكُونُوا الْأَرْضَ

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ احتمال ہے کہ "اسْكُونُوا" سے مراد حکومت پانا ہو کہ اس دن تک بنی اسرائیل کے پاس یہ

حکومت نہ تھی اور "الارض" سے مراد سرزمین مصر یا شام مراد ہو۔

- 5_ اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل کو آرام اور حکومت پانے کے بعد آخرت سے غفلت نہ برتنے پر خبردار کرنا _
اسکنوا الأرض فإذا جاء وعد الأخرة جنابکم لفیف
- 6_ آرام اور معاشرتی قدرت کا حصول، انسان کے آخرت کے جہان سے غفلت کا موجب ہے۔
اسکنوا الأرض فإذا جاء وعد الأخرة جنابکم لفیف
- مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "اسکنوا الارض" جو کہ حکومت اور قدرت سے کنایہ ہے کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے قیامت کے مسئلہ اور انسانوں کے حاضر ہونے کو بیان کیا _
- 7_ بنی اسرائیل سے الہی نعمتوں کا حساب لینے کے لئے ان کو جماعت کی صورت میں قیامت میں حاضر کرنا _
اسکنوا الأرض فإذا جاء وعد الأخرة جنابکم لفیف
- مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ احتمال ہے کہ پچھلے قرینہ "اسکنوا الأرض" کے پیش نظر بنی اسرائیل کا قیامت میں گروہی صورت میں حاضر کرنا اس لئے ہو کہ ان سے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت "اسکنوا الارض" کا جواب لینا ہو _
- 8_ باز پرس کے لئے بنی اسرائیل کو فرعونوں کے ساتھ گروہی شکل میں روز قیامت حاضر کرنا _
جنابکم لفیف
- اس بناء پر کہ "کم" سے مراد بنی اسرائیل اور ہلاک ہونے والے فرعونی لوگ ہوں تو یہ مندرجہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔
- 9_ بنی اسرائیل کے اس سرزمین پر دوسرے فساد کے وقت کے بعد ان کو سرزمین فلسطین میں اکھٹا کرنے کا اللہ تعالیٰ کا ان سے وعدہ _
فإذا جاء وعد الأخرة جنابکم لفیف
- مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ احتمال ہے کہ "وعد الأخرة" سے ان دو وعدہ کے وقت کی طرف اشارہ ہو کہ جن کا اس سورہ کے آغاز میں آیت 4 میں بنی اسرائیل کے لیے پیشگوئی کی گئی تھی اور ان کو خبر دار کیا گیا تھا _

آرام:

آرام کے آثار 6

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی اجازت کا اثر 4; اللہ تعالیٰ کے احکام 1; اللہ تعالیٰ کے انذار 5; اللہ تعالیٰ کے وعدے 9

بنی اسرائیل:

بنی اسرائیل کا آخرت مؤاخذہ 7، 8; بنی اسرائیل کا اخروی حشر 7، 8; بنی اسرائیل کا اضطراب 2; بنی اسرائیل کا فساد پیلانا

9 ; بنی

286

اسرائیل کو انذار 5; بنی اسرائیل کو وعدہ 9; بنی اسرائیل کی تاریخ 1، 2; بنی اسرائیل کی حاکمیت کا سبب 4; بنی اسرائیل کی حاکمیت کے آثار 5; بنی اسرائیل کی سکونت 9; بنی اسرائیل کی غفلت کا پیش خیمہ 5; بنی اسرائیل کی نعمتیں 7; بنی اسرائیل کے آرام کے آثار 5; سرزمین شامات میں بنی اسرائیل 1، 4، 9; سرزمین مصر میں بنی اسرائیل 1، 4; قیامت میں بنی اسرائیل 7، 8

زندگی :

زندگی میں امن کی اہمیت 3; زندگی میں امن کی قدر 3

ظالمین :

ظالموں سے دوری کی اہمیت 3; ظالموں سے دوری کی قدر و قیمت 3

غفلت :

آخرت سے غفلت کا پیش خیمہ 5، 6

فرعون :

فرعون کی حکومت سے نجات 2

فرعونی لوگ:

فرعونیوں کا اخروی حشر 8; فرعونیوں کا اخروی مواخذہ 8; قیامت میں فرعونی لوگ 8
قدرت :
قدرت کے آثار 6

وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (۱۰۵)
اور ہم نے اس قرآن کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے اور یہ حق ہی کے ساتھ نازل ہوا ہے اور ہم نے آپ کو صرف بشارت دینے والا اور رٹرانے والا بنا کر بھیجا ہے (105)

1_ قرآن کا اللہ کی طرف سے نازل ہونا اور اس کا بغیر کسی خلل اور باطل کے حق کے ساتھ پیغمبر (ص) اور لوگوں تک پہنچانا۔
وبالحق أنزلناه وبالحق نزل
2_ قرآن ایک ایسا الہی مجموعہ ہے جس میں کسی معمولی سے مقام پر تبدیلی اور چشم پوشی ممکن نہیں ہے۔
وبالحق أنزلناه وبالحق نزل
آیت 88 اور 93 کے مضامین کی طرف توجہ رکھتے

287

ہونے کہ مشرکین کی قرآن کے مکتوب صورت میں نازل ہونے کی درخواست بیان کی گئی تھی۔ ممکن ہے یہاں ان کے لئے جواب ہو کہ اقتراحات سے قرآنی حقائق تبدیل نہیں ہوسکتے۔
3_ قرآن غیر وحی کے کلام سے مخلوط ہونے سے منزہ ہے اور اس کے صحیح وسالم ہونے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضمانت ہے۔
وبالحق أنزلناه وبالحق نزل
جمع "وبالحق نزل" ہوسکتا ہے قرآن کے نازل ہونے کی کیفیت کو بیان کرنے کے لیے ہو یعنی نزول قرآن حق کی بنیاد پر ہوا ہے اور کبھی بھی باطل اور ناحق سے مخلوط نہیں ہوا ہے۔
4_ قرآن ایک جاودانی کتاب ہے کہ گذرتے زمانوں سے اس کی تعلیمات پر کوئی اثر نہیں پڑا۔
وبالحق أنزلناه وبالحق نزل
مندرجہ بالا مطلب کی بناء "حق" کے استعمال کے موارد اور معانی میں سے ایک ہے کہ اس سے مراد کسی چیز کی ثابت اور زوال پذیر نہ ہونا ہے۔
5_ پیغمبر (ص) کی ذمہ داری فقط لوگوں کو بشارت دینا اور ڈرانا ہے۔
وما أرسلك إلا مبشراً ونذيراً
6_ قرآنی حقائق پیغمبر (ص) کی رسالت اور ان کی بشارتوں اور ڈراووں کی اساس ہیں۔
وبالحق أنزلناه وبالحق نزل وما أرسلك إلا مبشراً ونذيراً
7_ حق وحقیت کے قبول کرنے یا نہ کرنے کی لوگوں کے حوالے سے پیغمبر (ص) پر ذمہ داری نہیں ہے۔
وما أرسلك إلا مبشراً ونذيراً
"وما أرسلك..." میں حصر اضافی ہے ممکن ہے اس حقیقت کو بیان کر رہا ہو کہ پیغمبر (ص) لوگوں کے قبول کرنے یا نہ کرنے میں کسی قسم کے ذمہ دار نہیں ہیں اور وہ لوگ اپنے انتخاب کے ذمہ دار خود ہیں اور پیغمبر (ص) تو فقط لوگوں کو بشارت دینے اور ڈرانے کا ذمہ رکھتے ہیں۔
8_ بشارت اور ڈراوے کا لوگوں کی ہدایت کی ساتھ ملاپ کا ضروری ہونا۔
وما أرسلك إلا مبشراً ونذيراً
9_ کوئی بھی اپنا عقیدہ اور دین اگر چہ حق ہی کیوں نہ ہو لوگوں پر تحمیل کرنے کا حق نہیں رکھتا۔
وبالحق نزل وما أرسلك إلا مبشراً ونذيراً
جب پیغمبر، (ص) دین اسلام جو کہ دین حق ہے اس کا لوگوں پر تحمیل کا حق نہیں رکھتے تھے وہ صرف بشارت اور ڈراوا دینے کا عہدہ رکھتے تھے تو دوسرے بدرجہ اولیٰ ایسا حق نہیں رکھتے۔

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کی بشارتیں 5، 6؛ آنحضرت (ص) کی ذمہ داری کا محدود ہونا 5، 7؛ آنحضرت (ص) کی رسالت 6؛ آنحضرت (ص) کے انذار 5، 6؛

انسان :

انسان کا اختیار 9

288

بشارت :

ہدایت مینبشارت 8

دین:

دین میں جبر کی نفی 9

ڈراوا :

ہدایت میں ڈراوا 8

عقیدہ :

آزادی کا عقیدہ 9

قرآن:

قرآن کا محفوظ ہونا 2، 3؛ قرآن کا وحی سے ہونا 2، 3؛ قرآن کی تعلیمات 5؛ قرآن کی جاودانی 4؛ قرآن کی خصوصیات 2، 3، 4؛ قرآن کے نزول کی حقانیت 1؛ قرآن میں تبدیلی نا ممکن ہونا 4

ہدایت :

ہدایت کا طریقہ 8

وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا (۱۰۶)

اور ہم نے قرآن کو متفرق بنا کر نازل کیا ہے تا کہ تھوڑا تھوڑا لوگوں کے سامنے پڑھو اور ہم نے خود اسے تدریجاً نازل کیا ہے (106)

1_ قرآن کی تنظیم ' تفصیل اور ابواب میں ہونا اللہ تعالیٰ کی جانب سے نہ کہ پیغمبر (ص) کے اختیار میں ہے۔
قراء نا فرقناہ

2_ ممکن ہے پیغمبر (ص) پر قرآن کے تدریجی نازل ہونے کا فلسفہ اس کا لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر اور آرام سے پڑھنا ہو۔
وقراء نا فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث
"مکث" لغت میں ٹھہرنے اور تامل کا معنی دیتا ہے۔ (لسان العرب)

3_ لوگوں پر آرام اور ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھنے کی پیغمبر (ص) کی ذمہ داری۔
وقراء نا فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث

4_ دینی تعلیمات کا تدریجی طور پر نازل ہونا اور ان کو تدریجی طور پر تعلیم دینا لوگوں کی ہدایت میں موثر کردار ادا کرتا ہے۔

فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث

یہ کہ قرآن ایک کتاب ہدایت ہے اس کا پیغمبر پر تدریجی نزول کے یاد دلانے کا مقصد یہ ہو کہ

289

ہدایت کے لیے تدریجی نزول موثر کردار ادا کرتا ہے۔

5_ دینی معارف اور قرآنی تعلیمات کو گہرائی سے سمجھنے کے لئے انسان کی فکری اور روحی استعداد کو مناسب انداز سے استعمال کرنے کی ضرورت۔

وقرء انا فرقناه لتقرأه على الناس على مكث
یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میندینی معارف کو بیان کرنے میں تدریجی اور قدم بقدم کہ طریقے سے استفادہ کیا ہے ' مندرجہ بالا
نکتہ حاصل آتا ہے۔

6_ قرآنی تعلیمات عالمگیر ہیں اور سب لوگ انہیں سمجھنے کی طاقت رکھتے ہیں۔

وقرء انا فرقناه لتقرأه على الناس على مكث ونزلنا تنزیل

7_ مخاطبین پر قرآن کو تدریجی طور ے پڑھنا ان میں دوسرے حصہ کے پڑھنے کے انتظار کو پیدا کرنے کا موجب بنتا
ہے۔

لتقرأه على الناس على مكث

لغت میں "مکث" اس آرام کو کہتے ہیں کہ جس میں انتظار بھی ہو۔ (مفردات راغب)

8_ قرآن وہ بلند حقائق ہے کہ جو بشر کی فہم اور ادراک کی حد تک نازل ہوئے ہیں۔
نزلناه تنزیل

"نزول" کے معنی میں "عالی درجہ سے اترنا" پوشیدہ ہے۔ (مفردات راغب) کیونکہ قرآن کا مادی و جسمانی نزول تو قابل
تصور نہیں ہے ممکن ہے یہاں نزول معنوی مراد ہو۔

آنحضرت (ص):

آنحضرت (ص) کا قرآن تلاوت کرنا 3; آنحضرت (ص) کی ذمہ داری کا محدود ہونا 1; آنحضرت (ص) کی رسالت 3

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کے اختیارات 1

انسان:

انسان کی استعداد کی اہمیت 5

تعلق:

قرآن سے تعلق کا موجب 7

دین:

دین کی وضاحت کی روش 5; دین کے تدریجی بیان کے آثار 4

قرآن:

قرآن کا سورتوں کی شکل میں ہونا 1; قرآن کا عالمگیر ہونا 6; قرآن کا نزول 8; قرآن غور سے سننے کا پیش خیمہ 7; قرآن کی

تدریجی تلاوت کے آثار 7; قرآن کی تلاوت میں ٹھہرنا 2; قرآن کی تنظیم 1; قرآن کی خصوصیات 8; قرآن کی وضاحت

6; قرآن تدریجی نازل ہونے کا فلسفہ 2; قرآن کے سمجھنے میں آسانی 6، 10; قرآنی تعلیمات 8

ہدایت:

ہدایت کے اسباب 4

290

قُلْ آمَنُوا بِهِ أَوْ لَا تُؤْمِنُوا إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَى عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا (١٠٧)

آپ کہہ دیجئے کہ تم ایمان لاؤ یا نہ لاؤ جن کو اس کے پہلے علم دے دیا گیا ہے ان پر تلاوت ہوتی ہے تو منہ کے بھل سجدہ
میں گر پڑتے ہیں (107)

1_ قرآن پر لوگوں کا ایمان لانا یا نہ لانا اس کے مفہیم و معارف کی حقانیت پر اثر نہیں ڈالتا۔

وبالحق أنزلناه ... قل ء امنوا به أولا تؤمنو

2_ ایمان اور کفر کی طرف میلان انسان کے اپنے ارادہ اور عزم پر متوقف ہے۔

ء امنوا به أولا تؤمنو

3_ دینی تعلیمات کے بیان اور ابلاغ کے بعد راہ ایمان یا کفر اختیار کرنا یہ خود لوگوں کی ذمہ داری ہے۔

- وقراء نأ فرقناه لتقرأه على الناس على مكث ... قل ء امنوا به أو لا تؤمنوا
قرآن کے تدریجی نزول کے فلسفہ اور لوگوں پر حق و باطل بیان کرنے کے بعد یہ جملہ "قل امنوا به أو لا تؤمنوا" مندرجہ بالا نکتہ پر دلالت کرتا ہے۔
- 4_ آسمانی معارف کے بارے میں علم و آگاہی رکھنے والے، حق قبول کرنے والی روح اور آیات قرآنی کے مد مقابل خضوع کے حامل ہوتے ہیں۔
إن الذین أوتوا العلم من قبلہ إذا یتلی علیہم یخرون
- 5_ نزول کے زمانہ میں لوگوں کے درمیان علماء کا موجود ہونا اور ان کا قرآنی آیات سننے کے بعد اس کی حقانیت پر یقین کرنا۔
إن الذین أوتوا العلم من قبلہ إذا یتلی علیہم یخرون
- 6_ نزول قرآن سے پہلے لوگوں کے درمیان بعض صحیح الہی معارف و علوم کا موجود ہونا۔
إن الذین أوتوا العلم من قبلہ
- 7_ ایمان کے پیدا ہونے اور اس کے موانع سے

291

- جہالت میں علم اور آگاہی کا موثر کردار۔
إن الذین أوتوا العلم من قبلہ یخرون للأذقان سجد
- 8_ دینی حقایق کے بارے میں علم بہت اہمیت کا حامل تھا اور ایسے علم کے علماء کا اللہ کی بارگاہ میں بلند مقام اور درجہ ہے۔
إن الذین أوتوا العلم من قبلہ یخرون للأذقان
- 9_ حقیقت کو پانے اور دینی تعلیمات قبول کرنے کے لئے علم بہت اہم وسیلہ ہے۔
إن الذین أوتوا العلم من قبلہ یخرون للأذقان
- 10_ علماء اور مفکرین کے وجود میں، آیات قرآن کا گہرا اثر۔
إن الذین أوتوا العلم من قبلہ ... یخرون للأذقان سجد
- 11_ علم و آگاہی کی بناء پر پیدا ہونے والا ایمان، بہت قیمتی اور قابل تعریف ہے۔
ء امنوا به أو لا تؤمنوا إن الذین أوتوا العلم ... یخرون للأذقان
- 12_ اہل کتاب کے بعض علماء کا قرآن کی معرفت پیدا کرنے کے بعد اپنے تمام تر وجود کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں سرتسلیم کرنا اور چاہت سے سجدہ میں گر پڑنا۔
إن الذین أوتوا العلم من قبلہ ... یخرون للأذقان سجد
- مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ نکتہ ہے کہ "أوتوا العلم من قبلہ" سے مراد اہل کتاب ہوں اور سجدہ کی "خر" سے تعبیر سقوط اور گرنے کے معنی میں ہو لہذا ہوسکتا ہے کہ یہ مندرجہ بالا حقیقت کی طرف اشارہ ہو رہا ہو۔
- 13_ قرآن کے مد مقابل علماء کا خضوع اور سجود، گواہ ہے کہ وہ دوسروں کے ایمان کا محتاج نہیں اور ان کی بے ایمانی اس پر اثر انداز نہیں ہوتی ہے۔
ء امنوا به أو لا تؤمنوا إن الذین أوتوا العلم من قبلہ إذا یتلی علیہم یخرون
- مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ احتمال ہے کہ "إن" جملہ "امنوا به أو" کے لئے "تعلیل" ہو چونکہ اہل علم و دانش جب قرآن پر ایمان لے آتے ہیں تو دوسروں کا اس پر ایمان لانا اور نہ لانا برابر ہے اور ان کے ایمان کی احتیاج نہیں ہے۔
- 14_ قرآنی معارف سے بہرہ مند ہونے کی مقدار میں، لوگوں کی علمی سطح کا اثر۔
إن الذین أوتوا العلم ... یخرون للأذقان
- 15_ "علی بن محمد ... قال : سئل ابو عبد اللہ (ع) عمن جہتہ علة لا یقدر علی السجود علیہا قال : یضع ذقنہ علی الارض ان اللہ عزوجل یقول: "ویخرون للأذقان سجداً" (1)
علی بن محمد ... کہتے ہیں کہ امام صادق (ع) سے اس شخص کے بارے میں کہ جو اپنی پیشانی کے حوالے سے مرض میں ہو "زخم" پھوڑا و غیرہ

.....

1_ کافی ج3، ص334، ح6_ نورالثقلین ج3، ص231، ح469_

292

ہو" ... کہ وہ سجدہ نہ کر سکتا ہو سوال کیا تو حضرت (ع) نے فرمایا : تھوڑی کو زمین پر رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : "وَعَرَّوْنَ الْأَذْقَانَ سَجْدًا"

ارادہ:

ارادہ کے آثار 2

اقدار: 8

اقرار:

قرآن کی حقانیت کا اقرار 5

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے لئے خضوع 12

انسان:

انسان کا اختیار 2، 3

ایمان :

ایمان کا اہم ہونا 11؛ ایمان کا پیش خیمہ 2، 3؛ ایمان سے مانع 7؛ ایمان کے اسباب 7؛ قرآن پر ایمان 13؛ قرآن پر ایمان کے آثار

1

بیمار:

بیمار کا سجدہ 15

جبر و اختیار 3:

جبر کا باطل ہونا 2

جہالت :

جہالت کے آثار 7

خاضع افراد 4:

دین:

دین کو قبول کرنے کا پیش خیمہ 9

روایت : 15

سجدہ:

سجدہ کے احکام 15

علم :

علم کی اہمیت 7، 9؛ علم کی تاریخ 6؛ علوم دینی کی اہمیت 8؛ علم کے آثار 7، 9، 11، 1؛ قرآن سے پہلے علوم 6

علماء:

صدر اسلام کے علماء کا اقرار 5؛ علماء کا اثر لینا 10

علماء اہل کتاب:

علماء اہل کتاب اور قرآن 12؛ علماء اہل کتاب کا خضوع 12؛ علماء اہل کتاب کا سجدہ 12

قرآن:

قرآن اور علماء 10؛ قرآن کا کردار 10؛ قرآن کو سمجھنے کا پیش خیمہ 14؛ قرآن کو غور سے سننے کے آثار 5؛ قرآن کی حقانیت 1؛ قرآن کی معرفت کے آثار 12؛ قرآن کے بے نیاز ہونے کی دلیلیں 13؛ قرآن کے مد مقابل خضوع 4، 13؛ قرآن کے مد مقابل سجدہ 13

کفر :

قرآن سے کفر 13؛ قرآن سے کفر کے آثار 1؛ کفر کا پیش خیمہ 2، 3

ہدایت :

ہدایت کا پیش خیمہ 9

293

وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولاً (١٠٨)

اور کہتے ہیں کہ ہمارا ادب پاک و پاکیزہ ہے اور اس کا وعدہ یقیناً پورا ہونے والا ہے (108)

- 1_ آسمانی معارف سے آگاہ لوگوں کی نظر میں پروردگار، ہر قسم کے نقص و عیب سے منزہ ہے۔
إِنَّ الَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ ... يَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّهِ
- 2_ اللہ تعالیٰ میں کمی اور نقص پائے جانے اور شرک کا عقیدہ جہالت اور نادانی کی بناء پر ہے۔
إِنَّ الَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ ... يَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّهِ
- 3_ اس کی ہر حق آیات کا مشاہدہ کرتے ہوئے اس کے مد مقابل خضوع اور سجود کے ساتھ ساتھ پروردگار کی تسبیح مطلوب ہے۔
إِذَا يَتْلَى عَلَيْهِمْ يَخْرُونَ لِلَا ذِقَانِ سَجْدًا ... وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّهِ
- 4_ علماء اہل کتاب گذشتہ آسمانی کتب میں قرآن جیسی آسمانی کتاب کے نازل ہونے کے الہی وعدہ سے آگاہ تھے۔
الَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا يَتْلَى عَلَيْهِمْ يَخْرُونَ ... يَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولٍ
- 5_ قرآن کے نزول کے ضمن میں الہی بشارت کے محقق ہونے کو مشاہدہ کرتے ہوئے علماء اہل کتاب کا الہی وعدوں کے تبدیل نہ ہوسکنے کے بارے میں یقین۔
أَوْتُوا الْعِلْمَ ... يَقُولُونَ ... إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولٍ
- 6_ علماء کی نظر میں قرآنی آیات، انسانوں کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی بے نقص اور کامل ربوبیت کا آئینہ ہیں۔
إِنَّ الَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ ... إِذَا يَتْلَى عَلَيْهِمْ ... يَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولٍ

294

- 7_ اللہ تعالیٰ کی انسانوں کے حوالے سے کامل ربوبیت، اس کے وعدوں میں تبدیلی نہ آنے کا موجب ہے۔
سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولٍ
 - 8_ معاد اور انسان کی پھر سے نئی زندگی، علماء کی نظر میں ایک یقینی اور ناقابل تغیر الہی وعدہ ہے۔
يَقُولُونَ ... إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولٍ
- احتمال ہے کہ اس سورہ کی 97، 98 آیات کے قریب سے "وعدہ" سے مراد، انسان کی دوبارہ زندہ اور معاد ہو۔

آسمانی کتب:

آسمانی کتب کے وعدے 4

اسماء و صفات:

صفات جلال 1

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ اور نقص 1، 2؛ اللہ تعالیٰ کا منزہ ہونا 1؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات 6؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار 7؛ اللہ

تعالیٰ کے لئے خضوع 3؛ اللہ تعالیٰ کے وعدے 4؛ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا یقینی ہونا 5، 7، 8

اللہ تعالیٰ کی آیات:

اللہ تعالیٰ کی آیات کو دیکھنے کے آثار 3

تسبیح :

- اللہ تعالیٰ کی تسبیح کے آداب 3
 جہالت:
 جہالت کے آثار 2
 سجدہ:
 اللہ کے سامنے سجدہ 3
 شرک:
 شرک کا سرچشمہ 2
 علمائ:
 علماء کا عقیدہ 8،6
 علماء اہل کتاب:
 علماء اہل کتاب کا آگاہ ہونا 4؛ علماء اہل کتاب کا اقرار 5
 علماء دین :
 علماء دین کا عقیدہ 1
 قرآن:
 کتب آسمانی میں قرآن 4؛ قرآن کی آیات 6 ; قرآن کے نازل ہونے کا وعدہ 4؛ قرآن کے نازل ہونے کے آثار 5
 معاد :
 معاد کا حتمی ہونا 8

تفسیر راہنما جلد 10

295

وَيَخْرُونَ لِلَّذِينَ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعاً (۱۰۹)

اور وہ منہ کے بھل گر پڑتے ہیں روتے ہیں اور وہ قرآن ان کے خشوع میں اضافہ کر دیتا ہے (109)

- 1_ حق قبول کرنے والے علماء، ہمیشہ قرآن کے مد مقابل خاضع اور خاشع ہیں۔
 إن الذين أوتوا العلم من قبله إذا يتلى عليهم... يخرون للآذقان يبيكون
- 2_ قرآن اس قدر عظیم معارف پر مشتمل ہے کہ تمام علماء مفرکین کے خضوع اور خشوع کو ابھارتا ہے۔
 إن الذين أوتوا العلم من قبله إذا يتلى عليهم... يخرون للآذقان يبيكون
- 3_ آسمانی معارف سے آگاہ لوگوں اور علماء کا قرآن کے مدمقابل آنکھوں میں آنسوؤں کے ساتھ خضوع۔
 إن الذين أوتوا العلم من قبله إذا يتلى عليهم... يخرون للآذقان يبيكون ويزيدهم خشوع
- 4_ آیات قرآن کو سنتے وقت گریہ کرنا، ایک با عظمت امر ہے۔
 إذا يتلى عليهم... ويخرون للآذقان يبيكون
- 5_ معارف آسمانی سے آشنا علماء کی روح ورواں پر قرآن کا اثر اس حد تک ہے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔
 إذا يتلى عليهم... يبيكون
- 6_ قرآنی آیات کی تلاوت، علماء میں خشوع کو بڑھاتی ہے۔

ان الذین أوتوا العلم من قبله إذا يتلى عليهم ... ویزیدہم خشوع
7_ معارف الہی سے آگاہ انسان ہمیشہ معنوی کمال اور روحی بلندی کی راہ پر گامزن ہے۔
ان الذین أوتوا العلم ... ویزیدہم خشوع

اقدار: 4

رونا:

رونے کی اہمیت 4; قرآن کو غور سے سنتے وقت

296

رونا 4، 5

علماء:

علماء اور قرآن 1، 2، 3; علماء کا خشوع 1، 2، 3; علماء کا خضوع 1، 2; علماء کا رونا 3، 5; علماء کے آنسو 3; علماء کے خشوع کے اسباب 6
علماء دین:
علماء دین کا کمال 7
قرآن:

قرآن کی تلاوت کے آثار 6; قرآن کے آثار 2; قرآن کے روحی آثار 5; قرآن کے سامنے خشوع 1; قرآن کے سامنے خضوع 1، 2

{س} قُلْ ادْعُوا اللَّهَ أَوْ ادْعُوا الرَّحْمَنَ أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى وَلَا تَجْهَرُوا بِصَلَاتِكُمْ وَلَا تَخَافُتُمْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا
(۱۱۰)

آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کہہ کر پکار دیا رحمن کہہ کر پکارو جس طرح بھی پکارو گے اس کے تمام نام بہترین ہیں اور اپنی نمازوں کو نہ چلا کر پڑھو اور نہ بہت آہستہ آہستہ بلکہ دونوں کادر میانی راستہ نکالو (110)

1_ اللہ تعالیٰ کے بہت سے ناموں اور صفات میں سے کسی ایک سے اسے پکارنے کا جائز ہونا۔

ادعو اللہ او ادعو الرحمن

2_ مشرکین کی طرف سے حضرت باری تعالیٰ کے اسماء و صفات میں بیان شدہ شبہات کو دور کرنے کے لئے آنحضرت (ص) پر الہی پیغام پہنچانے کی ذمہ داری۔

قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن

3_ اللہ تعالیٰ کے صفات اور اسماء کا متعدد ہونا مسمیٰ مینکثرت اور اس کی ذات میں شرک کا موجب نہیں بنتا۔

ادعو اللہ او ادعوا الرحمن ا یأما تدعوا فله الأسماء الحسنی

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ احتمال ہے کہ آیت مشرکین کے جواب میں ہے کہ جو اللہ کو اللہ اور رحمان کہنے سے مسمیٰ اور ذات میں کثرت مراد لیتے تھے۔

297

4_ اللہ تعالیٰ کو متعدد ناموں اور صفات سے پکارنے میں اصلی مقصد، اس کے یکتا ہونے میں توجہ ہے۔

ا یأما تدعوا فله الأسماء الحسنی

5_ فقط ذات پروردگار، اسماء حسنی (بہترین نام) اور بلندترین صفات کی حامل ہے۔

ا یأما تدعوا فله الأسماء الحسنی

6_ اللہ تعالیٰ کو ایسے اسماء اور صفات سے پکارنا جائز نہیں ہے کہ جن میں نقص، کمی اور محدودیت کا شائبہ ہو۔

ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن ا یأما تدعوا فله الأسماء الحسنی

7_ "اللہ" اور "الرحمن" اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی، بہترین ناموں اور بلندترین صفات میں سے ہیں۔

أَدْعُوا اللَّهَ أَوَادْعُوا الرَّحْمَنَ أَيْمَاءُ تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى

8_ تمام نمازوں کو بلند یا آہستہ آواز سے پڑھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک منع ہے۔

ولاتجہر بصلاتک ولا تخافت بہ

یہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "صلاة" سے مراد تمام نمازیں ہوں نہ صرف کہ ایک نماز۔

9_ بلند آواز یا بہت آہستہ آواز میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا اور مناجات کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ممنوع ہے۔

ولاتجہر بصلاتک ولا تخافت بہ

یہ کہ "صلاة" سے مراد مطلق دعا ہو تو مندرجہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔

10_ نماز کو بہت بلند یا بہت آہستہ آواز سے پڑھنا جائز نہیں۔

ولاتجہر بصلاتک ولا تخافت بہ

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "صلاة" سے مراد ہر وہ نماز ہو کہ جسے نماز گزار ادا کرتے ہیں۔

11_ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا اور مناجات کے وقت معتدل آواز کو اختیار کرنا لازمی ہے۔

ولاتجہر بصلاتک ولا تخافت بہ

12_ پیغمبر (ص) پر نماز کی قرات میں میانہ روی کی رعایت اور بہت بلند آواز یا بہت آہستہ آواز سے پریز کی ذمہ

داری۔

ولاتجہر بصلاتک ولا تخافت بہ

13_ پیغمبر (ص) پر بعض نمازوں میں جہر اور بعض نمازوں میں اخفات کی ذمہ داری ہے۔

ولاتجہر بصلاتک ولا تخافت بہا وابتغ بین ذلک سبیل

یہ کہ آیت سے مراد یہ ہو کہ تمام نمازوں کو جہر یا تمام کو اخفات سے نہ پڑھو اور "وابتغ" سے مراد یہ ہو بعض کو جہر

کے ساتھ اور بعض کو اخفات سے پڑھو تو مندرجہ بالا نکتہ واضح ہوگا۔

14_ عبادات اور مناجات کے انجام میں میانہ روی کی رعایت اور افراط اور تقریط سے پریز کا ضروری

298

ہونا۔

ولاتجہر ... ولا تخافت بہا وابتغ بین ذلک سبیل

احتمال ہے کہ یہاں نماز یا دعا کو عبادات کے مظہر اور مصداق اصلی کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ بذات خود ان دونوں میں

بلند آواز سے پڑھنے یا آہستہ آواز سے پڑھنے کی خصوصیت مراد نہ ہو لہذا اس آیت سے تمام عبادات کے انجام میں میانہ

روی کی رعایت معلوم ہوتی ہے۔

15_ ((عن أبی عبد اللہ (ع) قال : ... الرحمن، الرحیم، الملک ... الباعث ... الوارث فہذہ الأسماء ومکان من الأسماء الحسنی حتی

تتم ثلاث مائۃ وستین اسماء ... وذلك قوله تعالى : قل ادعوا الله أودعوا الرحمن أیاماً تدعوا فله الأسماء الحسنی _ (1)

امام صادق _ سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا : رحمن، رحیم، ملک ... باعث، وارث ... یہ اسماء اور ان کے

علاوہ دیگر اسماء جو کہ 360 ہیں یہ سب کے سب الـ

قل ادعوا الله أودعوا الرحمن أیاماً تدعوا فله الأسماء الحسنی _

16_ عن أبی عبد اللہ (ع) قال : ... والله غیر اسمائہ ... ألا تری إلی قوله : ... "قل ادعوا الله أودعوا الرحمن أیاماً تدعوا فله الأسماء

الحسنی " فالأسماء مضافة إلیہ ... (2)

امام صادق _ سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا : اللہ تعالیٰ کی ذات اس کے اسماء کے علاوہ ہے کیا آپ نے اللہ

تعالیٰ کا کلام نہیں دیکھا کہ وہ فرماتا ہے : قل ادعوا الله أودعوا الرحمن أیاماً تدعوا فله الأسماء الحسنی _ پس اللہ کے ناموں

کی اس کی طرف نسبت دی گئی ہے۔

17_ عن سماعة قال : سألته عن قول الله عز وجل : "ولا تجهر بصلاتک ولا تخافت بہا" قال : المخافتہ ما دون سمعک والجهر أن

ترفع صوتک شدیداً، (3)

سماعتہ کہتے ہیں ہے کہ امام علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "ولاتجہر بصلاتک ولا تخافت بہا" کے بارے میں سوال

کیا تو حضرت (ع) نے فرمایا : آہستہ پڑھنا یہ ہے کہ تم خود بھی نہ سنو اور بلند پڑھنا یہ ہے کہ تمہاری آواز بہت بلند ہو۔

18_ عن أبی جعفر الباقر (ع) فی قوله : "ولاتجہر بصلاتک ولا تخافت بہا" قال : "الاجہار أن ترفع صوتک تسمعہ

- (1) کافی ج 1، ص 112، ح 21، نور الثقلین ج 3، ص 232، ح 471۔
 (2) توحید صدوق ص 58، ح 16، ب 2، نور الثقلین ج 3، ص 233، ح 474۔
 (3) کافی ج 3، ص 316، ح 21، نور الثقلین ج 3، ص 233، ح 476۔

299

من بعد عنك و الاخفات أن لاتسمع من معك إلا يسيراً (1)۔
 امام باقر _ سے روایت ہوئی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام: "ولاتجهر بصلاتك ولا تخافت بها" کے بارے میں فرمایا :
 "اجہار" یہ ہے کہ آپ کی آواز اس قدر بلند ہو کہ وہ شخص جو تم سے دور ہے وہ سن لے اور "اخفات" یہ ہے کہ آپ کی آواز اس قدر آہستہ ہو جو تمہارے قریب شخص ہے وہ محض ایک خفیف سی آواز کے اور کچھ نہ سنے۔
 19_ عن أبي عبد الله (ع) في قوله الله تعالى: "ولاتجهر بصلاتك ولا تخافت بها" فقال: ...وما بين ذلك قدر ما يسمع أذنك (2)۔
 امام صادق _ سے روایت ہوئی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام: "ولاتجهر بصلاتك ولا تخافت بها" کے بارے میں فرمایا :
 "بين ذلك" سے مراد آواز کی وہ مقدار ہے کہ تمہارے اپنے کان سن لیں۔
 20_ إن رسول الله (ص) قال: "ولاتجهر بصلاتك ولا تخافت بها" إنما نزلت في الدعاء ... (3)۔
 پیغمبر اکرم (ص) سے نقل ہوا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "ولاتجهر بصلاتك ولا تخافت بها" یہ آیت فقط دعا کے مورد میں نازل ہوئی ہے۔
 21_ عبدالله بن سنان قال: قلت لأبي عبد الله (ع): علي الإمام أن يسمع من خلفه وإن كثروا؟ فقال: ليقرأ قراءة وسطاً يقول الله تبارك وتعالى: "ولاتجهر بصلاتك ولا تخافت بها" (4)۔
 عبدالله بن سنان کہتے ہیں کہ امام صادق (ع) کی خدمت میں عرض کی: کیا امام جماعت پر لازم ہے کہ وہ اپنی آواز تمام مقتدیوں کے کانوں تک پہنچائے اگرچہ وہ زیادہ ہی کیوں نہ ہوں؟ تو حضرت (ع) نے فرمایا: ضروری ہے کہ قرائت معتدل انداز میں ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ولاتجهر بصلاتك ولا تخافت بها"۔
 22_ عن أبي جعفر و أبي عبد الله (ع) في قوله تعالى: "ولاتجهر بصلاتك ولا تخافت بها" ... قال: كان رسول الله (ص) إذا كان بمكة جهر بصوته فيعلم بمكانه المشركون فكانوا يؤذونه، فأنزلت هذه الآية عند ذلك (5)۔
 امام باقر _ اور امام صادق _ سے اللہ تعالیٰ کے کلام: "ولاتجهر بصلاتك ولا تخافت بها" کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ انہوں

- (1) تفسیر قمی ج 2، ص 30، نور الثقلین ج 3، ص 234، ح 479۔
 (2) تفسیر عیاشی ج 2، ص 319، ح 177، نور الثقلین ج 3، ص 234، ح 482۔
 (3) الدر المنثور ج 5، ص 351۔
 (4) کافی ج 3، ص 317، ح 27، نور الثقلین ج 3، ص 233، ح 477۔
 (5) تفسیر عیاشی ج 2، ص 318، ح 175، نور الثقلین ج 3، ص 234، ح 481۔

300

نے فرمایا: کہ جب رسول اللہ (ص) مکہ میں تھے تو اپنی نماز کو بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے تو مشرکین آپ (ص) کی جگہ سے باخبر ہو جاتے اور آپ (ص) کو اذیت دیتے تو یہ آیت اس حوالے سے نازل ہوئی۔
 23_ عن أبي عبد الله (ع) في قوله: "ولاتجهر بصلاتك ولا تخافت بها" قال: نسختها "فاصدع بماتؤمر" _ السورة حجر الأمانة
 94_ (1)۔
 امام صادق _ سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "ولاتجهر بصلاتك ولا تخافت بها" کے بارے میں فرمایا: کہ یہ آیت سور حجر کی آیت 94 کے ذریعے نسخ ہو چکی ہے۔

آنحضرت (ص):

آنحضرت (ص) کی رسالت 2؛ آنحضرت (ص) کی شرعی ذمہ داری 12، 13؛ آنحضرت (ص) کی نماز 12، 13، 22

آیات قرآن:

آیات منسوخ 23; آیات ناسخ 23

احکام: 8 ، 9 ، 10

اسماء وصفات :

اسماء حسنی 5، 7، 15، 16; اللہ 7; رحمان 7; شبہات کا جواب 2; متعدد 2

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی ذات 16; اللہ تعالیٰ کی طرف سے ممنوعات 8، 9; اللہ تعالیٰ کے مختصات 5;

توحید:

توحید ذاتی 3; توحید صفاتی 3

دعا:

دعا کی آواز میں اعتدال 9; دعا کے آداب 1، 4، 6، 11، 14، 20; دعا کے احکام 9; دعا میں بلند آواز 9; دعا میں اسماء و

صفات 1، 4; دعا میں اعتدال 14; دعا میں آہستہ آواز سے پڑھنا 9

ذکر:

دعا میں اللہ کا ذکر 4

روایت : 15 ، 16 ، 17 ، 18 ، 19 ، 20 ، 21 ، 22 ، 23

صفات :

بہترین صفات 5

عبادت:

عبادت کے آداب 14; عبادت میں اعتدال 14

مشرکین :

مشرکین کے اعتراضات کا جواب 2

نام :

بہترین نام 5

نماز :

نماز کی آواز میں اعتدال 10، 12; نماز جماعت کے احکام 21; نماز کے احکام 8، 10; نماز میں آہستہ بولنا 10; نماز میں

اخفات 8، 13، 17، 18; نماز میں بلند آواز 10، 13، 17، 18، 19; نماز میں جہر 8، 13، 17، 18، 19

.....

(1) تفسیر عیاشی ج 2، ص 319، ح 176_ نور الثقلین ج 3، ص 234، ح 484_

301

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِّنَ الدُّنْيَا وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا (۱۱۱)

اور کہو کہ ساری حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے نہ کسی کو فرزند بنایا ہے اور نہ کوئی اس کے ملک میں شریک ہے اور

نہ کوئی اس کی کمزوری کی بنیاد اس کا سرپرست ہے اور پھر باقاعدہ اس کی بزرگی کا اعلان کرتے رہو (111)

1_ آنحضرت (ص) پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور تمام تر حمد کو اس کی ذات میں منحصر کرنے کی ذمہ داری۔

وقل الحمد لله

"الحمد" میں الف لام استغراق کے لئے ہے اور "لله" میں لام خاص کرنے کے لئے ہے۔

2_ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کو حمد کرنے کی روش کی تعلیم۔

وقل الحمد لله الذي لم يتخذ ولد

3_ کائنات کے معبود میں تمام خوبیاں اور کمالات موجود ہیں اور ہر نقص اور احتیاج سے بے نیاز ہے۔

وقل الحمد لله

تمام تر حمد اللہ کے ساتھ خاص ہونے کا نتیجہ یہ ہے کہ تمام قابل حمد خوبیاں اس کی ذات میں جمع ہیں اور وہ ہر نقص و احتیاج سے منزہ ہے۔
4_ ہر موجود کی تمام تعریفیں اللہ واحد لا شریک کی حمد و ستائش کی طرف پلٹی ہیں۔

وقل الحمد لله

تمام تر حمد کا اللہ تعالیٰ واحد کی ذات سے مخصوص ہونا اور ادھر کائنات میں وجود کے مظاہر میں قابل تعریف خوبیوں کا ہونا اس معنی کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ چونکہ مخلوق نے اپنا تمام وجود خالق سے لیا ہے تو اسکی خوبیاں اس ذات کی طرف سے ہیں درحقیقت فقط اللہ ہی قابل حمد و ستائش ہے اور بس۔
5_ اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں ہے اور وہ ہر قسم کے

302

شریک اور مددگار سے منزہ اور بے نیاز ہے۔

لم يتخذ ولداً ولم يكن له شريك ... ولم يكن له ولي

6_ تمام تعریفوں کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہونا اس کا اولاد، شریک اور مددگار سے بے نیازی کے نتیجے میں ہے۔

الحمد لله الذي لم يتخذ ... ولم يكن له ولي

اگر اللہ تعالیٰ کو اولاد، شریک اور مددگار کی احتیاج ہوتی تو یہ سب اس میں نقص اور کمی پر دلیل ہوتیں تو اس صورت میں تمام تعریفیں اس کی ذات میں منحصر نہ ہوتیں تو تمام تعریفوں کا اللہ کی ذات میں انحصار اس صورت میں ہے کہ ہم اسے مطلق بے نیاز جانیں۔

7_ اللہ تعالیٰ کی اولاد، شریک اور مددگار کا عقیدہ، ایک شرک آلودہ اور اس کی ذات میں نقص ڈالنے والا عقیدہ ہے۔

لم يتخذ ولداً ... ولم يكن له ولي

8_ اللہ تعالیٰ کا کائنات کا تنہا حاکم اور اپنی حکومت میں ہر قسم کے شریک سے منزہ ہونا۔

ولم يكن له شريك في الملك

9_ کسی سرپرست یا مددگار کا محتاج ہونا ذلت ناقص اور محدود ہونے کی وجہ سے ہے۔

ولم يكن له ولي من الدن

"ولایت" یا دوستی کے معنی میں ہے یا سرپرست کے معنی میں ہے دونوں صورتوں میں اگر ذلت مطرح ہو تو یہ کسی میں نقص اور کمی کو بیان کرتا ہے کہ جسے حمایت و دوستی کی ضرورت ہے۔

10_ اللہ تعالیٰ کے پاس عزت اور مطلق کبریائی ہے۔

ولم يكن له ولي من الدن وكبره تكبير

11_ اللہ تعالیٰ کے مقام کی بڑائی کا بیان کرنا اور اسے تمام تر نقائص سے منزہ سمجھنا ضروری ہے۔

وكبره تكبير

12_ اللہ تعالیٰ کے مقام کی بلندوبالا عظمت بے مثل اور اس کے غیر کے ساتھ ناقابل مقائسہ ہے۔

وكبره تكبير

13_ اللہ تعالیٰ کا مقام اس سے بلند ہے کہ وہ فرزند، شریک اور مددگار رکھے۔

لم يتخذ ولداً ... وكبره تكبير

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کی شرعی ذمہ داری 1

اسماء و صفات:

صفات جلال 5، 8

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ اور شریک 5، 6، 8، 13; اللہ تعالیٰ اور فرزند 5، 6، 13; اللہ تعالیٰ اور مددگار 5، 6، 13; اللہ تعالیٰ کا بے مثل ہونا

12; اللہ تعالیٰ کی بڑائی 12; اللہ تعالیٰ کا منزہ ہونا 5، 8، 13; اللہ تعالیٰ کی بڑائی کی اہمیت 11; اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کے

آثار 6; اللہ تعالیٰ کی تعلیمات 2; اللہ تعالیٰ کی

303

عزت 10; اللہ تعالیٰ کی عظمت 12; اللہ تعالیٰ کی کبریائی 10; اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص 621، 8، 12; اللہ تعالیٰ کے منزہ ہونے کی اہمیت 11

حمد:

اللہ تعالیٰ کی حمد 1، 4، 6; حمد کی تعلیم روش 2

سچا معبود:

سچا معبود اور محتاج 3; سچا معبود اور نقص 2; سچا معبود کا منزہ ہونا 3; سچا معبود کے کمالات 3; شرک:

شرک کا رد 8; شرک کے موارد 7

عقیدہ:

اللہ تعالیٰ کے لئے شریک کا عقیدہ 7; اللہ تعالیٰ

کے لئے اولاد کا عقیدہ 7; اللہ تعالیٰ کے لئے مددگار کا عقیدہ 7

کائنات پر حاکم 8

محتاجیاں:

ولایت کی طرف محتاج ہونے کے آثار 9

معبودیت:

معبودیت کا معیار 3

موجودات:

موجودات کی حمد 4

ولایت و سرپرستی :

ولایت کی طرف محتاج ہونے کی ذلت

سورہ اسراء کا اختتام ہوا

تفسیر راہنما جلد 10

سورہ کہف

305

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا (۱)

بنام خدائے رحمان و رحیم

ساری حمد اس خدا کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی ہے اور اس میں کسی طرح کی کجی نہیں رکھی ہے

(1)

1_ فقط اللہ تعالیٰ کی ذات، حمد کے لائق ہے۔
الحمد لله

"الحمد" میں "الف لام" استغراق کے لئے اور الحمد لله یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔

2_ اللہ تعالیٰ تمام کمالات اور خوبصورتی کا سرچشمہ ہے۔
الحمد لله

3_ اللہ تعالیٰ پیغمبر (ص) پر قرآن نازل کرنے والا ہے۔
أنزل على عبده الكتاب

4_ اللہ تعالیٰ، پیغمبر (ص) پر قرآن نازل کرنے کی وجہ سے تمام تعریفوں کے لائق ہے۔
الحمد لله الذي أنزل ... الكتاب

اللہ تعالیٰ کی "الذی انزل" کے ساتھ توصیف

اس کے ساتھ تمام تعریفوں کے خاص ہونے کی علت و دلیل بیان کر رہی ہے۔

5_ قرآن، عظیم کتاب ہونے کے ساتھ ساتھ زیبائی اور کمال کے عروج پر واقع ہے۔

306

الحمد لله الذي أنزل على عبده الكتاب

"الكتاب" میں "الف لام" صفات کے استغراق کے لئے ہے۔ یعنی وہ تمام اوصاف کہ جنہیں کامل حد تک ایک کتاب کو رکھنا چاہئے وہ اس کتاب میں موجود ہے اور یہ چیز قرآن کی عظمت سے حکایت کر رہی ہے اور چونکہ زیبائی اور کمال کی بناء پر حمد ہوتی ہیں اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کے نازل کرنے کی بناء ہو اپنے آپ کو تمام تر حمد و ستائش کے لائق قرار دیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قرآن بھی کمال اور زیبائی کی آخری سرحدوں پر واقع ہے۔

6_ پیغمبر اکرم (ص) اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور اس کی عبودیت پر فخر کرتے ہیں۔
أنزل على عبده الكتاب

7_ پیغمبر (ص) کے مقام رسالت پر فائز ہونے اور ان پر قرآن کے نازل ہونے میں ان کی عبادت اور عبودیت کا کردار۔
أنزل على عبده الكتاب

آنحضرت پر قرآن نازل کر کے اللہ نے پیغمبر کو اپنا بندہ کہہ کر یاد کیا ہے یہ توصیف کرنا ہوسکتا ہے اس مطلب کو واضع کو رہا ہو کہ پیغمبر (ص) کا بندہ خدا ہونا اور اس کی بندگی و عبادت کرنا ان کے مقام رسالت پر فائز ہونے اور وحی پانے کا اہم سبب ہے۔

8_ اللہ تعالیٰ کی بندگی، انسان کے لئے شریف ترین اور عزیز ترین مرتبہ ہے۔
أنزل على عبده الكتاب

پیغمبر (ص) کی شناخت کروانے کے سلسلہ میں عنوان "عبد" سے استفادہ کرنا انسانی فضیلت و کمالات کے زمرہ میں اس مرتبہ کے عظیم مقام و منزلت کو بیان کر رہا ہے۔

9_ قرآن، ہر قسم کی کجی اور انحراف سے منزہ ہے۔
أنزل على عبده الكتاب ولم يجعل له عوج

عوج کا معنی کجی اور انحراف ہے۔

10_ قرآن کی عظمت و کمال اور اس میں معمولی سی کجی اور انحراف کا نہ ہونا، اس کو نازل کرنے والے کے سامنے حمد و ستائش کا تقاضا کرتا ہے۔

الحمد لله الذي ... لم يجعل له عوج

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کی عبادت کے آثار 7؛ آنحضرت (ص) کی عبودیت 6؛ آنحضرت (ص) کی عبودیت کے آثار 7؛ آنحضرت

(ص) کی نبوت کا باعث 7؛ آنحضرت (ص) کے مقامات 6، 7

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کا کردار 2؛ اللہ تعالیٰ کے افعال 3؛ اللہ تعالیٰ کے مختصات 1

اللہ تعالیٰ کے بندے: 6

انسان:

انسان کے مقامات 8

حمد :

اللہ کی حمد کا پیش خیمہ 4، 10؛ اللہ کی حمد 1

زیبائی:

زیبائی کا سرچشمہ 2

عبودیت :

عبودیت کا مقام 8

قرآن:

قرآن اور انحراف: 9؛ قرآن کا کمال: 5؛ قرآن کا منزہ ہونا: 9؛ قرآن کا نزول: 4؛ قرآن کی خصوصیات 5، 9؛ قرآن کی زیبائی: 5؛

قرآن کی عظمت: 5؛ قرآن کی عظمت کے آثار 10؛ قرآن کے کمال کے آثار 10؛ قرآن کے نزول کا پیش خیمہ 7؛ قرآن کے

نزول کا سرچشمہ 3

کمال :

کمال کا سرچشمہ 2

307

قِيَمًا لِّيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا (٢)

اسے بالکل ٹھیک رکھا ہے تا کہ اس کی طرف سے آنے والے سخت عذاب سے ڈرائے اور جو مومنین نیک اعمال کرتے ہیں انہیں بشارت دیدے کہ ان کے لئے بہترین اجر ہے (2)۔

1_ قرآن اور اس کی تعلیمات انسانی معاشرہ کو مستحکم کرنے اور اس کی قیادت کرنے کے لئے ہے۔

أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا قِيَمٍ

"قیم" مقیم کے معنی ہیں۔ یعنی مستحکم کرنے والا اور "قِيمُ الْقَوْمِ" سے مراد قوم کے امر کو چلانے والا ہے۔ (لسان العرب سے اقتباس) یہاں یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ "قِيَمًا" یا فعل مقدر "جعل" کے لئے مفعول ہے۔ یعنی جعلہ قِيَمًا یا "الكتاب" کے لئے حال ہے۔

2_ قرآن ایسی کتاب ہے کہ جو ہر قسم کے عدم اعتدال اور حق سے انحراف سے پاک و منزہ ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ ... قِيَمٍ

"قیم" جیسا کہ لسان العرب میں آیا ہے ممکن ہے "مستقیم" کے معنی میں بھی انحراف سے محفوظ کے معنی میں ہو۔

3_ کفر اختیار کرنے والے اور گناہ گار لوگ عذاب الہی میں سخت مبتلا ہونگے۔

لِيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا مِّنْ لَّدُنْهُ

"با س" سے مراد سختی ہے اور اس کے بعد "بیشر المؤمنین" کے قرینہ سے معلوم ہوا کہ یہاں وہ عذاب مراد ہے کہ جس

سے کفار اور گناہ گاروں کو خبردار کیا گیا ہے۔

4_ لوگوں کو شدید الہی عذاب سے ڈرانا قرآن کے پیغاموں میں سے ہے۔

لِيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا مِّنْ لَّدُنْهُ

308

"ينذر" اور "بیشر" میں ضمیر کا مرجع ممکن ہے "الكتاب" یا "عبدہ" ہو تو مندرجہ بالا نکتہ پہلے احتمال کی بناء پر ہوگا۔

5_ اچھے کردار کے مومنین کو قرآن کی طرف ان کے لائق اور عظیم جزاء کی بشارت۔

وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا

"أجرًا" کو عظمت بیان کرنے کے لئے بطور نکرہ لایا گیا ہے۔

- 6_ انذار اور تبشیر، پیغمبر (ص) کی شان اور ذمہ داری ہے۔
 ا نزل علی عبدہ ... لینذر ... و یبشر المؤمنین
 مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "ینذر" اور "یبشر" میں ضمیر عبدہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔
 7_ انسان کی تربیت اور ہدایت میں خوف اور امید دلانے کا ساتھ ساتھ ہونا بہت ضروری امر ہے۔
 لینذر با ساً شدیداً ... و یبشر
 8_ انسان، خوبیوں پر قائم رہنے اور انحراف سے بچنے کے لئے انذار اور تبشیر کے محتاج ہیں۔
 لم یجعل لہ عوجاً قیماً لینذر با ساً شدیداً ... و یبشر
 اللہ تعالیٰ نے قرآن کا دو خوبیوں "انذار او تبشیر" کے ساتھ انسانی معاشرے کے لئے بعنوان مستحکم کرنے والا تعارف کروایا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ استحکام ان دو اسباب کے ضمن میں پیدا ہوتا ہے۔
 9_ ہدایت پانے کے لئے پائنداری اور انحراف و کجی سے پرہیز لازمی شرط ہے۔
 لم یجعل لہ عوجاً قیماً لینذر و یبشر
 10_ اعمال صالح کے حامل مؤمنین، بہترین جزاء پائیں گے۔
 و یبشر المؤمنین الذین یعملون الصالحات انّ لہم اجرّاً حسن
 11_ ایمان کا ثمرہ لینے کے لئے بہترین عمل کا حامل ہونا شرط ہے۔
 المؤمنین الذین یعملون الصالحات انّ لہم اجرّاً حسن
 12_ سچے مؤمنین، ہمیشہ اعمال صالح میں مشغول رہتے ہیں۔
 المؤمنین الذین یعملون الصالحات
 "یعملون" فعل مضارع اور "الصالحات" کاجمع "انا" ہوسکتا ہے کہ مندرجہ بالا مطلب کی طرف اشارہ کر رہے ہوں۔ یہاں یہ ذکر کرنا لازمی ہے کہ مندرجہ بالا مطلب میں "المؤمنین" کے لئے "الذین" صفت توضیحی کے طور پر لی گئی ہے۔

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کی بشارتیں 6; آنحضرت (ص) کے ڈراوے 6; آنحضرت (ص) کی رسالت 6

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے عذاب 4

309

b< انسان:

انسان کی معنوی ضروریات 8

ایمان:

ایمان کے اثر کرنے کی شرائط 1

تربیت:

بشارت کی اہمیت 8; جزا کی بشارت 5

تربیت:

تربیت کا طریقہ 7; تربیت میں امید دلانا 7; تربیت میں ڈراوا 7

جزاء:

اچھی جزاء 10; جزاء کی شرائط 11

اقدار:

اقدار کے بقاء کا باعث 8

ڈراوا:

ڈراوا کی اہمیت 8; عذاب سے ڈراوا 4

عذاب:

اہل عذاب 3؛ شدید عذاب 3، 4؛ عذاب کے مراتب 3، 4
عمل صالح:

عمل صالح کے آثار 11

قرآن:

قرآن اور انحراف 2؛ قرآن کا کردار 1؛ قرآن کا منزہ ہونا 2؛ قرآن کا ہدایت دینا 1؛ قرآن کی بشارتیں 5؛ قرآن کی خصوصیات 1، 2؛ قرآن کے ڈراوے 4؛ قرآن میں اعتدال 2
کفار:

کفار کا عذاب 3

گمراہی:

گمراہی سے پرہیز 9؛ گمراہی سے پرہیز کا پیش خیمہ 8
گناہ گار افراد:

گناہ کاروں کا عذاب 3

معاشرہ:

معاشرہ کے استحکام کے اسباب 1

مؤمنین:

صالح مؤمنین کا دائمی عمل 12؛ صالح مؤمنین کو بشارت 5؛ صالح مؤمنین کی جزاء 5؛ مؤمنین کی خصوصیات 12
ہدایت:

ہدایت کی روش 7؛ ہدایت کے لئے شرائط 9

310

مَاكِثِينَ فِيهِ أَبَدًا (۳)

وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں (3)

1_ نیک کردار مؤمنین جنت میں ہونگے اور ان کی نعمتیں جاودانی ہیں۔

أَنْ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا مَّكَثِينَ فِيهِ أَبَدًا

"فیہ" کی ضمیر کا مرجع کلمہ "اجر" ہے "ماکثین" کے قرینہ سے "اجر" سے مراد جنت ہے۔

2_ اللہ تعالیٰ کی آخرت میں نعمتیں اور جزاء زائل نہیں ہونے والی ہیں۔

أَنْ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا ... مَاكِثِينَ فِيهِ أَبَدًا

3_ مؤمنین کے دائمی اعمال صالح کا نتیجہ ان کا جنت میں جاودانی ہونا ہے۔

يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ ... مَاكِثِينَ فِيهِ أَبَدًا

جملہ "يعملون الصالحات" کے بعد "ماکثین فیہ ابدًا" کا ذکر استمرار پر دلالت کرتا ہے تو اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ

ان کا بہشت میں جاودا ہونا ان کے دائمی نیک اعمال کا نتیجہ ہے۔

4_ قرآن کا انسان کو معنوی خوبیوں کی طرف ترغیب دلانے میں اس کے میلانات سے فائدہ اٹھانا۔

يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنْ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا مَاكِثِينَ فِيهِ أَبَدًا

یہ بات واضح ہے کہ انسان کے وجود میں جاودانی کا میلان ہے تو قرآن نے اسے خوبیوں کی طرف ترغیب دینے کے لئے

اسی میلان سے فائدہ اٹھایا ہے۔

5_ جاودانی جزاء ایک بہترین اجر ہے۔

أَجْرًا حَسَنًا مَاكِثِينَ فِيهِ أَبَدًا

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کی جزاء کا جاودانی ہونا 2

انسان :
 انسان کے میلانات 4
 تربیت :
 تربیت کی روش 4
 جزاء :
 اچھی جزاء 5; جاودانی جزاء 5
 جنت:
 جنت میں جاودانیت کے اسباب 3; جنت میں

311

ہمیشہ رہنے والے 1
 خوبیاں :
 خوبیوں کی طرف ترغیب 4
 عمل صالح:
 عمل صالح پر دوام کے آثار 3
 میلانات:
 جاودانیت کی طرف میلانات 4
 مؤمنین :
 مؤمنین بہشت میں 3; مؤمنین صالح بہشت میں 1
 نعمت:
 اخروی نعمتوں میں جاودانیت

وَيُنْذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا (٤)

اور پھر ان لوگوں کو عذاب الہی سے ڈرائے جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی کو اپنا فرزند بنایا ہے (4)

- 1_ اللہ تعالیٰ کے بیٹے کا عقیدہ رکھنا قرآن کے نازل ہونے کے زمانہ میں عام تھا۔
 لینڈربا ساً شدیداً ... وینذر الذین قالوا اتخذاللہ ولد
 وہ تمام لوگ کہ جنہیں قرآن نے انداز کیا ہے ان میں سے خدا کے لیے بیٹے کا عقیدہ رکھنے والوں کا ذکر کیا ہے اس سے مندرجہ بالا مطلب ثابت ہوتا ہے۔
- 2_ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بیٹا رکھنے کا عقیدہ ایک غلط خیال ہونے کے ساتھ ساتھ شدید عذاب کا بھی موجب ہے۔
 لینڈربا ساً شدیداً ... وینذر الذین قالوا اتخذاللہ ولد
 گذشتہ آیت نے قرآن کے ایک پیغام کو اللہ تعالیٰ کے شدید عذاب سے ڈرانا بیان کیا جبکہ اس آیت نے اس عذاب کے مستحق کے مورد کو بیان کیا ہے۔
- 3_ وہ جو اللہ کے بارے میں بیٹا رکھنے کے وہم میں مبتلا ہیں انہیں خوف دلانا قرآن اور پیغمبر (ص) کی ذمہ داری ہے۔
 وینذر الذین قالوا اتخذاللہ ولد
- 4_ اللہ تعالیٰ کے بارے میں انسان کے عقیدہ کو صحیح کرنا قرآن کے اہم اہداف میں سے ہے۔
 أنزل علی عبدہ الکتاب... وینذر الذین قالوا اتخذاللہ ولد

312

آنحضرت (ص) :
 آنحضرت (ص) کے انذار 3; آنحضرت (ص) کی رسالت 3

اللہ پر افتراء باندھنے والے :

اللہ پر افتراء باندھنے والوں کو انذار 3

جاہلیت :

زمانہ جاہلیت کے لوگوں کا عقیدہ 1

عذاب :

عذاب کے اسباب 2; عذاب کے درجات 2

عقیدہ:

اللہ کے بارے میں عقیدہ 4; اللہ کے اولاد رکھنے کے بارے میں عقیدہ 1; اللہ کے بارے میں اولاد رکھنے کا عقیدہ کے آثار

2; باطل عقیدہ 2; عقیدہ کو صحیح کرنے کی اہمیت 4

قرآن:

قرآن کے اہداف 4; قرآن کے ثراوے 3

مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِإِبْنِهِمْ كِبَرٌ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا (۵)

اس سلسلہ میں نہ انہیں کوئی علم ہے اور نہ ان کے باپ دادا کو۔ یہ بہت بڑی بات ہے جو ان کے منہ سے نکل رہی ہے کہ یہ جھوٹ کے علاوہ کوئی بات ہی نہیں کرتے (5)

1_ اللہ تعالیٰ کے فرزند کے بارے میں عقیدہ ایک جاہلانہ عقیدہ ہے کہ جو معمولی سی علمی دلیل سے بھی خالی ہے۔
مالہم بہ من علم

"من علم" میں زائد اور عام کی تاکید کے لئے ہے۔ اور "بہ" میں ضمیر قول (نصیحت) کی طرف لوٹ رہی ہے کہ جو "قالوا" سے استفادہ ہوتا ہے یعنی لوگوں کے اللہ کے بارے میں فرزند رکھنے کے وہم میں ہر کسی قسم کی آگاہی اور علم موجود نہیں ہے۔

2_ زمانہ بعثت کے مشرکین اور ان کے آبائو اجداد اللہ تعالیٰ کے بیٹا رکھنے کے بارے میں عقیدہ رکھتے تھے۔
قالوا اتخذ الله ولداً۔ مالہم بہ من علم ولا لا بانہم

3_ اللہ تعالیٰ کے بیٹے کے موجود ہونے کا عقیدہ زمانہ بعثت کے مشرکین کی اپنے آبائو اجداد کی اندھی تقلید کا نتیجہ تھا۔
قالوا اتخذ الله ولداً۔ مالہم بہ من علم ول

313

لا بانہم

4_ ہر نسل کے عقائد میں والدین، اجداد اور گھر و معاشرہ کے ماحول کا گہرا اثر پڑتا ہے۔
قالوا اتخذ الله ولداً۔ مالہم بہ من علم ولا لا بانہم

"لأبائہم" کے ذکر کرنے سے زمانہ بعثت کے لوگوں کے عقائد اور میلانات کے ایک سبب کی طرف اشارہ ہو رہا ہے کہ جسے آبائو اجداد کی تقلید کہاجاتا ہے۔

5_ انسان کے دینی عقائد اور معارف الہی کا علم و آگاہی پر استواری ہونا ضروری ہے۔
مالہم بہ من علم ولا لا بانہم

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کو ان کے اس عقائد کے بارے میں کہ جن میں انہیں علم نہ تھا مذمت کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عقائد اور اصول دین مینصرف علم و یقین پر اعتماد کرنا چاہئے۔

6_ علم و دانش کا فقدان، لوگوں اور معاشروں کے غلط اور اندھی تقلید میں مبتلا ہونے کا موجب بنتا ہے۔
وقالوا اتخذ الله ولداً ... مالہم بہ من علم ولا لأبائہم

کلمہ "لأبائہم" سے اس بات کی طرف اشارہ ہو رہا ہے کہ مشرکین کے عقائد تقلیدی بناء پر تھے اور جملہ "مالہم بہ من علم و ... بتا رہا ہے کہ مشرکین اپنے عقائد میں کوئی علمی اساس نہیں رکھتے تھے تو ان دونوں چیزوں سے معلوم ہوا کہ "جہالت" درحقیقت لوگوں اور معاشروں کے اندھی تقلید میں مبتلا ہونے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

7_ کسی بات کی قدر و قیمت اس وقت ہوتی ہے جب اس کی بنیاد علم و آگاہی کی بناء پر ہو۔

مالہم بہ من علم ... کبرت کلمۃ تخرج من أفواہہم

8_ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بیٹے کا عقیدہ بہت عجیب اور ناقابل قبول اثرات اور نتائج کا حامل ہے۔

قالوا اتخذ الله ولداً ... کبرت کلمۃ تخرج من أفواہہم

فعل ماضی "کبرت" میں عین فعل کا مضموم ہونا تعجب کو بیان کر رہا ہے اور واضح ہے کہ جملہ "کبرت کلمۃ ..." اپنی بڑائی کی وجہ سے کسی "بات" کے بارے میں نہیں ہے بلکہ غلط نتائج یادوری اور یا حقیقت کے بارے میں ہے۔

9_ اللہ تعالیٰ کی طرف فرزند کی نسبت محض فضول اور جھوٹ ہے۔

قالوا اتخذ الله ولداً ... کبرت کلمۃ تخرج من أفواہہم ان يقولون إلا کذب

10_ بے بنیاد عقائد کی طرف مائل ہونے اور حقیقت و واقعیت سے دوری کی وجہ جاہلانہ روشوں پر اعتماد ہے۔

مالہم بہ من علم ولا لأبائہم ... ان يقولون

314

إلا کذباً

کلمہ "لأبائہم" اس معنی پر اشارہ کر رہا ہے کہ ان لوگوں کی تقلید کہ جن کا عقیدہ علم و دانش کی بناء پر نہیں ہے بلکہ عقائد دینی تک پہنچنے کے لئے ایک غلط روش ہے اور آیت کے ذیل سے اس کا نتیجہ غلط اور حقیقت سے دور عقیدے کو بیان کیا جا رہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جاہلانہ روشیں حقیقت اور واقعیت سے دور ہونے کا خطرہ رکھتی ہیں۔

11_ اللہ پر افتراء باندھنا بہت بڑا گناہ ہے۔

قالوا اتخذ الله ولداً ... کبرت کلمۃ ... ان يقولون إلا کذب

اجداد:

اجداد کا کردار 4

افتراء:

اللہ پر افتراء باندھنا 9; اللہ پر افتراء باندھنے کا گناہ 11

اہمیتیں :

اہمیتوں کا معیار 7

بات:

بات کی قدر و قیمت 7

تقلید:

اندھی تقلید کا موجب 6

جہالت:

جہالت کے آثار 6، 10

جھوٹ:

جھوٹ کے موارد 9

خاندان :

خاندان کا کردار 4

شخصیت :

شخصیت کے حوالے سے آفات کی پہچانا 6

عقیدہ:

اللہ کی اولاد کا باطل عقیدہ 8; اللہ کی اولاد کے بارے میں عقیدہ 2; اللہ کی اولاد کے بارے میں عقیدہ کا بے منطق ہونا 1، 9;

اللہ کی اولاد کے عقیدہ کے آثار; اللہ کے بارے میں اولاد کے عقیدہ کا سرچشمہ 3; اللہ کے بارے میں اولاد کے عقیدے کا تعجب

انگیز ہونا 8; باطل عقیدہ 1; باطل عقیدہ کا پیش خیمہ 10; عقیدہ کی بنیادیں 5; عقیدہ میں علم 5; عقیدہ میں موثر اسباب 4

علم:

علم کی اہمیت 5، 7

گناہ کبیرہ : 11

مشرکین :

صدر اسلام کے مشرکین کا عقیدہ 2؛ صدر اسلام کے مشرکین کی اندھی تقلید کا نتیجہ 3؛ صدر اسلام کے مشرکین کے آبائو

اجداد کا عقیدہ 2؛ صدر اسلام کے مشرکین کے عقیدہ کا سرچشمہ 3

معاشرہ:

معاشرتی خطرات کو پہچاننا 6؛ معاشرہ کا کردار 4

315

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا (٦)

تو کیا آپ شدت افسوس سے ان کے پیچھے اپنی جان خطرہ میں ڈال دیں گے اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائے (6)

1_ قرآن کے مد مقابل کفار کا ایمان نہ لانا اور احمقانہ محاذ قائم کرنا، پیغمبر (ص) کے حزن و ملال کا موجب تھا۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا

"باخِ نفسک" اسے کہتے ہیں کہ جو ہيجان اور غم کی شدت سے خود کو ہلاکت میں ڈال دے "مقایس اللغة" میں آیا ہے کہ اس وقت کہا جاتا ہے "بَخَعَ الرجل نفسه" کہ وہ سخت غصہ اور شدید ہيجان کی بناء پر اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالے۔

2_ پیغمبر (ص) لوگوں کی ہدایت اور ان کے قرآن پر ایمان کے حوالے سے بہت اشتیاق اور حرص رکھتے تھے۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا

3_ وہ لوگ جو پیغمبر (ص) سے دور تھے آپ (ص) انہیں الہی پیغاموں کے پہنچانے اور بار بار دعوت کرنے میں جان فشانی سے بھی دریغ نہیں کر رہے تھے۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا

"آثار" یعنی کسی چیز سے باقی رہنے والے نشان تو جملہ "لعلک باخِع ... علی آثارہم" سے مراد یہ ہے کہ اے پیغمبر (ص) آپ منہ موڑنے والوں کے پیچھے جاتے ہو اور انہیں الہی دعوتیں پہنچانے کے قصد سے ان کے پیچھے جاکر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہو۔

4_ پیغمبر (ص)، کفار کے مقدر اور بد انجام کی بناء پر گہرے رنج اور افسوس میں تھے۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا

"آثار" سے مراد قرآن پر ایمان نہ لانے کا نتیجہ اور عاقبت مراد ہوسکتی ہے (اِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ) تو اس صورت میں "باخِع نفسک علی آثارہم" یعنی اے پیغمبر (ص) اپنے آپ کو ان غلط نتائج کے جو ان کے کفر کی بناء پر ہیں رنج و مشقت میں قرار نہ دیں۔

316

5_ اللہ تعالیٰ پیغمبروں (ع) کو کفار کے کفر پر باقی رہنے اور ہٹ دھرمی کی بناء پر مورد مواخذہ قرار نہیں دے گا۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا

6_ قرآن، بشر کے لئے ایسے جدید پیغام ہے کہ جس کی پہلے کوئی مثال نہیں ملتی۔

لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ

"حدیث" سے مراد "نیا اور جدید" ہے۔ تو یہاں احتمال ہے کہ یہ قدیم کے مقابلے میں حادث کے معنی میں بھی ہو، مندرجہ بالا مطلب پہلے معنی کی بناء پر ہے۔

7_ قرآن وہ کلام ہے کہ جو حادث اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے وجود میں آنے والا ہے۔

إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ

"حدیث" کا خواہ معنی جدید ہو خواہ قدیم کے 'مقابل معنی ہو وہ قرآن کے حادث ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔

8_ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کفار کے حال پر پیغمبر (ص) کا غمگین ہونا ایک قابل تعریف اور توقع سے بڑھ کر حالت تھی۔

فلعلك باخع نفسك على اثارهم ان لم يؤمنوا بهذا الحديث اسف
 یہ آیت اگر چہ پیغمبر (ص) کو رنج و غم کے سبب ہلاکت و مشقت میں ڈالنے سے خبردار کر رہی ہے لیکن ایک لطیف سی
 عنایت کے ساتھ اس بات کی تعریف بھی کی ہے کیونکہ خود افسوس کرنا مذموم نہیں ہے جبکہ اس کے بعض مرحلہ کو غیر
 ضروری قرار دیا ہے۔

فلعلك باخع نفسك على اثارهم ... اسف

9_ کفار کے حال اور ان کی بد عاقبتی پر افسوس کرنا قابل تحسین ہے۔
 فلعلك باخع نفسك على اثارهم اسف

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کا ایثار 3; آنحضرت (ص) کا غم 4، 8; آنحضرت (ص) کا نیک عمل 8; آنحضرت (ص) کا ہدایت دینا
 2; آنحضرت (ص) کی تبلیغ 3; آنحضرت (ص) کی تعریف 8; آنحضرت (ص) کی چاہت 2; آنحضرت (ص) کی کوشش
 3; آنحضرت (ص) کے رنج 4; آنحضرت (ص) کے رنج کے اسباب 1; آنحضرت (ص) کے غم کے اسباب 1
 اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کا کلام 7

انبیاء:

انبیاء کی کا دائرہ کار ذمہ داری 5

انجام:

برا انجام 9

انسان :

انسان کی ہدایت کی اہمیت 2

ایمان:

قرآن پر ایمان کی اہمیت 2

سزا:

ذاتی بناء پر سزا 5

سزا کا نظام : 5

317

عمل:

پسندیدہ عمل 9

قرآن :

قرآن کا حدوث 7; قرآن کا سرچشمہ 7; قرآن کا نیا پن 6; قرآن کی خصوصیات 6

کفار:

کفار پر غم 8، 9; کفار کا انجام 9; کفار کا برا انجام 4; کفار کی ہٹ دھرمی 5

کفر :

قرآن کے کفر کے آثار 1

تفسیر راہنما جلد 10

إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَهَا لِنَبْلُوهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا (٧)
 بیشک ہم نے روئے زمین کی ہر چیز کو زمین کی زینت قرار دیدیا ہے تا کہ ان لوگوں کا امتحان لیں کہ ان میں عمل کے اعتبار سے سب سے بہتر کون ہے (7)

- 1_ زمین پر موجودات اور طبیعت کے مظاہر ،اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور زمین کے لئے زینت کا سامان ہیں۔
 اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَهَا
- 2_ مظاہر طبیعت کا جلوہ اور خوبصورتی لوگوں کی آزمائش کے باعث ہے۔
 زینۃ لہا لنبلوہم ایہم احسن عمل
- 3_ انسان کو آزمانے کا ہدف، نیک کردار لوگوں کو دوسروں سے ممتاز کرنا ہے۔
 لنبلوہم ایہم احسن عمل
- 4_ انسان کی تخلیق اور اس کے حوالے سے اللہ کی عنایات کا فلسفہ ،بہترین عمل اور بلندترین عامل کا موجود میں آنا ہے۔
 اِنَّا جَعَلْنَا ... لنبلوہم ایہم احسن عمل
- عبارت "لنبلوہم" زمین پر اللہ کی عنایات کی تخلیق کے فلسفہ اور سبب کی وضاحت میں دو چیزوں کے تحقق کے پیش خیمہ کی طرف اشارہ کر رہی ہے: 1_ انسانوں میں بہترین عمل کرنے والا 2_ اعمال میں سے بہترین عمل۔
- 5_ زمین کی زیبائیاں اور جلوے ،انسانی حرکت (ترقی) اور اس کے عمل کے ظاہر ہونے کا پیش خیمہ ہیں۔
 اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَهَا لنبلوہم ایہم احسن عمل

318

6_ انسانوں کی لیاقت اور صلاحیتوں کو ظاہر کرنے کے لئے اشتیاق اور کوشش کا پیش خیمہ فراہم کرنا ایک ضروری قدم ہے۔

جعلنا زینۃ لہا لنبلوہم

اس آیت میں زمین سے نکلنے والی چیزوں کی زینت اور خوبصورتی، آزمائش اور امتحان کا پیش خیمہ ہے اسی کی وضاحت اس طرح ہے، خوبصورتی اور جلوے اس میں انگیزہ پیدا کرتے ہیں اور اسے حرکت میں لاتے ہیں اور یہ حرکت وکوشش اس کی آزمائش کا پیش خیمہ فراہم کرتی ہے۔ اس رابطہ سے مطلب سامنے آتا ہے کہ لوگوں کو حرکت میں لانے کے لئے برانگیختہ کئے بغیر ان کی صلاحیتوں کے ظاہر کرنے کا پیش خیمہ فراہم نہیں ہوتا۔

7_ پیغمبر (ص) اور الہی رہبروں کا وظیفہ یہ ہے کہ وہ راہ ہدایت کو ہموار کریں اور حق انتخاب خود لوگوں کو دیں۔
 فاعلک باخع نفسک اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَهَا لنبلوہم

زمین کے فریب دینے اور وہاں مقام امتحان ہونا یہ سب کچھ پیغمبر (ص) کی رسالت کے اختیار، انذار و تبشیر محدود بیان کرنے کے بعد اس مطلب کو بیان کر رہا ہے کہ دینی رہبروں کا وظیفہ ہدایت ہے۔ اپنا راستہ منتخب کرنا لوگوں کا کام ہے۔

8_ دنیا میں انسان کا عمل اس کے اللہ کی آزمائش میں فتح یا شکست کو معین کرتا ہے۔

لنبلوہم ایہم احسن عمل

9_ قرآن کے انسان کو پیش کئے گئے اہداف میں سے اس کا اپنے اختیار اور علم کی بناء پر راہ کا انتخاب اور زمین پر زندگی گزارنے کے لئے مناسب وسائل پیدا کرنا ہے۔

لَمْ یُؤْمِنُوا بِذَٰلِہِ الْحَدِیثِ ... جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَهَا لنبلوہم

گذشتہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر (ص) کو لوگوں کے قرآن پر ایمان لانے میں بہت زیادہ زور دینے سے منع کیا اور اس آیت میں بیان ہو رہا ہے کہ دنیا اور اس کے جلوے انسانوں کی آزمائش کے لئے بپا ہوئے ہیں۔ لہذا اگرچہ اللہ نے قرآن کو انسان کے لئے علم و آگاہی کا سرمایہ قرار دیا ہے۔ لیکن وہ نہیں چاہتا ہے کہ اسے قبول کرنے کے لئے اس پر جبر کرے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ وہ اپنی کامل آگاہی اور اختیار سے اس آزمائش میں شرکت کرے۔

10_ لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کرنا ،خلقت کے ہدف اور امتحان سے سازگار نہیں ہے۔

فلعلك باخع نفسك ... إنا جعلنا ما على الأرض ... لنبلوهم
 زمین اور اس کی نعمات کی تخلیق کا فلسفہ ، انسانوں کا امتحان بتانا شاید اس نکتہ کی طرف اشارہ کر رہا ہو کہ اس ہدف اور فلسفہ کی بناء پر لوگوں کو ایمان پر مجبور نہیں کیا جاسکتا اور نہ وہ یہ توقع رکھیں کہ وہ سب کے سب پیغمبروں اور ہدایت کے منادیوں کی دعوت پر سر تسلیم خم کر دیں گے۔
 11_ کفار کا قرآن کی جدید خوبیوں سے منہ پھیرنا ان کی دنیا طلبی کا نتیجہ ہے۔
 لم يؤمنوا بهذا الحديث ... ما على الأرض زينة لها لنبلوهم

319

جملہ "إنا جعلنا ما على الأرض زينة لها" ہوسکتا ہے کہ کفار کے منہ پھیرنے کی علت بیان کر رہا ہو یعنی دنیا کی خوبصورتی باعث بنی کہ وہ اس میں مست رہیں اور قرآن پر ایمان نہ لائیں۔
 12_ دنیا کے مادی جلووں پر فریفتہ ہونا، نیک کردار رکھنے کا اصلی مانع ہے۔
 ما على الأرض زينة لها لنبلوهم أيهم أحسن عمل
 13_ انسانوں کی فطرت میں خوبصورتی کی طرف میلان موجود ہے۔
 جعلنا ما على الأرض زينة لها لنبلوهم
 انسان کو آزمائے کے لئے خوبصورتی کی تخلیق اس وقت معنی دے گی کہ خوبصورتی کی طرف میلان وجود انسان میں ڈالا گیا ہو۔
 14_ عن علي بن الحسين (ع) ... ان الله عز وجل ... إنما خلق الدنيا وخلق أهلها ليلوهم أيهم أحسن عملاً لآخرته (1)
 امام سجاد (ع) سے روایت ہوئی کہ انہوں نے فرمایا : بے شک اللہ تعالیٰ نے دنیا اور اس کے رہنے والوں کو فقط اس لئے خلق کیا تاکہ انہیں آزمائے کہ ان میں سے کون اپنی آخرت کے لئے بہترین عمل کرتا ہے۔
 15_ عن ابن عمر قال: تلا رسول الله (ص) هذه الآية : "لنبلوهم أيهم أحسن عملاً" فقلت: ما معنى ذلك يا رسول الله (ص) ؟ قال : ليلوكم أيكم أحسن عقلاً واورع عن محارم الله و اسرعكم في طاعة الله (2)
 ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "لنبلوهم أيهم أحسن عملاً" تو میں نے عرض کیا : اے رسول اللہ (ص) اس بات کا مطلب کیا ہے ؟ انہوں (ص) نے فرمایا: (اس کا مطلب یہ ہے کہ) تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارا امتحان لے کہ تم میں کسی کی عقل بہتر ہے اور کون زیادہ حرام سے پرہیز کرتا ہے اور کون اطاعت کرنے میں جلدی کرتا ہے۔

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کی ذمہ داری 7

احسان:

احسان کے مواع 12

استعداد :

استعداد کے ظاہر ہونے کا پیش خیمہ 6

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی خالقیت 1; اللہ تعالیٰ کے امتحان 8

امتحان :

امتحان کا پیش خیمہ 2; امتحان کا فلسفہ 10; امتحان میں شکست کے اسباب 8; امتحان میں کامیابی کے اسباب 8

.....

(1) کافی ج8، ص75، ح29، نورالثقلین ج3، ص243، ح14_

320

انسان :

انسان کا اختیار 7، 9; انسان کی خلقت کا فلسفہ 4، 14; انسان کی فطرتی چیزیں 13; انسان کے امتحانات 2، 14; انسان کے

امتحان کا فلسفہ 3; انسان کے میلانات 13; انسان میں خوبصورتی کی چابٹ 13;
انگیزہ :
انگیزہ کے پیش خیمہ کی اہمیت 6
ایمان :
ایمان میں جبر کی نفی 10
جبر و اختیار : 9
جبر کا باطل ہونا 10
دنیاوی چابٹ :
دنیاوی چابٹ کے آثار 12
دینی رہبر :
دینی رہبروں کی ذمہ داری 7
روایت : 14، 15
زمین :
زمین کی زینتیں 1
طبیعت :
طبیعت کا خالق طبیعت : طبیعت کی خوبصورتیوں کا کردار 5; کی خوبصورتیں 1، 2
عمل :
بہترین عمل کا تحقق 4; عمل کا پیش خیمہ 5 عمل کے آثار 8
قرآن :
قرآن سے منہ پھیرنے کے اسباب 11; قرآن سے منہ پھیرنے والے 11; قرآن کا فلسفہ 9
کفار :
کفار کی دنیاوی چابٹ کے آثار 11
کوشش :
کوشش کے پیش خیمہ کی اہمیت 6
لوگ :
لوگوں کی ہدایت کی اہمیت 7
مخلوق :
مخلوق کا فلسفہ 10، 14
موجودات :
موجودات کا خالق 1
میلانات :
خوبصورتی کی طرف میلانات 13
نعمت :
نعمت کا فلسفہ 4
نیکی کرنے والے :
نیکی کرنے والوں سے مراد 15; نیکی کرنے والوں کی تشخیص 3

321

وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا (۸)

اور ہم آخر کار روئے زمین کی ہر چیز کو چٹل میدان بنادینے والے ہیں (8)

- 1_ اللہ تعالیٰ زمین کی تمام نعمات اور مخلوقات کو بنجر مٹی میں تبدیل کر دے گا۔
 اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ ... وَلِنَا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيداً جُرْزاً
 "صعید" یعنی خاک اور "جرز" اس زمین کو کہتے ہیں کہ جو ہر قسم کی نباتات پیدا کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو۔
 - 2_ زمین کے تمام موجودات اور اس کے ظاہری جلوے بالآخر فنا اور نابودی کے حکم میں آجائیں گے۔
 وَاِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيداً جُرْزاً
 - 3_ زمین کی دلکشیاں اور مادی جلوے، عارضی 'ناپائدار اور ناقابل بھروسہ امور میں سے ہیں۔
 زينة لها ... وَاِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيداً جُرْزاً
 - 4_ زمین آخر کار لا حاصل اور نباتات سے خالی بنجر مٹی میں تبدیل ہو جائیگی۔
 وَاِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيداً جُرْزاً
 - 5_ زمین کے مواہب اور دلکشیوں کے ناپائدار ہونے پر توجہ، انسان کا مظاہر دنیا کی طرف میلان پیدا نہ کرنے کا موجب ہے۔
 اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زينة ... وَاِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيداً جُرْزاً
- آزمائش کے مسئلہ کو بیان کرنے کے بعد زمین کے انجام بیان کرنے اور لوگوں کو اس کے مواہب کے ناپائدار ہونے کی طرف توجہ دلانے کا ہدف یہ ہے کہ دنیا کی دلکشیوں کو اپنے دل میں نہ بسالیں اور ان تک پہنچنا اپنا ہدف نہ بنالیں۔

اللہ تعالیٰ :
 اللہ تعالیٰ کے افعال 1
 دنیاوی چاہت:
 دنیاوی چاہت سے مانع 5
 ذکر:
 مادی دلکشیوں کے ناپائدار ہونے کا ذکر 5
 زمین:

322

زمین کا چٹیل میدان میں تبدیل ہونا 4; زمین کی عاقبت 4

طبیعت :

طبیعت کی دلکشیوں کا انجام 2; طبیعت کی دلکشیوں کا ناپائدار ہونا 2,3

مٹی :

لا حاصل مٹی میں تبدیل ہونا 1

موجودات:

موجودات کا انجام 2; موجودات کا مٹی میں تبدیل ہونا 1; موجودات کی ناپائدار ی 2

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَباً (۹)

کیاتمہارا خیال یہ ہے کہ کہف و رقیم والے ہماری نشانیوں میں سے کوئی تعجب خیر نشانی تھے (9)

1_ اصحاب کہف کا قصہ، اللہ تعالیٰ کی آیات اور نشانیوں میں سے ہے۔

ام حسبت ان أصحاب الكهف والرقيم كانوا من آياتن

2_ "اصحاب کہف" کا دوسرا نام "اصحاب رقیم" ہے۔

أصحاب الكهف والرقيم

چونکہ اس سورہ کی آیات میں "اصحاب رقیم" کے حوالے سے کوئی بات (جدا) ذکر نہیں ہوئی تو احتمال ہے کہ "اصحاب

کہف" کا ہی دوسرا نام اور وصف "اصحاب رقیم" ہے اور چونکہ "رقیم" سے مراد لکھا ہوا ہے تو بعض نے کہا کہ اس

لئے اصحاب کہف کو اصحاب رقیم کہا گیا ہے کہ ان کے حالات غار کی دیوار یا کسی اور جگہ پتھر پر لکھے ہوئے تھے۔
 3_ اگر اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ارادے پر توجہ کی جائے تو اصحاب کہف کا ماجرا حیرت انگیز نہیں ہے۔
 ام حسبت أن أصحاب الکہف ... کانوا من ء ایاتنا عجب
 آیت کی ابتداء میں "ام" ام منقطعہ ہے۔ استفہام اور انکار کے ساتھ جو کہ بیان ہونے کا معنی دیتا ہے لہذا عبارت سے یوں مراد ہوگی "آیا آپ نے یوں گمان کیا کہ اصحاب کہف ..."
 4_ اللہ تعالیٰ کے پاس اصحاب کہف سے کہیں زیادہ حیرت انگیز نشانیاں ہیں۔
 أم حسبت أن أصحاب الکہف ... کانوا من ء ایاتنا عجب
 واقعہ اصحاب کہف کا لوگوں کی نظر میں حیرت انگیز ہونے کے باوجود اس واقعہ سے حیرت و تعجب کی نفی اس مطلب پر گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس

323

واقعہ سے کہیں زیادہ عجیب نشانیاں خلق فرمائی ہیں۔
 5_ قرآن کے نازل ہونے سے پہلے بھی لوگوں کے درمیان اصحاب کہف کی داستان موجود تھی۔
 ام حسبت أن أصحاب الکہف والرقیم کانوا من ء ایاتنا عجب
 آیت کے سیاق اور انداز بیان سے معلوم ہو رہا ہے کہ زمانہ بعثت کے لوگ اصحاب کہف کے واقعہ کے حوالے سے معلومات اگرچہ ناقص ہی کیوں نہ ہوں رکھتے تھے اور اسے عجیب شمار کرتے تھے۔
 6_ اصحاب کہف کی داستان بیان کرنے کے مقاصد میں سے ایک پیغمبر اکرم (ص) کو تسلی دینا اور ان کا رنج و غم برطرف کرنا ہے۔

من حسبت أن أصحاب الکہف والرقیم کانوا من ء ایاتنا عجب
 "حسبت" پیغمبر (ص) کو خطاب ہے۔ آیات کا سیاق و سباق بتا رہا ہے کہ یہ آیت گذشتہ آیات بالخصوص "لعلک باخع نفسك" سے ربط رکھتی ہے۔ ایک احتمالی وجہ یہ بھی ہے کہ اصحاب کہف کی داستان اور انکی صفات، بیان کرنے کا مقصد یہ پیغام دینا بھی ہو سکتا ہے کہ حقیقی مؤمنین اگرچہ کم ہیں لیکن بہت اہمیت کے حامل ہیں ان کا کفار کی اکثریت کے مد مقابل آنا ایک قسم کی دلی طور پر تسلی ہے۔

7_ "عن أبي عبد الله (ع) فی قوله : " ام حسبت أن أصحاب الکہف والرقیم ... " قال : ہم قوم فرّوا وکتب ملک ذلك الزمان بأسمائهم وأسماء آبائهم وعشائربهم فی صحف من رصاص " (1)

امام صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام : "ام حسبت أن أصحاب الکہف والرقیم ..." کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا : یہ وہ لوگ تھے کہ جو فرار ہوئے تھے اور اس زمانے کے بادشاہ نے ان کے نام ان کے آبائو اجداد اور ان کے قبیلے ناموں کو سیسے کی چندالواح پر لکھے ہوئے تھے۔ (اس لیے اصحاب کہف کو اصحاب رقیم بھی کیا جا تا ہے)۔

8_ عن نعمان بن بشیر أنّ سمع رسول الله يحدث عن أصحاب الرقیم : أنّ ثلاثة نفر دخلوا إلى الکہف فوقع من الجبل حجر علی الکہف فا وصد علیهم ... ففرج الله عنهم وخرجوا إلى أبلہم راجعین (2)

نعمان بن بشیر سے نقل ہوا کہ اس نے رسول اللہ (ص) سے سنا کہ آپ (ص) نے اصحاب رقیم کے بارے میں فرمایا : وہ تین افراد تھے کہ جو غار میں داخل ہوئے اور ایک پتھر پہاڑ سے غار پر گرا اور غار کو ان پر بند کر دیا ... پس اللہ تعالیٰ نے ان کے امر میں گشائش پیدا کی (اور وہ غار سے آزاد ہوئے) اور اپنے گھر والوں کی طرف پلٹ گئے۔

9_ عن أبي عبد الله (ع) قال : إنّ أصحاب

.....

(1) تفسیر عبّاشی ج 2، ص 321، ح 5_ نور الثقلین، ج 3، ص 244، ح 21_
 (2) الدر المنثور، ج 5، ص 363_

324

الکہف اُسرّوا الإيمان وأظهروا الکفر ... (1)

امام صادق (ع) سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا : اصحاب کہف نے اپنے ایمان کو مخفی رکھا اور کفر کا اظہار کرتے تھے۔

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کو تسلی دینا 6

اصحاب رقیم :

اصحاب رقیم سے مراد 2

اصحاب کہف:

اصحاب کہف کا تقیہ 9; اصحاب کہف کا قصہ 1

3، 4، 7، 8، 9; اصحاب کہف کی تعداد 8; اصحاب کہف کے قصہ کا فلسفہ 6; اصحاب کہف کے قصہ کی تاریخ 5; اصحاب

کہف کے نام 2

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی عظمت 3; اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی عظمت 3

اللہ تعالیٰ کی نشانیاں:

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی عظمت 3

روایت: 7، 8، 9

قرآن مجید:

قرآن مجید کے قصوں کا فلسفہ 6

إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا (۱۰)

جب کہ کچھ جوانوں نے غار میں پناہ لی اور یہ دعا کی کہ پروردگار ہم کو اپنی رحمت عطا فرما اور ہمارے لئے ہمارے کام میں کامیابی کا سامان فراہم کر دے (10)

1_ اصحاب کہف وہ گروہ تھا کہ جو کفر و منحرف معاشرہ سے خطرہ کی بناء پر پہاڑ کی طرف پناہ لینے کے لئے بھاگ نکلے تھے۔

إِذَا وَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ

"اِوَىٰ إِلَىٰ كَذَا" یعنی اس جگہ کی طرف بڑھا اور اسے اپنی پناہ گاہ اور جائے سکونت قرار دیا۔

2_ اصحاب کہف کی غار کی طرف حرکت جو انمردی اور عظمت کی تلاش کی بناء پر تھی۔

325

إِذَا وَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا

"فتیة"، "فتی" کی جمع ہے کہ جس کا معنی جوان ہے۔ اس کلمہ کا اصحاب کہف کے بارے میں استعمال، ممکن ہے اس حوالے سے ہو کہ وہ عمر کے اعتبار سے جوان ہوں اور یہ بھی امکان ہے کہ یہاں انکی جو انمردی جیسی صفت کی طرف اشارہ کیا گیا ہو۔ بہر حال مندرجہ بالا مطلب دوسرے احتمال کی بناء پر ہے۔

3_ جوانی میں ایمان اور عمل، بہت اہم اور قابل قدر ہے۔

إِذَا وَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ

آرت شریفہ کا اصحاب کہف کے بارے میں جوان ہونے کی وضاحت (اس بناء پر کہ یہاں عمر کے اعتبار سے جوان کہا گیا ہے) جوانی میں ایمان و عمل کی قدر و قیمت بیان کر رہی ہے کیونکہ قرآن مجید اپنے قصوں میں کسی کے ذاتی اور عمر کے اعتبار سے صفات سے اس وقت تک بات نہیں کرتا جب تک ان میں کوئی پیغام اور نکتہ موجود نہ ہو۔

4_ اپنے ایمان کو محفوظ رکھنے کے لئے گھر اور کاشانہ چھوڑنا، جو انمردی اور بہت بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

إِذَا وَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا

جن لوگوں نے اپنے گھر کو ایمان کی حفاظت کی خاطر چھوڑ دیا انہیں "الفتیة" (جو انمردی) کے عنوان سے یاد کرنا اگر

چہ وہاں ضمیر کو بھی لایا جاسکتا تھا اس حقیقت کو واضح کر رہا ہے کہ گھر اور کاشانہ کو چھوڑنا جوانمردی اور اہمیت کے قابل ہے۔

5_ ایمان اور اقدار کی حفاظت کے لئے ہجرت اور فاسد ماحول سے دور ہونا، جوانمردی کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ کے، نزدیک قابل تعریف ہے۔

إذا وی الفتية إلى الكهف

6_ اصحاب کہف، ایک موحد گروہ اور ایک خدا کی ربوبیت کی معرفت رکھنے والے تھے۔
فقالوا ربنا ء اتنا من لدنك رحمة

7_ اصحاب کہف نے الہی ربوبیت سے تمسک کرتے ہوئے اس کی رحمت و حمایت کو طلب کیا۔
فقالوا ربنا ء اتنا من لدنك رحمة و هیٰ لن

8_ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے تمسک کرنا، دعا اور مناجات کے آداب میں سے ہے۔
فقالوا ربنا ء اتن

9_ اصحاب کہف حق کی تلاش میں قدم اٹھانے والے اور اللہ تعالیٰ کی امداد پر بھروسہ رکھنے والے تھے۔
إذا وی الفتية إلى الكهف فقالوا ربنا ء اتنا من لدنك رحمة

10_ عمل اور تلاش کے ساتھ ساتھ دعا ایک شائستہ اور عظیم کام ہے۔
إذا وی الفتية ... فقالوا ربنا ء اتنا من لدنك رحمة

"فقالوا" میں حرف "فای" بتا رہا ہے کہ اصحاب کہف نے جب اپنے گھر اور شہر کو چھوڑا اور اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے غار میں پناہ لی تو دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ سے رحمت،

326

راہنمائی اور مصیبت سے رہائی طلب کی، نہ کہ وہ کوئی عمل کیے بغیر ہی اللہ سے کمال کے طلب ہوئے۔
11_ ایمان کی حفاظت کی خاطر قدم اٹھانا، اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کرنے کا باعث ہے۔

اذ أوی الفتية إلى الكهف فقالوا ربنا ء اتنا من لدنك رحمة

12_ اصحاب کہف وہ توحید پرست تھے کہ جنہوں نے غیر خدا سے امید ختم کر لی تھی صرف اس کی ذات کے محتاج تھے اور اس کی رحمت کے امیدوار تھے۔

فقالوا ربنا ء اتنا من لدنك رحمة

کلمہ "من لدنك" ہوسکتا ہے اس نکتہ سے حکایت کر رہا ہو کہ وہ غیر خدا سے امید ختم کرچکے تھے اور فقط رحمت الہی کے طلبگار تھے۔

13_ اصحاب کہف نے اللہ تعالیٰ سے یہ چاہا تھا کہ انکی تمام حرکت و کوشش فقط راہ ہدایت پر ہو اور اسمیں کسی قسم کی گمراہی کا شائبہ نہ ہو۔

وبیٰ ء لنا من امرنا رشد

"رشد" کا معنی "اہتدائ" ہے اور "امرنا" سے مراد 13 اور 14 آیات کے قرینہ کی وجہ سے جو کہ اصحاب کہف کی داستان کی تفصیل بیان کر رہی ہیں ان کی شرک کے خلاف کوشش اور حرکت ہے۔

14_ اصحاب کہف، اللہ تعالیٰ سے شرک اور اس کے غیر کی پرستش کے خلاف اپنی کوشش اور قیام سے پیدا ہونے والی مصیبتوں اور مشکلات سے نجات پانے کے لئے امداد چاہتے تھے۔

وبیٰ ء لنا من امرنا رشد

ان کا غار میں ٹھہرنا بتاتا ہے کہ اصحاب کہف کی یہ تحریک اور قیام ان کے لئے مشکلات اور مصیبتوں کا موجب بنا اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ ان کا ہدایت چاہنے سے مراد اپنے بعد والے عزائم میں راہنمائی پانا اور وہ جو مصیبتیں اور مشکلات ان پر آنے والی تھیں ان سے نجات کا راستہ پانا تھا۔

15_ انسان، اللہ کی رحمت کے ضمن میں ہدایت سے فائدہ اٹھاسکتا ہے۔

ء اتنا ... رحمة و بیٰ ء لنا من امرنا رشد

جملہ "وبیٰ ..." کا پہلے والے جملہ پر عطف ہوسکتا ہے۔ مسبب کا سبب پر عطف ہو یعنی رحمت کا آنا ہدایت و راہنمائی کے لئے سبب اور پیش خیمہ ہے۔

16_ اصحاب کہف کا ایمان کی حفاظت کی خاطر جوانمردی پر مشتمل کوشش، بلندترین پسندیدہ اعمال کا ایک نمونہ ہے۔
 اَبِہم اَحسن عملاً ... إذا وى الفتية إلى الكهف
 گذشتہ آیات میں واضح ہوا کہ "احسن عملاً" زمین کی نعمات کی تخلیق کا ہدف قرار پایا ہے تو اس غرض و غایت اور فلسفہ کے بیان کے بعد اصحاب کہف کا ذکر گویا "احسن عملاً" کے ایک مصداق کا ذکر ہے۔
 17_ اصحاب کہف نے زندگی کی ناپائدار زینتوں کو ترک کیا اور الہی امتحان مینکامیاب ہوئے۔

327

إنا جعلنا ما على الأرض زينة لها ... إذا وى الفتية إلى الكهف فقالوا ... وبئىء لنا من أمرنا رشد
 اس آیت کا گذشتہ آیات سے ربط کے حوالے سے نکات میں سے ایک نکتہ یہ ہے کہ اصحاب کہف دنیاوی زینتوں (زینۃ لها) کے ذریعہ ہونے والے امتحان میں فتح یاب ہوئے اور انکی یہ کوشش "احسن عملاً" کے مطابق پسندیدہ عمل کے انجام کے لئے تھی۔
 18_ عن أبى عبدالله (ع) ... ان أصحاب الكهف كانوا شيوخاً فسماهم الله عزوجل فتية إيمانهم۔ (1)
 امام صادق (ص) سے روایت ہوئی کہ اصحاب کہف بوڑھے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی ایمان کی خاطر انہیں جوان (جوانمرد) کہا۔

اصحاب کہف:

اصحاب کہف کا امتحان 17; اصحاب کہف کا امید رکھنا 12; اصحاب کہف کا ایمان 16; اصحاب کہف کا بڑھاپا 18; اصحاب کہف کا پسندیدہ عمل 16; اصحاب کہف کا پناہ تلاش کرنا 1; اصحاب کہف کا توکل 9; اصحاب کہف کا تمسک 7; اصحاب کہف کا حق کی تلاش کرنا 9; اصحاب کہف کا عقیدہ 6; اصحاب کہف کی فضیلت کی تلاش کرنا 2; اصحاب کہف کا قصہ 1; اصحاب کہف کا مدد طلب کرنا 14; اصحاب کہف کی تحریک 16; اصحاب کہف کی توحید 12; اصحاب کہف کی توحید ربوبی 6; اصحاب کہف کی جوانمردی 2، 16، 18; اصحاب کہف کی دعا 7، 13، 14; اصحاب کہف کی شرک سے جنگ 14; اصحاب کہف کی کامیابی 17; اصحاب کہف کی مشکلات 14; اصحاب کہف کی ہجرت 2; اصحاب کہف کے زمانے کا معاشرہ 1; اصحاب کہف کے فضائل 16

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی تعریفیں 5; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے تمسک 7، 8; اللہ تعالیٰ کی رحمت کی درخواست 7; اللہ تعالیٰ کی حمایتوں کی درخواست 7

امید رکھنا:

رحمت کی امید رکھنا 12

امید رکھنے والے:

رحمت کی امید رکھنے والے 12

ایمان :

ایمان کی حفاظت کی اہمیت 4; ایمان کی حفاظت پر حوصلہ افزائی 5; ایمان کی حفاظت کے آثار 11

بھروسہ:

اللہ تعالیٰ کی امدادوں پر بھروسہ 9

جوانمردی:

جوانمردی کے مقامات 2، 5

جوانی:

جوانی میں ایمان کی اہمیت 3; جوانی میں عمل کی اہمیت 3

دعا:

دعا اور کوشش 10; دعا کی اہمیت 10; دعا کے آداب 8

رحمت :

328

رحمت کا باعث 11; رحمت کے آثار 15

روایت : 18

زندگی :

دنیاوی زندگی سے دوری اختیار کرنے والے 17

عمل :

بہترین عمل 16

مدد طلب کرنا :

اللہ سے مدد طلب کرنا 14

فضائل :

فضائل کو محفوظ رکھنے پر حوصلہ افزائی 5

کامیابی:

اللہ کے امتحانوں میں کامیابی 17

موحدین: 6، 12

ہجرت:

فاسد معاشرہ سے ہجرت 5; ہجرت کی اہمیت 5;

ہدایت :

ہدایت کا سرچشمہ 15; ہدایت کی درخواست 13

فَضْرَبْنَا عَلَىٰ أَذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا (۱۱)

تو ہم نے غار میں ان کے کانوں پر چند برسوں کے لئے پردے ڈال دیئے (11)

1_ اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف پر نیند مسلط کر کے ان کی دعائوں کو قبول فرمایا _

فَقَالُوا رَبَّنَا عَلَيْنَا مَا لَمْ يَكُنْ لَنَا بَالُغَةٌ فِيهِ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ عَظِيمًا

عبارت "ضربنا علی اذانہم" اس سے کنایہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سلا دیا اس طرح کہ ان کے کان کچھ نہیں سن سکتے تھے۔ جملہ "ضربنا" کا حرف تفریع سے گزشتہ ان جملات پر عطف کہ جن میں اصحاب کہف کی دعا تھی، یہ بتاتا ہے کہ ان کی دعائوں کے مستجاب ہونے کی بناء پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر نیند چھا گئی۔

2_ کئی سالوں پر مشتمل گہری نیند میں اصحاب کہف کا کھوجانا، اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی بناء پر تھا _

فَضْرَبْنَا عَلَىٰ أَذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا

"عددًا" مصدر ہے اور اس سے مراد "معدودہ" یا "ذات عدد" ہے _ "سنین" کی عدد کے ساتھ توصیف بعض مفسرین کی نظر میں سالوں کی کثرت پر اشارہ ہے کیونکہ اگر سالوں کی تعداد کم ہوتی تو ضرورت نہ تھی کہ انہیں شمار کیا جائے۔

3_ نیند کی حالت میں اصحاب کہف کی لمبی زندگی، اللہ

329

تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔

کانُوا مِنْ أَهْلِ الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا

4_ اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کی سماعت کی حس میں تبدیلی پیدا کر کے انہیں نیند کی حالت میں کئی سال غار میں ٹھہرائے رکھا۔

5_ انسان کی سماعت کی حس کا اسکی نیند سے گہرا تعلق ہے۔

فَضْرَبْنَا عَلَىٰ أَذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا

"انکے کانوں پر پردہ ڈال کر" ان کی نیند کو بیان کرنا جیسا کہ جملہ "ضربنا..." میں ہے یہ بتاتا ہے کہ نیند اور حس

سماعت میں کافی قریبی تعلق ہے۔

6_ زندگی کے طبیعی اور مادی روابط اور اسباب پر اللہ کا ارادہ غالب ہے۔

فَضْرِبْنَا عَلٰی ءِ اَذَانِهِمْ فِی الْكَهْفِ سَنَیْنِ عَدَد

7_ انسان کا جسمانی نظام، نیند کی صورت میں بغیر غذا کے لمبی زندگی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

فَضْرِبْنَا عَلٰی ءِ اَذَانِهِمْ فِی الْكَهْفِ سَنَیْنِ عَدَدًا

سورہ کہف کی ان آیات سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اصحاب کہف ان بہت سے سالوں میں زندہ تھے ' لیکن حالت خواب میں تھے۔

8_ اصحاب کہف کا کئی سالوں کی نیند میں کھوجانے کا مقام، غار تھا۔

فَضْرِبْنَا عَلٰی ءِ اَذَانِهِمْ فِی الْكَهْفِ سَنَیْنِ عَدَد

اصحاب کہف:

اصحاب کہف کا قصہ 1، 2، 3، 4، 8 ; اصحاب کہف کی دعا کا قبول ہونا 1; اصحاب کہف کی عمر 3; اصحاب کہف کی نیند 1،

3; اصحاب کہف کی نیند کا سرچشمہ 3، 4; اصحاب کہف کی نیند کی مدت 2، 8; اصحاب کہف کی نیند کا مقام 8; اصحاب کہف

کے کانوں کا بھاری ہونا 4; غار میں اصحاب کہف 8

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا غالب ہونا 6; اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا کردار 2; اللہ تعالیٰ کے افعال 1، 4

اللہ تعالیٰ کی آیات: 3

جسم:

جسم کی صلاحیتیں 7

سماعت:

حس سماعت اور نیند 5

عمر:

لمبی عمر کا باعث 7

طبیعی اسباب :

طبیعی اسباب پر غالب 6

نیند:

نیند کا کردار 7

330

ثُمَّ بَعَثْنَا هُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَىٰ لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا (۱۲)

پھر ہم نے انہیں دوبارہ اٹھایا تا کہ یہ دیکھیں کہ دونوں گروہوں میں اپنے ٹھہرنے کی مدت کسے زیادہ معلوم ہے (12)

1_ اصحاب کہف اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی بناء پر اپنی چند سالہ نیند کے بعد بیدار ہو گئے۔

فَضْرِبْنَا عَلٰی ءِ اَذَانِهِمْ فِی الْكَهْفِ سَنَیْنِ عَدَدًا

ثُمَّ بَعَثْنَا هُمْ

2_ اصحاب کہف کو نیند سے بیدار کرنے کا مقصد انکو اپنی نیند کی مدت کے حوالے سے واضح کرنا تھا۔

ثُمَّ بَعَثْنَا هُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَىٰ لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا

یاد رہے کہ "لنعلم" (تاکہ ہم جان لیں) اللہ تعالیٰ کے حوالے سے کسب علم نہیں ہے بلکہ معلوم چیز کو تحقق بخشنا ہے۔

مندرجہ بالا مطلب میں اللہ تعالیٰ کے جاننے کو "واضح کرنا" سے تعبیر کیا گیا ہے اور "امد" گزرتا وقت اور مدت کا اختتام

کا معنی دیتا ہے۔

اس آیت میں "أحصی" کے قرینہ سے پہلا معنی مراد ہے کلمہ "أحصی" کے بارے میں احتمال ہے کہ فعل ماضی ہو اور

"امدا" اس کا مفعول کہ جس کی وجہ سے "المالِثُوا" کا "امدا" سے تعلق ہوگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ "أحصی" اسم تفضیل

ہو اور "ا" مد" اس کی تمیز ہو۔

3_ اصحاب کہف میں اپنی نیند کی مدت کے تجزیہ کے حوالے سے دو گروہ پیدا ہو چکے تھے۔

أَيُّ الْحَزْبَيْنِ أَحْصَى لِمَا لَبِثُوا

بعد والی آیات کی طرف توجہ کرتے ہوئے جو کہ اصحاب کہف کی آپس میں گفتگو نقل کرتی ہیں _ "قَالُوا لَبِثْنَا" سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دو گروہوں میں بٹ چکے تھے اور اپنی نیند کی مدت کے حوالے سے ان کی رائے میں اختلاف تھا۔

4_ عالم ہستی میں تعجب انگیز چیزوں کا موجود ہونا اللہ تعالیٰ کے علم کے فعلی ہونے کی بناء پر ہے۔

ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحَزْبَيْنِ

یہ واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے آگاہ ہے زمان

331

و مکان کے ابعاد اس کے علم کے مد مقابل رکاوٹ نہیں ہیں۔ لہذا "لنعلم" کا ایسا معنی ہو کہ جو اس مسلم اور عمومی قانون کے منافی نہ ہو تو ایک صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ "لنعلم" میں علم سے مراد اللہ تعالیٰ کے علم کا فعلی ہونا ہے یعنی وہ چیز کہ جس کے متحقق ہونے کا اللہ کو علم تھا وہ تحقق پیدا کر گئی ہے۔

اصحاب کہف :

اصحاب کہف کا قصہ 1،3؛ اصحاب کہف کی بیداری کا سرچشمہ 1؛ اصحاب کہف کی بیداری کا فلسفہ 2؛ اصحاب کہف کی

نیند کی مدت 2،3؛ اصحاب کہف میں اختلاف 3؛

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے ارادے کا کردار 1؛ اللہ تعالیٰ کے علم کے متحقق ہونے کے آثار 4

موجودات:

موجودات کی خلقت 4

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ إِنَّهُمْ فِتْنَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى (۱۳)

ہم آپ کو ان کے واقعات بالکل سچے سچے بتا رہے ہیں۔ یہ چند جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی ہدایت میں اضافہ کر دیا تھا (13)

1_ پیغمبر (ص) کے لئے اصحاب کہف کی داستان نقل کرنے میں اللہ تعالیٰ کا بیان قصے کہانیوں اور خرافات سے دور،

حقیقت کے مطابق تھا۔

نحن نقص عليك نبأهم بالحق

"بالحق" ہوسکتا ہے "نقص" کے متعلق ہو یا "نبأہم" کے لئے قید ہو پہلی صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا کہ اصحاب کہف کے حوالے سے ہماری بات مکمل طور پر حقیقت کے مطابق ہے اور جو کچھ ہم نقل کر رہے ہیں غیر حقیقی باتوں سے

مخلوط ہونے سے منزہ اور پاک ہے۔

2_ اصحاب کہف کی داستان، حقیقت پر مبنی ایک واقعی داستان ہے نہ کہ محض بنایا گیا خیالی افسانہ ہے۔

نحن نقص عليك نبأهم بالحق

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "بالحق"، "نبأہم" کے لئے قید ہو یعنی یہ بتایا جا رہا ہے کہ اصحاب کہف کی داستان

کائنات میں واقع ہونے والی حقیقی داستان ہے نہ یہ کہ قرآن نے توحید پرست انسانوں کے حوالے سے ایک خیالی ماٹل و

نمونہ کے طور پر اسے بنایا ہے۔

332

3_ اصحاب کہف کی داستان نقل کرنے کا ایک قابل قدر اور مفید مقصد ہے۔

نحن نقص عليك نبأهم بالحق

"حق" اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو اپنے مقام پر اور حکمت کے ساتھ ہو (مجمع البیان) یہ کہ اصحاب کہف کی داستان کو حق کے ساتھ بیان کرنا جیسا کہ جملہ "نقص علیک نبا ہم بالحق" سے واضح ہے۔ اس مطلب کی طرف اشارہ ہو رہا ہے کہ اس داستان کے نقل کرنے میں ایک منطقی ہدف اور اچھی قابل قدر غرض کو ملحوظ خاطر رکھا گیا۔

4_ زمانہ بعثت کے لوگوں کی اصحاب کہف اور ان کی داستان کے حوالے سے غیر حقیقی اور خرافات سے ملی ہوئی معلومات تھیں۔

نحن نقص علیک نبا ہم بالحق

"بالحق" اصحاب کہف کی داستان بیان کرنے والوں کے لئے 'تعریفی قید ہے اور یہ بیان کر رہی ہے کہ وہ غیر حقیقی اور خرافات پر مشتمل چیزوں سے مخلوط کر کے اس داستان کو بیان کرتے تھے۔

5_ الہی لوگوں کے صحیح خدوخال اور تاریخی حقیقی واقعات بیان کرنے اور لوگوں کی داستان سے ابہام دور کرنے کا قرآنی اہتمام۔

نحن نقص علیک نبا ہم بالحق

6_ تاریخی حقائق اور حقیقی داستانوں سے فائدہ اٹھانا قرآنی روش اور طریقوں میں سے ایک ہے۔

نحن نقص علیک نبا ہم بالحق

7_ اصحاب کہف، اپنے پروردگار پر ایمان لاتے ہوئے جو انمرد لوگ اور اللہ تعالیٰ کی فراوان ہدایت سے بہرہ مند تھے۔ انہم فتیۃ ء امنوا برہم وزدناہم ہدی

8_ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی معرفت، اصحاب کہف کے ایمان کے اسباب میں سے تھی۔ امنوا برہم

9_ جوانوں کا ایمان، قابل قدر اور خاص اہمیت کا حامل ہے۔

انہم فتیۃ ء امنوا برہم

آیت کی اصحاب کہف کے "فتیۃ" ہونے پر تاکید شاید ان کی عمر کے حوالے سے ہو کہ اس صورت میں اس صفت کو واضح کرنا اور فوقیت دینا جوانی کے سالوں میں ایمان کی قدر و قیمت بیان کر رہا ہے۔

10_ ایمان کی راہ میں انسان کی حرکت، اللہ کی وافر مقدار میں ہدایت سے بہرہ مند ہونے کا سرچشمہ ہے۔ ء امنوا برہم وزدناہم ہدی

11_ اللہ پر ایمان، حقیقی ہدایت اور بہت سے درجات پر مشتمل ہے۔

امنوا برہم وزدناہم ہدی

"زدناہم ہدی" (ان کی ہدایت میں ہم نے اضافہ کیا) کا ان کے ایمان لانے کے بعد ذکر، اس معنی کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ ہم نے ان کے ایمان کو استحکام بخشا ہے تو اس صورت میں ہدایت سے مراد، ایمان کا مضبوط ہونا ہوگا۔

اسلام :

333

صدر اسلام کی تاریخ 4; صدرا سلام میں خرافات 4

اصحاب کہف:

اصحاب کہف کا ایمان 7; اصحاب کہف کی اللہ تعالیٰ کے بارے میں معرفت 8; اصحاب کہف کی جو انمردی 7; اصحاب کہف کی داستان کی اہمیت 3; اصحاب کہف کی داستان کی حقیقت 1، 2; اصحاب کہف کی داستان کا مقصد 3; اصحاب کہف کی ہدایت 7; اصحاب کہف کے ایمان کے اسباب 8; اصحاب کہف کے فضائل 7

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت 8; اللہ تعالیٰ کی معرفت کے آثار 8

اہمیتیں: 9

ایمان:

اللہ تعالیٰ پر ایمان 11; ایمان کے آثار 10; ایمان کے درجات 11

تاریخ:

- تاریخ بیان کرنے کی اہمیت 5; تاریخ کے مصادر 5
 جوانی:
 جوانی میں ایمان کی اہمیت 9
 قرآن:
 قرآن کا کردار 5; قرآن میں تاریخ 6; قرآنی تعلیمات کی روش 6
 لوگ:
 زمانہ بعثت کے لوگ اور اصحاب کہف کا قصہ 4
 مؤمنین: 7
 ہدایت پانے والے: 7
 ہدایت کا پیش خیمہ 10
 ہدایت کے موارد 1

تفسیر راہنما جلد 10

وَرَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُو مِنْ دُونِهِ إِلَهًا لَقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا (۱۴)
 اور انکے دلوں کو مطمئن کر دیا تھا اس وقت جب یہ سب یہ کہہ کر اٹھے کہ ہمارا پروردگار آسمانوں اور زمین کا مالک ہے
 ہم اس کے علاوہ کسی خدا کو نہ پکار دیں گے کہ اس طرح ہم بے عقلی کی بات کے قائل ہوجائیں گے (14)

1_ اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کے قیام اور حرکت کے بعد ان کے دلوں کو استوار اور اطمینان سے سرشار

334

کیا۔

وربطنا علی قلوبہم إذ قامو

جملہ "ربطنا علی قلوبہم" (ہم نے ان کے دلوں کو متصل کیا) یہ ایک تمثیل ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ دلوں کو اطمینان
 بخشا اور محکم واستوار کیا۔

2_ راہ توحید میں قیام اور عقیدہ توحید کا اعلان، بہت با عظمت اور با وقار قدر و قیمت کا حامل ہے۔

وربطنا علی قلوبہم إذ قاموا فقالوا ربنا رب السموات والارض

قیام کے معانی میں سے ایک معنی، "عزم اور مصمم ارادہ ہے"۔ لہذا "قاموا" سے مراد یہ کہ اپنے توحیدی عقیدہ پر مصمم
 ہو گئے "فقالوا" گویا اسی عقیدہ کا اعلان ہے۔

3_ اللہ تعالیٰ کی خاطر قیام اور اقدار کا دفاع، محکم روحی اور قلبی طاقت کا محتاج ہے۔

وربطنا علی قلوبہم إذ قامو

4_ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرنے کے لئے روحی اور قلبی قدرت و طاقت اس کی (اللہ کی) طرف سے توحید پرست قیام
 کرنے والے کے لئے ایک عنایت ہے۔

ء امنوا برہم ... وربطنا علی قلوبہم إذ قامو

5_ راہ توحید میں اللہ تعالیٰ کی خاطر قیام، الہی تائیدوں اور اس کی معنوی عنایات کا موجب ہے۔

وربطنا علی قلوبہم إذ قامو

6_ ایمان حقیقی، عقیدہ توحید کو دوام بخشنے کی راہ میں زحمت و کوشش کا موجب ہے۔

ء امنوا برہم ... إذ قاموا فقالوا ربنا

7_ تمام موجودات پر اللہ واحد کی ربوبیت کا اعلان اور اسکے غیر کی عبادت سے بیزاری، اصحاب کہف کا اعلان اور انکے قیام کا مرکزی نکتہ تھا۔

فقالوا ربنا رب السموات والارض لن ندعوا من دونه إلهاً

8_ اصحاب کہف کا معاشرتی ماحول، شرک سے آلودہ ماحول تھا اور اظہار توحید کے لئے غیر مناسب تھا۔
وربطنا علی قلوبہم إذ قاموا فقالوا

چنانچہ اگر اصحاب کہف کے اظہار نظر کے لیے ماحول مناسب ہوتا تو انہیں قیام کی ضرورت نہ تھی اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی خصوصی امدادوں (ربطنا...) کی ضرورت تھی۔

9 فقط انسانوں اور کائنات کا پروردگار، حق عبادت رکھتا ہے۔

ربنا رب السموات والارض

10_ انسانوں اور کائنات پر ربوبیت آپس میں ملی ہوئی اور جدا نہ ہونے والی ہے۔

ربنا رب السموات والارض لن ندعوا من دونه

اصحاب کہف نے اللہ تعالیٰ کی کائنات پر ربوبیت کا علم رکھتے ہوئے اپنے رب کو بھی "ربنا" کے بیان سے پکارا یعنی اسے ہی زمین اور آسمانوں کا رب سمجھا اور ان دونوں میں جدائی کو ناحق جانا اور

335

یہ جملہ کہہ کر اپنی بات کی تاکید کی۔ "لقد قلنا إذا شطط"

11_ ربوبیت میں توحید، عبادت میں توحید اور توحید پرستی کا تقاضا کرتی ہے۔

ربنا رب السموات والارض لن ندعوا من دونه إلهاً

اصحاب کہف کے استدلال میں "إله" (معبود) کی وحدت اور "رب" کی وحدانیت میں جدائی ناپذیر تلازم، واضح معلوم ہوتا ہے۔ وہ حرف "ال" لا کر کہ جو ہمیشہ کے لئے نفی کرتا ہے۔ "رب السموات والارض" کے علاوہ ہر چیز کے معبود ہونے کی نفی کرتے تھے۔

12_ کائنات، بہت سے آسمانوں کا مرکب ہے۔

رب السموات والارض

13_ آسمانوں اور زمین (کائنات) کے امور کی تدبیر، اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

رب السموات والارض

14_ اصحاب کہف کی گہری فکر اور توحیدی تحریک ان پر بہت زیادہ الہی ہدایت کی وجہ سے تھی۔

زدنہم ہدی وربطنا علی قلوبہم إذ قاموا فقالوا ربنا رب السموات والارض

"اذقاموا" جملات "زدنہم ہدی وربطنا..." کے لئے ظرف ہے۔

15_ غیر خدا کی ربوبیت اور الوہیت پر عقیدہ، حق و حقیقت سے بہت دور ایک فکر ہے۔

لن ندعوا من دونه إلهاً لقد قلنا إذا شطط

"شطط" حق سے دور اور افراط میں پڑنے کے معنی میں ہے۔

16_ حق و عدالت کے ترازو پر عقائد کو محکم کرنے اور ہر قسم کے باطل کی طرف میلان پیدا کرنے سے پرہیز کرنا

ضروری ہے۔

لن ندعوا من دونه إلهاً لقد قلنا إذا شطط

آیت مبارکہ اور اصحاب کہف کی گفتگو میں باطل کی طرف میلان اور حق سے دور ہر بات کی مذمت کی گئی ہے یہ بات حقیقت میں عقائد کے انتخاب میں معیار پیش کر رہی ہے۔

17_ "عن أبی جعفر (ع) فی قوله عزّوجلّ: لن ندعوا من دونه إلهاً لقد قلنا إذا شططاً یعنی جوراً علی اللہ ان قلنا انّ لہ شریکاً 1

امام باقر (ع) سے اللہ تعالیٰ کی کلام: "لن ندعوا من دونه إلهاً لقد قلنا إذا شططاً" کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ آیت سے مراد یہ ہے کہ اگر یہ کہیں اس کا کوئی شریک ہے تو یہ اللہ پر ظلم ہے۔

آسمان:

آسمانوں کی تعداد 12; آسمانوں کا رب 13
اصحاب کہف:

.....

(1) تفسیر قمری ج 2 ص 34، نور الثقلین ج 3، ص 251، ح 34۔

336

اصحاب کہف کا شرک سے مقابلہ 7; اصحاب کہف کا قصہ 8; اصحاب کہف کی تحریک کے آثار 1; اصحاب کہف کی تحریک کے اسباب 14; اصحاب کہف کی توحید ربوبیت 7; اصحاب کہف کی توحید کے آثار 14; اصحاب کہف کی ہدایت کے آثار 14; اصحاب کہف کے دل کے اطمینان کا سرچشمہ 1; اصحاب کہف کے زمانہ کا معاشرہ 8; اصحاب کہف کے زمانہ میں شرک 8
اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ پر ظلم 17; اللہ تعالیٰ کی حمایتوں کا با پیش خیمہ 5; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت 13; اللہ تعالیٰ کی نعمتیں 4; اللہ تعالیٰ کے افعال 1

اللہ تعالیٰ کی راہ میں تحریک :
اللہ تعالیٰ کی راہ میں تحریک کی اہمیت 2; اللہ تعالیٰ کی راہ میں تحریک کی شرائط 3; تعالیٰ کی راہ میں تحریک کے آثار 5 انسان :

انسان کا رب 10

ایمان :

ایمان کے آثار 6

باطل :

باطل سے دوری کی اہمیت 16

توحید :

توحید ربوبیت کے آثار 11; توحید ربوبیت کے اسباب 11; توحید عبادی 9; توحید کا باعث 6;

توحید کی تبلیغ کی اہمیت 2; ربوبیت میں توحید 10

خوبیاں: 2

خوبیوں کے دفاع کا باعث 3

روایت : 17

زمین :

زمین کا رب 13

شرک:

شرک کا رد 15; شرک کا ظلم 17

ضرورتیں :

قلبی اطمینان کی ضرورت 3

عقیدہ :

باطل عقیدہ 15; عقیدہ کی بنیادیں 16; عقیدہ کی حقانیت 16; غیر خدا کی ربوبیت کے بارے میں عقیدہ 15

مجاہدین :

مجاہدین پر نعمات 4; مجاہدین کا روحی استحکام 4

معبودیت :

معبودیت کا معیار 9

موحدین :

موحدین پر نعمات 4; موحدین کا روحی استحکام 4

نعمت:

اطمینان قلب جیسی نعمت 4; نعمت کا باعث 5

337

هُؤْلَاءِ قَوْمًا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا (۱۵)

یہ ہماری قوم ہے جس نے خدا کو چھوڑ کر دوسرے خدا اختیار کر لئے ہیں آخر یہ لوگ ان خداؤں کے لئے کوئی واضح دلیل کیوں نہیں لاتے۔ پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو پروردگار پر افترا کرے اور اس کے خلاف الزام لگائے (15)

- 1_ اصحاب کہف کا معاشرہ، ایک مشرک اور بہت سے معبودوں پر عقیدہ رکھنے والا معاشرہ تھا۔
ہو لاء قومنا اتخذوا من دونه ا لہة
- 2_ اصحاب کہف، اپنے معاشرہ کے لوگوں کے شرک اور عقائد میں منحرف ہونے سے پریشان اور دلی طور پر رنجیدہ تھے۔
ہو لاء قومنا اتخذوا من دونه ا لہة
- جملہ "ہو لاء..." کا انداز اصحاب کہف کے اپنے زمانے کے لوگوں کی گمراہی پر افسوس و رنج کے اظہار کو بیان کر رہا ہے۔
- 3_ حقیقی توحید پرست لوگ، لوگوں کے شرک اور عقائد میں انحراف کے مد مقابل خاموش نہیں رہ سکتے۔
ربنا رب السموات... ہو لاء قومنا اتخذوا من دونه ا لہة
- اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کا حقیقی توحید پرست لوگوں کے عنوان سے تعارف کروایا اور ان کے حالات و صفات کے بیان میں ان کے اصل توحید کے اقرار کے بعد ان کا اپنے معاشرہ کے لوگوں کی طرف متوجہ ہونا اور لوگوں کی گمراہی پر انکا افسوس کرنا بیان کیا ہے۔
- 4_ اجتماعی فضا اور معاشرتی جبر، سماج کے رنگ میں رنگنے کی وضاحت کے لئے عذر کے طور پر قبول نہیں ہونگے۔
ہو لاء قومنا اتخذوا من دونه ا لہة
- اصحاب کہف کے کفر سے بھرے ہوئے ماحول میں ان کے توحید اور ایمان کی طرف میلان کو

338

- بیان کرنا اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کے لئے ممکن ہے کہ ماحول کے رنگ میں نہ رنگے بلکہ عمومی فضا کے خلاف راہ حق میں قدم اٹھائے۔
- 5_ اصحاب کہف کا معاشرہ اپنے شرک سے آلودہ عقائد پر کسی قسم کی دلیل و برہان نہیں رکھتا تھا۔
ہو لاء قومنا... لولا یا تون علیہم بسلطان بین۔
 - 6_ اصحاب کہف کی نظر میں اپنے معاشرہ کی سب سے بڑی مشکل ان کا عقیدہ میں غیر منطقی اور کمزور افکار رکھنا تھا۔
اتخذوا من دونه ا لہة لولا یا تون علیہم بسلطان بین
 - 7_ شرک ایک غیر منطقی مقصود ہے اور ہر قسم کی دلیل و برہان سے خالی ہے۔
ہو لاء قومنا اتخذوا من دونه ا لہة لولا یا تون علیہم بسلطان بین
 - 8_ اصحاب کہف کی توحیدی معرفت ایک گہری اور یقینی و روشن دلائل پر مشتمل معرفت ہے۔
اتخذوا من دونه ا لہة لولا یا تون علیہم بسلطان بین
 - یہ کہ اصحاب کہف نے اپنے زمانے کے لوگوں کی سطحی فکر رکھنے اور غیر منطقی ہونے پر مذمت کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے عقائد میں برہان رکھتے تھے۔
 - 9_ ضروری ہے کہ عقائد واضح اور محکم دلائل پر استوار ہوں۔
لولا یا تون علیہم بسلطان بین

- 10_ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا سب سے بڑا ظلم ہے۔
فمن أظلم ممن افتري على الله كذب
- 11_ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا بہت بڑا گناہ ہے اور اس پر جھوٹ باندھنے والے سب سے بڑے ظالم لوگ ہیں۔
فمن أظلم ممن افتري على الله كذب
- 12_ شرک بہت بڑا گناہ ہے اور مشرک ظالم ترین لوگ ہیں۔
اتخذوا من دونه ء الهة... فمن أظلم ممن افتري على الله كذب
- 13_ اللہ تعالیٰ کو شریک رکھنے والا سمجھنا، ایک جھوٹا وہم اور اس کی ذات پر جھوٹ باندھنا ہے۔
فمن أظلم ممن افتري على الله كذب
- 14_ اصحاب کہف کا معاشرہ، عقل و شعور رکھنے والی مخلوقات کو اپنا معبود سمجھتے تھے اور ان کی عبادت کرتے تھے۔
لولا يا تون عليهم بسلطان بين
- ضمیر "ہم" کا معمولاً استعمال ان مقامات پر ہوتا ہے کہ جہاں اسکا مرجع ایسا گروہ ہو جو شعور رکھتا ہو تو یہاں "ا لہة" سے مراد جو کہ "ہم" ضمیر کا مرجع ہے 'بشر یا فرشتوں یا ان جیسی مخلوقات کی جنس سے معبود ہیں۔
- اصحاب کہف:

339

- اصحاب کہف کا عقیدہ 8; اصحاب کہف کا قصہ 1، 2; اصحاب کہف کی توحید 8; اصحاب کہف کے رنج کے اسباب 2; اصحاب کہف کے زمانے کا معاشرہ 1، 14; اصحاب کہف کے زمانے کے معاشرہ کا عقیدہ 5، 6; اصحاب کہف کے زمانے کے معاشرہ کی مشکلات 6; اصحاب کہف کے زمانہ میں شرک 1، 2، 5; اصحاب کہف کے غم کے اسباب 2
- اللہ تعالیٰ :
- اللہ تعالیٰ پر ظلم 10; اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک 13
- اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والے :
- اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والوں کا ظلم 11
- بت پرستی:
- اصحاب کہف کی تاریخ 14; اصحاب کہف کے زمانہ میں بت پرستی 14
- جھوٹ باندھنا:
- اللہ پر جھوٹ باندھنا 10، 13
- شرک :
- شرک کا غیر منطقی ہونا 7
- ظالمین : 11، 12
- ظلم :
- سب سے بڑا ظلم 10
- عذر:
- ناقابل قبول عذر 4
- عقیدہ :
- باطل عقیدہ 13; عقیدہ کی اساس 9; عقیدہ میں برہان 8; عقیدہ میں برہان کی اہمیت 6، 9;
- گناہان کبیرہ : 11، 12
- لوگ:
- ظالم ترین لوگ 11، 12
- مشرکین :

مشرکین کا ظلم 12؛ مشرکین کا غیر منطقی ہونا 5

معاشرہ:

معاشرہ سے اثر لینا 4؛ مشرک معاشرہ 1

موحدین :

موحدین کا ذمہ داری قبول کرنا 3؛ موحدین کا شرک کے خلاف جنگ کرنا 3

وَإِذْ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يُعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأَوْا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ مَرْفَقًا (١٦)
اور رجب تم نے ان سے اور خدا کے علاوہ ان کے تمام معبودوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہے تو اب غار میں پناہ لے لو
تمہارا پروردگار تمہارے لئے اپنی رحمت کا دامن پھیلا دے گا اور اپنے حکم سے آسانیوں کا سامان فراہم کر دے گا (16)

1_ اصحاب کہف، کافر معاشرہ کی طرف سے خطرہ میں تھے اور وہ انکا مقابلہ کرنے کے لئے کافی حد تک

340

طاقت بھی نہ رکھتے تھے۔

وَإِذْ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يُعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأَوْا إِلَى الْكَهْفِ

اصحاب کہف کا اپنے معاشرہ سے کنارہ کشی اختیار کرنا بتا رہے کہ وہ معاشرہ اور مشرکین کی طرف سے دبائو میں تھے۔

2_ اصحاب کہف میں سے بعض نے بعض کو غار میں جانے کا مشورہ دیا۔

وَإِذْ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يُعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأَوْا إِلَى الْكَهْفِ

3_ اصحاب کہف نے مشرکین سے جان چھڑانے کے لئے ایک غار کو اپنے لئے منتخب کیا۔

فَاوْا إِلَى الْكَهْفِ

اصحاب کہف کا غار میں جانا ظاہری طور پر سپاہیوں اور تعاقب کرنے والوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہونے کی بناء پر تھا۔

4_ اصحاب کہف نے اپنے ایمان کی حفاظت کی خاطر مجبوراً شرک آلود معاشرے سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔

وَإِذْ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يُعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأَوْا إِلَى الْكَهْفِ

"و ما یعبدون الا الله" کی طرف توجہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب کہف کا کنارہ کشی اختیار کرنا اپنے ایمان و عقیدہ کی حفاظت کی خاطر تھا۔

5_ کفر و شرک کے ماحول سے عقیدہ کی حفاظت کی خاطر ہجرت کا ضروری ہونا۔

وَإِذْ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ ... فَأَوْا إِلَى الْكَهْفِ

اصحاب کہف کا شرک آلودہ معاشرہ اور مشرکین سے کنارہ کشی اختیار کرنے کا بیان درحقیقت موحدین اور مومنین کے لیے نمونہ کا بیان اور نصیحت ہے کہ وقت تعارض ایسے معاشرہ میں رہنے کے بجائے ایمان کی حفاظت کو ترجیح دینی چاہئے اور کفر کے ماحول سے ہجرت کرنی چاہئے۔

6_ اصحاب کہف نے شرک کی حکومت اور مشرک ماحول میں آسودہ زندگی پر سخت اور پر مشقت زندگی کو توحید کی ہمرابی میں ترجیح دی۔

وَإِذْ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يُعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأَوْا إِلَى الْكَهْفِ

7_ ایمان اور توحید کے ساتھ پر مشقت زندگی، شرک آلود آسائشے والی زندگی پر ترجیح رکھتی ہے۔

وَإِذْ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يُعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأَوْا إِلَى الْكَهْفِ

8_ اصحاب کہف کو شرک کی حکومت اور مشرک معاشرہ سے ہجرت کرنے کی صورت میں الہی رحمت کے بیان پر اطمینان تھا۔

فَاوْا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ

فعل "ینشر" امر کے جواب میں ہے اور شرط مقدر کی جزاء ہے یعنی "ان تا وا إلى الكهف ینشر ... " اسکا مطلب یہ ہے کہ ہجرت کی صورت میں رحمت الہی حتمی ہے۔

9_ ایمان، توحید اور اچھائیوں کی حفاظت کی راہ میں

341

- کوشش کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہوگی۔
 واذا اعتزلتموہم و... فاؤا... ینشرلکم ربکم من رحمۃ
 10_ اصحاب کہف کے انگیزہ تحریک کا محور اور آخری ہدف، اللہ تھا۔
 واذا اعتزلتموہم وما یعبدون الا اللہ... ینشرلکم ربکم
 اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر معبود کی عبادت سے اصحاب کہف کا کنارہ کشی اختیار کرنا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور امداد پر
 دل باندھنا مندرجہ بالا مطلب کو بیان کر رہا ہے۔
 11_ اصحاب کہف اس توحیدی حرکت کی مشکلات اور پیچیدگیاں حل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا سہارا لیئے ہوئے تھے۔
 ویہی لکم من امرکم مرفق
 تھیہ (یہی کا مصدر) فراہم کرنے اور آمادہ کرنے کے معنی میں ہے اور "مرفق" اس چیز کو کہتے ہیں کہ اس کی مدد
 سے کام ہو جاتا ہے۔ "من امرکم" میں من ابتدا کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور ممکن ہے کہ بدل کا معنی بیان کر رہا ہو
 کہ اس صورت میں جملہ کا معنی یہ ہوگا "وہ تمہارے کام کے عوض میں تمہیں مدد فراہم کرے گا"۔
 12_ اصحاب کہف اپنی توحید اور توحیدی تحریک کو دوام بخشنے کے لئے ضروری اسباب کے فراہم ہونے پر مطمئن
 تھے۔
 ویہی لکم من امرکم مرفق
 13_ اللہ تعالیٰ اپنے عقیدہ توحید پر محکم رکھنے کے لئے مہاجر توحید پرست کو مناسب امداد فراہم کرنے والا ہے۔
 ویہی لکم من امرکم مرفق

اصحاب کہف:

- اصحاب کہف اور مشرکین 3; اصحاب کہف کا اطمینان 8، 12; اصحاب کہف کا ایمان 4، 6; اصحاب کہف کا بھروسہ
 11; اصحاب کہف کا پناہ لینا 2، 3; اصحاب کہف کا ضیغ ہونا 1; اصحاب کہف کا قصہ 1، 2، 3، 4، 6، 12; اصحاب کہف
 کا کنارہ کشی اختیار کرنا 4، 6; اصحاب کہف کا نظریہ 8; اصحاب کہف کو اپنے زمانے کے معاشرہ دھمکیاں 1; اصحاب
 کہف کو دھمکی 1; اصحاب کہف کا کے تجویز 2; اصحاب کہف کی تحریک 12; اصحاب کہف کی تحریک کا انگیزہ
 10; اصحاب کہف کی تحریک کے مقاصد 10; اصحاب کہف کی توحید 6، 12; اصحاب کہف کی مشکلات 6، 11; غار میں
 اصحاب کہف 3

اللہ تعالیٰ :

- اللہ تعالیٰ کی امدادیں 13; اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث 9; اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اسباب 8; اللہ تعالیٰ کے افعال 13
 امید رکھنے والے :
 رحمت پر امید رکھنے والے 8

ایمان :

- ایمان کی اہمیت 7; ایمان کی حفاظت کی اہمیت 4،

342

- 9; ایمان کی قدر و قیمت 7

توحید :

- توحید کی اہمیت 7، 9; توحید کی قدر و قیمت 7

خوبیاں :

- خوبیوں کی حفاظت کی اہمیت 9

رحمت :

- رحمت کے شامل حال افراد 9

زندگی:

اہمیت والی زندگی 7; زندگی کا بے قدر و اہمیت 7

شرك:

شرك سے اعراض کرنے والے 4

عقیدہ:

عقیدہ کی حفاظت کی اہمیت 5

موحدین :

مہاجر موحدین کا مدد گار ہونا 13

ہجرت:

دار الکفر سے ہجرت 5; مشرک معاشرہ سے ہجرت 5

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقَرَّبُ مِنْهُمْ ذَاتَ الشَّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِنْهُ ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَن يُضِلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا (١٧)

اور تم دیکھو گے کہ آفتاب جب طلوع کرتا ہے تو ان کے غار سے دابنی طرف کترا کر نکل جاتا ہے اور جب ڈوبتا ہے تو بائیں طرف جھک کر نکل جاتا ہے اور وہ وسیع مقام پر آرام کر رہے ہیں۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جس کو خدا ہدایت دیدے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جس کو وہ گمراہی میں چھوڑ دے اس کے لئے کوئی راہنما اور سرپرست نہ پاؤ گے (17)

1_ اصحاب کہف کی غار کچھ اس طرح تھی کہ صبح سورج اس کی دائیں طرف اور عصر کے وقت اس کی

343

بائیں طرف سے چمکتا تھا۔

وترى الشمس إذا طلعت تزاور عن كهفهم ذات اليمين وإذا غربت تقرضهم ذات الشمال
"تزاور" انحراف اور میلان پیدا کرنے کے معنی میں ہے۔ (لسان العرب) تو اس صورت میں عبارت "إذا طلعت تزاور عن كهفهم..." سے مراد یہ ہوگا کہ سورج وقت طلوع غار کے دائیں جانب میلان پیدا کرتا تھا "قرض" کاٹنے کے معنی میں ہے۔ تو اس صورت میں جملہ "وإذا غربت تقرضهم ذات الشمال" یعنی سورج غروب ہونے کے وقت ان کے بائیں جانب سے گزر جاتا تھا۔

2_ اصحاب کہف کی غار کا دھانہ جنوب غرب کی سمت کی طرف تھا۔
وترى الشمس إذا طلعت تزاور عن كهفهم ذات اليمين وإذا غربت تقرضهم ذات الشمال
اصحاب کہف کی غار شمال کی آدھی سمت میں واقع تھی۔ تو مندرجہ ذیل موارد کی بناء پر غار کا دھانہ جنوب مغرب سمت میں تھا۔ 1 دائیں اور بائیں اس شخص کے حوالے سے دیکھا جائے گا کہ جو غار میں دروازہ کی طرف منہ کیئے ہو۔ یہاں "ذات اليمين"، "تزاور" کے لئے طرف ہے۔ تو اس صورت میں "تزاور" سے مراد یہ ہوگا کہ سورج غار کی بائیں جانب سے طلوع اور دائیں طرف کو حرکت کرتا ہوگا تو اس صورت میں غروب کے قریب فقط سورج کی روشنی غار میں چمکتی ہوگی۔

3_ غروب کے وقت سورج کی کچھ شعاعیں غار کے اندر چمکتی تھیں۔
إذا طلعت تزاور عن كهفهم... وإذا غربت تقرضهم ذات الشمال
سورج کے طلوع وغروب کے وقت اصحاب کہف پر اس کے چمکنے کے حوالے سے دو مختلف تعبیریں بیان ہوئی ہیں طلوع کے وقت غار پر سورج کی روشنی ہوتی تھی اور غروب کے وقت اصحاب کہف پر روشنی پڑتی تھی۔ (تقرضهم)
4_ اصحاب کہف کی غار کھلی فضا پر مشتمل تھی۔

وہم فی فجوة منہ

5_ اصحاب کہف غار کے وسیع حصہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

وہم فی فجوة منہ

6_ غار میں اصحاب کہف کے بدن سورج کی سیدھی روشنی پڑنے سے محفوظ تھے _

تزاوَر عن كهفهم ذات اليمين ... تقرضهم ذات الشمال وبم في فجوة منه

"فجوة" سے مراد ایسا وسیع مکان اور فضا ہے جو دو چیزوں کے درمیان ہو، کہا گیا ہے کہ اصحاب کہف کے آرام کرنے کے مقام کو "فجوة" اور غار کو وسیع فضا قرار دینا اور اسے سورج کی چمکنے کے بیان کے بعد ذکر کرنا یوں ظاہر کر رہا ہے کہ انکے بدنوں کا سورج کی مستقیماً روشنی پڑنے سے محفوظ ہونے پر اشارہ ہو رہا ہے۔

7_ اصحاب کہف کا پر امن اور وسیع پناہ گاہ پانا ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور ہدایت کا ایک نمونہ ہے۔
ینشرلکم ربکم من رحمته ... وبم في فجوة منه

344

8_ اصحاب کہف کی غار و آرام گاہ کی جغرافیہ کے حوالہ سے خاص شان اور اس پر سورج کی روشنی کا مخصوص انداز سے پڑنا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔

ذالك من آيات الله

"ذالك" اسکا مشار الیہ آیت میں بیان شدہ وہ مطالب ہیں کہ جو غار کے جغرافیہ کے حوالے سے اور اس میں اصحاب کہف کے آرام کرنے کے انداز اور دیگر خصوصیات کی تشریح کر رہے ہیں _

9_ اصحاب کہف کا ایسی خاص قسم کی غار کی طرف راہنمائی پانا کہ جس نے سالہا سال انکے بدنوں کو صحیح و سالم رکھا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے تھا _

وترى الشمس ... ذالك من آيات الله

"ذالك" اصحاب کہف کی غار اور اس کی خصوصیات کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ اور ان تمام چیزوں کا الہی نشانی ہونا شاید اس حوالے سے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بدنوں کی حفاظت اور ان کے جسموں کو سالہا سال صحیح و سالم رکھنے کے لئے ایسی غار کی طرف انہیں راہنمائی کی جو اس پروگرام کے حوالے سے طبعی طور سے ایسی بہترین خصوصیات پر مشتمل تھی۔

10_ حقیقی ہدایت، فقط اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے بہرہ مندی کی صورت میں میسر ہے _

من يهد الله فهو المهتد

11_ انسان کا الہی آیات کے ذریعے ہدایت سے بہرہ مند ہونا، فقط اس کی طرف سے توفیق بخشنے کی صورت میں ہے۔

ذالك من آيات الله من يهد الله فهو المهتد

12_ اصحاب کہف، اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے بہرہ مند گروہ تھے _

فا و إلى الكهف ينشرلکم ربکم من رحمته ... من يهد الله فهو المهتد

13_ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا مطالعہ، اس کی ہدایت تک پہنچنے کا پیش خیمہ ہے _

ذالك من آيات الله من يهد الله فهو المهتد

14_ جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کردے کوئی مددگار اور راہنما اسے فائدہ نہیں پہنچا سکے گا _

ومن يضل فلن تجد له ولياً مرشد

اس آیت میں "ولی" مددگار کے معنی میں اور "مرشد" راہنما اور ہدایت کرنے والے کے معنی میں ہے۔

15_ انسان کا ہدایت پانا اور گمراہ ہونا، اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی بناء پر ہے _

من يهد الله فهو المهتد ومن يضل فلن تجد له ولياً مرشد

16_ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے مد مقابل کوئی طاقت بھی نہ اثر رکھنے والی ہے اور نہ کارساز ہے۔

من يهد الله ... ومن يضل فلن تجد له ولياً ومرشد

17_ اللہ تعالیٰ کے کسی کو گمراہ کرنے کے ارادہ کی

345

صورت میں پیغمبر (ص) بھی اس کی ہدایت کا کوئی راستہ نہیں ڈھونڈ سکتے _

ومن يضل فلن تجد له ولياً مرشد

18_ اللہ تعالیٰ کی آیت سے غفلت، انسان کی گمراہی کا موجب ہے _

ذٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ ... وَمَنْ يَضِلَّ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کی ہدایت کی محدودیت 17

اللہ تعالیٰ کی آیات:

اللہ تعالیٰ کی آیات سے دوری کے آثار 18; اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ ہدایت 11; اللہ تعالیٰ کی آیات کے مطالعہ کے آثار 13
اصحاب کہف:

اصحاب کہف پر رحمت 7; اصحاب کہف کا بدن 6; اصحاب کہف کا قصہ 6،5; اصحاب کہف کی غار پر سورج کی چمک
1،3،6،8; اصحاب کہف کی غار صبح کے وقت 1; اصحاب کہف کی غار غروب کے وقت 1،3; اصحاب کہف کی غار کی
جغرافیائی کیفیت 1،2،3،4،8; اصحاب کہف کی غار کی

وسعت 7،4; اصحاب کہف کی ہدایت 9،12،12; اصحاب کہف کے فضائل 12; غار میں اصحاب کہف 5،9; غار میں اصحاب
کہف کا امن 7

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانیاں 7; اللہ تعالیٰ کی توفیقات کا کردار 11; اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے آثار 10; اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا
غلبہ 16; اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا کردار 15; اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے آثار 17; اللہ تعالیٰ کے گمراہ کرنے کی خصوصیات
14،17;

جبر و اختیار : 15

گمراہ لوگ:

گمراہ لوگوں کا مددگار نہ ہونا 4

گمراہی :

گمراہی کا باعث 18; گمراہی کی بنیاد 15

موجودات :

موجودات کا عاجز ہونا 16

ہدایت پانے والے : 12

ہدایت :

ہدایت کا باعث 13، ہدایت کی اساس 10، 11، 15

346

وَتَحْسِبُهُمْ أَيَّاقَاطٍ وَهُمْ رُقُودٌ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشَّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا
وَلَمَلَّيْتَ مِنْهُمْ رُغْبًا (۱۸)

اور تمہارا خیال ہے کہ وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ عالم خواب میں ہیں اور ہم انہیں داہنے بائیں کروٹ بدلوں رہے ہیں اور
ان کا کتا ڈیوڑھی پردوں ہاتھ پھیلائے ڈٹا ہوا ہے اگر تم ان کی کیفیت پر مطلع ہو جاتے تو الٹے پاؤں بھاگ نکلتے اور
تمہارے دل میں دہشت سما جاتی (18)

1_ اصحاب کہف، دشمن کے خطرے سے محفوظ ہونے کے احساس کے ساتھ سو گئے _

وہم رقود

2_ اصحاب کہف کا سونا اس انداز سے تھا کہ ہر دیکھنے والا نہیں بیدار گمان کرتا _

وتحسبہم ايقاظاً وہم رقود

"يقظ" بیدار شخص کو کہتے ہیں اور ايقاظ اس کی جمع ہے _ "رقود"، "راقد" کی جمع ہے اور "راقد" سے مراد سویا ہوا
شخص ہے _

3_ اصحاب کہف کا بدن اور تمام اعضاء کو سونے کی تمام تر مدت میں نہ کوئی نقصان پہنچا نہ دیکھنے کی حد تک ان میں تبدیلی واقع ہوئی۔

وتحسبهم أيقاظا وهم رقود

جملہ "تحسبہم..." کا معنی یہ ہے کہ اگر کوئی دیکھنے والا سوئے ہوئے اصحاب کہف کی طرف نظر ڈالے تو انہیں بکھرے ہوئے جسموں کی حالت میں دیکھے گا بلکہ انہیں سویا ہوا بھی خیال نہ کرے گا یعنی وہ اسے بیدار نظر آئیں گے جو معمول کے مطابق اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔

347

4_ اللہ تعالیٰ، اصحاب کہف کے جسموں کو سونے کی مدت میں دائیں بائیں کروٹ لینے کے لئے حرکت دیتا رہا۔
ونقلبہم ذات اليمين وذات الشمال

5_ اصحاب کہف کا دائیں اور بائیں جانب کروٹ لیاجانا، ان کے جسمانی خطرات سے بچنے کے اسباب میں سے تھا۔
ونقلبہم ذات اليمين وذات الشمال

"ونقلبہم" کی نسبت اس جملہ "نقلبہم..." میں اللہ تعالیٰ کی طرف یہ بتا رہی ہے کہ یہ تبدیلی اللہ تعالیٰ کے الطاف میں سے تھی۔ اصحاب کہف کے سونے کے بعد کے بیان کے بعد یہ نکتہ بیان کرنا ہوسکتا ہے انکے جسموں کے صحیح وسالم رہنے کے بعض اسباب کو بیان کر رہا ہو۔

6_ غار میں آرام کے وقت اصحاب کہف کے پاس ایک کتا بھی تھا۔
وكلبهم باسط ذراعيه بالوصيد

7_ اصحاب کہف کا کتا، ان کے سونے کی اس لمبی مدت کے دوران اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے غار کی چوکھٹ پر سویا رہا۔
وكلبهم باسط ذراعيه بالوصيد

"وصيد" سے مراد چوکھٹ ہے۔
8_ اصحاب کہف کا کتا بھی اصحاب کہف کی مانند کامل طور پر صحیح وسالم تھا۔
ونقلبہم ذات اليمين وذات الشمال وكلبهم باسط ذراعيه بالوصيد

9_ اصحاب کہف کے کتے کا جسم ان کے سونے کی لمبی مدت میں حرکت میں نہیں تھا۔ یعنی دائیں اور بائیں کروٹ نہیں لیتا تھا۔
ونقلبہم ذات اليمين وذات الشمال وكلبهم باسط ذراعيه بالوصيد

10_ اصحاب کہف کا کتا، اس شرک و گمراہ معاشرہ پر فضیلت رکھتا تھا۔
وكلبهم باسط ذراعيه بالوصيد

اصحاب کہف کے کتے کا ذکر اور اس کی حالت کی تصویر کشی بلکہ بعد والی آیت میں اس کا اصحاب کہف کے گروہ میں شمار کرنا "رابعہم کلبہم..." ان لوگوں پر اعتراض ہے کہ جنہوں نے اصحاب کہف کی مدد نہ کی اور نہ ان کے ساتھ چلے گویا کتے کی حد تک بھی نہ پہنچ سکے۔

11_ کتے کو ہمراہ رکھنا اور بعض مقامات پر اس کی حفاظت جائز ہے۔
وكلبهم باسط ذراعيه بالوصيد

12_ انسانی تاریخ میں کتے کا گھر رکھنا اور انسان کا اس سے فائدہ لینا قدیم الایام سے چلا آ رہا ہے۔
وكلبهم باسط ذراعيه بالوصيد

13_ اصحاب کہف غار میں اس انداز سے پڑے

348

ہوئے تھے کہ اگر کوئی ادھر آنکلیے تو ان کی طرف سے خطرہ محسوس کرے اور فرار ہوجائے۔
لو اطلعت علیہم لولیت منہم فرار

بعد والی آیت میں جملہ "لینا یوماً وبعض یوم..." کہ ان کے جسم میں خاص تبدیلی واقع نہ ہونے کو بتا رہا ہے یہ قرینہ ہوسکتا ہے کہ ان کا چہرہ خوفناک نہیں ہوا تھا بلکہ ان کے غار میں پڑے ہونے کی کیفیت نے ان کے منظر کو بارعب بنادیا

تھا۔

14_ اصحاب کہف، کا منظر بارعب اور دیکھنے والوں کو بہت زیادہ خوف اور وحشت میں مبتلا کرنے والا تھا۔

لواطلت علیہم ... لمثلت منہم رعب

15_ اصحاب کہف کے بیدار ہونے کے احساس کا انکے منظر کو وحشت ناک بنانے میں عمدہ کردار۔

وتحسبہم أيقاظاً ... لمثلت منہم رعب

16_ اصحاب کہف کے سونے کی حالت میں انکا خوف میں مبتلا کرنے والا منظر، ان کی حفاظت کے لئے الہی وسیلہ تھا۔

ونقلبہم ... لواطلت علیہم لولیت منہم فراراً ولمثلت منہم رعب

"نقلبہم" میں ضمیر فاعلی اس بات پر قرینہ ہے کہ اصحاب کہف کے لئے مذکورہ تمام خصوصیات ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت و لطف تھا مقام کی مناسب سے سمجھا جاسکتا ہے کہ اس الطاف الہی کا مقصد، ان کی خطرات اور ضرر سے حفاظت تھا۔

17_ اصحاب کہف کے سونے کی جگہ لوگوں کی آنکھوں سے پنہان تھی اور کوئی اسے نہیں جانتا تھا۔

لواطلت علیہم

"لواطلت ... " میں حرف "لو" امتناع کے لئے ہے جو کہ اطلاع کے میسر نہ ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔

18_ اللہ تعالیٰ، اس جہان کے امور کو اسباب و علل کے ذریعہ انجام دیتا ہے۔

وتحسبہم أيقاظاً وبم رقود و نقلابہم ... ولمثلت منہم رعب

اللہ تعالیٰ اصحاب کہف کی حفاظت کے لئے جسموں کو پہلو پہلو بدلتا رہا اور ان کے ظاہری منظر کو بیدار لوگوں کی مانند یا رعب قرار دیا، خداوند عالم کو ان اسباب طبیعی کی احتیاج نہ ہونے کے باوجود انکا استعمال، اللہ تعالیٰ کی اسباب و علل کے کردار کو استعمال کرنے کی سنت کو واضح کر رہا ہے۔

19_ عن أبي جعفر (ع) في قول الله: "... لوليت منہم فراراً ولمثلت منہم رعباً" _ قال: "إن ذلك لم يعن به النبي (ص) ... لكنّه

حالہم التی ہم علیہا (1)

امام باقر (ع) سے اللہ تعالیٰ کی اس کلام "لولیت منہم فراراً ولمثلت منہم رعباً" کے بارے میں نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے شک اس آیت میں پیغمبر اکرم (ص) مقصود نہیں ہیںاور مراد

.....

(1) _ تفسیر عیاشی _ ج 2، ص 324 _ ح 12 _ نورالثقلین ج 3 _ ص 251 _ ح 37 _

349

یہاں ایسی حالت کی تصویر کشی کرنا ہے کہ جس حال میں اصحاب کہف تھے۔

20_ عن الصادق (ع) في قصة أصحاب الكهف أنّه قال: لهم في كلّ سنة نقلتان ينامون سنة أشهر على جنوبهم اليمنى وستة أشهر

على جنوبهم اليسرى... (1)

امام صادق (ع) سے اصحاب کہف کے قصہ کے حوالے سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: وہ سال میں دو

مرتبہ پہلو بدلتے تھے چھ ماہ دائیں پہلو پر اور چھ ماہ بائیں پہلو پر سوتے تھے..."

احکام: 11

اصحاب کہف:

اصحاب کہف سے فرار 13; اصحاب کہف کا امن میں ہونا 1; اصحاب کہف کا بدن 4; اصحاب کہف کا قصہ 1، 2، 3، 4،

5، 6، 7، 8، 9، 13، 14، 15، 17، 19، 20; اصحاب کہف کا کتا 6، 7، 9; اصحاب کہف کی حفاظت 16; اصحاب کہف کی

غار کی خصوصیات 17; اصحاب کہف کی نیند 1، 3، 4، 5; اصحاب کہف کی نیند کی خصوصیات 2، 13، 15، 16، 20;

اصحاب کہف کے بدن کا سالم ہونا 3، 5;

اصحاب کہف کے بدن کی گردش 4; اصحاب کہف کے کتے کا سالم ہونا 8; اصحاب کہف کے کتے کی فضیلت 10; غار میں

اصحاب کہف 13

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کا ارادہ کا جاری ہونے کے مقامات 18: اللہ تعالیٰ کے افعال 4، 18
خوف:

اصحاب کہف سے خوف 13، 14، 15، 16، 19

روایت: 19، 20

طبیعی اسباب:

طبیعی اسباب کا کردار 18

کتا:

کتا پالنے کی تاریخ 12، کتے کا پالنا 11، کتے کے احکام 11

گمراہ لوگ:

گمراہ لوگوں کی بہ وقتی 10

مشرکین:

مشرکین کی بہ وقتی 10

نظام علل : 18

.....

(1) _ تفسیر قمی _ ج 2، ص 33 _ نورالثقلین ج 3، ص 248 _ ح 29 _

تفسیر راہنما جلد 10

350

وَكَذَلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِئْتُمْ قَالُوا لَبِئْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِئْتُمْ فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكَى طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا (١٩)

اور اسی طرح ہم نے انہیں دوبارہ زندہ کیا تا کہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال کریں تو ایک نے کہا کہ تم نے کتنی مدت توقف کیا ہے تو سب نے کہا کہ ایک دن یا اس کا ایک حصہ، ان لوگوں نے کہا کہ تمہارا پروردگار اس مدت سے بہتر باخبر ہے اب تم اپنے سکے دے کر کسی کو شہر کی طرف بھیجو وہ دیکھے کہ کون سا کھانا بہتر ہے اور پھر تمہارے لئے رزق کا سامان فراہم کرے اور وہ آہستہ جائے اور کسی کو تمہارے بارے میں خبر نہ ہونے پائے (19)

1_ اصحاب کہف کا نیند سے بیدار ہونے کا واقعہ، حیرت انگیز اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر و ارادہ کے تحت تھا _

وَكَذَلِكَ بَعَثْنَاهُمْ

"بعث" اور بیدار کرنے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف دینا مندرجہ بالا نکتہ کو بیان کر رہی ہے _

2_ اس طویل مدت میں اصحاب کہف کی حیرت انگیز نیند اور ان کے جسموں کا صحیح وسالم رہنے کی مانند انکی نیند سے

بیدار ی، اللہ تعالیٰ کی آیت و نشانی ہے _

وَكَذَلِكَ بَعَثْنَاهُمْ

"ذلك" کا اشارہ الیہ کہ اصحاب کہف کے

351

بعث اور بیدار ہونے کو جس سے تشبیہ دی گئی ہے _ ان کی طویل نیند اور اس طویل نیند میں انکے صحیح وسالم رہنے کے

اقدامات ہیں سے مورد نظر جہت تشبیہ جیسا کہ آیت نمبر 17 "ذلک من آیات اللہ من یدہ اللہ فہو المہتد" سے معلوم ہوتی ہے یہ واقعات اس بات پر دلیل اور نشانی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت بخش امدادیں توحید پرستوں کے لئے ہیں۔

3_ اصحاب کہف کو بیدار کرنے سے انہیں آپس میں ایک دوسرے سے اپنی نیند کے بارے میں سوالات کرنے کا مناسب موقع فراہم ہوا۔

بعثنا ہم لیتساء لو

"الیتساء لو" میں "لام" بیدار کرنے کے سبب کو بیان کر رہا ہے۔ اصحاب کہف کے نیند میں جانے اور بیدار کرنے کا مقصد جیسا کہ آیت 11، 12 جو کہ آیت 10 پر متفرغ ہیں سے ظاہر ہوتا ہے اس رحمت اور کمال کا عطا کرنا تھا کہ جس کی

اصحاب کہف نے درخواست کی تھی لہذا ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ انہیں نیند سے بیدار کرتا تاکہ پوچھ گچھ وغیرہ کرنے سے انہیں اپنے اوپر گزرنے والے واقعات کا علم ہو تا اور اللہ تعالیٰ کی معرفت میں انہیں کمال حاصل ہوتا۔

4_ اصحاب کہف کے بیدار ہونے کے وقت، ان کا ماحول ان میں سے ایک کے مہبوت ہونے اور گزرے زمان کو جاننے کے لئے دوسروں کے تجسس اور تبادلہ نظر کا باعث بنا۔

قال قائل منہم کم لبثتم

5 اصحاب کہف کی نیند ان میں سے بعض کے نزدیک ایک دن اس سے بھی کم وقت پر مشتمل تھی۔

قالوا لبثنا یوماً أو بعض یوم

حرف "او" تردید کے لئے ہے اور "یوماً أو بعض یوم" میں تردید کی وجہ یہ تھی کہ یہ بات کہنے والے سورج کو دیکھتے ہوئے تردید میں پڑ گئے کہ کہا ایک رات ان پر گزر گئی ہے کہ جس کے نتیجہ میں وہ ایک دن و رات سوئے ہیں یا وہی دن ہے کہ جس میں انہیں نیند آگئی تو اس بناء پر کلمہ "یوماً" سے مراد ایک دن و رات ہوگا سوائے غروب سے پہلے کی چند ساعات کہ دن کے ہر لمحہ کو انکی نیند کے شروع کا لمحہ تصور کیا جاسکتا ہے۔

6_ اصحاب کہف کی بیداری کے بعد ان کی جسمانی کیفیت اس زمانے کی حالت کے ساتھ کہ جب وہ نیند میں چلے گئے تھے مختلف نہ تھی۔

قالوا لبثنا یوماً أو بعض یوم

7_ تمام اصحاب کہف کی بیداری ایک ہی وقت ہوئی جب دن کا کچھ باقی رہ گیا تھا۔

قالوا لبثنا یوماً أو بعض یوم... فابعثوا أحدکم

اصحاب کہف کی اپنی نیند کی مدت کے بارے میں گفتگو اور ان کے شہر سے غذالانے کے پروگرام سے مندرجہ بالا نکتہ معلوم ہوتا ہے۔

8 اصحاب کہف، اپنی نیند کی دقیق مدت معلوم کرنے سے عاجز تھے۔

قالوا لبثنا یوماً أو بعض یوم قالوا ربکم ا علم بما لبثتم

352

9_ اصحاب کہف میں سے بعض لوگ، اپنی نیند کی مدت کو مشخص کرنے سے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے اسکے کم ہونے کو درست نہیں سمجھتے تھے اور نیند کے بارے میں گفتگو کو بے فائدہ قرار دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ فقط اللہ

تعالیٰ ہی اس کے صحیح وقت سے آگاہ ہے۔

قالوا ربکم ا علم بما لبثتم

کلمہ "ربکم" اس بات پر قرینہ ہے کہ جملہ "ربکم ا علم" کہنے والے وہ افراد نہیں تھے جنہوں نے کہا: "لبثنا یوماً..." کیونکہ اس صورت کے علاوہ "ربنا" کہنا مناسب تھا درحقیقت انہوں نے اللہ کے آگاہ ہونے کو بیان کر کے اپنے ساتھیوں کے اس

اندازے "لبثنا یوماً أو بعض یوم" کو غلط قرار دیا۔

10_ اللہ تعالیٰ، جہان کے واقعات سے سب سے زیادہ آگاہ ہے۔

ربکم ا علم بما لبثتم

جملہ "ربکم ا علم..." سے مراد اللہ تعالیٰ کے علم کا ان لوگوں کے علم سے برتر ہونا ہے کہ جنہوں نے کہا: "لبثنا..." اور اس علم کو اجمالاً واضح کیا کیونکہ نیند کی مدت کے کم ہونے میں وہ تردید نہیں رکھتے تھے۔ لیکن اس کی صحیح مقدار کے اظہار میں متردد تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کلمہ "ا علم" معنی تفصیل میں استعمال نہ ہوا ہو بلکہ جملہ "ربکم..." کا

معنی یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نیند کی مدت کو جانتا ہے تم نہیں جانتے ہو۔

11_ اصحاب کہف، سات افراد سے کم نہ تھے۔

قال قائل... قالوا لبثنا... قالوا ربکم أعلم

جمع کا صیغہ عربی زبان میں کم از کم تین افراد پر دلالت کرتا ہے۔ آیت شریفہ میں دو گروہوں نے آپس میں بات کی ہے۔ "قالوا لبثنا"، "قالوا ربکم" اور ایک شخص بعنوان "قائل" ذکر ہوا ہے لہذا یہ سب کم از کم سات افراد تھے۔

12_ اصحاب کہف، ذہانت اور فکری لحاظ سے یکساں نہیں تھے۔

قالوا لبثنا... قالوا ربکم أعلم

بعض اصحاب کہف کا جمال نظر پر اکتفاء کرنا اور اس کے مطابق جواب دینا اور دوسرے گروہ کا ان کے جواب میں شک کرنا نیز ان کے کلام میں اور اللہ تعالیٰ کے علم کی برتری کا پیش ہونا پہلے گروہ کی نسبت انکی برتری پر دلالت کرتا ہے۔

13_ اللہ تعالیٰ کے علم کی برتری، تمام اہل علم پر اسکی ربوبیت کا لازمہ ہے۔

ربکم أعلم

14_ بے فائدہ ابحاث سے پرہیز اور اس کا علم اللہ تعالیٰ پر چھوڑنے کی ضرورت۔

ربکم أعلم بما لبثتم

15_ اصحاب کہف اپنی طولانی نیند سے بیدار ہونے کے بعد بھوک محسوس کرنے لگے۔

فابعثوا احدکم بورقکم... ازی کی طعام

16_ اصحاب کہف نے بیدار ہونے کے بعد یہ پروگرام بنایا کہ وہ غار میں ہی رہیں اور فقط اپنے میں سے ایک آدمی کو غذا لانے کے لئے شہر روانہ

353

کریں۔

فابعثوا احدکم بورقکم ہذہ الی المدینہ

17_ اصحاب کہف کا غار کی طرف بڑھنا ناگہانی اور غذا و دوسری ضروریات کی چارہ جوئی کیے بغیر تھا۔

فابعثوا احدکم بورقکم

18_ اصحاب کہف اپنی نیند کے غیر معمولی ہونے کی طرف متوجہ نہ ہوئے حتیٰ کہ ان کے ذہنوں میں ایسا احتمال بھی نہ آیا۔

فابعثوا احدکم بورقکم

19_ اصحاب کہف کی غار، ان کے رہائشی شہر سے کچھ فاصلہ پر واقع تھی۔

فابعثوا احدکم بورقکم ہذہ الی المدینہ

"المدینہ" میں الف و لام عہد ہے۔ اصحاب کہف کا پہچانے نہ جانے پر اصرار بتا رہا ہے کہ یہ شہر وہ شہر تھا کہ جسمیں وہ زندگی بسر کرتے تھے اور اس چیز سے ڈرتے تھے کہ کہیں دشمن کی نظروں میں نہ آجائیں۔

20_ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہوئے اسباب و وسائل سے فائدہ اٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

فابعثوا احدکم بورقکم

جس طرح کہ آیت 16 بیان کر رہی ہے کہ اصحاب کہف غار میں داخل ہونے کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اپنی مشکلات کے دور ہونے میں اس کی امداد پر اطمینان رکھے ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود اپنے ساتھ سگے لائے ہوئے تھے اور ان کے ذریعے کچھ خریدنے اور اپنی ضروریات کو پورا کرنے کا ارادہ رکھے ہوئے تھے۔ لہذا کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ انسان مادی وسائل کو ترک کر دے۔

21_ اصحاب کہف کی طویل نیند کے بعد ان کا حافظہ، فکر و عزم کی طاقت اور اعضائے ہاضمہ باقی اور صحیح و سالم تھے۔

فابعثوا احدکم بورقکم

22_ خریدار کی جانب سے وکالت جائز ہے۔

فابعثوا احدکم بورقکم

جملہ "فابعثوا..." اگرچہ اصحاب کہف کا کلام ہے اور پیغمبروں سے ہٹ کر عام لوگوں کی گفتگو حکم شرعی کے استنباط کے لئے فائدہ مند نہیں ہے۔ لیکن بات کو قرآن مجید میں ان کی تعریف و مدح کے عنوان سے بیان کیا جانا اس کے جواز اور

صحیح ہونے کو بیان کر رہا ہے۔

23_ اصحاب کہف کے معاشرہ میں اقتصادی معاملات میں سکھ اور چاندی کے سگے کا رواج تھا۔
بورقکم ہذہ

"ورق" چاندی اور درہم (چاندی کے سکے) کو کہاجاتا ہے۔ (مصباح)

24_ جنس اور مال کی مقدار کا مشخص نہ ہونا، وکالت کے صحیح ہونے سے مانع نہیں ہے۔
فابعثوا ... فلیا تکم برزق منہ

354

25_ اصحاب کہف آپس میں مکمل توافق اور گہرے تعلقات رکھتے تھے۔
بورقکم ہذہ

"ورقکم" میں سکھ سرمایہ کی تمام افراد کی طرف نسبت، مندرجہ بالا نکتہ کیلئے حاکی ہے۔

26_ مواسات اور اموال میں مل جل کر فائدہ اٹھانا الہی لوگوں کے پسندیدہ اوصاف میں سے ہے۔
بورقکم ہذہ

27_ اصحاب کہف نے جن سگوں کو غذا لانے کے لئے منتخب کیا یہ وہ چاندی کے سگے تھے جو غار میں داخل ہونے کے زمانہ میں ان کے ساتھ تھے۔
بورقکم ہذہ

"ہذہ" سے اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ جو موجود اور معلوم ہو کہاجاتا ہے کہ اصحاب کہف کا معمول کے مطابق پروگرام بنانا بتاتا ہے کہ سکھ کی جنس میں بھی تبدیلی واقع نہیں ہوئی تھی۔

28_ غذا بیچنے والی بہت سی دوکانوں کو چیک کرنا اور ان میں سے پاکیزہ اور مناسب غذا کا انتخاب، اصحاب کہف کی اپنے خصوصی نمائندہ سے فرمائش تھی۔

فلینظر آئہا ازکی طعام

"زکاة" ("ازکی" کا مصدر) "طہارت" اور "صلاح" کے معنی میں ہے۔ (لسان العرب)

"آئہا" میں ضمیر کا مرجع "المدینہ" ہے اور اس سے مراد (طریقہ استخدام کے ساتھ) شہر مدینہ کے مکانات ہیں۔

29_ پاکیزہ ترین غذاؤں سے غذا کھانے میں پابند رہنا توحید پرستوں کی زندگی کا پسندیدہ اور مرغوب قانون ہے۔
فلینظر آئہا ازکی طعام

30_ اصحاب کہف نے اپنے خصوصی نمائندہ سے چاہا کہ غذا خریدتے وقت ان کے کھانے کی مقدار پر اکتفاء کرے۔
فلیا تکم برزق منہ

"رزق" سے مراد وہ کھانا ہے جو کھایاجاسکے۔ (مفردات راغب)

"منہ" میں ابتداء یاء تبعیض کے لئے ہے اور جملہ "فلیا تکم برزق منہ" کا معنی یہ ہے کہ اس قدر غذا خریدی جائے جسے یہ افراد کھالیں اور ان کے استعمال کی مقدار کے مطابق ہو۔

31_ بیچنے والوں کے ساتھ شائستہ اور نرم رویہ اختیار کرنے اور ان کی تجسس کی حس نہ ابھارنا ' اصحاب کہف کی اپنے خصوصی نمائندہ کو نصیحت۔

ولیتلطّف

"تلتطف" سے مراد نرمی ہے۔ (مصباح) جملہ "لیتألف..." کا جملہ "لا یشرعن..." سے رابطہ یہ نکتہ بتلاتا ہے کہ بیچنے والوں کے ساتھ نرم رویہ ان کا اصحاب کہف کے وجود سے آگاہ ہونے سے مانع ہے۔

32_ شہر کے رہنے والوں میں سے کوئی بھی غار میں رہنے والوں کے مخفی مقام سے آگاہ نہ ہونے پائے اصحاب کہف کی اپنے نمائندہ کو خصوصی تاکید تھی۔

ولا یشرعن بکم احد

355

33_ اصحاب کہف، لوگوں سے اپنے مخفی مقام سے آگاہ ہونے کے بارے میں پریشان اور خوف زدہ تھے۔ لہذا وہ پہلے ہی سے اس چیز کے ظاہر ہونے کو روکنے کے لئے کوشش کر رہے تھے۔

ولايشعرن بكم احد
 34_ احتمالی خطرات کے جاننے اور ان کا مقابلہ کرنے اور دشمنوں کی طرف سے ضرر سے بچنے کے لئے کوشش کرنا
 ضروری ہے۔
 ولايشعرن بكم احد
 25_ مؤمنین کی راز داری، دشمن کے مد مقابل دفاعی امن کے حوالے سے اہم اصول ہیں۔
 ولايشعرن بكم احد
 36_ ذمہ داری لینے والوں کو ان کے عہد اور معاشرتی مقام کے حوالے سے درپیش خطائیں اور خطرات سے آگاہ کرنے
 کا ضروری ہونا۔
 وليتلطف ولايشعرن بكم احداً ...

احکام: 22، 24

اصحاب کہف:

اصحاب کہف کا اتحاد 25؛ اصحاب کہف کا اقرار 9؛ اصحاب کہف کا بدن 5، 21؛ اصحاب کہف کا بیدار ہونا 15، 21؛ اصحاب کہف کا پناہ لینا 17؛ اصحاب کہف کی حیرت انگیز نیند 2؛ اصحاب کہف کا خوف 33؛ اصحاب کہف کا سالم ہونا 2؛ اصحاب کہف کا سکھ 28؛ اصحاب کہف کا عجز 8؛ اصحاب کہف کا غار کے ظاہر کرنے سے منع کرنا 33؛ اصحاب کہف کا غذا مہیا کرنا 16، 17، 28، 30؛ اصحاب کہف کا قصہ 3، 5، 6، 7، 8، 9، 15، 16، 17، 18، 21، 25، 27، 28، 30، 31، 33؛ اصحاب کہف کا نمائندہ 16؛ اصحاب کہف کی استعداد میں فرق 12؛ اصحاب کہف کی بھوک 15؛ اصحاب کہف کی بیداری کا وقت 7؛ اصحاب کہف کی پریشانی 33؛ اصحاب کہف کی پوچھ گچھ 3؛ اصحاب کہف کی تعداد 11؛ اصحاب کہف کا حیرت انگیز بیدار ہونا 1، 2؛ اصحاب کہف کی دوستی 25؛ اصحاب کہف کی رائے 5، 9؛ اصحاب کہف کی فکری طاقت 21؛ اصحاب کہف کی نصے حثیں 31، 32؛ اصحاب کہف کی نیند 3، 18؛ اصحاب کہف کے بیدار ہوتے وقت حیران ہونا 4؛ اصحاب کہف کے تقاضے 28، 30؛ اصحاب کہف کے زمانہ میں رائج سکھ 23؛ اصحاب کہف کے غار کا جغرافیائی محل وقوع 19؛ اصحاب کہف کے نمائندہ کو نصیحت 31، 32؛ اصحاب کہف کے نمائندہ کی ذمہ داری 28

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کا ارادہ 1؛ اللہ تعالیٰ کا علم 10؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت 1؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا پیش خیمہ 13؛ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص چیزیں 10؛ اللہ تعالیٰ کے علم کے آثار 13

اللہ تعالیٰ کی آیات : 2

بھروسہ :

اللہ پر بھروسہ 20

بیع:

بیع میں وکالت 22، 24؛ بیع کے احکام 22

356

پیسہ:

پیسے کی تاریخ 23

خطرہ:

خطرے کی پیشگوئی کرنے کی اہمیت 34

دشمن:

دشمن سے جنگ کرنے کا اصول 35؛ دشمن کی سازش کا مقابلہ کرنا 34؛ دشمن کے مدمقابل تیاری 34

رازداری:

رازداری کی اہمیت 35

ذمہ دار:

نمہ دار لوگوں کو خبردار 36

صفات:

پسنیدہ صفات 26

طبیعی اسباب:

طبیعی اسباب سے فائدہ اٹھانا 20

عسکری تیاری :

عسکری تیاری کی اہمیت 34

عمل:

پسنیدہ عمل 29

غذا :

پاکیزہ غذا کی اہمیت 29

غلطیاں:

غلطیاں جاننے کی اہمیت 36

مؤمنین :

مؤمنین کی راز داری 35

مباحثہ:

فضول مباحثہ سے دوری 14; مباحثہ کے آداب 14

مواسات:

مواسات کی اہمیت 26

وکالت:

جائز وکالت 22; وکالت کے احکام 22، 24

إِنَّهُمْ إِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا (۲۰)

یہ اگر تمہارے بارے میں باخبر ہو گئے تو تمہیں سنگسار کر دیں گے یا تمہیں بھی اپنے مذہب کی طرف پلٹالیں گے اور اس طرح تم کبھی نجات نہ پاسکو گے (20)

1_ اصحاب کہف، اپنے آپ کو کفار کے ہاتھوں قیدی ہو جانے کی صورت میں سنگسار ہونا یا آئین

357

شرك کو قبول کرنے پر مجبور ہوتا دیکھ رہے تھے۔

اِنَّہم ان یظہروا علیکم یرجموکم او یعیدوکم فی ملتہم

"ملتہ" سے مراد دین اور آئین ہے اور جملہ "یعیدوکم فی ملتہم" یعنی "تمہیں اپنے دین اور آئین کی طرف پلٹادیں گے"۔

2_ اصحاب کہف کے زمانہ میں شرك کے آئین سے منہ پھیرنے کی سزا سنگسار ہونا تھا۔

اِنَّہم ان یظہروا علیکم یرجموکم

"رجم" کے ذکر شدہ معانی میں ایک معنی سنگسار کرنا ہے۔

3_ اصحاب کہف کے زمانہ میں مشرکین، توحید پرستوں کے شرك کی طرف مکمل طور پر پلٹنے کی صورت میں ان کی

سزا کو نظر انداز کر دیتے۔

یرجموکم او یعیدوکم فی ملتہم

اصل میں فعل "یعیدوکم" کے لئے حرف "الی" کو استعمال کرنا چاہیے لیکن اس کی جگہ حرف "فی" کا آنا بتا رہا ہے کہ

اگر اصحاب کہف مکمل طور پر شرك اختیار کر لیں اور شرك کے خلاف کوئی بات یا فعل انجام نہ دیں تو مشرکین انہیں

سنگسار کرنے سے چشم پوشی کر لیں گے۔

4_ توحید پرستوں کو چاہیے کہ اپنے آپ کو ایسے ماحول یا حالات سے دوچار نہ کریں کہ وہ پھر اپنے ایمان کی حفاظت پر

- قادر نہ ہوں۔
 اُنہم اِن یظہروا علیکم ... یعیدوکم فی ملتہم
 5_ پر ایسے قدم اٹھانے سے پرہیز ضروری ہے کہ جو انسان کے کفار و مشرکین کے جال میں پھنسنے کا باعث ہو۔
 ولینتلف و لا یشرعن بکم احداً اُنہم اِن یظہروا علیکم
 جملہ "اُنہم اِن یظہروا ..." اصحاب کہف کی ان نصیحتوں کے لئے علت ہے کہ جو پچھلی آیت میں ذکر ہوئیں ہیں انہوں نے کفار کے ہاتھوں قید ہونے سے بچنے کے لئے اپنے نمائندہ کو نصیحت کی کہ نرم رویہ اختیار کرنا اور راز کو فاش نہ کرنا۔
 6_ اصحاب کہف کا معاشرہ، اپنے باطل عقائد کے دفاع میں متعصب اور شدت سے عمل کرنے والا تھا۔
 اُنہم اِن یظہروا علیکم یرجموکم او یعیدوکم فی ملتہم
 7_ اصحاب کہف کی زندگی کے زمانہ میں ایک ظالم اور آمرانہ حکومت تھی۔
 اُنہم اِن یظہروا علیکم یرجموکم او یعیدوکم فی ملتہم
 8_ مشرکین، کبھی بھی فلاح نہ پاسکیں گے۔
 ولن تفلحوا إذا ابد
 9_ اپنے اختیار سے کیے گئے کاموں کے نتیجہ میں ایسے مرحلہ تک پہنچنا کہ شرک کو قبول کرنے پر مجبور ہو جائے یہ کامیابی کے لئے مانع ہے۔
 او یعیدوکم فی ملتہم ولن تفلحوا إذا ابد
 یہ تو واضح ہے کہ انسان اضطراری حالت میں شرک کا اظہار کر سکتا ہے۔ لیکن اصحاب کہف اسے شرک اختیار کرنے کا جواز نہیں جانتے تھے کیونکہ وہ ایسے اضطرار کی بات کر رہے تھے کہ جو

358

- ممکن تھا ان کے اپنے افراد کی بے احتیاطی کی وجہ سے حاصل ہو۔
 10_ اصحاب کہف، کفار کے ہاتھوں پکڑے جانے کی صورت میں اپنے سنگسار ہونے کے آئین شرک کے قبول کرنے پر ترجیح دیتے تھے۔
 یرجموکم او یعیدوکم فی ملتہم ولن تفلحوا إذا ابد
 جملہ "ولن تفلحوا ..." کا "یعیدوکم" سے رابطہ یہ بتا رہا ہے کہ اصحاب کہف فقط شرک اختیار کرنے اور اپنی قوم کے دین کی طرف پلٹنے کو کامیابی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے تھے جبکہ سنگسار ہونے کی صورت میں ان کا یہ نظریہ نہیں تھا۔
 11_ اصحاب کہف، مشرکین کے دین کو مجبوری سے قبول کرنے کی صورت میں اپنے لیے شرک سے فرار کی تمام راہوں کو مسدود دیکھ رہے تھے۔
 او یعیدوکم فی ملتہم ولن تفلحوا إذا ابد
 یہاں "فلاح" سے مراد مقام کی مناسبت سے شرک سے رہائی و نجات ہے۔
 12_ اصحاب کہف، ارتداد اور دوبارہ شرک کی طرف پلٹنے کو بہت بڑا گناہ اور سعادت جاودانی کے لئے رکاوٹ سمجھتے تھے۔
 او یعیدوکم فی ملتہم ولن تفلحوا إذا ابد
 13_ اصحاب کہف، اپنی نیند کی مدت سے مکمل طور پر بے خبر تھے۔
 اُنہم اِن یظہروا ... ولن تفلحوا إذا ابد
 واضح سی بات ہے کہ اگر اصحاب کہف اپنی نیند کے زمانے سے چند صدیوں کے گزرنے کا احتمال رکھتے تو یقیناً انقلاب زمانہ کا بھی احتمال رکھتے اور اجتماعی صورت حال اپنے زمانے کی صورت حال جیسا فرض نہ کرتے۔
 14_ مرتدین، ہمیشہ کے لئے فلاح سے محروم ہیں۔
 او یعیدوکم فی ملتہم ولن تفلحوا إذا ابد
 15_ فلاح، صرف اللہ واحد پر ایمان رکھنے کی صورت میں ہے۔
 او یعیدوکم فی ملتہم ولن تفلحوا إذا ابد

ارتداد:

ارتداد کے آثار 12

اصحاب کہف:

اصحاب کہف اور ارتداد 3; اصحاب کہف اور شرک 11، 12; اصحاب کہف کا ایمان 10; اصحاب کہف کا شرک کی طرف
مجبور کیا جانا 1; اصحاب کہف کا قصہ 1، 3، 10، 11، 12، 13; اصحاب کہف کی بے خبری 13; اصحاب کہف کی
پیشگوئی 11; اصحاب کہف کی رائے 1، 12; اصحاب کہف کی سعادت سے مانع 12; اصحاب کہف کی معافی کی شرائط
3; اصحاب کہف کی نیند کی مدت 13; اصحاب کہف کے زمانہ میں باطل عیقہ 16; اصحاب کہف کے زمانہ میں توحید
پرستوں کی سزا 25; اصحاب کہف کے زمانہ میں شرک کی مخالفت کی سزا 2; اصحاب کہف کے زمانہ کے لوگوں کا
تعصب 6; اصحاب کہف کے زمانہ کی حکومت 7; اصحاب کہف کے زمانہ کے مشرکین 3; اصحاب کہف کے سنگسار ہونے
کا خطرہ 1

ایمان :

ایمان کی حفاظت کی اہمیت 4

359

توحید:

توحید کے آثار 15

حکومت:

تکثیر حکومت 7

سزا:

شرک پر سزا کو ترجیح 10

سنگسار :

اصحاب کہف کے زمانہ میں سنگسار 2

شرک:

جبری شرک 9; شرک سے نجات 11; شرک کے آثار 9

ظالمین : 7

کامیابی :

کامیابی سے محرومین 8، 14; کامیابی سے موانع 9; کامیابی کے اسباب 15

کفار :

کفار کی سازش سے پرہیز 5

گناہان کبیرہ : 12

مرتد:

مرتد کا محروم ہونا 14

مشرکین:

مشرکین کی سازش سے پرہیز 5; مشرکین کی شقاوت 8

موحدین:

موحدین کی ذمہ داری 4

وَكَذَلِكَ أَغْتَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيُغْلَبُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا رَبُّهُمْ أَعْلَمُ
بِهِمْ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا (٢١)

اور اس طرح ہم نے قوم کو ان کے حالات پر مطلع کر دیا تا کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں

کسی طرح کا شبہ نہیں ہے جب یہ لوگ آپس میں ان کے بارے میں جھگڑا کر رہے تھے اور یہ طے کر رہے تھے کہ ان کے غار پر ایک عمارت بنادی جائے۔ خدا ان کے بارے میں بہتر جانتا ہے اور جو لوگ دوسروں کی رائے پر غالب آئے انہوں نے کہا کہ ہم ان پر مسجد بنائیں گے (21)

1_ اصحاب کہف کا مقام، ان کے پوشیدہ رکھنے کی کوشش کے باوجود ظاہر ہو گیا اور لوگ انہیں

360

دیکھنے کے لئے وہاں پہنچنے لگے۔
وَكَذٰلِكَ اَعْرٰنَا عَلٰیہِمْ لَیَعْلَمُوْا

2_ اصحاب کہف، کے مخفی مقام کا لمبی مدت پوشیدہ رہنے کے بعد ظاہر ہونا، اللہ تعالیٰ کی آیت اور نشانی تھا۔
وَكَذٰلِكَ اَعْرٰنَا عَلٰیہِمْ

"ذٰلِكَ" اصحاب کہف کی طولانی نیند اور ان کا صحیح و سالم رہنا اور ان کے بیدار ہونے کی طرف اشارہ ہے اور لوگوں کو اس امر سے آگاہ کرنے کو اس سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یہاں تشبیہ کی جہت جس طرح کہ پچھلی آیات سے معلوم ہوتا ہے یہ واقعات اس بات کی علامت ہیں کہ اللہ تعالیٰ موحدین کی راہ ہدایت میں امداد کرتا ہے۔

3_ لوگوں کا معمولی سی کوشش کئے بغیر، اصحاب کہف کے مخفی مقام سے آگاہ ہوجانا، اللہ تعالیٰ تدبیر و ارادہ کے تحت تھا۔

اَعْرٰنَا عَلٰیہِمْ

"عُثُوْر" کا حقیقی معنی سقوط ہے اور اس کا مجازی معنی یعنی بغیر جستجو کیے کسی چیز سے آگاہ ہونا ہے۔ (مفردات راغب سے اقتباس) اس صورت میں جملہ "اَعْرٰنَا عَلٰیہِمْ" میں اَعْرٰنَا الناس عَلٰیہِمْ" مقدر ہے یعنی" ہم نے لوگوں کو بغیر اس کے وہ کہ جستجو کریں اصحاب کہف کے حالات سے آگاہ کیا۔"

4_ اصحاب کہف کے نمائندہ کا زمانہ قدیم کے سکے کے ساتھ شہر میں آنا، ان کی داستان کے ظاہر ہونے کا سبب بنا تھا۔
فَابْعَثُوْا اَحَدَہُمْ یُرٰوْا فِیْہِمْ وَیَخْبِرُوْا بَیْنَہُمْ وَیَکْتُوْا لَہُمْ اٰیٰتِہُمْ وَیُخْبِرُوْا اَعْرٰنَا عَلٰیہِمْ

5_ اصحاب کہف کو ظاہر کرنا اور ان کی نیند اور بیداری کے راز سے پردہ اٹھانا، اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی حقانیت پر لوگوں کے علم کا موجب بنا۔

وَكَذٰلِكَ اَعْرٰنَا عَلٰیہِمْ لَیَعْلَمُوْا اَنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ

"لَیَعْلَمُوْا" مینضمیر فاعل سے مراد وہ مفعول محذوف ہے کہ جو "اَعْرٰنَا" کے لئے منتخب ہوا ہے۔ یعنی "اَعْرٰنَا الناس لَیَعْلَمُوْا"

6_ اصحاب کہف، ایسے توحید پرستوں کا نمونہ ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ہوئے۔
لَیَعْلَمُوْا اَنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ

وہ لوگ جنہوں نے اصحاب کہف کا مشاہدہ کیا اس آیت کے ذیل کے مطابق ایسے لوگ تھے کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو قبول کیا ہوا تھا اصحاب کہف کا ان لوگوں پر ظاہر کیا جانا ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کی وعدہ شدہ امداد کا حقیقی نمونہ پیش کرنا تھا تاکہ لوگ ان کا مشاہدہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی حقانیت کو جان لیں۔

7_ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا پورا ہونا یقینی اور ناقابلِ تخلف ہے۔
اَنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ

8_ قیامت کا بپا ہونا ایسی حقیقت ہے کہ جس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں ہے۔
وَاَنَّ السَّاعَۃَ لَا رَیْبَ فِیْہِ

361

جملہ "لَا رَیْبَ فِیْہَا" ایک جملہ خبریہ ہے کہ اس سے نہی میں مبالغہ کا ارادہ کیا گیا ہے یعنی قیامت کے بارے میں شک نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ قیامت کے موضوع میں شک کی گنجائش نہیں ہے۔

9_ اصحاب کہف کی داستان، معاد کی حقانیت پر دلیل اور اس کے حوالے سے شک و تردید کے اسباب کو ختم کرنے والی ہے۔

وَكذلكِ اعثرناعليهم ليعلموا ... أَنَّ الساعَةَ لارِيبَ فيهِ
 "ساعة" يعني "وقت کا کچھ حصہ" یہ کہ قیامت کو "ساعة" سے تعبیر کیا گیا ہے اسی لئے کہ وہ وقت کے کچھ حصے کی
 مانند ہے کیونکہ قیامت میں حساب و کتاب کا مرحلہ بہت جلد انجام پائے گا۔ (مفردات راغب)
 10_ "ساعة" قیامت کے ناموں میں سے ہے۔

أَنَّ الساعَةَ لارِيبَ فيهِ
 11_ موت اور روز قیامت، حشر، نیند اور بیداری کی مانند ایک چیز ہے۔
 ليعلموا ... أَنَّ الساعَةَ لارِيبَ فيهِ۔

اصحاب کہف کی نیند اور چند صدیوں کے بعد ان کا بیدار ہونا اور قرآن کا معاد کی حقانیت بیان کرنے کے لئے اس واقعہ
 کو گواہ قرار دینا اس دعویٰ پر دلیل ہے کہ موت نیند کی مانند ہے اور قیامت میں حشر نیند سے بیداری کی مانند ہے۔

12_ عالم غیب کے متعلق حقائق کو عالم محسوس کی اشیاء کی مدد سے سمجھانا، ایک مفید روش اور اسلوب قرآن ہے۔
 ا عثرناعليهم ليعلموا ... أَنَّ الساعَةَ لارِيبَ فيهِ۔
 اصحاب کہف کی ایک طویل مدت نیند کے بعد بیداری کو واضح کرتے ہوئے معاد کی حقانیت کی تعلیم دینا مندرجہ بالا
 مطلب کو واضح کر رہا ہے۔

13_ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی حقانیت پر یقین اور معاد پر عقیدہ، ایک الہی فرض ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم معرفت بھی
 ہے۔

ا عثرناعليهم ليعلموا أَنَّ وعدالله حق وَأَنَّ الساعَةَ لارِيبَ فيهِ۔
 14_ اللہ تعالیٰ کی تدبیریں اور افعال، با مقصد اور غرض کے ساتھ ہیں۔

ا عثرناعليهم ليعلموا أَنَّ وعدالله حق و أَنَّ الساعَةَ لارِيبَ فيهِ
 15_ دینی عقائد و نظریات کی اساس، علم و آگاہی پر رکھنا کی ضروری ہے۔

اعثرناعليهم ليعلموا
 جس طرح کہ ذیل آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کی داستان سے آگاہ فرمایا تھا وہ
 اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اعتقاد رکھتے تھے اور اس کے لئے سجدہ ریز تھے۔ اصحاب کہف کو ان کے سامنے پیش کر کے
 انہیں علم و یقین کے مرحلہ تک پہنچانا بتاتا ہے کہ توحید پرستوں کے لئے یہ مرحلہ کس قدر ضروری ہے۔

362

16_ معاد اور قیامت کا برپا ہونا اللہ تعالیٰ کا برحق اور نہ بدلنے والا وعدہ ہے۔
 ليعلموا اَنَّ وعدالله حق وَأَنَّ الساعَةَ لارِيبَ فيهِ

"أَنَّ الساعَةَ ... کی عبارت ممکن ہے کہ "أَنَّ وعدالله حق" کی عبارت کی تفسیر کر رہی ہو۔
 17_ اصحاب کہف کے مقام کو کشف کرنے والے، درحقیقت معاد کے حوالے سے لڑائی جھگڑے میں پڑے ہوئے تھے۔

ا عثرناعليهم ... إذ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ
 "إذ"، "اعثرناعليهم" کے لئے ظرف ہے لہذا آیت سے مراد یہ ہے کہ لوگ اس وقت اصحاب کہف کے بارے میں مطلع ہوئے جب
 وہ اپنے امور میں سے کسی پر اختلاف کر رہے تھے یہاں "ان الساعَةَ لارِيبَ فيهِ" کے قرینہ سے ان کے امر سے مراد

قیامت کا برپا ہونا ہے اور "امرہم" میں ضمیر سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جو اصحاب کہف کے بارے میں مطلع ہوئے۔
 18_ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے قیامت کے حوالے سے اختلاف و نزاع کے زمانہ میں اصحاب کہف کو نیند سے بیدار کیا۔

ا عثرناعليهم ... إذ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ
 19_ اصحاب کہف کے شہر میں رہنے والے بعض لوگ، ان کے بیدار ہونے کے زمانہ میں معاد کے برحق ہونے کا عقیدہ
 رکھتے تھے۔

اعثرناعليهم ... إذ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ
 20_ اصحاب کہف کی کئی سالوں پر مشتمل طویل نیند کے دوران وجود میں آنے والے معاشرے اپنے عقائد میں اہم تبدیلیوں
 کا شکار تھے۔

ا عثرناعليهم ... إذ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ
 جس معاشرہ سے اصحاب کہف جدا ہوئے تھے اس پر حاکم ایسے مشرک افراد تھے جو توحید پرستوں کو مٹانے میں لگے

ہوئے تھے۔ لیکن ان کی بیداری کے زمانہ میں معاد پر عقیدہ اور اس کے بارے میں بحث و مناظرہ کا لوگوں میں مکمل رواج تھا اور حکومتی فضا بھی مؤمنین کے حق میں ہموار تھی۔
 21_ اصحاب کہف کی بیداری اور ان کی حقیقت اور ان کے اہداف کے بارے میں لوگوں کے درمیان تنازع کا زمانہ ایک ہی تھا۔

ا عثرنا علیہم ... إذ یتنازعون بینہم أمرہم
 "ربہم أعلم بہم" کے قرینہ سے کہہ سکتے ہیں کہ لوگوں کا تنازع اصحاب کہف کے بارے میں تھا اور قرینہ "یتنازعون" مضارع ہونے کی دلیل بتاتی ہے کہ یہ پرانا تنازع ان کے مشاہدہ کرنے کے باوجود ختم نہ ہوا بلکہ لوگوں کے ایک گروہ نے ان کی صحیح شناخت کو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ دیا تھا اور ان کی حقیقی شناخت پیدا کرنے سے عاجزی کا اظہار کیا تو اس صورت میں "امرہم" کی ضمیر اصحاب کہف سے متعلق ہوگی۔ "فقالوا" میں حرف "فا" بھی اس احتمال کی تائید کر رہا ہے۔

22_ اصحاب کہف کی داستان، ان کے شہر کے رہنے والوں کے درمیان ایک یادگار واقعہ اور ان کے مختلف نظریات و آراء کا مرکز تھی۔

363

اذ یتنازعون بینہم أمرہم
 23_ اصحاب کہف، لوگوں سے ملاقات کرنے کے بعد اسی غار میں بے جان جسموں کی شکل میں تبدیل ہو گئے۔
 فقالوا ابنوا علیہم بنیان
 24_ اصحاب کہف کی اقامت گاہ کو کشف کرنے کے بعد لوگوں کا ان کی موت کے حوالے سے مطمئن ہوجانا۔
 فقالوا ابنوا ... لنتخذن علیہم مسجد
 اصحاب کہف سے ملنے والوں نے ان کی ملاقات کے بعد جو مصمم ارادہ کیا (ابنوا علیہم ...) اس سے حکایت کر رہا ہے کہ وہ ان کی موت کے حوالے سے مطمئن ہو گئے تھے۔
 25_ اصحاب کہف سے ملاقات کرنے والے سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ ان کے اجساد کی حفاظت کے لئے عمارت بنائی جائے۔
 فقالوا ابنوا علیہم ... لنتخذن علیہم مسجد
 26_ اصحاب کہف کو کشف کرنے والوں نے انکی اقامت گاہ پر ایک عام سی عمارت یا مسجد بنانے میں اختلاف کیا۔
 فقالوا ابنوا علیہم بنیاناً ... قال الذین ... لنتخذن علیہم مسجد
 27_ اصحاب کہف کا دیدار کرنے والے کچھ افراد نے دوسروں کو ان کی اقامت گاہ پر ایک عام سی عمارت بنانے کی تشویق دلائی۔

فقالوا ابنوا علیہم بنیاناً ربہم أعلم بہم
 جملہ "قال الذین غلبوا ..." اسی آیت کے ذیل میں اس بات پر قرینہ ہے کہ فقط بعض دیدار کرنے والوں نے ایک عام سی عمارت بنانے کا مشورہ دیا تھا، "بنیاناً" کا نکرہ ہونا، بتاتا ہے کہ انہیں عمارت کی کیفیت و نوعیت سے کوئی مطلب نہ تھا۔
 28_ اصحاب کہف سے بعض ملنے والوں نے ان کے واقعہ کو مبہم اور خود کو اس کے تجزیہ سے عاجز پایا۔
 فقالوا ابنوا علیہم بنیاناً ربہم أعلم بہم
 جملہ "ربہم أعلم بہم" بتاتا ہے کہ اس جملہ کو کہنے والے، اصحاب کہف کی داستان کی حقیقت تک نہ پہنچ سکے اور انہوں نے علم کو اللہ تعالیٰ پر موکل کر دیا۔
 29_ اصحاب کہف کی داستان میں کچھ افراد کا ابہام ان کا معمولی عمارت بنانے کی تجویز پر اکتفا کرنے اور اس کی تعمیر میں حصہ نہ لینے پر دلیل ہے۔

فقالوا ابنوا علیہم بنیاناً ربہم أعلم بہم قال الذین غلبوا علی أمرہم لنتخذن علیہم مسجد
 "ابنوا" میں ضمیر غائب اور "لنتخذن" میں ضمیر متکلم کا استعمال، مشورہ دینے والوں کے دو گروہوں کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ پہلے گروہ نے اسے دوسرے گروہ کی ذمہ داری سمجھی اور دوسرے نے اپنے آپ کو اس کام کے لئے ذمہ

364

دار جانا _ "فقالوا" میں حرف "فا" یہ بتا رہا ہے کہ حاضرین کا عمارت بنانے کے اہداف میں اختلاف کا سرچشمہ ان کا داستان کی حقیقت میں اختلاف تھا۔

30_ اصحاب کہف کی داستان کی حقیقت پر اللہ کے علم کی برتری کا اعتراف وہ لوگ کر رہے تھے جو خود واقعہ کی حقیقت کو پانے سے عاجزی کا اظہار کر رہے تھے۔

فقالوا ابنوا علیہم بنیاناً ربہم أعلم بہم

31_ اصحاب کہف سے ملنے والے، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور سب پر اسکے علم کی برتری کا عقیدہ رکھتے تھے۔

فقالوا ... ربہم أعلم بہم

32_ بعض منکرین معاد، اصحاب کہف کی داستان کو مختلف جہات سے نہ سمجھنے کی بناء پر اسے معاد کے ممکن ہونے پر دلیل نہ سمجھتے ہوئے اپنے پچھلے شک و تردید پر باقی رہے۔

لیعلموا ... اَنَّ الساعة لا ریب فیہا ... ربہم أعلم بہم

اگر سب ملنے والوں کے لئے اصحاب کہف کی زیارت معاد پر ایمان کی تقویت کا باعث ہوتی تو یہ مناسب نہ تھا کہ وہ کہیں "ربہم" بلکہ کہنا چاہئے تھا "ربنا" اور اصحاب کہف کے موضوع کے حوالے سے بے خبری کا اظہار نہ کرتے۔

33_ اصحاب کہف کو درک کرنے والے ایک گروہ نے اپنے رفیقیوں کو ایک طرف ہٹاتے ہوئے، اصحاب کہف کے امور کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر اٹھالی۔

قال الذین غلبوا علی امرہم

"امرہم" میں ضمیر کا تعلق اصحاب کہف سے ہے اور جملہ "قال الذین ..." کا مطلب یہ ہے کہ ایک گروہ نے اصحاب کہف کے امور کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے لی اور مسجد کا بنانا اپنی ذمہ داری قرار دیا۔

34_ اصحاب کہف کی اقامت گاہ کی ذمہ داری لینے والے، اصحاب کہف کو اہل عبادت خداوند اور انکے مقام کو مقدس مقام سمجھتے تھے۔

قال الذین غلبوا علی امرہم لنتخذن علیہم مسجد

مسجد بنانے کا عزم بتا رہا ہے کہ مسجد بنانے والے، اصحاب کہف کو مسجد کے ساتھ ہم آہنگ سمجھتے تھے اور انہیں اہل عبادت و مسجد کے عنوان سے پہچانتے تھے تو ان کی آرام گاہ کو مسجد بنانے کے لائق سمجھنا گویا اس جگہ کے مقدس ہونے کے ان کے عقیدہ کو بتا رہا ہے۔

35_ اصحاب کہف کی آرامگاہ کے سرپرستوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی غرض سے غار کی فضاء میں مسجد بنانے کی ٹھان لی۔

قال الذین غلبوا علی امرہم لنتخذن علیہم مسجد

پہلے گروہ کی تعبیر میں "ابنوا" کا آنا بتا رہا ہے کہ وہ دوسروں کو یہ کہہ رہے تھے اور خود اپنے مشورہ میں عملی طور پر حصہ نہیں لینا چاہتے تھے۔ لیکن

365

دوسرے گروہ ضمیر متکلم "لنتخذن" کو استعمال کرتے ہوئے کہ جو نفیس مسجد بنانے کے سلسلہ میں ان کے پختہ عزم کو بیان کر رہی ہے۔ "اتخاذ مسجد" کی تعبیر سے یہ بھی اعلان کر رہے ہیں کہ وہ خود بھی وہاں عبادت کریں گے۔

36_ غار میں مسجد بنانے والوں کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی تھا کہ اصحاب کہف کی داستان اور واقعہ کو زندہ رکھا جائے۔

لنتخذن علیہم مسجد

"علیہم" کی قید اس نکتہ کو بیان کر رہی ہے کہ اس مقام پر مسجد بنانے کا مشورہ ان کی یاد باقی رہنے کے لئے دیا گیا تھا۔

37_ اصحاب کہف کے بیدار ہونے کے زمانہ میں مسجد کا وجود اور اس کی عظمت۔

لنتخذن علیہم مسجد

38_ صالحین کی آرامگاہ اور مزار پر مسجد بنانا جائز ہے اور ان کی قبر کے قریب عبادت کرنا درست ہے۔

لنتخذن علیہم مسجد

جب بھی قرآن گذشتہ معاشروں اور ادیان سے کوئی بات یا فعل اس طرح نقل کرے کہ جس سے انکی تعریف اور ان پر اللہ کی خاص عنایت کا پتا چلے تو معلوم ہوگا قرآن نے اس گفتار یا کردار کو صحیح و پسندیدہ شمار کیا ہے۔

39_ توحید پرست لوگ، دین اور الہی نظریہ کی ترویج کے لئے ہر مناسب موقع سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

قال الذین غلبوا علی أمرہم لنتخذن علیہم مسجد

40_ اصحاب کہف کی داستان کا ظاہر ہونا، توحید پرستوں اور معاد پر عقیدہ رکھنے والوں کے موقف کو مضبوط کرنے کا سبب بنا۔

اذ یتنازعون ... قال الذین غلبوا علی أمرہم

لوگوں کے درمیان جو چیز مورد نزاع اور اختلاف تھی اس کے بارے میں دو احتمال

بیان ہوئے ہیں :

اگر "اذیتنازعون ..." سے مراد ان کا معاد پر اختلاف تھا تو "الذین غلبوا ..." لوگوں کا وہ گروہ ہوگا کہ جنہوں نے معاد کو قبول کیا ہوا تھا اور اصحاب کہف کے بیدار ہونے سے انہیں اپنے دشمن کے مد مقابل محکم و محسوس دلیل باتھ آگئی تھی۔

41_ غیر موحدین آیات الہی کو مٹانے اور اسے غیر اہم اور بے مقصد واقعہ میں تبدیل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

فقالوا ابنوا علیہم بنیاناً ... قال الذین ... لنتخذن علیہم مسجد

مندرجہ بالا مطلب اس اساس پر ہے کہ کلمہ "ربہم" کہنے والوں کے عقیدہ کے مطابق یہ اصحاب کہف کے رب کا دوسروں کے رب کے درمیان فرق ہونے کو بتا رہا ہو۔ کیونکہ اگر یہ بات نہ ہو تو "ربنا" کہنا مناسب تھا اس لئے یہ کہنے والے توحید پرست نہ تھے اور ایسی تجویز دینا چاہتے تھے جس میں کہ توحید کا نام و نشان نہ ہو۔

366

42_ بعض مقامات، پاکیزہ، مقدس اور مقام عبادت کے ساتھ خاص ہونے کی لیاقت کے حامل ہیں۔

لنتخذن علیہم مسجد

43_ صالحین اور الہی لوگ، موت کے بعد بھی احترام کے لائق ہیں اور ان کی آرامگاہ ایک عظم منزلت کی حامل ہے۔

لنتخذن علیہم مسجد

احکام: 38

اصحاب کہف:

اصحاب کہف کا قصہ 1، 4، 17، 18، 19، 21، 23، 25، 26، 27، 28، 29، 30، 33، 35؛ اصحاب کہف کو پانے والوں کا عجز 28، 30؛ اصحاب کہف کو پانے والوں کا عقیدہ 31؛ اصحاب کہف کو پانے والوں کا پیشکش 25، 27؛ اصحاب کہف کو پانے والوں کی ذمہ داری 33؛ اصحاب کہف کو درک کرنے والوں کا اقرار 28، 30؛ اصحاب کہف کو درک کرنے والوں کی فکر 28؛ اصحاب کہف کو درک کرنے والوں میں اختلاف 26؛ اصحاب کہف کی بیداری کا زمانہ 21؛ اصحاب کہف کی عبادات 34؛ اصحاب کہف کی غار کا ظاہر ہونا 21، 24؛ اصحاب کہف کی غار کو ظاہر کرنے کی وجہ 3؛ اصحاب کہف کی غار کو

کشف کرنے والوں میں جھگڑا 17؛ اصحاب کہف کے زمانہ میں مسجد 37؛ اصحاب کہف کی غار کے سرپرستوں کے

مقاصد 36؛ اصحاب کہف کے ظاہر ہونے کے آثار 40، 5؛ اصحاب کہف کی غار میں عمارت بنانا 25، 26، 27، 29؛ اصحاب

کہف کی غار میں مسجد بنانا 26، 35؛ اصحاب کہف کی غار میں مسجد بنانے کا فلسفہ 36؛ اصحاب کہف کی نیند نے دوران

معاشرہ میں تبدیلیاں 20؛ اصحاب کہف کی موت 23، 24؛ اصحاب کہف کے زمانہ کے لوگوں کا عقیدہ 24؛ اصحاب کہف کے

زمانہ میں مسجد 37؛ اصحاب کہف کے زمانہ میں معاد پر ایمان لانے والے 19؛ اصحاب کہف کے زمانہ میں معاد کے میں

شک و تردید 17، 18؛ اصحاب کہف کے غار کی سرپرستی 33؛ اصحاب کہف کے غار کے سرپرستوں کی فکر 34؛ اصحاب

کہف کے غار کے ظاہر ہونے کا باعث 4؛ اصحاب کہف کے قصہ کو زندہ رکھنا 36؛ اصحاب کہف کے قصہ کی اہمیت 22؛

اصحاب کہف کے قصہ کے آثار 9، 32؛ اصحاب کہف کے قصہ میں ابہام 28؛ اصحاب کہف کے قصہ میں ابہام کے آثار

29؛ اصحاب کہف کے نمائندے کا کردار 4؛ غار کا تقدس 34؛ لوگوں سے ملاقات کے بعد اصحاب کہف 23؛ وعدہ اصحاب

کہف کے 6

اقرار:

علم خدا کا اقرار 30

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کا ارادہ 3; اللہ تعالیٰ کی تدبیر 3; اللہ تعالیٰ کی تدبیر کا مقصد ہونا 14; اللہ تعالیٰ کے افعال کا مقصد کے ساتھ ہونا 14;
 اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا حتمی ہونا 7; اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی حقانیت 5; اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی حقانیت پر یقین 13; اللہ
 تعالیٰ کے وعدوں کے متحقق ہونے کے مقامات 6
 اللہ تعالیٰ کی آیات :
 اللہ تعالیٰ کی آیات کو تبدیل کرنا 41; اللہ تعالیٰ کی

367

آیات کو چھپانا 41

انسان :

انسان کی شرعی ذمہ داری 13

ایمان:

معاد پر ایمان کی اہمیت 13

تبلیغ:

تبلیغ کی روش 39

حقائق :

حقائق کو بیان کرنے کی روش 12

دین:

دین کی تبلیغ 39

الساعة: 10

صالحین:

صالحین کا احترام 43; صالحین کی قبروں کا مقدس ہونا 43; صالحین کی قبروں کے پاس عبادت 38; صالحین کے مقامات 43

عبادت گاہ:

عبادت گاہ کا تقدس 42

عقیدہ:

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر عقیدہ 31; اللہ تعالیٰ کے علم پر عقیدہ 31; دینی عقائد میں علم 15; عقیدہ کی اساس 15

قرآن:

قرآن کی تشبیہات 11

قرآنی تشبیہات:

بیداری کے ساتھ تشبیہ 11; معاد کی تشبیہ 11; موت کی تشبیہ 11; نیند کے ساتھ تشبیہ 11

قیامت:

قیامت کا حتمی ہونا 8، 16; قیامت کی حقانیت 8، 16; قیامت کے نام 10

محسوسات:

محسوسات سے فائدہ اٹھانا 12

مسجد:

قبروں پر مسجد بنانا 38; مسجد کا تقدس 37; مسجد کی تاریخ 37; مسجد کے احکام 38

مشرکین :

مشرکین کا حق کو چھپانا 41; مشرکین کی روش 41; مشرکین کی کوشش 41

معاد:

معاد کا حتمی ہونا 16; معاد کو جھٹلانے والوں کا شک 32; معاد کی حقانیت 16; معاد کے بارے میں شبہات دور کرنے کا پیش

خیمہ 9، 18; معاد کے بارے میں مؤمنین کو استحکام بخشنے والے اسباب 40; معاد کے دلائل 9

مقدس مقامات : 42

موحدین: 6

موحدین کو استحکام بخشنے والے اسباب 40؛ موحدین کی تبلیغ 39

موقع:

موقع سے فائدہ اٹھانا 39

368

سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةً رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةً سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةً وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَنَفِثَ فِيهِمْ مِّنْهُمْ أَحَدًا (٢٢)

عنقریب یہ لوگ کہیں کہ وہ تین تھے اور چوتھا ان کا کتا تھا اور بعض کہیں گے کہ پانچ تھے اور چھٹا ان کا کتا تھا اور یہ سب صرف غیبی اندازے ہوں گے اور بعض تو یہ بھی کہیں گے کہ وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔ آپ کہہ دیجئے کہ خدا ان کی تعداد کو بہتر جانتا ہے اور چند افراد کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے لہذا آپ ان سے ظاہری گفتگو کے علاوہ واقعاً کوئی بحث نہ کریں اور ان کے بارے میں کسی سے دریافت بھی نہ کریں (22)

- 1_ پوری تاریخ میں بہت سے لوگوں کے لئے اصحاب کہف کی تعداد کا مجہول رہنا۔
سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةً ... مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ
- 2_ قرآن مجید میں اصحاب کہف کی داستان کا نازل ہونا باعث بنا کہ زمانہ بعثت کے لوگوں نے ان کی تعداد کے حوالے سے مختلف نظریات بیان کئے۔
سَيَقُولُونَ ... وَيَقُولُونَ ... وَيَقُولُونَ
- "سَيَقُولُونَ" میں حرف "س" اس وقت کی باتیں اور بعد میں ہونے والی باتوں کو واضح کر رہا ہے اور "فلا تمار فیہم ..." کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اقوال پیغمبر اکرم (ص) کی زندگی

369

- میں ہی سامنے آچکے تھے۔
- 3_ زمانہ بعثت کے لوگ، تین مختلف نظریات کا اظہار کرنے سے اصحاب کہف کو تین یا پانچ یا سات نفر سمجھتے تھے۔
سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةً رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةً ... وَيَقُولُونَ سَبْعَةً ...
 - 4_ لوگوں کی نگاہ میں اصحاب کہف کا کتا اس گروہ کا چوتھا یا چھٹا یا آٹھواں عضو تھا۔
سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةً رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةً سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ ... وَيَقُولُونَ سَبْعَةً وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ
 - 5_ اصحاب کہف کا کتا، ان کی ہمرابی کی وجہ سے ایک قابل احترام چیز شمار کی گئی ہے۔
رابعہم ... سادسہم ... وٹامنہم کلبہم
 - اصحاب کہف کے کتے کو اس انداز سے ذکر کرنا کہ جیسے وہ بھی ان کے ہمراہ ایک فرد تھا یہ اس کے بارے میں خاص عنایت کو بیان کر رہا ہے۔
 - 6_ اصحاب کہف کے بارے میں تین یا پانچ فرد ہونے کے نظریہ ایک بے بنیاد نظریہ کا اظہار اور تاریکی میں تیر چلانے کے مترادف ہے۔
سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةً رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةً سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ
 - "بالغیب" میں باء تعدی کے لئے ہے اور یہاں "غیب" سے مراد پہلا اور دوسرا خیال ہے۔ ان خیالات کو ایسے پتھر سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جسے بغیر نشانہ لئے پھینکا گیا ہو اس امید کے ساتھ کہ شاید نشانہ پر لگ جائے تو اس "قید" کا پہلے اور دوسرے نظریہ سے خاص کرنا بتاتا ہے کہ تیسرا نظریہ شاید حقیقت سے دور نہ ہو اور وہ پہلے اور دوسرے نظریوں کے زمرہ میں نہیں ہے۔
 - 7_ اصحاب کہف کے بارے میں سات نفر والا نظریہ قابل قبول اور قابل تائید ہے۔
رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةً وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ
 - تیسرے نظریہ کی دو صورتوں میں تائید ہوسکتی ہے :

.....

- (1) "رجماً بالغیب" صرف پہلے دونوں نظریوں کے ساتھ خاص ہے۔
 (2) جملہ "ثامنہم کلہم" ، "سبعۃ" کے لئے صفت ہے اور واو زائدہ ہے جیسا کہ زمخشری نے بیان کیا ہے اس صفت کو ثابت کر رہی ہے۔ یعنی اس بات کو یقینی بنا رہی ہے کہ کتا ان کا آٹھواں فرد تھا۔

8_ غیر سنجیدہ گفتگو کرنا اور بغیر کسی معرفت و تحقیق کے نظریہ کا اظہار کرنا ایک قابل مذمت اور غلط چیز ہے۔
 سیقولون ... رجماً بالغیب

9_ اللہ تعالیٰ ، پیغمبر (ص) کو لوگوں کی مختلف رائے کے مد مقابل ایک مناسب رد عمل کی تعلیم دے رہا ہے۔
 قل ربی أعلم بعدتہم ... فلا تمار فیہم

10_ لوگوں کو بے اساس نظریات کے اظہار کرنے سے روکنے اور اس کا علم اللہ تعالیٰ پر چھوڑنے کی نصیحت کرنا
 الہی رہبروں کی ذمہ داری ہے۔

370

سیقولون ... قل ربی أعلم بعدتہم

11_ اصحاب کہف کی تعداد کا علم رکھنا، ایک غیر ضروری سی بات ہے جس کا اس داستان کی معرفت اور نصیحت آموز
 ی کے لحاظ سے کوئی اثر نہیں پڑتا۔

سیقولون ... ثلاثۃ ... قل ربی أعلم بعدتہم ... ولا تمار فیہم

اصحاب کہف کی تعداد کا علم اللہ تعالیٰ پر موقوف کرنے اور اس موضوع میں بحث و نزاع ترک کرنے کا حکم، تائید کر رہا
 ہے کہ اس قسم کا علم اس داستان کو نقل کرنے کے مقصد میں کوئی کردار ادا نہیں کرتا۔

12_ بعض لوگ، اصحاب کہف کے اس واقعہ میں موجود اصلی پیغام سے غافل ہو گئے اور اس کی جزئی اور کم فائدہ جہات
 میں پڑ گئے۔

سیقولون ثلاثۃ ... قل ربی أعلم بعدتہم

13_ اصحاب کہف کی تعداد کے معاملہ میں خاموشی اختیار کرنا اور اس کے علم کو اللہ تعالیٰ پر موقوف کرنا، پیغمبر (ص)
 پر انکے رشد و کمال اور تربیت کے حوالے سے ان پر اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ہے۔

قل ربی أعلم بعدتہم

14_ بے ثمر تحقیقات سے پرہیز کرنا اور اس کا علم اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا ضروری ہے۔

قل ربی أعلم بعدتہم

15_ اللہ تعالیٰ کے علم کی برتری اس کی ربوبیت کا لازمہ ہے۔

قل ربی أعلم بعدتہم

16_ زمانہ بعثت کے لوگوں میں صرف تھوڑے سے لوگ، اصحاب کہف کی تعداد اور ان کی داستان کے مختلف زاویوں
 کے بارے میں علم رکھتے تھے۔

ما یعلمہم الا قليل

چونکہ بات اصحاب کہف کی تعداد کے بارے میں تھی، جملہ "ما یعلمہم ..." میں اصحاب کہف کے بارے میں اکثر لوگوں
 کے علم کی نفی ہوئی ہے تو یہ مطلب بتا رہا ہے کہ اصحاب کہف کی داستان کے دیگر زوایا بھی تعداد کی مانند اکثر لوگوں
 کو معلوم نہ تھے۔

17_ اصحاب کہف اور ان کی تعداد کے حوالے سے بحث کرنے کے لئے پیغمبر اکرم (ص) کو سرسری، سطحی اور تنازع
 سے دور بحث کرنے کی اجازت تھی۔

فلا تمار فیہم الا مرآ ظاہر

"مرآ" اس جدال کو کہتے ہیں جو کسی بات پر اعتراض کرنے اور اسے کمزور کرنے اور کلام کرنے کی والے کی توہین
 کرنے کے لئے انجام دیا جائے۔ (مصباح) اور جب وہ طولانی اور عمیق نہ ہو تو اسے "مرآ ظاہر" کہتے ہیں۔

18_ غیر ضروری مسائل میں تحقیق اور باریک نزع کو ترک کرنا اور ان کے حوالے سے لفظی جنگ سے پرہیز کرنا
 ضروری ہے۔

فلاتمار فیہم الّا مرآء ظاہر
"فلاتمار ... "میں فا اس مطلب پر متفرغ ہے

371

جو "ربی اعلم ... " سے ملتا ہے _ یعنی اس چیز کی طرف توجہ کرتے ہوئے کہ اس قسم کے مسائل کو اللہ تعالیٰ پرچھوڑ دینا چاہیے تو گہرائی تک تنازع کرنے اور بحث کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی _
19_ جابلوں کے ساتھ سوائے سطحی اور مختصر بحث کے مناظرہ کرنا ناپسندیدہ اور غلط ہے _
مایعلمہم الّا قلیل فلا تمار فیہم الّا مرآء ظاہر
جملہ "لاتمار ... " کا جملہ "مایعلمہم ... " کا حرف فاء کے ذریعہ متفرغ ہونا مذکورہ نکتہ کو بیان کر رہا ہے _
20_ پیغمبر (ص) کو اصحاب کہف کی داستان کے حوالے سے جاننے کے لئے کسی صاحب نظر کے خیال کو پوچھنے کی اجازت نہیں تھی _
ولا تستفت فیہم منہم احد
"منہم" میں ضمیر ان لوگوں سے مربوط ہے کہ جو اصحاب کہف کی تعداد کے حوالے سے اظہار نظر کرتے تھے _
21_ پیغمبر اکرم (ص) کا اصحاب کہف کی داستان سے واقف ہونا سوائے وحی الہی کے ممکن نہیں تھا _
ولا تستفت فیہم منہم احد
نہی "لا تستفت" کسی کے نظریہ چاہنے کے بے فائدہ ہونے کو بیان کر رہی ہے _ اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ کسی سے توقع نہیں ہوسکتی کہ وہ آپ کے کی نظر خواہی کا صحیح جواب دے _

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) اور اصحاب کہف کا قصہ 17، 20، 21 ; آنحضرت (ص) کا معلم ہونا 9; آنحضرت (ص) کی تربیت کا پیش خیمہ 13; آنحضرت (ص) کی ذمہ داری 13; آنحضرت (ص) کی ذمہ داری کی حدود 17، 20 ;
اختلاف:

اختلاف کی صورت میںروش 9

اصحاب کہف:

اصحاب کہف کا قصہ 5; اصحاب کہف کا کتا 4; اصحاب کہف کی تعداد میں تنازع 17; اصحاب کہف کی تعداد کا علم رکھنے والوں کا کم ہونا 16; اصحاب کہف کی تعداد کے علم کا بے اثر ہونا 11; اصحاب کہف کی تعداد میں ابہام کافلسفہ 13 ;
اصحاب کہف کی تعداد میں اختلاف 2، 3، 4 ; اصحاب کہف کی تعداد 1، 6، 7; اصحاب کہف کے بارے میں نظر مانگنا 20; اصحاب کہف کے کتے کا احترام 5; اصحاب کہف کے قصہ میں تنازع 17
اعداد:

آٹھ کا عدد 4; پانچ کا عدد 3، 6; تین کا عدد 3، 6; چار کا عدد 4; چھ کا عدد 4; سات کا عدد 3، 7

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کا علم 15; اللہ کی تعلیمات 9; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت 15; اللہ تعالیٰ کے علم کا کردار 10، 13، 14

پوچھنا:

بالوجہ پوچھنے سے پرہیز 14

تنازع:

372

ناپسندیدہ تنازع سے پرہیز 18; ناپسندیدہ تنازع 19

جہلاء :

جہلاء سے گفتگو میں تنازع کرنے پر سرزنش 19

حقائق:

حقائق واضح کرنے کی اساس 10

دینی رہبر:

دینی رہبروں کی ذمہ داری 10

غفلت:

اصحاب کہف کے قصے کی تعلیمات سے غفلت 12

کلام:

بغیر علم کے کلام 8; بغیر علم کے کلام کو ترک کرنا 10; بے منطق کلام پر سرزنش 8

لوگ:

بعثت کے زمانہ کے لوگ اور اصحاب کہف 2، 16; بعثت کے زمانے کے لوگوں کی فکر 2، 3، 4

معاشرت:

معاشرت کے آداب 9

وحی:

وحی کا کردار 21

تفسیر راہنما جلد 10

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَلِكْ غَدًا (۲۳)

اور کسی شے کے لئے یہ نہ کہیں کہ میں یہ کام کل کرنے والا ہوں (23)

1_ اللہ تعالیٰ پیغمبر (ص) کو زمانہ آئندہ میں کسی کام کے انجام دینے کو یقینی جاننے سے روک رہا ہے۔

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَلِكْ غَدًا

2_ آنے والے معین زمانہ میں کسی بھی کام چاہے وہ چھوٹا سا ہی کیوں نہ ہو کے یقینی اور بہر صورت انجام دینے پر

اطمینان کرنا صحیح نہیں ہے۔

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَلِكْ غَدًا

"شيء" نکرہ ہے جو "نہی کے قرینہ" کے ساتھ ہر قسم کے کام خواہ چھوٹا خواہ بڑا 'دونوں کو شامل ہے۔

"غدا" ہو سکتا ہے اپنے حقیقی معنی میں استعمال ہو رہا ہو۔ یعنی کل والا معین دن کہ مندرجہ بالا مطلب بھی اس معنی میں

منعکس ہو رہا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد مطلق آنے والا زمانہ ہو۔

3_ کسی بھی کام کے آنے والے دور میں اپنی طاقت اور وسائل پر بھروسہ رکھتے ہوئے وعدہ اور ضمانت دینا، اللہ تعالیٰ

کے نزدیک شدت سے ممنوع ہے۔

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَلِكْ غَدًا

373

"إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ" بعد والی آیت میں بتا رہا ہے کہ "لَا تَقُولَنَّ" والی نہی اپنی طاقت پر بھروسہ کی صورت میں ہے۔

4_ ظاہری طور پر ایک عمل کے انجام پر تمام اسباب کا مہیا ہونا، اس کے واقع ہونے پر ضمانت نہیں ہے۔

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَلِكْ غَدًا

5_ آنے والے حادثات، انسان کے یقینی علم و قدرت سے خارج ہیں۔

ولا تقولن لشيئ: إني فاعل ذلك غد

6_ دین، انسان کے کلام کرنے کی روش اور عزم کرنے کے بارے میں پروگرام اور تعلیمات پر مشتمل ہے۔

ولا تقولن لشيئ: إني فاعل ذلك غد

7_ عن أبي عبد الله (ع) (في حديث) جيس الوحي عنه اى عن رسول الله (ص) أربعين صباحاً لأَنَّهُ قال لقريش: "غداً ا خبركم

بجواب مسائلكم" ولم يستثن فقال الله : "ولا تقولن لشيئ إني فاعل ذلك غداً إلا أن يشاء الله " 1_

امام صادق (ع) سے ایک حدیث کے ضمن میں نقل ہوا کہ : وحی پیغمبر اکرم (ص) سے چالیس دن تک قطع رہی کیونکہ آپ (ص) نے قریش کو فرمایا تھا: کل میں تمہارے سوالوں کا جواب دوں گا اور (مشیت خدا کو) استثناء نہیں کیا تھا (یعنی ان شاء اللہ نہ کہا تھا) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ولا تقولن لشيئ إني فاعل ذلك غداً إلا أن يشاء الله _

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کو منع کرنا 1

اطمینان:

ناپسندیدہ اطمینان 2

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی مشیت کی اہمیت 7; اللہ تعالیٰ کی نوابی 3،1

انسان :

انسان اور آنے والا دور 5; انسان کا عجز 5; انسان کی طاقت کا محدود ہونا 5; انسان کے علم کا محدود ہونا 5

بات :

بات کرنے کی روش 6

پیشگوئی :

پیشگوئی کی نہی 3،1

دین:

دینی تعلیمات 6

روایت: 7

عزم :

عزم کرنے کی روش 6

عمل:

عمل کے یقینی ہونے کے اسباب 4

یقینی سمجھنا :

یقینی سمجھنے سے نہی 4،3،1

374

إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ وَادْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَى أَنْ يَهْدِيَنِّي رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَذَا رَشَدًا (٢٤)

مگر جب تک خدا نہ چاہے اور بھول جائیں تو خدا کو یاد کریں اور یہ کہیں کہ عنقریب میرا خدا مجھے واقعیت سے قریب تر امر کی ہدایت کردے گا (24)

1_ ہر قسم کے وعدہ اور عزم کے وقت اللہ تعالیٰ کی مشیت کی طرف توجہ کرنا اور انشاء اللہ کہنا ضروری ہے _

ولا تقولن ... إلا أن يشاء الله

جملہ "إلا أن يشاء الله" ایک مقدر کا محتاج ہے کیونکہ اس مقدر کے بغیر " لا تقولن" نہی کی توجیہ نہیں ہوسکتی مفسرین

نے جو سب سے مناسب مقدر بیان کیا ہے وہ یہ عبارت ہے _

"إلا أن تقرنه بان يشاء الله" تو اس صورت میں پچھلی آیت کی طرف توجہ رکھتے ہوئے اس آیت کا معنی یہ ہوگا کہ "اپنی

گفتار میں کسی کام کے انجام دینے کو آنے والے زمانہ میں یقینی نہ کرو ' مگر یہ کہ اسے اللہ تعالیٰ کی مشیت اور چاہت کے ہمراہ قرار دو۔"

2_ امور کا متحقق ہونا، اللہ تعالیٰ کی مشیت سے مربوط ہے۔
إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ

3_ یقینی مستقبل میں بغیر کسی تبدیلی کے حتیٰ انبیاء کے لیئے بھی پیشگوئی نہیں ہو سکتا۔
وَلَا تَقُولُوا لِمَا يُرَى: إِنِّي فَاعِلٌ ذَلِكَ غَدًا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ

4_ انسانوں کا کردار، اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے مغلوب اور اس کی نسبت خود ان کی طرف ہے۔
إِنِّي فَاعِلٌ ... إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ

چنانچہ کوئی کہے کہ اللہ کے ارادہ سے میں مستقبل میں یہ کام کروں گا تو آیت شریفہ کے مطابق یہ بات صحیح اور جائز ہے ' جو زبان پر لانی گئی ہے لہذا اللہ تعالیٰ کا ارادہ کام کی انسان کی طرف نسبت دینے میں مانع نہیں ہے۔

375

5_ انسانوں کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ اللہ کی یاد میں رہیں۔
وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ

6_ اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہر قسم کی غفلت اور بھول ظاہر ہونے کے بعد اس کا تدارک کرنا ضروری ہے۔
وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ

آیت میں نسیان کا متعلق ذکر نہیں ہوا لیکن قرینہ "واذکر ربک" کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ یہاں مراد اللہ تعالیٰ کی یاد کو بھولنا ہے کہ جب توجہ پیدا ہو تو اس کا تدارک کیا جائے۔

7_ وہ لوگ کہ جو "اِنْ شَاءَ اللَّهُ" کہنا بھول جائیں تو انہیں چاہیے کسی اور تعبیر کے ساتھ ہی اللہ کا ذکر زبان پر ضرور لائیں۔
إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ

نسیان کا متعلق "إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ" کے قرینہ سے ممکن ہے۔ "اِنْ شَاءَ اللَّهُ" کہنا ہو اور جملہ "اذکر ربک" مطلق ہے۔ لہذا "اِنْ شَاءَ اللَّهُ" کے تدارک کے لئے ہر ایسے لفظ کا انتخاب کہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور اس کے ارادہ کے غلبہ کو بتاتا ہو ' ثمر بخش ہوگا۔

8_ انسانوں کے امور کی الہی تدبیر کے ساتھ وابستہ ہونے کی طرف توجہ، کسی کام اور حالت میں اس کی یاد سے غافل ہونے سے کا سبب نہیں بنتی۔
وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ

کلمہ "رب" آیت میں مندرجہ بالا مطلب کو بتا رہا ہے۔

9_ پیغمبر (ص)، اللہ تعالیٰ کے ذکر کو اپنی گفتگو میں بھولنے اور ترک کرنے کے خطرہ میں ہیں۔
وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ

10_ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور یاد، مقصود چیز کی یاد آوری اور بھولنے کی حالت کے ختم ہونے کا باعث ہے۔
وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ

"نسیان" کے متعلق کو ممکن ہے عام اور ہر چیز کو شامل جانا جائے۔ تو اس صورت میں جملہ "واذکر ربک" کا مطلب یہ ہوگا کہ "جب بھی کوئی چیز بھول جائے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر زبان پر جاری کرو تاکہ وہ چیز یاد آئے اور تمہاری غفلت ختم ہو جائے۔

11_ پیغمبر (ص)، رشد اور الہی ہدایت کے حامل ہیں۔
وَقُلْ عَسَى أَنْ يَهْدِيَنَّ رَبِّيَ لِقَرَبٍ مِنْ هَذَا رُشْدٍ

"رشد" غسی (گمراہی) کا مد مقابل نقطہ ہے اور جس جگہ ہدایت استعمال ہو "رشد" بھی استعمال ہوتا ہے۔ (مفردات راغب)

12_ رشد و ہدایت کے کمترین راستہ کی درخواست اور اس تک پہنچنے کے بارے میں امید رکھنے کا اظہار، اللہ تعالیٰ کا پیغمبر اکرم (ص) کو حکم اور نصیحت ہے۔
وَقُلْ عَسَى أَنْ يَهْدِيَنَّ رَبِّيَ لِقَرَبٍ مِنْ هَذَا رُشْدٍ

13_ رشد و ہدایت کے بلند مقام تک پہنچنے کا مقصد ایک الہی ہدف ہے۔

وقل عسیٰ اُن یٰہدین ربّی لا قرب من ہذا رشد
14_ رشد اور اللہ تعالیٰ پر امید رکھنا، اس تک پہنچنے

376

- میں کافی کردار ادا کرتا ہے۔
وقل عسیٰ اُن یٰہدین ربّی لا قرب من ہذا رشد
15_ الہی ہدایتیں، اس کی ربوبیت کا جلوہ ہیں۔
16_ رشد و ہدایت کے مختلف درجات اور مراتب ہیں۔
لا قرب من ہذا رشد
17_ ہدایت کے تمام مراحل، اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔
عسیٰ اُن یٰہدین ربّی لا قرب من ہذا رشد
18_ اللہ تعالیٰ کی ہدایتیں، ہمیشہ انسان کی مصلحت کی خاطر اور اسے درست اور صحیح راہ تک پہنچانے کے لئے ہیں۔
عسیٰ اُن یٰہدین ربّی لا قرب من ہذا رشد
"مصبح المیز" میں آیا ہے "رشد" مصلحت ہے اور وہ صحیح اور درست مقام تک پہنچنا ہے۔
19_ پیغمبر اکرم (ص)، ایک کمال پانے والے اور زیادہ ہدایت تک پہنچنے کی استعداد رکھنے والے انسان ہیں۔
وقل عسیٰ اُن یٰہدین ربّی لا قرب من ہذا رشد
20_ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بھولنا، انسان کے جلد ہدایت پانے میں رکاوٹ ہے۔
واذکر ربّک إذا نسیت وقل عسیٰ اُن یٰہدین ربّی لا قرب من ہذا رشد
"ہذا" بھولنے کے بعد اللہ کے ذکر "کی طرف اشارہ ہے جو کہ "اذکر ربّک إذا نسیت" سے معلوم ہوتا ہے۔ "ا قرب من ہذا
رشد" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کا تدارک کرنا اگرچہ رشد و ہدایت کا سبب ہے مگر بغیر فراموشی کے اسکا
تسلسل و ہمیشگی ایسی راہ ہے جو ہدایت کے زیادہ قریب ہے۔
21_ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہنا ' ہدایت و رشد کا تیز ترین اور کمترین راستہ ہے۔
واذکر ربّک إذا نسیت وقل عسیٰ اُن یٰہدین ربّی لا قرب من ہذا رشد
22_ اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ یاد رکھنا، اللہ تعالیٰ کی خصوصی توفیق اور ہدایت کا محتاج ہے۔
واذکر ربّک إذا نسیت وقل عسیٰ اُن یٰہدین ربّی لا قرب من ہذا رشد
23_ کسی کام کے بھولنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی یاد اور کسی کام کو بہتر طریقہ سے جاننے اور انجام دینے میں اس
کی مدد کا انتظار، ایک پسندیدہ صفت اور اس کے فرمان کے مطابق ہے۔
واذکر ربّک إذا نسیت وقل عسیٰ اُن یٰہدین ربّی لا قرب من ہذا رشد
مندرجہ بالا مطلب میں "ہذا"، "نسیت" کے مفعول محذوف کی طرف اشارہ ہے اور آیت کا مطلب یوں ہے کہ جب بھی کوئی
کام بھول جائو تو اللہ کو یاد کرو اور کہو: "امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے اس سے زیادہ مفید کام کی طرف راہنمائی
کرے گا"۔
24_ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا غفلت کے بعد تدارک انسان کے جلدی رشد و ہدایت پانے کی امید کا سرمایہ

377

- ہے۔
واذکر ربّک إذا نسیت وقل عسیٰ اُن یٰہدین ربّی لا قرب من ہذا رشد
"قل عسیٰ" کا "اذکر..." سے ربط مقدمہ اور نتیجہ ہے اور اس آیت کا پیغام یہ ہے کہ "اگر تم نے غفلت کے بعد اللہ تعالیٰ
کو یاد کیا تو اللہ تعالیٰ کی خصوصی ہدایت کے بارے میں امید رکھ سکتے ہو اور کہو: عسیٰ..."
25_ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر (ص) سے اصحاب کہف کی داستان سے زیادہ تعلیمات پر مشتمل آیات دینے کا وعدہ فرمایا۔
وقل عسیٰ اُن یٰہدین ربّی لا قرب من ہذا رشد
"ہذا" ممکن ہے اصحاب کہف کی داستان کے بیان کرنے کی طرف اشارہ ہو۔
26_ اللہ تعالیٰ کی امداد پر امید رکھنے کا اظہار، اس کی بارگاہ میں دعا اور اس سے مدد مانگنے کے طریقوں میں سے ہے۔

وقل عسی أن یهدین ربی لا قرب من ہذا رشد
زبان پر امید کا ذکر (عسی أن ...) سوائے اپنی ضرورت کے اظہار اور اس کے قبولیت کی درخواست کے علاوہ کچھ نہیں
ہے۔

27_ "عن ابی جعفر وابی عبد اللہ علیہما السلام فی قول اللہ عزوجل: "واذکر ربک إذا نسیت" قال: إذا حلف الرجل فَنَسِیَ أن
یستثنی فلیستثنی إذا ذکر " (1)

امام باقر (ع) اور امام صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے کلام "واذکر ربک إذا نسیت" کے بارے میں روایت نقل ہوئی ہے کہ:
جب بھی کوئی قسم کھائے (کوئی کام انجام دے) اور (اللہ تعالیٰ کی مشیت کو) بھول جائے کہ استثناء کرے (یعنی ان شاء اللہ
کہنا بھول جائے) تو جب بھی یاد آئے اسے کہے ...

28_ عن ابی جعفر (ع): ... وقد قال اللہ عزوجل لنبیہ (ص) فی الکتاب: "ولا تقولن لشیئ إني فاعل ذلك غداً إلا أن یشاء اللہ" أن
لا افعل فتسبق مشیة اللہ فی ان لا افعل فلا اقدر علی ان افعلہ قال: فلذلك قال اللہ عزوجل: "واذکر ربک إذا نسیت" ای: استثن
مشیة اللہ فی فعلک " (2)

امام باقر (ع) سے روایت ہوئی بتحقیق اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اپنے پیغمبر (ص) کو فرمایا: "ولا تقولن لشیئ إني فاعل ذلك
غداً إلا أن یشاء اللہ" یعنی نہ کہو کہ میں کل کوئی کام انجام دوں گا (مگر یہ اس صورت میں کہو کہ اس کے بعد کہو) مگر کہ
اللہ تعالیٰ چاہے اس کو انجام نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس کام کے ترک میں میرے ارادہ پر سبقت کرے گا پھر میں اسے
انجام نہیں دے سکتا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "واذکر ربک إذا نسیت" _ "یعنی اللہ تعالیٰ کی مشیت کو اپنے کام میں
استثناء کرو" _

(1) کافی ج 7، ص 447، ح 1_ نورالثقلین، ج 3، ص 253، ح 48_
(2) کافی ج 7، ص 448، ح 2_ نورالثقلین، ج 3، ص 25، ح 49_

378

آرزو:

پسندیدہ آرزو 13؛ کمال حاصل کرنے کی آرزو 13؛ ہدایت کی آرزو 13

آنحضرت (ص):

آنحضرت (ص) اور غفلت 9؛ آنحضرت (ص) کا کمال حاصل کرنا 11، 19؛ آنحضرت (ص) کو نصیحت 12؛ آنحضرت (ص)
کو وعدہ 25؛ آنحضرت (ص) کی ہدایت 11؛ آنحضرت (ص) کی ہدایت کا زیادہ ہونا 19
اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات 15؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا غلبہ 4؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا کردار 2؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کو
استثناء کرنا 27، 28؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کی اہمیت 28؛ اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں 12؛ اللہ تعالیٰ کی ہدایتوں کی
خصوصیات 18؛ اللہ تعالیٰ کی ہدایتیں 11، 15، 17، 22؛ اللہ تعالیٰ کے اوامر 23؛ اللہ تعالیٰ کے مختصات 17؛ اللہ تعالیٰ کے
وعدے 25

امور:

امور کی اساس 2

امیدوار ہونا:

اللہ تعالیٰ کی امداد پر امیدوار ہونا 26؛ امیدوار ہونے کے اسباب 24؛ کمال حاصل کرنے کے بارے میں امیدوار ہونے کے
آثار 14؛ ہدایت امیدوار ہونا 12

انبیاء:

انبیاء کے علم کی حدود 3

انسان:

انسان کی ذمہ داری 5؛ انسان کی معنوی ضروریات 22؛ انسانوں کے عمل کا مغلوب ہونا 4؛ انسان کی ہدایت 18؛ انسانوں کے

عمل کی بنیاد 4؛ انسان کے لئے مصلحتیں 18

بات :

بات کرنے کے آداب 7

توحید:

توحید افعالی 17

توفیقات :

توفیقات کا سرچشمہ 22

جبر و اختیار : 4

دعا :

دعا کے آداب 26

ذکر :

اللہ تعالیٰ کا ذکر 6، 23؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ذکر کی اہمیت 1، 27؛ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا سرچشمہ 22؛ اللہ تعالیٰ کے ذکر

کو دائمی کرنا 21؛ اللہ کے ذکر کی اہمیت 5، 7؛ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے آثار 10، 24؛ انشاء اللہ کا ذکر 7

روایت: 27_28

صفات :

پسندیدہ صفات 23

ضروریات :

اللہ تعالیٰ کی تدبیر کی ضرورت 8؛ ہدایت کی ضرورت 22

379

عزم :

عزم کے اعلان کے آداب 1

غفلت :

اللہ تعالیٰ سے غفلت 9؛ اللہ تعالیٰ سے غفلت کا تدارک 6؛ اللہ تعالیٰ سے غفلت کے آثار 20؛ اللہ تعالیٰ سے غفلت کے تدارک کے

آثار 24؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے غفلت 7؛ غفلت کے موانع 8

فراموشی:

فراموشی سے موانع 10

کمال حاصل کرنا:

کمال حاصل کرنے کے اسباب 4؛ کمال حاصل

کرنے کے مراتب 16

مدد طلب کرنا:

اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا 23، 26

مستقبل:

مستقبل کی پیشگوئی کا محال ہونا 3

وعدہ:

وعدہ کے اعلان کے آداب 1

ہدایت :

ہدایت سے موانع 20؛ ہدایت کا سرچشمہ 17؛ ہدایت کی روش 21؛ ہدایت کے درجات 16؛ ہدایت کے لئے دعا 12

وَلْيَتُوبَا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَارْدَاؤُا تِسْعًا (۲۵)

اور یہ لوگ اپنے غار میں تین سو برس رہے اور اس پر نو دن کا اضافہ بھی ہو گیا (25)

- 1_ اصحاب کہف، غار میں تین سو نو سال ٹھہرے رہے۔
ولبثوا فی کہفہم ثلاث مائۃ سنین وازدادوا تسع
یہاں "سنین"، "ثلاثۃ مائۃ" کے لئے بدل ہے۔ یہ کلمہ "تین سو" کی وضاحت کے ساتھ ساتھ اس بات کی علامت ہے کہ
اصحاب کہف کی
نیند پر اتنے سالوں کا گزرنا ایک حیرت انگیز چیز ہے۔
2_ اصحاب کہف، اس تین سو نو سال کی ساری مدت میں اسی غار میں تھے کہ جس میں انہوں نے پناہ لی تھی۔
ولبثوا فی کہفہم

380

- 3_ اصحاب کہف، شمسی سالوں کے مطابق تین سو سال اور قمری سالوں کے مطابق تین سو نو سال غار میں رہے۔
ولبثوا فی کہفہم ثلاث مائۃ سنین وازدادوا تسع
"ازدادوا" میں ضمیر اصحاب کہف کے ساتھ مربوط ہے۔ نو سال کو تین سو سال سے جدا ذکر کرنا شاید اس حوالے سے ہو
کہ انہوں نے شمسی سالوں کے مطابق تین سو سال ہی آرام کیا اور ان سالوں کا قمری سالوں کے مطابق شمار تین سو نو
سال سے کچھ کم (تین ماہ سے کم) ہے عام طور پر واقعات کے زمانہ کو مشخص کرتے وقت اتنی مدت سے صرف نظر
کیا جاتا ہے۔
4_ "روی أن یہودیاً سال علی بن ابی طالب (ع) عن مدۃ لبثہم (ا ی لبث اصحاب الکہف) فا خبر بما فی القرآن فقال : "انّا نجد
فی کتابنا ثلاثمئة" فقال : " ذاك بسنی الشمس وبذا بسنی القمر _ (1)
روایت نقل ہوئی ہے کہ ایک یہودی نے حضرت علی (ع) سے اصحاب کہف کی غار میں ٹھہرنے کی مدت کے بارے سوال
کیا : امام (ع) نے اسے جو کچھ قرآن میں ہے اس سے باخبر کیا۔ یہودی نے کہا ہم نے اپنی کتاب میں یہ پایا ہے کہ وہ تین
سو سال رہے۔ امام (ع) نے فرمایا : وہ شمسی سال کے مطابق نقل ہو ا ہے جبکہ یہ قمری سال کے مطابق نقل ہو ا ہے۔
اصحاب کہف:

اصحاب کہف کا قصہ 1، 2، 3؛ اصحاب کہف کی نیند کی مدت 1، 2، 3، 4
اعداد :

تین سو کا عدد 4، 3؛ تین سو نو کا عدد 4، 3، 2، 1؛ نو کا عدد 4، 3
روایت : 4

.....

(1) _ مجمع البیان ، ج 6، ص 715 _ نورالثقلین ج 3، ص 256 ، ح 62 _

381

قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اُبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمَعْ مَا لَھُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ وَّلٰیٍّ وَلَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِہٖ اَحَدًا (۲۶)
آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ان کی مدت قیام سے زیادہ باخبر ہے اسی کے لئے آسمان و زمین کا سارا غیب ہے اور اس کی
سماعت و بصر کا کیا کہنا ان لوگوں کے لئے اس کے علاوہ کوئی سرپرست نہیں ہے اور نہ وہ کسی کو اپنے حکم میں
شریک کرتا ہے (26)

- 1_ اصحاب کہف کے غار زمیں ٹھہرنے کی مدت، پیغمبر (ص) کے زمانہ کے لوگوں کے درمیان اختلاف کا شکار تھی۔
قل اللہ اعلم
جملہ "قل اللہ..." بتا رہا ہے کہ بعض لوگ پچھلی آیت میں بتائی گئی مدت کے حوالے سے شک میں پڑے ہوئے تھے اور
اسکے علاوہ کوئی دوسری نظر پیش کر رہے تھے۔ پیغمبر اکرم نے ان لوگوں کے جواب میں، واقعات کے دقیق زمانے
کے سلسلہ تا کید فرمائی اور ان کے شک و تردید کو رد فرمادیا۔

- 2_ اللہ تعالیٰ کا اصحاب کھف کے سونے کی مدت کے بارے میں خبر دینا، اپنے برتر علم کی بناء پر ہے اور یہ دوسروں کے نظریات سے قابل مقایسہ نہیں ہے۔
 قل اللہ أعلم بما لیثوا
 3_ لوگوں کے غلط نظریات کے اظہار کے جواب میں اللہ تعالیٰ، پیغمبر اکرم (ص) کی راہنمائی کرتا ہے۔
 قل اللہ أعلم
 4_ آسمانوں اور زمین کا غیر خدا سے پنہان حقائق اور اسرار پر مشتمل ہونا۔
 لہ غیب السموات والارض
 5_ آسمانوں اور زمین میں موجود پوشیدہ حقائق

382

- صرف اللہ تعالیٰ کی مالکیت ہیں۔
 لہ غیب السموات والارض
 "لہ" کا مقدم ہونا، حصر پر دلالت کر رہا ہے اور اس میں حرف لام تملیک کے لئے ہے۔
 6_ صرف اللہ تعالیٰ ہی کائنات کے تمام اسرار و رموز سے باخبر ہے۔
 قل اللہ أعلم بما لیثوا لہ غیب السموات والارض
 جملہ "لہ غیب..."، "واللہ أعلم..." کے قرینہ سے اللہ تعالیٰ کے کائنات کے اسرار پر مالکیت کے ساتھ ساتھ اس کی وسیع آگاہی پر بھی دلالت کر رہا ہے۔
 7_ فقط اللہ تعالیٰ کی کائنات پر مالکیت، اس کے علم کا انسانوں کی طرف سے پیش کئے گئے علوم سے قابل مقایسہ نہ ہونے پر دلیل ہے۔
 قل اللہ أعلم بما لیثوا لہ غیب السموات والارض
 جملہ "لہ غیب..." ایسی برہان ہے کہ جو "اللہ أعلم..." کو ثابت کر رہی ہے۔
 8_ اشیاء کے ظواہر پر انسانوں کی محدود معرفت، اللہ تعالیٰ کی نظر کے مد مقابل ان کے نظریات کے اعتماد ہونے پر دلیل ہے۔
 اللہ أعلم... لہ غیب السموات والارض
 اللہ تعالیٰ نے ایسے مسائل میں کہ جہاں خود اپنی واضح رائے کا اظہار کیا ہے وہاں اباحت کو ختم کرتے ہوئے اور انسانی اعتراضات کو رد کرنے کے ذریعہ اس نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس کے علم کا بشر کے علم سے مقایسہ نہیں ہو سکتا۔
 کیونکہ وہ غیب کا مالک ہے اور انسان تو ابھی ظاہر میں بھی پھنسا ہوا ہے۔
 9_ کائنات، متعدد آسمانوں پر مشتمل ہے۔
 غیب السموات
 10_ اصحاب کھف کی داستان، ایسا راز ہے کہ بشر کیلئے اس کی جہات تک پہنچنا وحی کے علاوہ ممکن نہیں ہے۔
 قل اللہ أعلم بما لیثوا لہ غیب السموات والارض
 11_ اللہ تعالیٰ، کائنات کے پنہان حقائق کے حوالے سے گہری نگاہ رکھنے اور بہت سننے والا ہے۔
 لہ غیب... ابصر بہ و اسمع
 "ابصر بہ" کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ "اسمع" کے بعد بھی "بہ" مقدر ہے اور دونوں تعجب کے صیغے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کس قدر زیادہ دیکھنے اور سننے والا ہے۔
 12_ کائنات پر اللہ تعالیٰ کی تنہا مالکیت، تمام دیکھنے اور سننے والی چیزوں پر اس کی عمیق آگاہی کی دلیل ہے۔
 لہ غیب السموات والارض ابصر بہ و اسمع
 13_ اللہ تعالیٰ، اپنی تنہا مالکیت اور عمیق نگاہ و سماعت کی بناء پر گزشتہ انسانوں کی زندگی کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کرنے کا واحد مرجع اور منبع ہے۔

383

قل اللہ أعلم بما لیثوا لہ غیب... ابصر بہ و اسمع

- 14_ اصحاب کہف، کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مدبر اور سرپرست نہیں تھا۔
مالہم من دونہ من ولی
"لہم" میں ضمیر سے مراد اصحاب کہف ہیں۔
15_ اصحاب کہف پر فقط اللہ تعالیٰ کی سرپرستی اور نگرانی، ان کی داستان کی مختلف جہات پر اس کے برتر علم اور دوسروں کی بے خبری کی دلیل ہے۔
قل اللہ أعلم بما لبثوا ... مالہم من دونہ من ولی
16_ آسمانوں اور زمین کے موجودات، کا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی ولی اور سرپرست نہیں ہے۔
لہ غیب السموات والارض ... مالہم من دونہ من ولی
احتمال ہے "لہم" ضمیر کا مرجع "السموات والارض" کے قرینہ سے ان میں پائے جانے والے موجودات ہونا ایسے مقامات پر دوسرے عقلاء کی اہمیت تحت الشعاع ہو جاتی ہے اور ان کے لئے مناسب ضمیر لانی جاتی ہے۔
17_ موجودات کی ولایت اور سرپرستی کی لیاقت صرف کائنات کے باخبر اور بابوش مالک کے لیے منحصر ہے۔
لہ غیب السموات والارض ا بصر بہ و اسمع مالہم من دونہ من ولی
18_ آسمانوں اور زمین پر حکمرانی اور بادشاہت اللہ تعالیٰ میں منحصر ہے۔
ولا یشرک فی حکمہ احد
19_ اللہ تعالیٰ، کائنات پر حکمرانی میں کسی کو اپنا شریک نہیں بناتا۔
ولا یشرک فی حکمہ احد
20_ اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور فرامین، کسی غیر کی دخل اندازی سے پاک اور دوسروں کے نظریات کی تاثر سے محفوظ ہیں۔
ولا یشرک فی حکمہ احد
"حکم" یہ ہے کہ کسی چیز کی خصوصیات کو ثابت یا نفی کرنے میں رائے دی جائے چاہے دوسروں کو اس کے قبول کرنے پر مجبور کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ (مفردات راغب)

آسمان:

- آسمانوں کا حاکم 18؛ آسمانوں کا متعدد ہونا 9؛ آسمانوں کے اسرار و غیب کا مالک 5؛ آسمانوں کے موجودات پر سرپرستی 16
آنحضرت (ص) :
آنحضرت (ص) کا معلم 3؛ آنحضرت (ص) کی ہدایت 3
اصحاب کہف :
اصحاب کہف پر سرپرستی 14، 15؛ اصحاب کہف کی تدبیر کرنے والا 14؛ اصحاب کہف کی نیند کی مدت 2؛ اصحاب کہف کی نیند کی مدت میں

384

اختلاف 1؛ اصحاب کہف کے قصہ سے آگاہی 10، 15

اللہ تعالیٰ :

- اللہ تعالیٰ کا سننا 11؛ اللہ تعالیٰ کا علم 2؛ اللہ تعالیٰ کا علم غیب 6، 11؛ اللہ تعالیٰ کی بصیرت 11؛ اللہ تعالیٰ کی بصیرت کے آثار 13؛ اللہ تعالیٰ کی بصیرت کے دلائل 12؛ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات 3؛ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت 18، 19؛ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کا منزه ہونا 20؛ اللہ تعالیٰ کی مالکیت 5؛ اللہ تعالیٰ کی مالکیت کے آثار 7، 12؛ اللہ تعالیٰ کی ولایت کے آثار 15؛ اللہ تعالیٰ کی ہدایتیں 3؛ اللہ تعالیٰ کے اوامر کا محفوظ ہونا 20؛ اللہ تعالیٰ کے باخبر کرنے کا سرچشمہ 2؛ اللہ تعالیٰ کے سننے کے آثار 13؛ اللہ تعالیٰ کے سننے کے دلائل 12؛ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے دلائل 12؛ اللہ تعالیٰ کے علم کی برتری کے دلائل 8، 18؛ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کا محفوظ ہونا 20؛ اللہ تعالیٰ کے احکام کا منزه ہونا 20؛ اللہ تعالیٰ کے مختصات 2، 6، 7، 13، 16، 17، 18
انسان :

نسان کے علم کا محدود ہونا 8

تاریخ:

تاریخ کے منابع 13

توحید:

توحید افعالی 13

زمین:

زمین کا حاکم 18; زمین کے اسرار 4; زمین کے اسرار کا مالک 5

سطحی نگاہ :

سطحی نگاہ کے آثار 8

علم:

علم کے اعتبار کی حدود 8

کائنات:

کائنات کے اسرار 6; کائنات کا مالک 7

لوگ:

زمانہ بعثت کے لوگ اور اصحاب کہف

موجودات:

موجودات پر دلالت 16، 17

وحی:

وحی کا کردار 10

ولایت:

ولایت کا معیار 17

ولایت الہی:

ولایت الہی کے شامل حال 14، 6

ولی:

ولی کا علم 17

تفسیر راہنما جلد 10

385

وَائِلٌ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا (۲۷)
اور جو کچھ کتاب پروردگار سے وحی کے ذریعہ آپ تک پہنچایا گیا ہے آپ اسی کی تلاوت کریں کہ کوئی اس کے کلمات کو بدلنے والا نہیں ہے اور اس کو چھوڑ کر کوئی دوسرا ٹھکانا بھی نہیں ہے (27)

1_ قرآنی آیات کی تلاوت، پیغمبر (ص) کے ذمے ایک الہی فریضہ تھا _

وائِلٌ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ

2_ لوگوں کے کانوں تک پیغام وحی پہنچانا، الہی رہبروں کی ذمہ داریوں میں سے ہے _

وائل ما ا وحی الیک من کتاب ربک

3_ قرآن، اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر (ص) پر وحی شدہ کتاب ہے۔

وائل ما ا وحی الیک من کتاب ربک

"من کتاب ربک" میں حرف "من" وضاحت کے لئے ہے اور یہ بتا رہا ہے کہ وہ جو وحی ہوا ہے وہ کتاب خدا ہی ہے۔

4_ قرآن، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا جلوہ اور پیغمبر (ص) کی رسالت کی پیشرفت کے لئے ہے۔

من کتاب ربک

"ربک" مینکلمہ "رب" بتا رہا ہے کہ قرآن، آنحضرت (ص) کے لئے الہی پیغام کے ابلاغ میں ان کی تربیت و رشد کا سرمایہ

ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ پیغمبر (ص) کا مربی ہے اس لیے انہیں عطا کیا ہے۔

5 پیغمبر (ص) کے زمانہ میں قرآن کا عنوان "پروردگار کی کتاب" تھا۔

کتاب ربک

6 قرآنی آیات، اللہ تعالیٰ کے پاس مکتوب اور تدوین شدہ خزانہ سے نازل ہوئی ہیں۔

وائل ما ا وحی الیک من کتاب ربک

اگر "من کتاب ربک" میں "من" نشوہ ہو تو

386

کتاب سے مراد ایسا منبع ہوگا کہ جس سے قرآنی آیات لی گئی ہیں اور جملہ "لا مبدل لکلماتہ" کہ کتاب کے کلمات کے تبدیل

نہ ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔ اس احتمال کو تقویت دے رہا ہے۔

7_ فقط قرآن کے فرامین، قبول اور اطاعت کے لیے شائستہ تعلیمات ہیں۔

وائل ما ا وحی الیک من کتاب ربک

فعل "اتل" ہو سکتا ہے مصدر "تلاوة" بمعنی قرائت سے ہو اور ہو سکتا ہے کہ اس کا مصدر "تلو" بمعنی تبعیت ہو تو مندرجہ

بالا مطلب دوسرے معنی کی بناء پر ہے۔ اس آیت میں "اتل" کے مد مقابل دوسری آیت میں "لاتطع" اس احتمال کو مضبوط

کر رہا ہے اور حصر پر بھی دلالت کر رہا ہے۔

8_ اصحاب کہف کی داستان کے حوالے سے دوسروں کی رائے کو اہمیت نہ دینا، اللہ تعالیٰ کا پیغمبر (ص) کو حکم تھا۔

قل اللہ أعلم بما لبثوا ... وائل ما ا وحی الیک من کتاب ربک

مذکورہ نکتہ اس احتمال کی بناء پر ہے کہ آیات وحی کی تلاوت کا حکم الہی یہ مطلب دے رہا ہے کہ چونکہ غیر وحی بات

کافی حد تک محکم نہیں ہوتی اور اصحاب کہف جیسے تاریخی واقعات میں قابل اطمینان منبع صرف وحی ہے۔

9_ قرآن اور اللہ تعالیٰ کا کلام، دوسری کی جعل سازی سے محفوظ اور ہر قسم کی تحریف سے پاک ہے۔

وائل ما ا وحی الیک ... لا مبدل لکلماتہ

"کلماتہ" میں ضمیر "رب" کی طرف لوٹ رہی ہے۔ ابتداء آیت کے قرینہ کے مطابق کلمات کا مد نظر مصداق "قرآنی آیات

" ہیں۔

10_ قرآن اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں تبدیلی لانے سے دوسروں کا عاجز ہونا، اس کے قابل قبول اور اطاعت کے شائستہ

ہونے کی دلیل ہے۔

وائل ما ا وحی الیک ... لا مبدل لکلماتہ

11_ اللہ تعالیٰ کا علم مطلق، اس کے کلمات کے ثابت رہنے اور تبدیل نہ ہونے کی بنیاد ہے۔

لہ غیب السموات والارض ... لا مبدل لکلماتہ

12_ ہمیشگی و جاودانیت اور تحریف سے محفوظ رہنا ' پیغام وحی کی اہمیت کا معیار اور اس کی تلاوت اور ابلاغ کا

مقتضیٰ ہے۔

وائل ما ا وحی الیک ... لا مبدل لکلماتہ

13_ فقط اللہ تعالیٰ، لوگوں کے لئے ملجاء اور پناہ گاہ ہے۔

ولن تجدن دونه ملتحدا

"التحاد" یعنی کسی چیز کی طرف عدول کرنا اور اس کی طرف پناہ لینا۔ اور "ملتحد" قرینہ مقامیہ کے ساتھ ایسی جگہ ہے

کہ جس کی طرف ڈرا ہوا شخص اپنے آپ کو موڑتا ہے تا کہ اس کی پناہ میں محفوظ رہے۔

14_ پیغمبر (ص) اور الہی رہبر، تاریخی حقائق کی پہچان اور معرفت کیلئے الہی وحی کے علاوہ کسی چیز پر اعتماد نہ کریں۔

387

وا تل ما اوحی الیک ... ولن تجد من دونہ ملتحذ
15_ حقائق کی پہچان کے لئے غیر خدا پر اعتماد کرنے کیلئے ناقابل توجیہ اور اسکے غلط ہونے کا تقاضا ہے کہ الہی وحی کی تلاوت اور اسکی پیروی کی جائے۔
واتل ما اوحی الیک ... ولن تجد من دونہ ملتحذ

آسمانی کتابیں 3

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کو نصیحت 8; آنحضرت (ص) کی ذمہ داری 14; آنحضرت (ص) کی رسالت 1، 4; آنحضرت (ص) کی وحی 3

اصحاب کہف:

اصحاب کہف کے قصہ سے آگاہی 8

اطاعت :

قرآن سے اطاعت 7

اعتماد :

غیر خدا پر بے منطق اعتماد 15

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامت 4; اللہ تعالیٰ کی طرف پناہ لینا 13; اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں 8 ; اللہ تعالیٰ کی کتاب 5; اللہ تعالیٰ کے علم کے آثار 11; اللہ تعالیٰ کے کلمات کے محفوظ رہنے کے اسباب 11; اللہ تعالیٰ کے مختصات 13; انسان:

انسان کی پناہ گاہ 13

ایمان :

قرآن پر ایمان 7; قرآن پر ایمان کے دلائل 10

پہچان:

پہچان کے منابع 14، 15

تاریخ:

تاریخ کے منابع 14

دینی رہبر:

دینی رہبروں کی ذمہ داری 2، 14

قرآن :

قرآن کا سرچشمہ 6; قرآن کا کردار 4; قرآن کا محفوظ رہنا 9; قرآن کا وحی شدہ ہونا 3; قرآن کی تحریف 9; قرآن کی تلاوت 1 ; قرآن کی تلاوت کا باعث 15; قرآن کی خصوصیات 7; قرآن کے محفوظ رہنے کے آثار 10; قرآن کے نام 5;

موجودات :

موجودات کی ناتوانی 10

وحی:

وحی کا کردار 14; وحی کی پیروی کا باعث 15; وحی کی تبلیغ 2; وحی کی قدر و قیمت کا معیار 12; وحی کے ابلاغ کا باعث 12; وحی کے محوظ ہونے کے آثار 12

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا (۲۸)

اور اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ صبر پر آمادہ کرو جو صبح و شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اسی کی مرضی کے طلب گار ہیں اور خبردار تمہاری نگاہیں ان کی طرف سے پھر نہ جائیں کہ زندگانی دنیا کی زینت کے طلب گار بن جاؤ اور ہرگز اس کی اطاعت نہ کرنا جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے محروم کر دیا ہے اور وہ اپنے خواہشات کا پیروکار ہے اور اس کا کام سراسر زیادتی کرنا ہے (28)

1_ پیغمبر (ص) کو لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے میں فقیر مؤمنین اور آلودہ دنیا پرستوں کا سامنا تھا۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ ... وَلَا تَطْعُ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ

"ترید زینۃ الحیاۃ الدنیا" کی تعبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت میں دو گروہوں کو دو صفات کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

1_ خالص مؤمنین دنیاوی زینت سے محروم تھے۔

2_ وہ جو دنیاوی زینت رکھتے تھے۔

2_ پیغمبر (ص) کا میل جول، فقیر مؤمنین سے تھا۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ

کلمہ "اصبر" کا اگر مفعول ہو تو ثابت قدمی کا حکم ہے۔ یہ تعبیر اور جملہ "لا تعدعیناک عنہم" یہ نکتہ بتاتے ہیں کہ پیغمبر

(ص) کا فقیروں سے ملنے جلنے کا رویہ پسندیدہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسی پر ثابت قدم رہنے اور ان سے آنکھیں پٹانے

سے منع کیا ہے۔

3_ زمانہ بعثت کے مالدار لوگ پیغمبر (ص) کو فقیر مؤمنین سے میل جول رکھنے سے باز رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ ... وَلَا تَطْعُ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ

4_ ثروت مند لوگ، مادی امداد کرنے کے اظہار کے ساتھ ساتھ پیغمبر (ص) کے قریب فقیر مؤمنین کی موجودگی کو

آنحضرت کے ساتھ اپنے بیٹھنے میں رکاوٹ سمجھتے تھے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ ... وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

5_ فقیر، مخلص مؤمنین کے ساتھ میل جول باقی رکھنا اللہ تعالیٰ کی پیغمبر (ص) کو نصیحت تھی۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ

6_ ایمانی معاشرہ کے محروم طبقات سے میل جول اور ہمدردی، مشکلات پیدا ہونے کی باعث اور صبر و شکیبائی کی محتاج

ہے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ

7_ زمانہ بعثت کے مؤمنین میں سے ایک گروہ اپنی مادی محرومیت کے باوجود ہمیشہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں

اپنی دعائوں اور مناجات کی پابندی کرتے تھے۔

الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ

"غدا" قاموس میں مذکور ایک معنی کے مطابق نماز صبح اور سورج کے طلوع ہونے کے درمیانی وقت پر اطلاق ہوتا ہے۔

اور "عشی" کا معنی بعض مفسرین ظہر سے غروب تک کا وقت اور بعض ظہر سے اگلی صبح تک کا وقت مراد لیتے ہیں۔ (

ر، ك المصباح المنیر)

8_ صبح اور پچھلا پہر، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنے کے مناسب مواقع ہیں۔

بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ

ممکن ہے کہ "غدا و عشی" سے مراد دو مخصوص اوقات ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ دن اور رات کا تمام وقت مورد

نظر ہو۔ مندرجہ بالا مطلب پہلے معنی کی بناء پر ہے۔

9_ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی طرف توجہ، دعا کے آداب میں سے ہے۔

یدعون ربہم

10_ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی طرف توجہ، انسان کو اس کی بارگاہ میں استغاثہ اور دعا کی طرف لے جانے والی ہے۔

یدعون ربہم

11_ صبح اور پچھلے پہر دعا اور مناجات کی عادت، اللہ تعالیٰ کے نزدیک باعظمت مقام اور پیغمبر (ص) کے ساتھ ہم نشینی کی لیاقت پیدا کرتی ہے۔

واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغدوة والعشي

"یدعون" فعل مضارع اور استمرار کے لئے ہے۔

390

12_ ہم نشینی اور مصاحبت کی خاطر لوگوں میں شائستہ ہونے کی شرط، دعا اور عبادات میں پابندی ہے۔

واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغدوة والعشي

13_ زمانہ بعثت میں اہل دعا و مناجات کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضایت جلب کرنا اور اس کے صفات کے ساتھ مناسب حالت میں اپنے آپ کو ڈھالنا تھا۔

یدعون ... یریدون وجہہ

"یریدون وجہہ" میں "وجہہ" وحی کی قدر و قیمت کا معیار سے مراد، اس کا معنی حقیقی نہیں ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات صورتیں رکھتی ہی نہیں ہیں اس کی ذات سے کنایہ ہے کیونکہ اس کا ارادہ نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا یہ اس کی رضایت سے کنایہ ہے اس حوالے سے کہ انسان رضایت لینے کی خاطر اپنی صورت کو مخاطب کی طرف پھیرتے ہیں یا، اللہ کی صفات سے کنایہ ہے کہ اہل دعا یا اسے اپنے شامل حال قرار دیتے ہیں یا اس کی ہر صفت کے مقابل مناسب حالت اختیار کرتے ہیں۔ مثلاً اس کی عزت اور علم کے مد مقابل ذلت اور جہالت کو اپنے اوپر طاری کر لیتے ہیں۔

14_ ضروری ہے کہ دعا خالص انداز سے اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضایت اور توجہ کو جلب کرنے کی خاطر ہو۔

یدعون ربهم بالغدوة والعشي یریدون وجہہ

15_ دعا "وجہ اللہ" کو پانے اور اس کی رضایت جلب کرنے کا پیش خیمہ ہے۔

یدعون ربهم بالغدوة ... یریدون وجہہ

16_ اللہ تعالیٰ، پیغمبر (ص) کو خدا پرست فقیروں سے مصاحبت ترک کرنے اور ان سے توجہ ہٹا کر ثروت مند طبقہ کی طرف مائل ہونے سے خبردار کر رہا ہے۔

واصبر نفسك ... ولا تعد عينك عنهم

"لا تعد عينك" میں نہی کا تعلق اگرچہ آنکھوں سے ہے (کہ اس گروہ سے اپنی آنکھوں کو نہ ہٹائو) لیکن یہاں نہی سے مراد پیغمبر، (ص) کو فقراء سے نظر اور توجہ ہٹا کر ثروت مند طبقہ کی طرف مائل ہونے سے ہے۔

17_ خدا کے طالب فقیروں کی طرف نظر کرنا اور ان کے چہروں پر دوستانہ انداز سے نگاہ ڈالنا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ اور مطلوب امر و چیز ہے۔

ولا تعد عينك عنهم

18_ خدا کے طالب فقراء سے رابطہ ختم کرنا انسان کے مادی مظاہر اور دنیا پرستوں کے ظاہری جلووں کی طرف مائل ہونے کا موجب ہے۔

ولا تعد عينك عنهم تريد زينة الحى و الدنيا

19_ پیغمبر، (ص) آسودہ لوگوں کے نزدیک ہونے اور فقراء مؤمنین سے دور ہونے کی صورت میں دنیاوی جلووں کی طرف میلان پیدا کرنے کے خطرہ میں تھے۔

ولا تعد عينك عنهم تريد زينة الحى و الدنيا

20_ الہی رہبروں کے لئے ضروری ہے کہ وہ دنیا کی

391

طلب، دنیا پرستوں کی طرف توجہ اور باایمان فقراء سے غفلت کرنے سے پرہیز کریں۔

ولا تعد عينك عنهم تريد زينة الحى و الدنيا

- 21_ دنیاوی آسائشوں سے مالا مال ہونے کی آرزو، اللہ تعالیٰ کی رضایت سے دل باندھنے کے منافی ہے۔
یریدون وجہہ ... ترید زینۃ الحی وۃ الدنی
- 22_ آسودہ طبقہ کا اسلام کی طرف میلان کی صورت میں ان کی ثروت سے فائدہ اٹھانے کا امکان فقراء مؤمنین سے جدائی کا باعث نہیں ہونا چاہئے۔
ولا تعدعیناک عنہم ترید زینۃ الحی وۃ الدنی
- 23_ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر (ص) کو محروم طبقہ ہونے اور اپنی توجہ پر مالدار طبقہ کی طرف رکھنے کی صورت میں ثروت مند طبقہ کی پیشکش قبول کرنے سے خبردار کیا ہے۔
ولا تطع من أغفلنا قلبہ
- 24_ ہدایت کے کسب کرنے میں مالدار طبقہ کو فقیر طبقہ پر ترجیح دینے کی فکر، ایک بیہودہ خیال اور اللہ کی یاد سے غافل لوگوں کے دل کی گھڑی ہونی ہے۔
ولا تطع من أغفلنا قلبہ عن ذکرن
- 25_ مادی جلووں سے دل باندھنے والے دنیا پرستوں کے لئے اللہ کی یاد سے غفلت، عذاب الہی ہے۔
ترید زینۃ الحی وۃ الدنیا ولا تطع من أغفلنا قلبہ عن ذکرن
- دنیا پرستوں کی یہ صفت بیان کرنا کہ ان کا دل اللہ کی یاد سے غافل ہے دل کی غفلت اور دنیا پرستی میں رابطہ کو بیان کر رہا ہے۔ غافل کرنے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف (أغفلنا) یہ انکے لئے سزا کو بیان کر رہی ہے۔
- 26_ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی قدر و قیمت، اس کے انسان کے قلب و روح میں راسخ ہونے کی بناء پر ہے۔
أغفلنا قلبہ عن ذکرن
- 27_ وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں اللہ کی یاد موجود نہیں ہے وہ رہبری کی لیاقت نہیں رکھتے۔
ولا تطع من أغفلنا قلبہ عن ذکرن
- غافل لوگوں کی اطاعت سے نہی ان کے حکم اور رائے دینے کی لیاقت کی نفی کرتی ہے۔
- 28_ اللہ تعالیٰ کی یاد کو دل میں زندہ رکھنا اور اسباب غفلت کو اس سے ختم کرنا ضروری ہے۔
ولا تطع من أغفلنا قلبہ عن ذکرن
- 29_ صبح اور پچھلے پہر خالص انداز سے دعا کرنا، انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد کے موجود ہونے کی نشانی ہے۔
الذین یدعون ربہم بالغدوۃ والعشی ... ولا تطع من أغفلنا قلبہ عن ذکرن

392

- 30_ انسان کا دل اس کی توجہ اور اس کی غفلت، اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور اس کے ارادہ کے تحت ہے۔
ولا تطع من أغفلنا قلبہ عن ذکرن
- 31_ بوس پرستوں کی آراء اور مشورے بے اہم اور ان کی اطاعت صحیح نہیں ہے۔
ولا تطع من ... اتبع ہوی ہ
- 32_ زمانہ بعثت کے مالدار طبقہ کی بوس پرستی پیغمبر (ص) سے ممتاز مقام مانگنے کا موجب بنی۔
ولا تطع من ... اتبع ہوی ہ
- 33_ خواہشات نفسانی کی پیروی مذموم اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت کی نشانی ہے۔
ولا تطع من أغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ہویہ
- جملہ "اتبع ہواہ" ہوسکتا ہے "أغفلنا" کے لئے عطف تفسیری ہو۔
- 34_ زمانہ بعثت کا آسودہ طبقہ، اپنے امور کو ان کی مناسب حد سے بڑھا چڑھا کر پیش کرتا تھا۔
وکان أمرہ فرط
- "فرط" جس طرح کہ قاموس نے کہا ہے "ظلم وتجاوز کے معنی میں ہے" اور ایسے کام کو بھی کہا جاتا ہے کہ جسے اس کی حدود سے بڑھا دیا جائے۔ "کان" کا فعل مذکورہ خصلت و عادت کے قدیمی ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔
- 35_ خدا پرست فقراء کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا اور ان کے طبقاتی مقام کو پست جاننا اللہ کے خلاف نظریہ ہے اور حد اعتدال سے خارج ہے۔
ولا تطع من ... کان أمرہ فرط

36_ فقراء کی انسانی شخصیت کو نظر انداز کرنا اور اپنے خے ال میں اپنے آپ کو ممتاز سمجھنا، اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت کی نشانی ہے۔

ولا تطع من أغفلنا قلبه عن ذكر ... وكان امره فرط

جملہ "کان ... ہوسکتا ہے" "أغفلنا ..." کے لئے عطف تفسیری ہو۔

37_ اپنے لئے بلاوجہ انفرادیت کے خیال رکھنا اور بے سہارا لوگوں کی صورتوں کو ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھنا، نا لائق قائدین کی صفات میں سے ہے اور یہ چیز ان کے اقوال کے غیر اہم ہونے کی باعث ہے۔

ولا تطع من ... كان امره فرط

38_ معتدل رہنا اور ہر قسم کے افراط و تفریط سے اپنے اور دوسروں کے امور میں بچنا ضروری ہے۔

وكان امره فرط

بعض مفسرین کے نزدیک کلمہ "فرط" صرف افراط والے مقامات کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ تفریط والے مقامات میں بھی استعمال ہوتا ہے (البحر المحيط)

39_ عن أبي جعفر وابی عبدالله علیہما السلام فی قوله : واصبر نفسك مع

393

الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي قال : إنما عني بها الصلاة (1)

امام باقر اور امام صادق علیہما السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام : "يدعون ربهم بالغداة والعشي" کے بارے میں روایت ہوئی کہ انہوں نے فرمایا : بلاشبہ "اللہ کو صبح و عصر پکارنے" کی تعبیر سے نماز ، مقصود ہے۔

آرزو:

مادی وسائل کی آرزو 21

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) اور فقیر مؤمنین 2، 3؛ آنحضرت (ص) کو نصیحت 5؛ آنحضرت (ص) کو نہی 16، 23؛ آنحضرت (ص) کی سیرت 2؛ آنحضرت (ص) کی شرعی ذمہ داری 16؛ آنحضرت (ص) کی فقراء کے ساتھ ہم نشینی 5؛ آنحضرت (ص) کے دنیا پرست ہونے کا خطرہ 19؛ آنحضرت (ص) کے ساتھ ہم نشینی سے موانع 4؛ آنحضرت (ص) کے ساتھ ہم نشینی کا باعث 11؛ آنحضرت (ص) کے مخاطب 1؛ آنحضرت (ص) کے ہم نشین لوگ 2

استغاثہ:

اللہ کی طرف استغاثہ کا باعث 10

اسلام :

صدر اسلام کی تاریخ 1، 2، 3، 4، 34

اطاعت :

ہوس پرستوں کی اطاعت سے سرزنش 31

افراط و تفریط:

افراط و تفریط سے بچنے کی اہمیت 38

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی رضایت کا باعث 13، 14، 15؛ اللہ تعالیٰ کی صفات سے مطابقت 13؛ اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں 5؛ اللہ تعالیٰ کی

نواہی 16، 23؛ اللہ تعالیٰ کے اختیارات 3؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا غلبہ 30

امیدوار ہونا :

اللہ تعالیٰ کی رضایت سے امیدوار ہونے کے موانع 21

انسان :

انسان کے دل کا مغلوب ہونا 30

اہمیتیں :

اہمیتوں کا معیار 26،11؛ اہمیتوں کی مخالفت 37

تکبر:

تکبر کی سرزنش 37

دعا:

دعا کا انگیزہ 13؛ اہل دعا کا انگیزہ 14؛ دعا کا پیش خیمہ 10؛ دعا کرنے کے آثار 15؛ دعا کی پابندی کرنے کے آثار 12؛ دعا کے آداب 9؛ دعا میں اخلاص 14،29؛ صبح میں دعا 7،8،11،29؛ عصر میں دعا 7،8،11،29؛ وقت دعا 8؛ ہمیشہ دعا کرنے کے آثار 11

دل:

.....

(1) تفسیر عیاشی، ج 2، ص 326، ح 25 نورالثقلین، ج 3 ص 258، ح 68۔

394

دل کی توجہ کی اہمیت 28؛ دل کی توجہ کی علامات 29؛ دل کی توجہ کے آثار 27

دنیا پرست لوگ :

دنیا پرست لوگوں سے دوری 20؛ دنیا پرست لوگوں کی سزا 25

دنیا پرستی :

دنیا پرستی سے پرہیز 20؛ دنیا پرستی کا باعث 18

دوست:

دوست کے انتخاب کا معیار 12

دینی قائدین:

دینی قائدین کی ذمہ داری 20

ذکر:

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا ذکر 9؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے ذکر کے آثار 10؛ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا مقام 26؛ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی اہمیت 27،28؛ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی قدر و قیمت 26؛

روایت: 39

عبادت :

عبادت کی پابندی کے آثار 12

عمل :

پسندیدہ عمل 17

غافل لوگ :

غافل لوگوں کا غلط نظریہ 24

غفلت:

اللہ سے غفلت 25؛ 36؛ اللہ سے غفلت کی نشانیاں 33؛ غفلت کی نشانیاں غفلت کے اسباب کو دور کرنا 28

فقراء:

فقراء سے حقارت آمیز سلوک کرنے پر سرزنش 37؛ فقراء سے دوری پر سرزنش 23؛ فقراء سے معاشرت میں مشکلات

6؛ فقراء کی تحقیر 36؛ فقراء کے ساتھ معاشرت کے آثار 6؛ فقراء کے ساتھ معاشرت میں صبر 6؛ فقراء کے ساتھ ہم نشینی

ترك کرنے سے نہی 16؛ فقراء کے ساتھ ہم نشینی کو ترك کرنا 3،18؛

قائدین:

باطل قائدین کا تکبر 37؛ باطل قائدین کی خصوصیات 37

قرب:

قرب کا باعث 11

قیادت:

قیادت کی اہمیت 27؛ قیادت کی شرائط 27

مالدار لوگ:

صدر اسلام کے مالدار لوگ اور آنحضرت (ص) 32؛ صدر اسلام کے مالدار لوگوں کا غلو 34؛ صدر اسلام کے مالدار لوگوں کی انفرادیت چاہنا 32؛ صدر اسلام کے مالدار لوگوں کی بہانے بازی 4؛ صدر اسلام کے مالدار لوگ 1؛ صدر اسلام کے مالدار لوگوں کی کوشش 3؛ صدر اسلام کے مالدار لوگوں کی ہوس پرستی کے آثار 32؛ صدر اسلام کے مالدار لوگوں کے مادی وسائل 4؛ مالدار لوگ اور آنحضرت (ص) کے ساتھ ہم

395

نشینی 4؛ مالدار لوگوں کا اسلام 22؛ مالدار لوگوں کو ترجیح دینے پر سرزنش 24؛ مالدار لوگوں کی ثروت سے فائدہ اٹھانا 22؛ مالدار لوگوں کی رائے 23؛ مالدار لوگوں کے ساتھ ہم نشینی کے آثار 19؛ مالدار لوگوں کے لئے اہتمام کرنے سے نہی

16، 23

معاشرہ:

صدر اسلام کے معاشرتی طبقات 1

معتدل ہونا :

معتدل ہونے کی اہمیت 38

مؤمنین :

صدر اسلام کے فقیر مؤمنین 1؛ صدر اسلام کے فقیر مؤمنین کی دعا 7؛ فقیر مؤمنین پر توجہ 17؛ فقیر مؤمنین سے دوری 22؛ فقیر مؤمنین سے حقارت آمیز سلوک کرنے پر سرزنش 35؛ فقیر مؤمنین سے دوری کے آثار 19؛ فقیر مؤمنین کے ساتھ دوستی

17؛ فقیر مؤمنین کے ساتھ معاشرت 2؛ فقیر مؤمنین کے ساتھ ہم نشینی 2؛ فقیر مؤمنین کی نصیحت 5؛ فقیر مؤمنین کے لئے اہتمام 20

میلانات :

مالدار لوگوں کی طرف میلان کا پیش خیمہ 18

نظریہ:

طبقاتی نظریہ کی سرزنش 24، 35

نماز:

نماز صبح کی اہمیت 39؛ نماز عشاء کی اہمیت 39

وجہ اللہ :

وجہ اللہ تک دسترسی کا پیش خیمہ 15

ہوس پرست لوگ :

ہوس پرست لوگوں کی رائے کی بے وقعتی 31

ہوس پرستی :

ہوس پرستی پر سرزنش 33

تفسیر راہنما جلد 10

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَاراً أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقاً (۲۹)

اور کہہ دو کہ حق تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے اب جس کا جی چاہے ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے کافر ہو جائے ہم نے یقیناً کافریں کے لئے اس آگ کا انتظام کر دیا ہے جس کے پردے چاروں طرف سے گھیرے ہوں گے اور وہ فریاد بھی کریں گے تو پگھلے ہوئے تا بنے کی طرح کے کھولتے ہوئے پانی سے ان کی فریاد رسی کی جائے گی جو چہروں کو بھون ڈالے گا یہ بدترین مشروب ہے اور جہنم بدترین ٹھکانا ہے (29)

1_ فقط اللہ تعالیٰ ہی حقائق اور صحیح معارف کا سرچشمہ ہے۔

وقل الحق من ربكم

"الحق" کے لئے "من ربکم" خبر ہے۔ اور بعض کے نزدیک "الحق" مبتدا محذوف کے لئے خبر ہے "ال" الحق میں استغراق کا ہے یعنی تمام حقائق اس بناء پر یہ جملہ "الحق من ربکم" حقیقت میں حصر پر دلالت کر رہا ہے یہ ہوس پرستوں کی باتوں کے مد مقابل حصر ہے کہ گذشتہ آیت میں ان کی اطاعت کو غلط کہا گیا ہے۔

2_ الہی تعلیمات کے ساتھ ناسازگار باتیں باطل اور ناقابل قبول ہیں۔

وقل الحق من ربكم

3_ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر (ص) کو دنیا پرستوں کے ساتھ سلوک، طریقہ کار اور ان کی غلط آراء کو رد کرنے کے حوالے سے تعلیم دی۔

ولا تطع من ... وقل الحق من ربكم

4_ فقراء مؤمنین سے میل جول جاننے کا واحد راستہ وحی الہی ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ سے غافل ہوس پرستوں کی آراء۔

ولا تطع من ... وقل الحق من ربكم

5_ انسانوں کے لئے حق وسچائی کی وضاحت، انکے کمال اور تربیت کی خاطر ہے۔

الحق من ربكم

کلمہ "رب" کا انتخاب مندرجہ بالا نکتہ کی حکایت کر رہا ہے۔

6_ اللہ تعالیٰ کے پیغام حق کو لوگوں تک پہنچانا، پیغمبر (ص) کی ذمہ داری ہے نہ کہ وہ انکے ایمان اور کفر کے ذمہ دار ہیں۔

وقل الحق من ربكم فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر

7_ انسان کا اپنا ارادہ اور چاہت، اس کے ایمان اور کفر کا معیار اور اساس ہے۔

فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر

8_ حق کی حقانیت میں لوگوں کے میلان و رجحان کا ہونا یا نہ ہونا اور ان کی آراء کوئی اثر نہیں رکھتی۔

الحق من ربكم فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر

9_ خوفناک اور وسیع آگ، کفار کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیار اور موجود عذاب ہے۔

إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَاراً

"ناراً" کو نکرہ لانا اس کی شدت اور وسعت پر دلالت کر رہا ہے۔

10_ دوزخ، ابھی سے ظالموں کے لئے آمادہ اور تیار ہے۔

إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَاراً

11_ انسان کو ایمان اور کفر میں سے انتخاب کا حق ملنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایمان اور کفر اس کے اخروی انجام کے حوالے سے یکساں ہوں۔

فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَاراً

"فليکفر" میں حکم خبردار امر اقدار کے لئے ہے اور جملہ "إِنَّا أَعْتَدْنَا ..." یہ معنی دے رہا ہے کہ ایمان و کفر کے انتخاب میں

انسان کا اختیار، یہ مطلب نہیں دیتا ہے کہ وہ اپنے انتخاب میں سزا یا جزا نہیں پائے گا۔
 12_ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والے حقائق کا انکار کرنے والے، ظالم اور آگ کے لائق ہیں۔
 الحق من ربکم ... ومن شاء فليکفر إنا أعتدنا للظالمين نار

398

- 13_ مؤمنین اور کفار کے انجام کی طرف توجہ، انسان کے ایمان یا کفر کی طرف میلان میں واضح کردار ادا کرتی ہے۔
 فمن شاء فليؤ من ومن شاء فليکفر إنا أعتدنا للظالمين نار
 14_ قیامت کی آگ وسیع فضا کی مانند کفار پر راہ فرار بند کر دے گی۔
 ناراً أحاط بهم سرادقه
 "سرادق" "سراطق" سے عربی زبان میں آیا ہے اسکا معنی خیمہ اور فضا ہے۔
 15_ دوزخ کی آگ کے خیمہ میں کفار، عذاب کے فرشتوں سے فریاد اور پیاس کے اظہار کے ساتھ مدد طلب کریں گے۔
 وإن يستغيثوا يغاثوا بماء
 "غوٹ" مدد کرنے کے معنی میں ہے۔ "غیٹ" یعنی بارش۔ یہاں استغاثہ سے مراد ہوسکتا ہے مدد مانگنا ہو یا بارش (پانی) کی طلب ہو البتہ جو ان جہنمیوں کو جواب میں ملے گا وہ بتا رہا ہے کہ جہنمیوں کا مدد مانگنا وہی انکا پانی مانگنا ہے۔
 16_ انسان، آخرت کے جہان میں پیاس اور پانی کی ضرورت محسوس کرے گا۔
 يغاثوا بماء
 17_ پگھلے ہوئے تانبے کا ابلتا ہوا غلیظ پانی، کفار کی دوزخ میں فریاد اور پانی مانگنے کا جواب ہے۔
 وإن يستغيثوا يغاثوا بماء كالمهمل
 "مہل" سے مراد، اور پگھلا ہوا تانبا ہے۔ (مقایس اللغة) نیز اس کو خون ملے ہوئے پانی کو کہتے ہیں کہ جو مردار کی لاش سے نکلتا ہے۔ (قاموس) جملہ (یشوی الوجہ) کے ساتھ کفار کی توصیف پگھلے ہوئے تانبے والے معنی کے ساتھ زیادہ مناسب ہے۔
 18_ جہنم کا پانی، کفار کی صورتوں کو جھلسا اور بھون دے گا۔
 يغاثوا بماء كالمهمل يشوى الوجوه
 19_ اہل دوزخ کا مدد مانگنا، عذاب کو بڑھانے اور اس سے بڑھ کر ان کی بے عزتی کا موجب ہوگا۔
 وإن يستغيثوا يغاثوا بماء كالمهمل يشوى الوجوه
 فعل "یغاثوا" (انکی فریاد رسی ہوگی) دوزخیوں کا مذاق اڑانے کے لئے ہے اور جملہ "یشوی الوجہ" جلانے اور اس عذاب سے بڑھ کر عذاب کے آنے کی خبر دے رہا ہے۔
 20_ جہنمیوں کا پینے والا پانی، انتہائی بدمزہ اور پلید ہے۔
 يغاثوا بما ... بشس الشراب
 21_ جہنم کی آگ جہنمیوں کے لئے ناپسندیدہ اور منحوس آرمگاہ ہے۔
 يغاثوا بماء كالمهمل ... وساءت مرتفق
 "مرتفق" ایسی جگہ کو کہتے ہیں کہ جہاں انسان اپنی کہنی زمین پر رکھ کر بازو کو مخروطی شکل میں لاکر اپنا سر اس پر رکھتا ہے اور آرام کرتا ہے۔ جہنمیوں کی جگہ کے لیے ایسی تعبیر لانا درحقیقت انکا مذاق

399

اڑانا ہے۔

- 22_ ہوس پرست آسودہ لوگ، قیامت کے روز وسیع آگ اور بد ذائقہ پینے والی چیزوں میں پھنسے ہونگے۔
 ولا تطع من أغفلنا قلبه ... بشس الشراب وساءت مرتفق
 مندرجہ بالا نکتہ دونوں آیات کے ربط سے معلوم ہوتا ہے۔
 23_ معاد، جسمانی ہے انسان اپنے مادی بدن کے ساتھ روز قیامت حاضر ہوگا۔
 يغاثوا بماء ... يشوى الوجوه بشس الشراب

آسودہ حال لوگ:

آسودہ لوگوں کا اخروی عذاب 22؛ آسودہ حال لوگوں کی آخرت میں پینے والی چیزیں 22؛ جہنم میں آسودہ حال لوگ 22

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) اور لوگوں کا ایمان 6؛ آنحضرت (ص) اور لوگوں کا کفر 6؛ آنحضرت (ص) کا معلم ہونا 3؛ آنحضرت (ص)

کی تبلیغ 6؛ آنحضرت (ص) کی محدود شرعی ذمہ داری کا دائرہ کار 6

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی تعلیمات 3؛ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کی اہمیت 2؛ اللہ تعالیٰ کے عذاب 9؛ اللہ تعالیٰ کے مختصات 1

انسان :

انسان کا اختیار 7؛ انسان کا ارادہ 7؛ انسان کا کفر 11؛ انسان کا ایمان 11؛ انسان کی اخروی پیاس 16؛ انسان کی اخروی

ضروریات 16؛

ایمان:

ایمان کا پیش خیمہ 7

بات :

باطل بات کا معیار 2

پانی :

پانی کی درخواست 17

تربیت :

تربیت کے اسباب 5

جہنم :

جہنم کا آمادہ ہونا 10؛ جہنم کا احاطہ 14؛ جہنم کا موجود ہونا 10؛ جہنم کی آگ کی خصوصیات 14؛ جہنم کی آگ کے درجات

9؛ جہنم کی پینے والی چیزیں 17؛ جہنم کی منحوس آگ 21؛ جہنم کے ابلتے ہوئے پانی کی خصوصیات 18؛ جہنم کے پینے

والی چیزوں کی پلیدگی 20، 22؛

جہنمی لوگ: 10، 12

جہنمیوں سے حقارت آمیز سلوک کا پیش خیمہ 19؛ جہنمیوں کا مدد مانگنا 15؛ جہنمیوں کی تشنگی 15؛ جہنمیوں کی

درخواستیں 17؛ جہنمیوں کی صورت کا بھونا جانا 18؛ جہنمیوں کی فریاد کا جواب 17؛ جہنمیوں کی مدد مانگنے کے نتائج

19؛ جہنمیوں کی منحوس آرامگاہ 21؛ جہنمیوں لوگوں کے عذاب بڑھنے کے اسباب 19

400

حق:

حق بیان کرنے کا فلسفہ 5؛ حق سے دوری اختیار کرنے کے آثار 8

حقانیت:

حقانیت کا معیار 8

حقائق:

حقائق کا سرچشمہ 1

دنیا پرست :

دنیا پرستوں سے سامنا کرنے کا طریقہ 3؛ دنیا پرستوں کی درخواست کا رد ہونا 3

ذکر:

کافروں کے انجام کو ذکر کرنے کے آثار 13؛ مؤمنین کے انجام کو ذکر کرنے کے آثار 13

ضرورتیں :

پانی کی ضرورت 6

ظالمین: 12

جہنم میں ظالمین 10

عذاب :

عذاب کے اہل 9

قرآن :

قرآن کی تشبیہات 14، 17

قرآنی تشبیہات :

پگھلے ہوئے تانبے سے تشبیہ 17; جہنم کی آگ سے تشبیہ 14; جہنم کے اہلے ہوئے پانی سے تشبیہ 17; خیمہ سے تشبیہ 14
کفار :

جہنم میں کفار 12، 14، 15، 17، 18; کفار کا اخروی عجز 14; کفار کا انجام 11; کفار کا ظلم 12; کفار کے عذاب کا موجود
ہونا 9

کفر :

حقائق کا انکار کرنے کی سزا 12; کفر کا پیش خیمہ 7

کمال:

کمال کے اسباب 5

مدد طلب کرنا :

جہنم کے نگہبانوں سے مدد طلب کرنا 15

معاد:

جسمانی معاد 23

مؤمنین :

فقیر مؤمنین سے میل جول کا طریقہ 4; مؤمنین کا انجام 11

میلانات :

ایمان کی طرف میلان کے اسباب 13; حق کی طرف میلان کے آثار 8; کفر کی طرف میلان کے اسباب 13

وحی:

وحی کا کردار 4

ہوس پرست لوگ:

جہنم میں ہوس پرست لوگ 22; ہوس پرست لوگوں کا اخروی عذاب 22; ہوس پرست لوگوں کی رائے کی بے وقعتی 4; ہوس

پرست لوگوں کی قیامت میں پینے والی چیزیں 22

401

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا (۳۰)

یقیناً جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک اعمال کئے ہم ان لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے ہیں جو اچھے اعمال انجام دیتے ہیں (30)

1_ عمل صالح انجام دینے والے مؤمنین کی جزا یقینی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضمانت شدہ ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلٍ

2_ ایمان اور عمل صالح کا ساتھ ساتھ ہونا، ان کے ثمر بخش ہونے کی شرط ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ

3_ اعمال صالح میں ترقی اور وسعت کا پیش خیمہ ایمان ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

قرآن میں بہت سی آیات میں ایمان کے بعد عمل صالح کا ذکر آیا ہے۔ یہ چیزان دونوں کے درمیان مناسبت بلکہ ایمان ، عمل

صالح کے زمینہ ایجاد کرنے میں تاثیر رکھتا ہے عمل صالح پر ایمان کے ذکر کا مقدم ہونا اسی نکتہ پر اشارہ کر رہا ہے۔

- 4_ مؤمنین کا الہی جزا پانا ان کے اچھے عمل کے نتائج میں سے ہے۔
 ان الذین ء امنوا و عملوا الصالحات انا لا نضیع اجر من احسن عمل
 5_ اللہ تعالیٰ، اچھے اعمال انجام دینے والوں کی جزا کو ضائع نہیں کرے گا۔
 انا لا نضیع اجر من احسن عمل
 6_ اللہ تعالیٰ، نیک اعمال میں سے کسی عمل کو بھی اجر اور انعام کے بغیر نہیں رہنے دے گا۔
 انا لا نضیع اجر من احسن عمل
 اس جملہ میں "عملاً" کا نکرہ ہونا اطلاق پر دلالت کر رہا ہے۔ لہذا یہ ہر چھوٹے بڑے یا زیادہ اور کم عمل کو شامل ہوگا۔
 7_ نیک عمل کا واضح مصداق، ایمان اور عمل صالح ہے۔

402

- ان الذین ء امنوا و عملوا ... اجر من احسن عمل
 8_ عمل صالح کو بہتر اور خوبصورت انداز سے انجام دینا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے زیادہ اجر حاصل کرنے کا معیار ہے۔
 انا لا نضیع اجر من احسن عمل
 ممکن ہے "احسن عملاً" عمل صالح کے لئے ایک اضافی صفت ہو یعنی ممکن ہے کوئی عمل صالح انجام دے لیکن بہتر اور خوبصورت انداز سے انجام نہ دے جبکہ اس کے مد مقابل کوئی اور عمل صالح کو بہترین انداز سے انجام دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عمل صالح کے اجر کی ضمانت دینے کے ساتھ ساتھ اس سے بڑھ کر ایک مرتبہ کا ذکر کیا اور اس کے اجر کی بھی ضمانت دی۔ اگر جملہ "اَنَا لَا نَضِيعُ" جملہ مقترضہ ہو اور "الذین ... کی خبر بعد والی آیت میں "أُولَئِكَ ... ہو تو یہ معنی زیادہ روشن نظر آتا ہے۔
 9_ نیک کام کرنے والوں کا اجر اور مقام ضائع کرنا، ایک مذموم اور ناپسندیدہ کام ہے۔
 انا لا نضیع اجر من احسن عمل
 10_ دعوت دین اور تبلیغ میں ڈرانے کے ساتھ ساتھ بشارت دینا، قرآن میں استعمال شدہ روشوں میں سے ایک روش ہے۔
 اَنَا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا ... اَنَا لَا نَضِيعُ اجر من احسن عمل

احسان :

احسان کے مقامات 7

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی جزائوں کا پیش خیمہ 4; اللہ تعالیٰ کی جزائیں 1، 5، 6

ایمان :

ایمان کا کردار 7; ایمان کے آثار 2، 3; ایمان کے اثر کرنے کی شرائط 2

بشارت:

بشارت کے آثار 10

تبلیغ :

تبلیغ کا طریقہ 10; تبلیغ میں بشارت 10; تبلیغ میں ڈراوا 10

ڈراوا :

ڈراوے کے آثار 10

صالحین:

صالحین کی جزاء کا یقینی ہونا 1

عمل:

اچھے عمل کی جزاء کا حتمی ہونا 6; ناپسندیدہ عمل 9

عمل صالح:

عمل صالح کا کردار 7; عمل صالح کی اہمیت 1; عمل صالح کی تاثیر کرنے کی شرائط 2; مل صالح کے آثار 2

محسنین :

محسنین کی جزاء ضائع کرنے پر سرزنش 9; محسنین کی جزاء کا حتمی ہونا 5
مؤمنین :

مؤمنین کی جزاء کا یقینی ہونا 1; مؤمنین کے عمل صالح کے آثار 4

403

أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَاباً خُضْراً مِنْ سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَّكِنِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ نَبْذُ الثُّوبَ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقاً (۳۱)

ان کے لئے وہ دائمی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی انہیں سونے کے کنگن پنہائے جائیں گے اور یہ باریک اور دبیز ریشم کے سبز لباس میں ملبوس اور تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے یہی ان کے لئے بہترین ثواب اور حسین ترین منزل ہے (31)

1_ جنت کے باغات میں ٹھہرنا، باکردار مؤمنین کی جزائوں میں سے ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ... أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ

جملہ "أُولَٰئِكَ ... قبلات میں ان کی پہلی خبر ہے یا خبر دوم ہے اور تیسرا احتمال ہے کہ نیا جملہ ہو بہر حال "أُولَٰئِكَ" کا مشاڑ الیہ پچھلی آیت کا "الَّذِينَ آمَنُوا" ہے اور عدن سے مراد اقامت کرنا اور ٹھہرنا ہے۔

2_ جنت عدن میں جنتیوں کے (محلوں اور بلند و بالا عمارتوں کے) پائوں کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں۔
تجری من تحتہم الانهار

"تحتہم" کی ضمیر کا مرجع "الَّذِينَ آمَنُوا" کی عبارت ہے کہ جو پچھلی آیت میں تھی یعنی جنتیوں کے پائوں کے نیچے سے نہریں جاری ہیں۔ یہ واضح ہے کہ جنتیوں کے پائوں کے نیچے سے نہروں کا جاری ہونا در اصل جنت میں انکے مقام

404

اقامت کی تصویر کشی ہے کہ پانی ان کی عمارتوں یا ان کی آرام گاہوں کے نیچے سے بہتا ہوگا۔

3_ سونے کے زرین کنگن، جنت میں جنتیوں کی تزئین و آرائشے میں سے ہیں۔

يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ

"سوار" سے مراد کنگن ہے 'اس کی جمع "اسورة" ہے اور اس کی پھر جمع "اساور" ہے۔

4_ ریشم کی بنی ہوئی سبز پوشاکیں، ظرافت و لطافت کے کمال کے ساتھ جنتیوں کا رسمی لباس ہے۔

يَلْبَسُونَ ثِيَاباً خُضْراً مِنْ سُندُسٍ

"سندس" سے مراد باریک کپڑا ہے "ثياباً"، "خضراً" اور "سندس" کا نکرہ ہونا تفخیم پر دلالت کر رہا ہے کہ یہیں سے ظرافت اور لطافت کے کمال کی بات سامنے آتی ہے اگر چہ جنتی جس لباس کو بھی چاہیں گے ان کو مل جائے گا لیکن یہ ان کا مخصوص رسمی لباس شمار ہوا ہے۔

5_ سبز ریشم سے بنی ہوئی موٹی اور فاخرہ پوشاکیں جنت کے رہنے والوں کے خصوصی لباسوں میں سے ہیں۔

وَيَلْبَسُونَ ثِيَاباً خُضْراً مِنْ سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ

کلمہ "استبرق" فارسی کے کلمہ "استبر" سے 'عربی میں آیا ہے اس سے مراد، موٹا کپڑا ہے۔

6_ مزین کمروں میں بچھے ہوئے تخت، جنتیوں کے ٹیکے لگانے کے لئے ہیں۔

مُتَّكِنِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ

"اریکہ" ایسے تخت کو کہتے ہیں جو مزین کمروں میں بچھے ہوئے ہیں۔ (قاموس) بقول راغب کے یہ ایسے مزین کمرے کو کہتے ہیں کہ جو کسی تخت پر بنایا گیا ہو

7_ جنتی، لوگ اپنے تختوں پر تکیے لگاتے وقت ...، فاخرہ لباس زیب تن کئے ہوئے ہونگے۔

وَيَلْبَسُونَ ثِيَاباً خُضْراً مِنْ سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَّكِنِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ

8_ معاد اور سرائے آخرت میں انسانی زندگی، جسمانی اور مادی ہے۔

يُحَلَّوْنَ ... وَيَلْبَسُونَ ... مُتَّكِنِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ

لباس اور اس کی اقسام، مزین کمروں اور تختوں کی تصویر کشی، نیز درختوں کے نیچے سے نہروں کے جاری ہونے کی باتیں، یہ سب کی سب معاد کے جسمانی ہونے اور جہان آخرت میں مادی زندگی کے وجود پر دلالت کر رہی ہیں۔
9_ جنت، فقط ایک پر آسائشے مقام اور اس کی نیک نعمتیں فقط مؤمنین کے لئے ہیں۔

نعم الثواب وحسنت مرتفق

"مرتفق" اسم مکان ہے کہ اس سے مراد ٹیک لگانے کی جگہ ہے۔ چونکہ آرام کرنے کے وقت عام طور پر کہنی کو زمین پر ٹکالیتے ہیں آرام کرنے اور لیٹنے کے مقام کو "مرتفق" کہا گیا ہے۔

جنت:

جنت عدن کی نعمات 2; جنت عدن کی نہریں

405

2; جنت عدن کے محل 2; جنت کی خصوصیات 9; جنت کی نعمتوں کی خصوصیات 9; جنت کے باغ 1; جنت میں آسائشے 9 جنتی لوگ :

جنتیوں کا رسمی لباس 4; جنتیوں کا ریشمی لباس 5; جنتیوں کی آرامگاہ 6; جنتیوں کی زینتیں 3; جنتیوں کی نعمتیں 2; جنتیوں کے تخت 6، 7; جنتیوں کے ریشمی لباس کی خوبصورتی 4; جنتیوں کے لباس کا رنگ 4; جنتیوں کے لباس کی خوبصورتی 7; جنتیوں کے لباس کے خصوصیات 4، 5; جنتیوں کے سونے کے کنگن 3; جنتیوں کے لباس کی موٹائی 5 رنگ:

سبز رنگ 4

زندگی:

اخروی زندگی کی خصوصیات 8

صالحین :

صالحین کی اخروی جزاء 1; جنت میں صالحین 1

مؤمنین :

جنت میں مؤمنین 1; مؤمنین کی اخروی جزاء 1

معاد :

معاد کا جسمانی ہونا 8

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا (۳۲)
اور ان کفار کے لئے ان دو انسانوں کی مثال بیان کر دیجئے جن میں سے ایک کے لئے ہم نے انگور کے دوباغ قرار دئے اور انہیں کھجوروں سے گھیر دیا اور ان کے درمیان زراعت بھی قرار دیدی (32)

1_ پیغمبر (ص) کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایک آسودہ حال کسان کے بارے میں گفتگو کے دوران کفر و ایمان کی تصویر کشی کرتے ہوئے اور مثال بیان کرتے ہوئے فقراء کے ساتھ گفتگو کریں۔

اضرب لهم مثلا رجلين

2_ اللہ تعالیٰ کے کلام میں اشراف کی علامت ایک آسودہ حال شخص کی سی ہے جس کے انگور کے دو باغ ہیں جس کے دونوں اطراف کجھور کے درختوں سے گھرے ہوئے ہیں اور ان کے درمیان ایک کھیتی ہے جبکہ وہ خود غرور میں مبتل

406

ہے۔

جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا _

"غرور" کا معنی بعد والی آیات سے ہوگا۔

3_ ایسے مختلف انگوروں کی اقسام کے باغوں کا مالک ہونا کہ جن کے اردگرد کھجوروں کے درخت ہوں اور ساتھ کھیتی

بھی ہو انسان کے لئے انتہائی دلربا منظر ہے۔

جَنَّتِینَ مِنْ أَعْنَابٍ حَفَفْنَهُمَا بِنَخْلٍ

4_ معنوی حقائق کی وضاحت کے لئے مثال دینا، قرآن میں استعمال شدہ روشوں میں سے ہے۔

واضرب لهم مثلاً رجلین

5_ طبیعی اسباب کی فعالیت اور معمول کے مطابق کائنات کے امور کا چلنا، اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔

جعلنا لأحدهما جَنَّتَینَ ... وحففنهما بنخل

متکلم کے دو فعل "جعلنا" اور "حففنا" اس نکتہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ طبیعی عمل اور اسباب اپنی تاثیر میں مستقل

نہیں ہیں بلکہ وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادہ کے مرہون منت ہیں۔

6_ انسان پر ضروری ہے کہ اپنی دنیاوی نعمات اور وسائل کے الہی ہونے پر، توجہ رکھے۔

جعلنا لأحدهما جَنَّتَینَ ... وحففنهما بنخل وجعلنا بينهما زرع

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کی ذمہ داری 1

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے افعال 5

انگور کے باغ:

انگور کے باغوں کی خوبصورتی 3

ایمان :

ایمان کی وضاحت 1

حقائق :

حقائق کی وضاحت کی روش 4

ذکر:

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر 6; نعمت کے سرچشمہ کے ذکر کی اہمیت 6

طبیعت :

طبیعت کی خوبصورتیاں 2

طبیعی اسباب :

طبیعی اسباب کا عمل 5

قرآن:

قرآن کی مثالیں 2; قرآنی بیان کی روش 4; قرآنی مثالوں کے فوائد 4

قرآن کی مثالیں :

حقائق کی وضاحت میں مثال دینا 4; مغرور باغ والے کی مثال 2; مالدار کی مثال 2

کھجور کا باغ :

کھجور کے باغ کی خوبصورتی 3

مثال:

مثال کے فوائد 1

مغرور باغ والا :

مغرور باغ والے کا قصہ 2

407

كُنَّا الْجَنَّتَيْنِ اَتَتْهُمَا اَكْلُهَا وَلَمْ تَطْلُمِ مِنْهُ شَيْئاً وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهْرًا (۳۳)

پھر دونوں باغات نے خوب پھل دئے اور کسی طرح کی کمی نہیں کی اور ہم نے ان کے درمیان نہر بھی جاری کر دی (33)

1_آسودہ حال مغرور طبقہ کا نمونہ شخص، پھلوں سے بھرے ہوئے 'آفات سے بچے ہوئے اور پانی سے سرشار باغوں کا مالک تھا۔

کلثا الجنّین ء انت اکلها ولم تظلم منه شیئاً وفجرنا خللہما نہر

"انت اکلها" اور "لم تظلم" باغوں کے پھلوں سے بھرے ہوئے اور ہر آفت سے محفوظ ہونے پر دلالت کر رہے ہیں۔

2_باغ اور کھیتی کے درمیان سے پانی کی نہر کا جاری ہونا، ایک دل کو بہانے والا اور دیکھنے والا منظر ہے۔
کلثا الجنّین ء انت اکلها ولم تظلم منه شیئاً وفجرنا خللہما نہر

3_آبی نالوں اور نہروں کا جاری ہونا، اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی بناء پر ہے۔
وفجرنا خللہما نہر

4_پھلوں کا پکنا اور ان میں (آفت یا کسی اور سبب کی بناء پر) کمی نہ آنا ایک آئیڈیل باغ کی علامت ہیں۔
کلثا الجنّین ء انت اکلها ولم تظلم منه شیئ

"اُکل" کے معانی میں سے ایک درختوں کا پھل ہے لہذا جملہ "ء انت اکلها" یعنی پھل دیا اور "لم تظلم" سے مراد "لم تنقص" ہے کم اور تباہ نہ ہونا زراعت کی اصطلاح میں آئیڈیل باغ اسے کہتے ہیں کہ جو پھلوں اور کسی حوالے سے کسی قسم کی مشکلات نہ رکھتا ہو۔

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے آثار 3

باغ:

باغوں کی خوبصورتی 2; مثالی باغ کا پھل دینا 4; مثالی باغ کی علامات 4

408

طبیعت :

طبیعت کی خوبصورتیاں 2

کھیتیاں :

کھیتیوں کی خوبصورتی 2

مغرور باغ والا :

مغرور باغ والے کا قصہ 1; مغرور باغ والے کے باغ 1

نہریں :

پانی کی نہروں کی خوبصورتی 2; نہروں کے جاری ہونے کا سرچشمہ 3

وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا (۳۴)

اور اس کے پاس پھل بھی تھے تو اس نے اپنے غریب ساتھی سے بات کرتے ہوئے کہا کہ میں تم سے مال کے اعتبار سے بڑھا ہوا ہوں اور افراد کے اعتبار سے بھی زیادہ باعزت ہوں (34)

1_مغرور آسودہ حال طبقہ کا نمونہ، بہت عظیم مال کا اکیلا مالک تھا۔

وكان له ثمر

جیسا کہ قاموس میں آیا ہے "ثمر" مال کی اقسام کو کہتے ہیں۔ چونکہ ماقبل آیت میں باغوں اور پھلوں کے بارے میں بات ہو چکی ہے لہذا تکرار سے بچنے ہوئے مناسب یہ ہے کہ اس آیت میں ثمر سے مراد، مطلقاً مال ہونہ کہ باغ کے پھل جات اور "ثمر" کا نکرہ ہونا اس مال کی عظمت پر دلالت کر رہا ہے۔

2_مغرور مالدار شخص کی فخریہ اور تکبر کے ساتھ اپنے ساتھی سے گفتگو، اپنے نظریات کو ثابت کرنے کے لئے تھی۔
فقال لصاحبه وبو يحاوره أنا أكثر منك مالاً وأعز نفراً

انسان کے قبیلہ اور ایسے گروہ کہ جو اس کے کام میں اس کی مدد کریں ان پر نفر کا اطلاق ہوتا ہے۔ (لسان العرب) قرینہ

"أنا أقل منك مالاً وولداً" آیت 39 کے مطابق اس بات کرنے والے شخص کے نزدیک واضح ترین مصداق، اس کے بیٹے تھے۔
4_ مال کی کثرت اور اس سے حاصل ہونے والی

409

معاشرتی عزت، دنیا پرستوں کے نزدیک انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔
فقال لصاحبه و هو يحاوره أنا أكثر منك مالاً وأعزّ نفر
5_ مال واولاد کی فراوانی، انسان کی لغزش اور غرور کا پیش خیمہ ہے۔
لأحد بما جئتین... فقال لصاحبه و هو يحاوره أنا أكثر منك مالاً وأعزّ نفر
6_ آسودہ حالی اور فراوان نعمتوں کا پاس ہونا، اپنی بڑائی اور دوسروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے کا موجب ہے۔
فقال لصاحبه و هو يحاوره أنا أكثر منك مالاً وأعزّ نفر
7_ مالدار طبقہ کی طرف سے دوسروں سے حقارت آمیز سلوک اور ان کے سامنے اپنے مال کی کثرت کو بیان کرنا ایک مذموم اور ناپسندیدہ کام ہے۔
أنا أكثر منك مالاً وأعزّ نفر

آسودگی:

آسودگی کے آثار 6

اعتماد:

اولادپر اعتماد 3؛ رشتہ داروں پر اعتماد 3؛ مال پر اعتماد 3

انسان :

انسان کی خطائیں 5

اولاد:

اولاد کی کثرت کے آثار 5

حقارت آمیز سلوک:

دوسروں سے حقارت آمیز سلوک پر سرزنش 7؛ دوسروں سے حقارت آمیز سلوک کا باعث 6

دنیا پرست:

دنیا پرست اور مال 4؛ دنیا پرست اور معاشرتی مقام 4؛ دنیا پرستوں کی رائے 4؛ دنیا پرستوں کے نزدیک اہمیت کا معیار 4

عمل:

ناپسندیدہ عمل 7

غرور :

غرور کا باعث 5، 6

فخر کا اظہار کرنا:

مال پر فخر کے اظہار پر سرزنش 7

لغزش:

لغزش کا باعث 5

مال و دولت:

مال و دولت کے آثار 5

مغرور باغ والا :

مغرور باغ والے کا اعتماد 3؛ مغرور باغ والے کا عقیدہ 2؛ مغرور باغ والے کا فخر کرنا 2؛ مغرور باغ والے کا قصہ

1، 3؛ مغرور باغ والے کی گفتگو 2؛ مغرور باغ والے کے اموال 1

وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَن تَبِيدَ هَذِهِ أَبَدًا (۳۵)
وہ اسی عالم میں کہ اپنے نفس پر ظلم کر رہا تھا اپنے باغ میں داخل ہوا اور کہنے لگا میں تو خیال نہیں کرتا ہوں کہ یہ کبھی تباہ بھی ہو سکتا ہے (35)

- 1_ مال دار آدمی نے دل میں اپنے مال پر ناز کرتے ہوئے نعمتوں سے بھرے ہوئے اپنے باغ میں قدم رکھا۔
ودخل جنتہ و هو ظالم لنفسه قال
- 2_ اپنے آپ کو برتر سمجھنا، اور دوسروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا اپنے آپ پر ظلم ہے۔
أنا أكثر منك مالاً وأعز نفراً ... ودخل جنتہ و هو ظالم لنفسه
- 3_ دنیا کے مادی جلووں پر فریفتہ ہونا، انسان کا اپنے اوپر ستم ہے۔
أكثر منك مالاً وأعز نفراً ... و هو ظالم لنفسه
- 4_ مادی نعمتوں کی بہتات ہونا انسان میں تکبر اور اس کی روحی، نفسیاتی اور اخلاقی پستی کا پیش خیمہ ہے۔
ودخل جنتہ و هو ظالم لنفسه
- 5_ مالدار لوگ، الہی نعمتوں کے مد مقابل ناشکری کے ضرر و نقصان کی لپیٹ میں خود ہی آجاتے ہیں۔
فقال ... أنا أكثر منك مالاً وأعز نفراً ... و هو ظالم لنفسه
- 6_ فراء اور مال و منال سے محروم لوگوں سے حقارت آمیز سلوک اور مال و متال اور دنیاوی وسائل پر غرور و مستی
درحقیقت اپنے آپ کو تباہ کرنا اور گرانا ہے۔
فقال ... أنا أكثر منك مالاً وأعز نفراً ... و هو ظالم لنفسه
- 7_ مغرور مالدار شخص، اپنے باغ اور نعمات کو لازوال اور جاودانی سمجھتا تھا۔

- قال ما أظنُّ أَن تَبِيدَ هَذِهِ أَبَدًا
"تبیّد" سے ہے۔ اس کا معنی ہلاکت اور نابودی ہے۔
- 8_ انسان کو چاہئے کہ وہ مادی نعمتوں کے زوال پذیر ہونے پر توجہ رکھے اور ان پر غرور نہ کرے۔
فقال ... أنا أكثر منك مالاً وأعز نفراً ... و هو ظالم لنفسه قال ما أظنُّ أَن تَبِيدَ هَذِهِ أَبَدًا
 - 9_ ثروت و طاقت کے مالک لوگ، دنیا میں نعمتوں کے جاودانی ہونے کے وہم میں گرفتار ہونے کے خطرہ سے دوچار ہیں۔
أنا أكثر منك مالاً ... قال ما أظنُّ أَن تَبِيدَ هَذِهِ أَبَدًا
- آیت میں مذکور داستان خواہ حقیقی ہو خواہ بطور ایک نمونہ، بہر حال انسان کے مختلف حالات میں خصلتوں اور اس کے رد عمل کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ ان خصلتوں میں سے ایک خصلت یہ ہے کہ جب وہ آسائشے و آسودگی کے عروج پر پہنچتا ہے اور اپنے ارد گرد اپنی دولت و سرمایہ کا مشاہدہ کرتا ہے تو وہ یوں سمجھتا ہے کہ میرے ارد گرد یہ سب نعمتیں ہمیشہ کے لئے ہیں۔
- 10_ غرور اور بڑائی کی طلب، عقیدہ میں انحراف پیدا کرنے والی اور حقیقی شناخت میں رکاوٹ ڈالنے والی ہے۔
أنا أكثر منك مالاً ... قال ما أظنُّ أَن تَبِيدَ هَذِهِ أَبَدًا

آسائشے پسندی:

آسائشے پسندی کے آثار 4

انسان :

انسان کی خطائیں 9

بڑائی کی طلب:

بڑائی کی طلب کے آثار 10

پستی:

پستی کا باعث 6; پستی کے اسباب 6

تکبر :

تکبر کا باعث 4; تکبر کی حقیقت 2; تکبر کے آثار 6، 10

ثروت مند افراد:

ثروت مند لوگوں کو خبردار 9; ثروت مندوں کی فکر 9; ثروت مندوں کا نقصان کرنا 5

حقارت آمیز سلوک :

دوسروں سے حقارت آمیز سلوک 2

خود:

خود پر ظلم 2، 3; خود کو نقصان پہنچانا 5

دنیا پرستی :

دنیا پرستی کی حقیقت 3

ذکر :

مادی وسائل کے زوال پذیر ہونے کا ذکر 8

شخصیت :

شخصیت کو خطرہ میں ڈالنے والی چیزوں کی شناخت 4، 6

شناخت:

412

شناخت کے لئے رکاوٹ 10

طاقت کے مالک لوگ:

طاقت کے مالک لوگوں کا نظریہ 9

فقراء:

فقراء سے حقارت آمیز سلوک کرنے کے آثار 6

گمراہی :

گمراہی کا باعث 10

مغرور باغ والا :

مغرور باغ والے کی فکر 7; مغرور باغ والے کا قصہ 1، 7; مغرور باغ والے کے باغ 1، 7

ناشکری:

نعمت کی ناشکری کا نقصان 5

نعمت:

نعمت کے ہمیشہ رہنے کا وہم 7، 9

وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُئِدْتُ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا (۳۶)

اور میرا گمان بھی نہیں ہے کہ کبھی قیامت قائم ہوگی اور پھر اگر میں پروردگار کی بارگاہ میں واپس بھی گیا تو اس سے

بہتر منزل حاصل کرلوں گا (36)

1_ مالدار شخص کا غرور اور دنیا پرستی، قیامت اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں شک اور تردید پر ختم

ہوئی۔

وما ظن الساعة قائمة

2_ مالدار شخص کے خیال میں جو چیز اس کے باغوں اور کھیتی کو تباہ کرسکتی تھی وہ قیامت تھی۔

ما ظن أن تبید ہذہ أبداً ... وما ظن الساعة قائمة

گذشتہ آیت کے آخر اور اس آیت کے شروع کی مناسبت کو اسی انداز سے بیان کیا جاسکتا ہے کہ مالدار شخص اپنے مال و متاع کی بربادی کا گمان بھی نہیں کرتا تھا اور قیامت کے یقینی نہ ہونے کا جواب اس سوال کے بارے میں تھا کہ قیامت کے بارے میں کیا کرے گا؟ کہ وہ تو ہر چیز کو درہم و برہم کردے گی تو وہ اس مشکل کا جواب یہ دھونڈتا تھا کہ "ما ظن الساعة قائمة"

3_ معاد سے غفلت اور اس کے بارے میں شک کا شکار ہونا، دنیا سے شدید قلبی لگانو کا نتیجہ ہے۔
أنا أكثر منك مالا ... قال ما ظن أن تبید ہذہ أبداً ... وما ظن الساعة قائمة

413

4_ انسان کا مال و متاع اور اقتصادی حالت، اس کے اخلاق اور نظریہ کائنات کا خاکہ بناتی ہے۔

أنا أكثر منك مالا ... وهو ظالم لنفسه قال ما ظن أن تبید ہذہ أبداً ... وما ظن الساعة قائمة

مالدار شخص سے آیات میں دو قسم کے رویے ظاہر ہوئے ہیں :

1_ اخلاقی حوالے سے "فخر کرنا" (أنا أكثر منك مالا)

2_ عقائد کے حوالے سے قیامت کے بارے میں شک کیا تو مالدار شخص کا باغ میں داخل ہو کر ان تمام نعمتوں کو دیکھ کر غرور اور بدمستی میں مبتلا ہونا یہ سب کچھ بیان کر کے ثروت و مال کا اس قسم کے خیالات کے پیدا کرنے میں کردار بنایا جا رہا ہے۔

5_ انسان کے اخلاق اور عقائد میں ایک قسم کا رابطہ موجود ہے۔

أنا أكثر منك مالا ... وما أظن الساعة قائمة

"أنا أكثر ... کی تعبیر اپنے آپ کو بلند دیکھنے اور بڑائی کی طلب جیسے روحی خیالات کو بتا رہی ہے اور "ما اظن

الساعة ... کی تعبیر اس قسم کے روحی خے آلات سے بننے والے عقیدہ کو واضح کر رہی ہے۔

6_ شك او ربيعید سمجھنے کی بناء پر معاد کا انکار، ہر قسم کی یقینی دلیل سے خالی ہے۔

وما ا ظن الساعة قائمة

فعل " ما ظن ... کے ذریعے قیامت کے انکار کا بیان، اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ معاد کا انکار صرف بعید سمجھنے کی بناء پر تھا، نہ کہ معاد کے منکرین کو اس پر یقین تھا۔

7_ "الساعة" قیامت کے ناموں میں سے ہے۔

وما ظن الساعة قائمة

8_ معاد پر عقیدہ، دنیا پرستی کے ساتھ سازگار نہیں ہے اور نہ ہی دنیا پرستوں کے لئے قابل قبول ہے۔

أنا أكثر منك مالا ... وما ظن الساعة قائمة

مالدار شخص اپنے مال و متاع پر فخر کرنے اور اسے جاودانہ سمجھنے کے بعد قیامت کا انکار کر بیٹھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں میں ربط، سبب اور نتیجہ کی صورت میں ہو یعنی وہ چیز جو کل قیامت کے انکار کا باعث تھی وہ دنیا پرستی اور دنیا پر فریفتہ ہونا ہے فعل مجہول "رددت" (لوٹایا گیا) کہ جبر کی حکایت کر رہا ہے یہ مندرجہ بالا نکتہ کو واضح کر رہا ہے۔

9_ مغرور آسودہ حال، قیامت کے برپا ہونے کی صورت میں اچھی عاقبت اور اس سے بڑی نعمتوں کے حصول پر مطمئن تھا۔

ولئن رددت إلى ربّي لا جدنّ خیراً منها منقلب

10_ آسودہ حال مغرور شخص، اللہ کے نزدیک اپنی محبوبیت پر مطمئن تھا۔

ولئن رددت إلى ربّي لا جدنّ خیراً منها منقلب

"ربّ" کا ضمیر متکلم کی طرف مضاف ہونا بتا رہا ہے کہ کہنے والا اپنے آپ کو اللہ کے نزدیک سمجھتا تھا کیونکہ وہ اسے اپنا پروردگار سمجھتا تھا اور معنوی حوالے سے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی

414

فاصلہ نہیں سمجھتا تھا یہ نکتہ اور آخرت میں اپنے نیک انجام پر اطمینان، بتاتا ہے کہ مالدار شخص اپنے آپ کو اللہ کا محبوب سمجھتا تھا۔

11_ دنیا پرستوں کی رائے میں، مال دنیا، انسان کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہونے کی نشانی ہے۔
ولئن رددت إلی ربی لا جدنْ خیراً منها منقلب

اخلاق:

اخلاق کا پیش خیمہ 4

اساعۃ: 7

ثروت :

ثروت کا کردار 4، 11

دنیا پرست:

دنیا پرست اور معاد 8; دنیا پرستوں کا نظریہ 11;

دنیا پرستی:

دنیا پرستی کے آثار 3; دنیا پرستی کے مانع 8

دین :

دین کو لاحق خطرات کی معرفت 3

عقیدہ :

عقیدہ کا اخلاق سے رابطہ 5; معاد پر عقیدہ کے آثار 8

غفلت :

معاد سے غفلت کے اسباب 3

قرب:

قرب کی نشانیاں 11

قیامت :

قیامت کے برپا ہونے کے آثار 2; قیامت کے نام 7; قیامت میں شک کا پیش خیمہ 1; قیامت میں شک کے اسباب 3

مال:

مال کا کردار 4

معاد :

معاد کو بعید شمار کرنے کا بے منطق ہونا 7; معاد کو جھٹلانے کا بے منطق ہونا 6

مغرور باغ والا :

مغرور باغ والا اور اخروی نعمات 9; مغرور باغ والا اور تقرب 10; مغرور باغ والے کا انجام 9; مغرور باغ والے کا اطمینان

9، 10; مغرور باغ والے کا قصہ 1، 9; مغرور باغ والے کی دنیا پرستی کے آثار 1; مغرور باغ والے کی رائے 2،

9، 10; مغرور باغ والے کے باغوں کی نابودی 2; مغرور باغ والے کے تکبر کے آثار 1

نظریہ کائنات :

نظریہ کائنات کا پیش خیمہ 4

415

قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلًا (۳۷)

اس کے ساتھی نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ تونے اس کا انکار کیا ہے جس نے تجھے خاک سے پیدا کیا ہے پھر نطفہ سے

گزارا ہے اور پھر ایک باقاعدہ انسان بنادیا ہے (37)

- 1_ مغرور مالدار شخص کے ساتھ ایک مؤمن شخص (ایمان کا نمونہ) کی ہمرابی، اس کے ساتھ گفتگو کرنے اور ہدایت کرنے کے لئے تھی۔
 قال له صاحبہ وبو يحاوره
 "محاوره" یعنی کلام کا تبادلہ اور ایک دوسرے کو جواب دینا ہے۔ (لسان العرب) جملہ حالیہ کی صورت میں وضاحت "وبو" عہوارہ" ہمرابی کا مقصد بیان کر رہی ہے کہ یہ وہی معاد کے منکر شخص کی کفریہ باتوں کا جواب ہو۔
 2_ معاد کا انکار اور اس میں شک اور دنیاوی زندگی پر ناز، ایک کفریہ عقیدہ اور خیال ہے۔
 وما اظن الساعة قائمة... قال له صاحبہ وبو يحاوره ا كفرت بالذی خلقك
 3_ دنیا کے ساتھ شدت سے قلبی لگائو اور خلقت اور نعمتوں کے عطا کرنے میں الہی کردار سے غفلت، کفر کی نشانی ہے۔
 وكان له ثمر فقال... انا أكثر منك مالا... ما اظن أن تبدي هذه... قال له صاحبہ... ا كفرت بالذی خلقك
 مالدار شخص کی گفتگو 'غرور کے اظہار اور نعمتوں کے لازوال ہونے کے خیال کے بعد مؤمن شخص کا "اکفرت..." سوال سے گفتگو کرنا تا تب ہے کہ مالدار شخص کے خے الات اور گفتگو میں کفر کا اظہار موجود تھا۔
 4_ منحرف خے الات کے مالک لوگوں پر اعتراض اور ان کی اصلاح کی خاطر بحث و گفتگو کرنا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ اور قابل قبول شیوہ ہے۔

416

- وما اظن الساعة قائمة ولن رددت... ا كفرت بالذی خلقك
 5_ کفار کے ساتھ ان کی راہنمائی اور ہدایت کی خاطر بیٹھنا اور رفاقت، ممنوع نہیں ہے۔
 قال له صاحبہ وبو يحاوره ا كفرت
 6_ انسان کی خاک سے تخلیق پھر نطفہ بننا اور پھر اس کا کامل انسان کی صورت میں مکمل ہونا" انسانی پیدائش کے سفر ہے۔
 بالذی خلقك من تراب ثم من نطفة ثم سوی لك رجل
 جملہ "خلقك من تراب" اس حوالے سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کیا لہذا تمام انسانوں کی اصل خاک ہے یا یہ کہ نطفہ غذاؤں سے تشکیل پاتا ہے لہذا یہ بھی خاک سے ہے۔
 7_ خاک کی پستی سے مکمل اعضاء بننے تک انسان کی کامل پر تخلیق سفر اور ایک مرد (انسان) کی فعالیت یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا کرنے کا باعث ہے۔
 ا كفرت بالذی خلقك من تراب ثم من نطفة ثم سوی لك رجل
 "تسویہ" سے مراد اعتدال ہے۔ (تاج العروس) "سواك رجلاً" یعنی تجھے ایک مرد کی شکل میں معتدل بنایا۔
 8_ انسان کا ماں کے رحم میں مجسم ہونے سے پہلے اپنی پستی اور حقارت سے غفلت 'اس کے غرور اور اپنے آپ کو برتر سمجھنے کا باعث ہے۔
 انا أكثر منك مالا وأعز نفراً... ا كفرت بالذی خلقك من تراب ثم من نطفة
 9_ انسان کی خاک سے تخلیق، نطفہ اور معتدل حالت میں بناوٹ، قیامت کے برپا ہونے اور اس کو بعید سمجھنے کے شبہ کے دور ہونے پر روشن اور کفایت کی حد تک دلائل ہیں۔
 وما اظن الساعة قائمة... ا كفرت بالذی خلقك من تراب
 مرد مؤمن کا مالدار شخص کو جملہ "ا كفرت بالذی..." کے ساتھ جواب، اس چیز سے حکایت کر رہا ہے کہ اس کی طرف سے "وما ظن..." کے ذریعہ معاد کا انکار ہوا تھا وہ اس حوالے سے تھا کہ وہ موت کے بعد زندگی کو بعید سمجھتا تھا۔
 لہذا مرد مؤمن، اللہ کی قدرت کو بیان کرنے اور انسان کی پچھلی حالت خاک اور نطفہ ہونے کو بیان کرنے کے ساتھ اس شبہ کو دور کر رہا ہے اور اللہ کی قدرت و طاقت کو بیان کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے دلائل 9

انسان :

انسان کی خلقت 9; انسان کی خلقت کے مراحل 6، 7; خاک سے انسان 6، 9; نطفہ سے انسان 6، 9
تکبر:۔
تکبر کے آثار 2; تکبر کے اسباب 8

417

دنیا پرستی:
دنیا پرستی کے آثار 2، 3
ذکر:
اللہ تعالیٰ کے ذکر کا پیش خیمہ 7
عقیدہ:
پسندیدہ عمل 4
غفلت:
اللہ سے غفلت کے آثار 3; غفلت کے آثار 8; نعمت کے سرچشمہ سے غفلت 3
کافر:
کفر کا باعث 2; کفر کی نشانیاں 3
گمراہ افراد:
گمراہوں پر اعتراض 4; گمراہوں سے گفتگو 4; گمراہوں کو ہدایت کی روش 4
معاد:
معاد کو جھٹلانے کے آثار 2; معاد کے دلائل 9; معاد میں شک کے آثار 2
مغرور باغ والا:
مغرور باغ والے کا ہم نشین 1; مغرور باغ والے کی ہدایت 1; مغرور باغ والے کے ساتھ
ہم نشینی 1
ہم نشینی:
ہم نشینی کے احکام 5

لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا (۳۸)

لیکن میرا ایمان یہ ہے کہ اللہ میرا رب ہے اور میں کسی کو اس کا شریک نہیں بنا سکتا ہوں (38)

1_ مؤمن شخص (نمونہ ایمان) نے دنیا پرست مالدار شخص کے کافرانہ عقیدہ اور خیال سے بیزاری کا اظہار کیا۔
لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي
2_ مؤمن شخص نے اللہ واحد کی ربوبیت کا اعتراف اور شرک سے بے زاری کا اظہار کرتے ہوئے مالدار
مغرور شخص کے منحرف خیالات سے اپنا عقیدہ، ممتاز کیا۔
لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا
"لَكِنَّا" اصل میں "لكن انا" تھاتو "ا" نا "کے ہمزہ کے حذف ہونے کے بعد دونوں نون کے مدغم ہونے بعد، دونوں کلموں کو
ایک کلمہ کی صورت میں لکھا گیا۔

418

3_ مؤمن شخص اپنے عقیدہ میں ثابت قدم اور مستحکم ہے جبکہ کافر، شک و تردید اور تزلزل کا شکار ہے۔
مَأْظُنٌّ ... وَمَأْظُنٌّ ... لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي
دنیا پرست اور نمونہ کافر کی آیت میں کلام تردید کے ساتھ ہے لہذا اس کی بات کے نقل کرنے میں دو مرتبہ کلمہ "ظَنْ" اور
رایک مرتبہ "لنن" استعمال ہوا ہے جبکہ نمونہ مرد مؤمن نے محکم انداز سے اپنے عقیدہ کو بیان کیا ہے اور اپنا عملی راستہ
واضح کیا ہے۔

- 4_ اللہ تعالیٰ ، انسان اور کائنات کا تہا، مالک اور مدبّر ہے _
 لکنا ہو اللہ ربی
 5_ توحید کا لازمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت میں ہر قسم کے شرک کرنے سے پرہیز کیا جائے _
 لکنا ہو اللہ ربی ولا شرک برّبی احد
 6_ دنیاوی نعمتوں کو زوال پذیر نہ جاننا اور ان کی تخلیق اور زوال میں الہی کردار کو نظر انداز کرنا ربوبیت میں شرک کا باعث ہے _
 لکنا ہو اللہ ربی ولا اشرک برّبی احد
 7_ الہی ربوبیت کی طرف توجہ اور اس کا دیوار وجود پر نقوش کی تخلیق کرنا ایک اہم کردار کی حامل ہونے کے ساتھ ساتھ توحید کی طرف میلان بھی پیدا کرتی ہے _
 لکنا ہو اللہ ربی ولا اشرک برّبی احد
 آیت میں "ربّ" کا تکرار ، مؤمن شخص کی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر گہری توجہ کو بتا رہی ہے اور اس تکرار سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسری الہی صفات میں ربوبیت کی صفت پر توجہ، شرک سے پرہیز میں خاص اثر رکھتی ہے _
 8_ دنیاوی مسائل سے آسائشے اور بدمستی میں پڑنے کا سب سے بڑا خطرہ، شرک اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے غفلت ہے _

لکنا ہو اللہ ربی ولا اشرک برّبی احد
 مؤمن شخص نے مغرور مالدار شخص سے اپنے آپ کو جدا کرنے کے لئے دو نکتوں کی طرف اشارہ کیا :

- 1_ اللہ کی ربوبیت
 2_ شرک کا نہ ہون
 تو اس تعبیر کے ساتھ، مغرور مالدار شخص کو اللہ سے غفلت اور شرک میں مبتلا ہونے پر خبردار کیا ہے _
 9_ دوسروں پر بھروسہ ، دنیا پرستی اور اسی بنا پر نظریہ قائم کرنا، شرک ہے _
 انا اکثر منك مالا واعز نفرا ... لکنا ہو اللہ ربی ولا اشرک برّبی احد

آسائشے:

آسائشے کے نقصانات 8

اسماء و صفات اللہ : 4

اقرار:

توحید کا اقرار 2

419

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت 4،8؛ اللہ تعالیٰ کی مالکیت 4؛ اللہ تعالیٰ کے مختصات 4؛

انسان:

انسان کا مالک 4؛ انسانوں کا مربی 4

ایمان :

توحید پر ایمان کا پیش خیمہ

بھروسہ :

غیر خدا پر بھروسہ 9

بیزاری :

شرک سے بیزاری 2؛ مغرور باغ والے سے بیزاری 1

تخلیق:

تخلیق کا مالک 4؛ تخلیق کا مربی 4

توحید:

توحید کے آثار 5؛ توحید ربوبی 4
 دنیا پرستی :
 دنیا پرستی کے آثار 9؛ دنیا پرستی کے نقصانات 8
 ذکر :
 اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے ذکر کے آثار 7؛ کائنات کے مربی کے ذکر کے آثار 7
 شرک :
 شرک ربوبی سے پرہیز 5؛ شرک ربوبی کا پیش خیمہ 6، 8؛ شرک ربوبی کے موارد 9
 غفلت :
 اللہ سے غفلت کا پیش خیمہ 8؛ اللہ سے غفلت کے آثار 6
 کفار :
 کفار کا تزلزل 3؛ کفار کا شک 3؛ کفار کی صفات 3
 مغرور باغ والا :
 مغرور باغ والے کا عقیدہ 1؛ مغرور باغ والے کا کفر 1؛ مغرور باغ والے کا قصہ 1، 2؛ مغرور باغ والے کے ہم نشین کا اقرار 2؛ مغرور باغ والے کے ہم نشین کی بیزاری 1، 2؛ مغرور باغ والے کے ہم نشینی کی توحید 2
 مؤمنین :
 مؤمنین کی ثابت قدمی 3؛ مؤمنین کی صفات 3
 نظریہ کائنات :
 توحید کے حوالے سے نظریہ کائنات 4
 نعمت :
 دنیاوی نعمتوں کی جاودانگی 6؛ نعمت کا سرچشمہ 6

420

وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ إِنَّ ثُرْنَ أَنَا أَقَلُّ مِنْكَ مَالًا وَوَلَدًا (۳۹)
 اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تو اپنے باغ میں داخل ہوتا تو کہتا ما شاء اللہ اس کے علاوہ کسی کے پاس کوئی قوت نہیں ہے
 اگر تو یہ دیکھ رہا ہے کہ میں مال اور اولاد کے اعتبار سے تجھ سے کم تر ہوں (39)

- 1_ مغرور مالدار شخص، کاموں میں اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بنیادی کردار پر توجہ نہ کرنے پر، مؤمن شخص کی سرزنش کا مستحق ٹھہرا۔
 ولولا قلت ماشاء الله
- 2_ نعمت کے حاملین افراد، خلقت نعمت کے واحد سرچشمہ کی طرف توجہ رکھیں اور نعمتوں سے قلبی لگانو اور اللہ کی یاد سے غفلت سے پرہیز کریں۔
 ولولا إذ دخلت جنتك قلت ماشاء الله لا قوة إلا بالله
- 3_ اللہ تعالیٰ جو چاہے، وہی ہوگا۔
 ماشاء الله
- "ماشاء اللہ" میں "ما" موصولہ اور مبتداء ہے اس کی خبر "کائن" یا اس سے ملتی جلتی چیز ہے تو جملہ کامطلب یوں ہوگا کہ : جو اللہ نے چاہا تھا وہی ہوگا۔
- 4_ تمام طاقتیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہیں۔
 لا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ
- "لا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ" کا جملہ "لا" نفی جنس اور حرف "إلا" کے ساتھ حصر کا فائدہ دے رہا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طاقت کے علاوہ کوئی طاقت وجود نہیں پاسکتی۔
- 5_ مظاہر طبیعت کی تخلیق اور فعالیت، الہی مشیت اور طاقت کی بناء پر ہے۔

ولولا إذ دخلت جنتك قلت ما شاء الله لا قوة إلا بالله
6_ تمام تر کائنات اللہ واحد کی مرضی، کنٹرول اور

421

طاقت کے تحت ہے۔

ما شاء اللہ لا قوة الا بالله

7_ اللہ تعالیٰ کی مطلق طاقت اور قدرت، تمام کائنات پر اس کے ارادہ کے غلبہ کی تائید کرتی ہے۔

ما شاء اللہ لا قوة الا بالله

"لا قوة ... " کا بیان، علت کی مانند ہے چونکہ کائنات میں سوائے پروردگار کی طاقت کے کوئی اور طاقت نہیں ہے۔ پس اس کی مشیت کے علاوہ کوئی اور ارادہ، کائنات پر حاکم نہیں ہے۔

8_ صرف قلبی عقیدہ پر اکتفاء نہ کرتے ہوئے زبان پر توحیدی عقائد کا جاری کرنا ضروری ہے۔

لولا ... قلت ما شاء اللہ لا قوة الا بالله

9_ اللہ تعالیٰ کی نفوذ پیدا کرنے والی مشیت اور غالب طاقت پر توجہ، انسان کو دنیاوی اموال پر غرور کرنے اور انہیں ابدی سمجھنے سے روکتی ہے۔

ولولا إذ دخلت جنتك قلت ما شاء اللہ لا قوة الا بالله

10_ نعمتوں کا مشاہدہ کرتے ہوئے "ما شاء اللہ لا قوة الا بالله" کہنا ایک شائستہ اور ضروری کام ہے۔

ولولا إذ دخلت جنتك قلت ما شاء اللہ لا قوة الا بالله

11_ مال و اولاد کی کمی کی بناء پر، مؤمن شخص میں احساس شکست اور احساس کمتری پیدا نہیں ہوا۔

إن ترن أنا أقل منك مالا وولد

بعد والی آیت میں جملہ "فعسى ربي ... " شرط کا جواب اور مؤمن شخص کی اللہ تعالیٰ کی عنایت پر امید رکھنے سے حکایت کر رہا ہے۔

12_ تمام چیزوں کا اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قدرت کے مطابق جاری و ساری ہونے پر توجہ، مال و اولاد پر فخر اور

دوسروں سے حقارت آمیز سلوک کرنے سے منع کرتی ہے۔

ولولا إذ دخلت جنتك قلت ما شاء اللہ لا قوة الا بالله إن ترن أنا أقل منك مالا وولد

13_ مؤمنین، اللہ تعالیٰ کی مشیت اور طاقت پر اعتماد کرتے ہیں نہ کہ مال اور اولاد پر۔

لولا...قلت ما شاء اللہ لا قوة الا بالله إن ترن أنا أقل منك مالا وولد

اقرار :

توحید کا اقرار کرنے کی اہمیت 8

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آثار 5،6،7؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت 3؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا غلبہ 7؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے آثار 5،6

تکبر :

تکبر کے موانع 9

توحید :

422

توحید افعالی 4؛ توحید ربوبی 6

توکل :

اللہ تعالیٰ کی قدرت پر توکل 13؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر توکل 13

توکل کرنے والے : 13

دنیا پرستی :

دنیا پرستی سے پرہیز 2؛ دنیا پرستی سے مانع 9

ذکر:

اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے ذکر کے آثار 12; اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ذکر کے آثار 9; قدرت خدا کے ذکر کے آثار 9; منعم کے ذکر کی اہمیت 2; ماشاء اللہ 10; نعمت کے ذکر کے آداب 10

طبیعت :

طبیعت کی تخلیق 5

غفلت:

غفلت سے پرہیز 2; اللہ تعالیٰ کی مشیت سے غفلت 1

فخر کرنا :

فخر کرنے سے مانع 12

کائنات:

کائنات کی تدبیر کا سرچشمہ 6

قدرت :

قدرت کا سرچشمہ 4

مادی وسائل :

مادی وسائل کی جاودانگی 9

مغرور باغ والا:

مغرور باغ والے کا قصہ 1، 13; مغرور باغ والے کو سرزنش 1; مغرور باغ والے کی غفلت 1; مغرور باغ والے کے ہم نشین

کا توکل 13; مغرور باغ والے کے ہم نشین کی شخصیت 11; مغرور باغ والے کے ہم نشین کی غربت 11; مغرور باغ والے

کے ہم نشین کی مذمتیں 1

موجودات :

موجودات کی خلقت 3

نظریہ کائنات :

توحیدی نظریہ کائنات 4، 6; نظریہ کائنات اور آئیڈیالوجی 3

نعمت :

نعمت کے شامل حال لوگوں کی ذمہ داری

تفسیر راہنما جلد 10

423

فَعَسَى رَبِّي أَنْ يُؤْتِيَنِي خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحُ صَعِيدًا زَلَقًا (٤٠)

تو امیدوار ہوں کہ میرا پروردگار مجھے بھی تیرے باغات سے بہتر باغات عنایت کر دے اور ان باغات پر آسمان سے ایسی آفت نازل کر دے جو سب کو خاک کر دے اور چیٹل میدان بنادے (40)

1_ مرد مؤمن نے اپنے پروردگار پر امید رکھتے ہوئے مغرور مالدار کے باغ سے بڑھ کر نعمت کی آرزو کی _

فَعَسَى رَبِّي أَنْ يُؤْتِيَنِي خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ

2_ دنیا پرستوں کے مادی وسائل کی نسبت، مؤمن اچھے مستقبل اور عاقبت کے بارے میں پر امید تھا _

- فعسى ربّی أن یوتین خیر
- مرد مؤمن کی "عسی ربّی" سے مراد، ممکن ہے آخرت کے ثواب کا انتظار ہو ' زیادہ اولاد کی آرزو نہ کرنا اور جملہ "بنالک الولائیہ للہ" اور عبارت "خیر عقباً" جو کہ 44 آیت میں ہے اس معنی کا احتمال دے رہی ہے۔
- 3_ پروردگار کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ دنیا سے قلبی لگائو رکھنے والے مغرور اور مشرکین سے نعمت کو سلب کیا جائے اور موحّدین کو ان سے بڑھ کر نعمت عطا کی جائے۔
- فعسى ربّی أن یوتین خیراً من جنتک ویرسل علیہا حساباً من السماء
- 4_ انسان کا الہی نعمتوں کو پانا، اللہ تعالیٰ کی مرضی کی بناء پر ہے نہ کہ کسی کا ذاتی استحقاق۔
- فعسى ربّی أن یوتین خیراً من جنتک
- کلمہ "عسی" امید رکھنے کو بتا رہا ہے اور یہ امید رکھنے کا اظہار مغرور ومالدار کے اپنی لیاقت اور استحقاق پر یقین کے مد مقابل ہے کہ جس نے کہا تھا "لئن رددت الی ربّی لا جدنّ خیراً"
- 5_ دنیا کے مادی وسائل، ناپائیدار زوال پذیر اور تباہ و برباد ہونے کے خطرہ میں ہیں۔

424

- فعسى ربّی أن ... یرسل علیہا حساباً من السماء
- 6_ ایک خوبصورت اور زرخیز باغ کا کفر اور دوسروں پر فخر وغرور کرنے کے نتیجہ میں الہی عذاب کے ذریعے ایک لاحاصل چٹیل میدان میں تبدیل جانا، ممکن امر ہے۔
- فعسى ربّی ... یرسل علیہا حساباً من السماء فتصبح صعیداً زلق
- "صعید" یعنی سطح زمین اور "زلق" یعنی بغیر نباتات کے ہون
- 7_ مادی نعمتوں کے زوال کا امکان، مغرور دنیا پرستوں کے لئے خطرے کا اعلان ہے۔
- یرسل علیہا حساباً من السماء فتصبح صعیداً زلق
- 8_ الہی عذاب، حساب و کتاب کے ساتھ نازل ہوتا ہے۔
- یرسل علیہا حساباً من السماء
- "حسبان" حساب کے معنی اور آگ و عذاب کے معنی میں آیا ہے۔ اگر حساب کے معنی ہو تو آیت میں عذاب سے کنایہ ہوگا۔
- کلمہ "حسبان" کا عذاب سے کنایہ کے طور پر استعمال ہونا، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف عذاب کے حساب اور دقت کے ساتھ ہونے کو بیان کر رہا ہو۔
- 9_ وہ کفار جو مؤمنین پر اپنے فخر و غرور کا اظہار کرتے ہوں ان سے نعمت کے سلب کی آرزو، ایک پسندیدہ اور درست آرزو ہے۔
- فعسى ربّی أن ... یرسل علیہا حساباً
- 10_ زمین کا سرسبز ہونا یا لاحاصل ہونا اللہ تعالیٰ کی مرضی اور ارادہ کی بناء پر ہے۔
- فعسى ربّی أن ... یرسل علیہا حساباً

آرزو:

- پسندیدہ آرزو 9; فخر کرنے والوں سے سلب نعمت کی آرزو 9; کفار سے سلب نعمت کی آرزو 9; نعمت کی آرزو 1
- اللہ تعالیٰ :
- اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار 2; اللہ تعالیٰ کی مشیت کے آثار 4، 10; اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے آثار 10; اللہ تعالیٰ کے عذاب 6; اللہ تعالیٰ کے عذابوں کا قانون کے مطابق ہونا 8
- امید رکھنا :
- اچھے انجام پر امید رکھنا 2
- باغات:
- باغات کا ویرانوں میں تبدیل ہونا 7
- تکبر کرنے والے:
- تکبر کرنے والوں کو خبردار کیا جانا 7

دنیا پرست لوگ :

دنیا پرست لوگوں کو خبردار کیا جانا 7

زمین :

زمین کے سرسبز ہونے کا سرچشمہ 10; زمین کے لاحاصل ہونے کا سرچشمہ 10

425

فخر کرنا :

فخر کرنے کے آثار 6

فخر کرنے والے :

فخر کرنے والوں کی محرومیت 3

کفر:

کفر کے آثار 6

مشرکین :

مشرکین کی دنیا پرستی 3; مشرکین کی محرومیت 3

مغرور باغ والا :

مغرور باغ والے کا قصہ 1; مغرور باغ والے کے ہم نشین کا امید رکھنا 1

موحدین:

موحدین پر نعمت کا زیادہ ہونا 3

مؤمنین :

مؤمنین کا امید رکھنا 2

نعمت :

دنیاوی نعمتوں کی ناپائیداری 5; نعمت سے محروم افراد 3; نعمت کا معیار 4; نعمت کے سلب کا امکان 6، 7; نعمت کے شامل

حال افراد 3

يُصْبِحُ مَأْوَاهَا غُورًا فَلَنْ تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا (٤١)

یا ان باغات کا پانی خشک ہو جائے اور تو اس کے طلب کرنے پر بھی قادر نہ ہو (41)

1_ مرد مؤمن نے مغرور مالدار شخص کو اس کے باغ اور کھیتی میں پانی کے زمین میں اتر جانے اور عذاب الہی سے ان کے خشک ہو جانے کے خطرہ سے خبردار کیا _

أو یصبح مأوہا غور

"غور" مصدر اور معنی "غانر" (نیچے اتر جانے والا) دے رہا ہے۔ مصدر کو اسم فاعل کے مقام پر استعمال کرنا عربی زبان میں مبالغہ کے لیے ہے۔

2_ طبیعت کے مظاہر، اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے مد مقابل، مغلوب ہیں۔

فتصبح صعیداً زلقاً _ أو یصبح مأوہا غور

باغ اور کھیتی کا بنجر زمین میں تبدیل ہو جانا اور عذاب الہی کے نازل ہونے سے پانی کا نیچے اتر جانا، اس حقیقت کو واضح کر رہا ہے کہ تمام طبیعی اسباب اور علل اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے مد مقابل، مغلوب اور مستقل نہیں ہیں۔

3_ سطح زمین پر پانی کا جاری اور مہیا ہونا، اللہ تعالیٰ کی نعمات میں سے ہے اور زمین کے آباد ہونے

426

کے اہم اسباب میں سے ہے۔

أو یصبح مأوہا غورًا فَلَنْ تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَب

4_ مرد مؤمن نے مغرور مالدار شخص کو نیچے اترے ہوئے پانی تک اس کے پہنچنے کی عاجزی کو بیان کرتے ہوئے

اسے نعمتوں کے اللہ تعالیٰ کی مشیت سے تعلق رکھنے سے آگاہ کیا۔
 لولا... قلت ماشاء اللہ... اویصبح ماؤھا غوراً فلن تستطیع له طلب
 5_ انسان، اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے مد مقابل عاجز ہے۔
 فتصبح صعیداً زلفاً أو یصبح ماؤباً غوراً فلن تستطیع له طلب
 "لن" ہمیشہ کے لئے نفی کرنے کی آتا ہے۔ جملہ "لن تستطیع له طلباً" یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے کہ پانی کو نیچے اتار دے
 تو کوئی اسے تلاش کرتے ہوئے نہیں پاسکتا۔
 6_ پانی اور پانی کے منابع کا نیچے چلا جانا، ان کفار کے لئے الہی عذابوں میں سے ہے کہ جو خود پر غرور کرتے ہیں
 اور دوسرے کے سامنے فخر کا اظہار کرتے ہیں۔
 او یصبح ماؤھا غوراً فلن تستطیع له طلب
 "یصبح"، "فتصبح" پر عطف ہے اور "یرسل علیھا حسباً" کا ایک اور نتیجہ ہے۔ "من السماء" کی قید ایسے عذاب کے
 حوالے سے کہ جہاں پانی نیچے اتر جاتا ہے اس کے الہی ہونے کو بیان کر رہی ہے نہ کہ آسمان سے نازل ہونے کو بیان
 کر رہی ہے۔

آباد کرنا :
 آباد کرنے کے اسباب 3
 اللہ تعالیٰ :
 اللہ تعالیٰ کا ارادہ 5; اللہ تعالیٰ کی سزائیں 6; اللہ تعالیٰ کی مشیت کے آثار 4; اللہ تعالیٰ کی نعمات 3; اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا
 غلبہ 2; اللہ تعالیٰ کے عذاب 1
 انسان :
 انسان کا عجز 5
 پانی:
 پانی کے فوائد 3; پانی کے منابع کا خشک ہونا 6
 زمین :
 زمین میں پانی کا اتر جانا 1
 طبیعت :
 طبیعت کا مغلوب ہونا 2
 فخر کرنا :
 فخر کرنے کی سزا 6
 کفار:
 مغرور کفار کی سزا 6
 مغرور باغ والا :
 مغرور باغ والے کا عجز 4; مغرور باغ والے کا قصہ 1، 4; مغرور باغ والے کو خبردار کرنا 1; مغرور باغ والے کے ہم
 نشین کا خبردار کرنا 1; مغرور باغ والے کے ہم نشین کی تعلیمات 4
 نعمت :
 پانی کی نعمت 3; نعمت کا سرچشمہ 4

427

وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَىٰ مَا أَنْفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا (٤٢)
 اور پھر اس کے باغ کے پھل آفت میں گھیر دئے گئے تو وہ ان اخراجات پر ہاتھ ملنے لگا جو اس نے باغ کی تیاری پر
 صرف کئے تھے جب کہ باغ اپنی شاخوں کے بھل الٹا پڑا ہوا تھا اور وہ کہہ دیا تھا کہ اے کاش میں کسی کو اپنے
 پروردگار کا شریک نہ بناتا (42)

1_ مغرور مالدار شخص کے ذرائع، اللہ تعالیٰ کے وسیع عذاب کے نازل ہونے سے تباہ ہو گئے اور باغ و کھیتی کی تمام پیداوار ختم ہو گئی۔

وا حیط بثمره

"أحيط بثمره" محذوف پر عطف ہے یعنی "وقع العذاب..." اور احاطہ ہونا تباہ ہونے سے کنایہ ہے اور ثمرہ سے مراد مالدار شخص کی باغ اور کھیتی کی تمام تر پیداوار ہے۔

2_ تکبر و غرور میں مبتلا مالدار شخص پر مؤمن شخص کی نصیحتوں نے اثر نہ کیا تھا۔

وا حیط بثمره

واضح ہے کہ اگر مالدار شخص، مؤمن شخص کی نصیحتوں کو سنتا تو اس کا مال اور سرمایہ تباہ و برباد نہ ہوتا۔

3_ مغرور مالدار شخص کے ذرائع معاش کے تباہ ہونے کے ساتھ ہی مؤمن شخص کی امید اور آرزو پوری ہو گئی۔

فعسى ربى أن ... وا حیط بثمره

4_ مالدار شخص اپنے باغ کو چھتوں پر گرا پڑا اور تمام پیداوار اور اپنا سرمایہ تباہ شدہ دیکھ کر شدید حسرت کھانے لگا۔

وا حیط بثمره فاصبح يقلب كفيه ... و هى خاوية على عروشها

"كفّ" سے مراد ایک ہاتھ اور "كفّية" اس کا نٹنیہ یعنی اس کے دو نونہاتھ "يقلب كفيه" یعنی اپنے دونوں ہاتھ کو ملنے لگا (یعنی کبھی ایک ہتھیلی کو دوسرے ہاتھ کی پشت پر پھیرتا کبھی

428

دوسری ہتھیلی کو پہلے ہاتھ کی پشت پر پھیرتا تھا۔ بہرکت انسان کی شدید حسرت اور رنج کا رد عمل ہے۔ "خاوية" یعنی گرجانا "عروش" یعنی چھتیں یا چھتریاں کہ جو بعض اوقات پھل دار درختوں پر دی جاتی ہیں۔ "خاوية على عروشها" یعنی درخت یا باغ کی عمارتیں اپنی چھتوں پر گر گئیں۔

5_ خود پسند مالدار شخص نے ٹھیک پھل اٹھانے اور پیداوار لینے کے وقت اپنے باغ کی تباہی کا سامنا کیا۔

وا حیط بثمره

"ا حیط بثمره" اور "ما نفق" کی تعبیرات بتاتی ہیں کہ ابتدائی کام ہو چکا تھا ضروری حد تک سرمایہ خرچ ہو چکا تھا اور ٹھیک عذاب اسی وقت نازل ہوا کہ جب وہ باغ کا پھل لینے کے لئے تیار ہوا تھا۔

6_ اپنے آپ میں گم اور بدمست مالداروں کے خوشی والے لمحات میں الہی عذاب، ان کے شکار میں ہوتا ہے۔

وا حیط بثمره فاصبح يقلب كفيه على ما نفق فيه

"ا حیط بثمره" کی تعبیر بتاتی ہے کہ پھل چننے اور نتیجہ تک پہنچنے کا زمانہ، تھا کہ یہ زمانہ سرمایہ لگانے والے شخص کا بہت اہم اور بہت پر لطف زمانہ ہوتا ہے۔

7_ تمام سرمایہ گذاری اور مادی وسائل تباہ و برباد ہونے کے خطرہ میں ہیں۔

وا حیط بثمره فاصبح يقلب كفيه على ما أنفق فيه

چنانچہ اگر باغوں کی مثالیں بطور نمونہ ہوں تو مغرور مالدار شخص ان لوگوں کا نمونہ ہے کہ جو مادی اہداف کے ساتھ دنیا اور اس کے مال کو مد نظر رکھتے ہوئے کوشش کرتے ہیں لیکن آخر کار اپنی زحمت اور تکالیف پر افسوس کرتے ہیں چونکہ آخر میں یہ سب کچھ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔

8_ خود پرست مالدار شخص، اپنے مال و منال کی نابودی کے بعد ہوش میں آیا اور اپنے شرك آلود اعتقادات پر اظہار افسوس کرنے لگا۔

ي ليتنى لم أشرك بربى احد

9_ مادی بدمستی، انسان کے اپنے عمل اور عقیدہ کے ٹیڑھے پن کو سمجھنے میں ایک اہم رکاوٹ ہے۔

وا حیط بثمره ... يقول ي ليتنى لم أشرك بربى احد

آیت میں موضوع بحث مالدار مغرور شخص ہے جب اس کا تمام تر مال و متاع تباہ ہو گیا تو اپنے ٹیڑھے پن کو سمجھا اور اس پر ندامت کا اظہار کیا لیکن اس سے پہلے جو کچھ اس کے پاس تھا اس میں بدمست تھا۔

10_ دنیاوی سزائیں، غافل لوگوں کو بیدار کرنے کے لئے ہیں۔

وا حیط بثمره يقول ي ليتنى لم أشرك بربى احد

11_ غیر خدا پر اعتماد کرنا، شرک اور پشیمان کرنے

429

والے انجام کا حاصل ہے۔

اكثر منك مالا ... ی لیتنی لم اُشرك برّبی احد

12_ دنیا پرستوں کی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ، اپنے مادی فائدوں اور طمع کی خاطر ہے۔

و اُحیط بثمره ... وہی خاویۃ علی عروشہا ویقول ی لیتنی لم اُشرك برّبی احد

یہ بھی احتمال ہے کہ مغرور سرمایہ دار شخص کا اپنے شرک پر افسوس اس لئے نہ ہو کہ اس نے شرکت کی حقیقی قباحت کو درک کیا ہو بلکہ اس لئے ہو کہ اس نے کیوں شرک کیا کہ اس کا مال و متاع اور سرمایہ تباہ و برباد ہوا۔

اعتماد :

غیر خدا پر اعتماد کا انجام 11؛ غیر خدا پر اعتماد کرنے کے آثار 11؛ غیر خدا پر اعتماد کی ندامت 11

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی سزائیں 6

دنیا پرست :

دنیا پرستوں کا نظریہ 12؛ دنیا پرستوں کی عبادت کی کیفیت 12؛ دنیا پرستوں کی مفاد پرستی 12

دنیا پرستی :

دنیا پرستی کے آثار 9

سرمایہ لگانا :

مادی سرمایہ لگانے کا پایدار نہ ہونا 7

سزائیں :

دنیاوی سزائوں سے عبرت 10؛ دنیاوی سزائوں کے آثار 10

شرک :

شرک کے موارد 11

عبرت :

عبرت کے اسباب 10

عذاب :

عذاب کے اہل 1

غافلین :

غافلین کو متوجہ کرنے کے اسباب 10

مالدار لوگ :

مغرور مالدار لوگوں کو سزا 6

مغرور باغ والے :

مغرور باغ والے کا شرک 8؛ مغرور باغ والے کا غفلت میں شکار ہونا 5؛ مغرور باغ والے کا قصہ 1،2،3،4،5،8؛ مغرور

باغ والے کو عذاب 1؛ مغرور باغ والے کی بیداری 8؛ مغرور باغ والے کی حسرت 4؛ مغرور باغ والے کی دولت کی نابودی

3؛ مغرور باغ والے کے اموال کی نابودی 8؛ مغرور باغ والے کے باغ کی تباہی 4؛ مغرور باغ والے کے باغ کی نابودی

1،5؛ مغرور باغ والے کے ہم نشین کے آرزو کا پورا ہونا 3؛ مغرور باغ والے کے ہم نشین کی نصیحتوں کا بے اثر ہونا 2

ہدایت :

ہدایت سے رکاوٹیں 9

430

وَلَمْ تَكُنْ لَهُ فِتْنَةً يَتَصَرُّونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مُنتَصِراً (٤٣)

اور اب اس کے پاس وہ گروہ بھی نہیں تھا جو خدا کے مقابلہ میں اس کی مدد کرتا اور وہ بدلہ بھی نہیں لے سکتا تھا (43)

1_ ساتھیوں کی کثرت پر مغرور والا سرمایہ دار، عذاب کے ذریعے اپنے سرمایہ کی تباہی کے وقت اکیلا اور بے یارو مددگار تھا۔

اَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالاً وَأَعَزُّ نَفْراً ... وَلَمْ تَكُنْ لَهُ فِتْنَةً يَتَصَرُّونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ

2_ اموال اور ساتھیوں کی تعداد کا اللہ تعالیٰ کے عذاب اور سزا کو روکنے کے حوالے سے کوئی زور اور اثر نہیں ہوتا ہے۔

وَبِىْ خَاوِيَةٍ عَلَى عَرْشِهَا ... وَلَمْ تَكُنْ لَهُ فِتْنَةً يَتَصَرُّونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ

3_ الہی عذاب کے نزول کے وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی اسے روکنے پر قادر ہے۔
ولم تكن له فتنة ينصرونه من دون الله

4_ غیر خدا پر بھروسہ اور اعتماد کرنے کا انجام شکست اور محرومیت ہے۔

أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالاً أَوْ أَعَزُّ نَفْراً ... وَلَمْ تَكُنْ لَهُ فِتْنَةً يَتَصَرُّونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ

"فتنة" سے مراد لوگوں کا ایک گروہ اور جماعت ہے جملہ "ولم تكن ..." مال اور ساتھیوں پر غرور کرنے والا مالدار شخص کے خیالات کا جواب ہے جو پچھلی آیت میں بیان ہوا تھا۔ اس آیت میں ایسی اعتماد والی جگہوں کے اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے مد مقابل بے فیض ہونے پر تاکید کی گئی ہے۔

5_ آسائشے اور قدرت کے زمانہ کے دوست، مشکل اور فقر کے زمانہ میں غائب ہوجاتے ہیں۔

وَأَحِيطْ بِثَمَرِهِ ... وَلَمْ تَكُنْ لَهُ فِتْنَةً يَتَصَرُّونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ

آیت میں مالدار شخص کے ساتھیوں کے نابود ہونے کی بات نہیں آئی 'اسی لئے ممکن ہے کہ عبارت "لم تكن له فتنة" کا یہ معنی ہو کہ اس کے ساتھی اپنے مالک کے اموال کی تباہی دیکھ کر اس سے دور ہو گئے تھے اور انہوں نے اسکی مدد نہ کی۔

431

6_ مشرک شخص، اپنے سے عذاب دور کرنے میں عاجز تھا۔

وماكان منتصر

"انتصار" سے مراد "ظلم و تجاوز میں اپنی حفاظت" ہے (لسان العرب) اس آیت میں مراد عذاب سے اپنے آپ کو محفوظ کرنا ہے۔ یعنی مغرور مالدار شخص جس مشکل میں پھنس گیا تھا اس سے چھٹکارے اور عذاب کو دور کرنے میں کوئی راہ نہیں پا رہا تھا۔

آسائشے پسند :

آسائشے پسند دوستوں کی بے وفائی 5

اعتماد:

غیر خدا پر اعتماد کا انجام 5

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی قدرت 3; اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص 3

تعداد :

تعداد کی کثرت کا کردار 2

شکست:

شکست کے اسباب 4

عذاب :

عذاب سے نجات 2; عذاب کو روکنے سے عاجزی 6; عذاب کو روکنے کا سرچشمہ 3

فقر :

فقر کے آثار 5

مال :

مال کا کردار 2

مغرور باغ والا :

مغرور باغ والے کا بے یارو مددگار ہونا 1; مغرور باغ والے کا عجز 6; مغرور باغ والے کا عذاب 1; مغرور باغ والے کا قصہ 1; 6; مغرور باغ والے کے اموال کی نابودی 1

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا (٤٤)

اس وقت ثابت ہوا کہ قیامت کی نصرت صرف خدائے برحق کے لئے ہے وہی بہترین ثواب دینے والا ہے اور وہی انجام بخیر کرنے والا ہے (44)

1_ انسان، مشکلات کی گھڑی میں انجام امور پر خداوند عالم کی ولایت قدرت مطلق کی طرف متوجہ ہو جات

432

ہے۔

ولم تكن له فئة ينصرونه...بِئَالِكِ الْوَلِيَّةِ اللَّهُ الْحَقِّ

اس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں ہے کہ خداوند عالم کی ولایت (خواہ حاکمیت و تدبیر کے معنی میں ہو یا نفع کے معنی میں ہو) حاکم اور نافذ ہے لہذا "بِئَالِكِ" کے ساتھ کسی خاص مکان و واقعہ کی طرف اشارہ اس لیے ہے کہ انسان اس موقع پر اس نکتہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔

2_ جب سارے ظاہری اسباب درمیان سے ختم ہو جائیں تو صرف خداوند عالم کی ہی ذلت ہے جو امداد پہنچانے پر قادر

ہے۔

بِئَالِكِ الْوَلِيَّةِ اللَّهُ الْحَقِّ

اہل لغت نے "ولایت" کے مابین فرق کو بیان کیا ہے "ولایت" کا معنی نصرت اور "ولایت" کا معنی سرپرستی اور تدبیر ہے اگرچہ بعض مفسرین نے اس فرق کا انکار کیا ہے۔ (ر_ك الميزان)

لیکن اسی قسم کی دوسری آیات اور ما قبل آیت جو کہ نصرت کے معنی میں ہے کی طرف توجہ کرتے ہوئے ایسی معنی بیان بھی معلوم ہوتا ہے۔

3_ خداوند عالم کی جملہ خصوصیات میں سے حقانیت اور ثبات ہیں۔

لِلَّهِ الْحَقِّ

4_ عذاب اور مشکلات کے وقت، قابل بھروسہ مددگار صرف خداوند عالم ہی ہے۔

بِئَالِكِ الْوَلِيَّةِ اللَّهُ الْحَقِّ

"أحيط بثمره" کی دلالت کی وجہ سے "بِئَالِكِ" کا اشارہ عذاب کے زمانہ کی طرف ہے اس لیے یہاں یہ مراد ہے کہ نزول عذاب کے وقت انسان کے تمام اسباب منقطع ہو جاتے ہیں اور صرف امید کی کرن خدا "وحده لا شريك" کی نصرت ہوتی

ہے۔

5_ بزم ہستی میں شرک کا عقیدہ، کسی قسم کا مددگار نہیں رکھتا۔

يَا لَيْتَنِي لَمْ أَشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا...بِئَالِكِ الْوَلِيَّةِ اللَّهُ الْحَقِّ

گذشتہ آیات میں شرک کرنے کے سنگین انجام کو بیان کرنے کے بعد "اللہ" کو "الحق" کے ساتھ بیان کرنا، اس نکتے کی طرف اشارہ ہے کہ شرک اپنی تمام تر انواع و اقسام سمیت حقانیت سے خالی ہے اور وہ ہستی جو کہ حق محض ہے اور واقعیت رکھتی ہے وہ صرف ذات الہی ہے۔

6_ اللہ تعالیٰ، بہترین جزائیں اور بلند ترین عاقبت عطا کرنے والا ہے۔

هو خير ثواباً وخير عقب

ثواب سے مراد "اجر اور جزا" ہے جبکہ (عقب) یعنی عاقبت اور انجام ہے۔

7_ اللہ تعالیٰ کی ولایت اور حقانیت، بہترین جزاؤں اور عاقبتوں کے عطا کرنے کی ضامن ہے۔

بنالك الولی ؑ لله الحق ہو خیر ثواباً و خیر عقب
8_ فضول، لا حاصل اور بر ا انجام، شرك اور دنیا پرستی ك

433

نتیجہ ہے۔

ولم تکن له فنة ینصرونہ من دون الله ... ہو خیر ثواباً و خیر عقب
مالدار شخص کی کہانی کا بیان اور اسکا خسارت ولاحاصل انجام اور پھر یہ یاد دلانا کر الله تعالیٰ بندوں کو بہترین جزاء
اور نیک عاقبت عطا کرنے والا ہے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دنیا پرستی اور شرك کا نتیجہ بد عاقبتی اور لاحاصلی ہے۔
9_ اشیاء کی قدر و قیمت میں، اہم معیار اچھی عاقبت اور بہترین انجام ہے۔
خیر عقب

اعتماد :

الله پر اعتماد 4

انجام :

اچھے انجام کا سرچشمہ 6; اچھے انجام کی قدر و قیمت 9; اچھے انجام کے اسباب 7; برے انجام کے اسباب 8; بہترین انجام
7,6

انسان:

انسانوں کا مددگار 2

الله تعالیٰ :

الله تعالیٰ کی جزائیں 6; الله تعالیٰ کی حاکمیت 1; الله تعالیٰ کی حقانیت 3; الله تعالیٰ کی حقانیت کے آثار 7; الله تعالیٰ کی ولایت
1; الله تعالیٰ کی ولایت کے آثار 7; الله تعالیٰ کے عطیات 6; الله تعالیٰ کے ساتھ خاص 2
جزاء :

بہترین جزاء 6; 7; جزاء کا سرچشمہ 6; جزاء کی ضمانت 7

دنیا پرستی :

دنیا پرستی کا انجام 8; دنیا پرستی کا فضول ہونا 8

سختی :

سختی کے آثار 1; سختی میں امداد 2

شرك :

شرك کا انجام 8; شرك کا باطل ہونا 5,8

عذاب:

عذاب میں مبتلا کے مددگار 4

علم :

علم کا پیش خیمہ 1

قدر و قیمت :

قدر و قیمت کا معیار 9

نظر یہ کائنات :

توحیدی نظریہ کائنات 2

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَا أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَّاحُ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا (٤٥)

اور انہیں زندگانی دنیا کی مثال اس پانی کی بتائیے سے ہم نے آسمان سے نازل کیا تو زمین کی روئیدگی اس سے مل جل گئی پھر آخر میں وہ ریزہ ریزہ ہو گئی جسے ہوائیں اڑا دیتی ہیں اور اللہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے (45)

1_ پیغمبر پر دنیاوی زندگی کی حقیقت اور اسکی ناپائیداری کو بیان کرنے کیلئے مثال سے استفادہ کرنے کی ذمہ داری ڈالی گئی۔

واضرب لهم مثل الحیوة الدنی

2_ تبلیغ میں مثال دینے سے استفادہ کرنا، اور لوگوں کیلئے اہم ترین مفاہیم کو محسوس شکل میں بیان کرنا، قرآن میں استعمال شدہ روشوں میں سے ہے۔

واضرب لهم مثل الحیوة الدنی کما

3_ آسمان (بادل)، زمین کیلئے پانی پیدا کرنے کا منبع ہے۔

کما انزلناه من السماء

4_ بارش زمین میں نباتات کی زندگی کے اصلی عناصر میں سے ہے۔

کما انزلناه من السماء فاختلط به نبات الارض

اگر جملہ (فاختلط به) میں باء متعدی کی ہو تو جملہ (فاختلط به نبات الارض) مبالغہ والا معنی دے گا یعنی پانی کا کردار اتنا اہم ہے کہ کہنا چاہیے کہ زمین کی نباتات پانی سے مخلوط ہو چکی ہیں۔

5_ طبعی اسباب و عوامل اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے تحت ہیں۔

کما انزلناه من السماء

6_ دنیاوی زندگی، اس بارش کی مانند ہے کہ جو زمین پر بہت سی نباتات کے اگنے کا باعث ہوتی ہے لیکن وہ جلد ہی خشک اور خاک میں بدل جاتی ہے اور جب بھی ہو اچلے تو بکھر جاتی ہیں۔

واضرب لهم مثل الحیوة الدنی کما انزلناه من السماء... ہشیماً تذروه الریح

(ہشیم) یعنی وہ نباتات جو خشک ہو کر ٹوٹ پھوٹ جائیں اور (ذروه) (تذروه) کیلئے مصدر ہے یعنی بکھرنا اور پراکندہ کرنا (تذروه الریح) یعنی ہوائیں انہیں بکھیر دیتی ہیں۔ اور جدا جدا کر دیتی ہیں جملہ (فاختلط به نبات الارض) اگر باء استعانت

کیلئے ہو تو معنی یہ ہوگا کہ بارش کی وجہ سے نباتات درہم برہم ہو جاتے ہیں اور شاخیں باہم مخلوط ہو جاتے ہیں۔

7_ بارش کے نازل ہونے سے کثرت کے ساتھ نباتات کی نشوونما اور موسم خزاں کے آنے سے انکا جلدی زوال، دنیاوی زندگی کی ناپائیدار جہات کا نمونہ ہے۔

مثل الحیوة الدنی کما انزلناه من السماء فاختلط به نبات الارض فاصبح ہشیماً تذروه الریح

8_ دنیا کی زندگی کے جلد زوال پذیر ہونے کی طرف توجہ، آسانشے پسندوں اور دنیا پرستوں کیلئے تنبیہ اور عبرت ہے۔

واضرب لهم مثل الحیوة الدنی کما انزلناه تذروه الریح

اس آیت کا پچھلی آیات جو کہ مغرور آسانشے پسندوں کی افکار اور ان کے برے انجام و بیان کرنے کے اسباب کے بارے میں تھیں کے ساتھ ربط سے مذکورہ نکتہ واضح ہوتا ہے۔

9_ دنیاوی اور مادی زندگی، ہوا کی راہ میں پڑی خس و خاشاک کی مانند ہے۔

مثل الحی وة الدنيا فا صبح ہشیماً تذروه الری ح

10_ کائنات میں فکر موجودات کی زندگی کی خصوصیات کو سمجھنے کا باعث بنتی ہے۔

واضرب لهم مثل الحی وة الدنيا کما ا نزلنه من السماء

11_ مادی اور محسوس جہان و عالم طبیعت میں موجودات کے اسرار اور مجہول مقامات کو جاننے کیلئے علامات موجود ہیں۔

مثل الحی وة الدنيا کما ا نزلناه فا صبح ہشیماً تذروه الری ح

بعض حقائق کا درک مثلاً موت، زندگی اور انکی حقیقت چونکہ کافی حد تک انسان کیلئے محسوسات میں سے نہیں ہے لہذا وہ انہیں سمجھنے کیلئے محتاج ہے کہ عالم محسوس سے مثالیں اسکے لئے پیش جائیں تو اللہ تعالیٰ نے نباتات کے اگنے اور ختم ہونے سے عالم طبیعت کو ایسی رہنما وں پر مشتمل قرار دیا ہے۔

12_ دنیاوی زندگی، ناقابل اعتماد اور ہمیشہ حادثات کے خطرے میں ہے۔
کما ا نزلناه من السماء فا صبح

436

ہشیماً تذروه الری ح

13_ اللہ تعالیٰ، ہر چیز و کام پر لا زوال حکومت اور تسلط رکھتا ہے۔

وکان اللہ علی کلّ شیء مقتدر

اللہ تعالیٰ کے بارے ہیں (مقتدر) اور (قدر) کا ایک معنی ہے (مفردات راغب)

14_ زمین پر زندگی کا نمودار ہونا، اللہ تعالیٰ کی لا زوال قدرت کا ایک جلوہ ہے۔

واضرب لهم مثل الحی وة الدنيا وکان اللہ علی کلّ شیء مقتدر

15_ کائنات میں تغیر و تبدل اور دنیاوی زندگی کا زوال، اللہ تعالیٰ کی مطلق قدرت کا ایک جلوہ ہے۔

مثل الحی وة الدنيا کما ا نزلناه تذروه الری ح و کان اللہ علی کلّ شیء مقتدر

آسانشے مندلوگ :

آسانشے مند لوگوں کیلئے عبرت 8

آنحضرت :

آنحضرت کی ذمہ داری 1

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کی ہمیشگی 13; اللہ تعالیٰ کی قدرت کی علامات 14; اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ہمیشگی 13، 14; اللہ تعالیٰ

کے ارادہ کی حکومت 5; اللہ تعالیٰ کے مختصات 13

بادل :

بادلوں کا کردار 3

بارش :

بارش کے فوائد 7، 4

پانی :

پانی کے منابع 3

حقائق :

حقائق کی وضاحت کی روش 1

دنیا :

دنیا کی خصوصیات 7; دنیا کی ناپائیداری 1

دنیا پرست :

دنیا پرست لوگوں کیلئے عبرت 8

ذکر :

ذکر کے آثار 8; دنیاوی زندگی کی ناپائیداری کا ذکر 8

زندگی :

دنیاوی زندگی کی خصوصیات 7; دنیاوی زندگی کی خلقت 14; دنیاوی زندگی کی ناپائیداری 7، 8، 12، 15

طبیعی اسباب :

طبیعی اسباب کا مسخر ہونا 5

عبرت :

عبرت کے اسباب 8

قرآن :

قرآنی تعلیمات کی روش 2; قرآنی مثالوں کے فوائد 2; قرآنی مثالیں 6، 9

437

قرآنی تشبیہات :

محسوس کے ساتھ تشبیہ دنیا 2

قرآنی مثالیں :

خاک کے غبار کے ساتھ مثال 9; دنیاوی زندگی کی مثال 1، 6، 9

کائنات :

کائنات کے اسرار کو جاننے کا باعث 11; کائنات کے تغیر و تبدل 15; کائنات میں مطالعہ کے آثار 10

مثال :

مثال کے فوائد 1

موجودات :

موجودات کی زندگی کو جاننے کا پیش خیمہ 10

نباتات :

نباتات کا پیدا ہونا 7; نباتات کی خزان 7; نباتات کے پیدا ہونے کے اسباب 4

الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا (٤٦)

مال اور اولاد زندگانی دنیا کی زینت ہیں اور باقی رہ جانے والی نیکیاں پروردگار کے نزدیک ثواب اور امیدوں کے اعتبار

سے بہتر ہیں (46)

1_ مال اور اولاد، دنیا کی ناپائید زندگی کا جلوہ اور زینت ہیں المال و البنون زينة الحى و الدنيا (بنون) اگر چہ (ابن) کی

جمع ہے لیکن غالب طور پر مذکر و مونث ہر دو جنس کو شامل ہونگے جیسا بنی آدم اور انکی مانند کلمات سے صرف مذکر

اولاد آدم مقصود نہیں ہے بلکہ تمام اولاد مراد ہے _

2_ مال اور اولاد، دنیاوی زندگی کی محکم کشش رکھنے والی چیزیں ہیں _

المال و البنون زينة الحى و الدنيا

3_ اچھے کاموں کو بقاء اور استحکام حاصل ہے _

والباقيات الصالحات خیر

طبعاً (الباقيات) کلمہ (الصالحات) کیلئے صفت ہو ناچاہیے کیونکہ اعمال صالحہ ایسے اعمال ہیں کہ جنہیں بقاء حاصل ہے

لیکن یہاں تعبیر مختلف ہے اسکی و جہ پچھلی آیات کے مطالب سے مناسبت اور دنیاوی زندگی اور اسکی زینتوں کے زوال

کے

438

مَدِّ مَقَابِلِ اَعْمَالِ صَالِحَةٍ كِي بقاء پر اعتماد کرنا ہے _

4_ باقی رہنے والے اعمال صالحہ، اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت اہمیت کے حامل ہیں _

- والباقيات الصالحات خیر عند ربك
- 5_ ہمیشہ رہے والے اعمال صالحہ کے مدمقابل، مال اولاد اور دنیاوی زندگی کی اہمیت بہت کم اور محدود ہے۔
المال والبنون زينة الحیوة الدنيا والباقيات الصالحات خیر
- 6_ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عمل صالحہ کی جزاء کی ضمانت دی گئی ہے۔
والباقيات الصالحات خیر عند ربك
- 7_ باقی رہنے والی معنوی اقدار اور نتیجہ میں ملنے والی الہی جزائیں، اس لائق ہیں کہ انسان ان سے دل باندھے اور امید رکھے۔
خیر عند ربك ثواباً وخیر امل
- 8_ نیک کردار کے مقابل الہی جزائیں، اسکی ربوبیت کا ایک جلوہ ہے۔
والباقيات الصالحات خیر عند ربك ثواب
- 9_ ہدایت اور تربیت کیلئے امید اور آرزو کے انگیزہ سے فائدہ لینا، قرآنی روشوں میں سے ایک روش ہے۔
والباقيات الصالحات خیر عند ربك ثواباً وخیر امل
- (امل) سے مراد آرزو اور امید ہے جبکہ (امل) خیر کیلئے تمیز ہے یعنی "الباقيات الصالحات" کے نتیجہ کے حوالے سے امید رکھنا دنیا کی زندگی اور اسکی زینتوں سے امید رکھنے سے بہتر ہے۔
- 10_ مال اور اولاد کے بارے میں امید رکھنا، فضول اور بے نتیجہ ہے۔
المال والبنون زينة والباقيات الصالحات خیر امل
- 11_ عن رسول اللہ (ص) (انہ قال:) یا ابن مسعود ... عليك بذكر الله والعمل الصالح: فان الله تعالى يقول: (والباقيات الصالحات خیر عند ربك ثواباً وخیر امل) (1)
- رسول خدا (ص) سے نقل ہوا کہ آپ (ص) نے فرمایا: اے ابن مسعود تم پر ضروری ہے ذکر خدا اور عمل صالحہ انجام دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:
- :
والباقيات الصالحات خیر
- 12_ عن إدريس القمى قال: سالت أبا عبد الله عن الباقيات الصالحات؟ فقال: هي الصلاة (2) ادريس قمي کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق (ع) سے "الباقيات الصالحات" کا معنی پوچھا تو انہوں نے فرمایا: (وہ نماز ہے)۔ (2)

(1) مکارم الاخلاق ص 457 'بحار الانوار ج 74 ص 108 ح 1
(2) تفسیر عیاشی ج 2 ص 327 ح 31 تفسیر برہان ج 2 ص 470 ج 4

439

عن أبي عبد الله (أنه قال) يا حصين لا تستصخرن مودتنا فانها من الباقيات الصالحات: امام صادق (ع) سے روایت ہوئی کہ آپ نے "حصین بن عبدالرحمان" سے فرمایا: اے حصین کبھی بھی ہم (اہل بیت) کی دوستی کو معمولی نہ سمجھ کیونکہ یہ باقيات صالحات ہے۔

آرزو:

آرزو کے آثار 9

اقدار 4، 5

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کی جزائیں 6، 8؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات 8

امید رکھنا:

امید کا کردار 9؛ بے جا امید رکھنا 10؛ فرزند پر امید رکھنا 10؛ مال پر امید رکھنا 10؛ معنوی چیزوں پر امید رکھنا 7

اولاد:

اولاد کی بے وقستی5; اولاد ی کشش2; اولاد کی زینت1
اہل بیت :

اہل بیت کے ساتھ دوستی 13

باقیات الصالحات :

باقیات الصالحات سے مراد 11،12،13

تربیت :

تربیت کی روش 9

جزاء:

جزاء کے اسباب7; جزاء کی ضمانت6

ذکر :

اللہ کے ذکر کی اہمیت11

روایت : 11،12،13

روش :

روش کی بنیادیں 9

زندگی :

دنیاوی زندگی کا غیر اہم ہونا 5; دنیاوی زندگی کی زینتیں 1; دنیاوی زندگی کی کشش 2; دنیاوی زندگی کی ناپائیداری 1

عمل صالح :

عمل صالح کی اہمیت 11; عمل صالح کی جزاء 6،8; عمل صالح کی قدر و قیمت 4; عمل صالح کی ہمیشگی 3

قرآن :

قرآن کا ہدایت کرنا 9

مال :

مال کا غیر اہم ہونا 5; مال کی زینت 1; مال کی کشش 2

معنویات :

معنویات کی جزاء 7; معنویات کا ہمیشہ ہونا 7

نماز :

نماز کی اہمیت 12

440

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً وَحَشَرْنَاَهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا (٤٧)

اور قیامت کا دن وہ ہوگا جب ہم پہاڑوں کو حرکت میں لائیں گے اور تم زمین کو بالکل کھلا ہوا دیکھو گے اور ہم سب کو اس طرح جمع کریں گے کہ کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے (47)

1_ دنیا کی ناپائیدار زندگی سے دل نہ باندھنے کیلئے آخرت کے مسائل کی یاد دہانی ضروری ہیں _

المال و البنون زينة الحياة الدنيا و يوم نسیر الجبال

(یوم) فعل مقدر (اذکر) کا مفعول ہے یعنی اس دن کو یاد کرو کہ ...

2_ قیامت کے دن، پہاڑ جگہ تبدیل کریں گے اور سطح زمین ہموار ہو جائیگی _

و یوم نسیر الجبال و تری الأرض بارزة

(نسیر) (سیر) کے مادہ سے ہے یعنی ہم چلائے گئے اور "بارزة" سے مراد ظاہر و واضح ہونا ہے چونکہ قیامت کے دن

پہاڑ اپنی جگہ سے اکھاڑ دیئے ائیں گے زمین کی نا ہمواری ختم ہو جائیگی اور اسکی تمام جگہ دیکھی جائیگی اور آنکھوں

کے سامنے کوئی رکاوٹ نہ ہو گی _

3_ روز قیامت اور انسان کے محسوس ہونے کے وقت زمین کی زندگی کا اور جغرافیائی نظام تبدیل ہو جائیگا _

و یوم نسیّر الجبال و تری الا رض بارزۃ و حشرناہم
ظاہر ہے کہ پہاڑوں کے چلنے اور زمین کی سطح ہموار ہونے سے نئی حالت پیدا ہو جائے گی اور پرانی حالت ختم ہو جائیگی۔

4_ روز قیامت سب انسان اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے جمع اور اکٹھے ہوں گے۔

و حشرنا ہم
(حشر) یعنی روز قیامت لوگوں کا جمع کرنا ہے (لسان العرب) اور (حشرنا) کو ماضی میں لانا (حشر) کے یقینی ہونے کو بتا رہا ہے۔

5_ میدان قیامت میں کسی کو پیشی سے معافی نہیں ہوگی۔

441

و حشرناہم فلم نغادر منہم احد

"عذر" کا معنی "ترك کرنا" ہے۔

6_ بغیر کسی استثناء کے سب انسانوں کا محشور ہونا، مشرکین اور دنیا پرستوں کو خبردار کرنا ہے۔

و حشرناہم فلم نغادر منہم احد

ما قبل آیات جو کہ مشرک صفت دنیا پرستوں کے بارے میں تھیں کو مدّ نظر رکھتے ہوئے حشر سے کسی کا استثناء نہ ہونا ان لوگوں کیلئے تصریح ہے جنہوں نے دنیا سے دل لگا پائے اور آخرت کو اہمیت نہیں دیتے۔

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے ارادے کے آثار 4

انسان :

انسانوں کا حشر 6،5؛ انسانوں کے حشر کا سرچشمہ 4

پہاڑ :

پہاڑوں کا حرکت کرنا 2

حشر :

حشر کا عام ہونا 6،5

دنیا پرست :

دنیا پرستوں کو خبردار کرنا 6

دنیا پرستی :

دنیا پرستی کے لیے رکاوٹیں 1

ذکر :

قیامت کے ذکر کی اہمیت 1

زمین :

زمین کا ہموار ہونا 2

قیامت :

قیامت کی علامتیں 2؛ 3 قیامت میں پہاڑ 2؛ قیامت میں جمع ہونا 4؛ قیامت میں زمین 2؛ 3

مشرکین :

مشرکین کو خبردار کیا جانا 6

وَعُرِضُوا عَلَىٰ رَبِّكَ صَفًّا لَّقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّنْ نَجْعَلَ لَكُمْ مَوْعِدًا (٤٨)

اور سب تمہارے پروردگار کے سامنے صف بستہ پیش کئے جائیں گے اور ارشاد ہوگا کہ تم آج اسی طرح آئے ہو جس طرح ہم نے پہلی مرتبہ تمہیں پیدا کیا تھا لیکن تمہارا خیال تھا کہ ہم تمہارے لئے کوئی وعدہ گا نہیں قرار دیں گے (48)

1_ قیامت کے دن تمام انسان خواہ وہ نہ بھی چاہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونگے۔

442

وَعَرَضُوا عَلَى رَبِّكَ صَف (عُرُضُوا) کا مجہول آنا بتاتا ہے کہ انسانوں کا اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ناگزیر ہے اور وہ اپنا کوئی اختیار نہیں رکھتے۔

2_ قیامت کے دن انسان، منظم و مرتب صف باندھے حاضر ہونگے۔

وَعَرَضُوا عَلَى رَبِّكَ صَف کلمہ (صَفاً) فعل (عرضوا) کے نائب فاعل کا حال ہے (مصطفون) یعنی انسان صف باندھے حاضر ہونگے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں میں نظم اور طبقہ بندی ہوگی۔ البتہ دوسری آیات کے قرینہ سے واضح ہوتا ہے کہ ان صفوں میں اکھٹے لوگ مخلوط نہیں ہونگے بلکہ ہر گروہ اور ہر مکتب کے پیروکار جدا جدا شکل میں میدان قیامت میں حاضر ہونگے۔

3_ روز قیامت، انسانوں کے دنیاوی مراتب اور امتیازات ختم ہو جائیں گے۔

وَعَرَضُوا عَلَى رَبِّكَ صَف اگر (صَفاً) سے یہ مراد ہو کہ سب کے سب ایک صف میں محشور ہونگے تو جملہ (عرضوا) کہ اس بات کی طرف اشارہ ہے اسکے باوجود کہ دنیا دالے مال و متاع اور دوسرے مادی دنیا کے معیارات کو امتیاز سمجھا کرتے تھے لیکن اسوقت ایک صف میں محشور ہونگے مالدار شخص اور اسکے ساتھی کی داستان والی آیات کی طرف توجہ کرنے سے یہ نکتہ بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔

4_ لوگوں کا محشور ہونا اور پروردگار کے حضور پیش ہونا، ربوبیت الہی کا تقاضا ہے۔

وَحْشَرْنَا بِم وَعَرَضُوا عَلَى رَبِّكَ صَف 5_ مشرک اور دنیا پرست لوگ قیامت میں اللہ تعالیٰ کے لطف و رحمت کی نظر سے محروم ہونگے۔

وَعَرَضُوا عَلَى رَبِّكَ صَف اگر (عرضوا) کا نائب فاعل مشرک اور دنیا پرست ہوں کہ پچھلی آیات میں انکا تذکرہ رہا ہے تو اس فعل کا مجہول آنا اور "رَبِّكَ" کی جگہ "رَبِّكَ" کا آنا جو کہ پیغمبر کو خطاب ہے ان کے حقیر ہونے کو بتا رہا ہے۔

6_ میدان قیامت اور مشرکین کے محشور ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی خبر دینا، انکی سرکشی اور دنیا پرستی کے مقابلے میں پیغمبر (ص) کو تسلی اور حوصلہ دینا ہے۔

وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ... وَتَرَىٰ أَلْأَرْضَ... عَلَى رَبِّكَ (رَبِّكَ) اور (تری) میں خطاب پیغمبر (ص) کو ہے مشرکین کی قیامت سے متعلق آیات میں اس طرح کا خطاب انکی سرکشی کے مقابلے میں پیغمبر کو ایک تسلی دینا ہے۔

7_ قیامت کے روز انسان، زمانہ پیدائش کے مانند مال و اولاد ہر قسم کے عنوان و امتیاز سے عاری پیش ہونگے۔

لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ انسانوں کے روز قیامت حاضر ہونے کو انکے زمانہ پیدائش سے مشابہ قرار دینے کی وجہ ممکن ہے یہہو کہ انکے پاس کوئی مادی وسائل نہ ہونگے اور وہ ہر قسم کے امتیاز اور معیار سے خالی ہونگے۔

8_ اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں انسانوں کی سب سے پہلی

443

خَلَقْتَ، موت کے بعد انکی دوبارہ خلقت پر اللہ تعالیٰ کے قادر ہونے کی دلیل ہے۔

لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ لوگوں کے قیامت میں حاضر ہونے کو انکی دنیاوی پیدائش سے تشبیہ دینے کی وجہ شائد معاد کو بعید شمار کرنے کے شبہ کو دور کرنا اور مشرکین کی معاد کے انکار پر سرزنش ہونی وہ پہلی خلقت آیا معاد کو قبول کرنے اور اس پر اللہ تعالیٰ کے قادر ہونے کیلئے کافی و وافی دلیل نہیں تھی؟

9_ انسان کی معاد، جسمانی معاد اور اسکے دنیاوی بدن والی خصوصیات رکھتی ہے۔

لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ

- انسانوں کے روز قیامت پیش ہونے کو انکی دنیا میں پہلی خلقت سے تشبیہ دینے کا تقاضا ہے کہ اہم خصوصیات مثلاً حسبمانی ہونا میں یہ دونوں مشابہ ہیں۔
- 10_ قیامت سے غفلت اور اسکے بر پا نہ ہونے کا تصور، ایسی آفت ہے کہ جس نے تمام مشرکوں کو اپنے گھیرے میں لیا ہو ابے۔
- بل ز عتم ا لن نجعل لکم موعدا
- 11_ معاد کی نفی، محض ایک گمان ہے کہ جو علمی حیثیت اور یقین سے خالی ہے۔
- بل ز عتم ا لن نجعل لکم موعدا
- (زعم) ایسا عقیدہ یا بات ہے کہ جو گمان پر قائم ہو (موعداً) اسم زمان ہے جو مقرر شدہ وقت کو کہتے ہیں اس آیت میں (د وعداً) سے مراد قیامت ہے۔
- 12_ معاد کے منکرین، میدان قیامت میں اپنے آپ کو موجود یکھ کر اپنے زعم باطل کی غلطی کو گہرائی سے درک کریں گے۔
- بل ز عتم ا لن نجعل لکم موعدا
- (بل زعمتم ...) کی تعبیر در حقیقت ایسے شخص کی حالت کو بیان کر رہی ہے جو اپنے یقین کے بر عکس اپنے آپ کو میدان قیامت میں دیکھتا ہے اور اس حوالے سے شرمندہ ہے۔
- 13_ دنیاوی زندگی کا ایک انجام اور مقصد ہے جو آخرت میں متحقق ہوگا۔
- بل ز عتم ا لن نجعل لکم موعدا
- 14_ قیامت، اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے پورے ہونے کا زمانہ ہے۔
- بل ز عتم ا لن نجعل لکم موعدا
- 15_ قیامت، اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اسکے ارادہ کے ساتھ برپا ہوگی۔
- بل ز عتم ا لن نجعل لکم موعدا
- 16_ دنیاوی زندگی سے دل باندھنے کی نسبت معاد کا انکار، بدتر اور شرک پیدا ہونے میں موثر ترین کردار کرنے والا ہے۔

لقد جئتمونا کما خلقنا کم أول مرة بل زعمتم ا لن نجعل لکم موعدا

حرف (بل) اضراب کیلئے اور ما قبل و ما بعد کے مساوی نہ ہونے کو بتانے کیلئے آتا ہے۔ تو اس مطلب میں (کما خلقنا کم) کی تشبیہ کی وجہ انسان کا آغاز خلقت اور معاد کے وقت مال اور

444

اولاد کا نہ ہونا ہے۔

آنحضرت (ص) :

آنحضرت (ص) کو جھٹلانے والے 6; آنحضرت (ص) کی حوصلہ افزائی کرنا 6

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی اخروی رحمت سے محروم لوگ 5; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار 4; اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیلیں 8; اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے آثار 15; اللہ تعالیٰ کے اخروی لطف سے محروم لوگ 5; اللہ تعالیٰ کے وعدوں 15; کے پورے ہونے کا زمانہ

14

انسان :

آغاز خلقت میں انسان 7; انسان کی خلقت کے آثار 8; انسانوں کا حشر 1, 2, 4; قیامت میں انسان 1, 2

حشر :

حشر کا پیش خیمہ 4; حشر کا عام ہونا ; حشر کا یقینی ہونا 1; حشر کی خصوصیات 2

دنیا پرست :

قیامت میں دنیا پرست 5

دنیا پرستی :

دنیا پرستی کی مذمت 16
زندگی :
دنیاوی زندگی کا انجام 13
شرك :
شرك کے اسباب 16
قرآن :
قرآن کی تشبیہات 7
قرآنی تشبیہات :
آغاز خلقت سے تشبیہ 7; ولادت سے تشبیہ 7; معاد کی تشبیہ 7;
قیامت :
قیامت سے غافل لوگ 10; قیامت کی خصوصیات 3; 14; قیامت کے برپا ہونے کا سرچشمہ 15; قیامت میں حقائق کا ظاہر ہونا 12; قیامت میں دنیاوی امتیازات 3
مشرکین :
مشرکین کا حشر 6; مشرکین کا عقیدہ 10; مشرکین کی دنیا پرستی 6; مشرکین کی غفلت 1; قیامت میں مشرکین 5; 6
معاد :
جسمانی معاد 9; روز قیامت معاد کے جھٹلا نے والے 12; معاد کو جھٹلا نے پر سرزنش 16; معاد کو جھٹلا نے کا غیر منطقی ہونا 12; معاد کو جھٹلانے کے آثار 16; معاد کی خصوصیات 9; معاد کے دلائل 8; معاد کے ردکا غیر منطقی ہونا 11

تفسیر راہنما جلد 10

445

وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا وَلَا يَظْلُمُ رَبُّكَ أَحَدًا (٤٩)

اور جب نامہ اعمال سامنے رکھا جائے گا تو دیکھو گے کہ مجرمین اس کے مندرجات کو دیکھ کر خوفزدہ ہوں گے اور رکھیں گے کہ ہائے افسوس اس کتاب نے تو چھوٹا بڑا کچھ نہیں چھوڑا ہے اور سب کو جمع کر لیا ہے اور سب اپنے اعمال کو بالکل حاضر پائیں گے اور تمہارا پروردگار کسی ایک پر بھی ظلم نہیں کرتا ہے (49)

1_ روز قیامت، ہر شخص کا نامہ اعمال اسکی آنکھوں کے سامنے رکھا جائیگا اور وہ اسکا مشاہدہ کرے گا _

ووضع الكتاب ويقولون يا ويلتنا مال هذا الكتاب

بعدو الے جملات کے قرینہ کی بناء پر (الكتاب) سے مراد وہ نوشتہ ہے کہ جس میں لوگوں کے تمام اعمال تحریر ہوئے ہیں (وضع الكتاب) میں (الف و لا) کا حرف افراد کے حوالے سے عمومیت پر دلالت کرتا ہے یعنی "کل کتاب" کہ تمام کتابیں ہر فرد کے سامنے رکھی جائیں گی اور ہر شخص اپنی اپنی کتاب کا مشاہدہ کرے گا _

2_ تمام انسانوں کے اعمال، ایک جامع کتاب میں درج ہوئے ہیں _

ووضع الكتاب فترى المجرمين مشفقين مما فيه

اگر (الكتاب) سے مراد کتاب کی جنس و ماہیت

- ہو تو ممکن ہے کہ (وضع الكتاب) کا جملہ دلالت کر رہا ہے کہ لوگوں کے تمام تر اعمال ایک کتاب میں درج ہونگے اور روز قیامت انکو دکھائی جائیگی مندرجہ بالا مطلب اس احتمال کی بناء پر ہے۔
- 3_ روز قیامت گناہ کار، نامہ اعمال کا مشاہدہ کرتے وقت اپنے کردار سے وحشت اور خو فزدہ ہو جائینگے۔
- فتری المجرمین مشفقین ممافیہ
- 4_ روز قیامت، گناہ گاروں کے چہرے پر خوف و ہراس اور وحشت واضح طور پر دکھائی دے گی۔
- فتری المجرمین مشفقین ممافیہ
- "اشفاق" ایسی توجہ کو کہتے ہیں کہ جو خوف کے ساتھ ملی جلی ہو اور رجب (من) کے ساتھ متعدی ہو تو اس سے مراد واضح طور پر خوف اور وحشت ہے (مفردات راغب) تو عبارت (مشفقین ممافیہ) دلالت کر رہی ہے کہ جب گناہ گار لوگ ... اپنے نامہ اعمال کو دیکھیں گے تو خوف و وحشت میں مبتلا ہو جائیں گے اور فعل " تری" کے قرینہ سے خوف انکے چہرے پر نمایاں ہو گا۔
- 5_ دنیا کے آسائش مند اور جری گناہ گار، روز قیامت وحشت زدہ ہونگے۔
- فتری المجرمین مشفقین ممافیہ
- اس چیز پر توجہ کرتے ہوئے کہ گذشتہ آیات مغرور آسائش مند شخص کے بارے میں تھیں تو خوف زدہ مجرمین کا واضح مصداق ان آیات میں مغرور دنیا پرست ہو گا۔
- 6_ شرک، دنیا پرستی اور مال و اولاد پر مغرور ہونا، آخرت میں خوف و ہراس اور وحشت کی صورت میں سامنے آئیگا۔
- فتری المجرمین مشفقین ممافیہ
- پچھلی آیات، دنیا پرستی، اور شرک کے بارے میں تھیں لہذا گناہ گاروں کا مقصود مصداق یہاں دنیاوی سہولیت میں مست مشرک ہیں۔
- 7_ جرم و گناہ سے پرہیز کرنے والے روز قیامت اپنا اعمال نامہ دیکھتے وقت کوئی خوف و ہراس محسوس نہیں کریں گے۔
- وضع الكتاب فتری المجرمین مشفقین ممافیہ
- جملہ " وضع الكتاب " کتاب کے رکھنے اور مشاہدہ کو صرف گناہ گاروں سے خاص نہیں کر رہا لیکن جملہ " فتری المجرمین " فقط گناہ گاروں کے خوف کو بتا رہا ہے لہذا دوسرے لوگ اپنے اعمال نامہ کو دیکھتے وقت یہ اضطرابی کیفیت نہیں پائیگے۔
- 8_ گناہ، انسان کے روز قیامت ڈرنے اور پریشان ہونے کا باعث ہے۔
- فتری المجرمین مشفقین ممافیہ
- 9_ معاد پر عقیدہ نہ رکھنا، گناہ کرنے کا اہم سبب اور سب سے بڑی بنیاد ہے۔
- و عرضوا علی ربك ... وضع الكتاب فتری المجرمین
- (وضع الكتاب) پچھلی آیت میں "عرضوا" پر عطف ہے تو ان دونوں آیتوں

- میں ربط بتا رہا ہے کہ یہاں گناہ گاروں سے مراد وہی منکرین معاد ہیں کہ جنکا پچھلی آیت میں تذکرہ ہوا ہے۔
- 10_ گناہ گار، لوگوں کے نامہ اعمال کے دقیق اور جامع ہونے کی وجہ سے حیرت زدہ اور سخت پریشان ہو جائینگے۔
- ی ویلتنا مال ہذا لکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرہ
- 11_ گناہ گار لوگ اپنے، اعمال پر مشتمل کتاب کو دیکھتے ہی اپنی موت کی آرزو کریں گے۔
- ویقولون ی ویلتنا مال ہذا لکتاب
- "ویلہ" اور "ویل" کا معنی "ہلاکت" ہے اور ویلہ کامونٹ ہونا مبالغہ کا فائدہ دیتا ہے گناہ گاروں کی طرف سے اسکے ساتھ ندا دینا بتاتا ہے کہ وہ اپنے اعمال نامہ کا مشاہدہ کرنے کے بعد انہیں اپنے لیے سوائے ہلاکت و عذاب کی راہ دیکھائی نہ دی لہذا اسکو منادی قرار دیا اور اسے طلب کیا یعنی حالت اتنی خراب اور پست دیکھی کہ اپنے لیے صرف ہلاکت کو ہی راہ

حل سمجھا۔

- 12۔ ہر چھوٹا و بڑا عمل، نامہ اعمال میں درج ہے یہاں تک انسان کا معمولی سا عمل بھی شمار کیا گیا ہے۔
لا یغادر صغیر ولا کبیرہ الا احصیہ
"غدر" و "مغادرہ" سے مراد ترک ہے اور "لا یغادر..." یعنی نہ ہر چھوٹے بڑے کو چھوڑا ہے اور نہ ہی چھوڑیگا۔
13۔ انسانوں کے اعمال، فنا نہیں ہو نگے بلکہ روز قیامت انکے سامنے حاضر اور مجسم ہو نگے۔
ووجدوا ما عملوا حاضر
"ووجدوا..." کا ظاہر یہ ہے کہ یہاں تاسیس ہے نہ تاکید یعنی پچھلے جملات سے ہٹ کر ایک نیا مطلب بیان ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ اعمال نامہ کے علاوہ خود اعمال بھی لوگوں کے سامنے حاضر ہونگے۔
14۔ روز قیامت، گناہ گار لوگ اپنی بد کاری اور مستحق عذاب ہونے کا اقرار کرینگے۔
ی ویلتنا مال هذه الكتب ووجدوا ما عملوا حاضراً ولا یظلم ربك احداً
15۔ آخرت میں الہی سزائیں، انسان کے اعمال کا نتیجہ ہیں۔
ووجدوا ما عملوا حاضر
16۔ اللہ تعالیٰ، روز قیامت کسی پر بھی ظلم نہیں کرے گا۔
ولا یظلم ربك احد
17۔ قیامت میں انسانوں کے اعمال کا خود حاضر ہونا، عدالت کے اجراء ہونے پر تائید اور معمولی سے بھی ظلم کی اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے نفی ہے۔
ووجدوا ما عملوا حاضراً ولا یظلم ربك احد
اعمال نامہ میں اعمال کے درج ہونے کے علاوہ اعمال کا حاضر اور مجسم ہونا یہ سب روز قیامت، احکام الہی کے دقیق ہونے اور سزاؤں کے عادلانہ ہونے پر تاکید کر رہے ہیں اور اس مطلب کو بیان کر رہے ہیں کہ قیامت کے دن پیش کئے جانے والے مدارک و اسناد غیر قابل انکار

448

ہونگے۔

- 18۔ اللہ تعالیٰ کا ہر قسم کے ظلم اور بے عدالتی سے منزہ ہونا اسکی ربوبیت کا تقاضا ہے۔
ووضع الكتاب ولا یظلم ربك احد
19۔ قیامت میں لوگوں کے اعمال کا عادلانہ طور پر حساب و کتاب اور میزان، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا لازمہ ہے۔
ووضع الكتاب ولا یظلم ربك احد
20۔ قیامت کا ہر پا ہونا اور اسکا نظم و نسق اللہ تعالیٰ کی عدالت کا جلوہ ہیں۔
ووضع الكتاب ولا یظلم ربك احد
قیامت سے مربوط آیات کے تذکرے کے بعد اللہ تعالیٰ کے ظلم سے منزہ ہونے کی بات یہ نکتہ بھی بیان کر رہی ہے کہ یہ نظام اور اسکی تمام جہات کی اساس یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم و ستم نہیں کرتا اس نے عدالت کو قائم کرنے کے کیلئے تو قیامت کو برپا کیا ہے۔

آرزو :

موت کی آرزو 11

آسانشے پسند لوگ :

آسانشے پسند لوگوں کا آخرت میں ڈر 5، قیامت میں آسانشے پسند لوگ ;

اسماوصفات :

صفات جلالیہ 16، 17، 18

اعمال نامہ :

اعمال نامہ کا دیکھا جانا 1، 3، 7، اعمال نامہ کا جامع ہونا 10، 12، اعمال نامہ کو دیکھنے کے آثار 11، قیامت میں اعمال نامہ 1

اقرار :

سزا کے مستحق ہونے کا اقرار 14

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ اور ظلم 16، 17؛ اللہ تعالیٰ کا منزه ہونا 16؛ اللہ تعالیٰ کی اخروی عدالت 17؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار

18، 19؛ اللہ تعالیٰ کی عدالت کا باعث 18، 19؛ اللہ تعالیٰ کی عدالت کی علامات 20

تکبر :

تکبر کے آثار 6

جرم :

جرم کے اسباب 9؛ جرم کے موارد 6

خود :

خود پر اقرار 14

خوف :

آخرت کے خوف کا باعث 8؛ آخرت کے خوف کے اسباب 6؛ عمل سے خوف 3

دنیا پرستی :

دنیا پرستی کے آثار 6

شرك :

شرك کے آثار 6

عمل :

عمل کا آخرت میں حساب کتاب 19؛ عمل ك

449

آخرت میں مجسم ہونا 17؛ عمل کا تحریر ہونا 2؛ عمل کی آخرت میں سزا 15؛ عمل کے آخرت میں آثار 15؛ عمل کے مجسم

ہونے کے آثار 17؛

قیامت :

قیامت کا برپا ہونا 20؛ قیامت کی خصوصیات 1، 4، 7؛ قیامت میں حساب و کتاب 19؛ قیامت میں عمل کا مجسم ہونا 13؛ قیامت

میں وحشت زدہ لوگ 5

گناہ گار لوگ :

قیامت میں گناہ گار لوگ 3، 5؛ گناہ گار لوگوں کا آخرت میں اقرار 14؛ گناہ گار لوگوں کا آخرت میں تعجب 10؛ گناہ گار لوگوں

کا آخرت میں چہرہ 4؛ گناہ گار لوگوں کا آخرت میں خوف 3؛ گناہ گار لوگوں کی آخرت میں آرزوہ 11؛ گناہ گار لوگوں کی

آخرت میں پریشانی 10؛ گناہ گار لوگوں کا اعمال نامہ 10، 11

متقین :

متقین کا اعمال نامہ 7؛ قیامت میں متقین 7

معاد :

معاد کو جھٹلانے کے آثار 9

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ

بُئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا (۵۰)

اور جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کر لیا کہ وہ جناب میں سے تھا پھر تو

اس نے حکم خدا سے سرتابی کی تو کیا تم لوگ مجھے چھوڑ کر شیطان اور اس کی اولاد کو اپنا سرپرست بنا رہے ہو جب

کہ وہ سب تمہارے دشمن ہیں یہ تو ظالمین کے لئے بدترین بدل ہے (50)

1_ آدم کیلئے فرشتوں کے سجدے اور ابلیس کی سرکشی کی داستان، عبرت آموز اور قابل توجہ ہے _

450

واذقلنا للملائكة اسجدوا لادم

(اِذْ) (اِذْكَر) کی مانند فعل مقدر کیلئے ظرف ہے یعنی (اس وقت کو یاد کرو ... اللہ تعالیٰ کا پیغمبر (ص) یا لوگوں کو آدم کیلئے سجدہ کی داستان یاد کرنے کا فرمان اس تذکرہ کے اہم اور عبرت آموز ہونے کو واضح کر رہا ہے۔

2_ اللہ تعالیٰ نے سب فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں۔

واذقلنا للملائكة اسجدوا لادم

(الملائكة) میں "الف لام" استغراق کیلئے ہے یعنی "سب کے سب فرشتے"

3_ فرشتے الہی فرمان کے مطابق، انسانی زندگی کو منظم کرنے کی خدمت میں مشغول ہیں۔

قلنا للملائكة اسجدوا لادم فسجدوا

(سجدہ) کا حقیقی معنی، تسلیم ہونا اور جھکنا ہے ممکن ہے کہ یہاں آدم کے در مقابل سجدہ کا حکم زمین پر پیشانی رکھنے کے معنی میں نہ ہو بلکہ اسکا معنی آدم کے لیے تسلیم ہونا اسکی اطاعت کرنا اور اسکی ضروریات اور دوسری لازمی چیزوں کو پورا کرنا ہو۔

4_ آدم، ایک عظیم اور فرشتوں سے برتر مخلوق ہے۔

واذقلنا للملائكة اسجدوا لادم

سجدہ کا کوئی بھی معنی بھی ہو وہ بتا رہا ہے کہ آدم فرشتوں کی نسبت بلند و بالا مقام پر فائز تھے اور ایسا مقام کہ فرشتوں کو انکے مقابل سجدہ کا حکم دیا گیا۔

5_ اللہ تعالیٰ نے سب فرشتوں کے سامنے آدم کو عظمت و تکریم بخشی۔

واذقلنا للملائكة اسجدوا لادم فسجدوا

6_ انسان، فرشتوں سے بہتر قدر و منزلت پانے کا زمینہ اور انکے لیے سجود ہونے کی صلاحیت و لیاقت رکھتے ہیں۔

واذقلنا للملائكة اسجدوا لادم

7_ تمام فرشتوں نے بغیر کسی چوڑا اور توقف کے آدم کے سامنے سجدہ کے الہی فرمان کی اطاعت کی۔

واذقلنا للملائكة اسجدوا لادم فسجدوا

(فسجدوا) میں حرف (ف) بغیر کسی وقفہ کے پیچھے آنے پر دلالت کر رہا ہے یعنی سجدہ کا فرمان بغیر کسی تاخیر کے انجام دیا گیا۔

8_ ابلیس کو بھی فرشتوں کی مانند، آدم کیلئے سجدہ کا حکم دیا گیا تھا۔

فسجدوا الا ابليس

9_ آدم کیلئے سجدہ کے معاملہ میں ابلیس نے اللہ کی اطاعت سے سرکشی کی۔

فسجدوا الا ابليس ... ففسق عن امر ربّه

(فسق) سے مراد شریعت کی حدود سے خارج ہونا ہے (مفردات راغب)

10_ ابلیس، اللہ تعالیٰ کے فرمان کی سرکشی کرنے سے پہلے فرشتوں کے ہم پلہ اور انہی جیسی منزلت رکھتا تھا۔

واذقلنا للملائكة اسجدوا لادم فسجدوا الا ابليس

451

ابليس

11_ ابلیس فرشتوں کی محفل میں ہونے کے باوجود موجودات جنات کے قبیلے سے تھا۔

فسجدوا الا ابليس كان من الجنّ

12_ فرشتوں کی ذات، خدا کے در مقابل فرمانبردار ذات و فطرت ہے۔

واذقلنا للملائكة اسجدوا لادم فسجدوا الا ابليس كان من الجنّ

شیطان کی نافرمانی کے بعد اسکی حقیقت کی وضاحت، اسکے فرشتوں کے ساتھ حقیقی اور ذاتی فرق کی طرف اشارہ ہے کہ جو مندرجہ بالا مطلب کی طرف بھی اشارہ ہوسکتی ہے۔

13_ الہی حکم کے مقابل، ابلیس کے فسق اور سرکشی کا تعلق بنیادی طور پر اسکی حقیقت و ذات سے تھا۔

- کان من الجنّ ففسق عن أمر ربّه
 فاء تفریع یہ بتا رہی ہے کہ ابلیس کا جن ہونا اسکے فسق کی بنیاد بنا اور ممکن ہے کہ یہ مراد ہو کہ جن کی ذات میں حق انتخاب رکھا گیا ہے اور وہ اطاعت پر مجبور نہیں ہے اس حوالے سے ابلیس نے خود فسق کی راہ کو اختیار کیا۔
 14_ (جن) با شعور اور اختیار رکھنے والی مخلوق ہے۔
 کان من الجنّ ففسق عن أمر ربّه
 نافرمانی اور سرکشی، حق انتخاب رکھنے کی دلیل ہے اور حق انتخاب اس مخلوق کو عطا ہوتا ہے جو تشخیص کی قوت رکھتی ہو۔
 15_ انسان کی تخلیق سے بہت پہلے جنات کی تاریخ ہے۔
 اسجدوا ل ادم الا ابلیس کان من الجنّ
 16_ مقام ربوبیت، فرامین کو جاری کرنے اور اطاعت چاہتے کا تقاضا کرتا ہے۔
 قلنا للملئکة اسجدوا امر ربّه
 17_ ابلیس نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کی اطاعت کرنے کے ضمن میں مرحلہ کمال و رشد تک پہنچنے کی ضمانت کے باوجود نافرمانی کی۔
 ففسق عن أمر ربّه
 کلمہ (ربّه) بتاتا ہے کہ الہی فرمان ابلیس کے ضرر مینہ تھا بلکہ اسکے کمال و رشد کے لیے، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے حوالے سے تھا۔
 18_ ابلیس اور اسکی نسل، انسانوں کی دشمن ہے۔
 أفتتخذونه و ذریّته أولیاء من دونی وبم لکم عدوّ
 19_ شیاطین کی انسانوں کے ساتھ عداوت کے باوجود، بعض لوگوں کی طرف سے شیطان اور اسکی نسل کی سرپرستی میں ہونا، ایک بیہودہ، عجیب اور لائق سرزنش کام ہے۔
 أفتتخذونه و ذریّته أولیاء من دونی وبم لکم عدوّ
 (أفتتخذونه) میں "بمزه استفہام" تعجب کے ساتھ انکار والے معنی میں ہے۔
 20_ مشرکین کا عقیدہ تھا کہ شیاطین اور جنات کائنات کے کاموں اور انکی تدبیر میں دخالت کا حق رکھتے

452

- ہیں۔
 أفتتخذونه و ذریّته أولیاء من دونی
 بعد والی آیت کے قرینہ سے شیاطین کی سرپرستی والے و ہم سے مراد یہ گمان ہے کہ وہ کائنات کے امور اور تخلیق کے کاموں میں دخل اندازی اور نظارت کرتے ہیں اس عقیدہ کی بناء پر مشرکین شیاطین، شر سے بچنے کی بجائے اس کی سنائش کرتے تھے۔
 21_ شیاطین کی سرپرستی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی نا ممکن ہے۔
 أفتتخذونه و ذریّته أولیاء من دونی
 22_ فقط اللہ تعالیٰ کی سرپرستی، قبولیت اور بھروسہ کے لائق ہے۔
 أفتتخذونه و ذریّته أولیاء من دونی
 23_ شیطان کا آدم کو سجدہ کرنے سے انکار، اسکی انسانوں کے ساتھ عداوت کو ظاہر کر رہا ہے۔
 فسجدوا الا ابلیس... وبم لکم عدوّ
 24_ انسانوں کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنے حوالے سے شیاطین کے کینہ اور عداوت کی طرف توجہ رکھیں اور انکی اطاعت سے پرہیز کریں۔
 أفتتخذونه و ذریّته أولیاء من دونی وبم لکم عدوّ
 25_ حقیقی اور سرپرستی کے لائق ولی کیلئے محبت اور دلسوزی کرنا ایک ضروری امر ہے۔
 أفتتخذونه و ذریّته أولیاء من دونی وبم لکم عدوّ
 اللہ تعالیٰ نے شیطان کی عداوت کا تذکرہ کرتے ہوئے اسے سرپرستی کے لائق نہ جانتے ہوئے بتایا ہے جس کا مطلب یہ ہے

کہ رہبری اور سرپرستی کینہ و عداوت سے پاک ہو اور محبت و شفقت کے ساتھ ہو۔

26_جنات، انسانوں کے ساتھ کینہ پروری کی طاقت رکھتے ہیں۔

کان من الجنّ ... وبم لکم عدوّ

شیطان جو کہ انسانوں کے ساتھ عداوت رکھتا ہے وہ جنات کے گروہ سے ہے۔ (کان من الجنّ) تو اسکا مطلب یہ ہے کہ

جنات انسانوں کے ساتھ دشمنوں والا طرز عمل رکھنے پر قادر ہیں۔

27_شیاطین اور جنات میں اولاد و نسل کا سلسلہ چل رہا ہے۔

کان من الجنّ ... افتتخذونه و ذریئہ اولیاء من دونی

28_اللہ تعالیٰ کو سرپرست ماننے کی بجائے شیطان کو سرپرست بنانا ایک ظالمانہ اور قبیح انتخاب ہے۔

أفتتخذونه... بیئس للظالمین بدل

فعل" بنس" میں (ذم) ابلیس کے ساتھ مخصوص ابلیس ہے اور " بدلا" اسکے لیے تمیز ہے لہذا جملہ کامعنی یوں ہوگا کہ

ظالموں کیلئے اللہ تعالیٰ کی بجائے شیطان کا انتخاب قبیح ہے۔

29_شیطان کے پیروکار اور اسے سرپرست بنانے والے ظالم ہیں۔

453

بئس للظالمین بدل

آدم (ع) :

آدم (ع) کی تکریم 5; آدم (ع) کی ملائکہ پر برتری 4; آدم (ع) کے فضائل 4; 5; آدم (ع) کے قصہ سے عبرت 1; آدم (ع) کیلئے

سجدہ 1; 2; 7; 8; آدم (ع) کیلئے سجدہ کو ترک کرنا 9; 23

ابلیس :

ابلیس اور فرشتے 10; ابلیس سرکشی سے پہلے 10; ابلیس کا جن ہونا 11; ابلیس کی جنس 11; ابلیس کی دشمن 18; ابلیس

کی سرکشی 1، 9، 17; ابلیس کی سرکشی کا سرچشمہ 13; ابلیس کی شرعی ذمہ داری 8; ابلیس کی طبیعت 13 ابلیس کی نسل

کی دشمنی 18; ابلیس کے فسق کا سرچشمہ 13

اطاعت :

اطاعت کے اسباب 16; شیطان کا اطاعت کرنے سے اجتناب 24; اللہ تعالیٰ کی ولایت 22; اللہ تعالیٰ کی ولایت کو قبول

کرنا 21; اللہ تعالیٰ کے افعال 5; اللہ تعالیٰ کے اوامر 2، 3; اللہ تعالیٰ کے آثار 17; اللہ تعالیٰ کے مختصات 22

انسان :

انسان کی صلاحیتیں 6; انسان کی ضرورتوں کا پورا ہونا 3; انسان کی فرشتوں پر برتری 6; انسان کے دشمن 18، 19، 23;

انسان کے لیے فرشتوں کا سجدہ 6; انسانوں کی خدمت 3; انسانوں کے ساتھ دشمنی 26

جن :

جن کا اختیار 14; جن کا تولید مثل کرنا 27; جن کا شعور 14; جن کی تخلیق کی تاریخ 15; جن کی دشمنی 26; جن کی نسل

27

حق :

حق کی ولایت کی نشانیاں 25

ذکر :

آدم (ع) کے قصہ کا ذکر 1; شیاطین کی دشمنی کا ذکر 24; شیاطین کی عداوت کا ذکر 24

ربوبیت :

ربوبیت کے آثار 6

شرك :

افعال میں شرك 20

شیطان :

شیطان کا تولید مثل کرنا 27; شیطان کی دشمنی 19; شیطان کی دشمنی کی نشانیاں 23; شیطان کی سرکشی کے آثار 23;
شیطان کی ولایت قبول کرنا 21، 28، 29; شیطان کی ولایت قبول کرنے پر تعجب 19; شیطانی نسل 27;
ظالم لوگ: 29

ظلم :

ظلم کے موارد 28

عقیدہ :

جن، کی تدبیر کے بارے میں عقیدہ 20 ; شیاطین کی تدبیر کے بارے میں عقیدہ 20

عمل :

ناپسندیدہ عمل 19; 28

454

فرشتے :

فرشتوں کا ذمہ داری پر عمل کرنا 7; فرشتوں کا سجدہ 1; 7; فرشتوں کا کردار 3; فرشتوں کی پیروی 7; 12 ; فرشتوں کی ذمہ

داری 7; فرشتوں کی طبع 12

کمال :

کمال کے اسباب 17

مشرکین :

مشرکین کا عقیدہ 20

موجودات :

باشعور موجودات 14

نافرمانی :

خدا کی نافرمانی 9; 17

ولایت:

مقبول ولایت 22;; ولایت میں محبت 25; ولایت میں مہربانی 25

ہدایت :

ہدایت کے سباب 16

مَا أَشْهَدْتُهُمْ خَلْقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ أَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَصَدًا (٥١)

ہم نے ان شیاطین کو نہ زمین و آسمان کی خلقت کا گواہ بنایا ہے اور نہ خود انہیں کی خلقت کا اور نہ ہم ظالمین کو اپنا قوت
باز و اور مددگار بنا سکتے ہیں (51)

1_ شیاطین، آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں حتیٰ کہ اپنی تخلیق میں بھی معمولی سی نگرانی اور دخل اندازی کا حق نہیں رکھتے۔

مَا أَشْهَدْتُهُمْ خَلْقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ أَنْفُسِهِمْ

"اشہاد" یعنی دو سروں کو شاہد قرار دینا اور اپنے حضور بلانا۔ شیاطین کی آسمانوں، زمین اور اپنی تخلیق میں شاہد ہونے کی نفی، درحقیقت اس بات سے کنایہ ہے کہ کائنات کی پرورش و تدبیر میں انہوں نے معمولی سا کردار بھی ادا نہیں کیا، کجا یہ کہ تخلیق کے موقع پر انہیں بلایا جاتا اور وہ خلقت پر شاہد ہوتے۔

455

2_ اشیاء کی تمام جہات سے آگاہی اور اطلاع رکھنا، ولایت اور سرپرستی کیلئے ضروری شرط ہے۔

اَفْتَتَّخِذُوْنَهٗ ذَرِيَّةً اُولِيَاءَ مِنْ دُوْنِي... مَا أَشْهَدْتُهُمْ خَلْقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

3_ شیاطین کا کائنات کی تخلیق میں حاضر نہ ہونا اس بات کی علامت ہے کہ وہ کائنات کی ولایت و تدبیر کی صلاحیت نہیں

- رکھتے۔
 ا فتنّٰخذونہ و ذریتہ اولیاء من دونی ... ما اشدّٰہم خلق السموات والارض
 4_ پر چیز کا خالق ہی اس کے امور کی تدبیر اور سلجھانے کیلئے ایک طاقتور اور لائق ترین ذات ہے۔
 ا فتنّٰخذونہ و ذریتہ اولیاء من دونی ... ما اشدّٰہم خلق السموات والارض ولا خلق انفسہم
 اللہ تعالیٰ نے شیاطین کے تخلیق میں کردار ادا نہ کرنے کی بناء پر انکی ولایت کی صلاحیت کو رد کرتے ہوئے اسکے
 مقابل، تمام چیزوں کے خالق ہونے کی بناء پر اپنی ولایت مطلقہ کی وضاحت فرمائی ہے اس نکتہ پر توجہ مندرجہ بالا
 مطلب بیان کرتی ہے۔
 5_ مشرکین نے کائنات کی تدبیر مینايسے موجودات کو اللہ تعالیٰ کی جگہ قرار دیا جو بذات خود اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں
 اور اپنی خلقت میں معمولی سا حصہ بھی نہیں رکھتے۔
 ا فتنّٰخذونہ و ذریتہ اولیاء ما اشدّٰہم خلق انفسہم
 6_ اللہ تعالیٰ، کائنات کی تخلیق کے ساتھ ساتھ اسکی تدبیر اور امور چلانے میں بھی واحد اور بلا شریک ہے۔
 ا فتنّٰخذونہ و ذریتہ اولیاء من دونی ... ما اشدّٰہم خلق السموات والارض
 دو آیتوں کے باہمی ربط کو دیکھتے ہوئے (اولیاء من دونی) کی تعبیر، تدبیر اور ولایت میں توحید پر اشارہ ہے اور (ما
 اشدّٰہم) میں واحد متکلم کی ضمیر، تخلیق میں توحید کی تشریح کر رہی ہے۔
 7_ اسباب و وسائل گمراہی سے کائنات کی تدبیر میں مدد لینا، اللہ تعالیٰ کیذا تمقدسہ سے بعید ہے۔
 و ما کنت متخذ المصلّٰین عضد
 جملہ "ما کنت" (نہ میں ایسا تھا اور نہ ہوں) اللہ تعالیٰ کے کام کا قانون اور طریقہ کار کو بیان کر رہا ہے (مصلّٰ) یعنی گمرا
 ہ کرنے والا اور اسکا اس آیت میں مصداق، شیاطین ہیں اور (عضد) سے مراد بازو ہے اور اس سے یہاں مراد کام میں مدد
 اور مددگار ہے۔
 8_ دلسوز و برحق ولایت کی موجودگی میں غیر صالح طاقتوں سے مدد طلب کرنا اس سے سازگار نہیں ہے۔
 و ما کنت متخذ المظلمّٰین عضد
 9_ شیاطین کی سب سے بڑی خصوصیت گمراہ کرنا ہے۔
 ا فتنّٰخذونہ و ذریتہ اولیاء و ما کنت متخذ المصلّٰین عضداً
 10_ ہدایت، ترقی اور کمال، کائنات کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ کے حقیقی مقاصد ہیں۔

456

- و ما کنت متخذ المصلّٰین عضد
 اللہ تعالیٰ کا گمراہ کرنے والی طاقتوں سے فائدہ نہ اٹھانا، اس بات کی علامت ہے کہ گمراہی، تخلیق کے ہدف سے سازگار
 نہیں ہے لہذا تخلیق کا اصلی مقصد ہدایت اور راہ دکھانا ہے۔
 11_ معاشرہ کے امور کی سوچ بچار اور باگ ڈور سچھانے کیلئے گمراہ اور گمراہ کرنے والی طاقتوں سے فائدہ اٹھانا، ایک
 غلط کام اور غیر الہی طریقہ ہے۔
 و ما کنت متخذ المصلّٰین عضد

آسمان :

آسمانوں کی خلقت 1

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کا منزہ ہونا 7; اللہ تعالیٰ کی تدبیر کا طریقہ 7

انتظام کرنا :

انتظام کا طریقہ 11; انتظام کی شرائط 4

تخلیق :

تخلیق کا فلسفہ 10

توحید :

توحید ربوبی 6

حق :

حق کی ولایت کیلئے رکاوٹیں 8

خالق :

خالق کا کردار 4

خالقیت :

خالقیت میں توحید 6

زمین:

زمین کی خلقت 1

شرك:

ربوبیت میں شرك کی رد 7

شیطان :

شیطان کا کردار 1; شیطان کا گمراہ کرنا 9; شیطان کی تدبیر کو رد کرنے کے دلائل 3; شیطان کی خصوصیات 9; شیطان

کی خلقت 1; شیطان کی ولایت کو رد کرنے کے دلائل 3; شیطان کے کافی نہ ہونے کی نشانیاں 3

علم :

علم کے آثار 2

عمل :

ناپسندیدہ عمل 11

کمال :

کمال کی اہمیت 10

مدد طلب کرنا :

گمراہ کرنے والوں سے مدد طلب کرنا 7, 11; گمراہوں سے مدد طلب کرنا 8, 11

مشرکین :

مشرکین کا ربوبیت میں شرك کرنا 5; مشرکین کا عقیدہ 5

منتظم :

457

بہترین منتظم 4

نظریہ کائنات :

توحیدی نظریہ کائنات 6

ولایت :

ولایت کی شرائط 2; ولایت میں علم 2

ہدایت :

ہدایت کی اہمیت 10

وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَائِيَ الَّذِينَ رَعَيْنَا فَنَدَعُوهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَوْبِقًا (۵۲)

اور اس دن خدا کہے گا کہ میرے ان شریکوں کو بلاؤ جن کی شرکت کا تمہیں خیال تھا اور وہ پکاریں گے لیکن وہ لوگ

جواب بھی نہیں دیں گے اور ہم نے تو ان کے درمیان ہلاکت کی منزل قرار دیدی ہے (52)

1_ اللہ تعالیٰ، روز قیامت مشرکین کو ایک موقع دے گا تا کہ اپنے خیالی و خود ساختہ معبودوں سے مدد مانگیں۔

نادوا شركاءى الذين زعتم

- 2_ مشرکین قیامت کے دن اس خیال سے کہ انکے معبود انکی مدد پر قادر ہیں جلد ہی ان سے مدد مانگیں گے۔
و یوم یقول نادوا فدعوہم
(فدعوہم) میں "فاء تعقیب" کام کے بغیر وقفہ کے ہو نے پر دلالت کر رہی ہے اور قیامت والے کام میں فعل ماضی کا استعمال بتاتا ہے کہ موقع ملتے ہی مشرکین مدد مانگ لیں گے۔
3_ مشرکین کے خیالی معبود اور شریک خدا، قیامت کے دن انہیں مدد کے حوالے سے کوئی بھی جواب نہیں دیں گے۔
فدعوہم فلم یستجیبوا لہم
4_ مشرکین کا اپنے معبودوں سے مدد مانگنے کا بے ثمر ہونا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے مشرکین اور شیطان کی ولایت قبول کرنے والوں کیلئے تنبیہ ہے۔
و یوم یقول نادوا شرکاء ی... فلم یستجیبوا لہم
5_ مشرکین کے روز قیامت، اپنے معبودوں سے مدد

458

- مانگنے کے نتیجہ کا نہ نکلنا ایک یاد رکھنے والا منظر ہے۔
و یوم یقول نادوا شرکاء ی وفلم یستجیبوا لہم
(یوم) فعل مقدر (اذکروا) کیلئے مفعول ہے یعنی اس دن کو یاد کرو کہ ...
6_ روز قیامت، مشرکین، اپنے خیال معبودوں سے جدا اور دور ہونگے۔
و یوم یقول نادوا شرکاء ی
(ندا) سے مراد آواز کو بلند کرنا اور آگے بڑھ کر بولنا ہے (مفردات راغب) (فعل نادوا) بتا رہا ہے۔ کو مشرکین اور انکے معبودوں کے درمیان کافی فاصلہ ہوگا۔
7_ مشرکین، روز قیامت بھی اپنے معبودوں سے امید لگائے ہونگے۔
فدعوہم
8_ کائنات کے آغاز سے اختتام تک غیر خدا، ہر کردار اور قدرت سے فاقد ہے۔
ما أشہد تہم خلق السموات والارض ویوم یقول نادوا فدعوہم فلم یستجیبوا لہم
9_ روز قیامت مشرکین کے معبودوں کا کسی کام نہ آنا اور شرک کا باطل ہونا واضح ہوجا نیگا۔
فدعوہم فلم یستجیبوا لہم
10_ شرک، ہر قسم کی حقیقی بنیاد اور اساس سے خالی اور صرف گمان پر قائم ہے۔
شرکاء ی الذین زعمتم
11_ مشرکین کے معبودوں کے درمیان، با شعور موجودات بھی ہیں۔
شرکاء ی الذین زعمتم فدعوہم
(الذین) اور ضمیر "ہم" جو کہ ذوی العقول کیلئے ہے کی طرف توجہ کرتے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین کے معبود، صرف بت اور شعور سے محروم دیگر موجودات نہیں ہیں بلکہ بعض با شعور موجودات مثلاً فرشتے اور جن، وغیرہ بھی ہیں۔
12_ اللہ تعالیٰ، روز قیامت مشرکین اور انکے معبودوں کے درمیان ہلاک کرنے والی ایک وادی قرار دے گا اور انکے درمیان ہر قسم کا رابطہ ناممکن ہوگا۔
و جعلنا بینہم موبق
(و موبق) سے مراد ہلاک ہونا ہے اور " موبق " اسم مکان ہے یعنی ہلاکت والا مکان اور جگہ۔
13_ شیاطین اور مشرکین کے دوسرے جھوٹے خدا، روز قیامت موجود ہونگے۔
نادوا شرکاء ی وجعلنا بینہم موبق
گذشتہ آیات کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شرکاء سے مراد ابلیس اور اسکی نسل ہے۔

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی مہلتیں 1; اللہ تعالیٰ کے ڈراوے 4; اللہ تعالیٰ کے مختصات 5

باطل معبود:

459

باطل معبودوں کا شعور 11; باطل معبودوں کا عجز 3، 9; قیامت میں باطل معبود 6، 9، 12، 13

تخلیق :

تخلیق کا آغاز 8; تخلیق کا انجام 8

توحید:

توحید افعالی 8

ذکر :

مشرکین کے مددگار نہ ہونے کا ذکر 5

شُرک:

شُرک کا باطل ہونا 9; شُرک کا فضول ہونا 10

شیطان :

شیطان کے پیر کاروں کو خبردار 4; قیامت میں شیطان 13

عجز :

غیر خدا کا عجز 8

عقیدہ :

باطل عقیدہ 10

قیامت :

قیامت میں حقائق کا ظاہر ہونا 9; قیامت میں روابط کا ٹوٹنا 12; قیامت میں مدد مانگنا 1، 2; قیامت میں ہلاکت میں ڈالنے والی

وادی 12

مدد مانگنا :

باطل معبودوں سے مدد مانگنا 1، 2، 7; باطل معبودوں سے مدد مانگنے کا بے اثر ہونا 4، 5

مشرکین :

مشرکین کی آخرت میں مدد طلبی کا رد ہونا 3; مشرکین اور باطل معبود 6، 7، 12; مشرکین کا باطل عقیدہ 2; مشرکین کے

محدود 7; مشرکین کا لاوارث ہونا 3; مشرکین کا قیامت میں آنا 1، 3، 5، 6، 7، 12; مشرکین کا مدد مانگنا 2; مشرکین کو

خبردار 4; مشرکین کو مہلت دینا 1; مشرکین کی آخرت میں جلدی 2

تفسیر راہنما جلد 10

وَرَأَى الْمُجْرِمُونَ النَّارَ فَظَنُّوا أَنَّهُمْ مُوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا (۵۳)

اور مجرمین جب جہنم کی آگ کو دیکھیں گے تو انہیں یہ خیال پیدا ہوگا کہ وہ اس میں جھونکے جانے والے ہیں اور اس

وقت اس آگ سے بچنے کی کوئی راہ نہ پاسکیں گے (53)

1_ روز قیامت گناہ گار لوگ جہنم کی آگ کے شعلوں کو دیکھ رہے ہوں گے _

وراء المجرمون النار

2_ وہ ہلاکت میں ڈالنے والی جگہ جو کہ مشرکین اور انکے خیالی معبودوں کے درمیان فاصلہ قرار پائے گی، جہنم کی آگ ہے۔

وجعلنا بينهم موبقا وراء المجرمون النار

3_ گناہ گار لوگ، روز قیامت اپنے جہنمی ہونے اور اس سے فرار نہ ہونے کو سمجھ جائیں گے۔

فظنوا انهم مواقعوا ولم يجدوا عنها مصرف

فعل (ظن) کے ساتھ گناہ گاروں کے جہنم میں داخل ہونے کا بیان، یہ بتاتا ہے کہ اس حالت میں اپنے آپ کو جہنمی سمجھیں گے لیکن ابھی کچھ امید چاہے بلا وجہ ہی کیوں نہ ہو نجات کے بارے میں رکھیں گے لیکن پھر جلد ہی سمجھ جائیں گے کہ اس سے راہ فرار نہیں ہے (مصرفا) اسم مکان ہے اس سے مراد ایسا مکان کہ جہاں وہ لائیں جائیں گے جملہ (لم يجدوا) یعنی ایسی جگہ کہ جہاں پناہ لینے کے لیے وہ جہنم کی آگ سے نجات پا جائیں وہ ڈھونڈ نہ پائیں گے۔

4_ شرك، ایک جرم اور گناہ ہے کہ جس کا نتیجہ جہنم کی آگ ہے۔

نادوا شركاء ي وراء المجرمون النار فظنوا انهم مواقعه

گذشتہ آیت کے قرینہ سے اس آیت میں جرم کا واضح ترین مصداق، شرك ہے۔

5_ مشرکین، روز قیامت جہنم کی آگ سے اپنی نجات کے درپے ہوں گے۔

فد عوبم فلم يستجوا لهم... ولم يجدوا عنها مصرف

گذشتہ آیت میں بیان ہوا ہے کہ مشرکین اپنے خیالی معبودوں کو بلا کر اپنی نجات کی کوشش کریں گے اور یہ آیت، انکی کوشش کی ناکامی کی خبر دے رہی ہے۔

6_ مشرکین، روز قیامت آگ سے نجات پانے کیلئے کوئی راہ نہ پائیں گے۔

فظنوا انهم مواقعوا ولم يجدوا عنها مصرف

لفظ (مواقعه) جنگ کے بارے میں استعمال ہوتا ہے (مفردات راغب) آیت کا مطلب یہ ہے کہ مشرکین اپنے آپ کو آگ سے بچانے کیلئے کوشش کریں گے لیکن بچنے کی کوئی راہ نہیں پائیں گے۔

باطل معبود :

قیامت باطل معبود 2

جہنم:

جہنم سے نجات 3، 5، 6؛ جہنمی 3؛ جہنم کی آگ 1؛ جہنم کی آگ کا کردار 2؛ جہنم کے اسباب 4

شرك :

شرك کا گناہ 4؛ شرك کے آثار 4

قیامت :

قیامت میں جہنم کا دیکھا جانا 1؛ قیامت میں ہلاکت میں ڈالنے والی وادی 2

گناہ :

گناہ کے موارد 4

گناہ گار :

قیامت میں گناہ گار 1، 3

مشرکین :

قیامت میں مشرکین 2، 5؛ مشرکین اور باطل معبود 2؛ مشرکین کا اخروی عجز 6

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا (٥٤)

اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ساری مثالیں الٹ پلٹ کر بیان کردی ہیں اور انسان تو سب سے زیادہ جھگڑا کرنے والا ہے (54)

- 1_ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں انسان کی ہدایت کیلئے مختلف انداز اور بہت سی مثالوں اور نمونوں کو بیان کیا ہے۔
ولقد صرّفنا فی هذا القرآن ان للناس من کل مثل
(صرّفنا) "بیتنا" کے معنی میں ہے یعنی "ہم نے بیان کیا" (لسان العرب) لیکن اس حوالے سے کہ باب تفعیل کثرت بیان... کرنے کیلئے ہے یہاں بہت سے بیان مراد ہیں اور کیونکہ کلمہ (صرّفنا) کی اساس، تصریف اور ایک حالت سے دوسری حالت میں تغیر ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بیانات مختلف اور متعدد ہیں۔
- 2_ مثال اور نمونہ کو لانا، قرآن کے بیان کے انداز میں سے ہے نیز تبلیغ اور حقائق کو بیان کرنے کیلئے مناسب روشوں میں سے ہے۔
ولقد صرّفنا فی هذا القرآن ان للناس من کل مثل
(مثال) کیلئے بہت سے معانی ہیں مثلاً (شبیبہ نظیر) اور حدیث (نئی بات) "ضرب المثل" اور "صفت" تو گذشتہ آیات میں قرینہ (واضرب لہم مثلاً رجلین) کی مناسبت سے اس آیت میں اس سے مقصود، شبیبہ اور نظیر ہے۔
- 3_ قرآن کی ہدایت والی مثالوں اور نمونوں میں سے مغرور آسائش پسند کی کہانی، ابلیس کی سرکشی اور روز قیامت مشرکین کے اپنے معبودوں سے مدد مانگنے کا نتیجہ کا نہ نکلنا شامل ہیں۔
واضرب لہم مثلاً رجلین ولقد صرفن

462

- فی هذا القرآن ان للناس من کل مثل
یہ آیت گویا پیچھے گذرنے والی آیات بتیس سے باون تک ہر ایک پر کلی نگاہ ڈال رہی ہے۔
- 4_ قرآنی ہدایت، جامع اور تمام جہات کو شامل ہے۔
فی هذا القرآن ان للناس من کل مثل
کلمۃ (الناس) بتارہا ہے کہ قرآنی معارف کسی خاص گروہ سے خاص نہیں ہیں اور جملہ (من کل مثل) بتارہا ہے کہ ہدایت کے حوالے ہر قسم کی مثال سے فائدہ اٹھایا گیا ہے۔
 - 5_ قرآن ایک عوامی کتاب ہے لہذا ہر ایک کیلئے قابل فہم اور عمل ہے۔
ولقد صرّفنا فی هذا القرآن ان للناس من کل مثل
(لنّاس) میں (لام) انتفاع کیلئے ہے یعنی ہم نے لوگوں کے فائدہ کی خاطر قرآن میں بہت سی مثالوں کو بیان کیا ہے۔
 - 6_ انسان، کائنات میں سب سے زیادہ مجادلہ کرنے والا موجود ہے۔
وکان الإنسان أکثر شیء جدل
(جدل) یعنی لڑائی کے انداز میں گفتگو اور اپنی برتری چاہنا (مفردات راغب) البتہ غالب طور پر اس مقام کو جدال کہا جاتا ہے جہاں گفتگو کا محور، باطل اور بے اساس باتیں ہوں۔
 - 7_ انسان ایک بحث کرنے والی اور حق کو قبول کرنے کیلئے مختلف دلائل اور بیانات کا مشاہدہ کرنے کی محتاج، مخلوق ہے۔
ولقد صرّفنا فی هذا القرآن ان للناس من کل مثل وکان الإنسان أکثر شیء جدل
قرآن کے اندر مختلف مثالیں اور بیانات کے اشارہ کے بعد، انسان کے مجادلہ کرنے کا ذکر اس نکتہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ اس مخلوق کیلئے بہت سی باتیں کی جائیں اور مختلف انداز اختیار کیے جائیں تاکہ وہ قانع ہو جائے اور ہدایت کی راہ پر اس کی راہنمائی ہو۔
 - 8_ قرآن میں متعدد مثالوں اور نمونوں کو پیش کرنے کا فلسفہ، انسان کی مجادلہ کرنے والی روح کو قانع کرنا اور اسے راہ حق پر رام کرنا ہے۔
ولقد صرّفنا فی هذا القرآن ان وکان الإنسان أکثر شیء جدل
 - 9_ قرآن مجید کی واضح اور روشن آیات کے مقابلے میں جدل و اشکال تراشی ایک مذموم فعل ہے۔
ولقد صرّفنا فی هذا القرآن ان... وکان الإنسان أکثر شیء جدل

کلمہ (جدل) کے استعمال کے موارد اس بات پر گواہ ہیں کہ اہلجدل نے اکثر اوقات باطل مطالب سے تمسک کیا ہے تا کہ کسی بھی طرح سے حق کے ساتھ مقابلہ کرینتو یہاں آیت کا مقصود جدل کی یہی مذموم قسم مراد ہے یعنی کفار کے قرآنی آیات کے در مقابل عمل کی مذمت کی جارہی ہے۔

انسان :

انسان کا مجادلہ کرنا 6،7،8؛ انسان کی صفات

463

7،6

تبلیغ :

تبلیغ کی روش 2

حق :

حق قبول کرنے کا پیش خیمہ 7

حقائق :

حقائق کو وضاحت کرنے کی روش 2

قرآن :

قرآن سے فائدہ اٹھانا 5؛ قرآن کا جامع ہونا 4؛ قرآن کا سارے جہان کو شامل ہونا 5؛ قرآن کا واضح ہونا 5؛ قرآن کا ہدایت دینا 3؛ قرآن کی خصوصیات 5؛ قرآن کی فہم 5؛ قرآن کی مثالیں 3؛ قرآن کے بیان کی روش 2؛ قرآن میں مجادلہ 9؛ قرآنی بیان میں تنوع 1؛ قرآنی مثالوں کا فلسفہ 8؛ قرآنی مثالوں کے فوائد 1؛ 2؛ قرآنی ہدایتوں کی خصوصیات 4

مجادلہ :

مجادلہ پر سرزنش 9

مدد مانگنا :

باطل معبودوں سے مدد مانگنے کا بے اثر ہونا 3

مشرکین :

مشرکین کا آخرت میں مدد مانگنے کا ہونا 3

مغرور باغ والا :

مغرور باغ والے کا قصہ 3

ہدایت :

ہدایت کی روش 1

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَى وَيَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا (۵۵)
اور لوگوں کے لئے ہدایت کے آجانے کے بعد کون سی شے مانع ہوگئی ہے کہ یہ ایمان نہ لائیں اور اپنے پروردگار سے استغفار نہ کریں مگر یہ کہ ان تک بھی اگلے لوگوں کا طریقہ آجائے یا ان کے سامنے سے بھی عذاب آجائے (55)

1_ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے قرآن پر ایمان لانے اور انکے سابقہ کردار کے حوالے سے انکی بخشش چاہنے

464

میں ہدایت کی تمام رکاوٹیں ختم کردی ہیں۔

وما منع الناس ان يؤمنوا اذ جاءهم الهدى ويستغفرو ربهم

2_ لوگوں کا قرآن پر ایمان لانے اور بارگاہ الہی میں استغفار کرنے سے پرہیزان کا الہی عذاب کے انتظار میں بیٹھنے کے مترادف ہے۔

وما منع الناس ان يؤمنوا الا لان تا تيبهم سنة الاولين

(ان یؤمنوا) اصل میں (من ان یؤمنوا) تھا اور (ان تا تیہم) (منع) کیلئے فاعل ہے لیکن یہ کہ معنی کا نظم و ضبط ایسے کلمہ سے وابستہ ہے کہ جو "إلا" کے بعد مقدر ہے تو کہا جائیگا کہ (ان تا تیہم) حقیقت میں (انتظار ان تا تیہم) کے مقدر ہونے میں ہے۔ یعنی (ما منع الناس من ان یؤمنوا ... الا انتظار ان تا تیہم) مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کی حالت اس شخص کی حالت کی مانند ہے کہ جو عذاب کے انتظار میں بیٹھا ہو ورنہ انکے ایمان میں کوئی اور مانع نہیں ہے۔

3_ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا مشاہدہ کرنے کے باوجود لوگوں کا ایمان کی طرف میلان نہ ہونا ایک حیرت انگیز اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مذموم چیز تھی۔

وما منع الناس ان یؤمنوا إِنْجَاءً بِمِ الْهَدَى

4_ الہی فرامین پر ایمان لانے کے بعد گزشتہ کردار سے مغفرت کی طلب کا واجب ہونا۔

وما منع الناس ان یؤمنوا إِذْ جَاءَ بِمِ الْهَدَى وَ یَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ

5_ الہی فرامین پر یقین نہ رکھنا اور لغزشوں پر مغفرت طلب نہ کرنا، الہی عذاب کا باعث ہے۔

و ما منع الناس ان یؤمنوا وَ یَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ

6_ قرآن، سراپا ہدایت کتاب ہے۔

و لَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هَٰذَا الْقُرْآنِ وَ مَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ یُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَ بِمِ الْهَدَى

گزشتہ آیت کے قرینہ کی مدد سے ہدایت کا واضح ترین مصداق قرآن ہے (الہدی) مصدر کا ایسی چیز پر اطلاق کہ جو ہدایت

دینے والی ہے دراصل اسکے ہدایت دینے میں مبالغہ کو بیان کرنا ہے۔

7_ ایمان اور استغفار، ہدایت پانے والوں کی نشانیوں میں سے ہیں۔

ان یؤمنوا إِذْ جَاءَ بِمِ الْهَدَى وَ یَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ

8_ ایمان اور استغفار، الہی عقاب و عذاب کے نازل ہونے سے مانع ہیں۔

وما منع الناس ان یؤمنوا إِنْجَاءً بِمِ الْهَدَى وَ یَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ

9_ الہی ہدایت سے محرم لوگ، گمراہ اور رگنابوں میں مبتلا ہیں۔

إِذْ جَاءَ بِمِ الْهَدَى وَ یَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ

خداوند عالم یہ جو فرما رہا ہے کہ لوگ کیوں ہدایت کے آنے کے باوجود مغفرت طلب نہیں کرتے؟ یہ چیز بتا رہی ہے کہ

ہدایت کے آنے سے پہلے وہ خواہ ناخواہ انحراف اور گناہ میں مبتلا تھے۔

465

10_ پروردگار کی بارگاہ میں استغفار، ایمان کی علامتوں میں سے ہے۔

ان یؤمنوا إِنْجَاءً بِمِ الْهَدَى وَ یَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ

11_ اللہ تعالیٰ کی پروردگاری اور ربوبیت کا تقاضا ہے کہ انسان اسکی بارگاہ میں بخشش چاہنے کیلئے التجاء کرے۔

و یَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ

12_ انسان کا ہدایت کے مشاہدہ اور شناخت کے باوجود ایمان سے انکار، اسکے جدال پسند جذبات کی عکاسی ہے۔

و کان الإنسان أكثر شیء جِدْلاً وَ مامنع الناس ان یؤمنوا إِنْجَاءً بِمِ الْهَدَى

13_ گزشتہ تاریخ، ایمان سے روگردانی کرنے اور استغفار سے گریز کرنے والے لوگوں پر شاہد ہے۔

إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ

یہ کہ عذاب کو پہلے والوں کیلئے الہی طریقہ کار بتا رہی ہے یہ پچھلی امتوں کے فروان لوگوں کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ وہ

بعثت کے زمانہ کے کفار اور مشرکین کی مانند عمل کیا کرتے تھے اور انہیں عذاب دیا گیا۔

14_ اللہ تعالیٰ نے اپنے سنت کی بناء پر گزشتہ زمانوں کے کفار کو جو ایمان اور استغفار سے روگردان تھے، ہلاکت میں

ڈالا۔

إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ

15_ حق کے منکرین کو سزا دینا، اللہ تعالیٰ کی پرانی سنت ہے۔

و ما منع الناس ان یؤمنوا إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ

(سنت) کا اولین کی طرف مضاف ہونا مصدر کا مفعول کی طرف مضاف ہونا ہے اور یہاں گزشتہ لوگوں کے بارے میں سنت

خدا، مراد ہے۔

16_ کفر اختیار کرنے والوں کے ہلاک ہونے کی تاریخ اور اللہ تعالیٰ کی جاری سنت کی طرف توجہ ، الہی فرامین پر ایمان لانے اور گناہوں سے معافی مانگنے کا باعث ہے۔

وما مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا ... وَيَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِينَ

17_ قرآن کے منکرین کا عذاب، ممکن ہے گذشتہ لوگوں کے عذاب سے مختلف اقسام کے ساتھ ہو۔
أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِينَ أَوْيَا تِيهِمُ الْعَذَابُ قَبْلَ

اگر (قُبْلًا) " قبیل" کی جمع ہو تو مختلف اقسام اور انواع کا معنی مراد ہے تو آیت کی تفسیر یوں ہوگی کہ لازمی نہیں ہے ان کفار کا عذاب ، گذشتہ لوگوں کے عذاب کی مانند ہو بلکہ ممکن ہے کہ وہ اور اقسام کے عذاب میں مبتلا ہوں۔

18_ قرآن کے کافر، بے خبری میں آنے والے عذاب یا سامنے سے واضح طور پر آنے والے عذاب کے خطرے میں ہیں۔
أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِينَ أَوْيَا تِيهِمُ الْعَذَابُ قَبْلَ

اگر (قُبْلًا) مفر د ہو تو اسکا معنی "دیکھا گیا ہے" اور " سامنے سے ہے" تو اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہے کہ کفار پر (قُبْلًا) کے مقابل کے

466

قرینہ کی بدولت ہوسکتا ہے گذشتہ لوگوں کی مانند بے خبری میں عذاب آئے یا ممکن ہے کہ واضح طور پر انکی نگاہوں کے سامنے ان پر عذاب آئے۔

19_ حجت تمام ہونے کے بعد گذشتہ کفار پر عذاب نازل ہوتا رہا ہے۔
وما مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِنْجَاءَ بِمُ الْهَدَى ... أَوْيَا تِيهِمُ الْعَذَابُ قَبْلَ

اتمام حجت :

اتمام حجت کا کردار 19

استغفار :

استغفار کا پیش خیمہ 1، 11، 16؛ استغفار کو ترك کرنے والوں کی ہلاکت 14؛ استغفار کو ترك کرنے والے 13؛ استغفار کو ترك کرنے کے آثار 2، 5، 14؛ استغفار کی اہمیت 4؛ استغفار کے آثار 8، 10

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار 11؛ اللہ تعالیٰ کی سرز نشیں 3؛ اللہ تعالیٰ کی سنتیں 14، 15؛ اللہ تعالیٰ کی طرف التجاء کا باعث 11؛ اللہ تعالیٰ کی ہدایت 1، 3

اللہ تعالیٰ کی سنتیں :

عذاب دینے کی سنت 8

انسان :

انسان کے مجادلہ کرنے کی علامتیں 2

ایمان:

الہی تعلیمات پر ایمان 4؛ اللہ تعالیٰ کی ہدایتوں پر ایمان کا باعث 16؛ ایمان سے دوری پر تعجب 3؛ ایمان سے دوری پر سرز نش 3؛ ایمان سے دوری کے آثار 2، 5، 12؛ ایمان کی رکادٹوں کا دور ہونا 1؛ ایمان کی علامات 10؛ ایمان کے آثار 8؛ بے ایمانی کے آثار 14؛ قرآن پر ایمان کا باعث 1

پہلی امتیں :

پہلی امتوں کا عذاب 17؛ پہلی امتوں کی تاریخ 13

حق :

حق قبول نہ کرنے والوں کی سزا کا یقینی ہونا 15

ذکر :

تاریخ کے ذکر کرنے کے آثار 16؛ کفار کی ہلاکت کے ذکر کے آثار 16

سزا :

سزا کے مواع 8

عذاب :

عذاب کا باعث 2; عذاب کے اسباب 5; عذاب کے مواع 8; ناگہانی عذاب 18; واضح عذاب 18

قران:

قران جھٹلانے والوں کا عذاب 18; قران جھٹلانے والوں کے عذاب کا مختلف ہونا 17; قران کی خصوصیات 6; قران کا

ہدایت دینا 6; قران سے دوری کے آثار 2

کفار :

تاریخ میں کفار 13; کفار پر اتمام حجت 19; کفار کا عذاب 19; کفار کا ہلاک ہونا 14; کفار کی گمراہی 9; کفار کی لغزش 9

467

کفر :

الہی تعلیمات کا کفر 5

گمراہ لوگ 9

مؤمنین :

مؤمنین کا استغفار 4

ہدایت :

ہدایت کا پیش خیمہ 1

ہدایت پانے والے :

ہدایت پانے والوں کا استغفار 7; ہدایت پانے والوں کا ایمان 7; ہدایت پانے والوں کے صفات 7

وَمَا تُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ يُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنذِرُوا هُزُوًا (٥٦)
اور ہم تو رسولوں کو صرف بشارت دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجتے ہیں اور کفار باطل کے ذریعہ
چھگڑا کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ حق کو برباد کر دیں اور انہوں نے ہماری نشانیاں کو اور جس بات سے ڈرانے گئے
تھے سب کو ایک مذاق بنالیا ہے (56)

1_ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کا وظیفہ، صرف لوگوں کو بشارت دینا اور ڈرانا ہے اور انہیں کفر و ایمان کے نتیجہ سے آگاہ
کرنا ہے۔

وما نرسل المرسلین إلا مبشرین و منذرین

2_ لوگوں کو ایمان اور استغفار پر مجبور کرنا، پیغمبروں کی ذمہ داری نہیں ہے۔

وما منع الناس أن یؤمنوا وما نرسل المرسلین إلا مبشرین و منذرین

ما قبل آیت لوگوں کے ایمان نہ لانے اور استغفار نہ کرنے کے بارے میں تھی اور یہ آیت اس سوال کے جواب میں ہے کہ
لوگوں کی ہدایت کے حوالے سے پیغمبروں کی ذمہ داری کیا ہے آیت جواب دے رہی ہے کہ پیغمبروں کی یہ ذمہ داری نہیں
ہے کہ لوگوں کو ایمان اور استغفار پر مجبور کریں وہ فقط بشارت دینے اور ڈرانے کیلئے

468

آئے ہیں۔

3_ اللہ تعالیٰ، پیغمبروں کی رسالت کی حدود معین کرنے والا ہے۔

وما نرسل إلا مبشرین و منذرین

4_ بشارت، انذار اور خوف و امید کا پیدا کرنا، تبلیغ کے دو اہم ذرائع نیز انسانوں کی ہدایت میں دو ضروری عنصر ہیں۔

وما نرسل المرسلین إلا مبشرین و منذرین

5_ الہی رہبروں کا انذار اور بشارت جیسے وظائف کو لوگوں کے کفر کے در مقابل انجام دینے کے بعد کوئی اور ذمہ داری
نہ رکھنے کی طرف توجہ، موجب بنتی ہے کہ وہ اپنے وظیفہ کی ادائیگی میں کمزوری اور شکست کا احساس نہ کریں۔

- و ما منع الناس ان يو منوا و ما نرسل المرسلين الا مبشرين و منذرين
- 6_ مجادلہ و اشکال تراشی یا باطل طریقہ کار اور جھوٹی اسناد کو استعمال میں لانا، حق سے مقابلہ کرنے والے کفار کا شیوہ ہے۔
- و يجادل الذين كفروا بالباطل ليدحضوا به الحق
- 7_ الہی پیغمبروں کا انکار، باطل پر قائم ایک نظریہ ہے جو حقیقت سے جنگ کرنے کے حوالے سے پیدا ہوتا ہے۔
- و يجادل الذين كفروا بالباطل ليدحضوا به الحق
- 8_ کفر اختیار کرنے والوں کے پرو پیگنڈا کے طریقہ کار میں سے ایک حق کو منظر عام سے ہٹانا اور اسے باطل صورت میں پیش کرنا ہے۔
- و يجادل الذين كفروا بالباطل ليدحضوا به الحق
- (احاض) سے مراد "باطل" کرنا اور "زائل" کرنا ہے (ليدحضوا به الحق) یعنی کفر اختیار کرنے والے، باطل انداز سے مجادلہ کرتے ہوئے حق کو باطل کرنے اور زائل کرنے کی کوشش میں ہیں "یہ بات واضح ہے کہ حق، باطل نہیں ہو سکتا تو اسی لیے (منظر عام سے ہٹانا اور باطل صورت میں پیش کرنے کی تعبیر، مندرجہ بالا مطلب میں بیان کی گئی ہے۔
- 9_ پیغمبروں کو دیے گئے معارف اور احکام، سب کے سب حق ہیں۔
- و ما نرسل المرسلين ... ويجادل ... ليدحضوا به الحق
- پیغمبروں کے پروگرام اور انکی بشارت و انذار کو حق کے ساتھ توصیف کرنا یہ بتاتا ہے کہ وہ جو کچھ بھی کہتے ہیں وہ سب کا سب حق اور کائنات کے حقائق کے عین مطابق ہے۔
- 10_ پوری تاریخ میں پیغمبروں کے منکرین، اللہ تعالیٰ کی آیات اور الہی پیغمبروں (ص) کے انذار کو مذاق اور تمسخر کے عنوان سے دیکھتے تھے۔
- و ما نرسل المرسلين و اتخذوا اى تى و ما أنذروا هزواً
- 11_ الہی آیات اور پیغمبر (ص) کے انذار کا مذاق اڑانا، باطل کی

469

- جدالی روشوں میں سے تھا۔
- و يجادل الذين كفروا بالباطل ليدحضوا به الحق واتخذوا اى تى و ما أنذروا هزواً
- 12_ عقائد اور فکری مسائل میں باطل کے ذریعے جدال اور مذاق و تمسخر اڑانا، نا پسندیدہ روش ہے۔
- و يجادل الذين كفروا بالباطل ليدحضوا به الحق واتخذوا اى تى و ما أنذروا هزواً

آنحضرت (ع) :

آنحضرت (ع) کے انذار کا مذاق اڑانا 11

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے افعال 3

اللہ تعالیٰ کی آیات :

اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق 11; اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق اڑانے والے 10

انبیاء (ع) :

انبیاء (ع) کا جھٹلانا 7; انبیاء (ع) کا مذاق اڑانے والے 10; انبیاء (ع) کو جھٹلانے والوں کا حق سے جنگ کرنا 7; انبیاء (ع) کی بشارتیں 1; انبیاء (ع) کی تعلیمات کا حق ہونا 9; انبیاء (ع) کی ذمہ داری کی حدود 1; 2; انبیاء (ع) کی رسالت معین کرنے کا سرچشمہ 3; انبیاء (ع) کے جھٹلانے والوں کا مذاق 10; انبیاء (ع) کے ڈراوے 1; انبیاء (ع) کے ڈراووں کا مذاق

10

تربیت:

ایمان کی عاقبت کی بشارت 1; بشارت کے آثار 4;

تبلیغ :

تبلیغ کے وسائل 4; تبلیغ میں بشارت 4; تبلیغ میں ڈراوا 4

حق :

حق سے جنگ کی روش 7; حق کو باطل صورت میں پیش کرنا 8

دین:

دین کی حقانیت 9; دین میں جبر کا نہ ہونا 2

دینی رہبر :

دینی رہبروں کی بشارتوں کے آثار 5; دینی رہبروں کے ڈراووں کے آثار 5; دینی رہبروں میں ضعف کا احساس پیدا

ہونے کے موانع 5

ڈراوا :

ڈراوے کے آثار 4; کفر کے انجام کا ڈراوا 1

ذکر :

دینی رہبروں کی ذمہ داری م کے حدود کا ذکر 5

شرعی ذمہ داری :

شرعی ذمہ داری پر عمل کرنے میں ضعف موانع 5

عقیدہ :

باطل عقیدہ کے در مقابل روش 12

عمل :

ناپسندیدہ عمل 12

فکر:

فکر کے در مقابل روش 12

470

کفار :

کفار کا حق سے جنگ کرنا 8; کفار کا مجادلہ 6 ; کفار کی تبلیغ کی روش 8; کفار کی حق سے جنگ کرنے کی روش 6

مجادلہ :

باطل مجادلہ 11; باطل مجادلہ کا ناپسندیدہ ہونا 12

مذاق تمسخر:

مذاق و تمسخر کا ناپسندیدہ ہونا 12

ہدایت :

ہدایت کے وسائل 4

تفسیر راہنما جلد 10

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا وَإِنْ تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَى فَلَنْ يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا (٥٧)

اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جسے آیات الہیہ کی یاد دلائی جائے اور پھر اس سے اعراض کرے اور اپنے سابقہ اعمال کو بھول جائے ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں کہ یہ حق کو سمجھ سکیں اور ان کے کانوں میں بھر اپن بے اور اگر آپ انہیں ہدایت کی طرف بلائیں گے بھی تو یہ ہرگز ہدایت حاصل نہ کریں گے (57)

- 1_ پروردگار کی آیات سے نصیحت پانے اور ان سے آگاہ ہونے کے بعد ان سے منہ پھیرنا، بہت بڑا ظلم ہے۔
و من اظلم ممن ذکربایات ربہ فا عرض عنہ
(ذکر) یعنی وہ شناخت کہ جو حافظہ میں موجود ہو (مفردات راغب سے لیا گیا)
2_ الہی آیات (قرآن مجید) میں غور نہ کرنا اور بغیر کسی تا مل اور سوچ کے ان سے گزر جانا ، ان پر ظلم کرنا ہے۔
و من اظلم ممن ذکربایات ربہ فا عرض عنہ
(أعرض) کا حرف (فاء) کے وسیلہ سے عطف بتاربا ہے کہ بعض افراد آیات کے کا نوں

471

- میں پڑنے کے بعد بغیر کسی تا مل اور وقفہ کے اس سے روگردانی کر لیتے ہیں اور یہی چیز انکے ظالموں کے گروہ میں داخل ہونے کا موجب ہے۔
3_ انسانی تاریخ میں رو نما ہونے والے تمام بڑے ظلم اور جرائم کی اساس، الہی آیات کے انکار اور اعمال کی سزا سے غفلت کرنے میں ہے۔
و من اظلم ممن ذکربایات ربہ فاعرض عنہا ونسی ما قدمت یداہ
مندرجہ بالا مطلب کی بناء، یہ احتمال ہے کہ "من اظلم" میں ظلم سے مراد، صرف اپنے آپ پر ظلم نہ ہو بلکہ اسکے علاوہ غیر پر ظلم بھی مراد ہو اور جملہ "نسی ما قدمت یداہ" کردار کے نتائج اور عمل کی بقاء پر عقیدہ نہ ہونے سے کنایہ ہے۔
4_ انسان کے کمال اور بلندی کیلئے آیات کا پیش کیا جانا، الہی ربوبیت کا تقاضا ہے۔
ذکر بایات ربہ
5_ غلط اعمال اور افعال اور گزشتہ گناہوں کو بھول جانا ، انسان کا اپنے اور پر بہت بڑا ظلم ہے۔
بجادل... ومن اظلم... ونسی ما قدمت یداہ
"نسی ما قدمت یداہ" یعنی اپنے گزشتہ کردار کو بھول گیا یہاں ... گزشتہ آیت کے قرینہ سے "ما" سے مراد، حق کے در مقابل باطل کے ذریعہ مجادلہ کرنا اور الہی آیات کا مذاق اڑانا ہے۔
6_ انسان پر ضروری ہے کہ ہمیشہ اپنے گزشتہ اعمال پر توجہ رکھے اور ان پر تنقید و تجزیہ جاری رکھے۔
و من اظلم ممن... نسی ما قدمت یداہ
7_ الہی آیات پر ایمان لانے والوں کو چاہئے ہمیشہ اپنے گزشتہ اعمال پر پریشان اور انکی اصلاح اور جبران کیلئے کوشاں رہیں۔
و من اظلم ممن ذکربایات ربہ فا عرض عنہا ونسی ما قدمت یداہ
8_ انسان کے اعمال، خود اس کے اختیار کیے گئے اور اس کے ہاتھوں انجام پانے والے ہیں۔
ما قدمت یداہ
9_ حق کے در مقابل باطل کے ذریعہ مجادلہ کرنا اور الہی آیات کا مذاق اڑانا در حقیقت ان سے دوری اور الہی فرامین کے بے اثر ہونے کا باعث ہیں۔
ویجادل الذین کفروا بالباطل لیدحضوا بہ الحق... ومن اظلم ممن ذکربایات ربہ فا عرض عنہ
مورد بحث آیت کا گزشتہ آیت سے ربط کی یوں تصویر کشی... ہو سکتی ہے کہ الہی آیات سے منہ موڑنے والے در حقیقت وہی مجادلہ کرنے والے ہیں کہ جو آیات الہی کے ساتھ باطل انداز میں مجادلہ اور ان کا مذاق اڑاتے ہوئے انکے فیض سے محروم ہو گئے۔
10_ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے مخالفین کو اس کے نکات سمجھنے اور اس پر توجہ پیدا کرنے سے محروم رکھنے کے لئے انکے دلوں پر متعدد حجاب اور ان کے کانوں کو بہرا بنادیا۔

472

- إِنَّا جَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ
"أكِنَّة" "کنان" کی جمع ہے جس کا مطلب پردہ اور حجاب ہے اور "وقر" سے مراد بھاری پن ہے کانوں میں بھاری پن دراصل الہی آیات پر دل سے توجہ نہ کرنے اور انکے در مقابل بہرے لوگوں کا انداز اختیار کرنے سے کنایہ ہے "یفقہوہ" کی

ضمیر آیات کی طرف لوٹ رہی ہے چونکہ یہاں آیات سے مراد قرآن ہے لہذا ضمیر مذکر آئی ہے اور "ان یفقیہوہ" سے مراد "اللائقیہوہ" یا "کراہتہا ان یفقیہوہ" ہے۔

11_ بعض لوگ، قرآنی آیات کے در مقابل یوں ہوتے ہیں کہ جیسے ان کے کان بھاری ہوں اور ان کے سمجھنے سے قاصر ہوں۔

اِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ اَكْتَةً اَنْ يَفْقَهُوْهُ وَفِيْ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ
"علیٰ قلوبہم اکتۃ" اور "فی ء اذانہم وقر" یہ دونوں تعبیریں کنایہ ہیں کہ واقعات کے دل اور کان میں کوئی خلل پیدا ہو گیا ہے۔
12_ اللہ تعالیٰ کی آیات سے بے اعتنائی اور گناہوں سے غفلت میں پڑنے کا انجام، قرآن کے پیغامات کی سمجھ بوجھ سے محرومیت ہے۔

ذکرِ بایات ربہ فا عرض عنہا... اِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ اَكْتَةً اَنْ يَفْقَهُوْهُ
13_ حق کے منکرین کا الہی آیات پر غور اور توجہ سے محرومیت ان کے اپنے اعمال کا رد عمل ہے۔
فا عرض عنہا... اِنَّا جَعَلْنَا... فی ء اذانہم وقر

14_ کفار اور اللہ تعالیٰ کے منکروں کا حق سے فرار، الہی قدرت کی سلطنت میں بے اور اسی کے ارادہ کے تحت ہے۔
اِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ اَكْتَةً

"اِنَّا جَعَلْنَا" کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی اپنی حاکمیت اور پر تا کید اس لیے ہے کہ یہ گمان نہ پیدا ہو کہ کفار اور اللہ تعالیٰ کے منکرین کا کفر، الہی قدرت کی سلطنت سے باہر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے در مقابل ایک اور قدرت کی صورت میں آئے ہیں۔
15_ کان، شناخت کا ذریعہ اور قلب و دل فہم و درک کے مقام ہیں۔

اِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ اَكْتَةً اَنْ يَفْقَهُوْهُ وَفِيْ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ
16_ ایسے لوگوں کا ہدایت پانا، ناممکن ہے کہ جن کے دلوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور ان کے کانوں پر بھاری پن موجود ہے۔
وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَهْتَدُوْا اِذَا اُبْد

"الن" ہمیشہ کی نفی کیلئے ہے اور اس آیات میں کلمہ "ابدأ" کے ساتھ اس نفی پر مزید تا کید ہوئی ہے یعنی ایسے افراد کبھی بھی اور کسی مقام پر بھی ہدایت نہ پائیں گے ان سے مایوس ہونا چاہیئے
17_ بعض انسانوں کے دل اور افکار، حتیٰ کہ پیغمبر (ص) جیسے شخص کے ہدایت دینے سے بھی متاثر نہیں ہوتے۔

473

وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَهْتَدُوْا اِذَا اُبْد

18_ بعض لوگوں کی حق کے در مقابل ہٹ دھری سے رہبروں اور مبلغین کو پریشان اور مایوس نہیں ہونا چاہیئے
وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَهْتَدُوْا اِذَا اُبْد

آنحضرت (ع) :

آنحضرت کی ہدایت دینے کے نتائج 17

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار 4: اللہ تعالیٰ کی قدرت کی سلطنت 14: اللہ تعالیٰ کی ہدایتوں کے بے اثر ہونے کا باعث 9: اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی سلطنت 14

اللہ تعالیٰ کی آیات:

اللہ تعالیٰ کی آیات سے دوری کا انجام 12: اللہ تعالیٰ کی آیات سے دوری کا ظلم 1: اللہ تعالیٰ کی آیات کا فلسفہ 4: اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق اڑانے کے آثار 9: اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانے کے آثار 3: اللہ تعالیٰ کی آیات کو درک کرنے سے محرومیت کے آثار 16: اللہ تعالیٰ کی آیات کی شناخت 1: اللہ تعالیٰ کی آیات کے - نازل ہونے کے اسباب 4

انسان :

انسان کا اختیار 8: انسان کا عمل 8: انسانوں کے کمال کے اسباب 4

تبلیغ:

تبلیغ مینمصاب کی پہچان 18

حق :

حق سے دوری کا باعث 9; حق قبول نہ کرنے والوں کا کردار 18; حق قبول نہ کرنے والوں کے عمل کے آثار 13; حق قبول نہ کرنے والوں کے کانوں کا بھاری ہونا 13

خود:

خود پر ظلم 5; خود کا حساب لینے کی اہمیت 6

دل:

دل پر حجاب کے آثار 16; دل کا کردار 15

ذکر:

عمل کے ذکر کی اہمیت 6

شناخت:

شناخت کے ذرائع 15

ظلم:

سب سے بڑا ظلم 1، 5; سب سے بڑے ظلم کی اساس 3; ظلم کے مراتب 1; ظلم کے موارد 2

عمل:

عمل کا حساب کرنے کی اہمیت 6; عمل کی اصلاح کی اہمیت 7; عمل کے آثار 13; گذشتہ عمل پر پریشانی 7; ناپسندیدہ عمل

کو بھولنا 5

غفلت:

انجام سے غفلت کے آثار 3

فکر:

آیات الہی مینفکرنہ کرنا 2

فہم:

فہم کا مقام 15

474

قرآن:

قرآن کو جھٹلانے والوں کے کانوں کا بھاری پڑنا 11; قرآن کے دشمنوں کے دل پر حجاب 10; قرآن کے دشمنوں کے کانوں کا بھاری

پڑنا 10; قرآن کے فہم سے محرومیت کے اسباب 12; قرآن مینفکرنہ کرنا 2

کان:

کان کا کردار 15; کان کے بھاری پڑنے کے آثار 16;

کفار:

کفار کا حق قبول نہ کرنا 14

گمراہ لوگ:

گمراہ لوگوں کا ہدایت نہ لینا 17

گناہ:

گناہ بھولنے کا انجام 12; گناہ کو بھولنا 5

مبلغین:

مبلغین کی ذمہ داری 18

مؤمنین:

مؤمنین کی شرعی ذمہ داری 7

مجادلہ:

باطل مجادلہ کے آثار 9

نصیحت:

اللہ تعالیٰ کی آیات سے نصیحت 1

ہدایت:

ہدایت نہ لینے کے اسباب 16

ہدایت قبول نہ کرنے والے: 16; 17

وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ بَلْ لَهُمْ مَوْعِدٌ لَّنْ يَجِدُوا مِنْ دُونِهِ مَوْئِلًا (۵۸)
آپ کا پروردگار بڑا بخشنے والا اور صاحبِ رحمت ہے وہ اگر ان کے اعمال کا مواخذہ کر لیتا تو فوراً ہی عذاب نازل کر دیتا لیکن اس نے ان کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا ہے جس وقت اس کے علاوہ یہ کوئی پناہ نہ پائیں گے (58)

1_ اللہ تعالیٰ بہت بخشے والا اور وسیع رحمت کا مالک ہے۔
وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ

475

"غفور" مبالغہ کا صیغہ ہے اور "الرحمة" میں "الف لام" کمال (صفات کی وسعت میں) پر دلالت کر رہا ہے لہذا "ذوالرحمة" یعنی "رحمت کا مل کا مالک" یہ اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے حکایت ہے۔

2_ اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رحمت اس کے مقام ربوبیت کا جلوہ ہیں۔
وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ

"الغفور" ہو سکتا ہے "رَبُّكَ" کیلئے خبر یا صفت ہو۔

3_ الہی آیات سے دوری اختیار کرنے والوں کے اعمال، ان پر عذاب مینتعجل اور جلدی کاتقاضا کر رہے ہیں۔
لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ

اگر چاہیں کہ جملہ شرطیہ کے مضمون کو یونہی بیان کیا جائے کہ گزشتہ حالت کے علاوہ آئندہ کی حالت بھی بیان ہو، تو جملہ شرطیہ کی شرط یا جزاء میں سے ایک کو مضارع اور دوسرے کو ماضی لے آئیں لہذا یہاں بھی "لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ" لَعَجَّلَ" بیان کر رہا ہے کہ گزشتہ زمانے میں اس طرح تھا اور آئندہ بھی یہی ہوگا۔

4_ اللہ تعالیٰ کی وسیع بخشش اور رحمت، ہدایت نہ پانے والے کفار کے جلد مواخذہ اور عذاب سے مانع ہے۔
وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ

"یُوا خذہم" میں ضمیر "ہم" کا مرجع گزشتہ آیت میں "مَنْ ذَكَرَ" ہے یعنی وہ جنہوں نے الہی آیات سے دوری اختیار کی اور ہمیشہ کیلئے ہدایت نہ پانے کی ہلاکت مینجا پڑے ہیں۔

5_ انسانوں پر الہی لطف اور رحمت، ہمیشہ اس کے غضب پر مقدم رہی ہے۔
وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ

جملہ "وَرَبُّكَ الْغَفُورُ" "لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ" میں مانع کی علت و سبب کے بہ منزلہ ہے یعنی اگر بعض کفار سے مواخذہ اور ان پر عذاب مینجلدی نہیں کی جاتی تو یہ پروردگار کی وسیع رحمت اور بخشش کی بناء پر ہے اسی بناء پر اللہ تعالیٰ کی بخشش و رحمت کا شامل حال ہونا اس کے غضب اور عقاب کے شامل حال ہونے پر مقدم ہے یعنی اصل اولیٰ یہاں رحمت کا شامل حال ہونا ہے۔

6_ گناہ گاروں کا مہلت پانا اور انکی سزا مینتا خیر کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ کیلئے عقوبت سے محفوظ ہو گئے ہیں۔
لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ... بَلْ لَهُمْ مَوْعِدٌ لَّنْ يَجِدُوا مِنْ دُونِهِ مَوْئِلًا

7_ گناہ کاروں کو توبہ کی طرف لانے کیلئے، انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہلت کا عطا ہونا، الہی ربوبیت کا ایک جلوہ ہے۔

وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ بَلْ لَهُمْ مَوْعِدٌ
وہ آیات کہ جن میں ہدایت قبول نہ کرنے والوں کی حالت اور ان کے یقینی عذاب کی بات کی

476

جاری ہے انہی کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش کا تذکرہ، یہ پیغام اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے کہ بہر حال

واپسی کا راستہ بند نہیں ہوا گناہ گار، ابھی اس کی طرف لوٹ سکتا ہے۔

8_ انسان کے اعمال اسی کے ہاتھوں سے انجام پائے گئے افعال بینا اور ان کا رد عمل اور نتیجہ بھی اسی کو ملے گا۔
لویو اخذہم بماکسبو

9_ آیات حق کے در مقابل مجادلہ کرنا اور ان سے دوری اختیار کرنا اور گناہوں سے غفلت یہ سب یقینی سزا کے موجب ہیں۔

ذکر بایات ربّ فا عرض عنہا ... بل لہم موعد

10_ بعثت کے زمانہ کے کفار کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عقوبت کا نظام، ایک واضح نظام تھا کہ جس میں زمانہ کے اعتبار سے ایک قطعی اور ناقابل تغیر وقت مقرر تھا۔

بل لہم موعد لن یجدوا من دونہ موئل

بعد والی آیت کے قرینہ کی مدد سے "لویو اخذہم" میں مواخذہ سے مراد، دنیا میں مواخذہ ہے اور جملہ "بل لہم موعد" اس وعدہ کے عملی صورت میں متحقق کے ظہور کی طرف اشارہ ہے جو کہ بعثت کے کفار پر صادق آتا ہے۔

11_ گناہ کاروں کیلئے مہلت کے ختم ہونے اور عذاب کے واقع ہونے کے مقرر شدہ وقت کے آنے پر، معمولی سی بھی پناہ گاہ نہیں ہے۔

بل لہم موعدن یجدوا من دونہ موئل

"موئل" اسم مکان بمعنی ملجاء اور پناہ گاہ ہے "من دونہ" میں ضمیر "موعد" کی طرف لوٹ رہی ہے اور اس سے مراد، یہ ہے کہ کفار سوائے عذاب کے معین شدہ وقت کی طرف حرکت کے اور کوئی راہ نجات نہیں پائیں گے "موئلا" کا نکرہ ہونا، نفی کی عمومیت پر دلائل کر رہا ہے یعنی گناہ گاروں کے لئے معمولی سی بھی پناہ گاہ نہیں ہوگی۔

اسماء و صفات:

ذوالرحمة 1؛ غفور 1

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کا غضب 5؛ اللہ تعالیٰ کی بخشش 1، 4؛ اللہ تعالیٰ کی بخشش کے آثار 4؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامتیں 2، 7؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت 1، 2؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مقدم ہونا 5؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار 4؛ اللہ تعالیٰ کی سزائیں 10؛ اللہ تعالیٰ کی مہلتیں 7

اللہ تعالیٰ کی آیات :

اللہ تعالیٰ کی آیات سے دور ہونے والوں کو عذاب 3؛ اللہ تعالیٰ کی آیات سے دوری اختیار کرنے والوں کی سزا 9؛ اللہ تعالیٰ کی آیات سے دوری کے آثار 3؛ اللہ تعالیٰ کی مجادلہ کرنے والوں کی سزا 9؛ سزا:

سزا کے اسباب 9؛ سزا سے بچنا 6

سزا کا نظام:

477

صدر اسلام میں سزا کا نظام 10

عذاب

عذاب میں جلدی کے اسباب 3

عمل :

عمل کے آثار 8؛ عمل کے ذمہ دار 8

غفلت :

کفار :

صدر اسلام کے کفار کی سزا 10؛ کفار کے عذاب میں تعجیل سے مانع 4

گناہکار :

گناہکاروں کا بے پناہ ہونا 11؛ گناہکاروں کو مہلت ملنا 6، 7؛ گناہکاروں کی سزائیں میں تاخیر 6؛ گناہکاروں کے عذاب کا حتمی ہونا

وَتِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِم مَّوْعِدًا (۵۹)

اور یہ وہ بستیاں ہیں جنہیں ہم نے ان کے ظلم کی بنا پر ہلاک کر دیا ہے اور ان کی ہلاکت کا ایک وقت مقرر کر دیا تھا (59)

- 1_ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ امتوں کی بہت سی آبادیوں کو ویران کیا اور ان میں رہنے والے لوگوں کو ہلاک کر دیا۔
وتلك القرى اهلكناهم
- 2_ بعض گذشتہ امتوں کا ظلم اور کفر، اللہ تعالیٰ کے تباہ ویران کرنے والے عذاب کے ساتھ انکی ہلاکت کا باعث بنا۔
ا بلكناهم لما ظلموا
"ظلموا" میں ظلم سے مراد گذشتہ آیات کے قرینہ کے ساتھ، الہی آیات سے دوری ہے۔
گناہ سے غفلت کی سزا 9
- 3_ کفر اور ظلم، امتوں کی تباہی اور ہلاکت کا باعث ہے۔
وتلك القرى ا بلكناهم لما ظلموا
- 4_ انسانی معاشرہ وں کو انکے گناہ اور ظلم کی بناء پر تباہ و ویران کرنا، اللہ تعالیٰ کا ظالموں کو سزا دینے کا پرانہ طریقہ کا رہے۔
وتلك القرى ا بلكناهم لما ظلموا
- 5_ الہی آیات سے دوری اختیار کرنا ' انہیں سنی ان سنی کرنا اور اپنے گذشتہ گناہوں سے غفلت، ظلم اور امتوں کے زوال اور ویرانی کا موجب ہے۔

478

- ومن ا ظلم...وتلك القرى ا بلكناهم لما ظلموا
"لما ظلموا" میں ظلم سے مراد، اس آیت کے گذشتہ آیات سے ربط کی بناء پر وہی امور ہیں کہ جو آیت نمبر 57 میں بیان ہوئے ہیں۔
- 6_ ہلاکت میں ڈالنے والے عذاب کی لپیٹ میں آنا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے زمانہ بعثت کے گناہ گاروں، کفار اور ظالموں کو دھمکی تھی۔
وتلك القرى ا بلكناهم لما ظلموا جعلنا لمهلكهم موعد
 - 7_ گذشتہ تباہ شدہ امتوں کے آثار قدیمہ، زمانہ بعثت کے لوگوں کی پہنچ اور مشاہدے میں تھے۔
وتلك القرى ا بلكناهم
 - کلمہ "تلك" اشارہ کیلئے ہے اور یہ بتا رہا ہے کہ مخاطب، مشار الیہ کو جانتا ہے یا اسے جاننے کیلئے اس تک پہنچ سکتا ہے۔
 - 8_ ظالم امتوں کو دنیاوی سزا دینے کیلئے اللہ تعالیٰ کا سزا کا نظام طے شدہ اور ناقابل تغیر مقررہ وقت رکھتا ہے۔
وجعلنا لمهلكهم موعد
 - "مهلك" مصدر میمی اور "موعد" اسم زمانہ ہے یعنی ظالموں کو ہلاک کرنے کیلئے ایک معین زمانہ طے کیا گیا ہے۔
 - 9_ ملتوں کی ہلاکت، ان کے ظلم وستم کے دائمی ہونے اور مہلتوں سے فائدہ نہ اٹھانے کا نتیجہ ہے۔
تلك القرى ا بلكناهم لما ظلموا وجعلنا لمهلكهم موعد
 - 10_ ظالم امتوں کی تباہی ویرانی والی تاریخ اور سر نوشت، آنے والوں کیلئے درس عبرت ہے۔
وتلك القرى ا بلكناهم لما ظلموا وجعلنا لمهلكهم موعد
 - 11_ تاریخی تبدیلیاں اور تہذیبوں اور معاشرہ وں کا زوال، الہی ارادہ کی بناء پر ہے۔
القرى ا بلكناهم...وجعلنا لمهلكهم

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی سزا وں کا قانون مطابق، ہونا 8; اللہ تعالیٰ کی سنتیں 4; اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی حکومت 11; اللہ تعالیٰ کے

انذار 6; اللہ تعالیٰ کے عذاب 1
اللہ تعالیٰ کی آیات :
اللہ تعالیٰ کی آیات سے دوری اختیار کرنے کے آثار 5
اللہ تعالیٰ کی سنتیں :
عذاب کی سنت 4
امتیں :
امتوں کی بربادی 4; امتوں کی بربادی کے اسباب 3، 5، 9; امتوں کی تاریخ 1; امتوں کے زوال کے اسباب 5; امتوں کے ظلم کے آثار 9; تباہ شدہ امتوں سے عبرت 10; تباہ شدہ امتوں کے آثار 7
تاریخ :
تاریخ سے عبرت 10; تاریخی تبدیلیوں کا سرچشمہ 11
تہذیبیں :

479

تہذیبوں کے زوال کا سرچشمہ 11
ڈراوا :
عذاب سے ڈراوا 6
ظالمین:
صدر اسلام کے ظالمین کو ڈراوا 6; ظالمین کو دی گئی مہلت کا بے اثر ہونا 9; ظالمین کی سزا کا یقینی ہونا 8
ظلم :
ظلم کے آثار 2، 3، 4; ظلم کے موارد 5; ظلم میں ہمیشگی کے آثار 9
عبرت :
عبرت کے اسباب 10
عذاب:
دنیاوی عذابوں کے اسباب 2، 3، 4
غفلت :
گذشتہ گناہوں سے غفلت کے آثار 5
کفار :
صدر اسلام کے کفار کو ڈراوا 6
کفر :
کفر کے آثار 2، 3
گذشتہ اتیں :
صدر اسلام میں گذشتہ امتوں کے آثار قدیمہ 7; گذشتہ امتوں کی ہلاکت 1; گذشتہ امتوں کی ہلاکت کے اسباب 2; گذشتہ امتوں کے شہروں کی ویرانی 1، 2; گذشتہ امتوں کے ظلم کے آثار 2; گذشتہ امتوں کے کفر کے آثار 2
گناہ :
گناہ کے آثار 4
گناہ گار :
صدر اسلام کے گناہ گاروں کو ڈراوا 6
معاشرہ :
معاشرتی ضرر کی پہچان 5
وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا (٦٠)

اور اس وقت کو یاد کرو جب موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ میں چلنے سے باز نہ آؤں گا یہاں تک کہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر پہنچ جاؤں یا یوں ہی برسوں چلتا رہوں (60)

1_ حضرت موسیٰ (ع) نے حضرت خضر علیہ السلام کو پائے کیلئے راسخ عزم کے ساتھ، مجمع البحرین تک پہنچنے کیلئے

480

سفر کا آغاز کیا _

لا ابرح حتیٰ ابلغ مجمع البحرین

"لا ابرح" "ابرح" سے صیغہ متکلم ہے اس کا مطلب ہے "پہنچے نہیں ہٹوں گا" یہ کسی کام کو انجام دینے میں تاکید پیدا کرنے کیلئے ہے _

2_ حضرت موسیٰ (ع) جناب خضر کو پائے کیلئے اپنے تحقیقی سفر میں اپنے خادم حضرت یوشع (ع) کے ساتھ تھے _ واذقال موسیٰ لفتی ہ لا ابرح

"فتی" سے مراد، جوان ہے اور قرآنی تعبیرات میں اس سے مراد، غلام اور خادم بھی لیا گیا ہے _ تو یہاں ضروری ہے کہ ذکر کریں کہ بعض منقولہ روایات کے مطابق حضرت موسیٰ (ع) کے ہمراہ اور ہمسفر جناب یوشع بن نون (ع) تھے جو ان کے وصی تھے _

3_ حضرت موسیٰ (ع) کی حضرت خضر (ع) سے ملاقات میں درس آموز حقائق موجود ہیں _ واذقال موسیٰ لفتی ہ لا ابرح

وہ عالم جن سے حضرت موسیٰ (ع) نے ملاقات کی تھی روایات کے مطابق وہ حضرت خضر (ع) تھے اور حضرت موسیٰ (ع) سے مراد، یہاں وہی معروف و مشہور پیغمبر (ص) ہے اگرچہ اس سلسلہ میں یہاں اور بھی آراء سامنے آئی ہیں لیکن علامہ طباطبائی (رہ) کے بقول اس کی یہ دلیل ہے کہ قرآن میں حضرت موسیٰ (ع) کا بہت ذکر کیا گیا ہے اگر یہاں کوئی اور موسیٰ (ع) مراد ہوتا تو شبہ کو دور کرنے کیلئے قرینہ بھی موجود ہوتا _

4_ حضرت موسیٰ (ع) کا حضرت خضر (ع) کو تلاش کرنا، ایک قابل غور اور توجہ کے لائق واقعہ ہے _ واذقال موسیٰ لفتی ہ لا ابرح

"اذ" یہاں "اذکر" فعل مقدر کا مفعول ہے _

5_ حضرت موسیٰ (ع) نے اپنے ہمسفر کو اپنے سفر کے طولانی ہونے کا احتمال دیا اور آدھی راہ سے پلٹنے کے احتمال کی نفی کی _

واذقال موسیٰ لفتی ہ لا ابرح... اوامضیٰ حقب

6_ حضرت موسیٰ (ع) دودر یاؤں کے ملنے جگہ پر حضرت خضر کو پائے کے امکان سے آگاہ تھے _

لا ابرح حتیٰ ابلغ مجمع البحرین

7_ اپنے اطاعت گزاروں اور ہمراہوں کو سفر کی آخری منزل اور راستے کی احتمالی مشکلات سے آگاہ کرنا، سفر کے آداب میں سے ہے _

واذقال موسیٰ لفتی ہ لا ابرح حتیٰ ابلغ

حضرت موسیٰ (ع) نے اپنے ہمراہی کیلئے اپنی منزل اور وہاں تک پہنچنے کیلئے اپنی ہمت و عزم کی مقدار بیان کی اور انبیاء (ع) کے کاموں کا قرآن میں نقل ہونا، دو سروں کیلئے نصیحت ہوتی ہے اسی لیے مندرجہ بالا مطلب سامنے آیا ہے _

8_ حضرت موسیٰ (ع)، حضرت خضر (ع) سے ملاقات کو اتنا اہم اور قابل قدر سمجھتے تھے کہ اس کی خاطر، طولانی مدت کی جستجو کیلئے تیار تھے _

لا ابرح حتیٰ... اوامضیٰ حقب

"حقب" یعنی لمباز مانہ اور مدت اہل لغت نے اس کی مقدار، 80 سال تک بتائی ہے یہاں حقب چلنے سے مراد، وہی مجمع البحرین تک چلنا ہے یعنی عبارت یوں ہوگی "حتیٰ ابلغ مجمع البحرین بسیر قریب اوأسیرأزمان

481

طویلہ"

9_ مجمع البحرین کامقام، حضرت موسی (ع) کے رہنے کی جگہ سے بہت دور واقع تھا۔

لأبرح حتی أبلغ مجمع البحرین أو أمضی حقب

حضرت موسی (ع) کی تاکید کہ منزل مقصود تک پہنچنے سے پہلے وہ سفر سے پیچھے نہیں ہٹیں گے چاہے کتنی ہی عمر، اس مقصد میں خرچ ہو، یہ چیز بتا رہی ہے کہ حضرت موسی (ع) کو اس مقام تک پہنچنے کیلئے لمبی راہ، درکا رتھی

10_ قیمتی اور بلند مقاصد کے حصول کیلئے پائداری کی ضرورت ہو تی ہے۔

وإنقال موسی فتی ہ لا ا برح ... أو أمضی حقب

11_ حضرت موسی (ع) اور حضرت خضر (ع) کی داستان، لوگوں کی ہدایت کی خاطر، قرآن کی مثالوں کے نمونوں میں

سے ہے۔

ولقد صرّفنا فی ہذا القرآن للناس من کل مثل ... وإنقال موسی لفتیہ لا ا برح

12_ عن أبی جعفر (ع) کان وصی موسی بن عمران یوشع بن نون وہو فتاہ الذی ذکر اللہ فی کتابہ (1)

امام باقر (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ حضرت موسی (ع) بن عمران (ع) کے جانشین، حضرت یوشع بن نون (ع) تھے اور

وہ وہی حضرت موسی (ع) کے ہمراہ جوان تھے کہ جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تذکرہ فرمایا ہے۔

استقامت :

مقدس ہدف کی خاطر استقامت 10

خضر (ع) :

خضر (ع) سے ملاقات 3; خضر (ع) کا قصہ 1، 6، 11; خضر (ع) کی خاطر جستجو 1، 2، 4; خضر (ع) کے قصہ میں

تعلیمات 3

ذکر :

خضر (ع) کے قصہ کا ذکر (ع) موسی (ع) کے قصہ کا ذکر 4

روایت: 12

سفر :

سفر کے آداب 7

قرآن :

قرآنی بیان کا مختلف ہونا 11; قرآن کا ہدایت دینا 11; قرآنی مثالیں 11

مجمع البحرین :

مجمع البحرین کا جغرافیائی محل وقوع 9

موسی (ع) :

خضر (ع) کے ساتھ موسی (ع) کی ملاقات کی اہمیت 8; موسی (ع) اور یوشع (ع) 2; موسی (ع) کا راسخ عزم 1; موسی (ع)

کاسفر 6; موسی (ع) کا قصہ 1، 2، 5، 6، 11; موسی (ع) کا مجمع البحرین تک سفر 1; موسی (ع) کی تلاش 4; موسی (ع) کی

خضر (ع) سے ملاقات 3; موسی (ع) کی خضر (ع) سے ملاقات کا مقام 6; موسی (ع) کی رائے 8; موسی (ع) کے جانشین

12; موسی (ع) کے خادم 2; موسی (ع) کے سفر کا حتمی ہونا 5; موسی (ع) کے قصہ میں تعلیمات 3; موسی (ع) کے

ہمسفر 2، 5، 12

.....

(1) تفسیر عیاشی ج 2 ص 330 ح 42، نور الثقلین ج 3 ص 272 ح 130۔

482

ہمسفر :

ہمسفر کو منزل سے آگاہ کرنا 7

یوشع :

یوشع کا قصہ 5: یوشع کی جانشینی 12

فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنَهُمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلُهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا (٦١)
پھر جب دونوں مجمع البحرین تک پہنچ گئے تو اپنی مچھلی چھوڑ گئے اور اس نے سمندر میں سرنگ بنا کر اپنا راستہ نکال لیا (61)

- 1_ حضرت موسیٰ (ع) اور انکے ہمسفر دونوں دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر پہنچے اور وہاں انہوں نے قیام فرمایا۔
فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنَهُمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا
2_ حضرت موسیٰ (ع) اور انکے ہمسفر مجمع البحرین تک پہنچتے وقت ایک مچھلی، اپنے ہمراہ غذا کے طور پر رکھے ہوئے تھے۔
فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنَهُمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا
"حوت" یعنی "مچھلی" بعض نے اس سے مراد بڑی مچھلی لی ہے (ر، ک۔ لسان العرب) بعد والی آیت میں "غذاء نا" کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مچھلی غذا کے لیے مہیا کی گئی تھی۔
3_ حضرت موسیٰ (ع) اور انکے ہمراہی دونوں دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر پہنچتے وقت اپنے ساتھ رکھی ہوئی مچھلی سے غافل ہو گئے۔
فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنَهُمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا
4_ پیغمبروں کیلئے ممکن ہے کہ روزِ مرہ کے امور میں کسی چیز کو بھول جائیں۔
نسیا حوتہم
5_ حضرت موسیٰ (ع) کے ہمراہ بے جان مچھلی، مجمع البحرین میں زندہ ہو گئی اور سرنگ کی مانند راستے سے گزرتی ہوئی دریا کے پانی میں جا گری۔
نسیا حوتہما فاتخذ سبیلہ فی البحر سرب
"اتخذ" کا فاعل وہ ضمیر ہے کہ جو "حوت" کی طرف لوٹ رہی ہے فعل کو مچھلی سے نسبت دینا بتا رہا ہے کہ بے جان مچھلی نے جان پائی تھی "سرب" یعنی سوراخ "سربا" اس آیت میں "سبیل" کیلئے حال ہے یعنی سرنگ کی مانند دریا میں راستہ نکال لیا۔
6_ عن أبي عبد الله (ع) قال : ... ا رسل (ای موسیٰ) إلى يوشع إني قد ابتليت خاضع لنا زاداً وانطلق بنا ' واشترى حوتاً ... ثم شواه ثم حملة في مكثل ... فقطرت قطرة من السماء في المكثل فاضطرب

483

الحوت ثم جعل يثب من المكثل إلى البحر قال : وهو قول: واتخذ سبيله في البحر سرباً (1)
امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا: حضرت موسیٰ (ع) نے حضرت یوشع کو پیغام بھجوایا: کہ میں آزمائشے میں مبتلا کیا گیا ہوں ہمارے لیے توشہ راہ فراہم کرو اور ہمارے ہمراہ چلو۔ یوشع نے ایک مچھلی خریدی اور اسے بھونا اور زنبیل میں رکھا پھر آسمان سے پانی کا ایک قطرہ زنبیل میں ٹپکا، جس سے مچھلی میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ زنبیل سے اچھل کر دریا میں جا گری یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے کہ فرما رہا ہے۔ واتخذ سبيله في البحر سرب
انبیاء (ع) :

انبیاء (ع) کا بھولنا 4

روایت: 6

موسیٰ (ع) :

موسیٰ (ع) کا بھولنا 3: موسیٰ (ع) کا سفر 6: موسیٰ (ع) کا طعام 3: موسیٰ (ع) کا قصہ 1، 2، 3، 6: موسیٰ (ع) کی داستان مینمچھلی کا زندہ ہونا 5، 6: موسیٰ (ع) کی مچھلی کا قصہ 3: موسیٰ (ع) کے قصہ کی مچھلی کا فرار ہونا 5، 6: موسیٰ (ع) مجمع البحرین میں 1، 2، 3

یوشع :

یوشع کا بھولنا 3; یوشع کا سفر 6; یوشع کا طعام 3،2; یوشع کا قصہ 3،2،1; یوشع مجمع البحرین میں 3،2،1

تفسیر راہنما جلد 10

فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ إِنِّي غَدَاءُ نَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا (٦٢)

پھر جب دونوں مجمع البحرین سے آگے بڑھ گئے تو موسیٰ نے اپنے جوان صالح سے کہا کہ اب ہمارا کھانا لاؤ کہ ہم نے اس سفر میں بہت تکان برداشت کی ہے (62)

1_ موسیٰ اور انکے ہمسفر مجمع البحرین میں ٹھہرنے کے بعد حضرت خضر (ع) کی تلاش میں دوبارہ چل پڑے اور اس جگہ کو پیچھے چھوڑ دیا _
فلما بلغا مجمع بينهما... فلما جاوزا

(1) تفسیر عیاشی ج 2 ص 332 ح 47، نور الثقلین ج 3 ص 277 ح 151 _

484

حضرت موسیٰ (ع) نے یوشع کے ساتھ اپنی گفتگو میں مجمع البحرین کو اپنی آخری منزل بتا یا تھا لیکن وہاں پہنچنے کے بعد اس جگہ کو بھی عبور کر لیا یہ عبور کرنا اور بعد والی آیات میں حضرت موسیٰ (ع) سے نقل ہونے والی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں نہیں جانتے تھے کہ موسیٰ (ع) کی مورد نظر منزل پر پہنچ چکے ہیں _

2_ حضرت موسیٰ (ع) نے مجمع البحرین سے عبور کرنے اور اسے اپنے پیچھے چھوڑنے کے بعد اپنے اور اپنے ہمراہی میں شدید بھوک اور تھکاوٹ محسوس کی _

ء اتنا غداء نا لقد لقینا من سفرنا ہذا نصب

"نصب" سے مراد رنج اور سختی ہے _

3_ موسیٰ (ع) اور یوشع نے مجمع البحرین عبور کرنے کے بعد، رات اور صبح سویرے تک حضرت خضر (ع) کو پانے کیلئے لمباراستہ طے کیا _

ء اتنا غداء ن

اس احتمال کے ساتھ کہ صبح کو حضرت موسیٰ (ع) کو بھوک اور تھکاوٹ، رات کے لمبے سفر کی بناء پر محسوس ہو رہی تھی _

4_ حضرت موسیٰ (ع) ، حضرت خضر (ع) کے دیدار اور ملاقات کا بے حد اشتیاق رکھتے تھے _

لا ابرح حتی... ء اتنا غداء نا لقد لقینا من سفرنا ہذا نصب

5_ حضرت موسیٰ (ع) نے مجمع البحرین سے گزرنے کے بعد دن کے آغاز میں ہی اپنے ہمراہی سے چاشت کی غذا طلب کرنے کی درخواست کی _

ء اتنا غداء نا لقد لقینا من سفرنا ہذا نصب

"غداء" سے مراد، وہ کھانا ہے جو دن کی پہلی ساعات میں کھا یا جائے _

6_ حضرت موسیٰ (ع) کا ہمراہی، غذا کے اٹھانے اور اسکے مہیا کرنے کا ذمہ دار تھا _

قال لفتی ہ ء اتنا غداء ن

7_ حضرت موسیٰ (ع) اور انکے ہمراہ خدمتگزار نوجوان، اکٹھے ایک جیسی غذا کھا تے تھے _

- ۷ اتنا غدا ۷ نا لَقْد لَقِينَا من سفر نا بذا نصب
پوری آیت میں جمع والی ضمیر یں بتا رہی ہیں کہ ان کی اپنے ہم سفر سے تمام امور یہاں تَک کہ کھانے میں بھی ہم آہنگی اور یکجہتی تھی اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر بعض ضمیر یں مفرد آتیں ہیں مثلاً یوں کہتے " اتنی غدائی "
8_ کھانے میں خادموں کے ساتھ شرکت اور ان کے کوشش اور تھکاوٹ کو مد نظر رکھنا ضروری ہے _
قال لَفْتِي ۷ اتنا غدا ۷ نا لَقْد لَقِينَا من سفر نا بذا نصب
9_ پیغمبر، جسمانی لحاظ سے اور مادی جہت سے دوسروں کی مانند، اوصاف رکھتے ہیں _
۷ اتنا غدا ۷ نا لَقْد لَقِينَا من سفر نا بذا نصب
10_ مقاصد کا حصول، کوشش کا محتاج ہے چاہے پیغمبر ہی کیوں نہ ہوں _
لَقْد لَقِينَا من سفر نا بذا نصب

485

آرزو:

آرزو کے پورے ہونے کا پیش خیمہ 10

انبیاء:

انبیاء کا بشر ہونا 9; انبیاء ۷ کی آرزو 10; انبیاء کی مادی ضروریات 9

خادم:

خادم سے سلوک کا انداز 8; خادم کی کوشش کو مد نظر رکھنا 8

خضر (ع):

خضر کا قصہ 4; خضر (ع) کی جستجو 1; 3

کوشش:

کوشش کے آثار 10

معاشرت:

معاشرت کے آداب 8

موسی (ع):

موسی (ع) کا خادم 7; موسی (ع) کا سفر 1; 3; موسی (ع) کا طعام 7; موسی (ع) مجمع البحرین 1; موسی (ع) کا قصہ 1، 2، 3،

4، 5، 6، 7; موسی (ع) کا ہم سفر 2; موسی (ع) کی بھوک 2; موسی (ع) کی تھکاوٹ 2; موسی (ع) کی خضر سے ملاقات

4، 14; موسی (ع) کا خوابشات 5; موسی (ع) کی کوشش 3; موسی (ع) کی محبتیں 4; موسی (ع) کے طعام کا ذمہ دار 6; موسی

(ع) کے ہم سفر کا کردار 6

یوشع (ع):

مجمع البحرین میں یوشع 1; یوشع سے ناشتے کی درخواست 5; یوشع کا سفر 1; یوشع کا طعام 7; یوشع کا قصہ

1، 2، 3، 5، 7; یوشع کا کردار 6; یوشع کی بھوک 2; یوشع کی تھکاوٹ 2; یوشع کی کوشش 3

قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا (٦٣)
اس جوان نے کہا کہ کیا آپ نے یہ دیکھا ہے کہ جب ہم پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو میں نے مچھلی وہیں چھوڑ دی تھی اور شیطان نے اس کے ذکر کرنے سے بھی غافل کر دیا تھا اور اس نے دریا میں عجیب طرح سے راستہ بنالیا تھا (63)

1_ حضرت موسی (ع) اور انکے ہم سفر نے مجمع البحرین میں ایک بڑے ٹیلے کے قریب آرام کیا _

486

إذا وينا إلى الصخرة

2_ حضرت موسی (ع) اور یوشع کے ہمراہ موجود مچھلی دریا کے پانی میں گھل مل گئی اور ان کے ہاتھوں سے نکل گئی

- واتخذ سبيله في البحر عجب
- 3_ بے جامچہلی کا دریا کی جانب حرکت کرنا اور اس میں گر جانا حضرت موسیٰ (ع) کی آنکھ سے مخفی رہا لیکن ان کے خادم نے اسے دیکھ لیا تھا _
- ارء یت اذا اوینا إلی الصخرة فانی نسیت الحوت ... ان اذکره
- "اُن اذکره" "ما انسانیہ" کی ضمیر مفعول سے بدل ہے لہذا جملہ کا مفاد یہ ہے کہ مچھلی کا واقعہ آپ کیلئے بتانا شیطان نے مجھے بھلا دیا اس سے معلوم ہوا کہ جناب یوشع مچھلی کے قصہ سے باخبر تھے لیکن حضرت موسیٰ (ع) اس سے بے خبر تھے _
- 4_ حضرت موسیٰ (ع) کے ہم سفر نے مجمع البحرین میں آرام کرتے وقت حضرت موسیٰ (ع) کو مچھلی کا قصہ بتانے میں غفلت کی _
- قال ارء یت اذا اوینا إلی الصخرة فانی نسیت الحوت
- "صخره" سے مراد بڑی چٹان ہے "اوینا إلی الصخرة" یعنی ہم نے آرام کرنے کیلئے اس چٹان کے قریب جگہ منتخب کی
-
- 5_ حضرت موسیٰ کے ہم سفر کو صبح سویرے حضرت موسیٰ کے چاشت کی غذا مانگنے کے وقت، مچھلی کے دریا میں جانے کا واقعہ یاد آیا _
- ء اتنا غداء نا ... قال ارء یت ... فانی نسیت الحوت
- 6_ حضرت موسیٰ (ع) کے خادم نے حضرت موسیٰ (ع) کو مچھلی کے قصہ سناتے میں اپنی غفلت کی وجہ کو شیطانی تسلط قرار دیا _
- وما انسیٰ الا الشیطان ان اذکره
- 7_ شیطان نے حضرت موسیٰ (ع) اور حضرت خضر (ع) میں ملاقات نہ ہونے کی کوشش کی _
- فانی نسیت ... وما انسیٰ الا الشیطان ان اذکره
- حضرت موسیٰ (ع) کے ہم سفر نے حروف حصر کو استعمال کرتے ہوئے اپنے بھولنے کو شیطان سے منسوب کیا یعنی اسکے علاوہ کوئی اور وجہ نہ تھی تو اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ شیطان پوری کوشش کر رہا تھا کہ کسی بھی طرح حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) میں ملاقات نہ ہونے پائے _
- 8_ شیطان، انسان کے ذہن سے اہم ترین واقعات کو مٹانے کی قوت رکھتا ہے _
- وما انسیٰ الا الشیطان ان اذکره
- مچھلی کے زندہ ہونے کا واقعہ، بقول حضرت موسیٰ (ع) کے ہم سفر کے ایک عجیب چیز تھی لیکن شیطان کے دخل دینے سے بھول گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ شیطان، انسان پر بہت گہرا تسلط رکھتا ہے _
- 9_ حضرت موسیٰ کا خادم، (یوشع) شیطان کی شرارت اور اسکے انسانی ذہن پر تسلط سے آگاہ تھا _
- ما انسیٰ الا الشیطان ان اذکره
- 10_ مچھلی کا پانی میں مل جل کر حرکت کرنا، حضرت موسیٰ (ع) کے ہم سفر کی نظر میں عادت سے ہٹ کر عجیب چیز

487

تھی _

واتخذ سبيله في البحر عجب

- 11_ عن أبي جعفر (ع) وأبي عبد الله (ع) قال : إنه لما كان من أمر موسى الذي كان أعطى مكنل فيه حوت مملح قيل له: هذا يدلك على صاحبك عند عين مجمع البحرین ... فانطلق الفتی يغسل الحوت في العين فاضطرب الحوت في يده حتى خدشه فانفلت ونسبه الفتی (1) امام باقر (ع) اور امام جعفر صادق (ع) سے روایت ہوئی کہ جب حضرت موسیٰ (ع) پر جو کچھ آیا گزر گیا تو انہیں ایک تھیلا دیا گیا کہ اس میں نمک لگی ایک مچھلی تھی اور اسے کہا گیا کہ یہ مچھلی آپ کو دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر ایک چشمہ کے نزدیک آپ کے دوست کے حوالے سے رہنمائی کرے گی پس آپ کاہمراہی جوان، مچھلی کو اس چشمہ میں ڈھونڈنے کیلئے گیا تو مچھلی نے اسکے پاتھوں میں حرکت کی اور اسکے ہاتھوں میں خراش وارد کی اور اسکے چنگل سے نکل گئی اور وہ جوان اس واقعہ کو بھول گیا _

بھولنا :

بھولنے کے اسباب 8

خضر (ع) :

قصہ خضر (ع) 7

روایت:

شیطان کا تسلط 9; شیطان کا کردار 7; شیطان کی قدرت 8; شیطان کے تسلط کے آثار 6

موسیٰ (ع) :

قصہ موسیٰ (ع) مینمچہلی کا فرار 2، 3، 10، 11; مجمع البحرین میں موسیٰ (ع) 1; موسیٰ (ع) کا آرام کرنا 1، 4; موسیٰ (ع) کا

قصہ 1، 4، 7، 11; موسیٰ (ع) کی خضر سے ملاقات 7; موسیٰ (ع) کی خواہشات 5; موسیٰ (ع) کی غفلت 4; موسیٰ (ع) کے

قصے میں مچہلی کی سرنوشت 4، 5، 6

یوشع (ع) :

مجمع البحرین میں یوشع (ع) 1; یوشع (ع) کا آرام کرنا 1، 4; یوشع (ع) کا بھولنا 4، 11; یوشع (ع) کا تعجب 10; یوشع (ع) کا

علم 9; یوشع (ع) کا قصہ 1، 3، 4، 11; یوشع (ع) کی رائے 6; یوشع (ع) کے بھولنے کے اسباب 6

.....

1) تفسیر عیاشی ج 2; ص 329; ج 41; نور الثقلین ج 3; ص 271; ج 129 _

488

قَالَ ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَأَرْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا (٦٤)

موسیٰ نے کہا کہ پس وہی جگہ ہے جسے ہم تلاش کر رہے تھے پھر دونوں نشان قدم دیکھتے ہوئے الٹے پاؤں واپس ہوئے (64)

1_ مچہلی کا واقعہ اور اسکی پانی میں غیر عادی حرکت، حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) کی ملاقات کی جگہ تھی _

قال ذلك ما كنا نبغ

"بغی" سے مراد، طلب ہے اور "ذلك ما كنا نبغ" سے مراد، یعنی جو کچھ وقوع پذیر ہوا ہے ہم اسکی طلب و تلاش میں تھے یہ وہی ... علامت اور نشانی ہے حضرت موسیٰ (ع) کے کلام کے آخر میں کلمہ "نبغی" کی "یا" کلام کی تخفیف کی بناء پر حذف ہو گئی ہے _

2_ حضرت موسیٰ (ع) حضرت خضر (ع) کی جگہ کو تلاش کرنے کے حوالے سے وقوع پذیر ہونے والی علامت سے پہلے ہی سے آگاہ تھے _

قال ذلك ما كنا نبغ

3_ حضرت موسیٰ (ع) کا ہم سفر با وجود اس کے کہ وہ حضرت خضر (ع) کے ساتھ ملاقات کی جگہ کی علامات سے آگاہ نہیں تھا پھر بھی موسیٰ (ع) کا ہمراہی اور اس مقصد کا اس مقام تک پہنچنا تھا _

ذلك فاكتانبع

4_ حضرت موسیٰ (ع) اور انکے ہم سفر پہلے والے مقام اور مچہلی کے نکل جانے کی جگہ کو تلاش کرتے ہوئے لوٹ گئے _

فارتد اعلیٰ ء اثارهما قصص

"ارتداد" فعل "ارتد" کا مصدر ہے یعنی لوٹنا اور "قص" اُثرہ قصصاً یعنی اسکے پاؤں کے نشان کو دقت سے ڈھونڈنا اور "فارتد" سے مراد یہ ہے کہ موسیٰ (ع) اور انکے ہمراہی دقت سے گزرے ہوئے راستہ سے لوٹ گئے تاکہ اسی جگہ لوٹ جائیں جہاں مچہلی دریامینچلی گئی تھی _

5_ مجمع البحرین کو عبور کرنے کے بعد حضرت موسیٰ (ع) کا آنے والے راستہ، خشکی میں تھا _

علی ء اثارہم

"اثر" وہ علامت ہے جو زمین میں پیدا ہوتی ہے اس علامت کے ذریعے گزری ہوئی راہ کو ڈھونڈا جاتا ہے۔

خضر (ع) :

خضر (ع) سے ملاقات کی جگہ کی علامات 2/1; خضر (ع) کا قصہ 2،1

موسیٰ (ع) :

موسیٰ کا قصہ 1،2،3،4،5; موسیٰ کا لوٹنا 4; موسیٰ کی خضر سے ملاقات کی جگہ 1،2; موسیٰ کے لوٹنے کی راہ 5; موسیٰ کے

قصہ میں مچھلی کا فرار 1

یوشع (ع) :

یوشع کا قصہ 4; یوشع کا لوٹنا 4; یوشع کی جہالت 3; یوشع کی خواہشات 3

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِّن لَّدُنَّا عِلْمًا (٦٥)

تو اس جگہ پر ہمارے بندوں میں ہے ایک ایسے بندے کو پایا جسے ہم نے اپنی طرف سے رحمت عطا کی تھی اور اپنے علم

خاص میں سے ایک خاص علم کی تعلیم دی تھی (65)

1_ موسیٰ (ع) اور انکے ہم سفر نے مجمع البحرین پہنچے کے بعد حضرت خضر سے ملاقات کی۔

فارثا علی اثارہما قصصاً فوجد

2_ حضرت موسیٰ اور انکے ہمراہی کا اپنے اس پر تلاش سفر کا مقصد اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں سے ایک بندے کو

ڈھونڈنا تھا کہ جو علم لدنی کا حامل تھا۔

فارثا... فوجدا عبداً من عبادنا... وعلمناه من لدن

کلمہ "وجدنا" بتا رہا ہے کہ ایسی چیز ڈھونڈی گئی ہے کہ جسکی تلاش میں حضرت موسیٰ (ع) اور انکے ہم سفر تھے نہ کہ

ایسے ہی اتفاقاً ملاقات ہوئی ہے "لدنا" بتا رہا ہے کہ حضرت "خضر (ع)" کا علم کوئی عام سا اور معمولی علم نہیں تھا بلکہ

پروردگار کا خاص فیض تھا۔

3_ حضرت خضر (ع) اللہ تعالیٰ کے خاص بندے تھے کہ جو خدا کی خصوصی رحمت اور عنایت کے حامل تھے۔

ء اتیناہ رحمۃ من عندن

4_ انسان کی خدا کیلئے عبودیت، اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کے لیے شائستہ ترین صفت ہے۔

عبداً من عبادن

اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر (ع) کی تمام صفات میں سے انکی صفت عبودیت کو پہلی اور واضح ترین صفت کے طور پر

تذکرہ کیا ہے یہ انتخاب بتاتا ہے کہ یہ صفت دوسری تمام صفات پر برتری رکھتی ہے۔

5_ حضرت موسیٰ (ع) کے زمانہ میں دوسرے انسان بھی جیسے حضرت خضر (ع) اللہ تعالیٰ کی خاص بندگی کے مقام پر

فائز تھے وہ بھی ان کی طرح خاص بندگی کے حامل تھے۔

فوجدا عبداً من عبادن

اگر ایسا کہا جاتا ہے کہ "ایک عالم بندہ کو پایا" تو جملہ مکمل تھا مگر "من عبادنا" کا کلام میں آنا، اس نکتہ کو واضح کر رہا

ہے کہ فقط خضر (ع)، اللہ تعالیٰ کی بندگی کا مقام نہیں رکھتے تھے بلکہ انکے علاوہ اور لوگ بھی حضرت موسیٰ (ع) کے

زمانہ میں زندگی بسر کرتے تھے کہ جو کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے تھے۔

6_ حضرت خضر (ع) کے پاس، مقام نبوت تھا۔

اتیناہ رحمۃ من عندن

یہ احتمال ہے کہ "رحمۃ من عندنا" سے مراد، نبوت ہو اور "عندنا" میں جمع کی ضمیر کا لانا جو کہ مورد نظر رحمت میں

- واسطے کا کام دیتی ہے نیز بعض دوسری آیات میں "رحمت" کانبوت پر اطلاق، اس احتمال کی تائید کر رہا ہے۔
- 7_ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میںخصوصی عبودیت اور بندگی اسکی خاص رحمت کے شامل حال ہونے کا پیش خیمہ ہے۔
عبداً من عبادنا تیناہ رحمة من عندن
- 8_ حضرت خضر (ع) ، مخصوص علم اور اللہ تعالیٰ کی عطا (علم لدنی) کے حامل تھے۔
و علمناہ من لدنا علم
- "من لدنا" اور "من عندنا" میں معنی کے حوالے سے فرق نہیں ہے دونوں اللہ تعالیٰ کی منشاء کے رکھنے کو بتا رہے ہیں۔
- 9_ حضرت خضر (ع) کا علم لدنی ان پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا نمونہ ہے۔
ا تیناہ رحمة من عندنا و علمناہ من لدنا علم
- 10_ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بندگی الہی ، علم و معارف کے حامل ہونے کا پیش خیمہ ہے۔
عبداً من عبادنا ...و علمناہ من لدنا علم
- 11_ علم، انسان کیلئے انتہائی قدر و قیمت کی حامل چیز ہے۔
علمناہ من لدنا علم
- 12_ نعمت و علم کی حامل اعلیٰ شخصیات کو بھی چاہیے ہ اللہ تعالیٰ کو اپنے تمام کمالات کا سرچشمہ سمجھیں۔
ا تیناہ رحمة من عندنا و علمناہ من لدنا علم

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا پیش خیمہ 7; اللہ تعالیٰ کی رحمت کی علامات 9; اللہ تعالیٰ کی عطائیں 12

اللہ تعالیٰ کے بندے :

موسیٰ (ع) کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے بندے 5

491

خضر (ع) :

خضر (ع) کا قصہ 1; خضر کے مقامات 6; خضر (ع) کا علم لدنی 2، 8، 9; خضر (ع) کی عبودیت 2، 3; خضر (ع) کی فضیلتیں

3، 8، 9; خضر (ع) کی نبوت 6; خضر (ع) کی نعمات 8; مجمع البحرین میں خضر (ع)

خوبیاں:

خوبیوں کا معیار 4، 11

دین :

دینی تعلیمات کا پیش خیمہ 10

رحمت :

رحمت کے شامل حال لوگ 3، 9

عبودیت:

عبودیت کی قدر و قیمت 4; عبودیت کے آثار 7، 10

علم :

علم کا پیش خیمہ 10; علم کی قدر و قیمت 11; علوم کی بنیاد 12

علماء :

علماء کی رائے 12

موسیٰ (ع) :

مجمع البحرین میں موسیٰ (ع) 1; موسیٰ (ع) کا قصہ 1، 2; موسیٰ (ع) کا لوٹنا 1; موسیٰ (ع) کی خضر سے ملاقات کی جگہ

1; موسیٰ (ع) کے سفر کے مقاصد 2

نعمت:

نعمت کے شامل حال لوگ 8; نعمت کے شامل حال لوگوں کی رائے 12; نعمت کا سرچشمہ 12

یوشع(ع) :

مجمع البحرین میں یوشع(ع) 1; یوشع(ع) کا قصہ 2; یوشع(ع) کا لوٹنا 1; یوشع(ع) کی خضر سے ملاقات کی جگہ 1; یوشع(ع) کے سفر کے مقاصد 2

قَالَ لَهُ مُوسَى هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا (٦٦)

موسی نے اس بندے سے کہا کہ کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں کہ آپ مجھے اس علم میں سے کچھ تعلیم کریں جو رہنمائی کا علم آپ کو عطا ہوا ہے (66)

1_ حضرت موسی (ع) نے حضرت خضر سے انکے ہمراہ ہونے کیلئے اجازت طلب کی _
قال له موسى هل اتبعك

2_ حضرت موسی(ع) کا حضرت خضر(ع) کے ہمراہ ہونے کا مقصد، انکے رہنمائی دینے والے علم سے بہرہ مند ہونا تھا _

492

هل اتبعك على أن تعلمن مما علمت رشد

"رشداً" اگر مفعول نہ ہو تو آیت کا مطلب یوں ہو گا کہ میں رہنمائی پانے کیلئے پیروی کر رہا ہوں اور اگر وہ مفعول نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اس لیے آپ کی پیروی کر رہا ہوں کہ جو رہنمائی والی چیز ہے اسے مجھے بھی سکھا ئیں _
3_ حضرت موسی (ع) حضرت خضر(ع) کے "علم لدنی" کی احتیاج محسوس کر رہے تھے _

هل اتبعك على أن تعلمن مما علمت رشد

4_ حضرت موسی(ع) نے حضرت خضر(ع) کے پاس موجود علوم سے اپنی محرومیت کا اعتراف کیا اور ان کے علمی و عملی مقام کے مقابل، انکساری سے کام لیا _

هل اتبعك على أن تعلمن مما علمت

پیروی کیلئے آمادہ ہونے کا اظہار، حضرت موسی(ع) کی حضرت خضر(ع) کے کردار کے در مقابل خضوع کی علامت ہے اور سیکھنے کے لیے مشتاق ہونے کا اظہار، ان کے علم کے سامنے انکساری کی حکایت کر رہا ہے _
5_ حضرت موسی (ع)، کمال و رشد کے بلند مرتبہ پر پہنچنے کے لیے کسب علوم کے راستے کے ذریعہ کوشش کر رہے تھے _

هل اتبعك على أن تعلمن مما علمت رشد

6_ حضرت موسی(ع) کی نگاہ میں جناب خضر(ع)، ایک تعلیم یافتہ شخص تھے کہ جنہوں نے اپنے مخصوص علم کسب کیے ہوئے تھے _
مما علمت

7_ حضرت خضر(ع) کی خصوصی معلومات، الہی تعلیمات سے اخذ ہوئیں تھیں _
علمنه من لدنا علماً...مما علمت رشد

8_ حضرت موسی(ع) کی نظر میں حضرت خضر(ع)، کے علوم، انکی پیروی میں حاصل کیے جاسکتے ہیں _
هل اتبعك على أن تعلمن

9_ حضرت خضر(ع) کے علوم لدنی کی حدود وسیع تھیں _
تعلمن مما علمت

"مما" میں "من" کا معنی "تبعیض" ہے حضرت موسی(ع) اس تعبیر کے ساتھ بتا رہے ہیں کہ میں ان وسیع علوم میں کچھ سیکھنا چاہتا ہوں _

10_ راہ کمال کو طے کرنے اور خصوصی الہی معارف تک پہنچنے کیلئے ایک معلم اور رہنمائی کی احتیاج ہے _
هل اتبعك على أن تعلمن مما علمت رشد

یہ کہ حضرت موسی(ع) کمال تک پہنچنے کیلئے حضرت خضر(ع) کی پیروی ضروری سمجھتے تھے اور ان سے ملاقات کیلئے سفر اور اسکی مشکلات کو برداشت کیا یہ بتاتا ہے کہ وہ رہنمائی ضرورت محسوس کرتے تھے _

11_ حضرت موسیٰ (ع) نے اپنے ہم سفر کو حضرت خضر (ع) کی ہمراہی اور علوم کو کسب کرنے کے لیے مجبور نہیں کیا حضرت خضر (ع) کے ساتھ سفر میں حضرت موسیٰ (ع) کے ہمراہی کا تذکرہ نہیں ہوا ممکن ہے کہ وہ اس سفر میں حضرت موسیٰ سے جدا ہو گئے یا یہ کر موسیٰ (ع) اور خضر (ع) کی بلند وبالا شخصیت کی بناء پر بعد والی آیات میں صرف ان دونوں کا ذکر ہوا ہے گذشتہ آیات میں

493

- جملہ "ذلک ما کنّا نبغ" و سرے احتمال کی تائید کر رہا ہے۔
- 12_ الہی علماء کے مقابل، انکساری اور ادب کا لحاظ کرنا ضروری ہونا۔
هل أتبعك على أن تعلمن ممّا علمت رشد
- 13_ انبیاء کا علم محدود اور وسیع ہونے کی قابلیت رکھتا ہے۔
هل أتبعك على أن تعلمن ممّا علمت رشد
- 14_ علم و کمال سے بہرہ مند ہونے میں پیغمبروں کے مختلف درجات ہیں۔
هل أتبعك على أن تعلمن ممّا علمت رشد
- مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ خضر (ع) انبیاء میں سے ہوں۔
- 15_ علم کے تمام درجات اور آخری حد تک کمال کا حامل ہونا، نبوت کیلئے شرط نہیں ہے۔
هل أتبعك على أن تعلمن ممّا علمت رشد
- 16_ با ارزش ترین علم وہ علم ہے جو انسان کے معنوی رشد و کمال کی ضمانت دے۔
تعلمن ممّا علمت رشد
- 17_ الہی علوم، انسان کے رشد و کمال کی ضمانت دیتے ہیں۔
على أن تعلمن ممّا علمت رشد
- 18_ عالم کے ساتھ سفر اور علم و کمال کے کسب کرنے کی راہ میں مصیبتوں کو برداشت کرنا، قابل قدر ہے۔
لقد لقینا من سفرنا هذا نصیباً ... هل أتبعك على أن تعلمن ممّا علمت رشد
- 19_ عن جعفر بن محمد (ع) ... ان موسیٰ لما کلمہ اللہ تکلیماً .. قال فی نفسہ: "ما اری أنّ اللہ عزوجلّ خلق خلقاً علم منیٰ فاوحی اللہ عزوجلّ الی جبرئیل " یا جبرئیل ادرک عبدی موسیٰ قبل أن یهلك وقل له: إنّ عند ملتقى البحرین رجلاً عابداً فاتبعه تعلم منه (1) امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ ... جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ (ع) سے کلام کی تو موسیٰ (ع) نے اپنے دل میں کہا: "میں نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی مخلوق پیدا کی ہو جو مجھ سے زیادہ علم رکھے " اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو وحی کی: "اس سے پہلے کہ میرا بندہ ہلاک ہو اس تک پہنچو اور کہو: دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر ایک عبادت گزار شخص ہے اس کے ہمراہ جانو اور اس سے علم حاصل کرو"

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کے آثار 17

انبیاء :

انبیاء کا علم 14; انبیاء کا کمال 14; انبیاء کے درجات 14; انبیاء کے علم کا زیادہ ہونا 13; انبیاء کے علم کی حدود 13 اہمیتیں:

494

اہمیتوں کا معیار 16

خضر (ع) :

خضر (ع) سے سیکھنا 2; خضر (ع) سے سیکھنے کا پیش خیمہ 8; خضر (ع) کا علم لدنی 3، 4، 6، 7، 9; خضر (ع) کا قصہ 1، 2، 3، 4، 11; خضر (ع) کا معلم ہونا 7; خضر (ع) کی پیروی کے آثار 8; خضر (ع) کے فضائل 3، 4، 7، 9; خضر (ع) کے علم کی وسعت 9

دین :

دین سیکھنے کے شرائط 10

دینی علماء :

دینی علماء کا احترام 12; دینی علماء کی شخصیت کی اہمیت 12; دینی علماء کے در مقابل انکساری 12

روایت: 19

علم:

اہم ترین علم 16; علم کے آثار 15، 5; علم کے حصول میں مصیبتوں کے برداشت کرنے کی اہمیت 18

علماء :

علماء کے ساتھ سفر کرنے کی اہمیت 18

کمال :

کمال کے اسباب 16'17; کمال کے شرائط 10

معلم :

معلم کا کردار 10

موسیٰ (ع) :

اللہ تعالیٰ کا موسیٰ (ع) سے کلام کرنا 19; خضر (ع) کے ساتھ موسیٰ (ع) کی ہمراہی 1، 2; موسیٰ (ع) کا اجازت لینا 1; موسیٰ (ع) کا اقرار 4; موسیٰ (ع) کا قصہ 1، 2، 3، 4، 5، 11; موسیٰ (ع) کی انکساری 4; موسیٰ (ع) کے اہداف 2; موسیٰ (ع) کی تعلیم 19; موسیٰ (ع) کی خضر (ع) سے ملاقات کا فلسفہ 19; موسیٰ (ع) کی رائے 6، 8; موسیٰ (ع) کی کوشش 5; موسیٰ (ع) کی معنوی ضروریات 3; موسیٰ (ع) کے علم کا محدود ہونا 4، 19; موسیٰ (ع) کے کمال کے اسباب 5; موسیٰ (ع) کے ہمسفر 11

نبوت :

نبوت کے شرائط 15

ہدایت کرنے والے :

ہدایت کرنے والوں کا کردار 10

.....

(1) علل الشرائع ص 59 ج 1 ب 54 تفسیر برہان ج 2 ص 472 ح 1 _

495

قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا (٦٧)

اس بندہ نے کہا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے (67)

1_ حضرت خضر (ع) نے خصوصی علوم کے حصول کیلئے حضرت موسیٰ (ع) کو اپنی ہمراہی پر عاجز پایا _

هَلْ أَتَبَعَكَ... قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا

2_ حضرت خضر (ع) نے حضرت موسیٰ (ع) کو نصیحت کی کہ حوصلہ نہ رکھنے کی بناء پر انکی ہمراہی کا ارادہ ترک

کر دیں _

إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا

3_ حضرت خضر (ع) کے کام دوسروں کیلئے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ (ع) جیسی ہستی کیلئے نا قابل تحمل اور مبہم

تھے _

قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا

"معی" پر تاکید کرنا بتاتا ہے کہ فقط علوم کی تعلیم مشکل پیدا نہیں کرتی تھی بلکہ خود حضرت خضر (ع) کی ہمراہی کہ جس

کا نتیجہ انکے علوم کی بنا پر انکے کردار کا مشاہدہ کرنا تھا یہ حضرت موسیٰ (ع) کیلئے قابل تحمل نہ تھی _

- 4_ حضرت خضر (ع) پہلے سے ہی حضرت موسیٰ (ع) کی باطنی صفات سے آگاہ تھے۔
 قال إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرٌ
 حضرت ت خضر (ع) کی جانب سے حضرت موسیٰ (ع) کے تحمل نہ کرنے کی پیشگوئی دو وجود بات میں سے ایک وجہ ہو سکتی ہے (1) حضرت خضر (ع) کا حضرت موسیٰ (ع) کی فکری اور روحی خصوصیات سے مطلع ہونا (2) یہ کہ اصولی طور پر ایسے علوم کا تحمل کرنا حضرت خضر کے علاوہ کسی اور کیلئے ممکن نہ تھا۔ مندرجہ بالا مطلب کی بناء پہلا احتمال ہے۔
 5_ حضرت خضر (ع) اور اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کے علم سے ایک جر عہ لینے کیلئے بہت سے صبر اور تحمل کی ضرورت ہے۔
 قال إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرٌ
 حضرت خضر (ع) کا حضرت موسیٰ (ع) کو خبردار کرنا، در حقیقت اس نکتہ کو بیان کر رہا ہے کہ حضرت خضر (ع) کی ہمراہی اور اس سے علوم کا کسب بہت سے صبر کا محتاج ہے۔
 6_ حضرت خضر (ع) کا حضرت موسیٰ (ع) سے بلند مرتبہ تھا۔
 إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرٌ
 7_ ایک معلم اور مربی کو چاہیے کہ وہ لوگوں کی استعداد و صلاحیت کو مد نظر رکھے اور نئے سیکھنے والوں کو تعلیم

496

کی دشواریوں سے آگاہ کریں۔
 إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرٌ
 اسے پہلے کہ حضرت خضر (ع)، حضرت موسیٰ (ع) کی اپنے ساتھ ہمراہی کو قبول کرنا نہیں اس راہ کی مشکلات سے آگاہ کر رہے ہیں ساتھ ہی ان کے تحمل نہ کرنے پر زور دے رہے ہیں۔ اس آیت سے اہل علم و دانش کیلئے ایک پیغام لیا جاسکتا ہے اور وہ یہ کہ طالب علم کے تحمل کو دیکھے اور اسے اس راہ کی دشواریوں سے آگاہ کرے۔

- استعداد :
 استعداد کا کردار 7
 انبیاء :
 انبیاء کے درجات 6
 تعلیم :
 تعلیم کی روش 7
 خضر (ع) :
 خضر کا علم 4؛ خضر (ع) کا قصہ 1، 2، 3، 4؛ خضر (ع) کی رائے 1؛ خضر (ع) کی طرف سے سیکھنے کی شرائط 5؛
 خضر (ع) کی نصیحتیں 2؛ خضر (ع) کے درجات 6؛ خضر (ع) کے عمل کا تعجب خیز ہونا 3
 علم :
 علم کے حصول میں صبر کی اہمیت 5
 معلم :
 معلم کا کردار 7
 موسیٰ (ع) :
 موسیٰ (ع) کا عجز 1، 2؛ موسیٰ (ع) کا قصہ 1، 2، 3، 4؛ موسیٰ کو نصیحت 2؛ موسیٰ (ع) کی بے صبری 2؛ موسیٰ (ع) کی باطنی صفات 4؛ موسیٰ (ع) کی خضر کے ساتھ ہمراہی 1، 2؛ موسیٰ (ع) کی خصوصیات 4؛ موسیٰ (ع) کے درجات 6

تفسیر راہنما جلد 10

وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا (٦٨)

اور اس بات پر کیسے صبر کریں گے جس کی آپ کو اطلاع نہیں ہے (68)

1_ حضرت موسیٰ (ع) ، حضرت خضر (ع) کی زندگی اور افعال مینوشیدہ اسرار اور انکی جہات سے زیادہ مطلع نہ تھے۔
وکیف تصبر علی ما لم تحط بہ خبر
"إحاطة" فعل "لم تحط" کا مصدر ہے یعنی "کسی چیز پر احاطہ رکھنا اور اس سے کامل طور پر

497

واقف ہونا"مورد بحث آیت مینکلمہ " خبراً" جو کہ "علماً" کا معنی دیتا ہے اور "احاطہ" کیلئے تمیز ہے اسی سے مراد ،کامل طور علمی احاطہ ہے۔

2_ حضرت خضر (ع) حضرت موسیٰ (ع) کے اپنے کردار کی جہات سے اطلاع نہ رکھنے کو حضرت موسیٰ (ع) کے صبر نہ کرنے کی دلیل جانتے تھے۔

إِنَّكَ لَن تَسْتَبِيعَ... وکیف تصبر علی ما لم تحط بہ خبر

3_ حضرت خضر (ع) کے افعال، حضرت موسیٰ (ع) جیسے شخص تک کیلئے ظاہراً معمول سے ہٹ کر اور بہت مجہول پہلوؤں پر مشتمل تھے۔

وکیف تصبر علی ما لم تحط بہ خبر

4_ بہت سارے مسائل میں انسان کا بے صبر ہونا اس کا ان اسرار اور حقیقت حال سے جاہل ہونے کی بناء پر ہے۔

وکیف تصبر علی ما لم تحط بہ خبر

5_ علم و آگاہی صبر اور تحمل کا پیش خیمہ ہے۔

وکیف تصبر علی ما لم تحط بہ خبر

جلد بازی :

جلد بازی کے اسباب 4

جہالت :

جہالت کے آثار 4

خضر (ع) :

خضر (ع) کا قصہ 2، 3؛ خضر (ع) کی فکر 2؛ خضر (ع) کے عمل کا تعجب خیز ہونا 3؛ خضر (ع) کے عمل کا راز 2، 1

صبر :

صبر کا باعث 5

علم :

علم کے آثار 5

موسیٰ :

موسیٰ کا قصہ 2، 3؛ موسیٰ کے عجز کے دلائل 2؛ موسیٰ کے علم کی حدود 2، 1

قَالَ سَتَدِينِي إِن شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا (٦٩)

موسیٰ نے کہا کہ آپ انشاء اللہ مجھے صابر پائیں گے اور میں آپ کے کسی حکم کی مخالفت نہ کروں گا (69)

1_ حضرت موسیٰ (ع) نے حضرت خضر (ع) کے افعال اور جو ان سے سیکھنا تھا انکے در مقابل صبر و تحمل اختیار کرنے ک

498

وعدہ دیا _

قال ستجدنی ان شاء الله صابراً ولا أعصى لك امر
جملہ "ستجدنی..." (آپ مجھے صابر پائیں گے) اس سے حکایت کر رہا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) ایسے صبر کی خبر دے رہے تھے کہ جس کے آثار واضح ہونگے یہ تعبیر "سا صبر" یا اس کی مانند دوسرے کلمات کے ساتھ مقایسہ کریں تو ان کی نسبت زیادہ تاکید لیے ہوئے ہے۔

2_ حضرت موسیٰ (ع) نے حضرت خضر (ع) کی مکمل اطاعت اور ان کے فرامین سے نافرمانی نہ کرنے پر تاکید کی _
ستجدنی ان شاء الله صابراً ولا أعصى لك امر

3_ حضرت موسیٰ (ع) ، حضرت خضر (ع) کو وعدہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی یاد اور کامنینا الہی مشیت کے کردار سے غافل نہ تھے _

ستجدنی ان شاء الله صابر

4_ حضرت موسیٰ (ع) نے اپنے معلم حضرت خضر (ع) کے مقابل مکمل ادب اور متانت کا اظہار کیا _

هل أتبعك... ستجدنی... ولا أعصى

حضرت موسیٰ (ع) کے کلام میں ادب و متانت کے بہت سے موارد موجود ہیں (الف): اپنی درخواست کو استفہام سے شروع کیا (هل أتبعك) (ب): حضرت خضر کے علم کے سرچشمہ کو عزت و احترام کی خاطر صیغہ مجہول کی صورت میں "عَلِمْتَ" بیان کیا (ج): انکے علم کو کمال لانے والا جانا (رشداً) (د): ان کے کچھ علم کو چاہا (مما علمت) (ه): صبر کا واضح طور پر وعدہ نہیندیا بلکہ "ستجدنی ان شاء الله..." کی صورت میں ذکر کیا اور انکی نصیحتوں کو امر کے عنوان سے لیا اور وعدہ دیا کہ انکے کسی حکم کی نافرمانی نہ کریں گے (المیزان ج 13)

5_ حضرت موسیٰ (ع) ، حضرت خضر (ع) کے علوم کے حصول کیلئے بہت مشتاق تھے _

قال ستجدنی ان شاء الله صابراً ولا أعصى لك امر

6_ وعدوں اور آئندہ کاموں کے انجام دینے میں ضمانت دینے پر، ہمیشہ الہی مشیت کو یاد رکھنا چاہیے _

ستجدنی ان شاء الله صابراً ولا أعصى لك امر

7_ صابر ہونا اور استاد کی اطاعت، علم سیکھنے کا ادب اور شرط ہے _

ولا أعصى لك امر

8_ عن جعفر بن محمد (ع) ... قال موسیٰ "ستجدنی ان شاء الله صابراً ولا أعصى لك امر" فلما استثنی المشیة قبلہ... (1)
امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ موسیٰ (ع) نے خضر (ع) سے کہا "ستجدنی ان شاء الله صابراً..." پس چونکہ انہوں نے مشیت الہی کا ذکر کیا (یعنی انشاء اللہ کہا) خضر (ع) نے انہیں قبول کر لیا ...

.....

(1) علل الشرایع ص 6 ح 1 ب 54، نور الثقلین ج 3 ص 281 ح 154 _

499

اشتقاق :

علم حاصل کرنے کا اشتقاق 5

اطاعت:

خضر کی اطاعت 2، معلم کی اطاعت 7

خضر :

خضر کا احترام 4 ، خضر کا علم 5، خضر کا قصہ 1، 2، 4، 5

ذکر:

الہی مشیت کا ذکر 3; الہی مشیت کے ذکر کی اہمیت 6; مشیت الہی کے ذکر کرنے کے آثار 8

ذکر کرنے والے 3:

روایت: 8

علم حاصل کرنا:

علم حاصل کرنے کی شرائط 7; علم حاصل کرنے کے آداب 7; علم حاصل کرنے میں صبر 7

معلم:

معلم کا احترام 4

موسیٰ (ع):

موسیٰ (ع) کا ادب 4; موسیٰ (ع) کا اشتیاق 5; موسیٰ (ع) کا صبر 8; موسیٰ (ع) کا علم حاصل کرنا 1; موسیٰ (ع) کا

قصہ 1, 2, 4, 5; موسیٰ (ع) کا معلم 5; موسیٰ (ع) کا وعدہ 1, 2, 3

وعدہ:

وعدہ کے آداب 6

قَالَ فَإِنْ أَتَيْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا (۷۰)

اس بندہ نے کہا کہ اگر آپ کو میرے ساتھ رہنا ہے تو بس کسی بات کے بارے میں اس وقت تک سوال نہ کریں جب تک میں خود اس کا ذکر نہ شروع کر دوں (70)

1_ حضرت خضر (ع) نے حضرت موسیٰ (ع) کی اپنی ہمرابی کے حوالے سے در خواست پر مشروط موافقت کی _

قَالَ فَإِنْ أَتَيْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ

2_ حضرت خضر (ع) کی حضرت موسیٰ (ع) کی ہمرابی کے حوالے سے یہ شرط تھی کہ وہ انکی وضاحت دینے سے پہلے خود کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کریں _

فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا

3_ حضرت خضر (ع) چاہتے تھے کہ حضرت موسیٰ (ع) اسرار و رموز کو سمجھنے میں عجلت سے کام نہ لیں اور ان پر بلا چوں چرا اپنی اتباع لازم نہ ہونے کی _

500

حتیٰ ا حدث لك منه ذکر

4_ حضرت خضر (ع) نے حضرت موسیٰ (ع) کو آگاہ فرمایا کہ وہ جو انجام دینگے دلیل و حکمت سے خالی نہیں ہوگا _

حتیٰ ا حدث لك منه ذکر

5_ حضرت خضر (ع) نے حضرت موسیٰ (ع) کو وعدہ دیا کہ آخر میناپنے کام کے کچھ رموز، ان پر واضح کریں گے _

ا حدث لك منه ذکر

"منہ" میں "من" تبعیض کیلئے ہے اور یہ بتا رہا ہے کہ حضرت خضر (ع) نے اپنے عمل کی خصوصیات میں سے کچھ بیان کرنے کا وعدہ دیا تھا _

6_ آگاہی کے زمینہ فراہم ہونے سے پہلے سوال کرنے میں عجلت، علم حاصل کرنے کے آداب سے نہیں ہے _

فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ

خضر (ع):

خضر (ع) کے عمل کا راز بیان ہونا 4, 5; خضر (ع) کی پیروی 3; خضر (ع) کے تقاضے 3; خضر (ع) کی تعلیمات 4,

خضر (ع) کا قصہ 1, 2, 3, 5; خضر (ع) کے وعدے 5

سوال:

سوال میں عجلت 6

علم حاصل کرنا:

علم حاصل کرنے کے آداب 6

موسیٰ (ع) :

موسیٰ (ع) کی پیروی 3، موسیٰ (ع) کے تقاضے 1، موسیٰ (ع) کا صبر 3، موسیٰ (ع) کا قصہ 1، 2، 3، 5، موسیٰ (ع) کو وعدہ 5، موسیٰ (ع) کی خضر (ع) کے ساتھ ہمرابی 2، 1

فَانْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا قَالَ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا (٧١)
پس دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو اس بندہ خدا نے اس میں سوراخ کر دیا موسیٰ نے کہا کہ کیا آپ نے اس لئے سوراخ کیا ہے کہ سواروں کو ڈبو دیں یہ تو بڑی عجیب و غریب بات ہے (71)

1_ حضرت موسیٰ (ع)، حضرت خضر (ع) کی شرط قبول کرتے ہوئے انکے ہمراہ چل پڑے۔

501

فَانْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ

"انطلاق" یعنی روانہ ہونا اور چلنا "فانطلقا" میں "فاء" دلالت کر رہی ہے کہ موسیٰ (ع) نے خضر (ع) کی شرائط قبول کی اور انہوں نے موسیٰ (ع) کو ہمرابی کی اجازت دی۔

2_ حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) اپنی ہمرابی کے پہلے مرحلے میں ایک کشتی میں سوار ہوئے۔
فَانْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ

3_ حضرت موسیٰ (ع) کے ہمسفر (یوشع) (ع) حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) کے سفر کے شروع میں ہی ان سے جدا ہو گئے۔

فَانْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ

اس آیت میں حضرت موسیٰ (ع) کے پہلے ہمسفر "یوشع" (ع) کا نام نہیں لیا گیا ممکن ہے کہا جائے کہ بعد والے سفر میں وہ نہیں تھے اور انہیں اجازت نہیں ملی تھی "فانطلقا" اور "رکبا" میں تنبیہ کی ضمیر اس بات پر روشن گواہ ہے۔

4_ حضرت خضر (ع) نے کشتی پر سوار ہونے کے بعد اس میں سوراخ کیا کہ کشتی والے غرق ہونے کے خطرہ میں پڑ گئے۔

حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَ

"خرق" یعنی اور سوراخ کرنا اور توڑنا

5_ حضرت موسیٰ (ع) حضرت خضر (ع) کے کشتی توڑنے کے عمل پر حیران رہ گئے اور ان پر اعتراض کیا۔
قَالَ اٰخَرَقْتُهَا لِتُغْرِقَ اٰهْلُهَا

6_ حضرت خضر (ع) نے کشتی میں سوراخ، دوسرے کشتی سوار لوگوں کی نگاہوں سے ہٹ کر کیا تھا۔

خَرَقَهَا قَالَ اٰخَرَقْتُهَا لِتُغْرِقَ اٰهْلُهَا

واضح سی بات ہے کہ اگر لوگوں کی نگاہوں کے سامنے سوراخ ہوتا تو سب ان پر اعتراض کرتے اور انہیں ایسا کرنے سے روک دیتے یہ کہ صرف موسیٰ (ع) نے اعتراض اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ کام دوسروں کی نگاہوں سے ہٹ کر تھا۔

7_ حضرت خضر کے عمل پر حضرت موسیٰ (ع) کے اعتراض کی وجہ، کشتی والوں کا غرق ہونے کے خطرے میں پڑنا تھا۔

قَالَ اٰخَرَقْتُهَا لِتُغْرِقَ اٰهْلُهَا

8_ حضرت موسیٰ (ع) کی نظر میں حضرت خضر (ع) کا کشتی کو نقصان پہنچانا، ایک غلط اور ناقابل توجہ کام تھا۔

لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا

"إمر" سے مراد "بہت برا" اور "بہت عجیب" ہے "لسان العرب"

9_ لوگوں کی جان کو خطرے میں ڈالنا، ایک مذموم اور غلط کام ہے۔

أَخَرَقْتُهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا

10_ حضرت خضر (ع) کے ہاتھوں سوراخ ہونے والی کشتی میں مسافر موجود تھے۔

اخرقتها لتغرق اهلها

11_ حضرت موسی (ع) نے حضرت خضر (ع) سے بے گناہ انسانوں کو غرق کرنے جیسی غلطیوں کی نفی نہی کی۔
اخرقتها لتغرق اهلها لقد جئت شيئاً اُمر

502

12_ لوگوں کو ضرور پہنچا نے والے مسائل سے بے اعتنائی کی اور غلط کاموں کے مقابل سکوت، حضرت موسی (ع) کی طبیعت اور منش سے بعید تھا۔
اخرقتها لتغرق اهلها لقد جئت شيئاً اُمر

خضر (ع) :

خضر (ع) پر اعتراض 5؛ خضر (ع) پر اعتراض کا فلسفہ 7؛ خضر (ع) کا سفر 3، 2، 1؛ خضر (ع) کا قصد 6، 5، 4، 3، 2، 1، 10، 8، 7؛ خضر (ع) کی عصمت 11؛ خضر (ع) کے تقاضوں کا قبول ہونا 1؛ خضر (ع) کے عمل پر تعجب 5؛ خضر (ع) کے عمل کا ناپسندیدہ ہونا 8؛ خضر (ع) کے قصے مینکشتی کے مسافر 7، 10؛ خضر (ع) کے قصہ میں کشتی مینسورخ 5، 6، 8؛ کشتی میں خضر (ع) 2، 4، 6

عمل :

ناپسندیدہ عمل 9

لوگ:

لوگوں کو ضرور پہنچا نے کا ناپسندیدہ ہونا 9

موسی (ع) :

موسی (ع) کا اعتراض 5؛ موسی کا تعجب 5؛ موسی (ع) کا ذمہ داری لینا 12؛ موسی (ع) کا سفر 3، 2، 1؛ موسی (ع) کا قصہ 1، 2، 3، 4، 5، 6، 7، 8، 11؛ موسی (ع) کشتی میں 2؛ موسی (ع) کی خضر کے ساتھ ہمرابی 1، 2؛ موسی (ع) کی رائے 8، 11؛ موسی (ع) کی سیرت 12؛ موسی (ع) کے اعتراض کا فلسفہ 7

نہی عن المنکر:

نہی عن المنکر کی اہمیت 12

یوشع (ع) :

یوشع (ع) اور موسی (ع) کی جدائی 3

قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا (٧٢)

اس بندہ خدا نے کہا کہ میں نے نہ کہا تھا آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے (72)

1_ حضرت خضر (ع) نے حضرت موسی (ع) کے اعتراض کو ان کے صبر نہ کرنے پر اپنی پیش گوئی کے صحیح ہونے پر دلیل شمار کیا اور اپنی پیش گوئی انہیں یاد دلانی۔

قال ا لم أقل إنك لن تستطع معي صبر

2_ اولیاء خدا اور خصوصی الہی علوم کے حامل لوگوں سے بہرہ مند ہونے کیلئے انکی صحبت مینصبر وتحمل ضروری شرط ہے۔

ا لم أقل إنك لن تستطع معي صبر

503

یہ بات مسلم ہے کہ حضرت موسی (ع) حصول علم کی خاطر حضرت خضر (ع) کے ہمراہ ہوئے تھے اور انہوں نے صبر اور سوال کرنے مینعجلت نہ کرنے کو لازمی شرط قرار دیا تھا اس آیت میندوبارہ اس ضروری شرط پر تاکید کی ہے۔

3_ حضرت خضر (ع) نے حضرت موسی (ع) کو کشتی میں عیب ڈالنے کے راز سے آگاہ نہ ہونے کی بناء پر اس کام مینان کے خیال کو غلط قرار دیا۔

أخرقتها لتغرق أهلها... ألم أقل إنك لن تستطيع معي صبر

اولياء الله :

اولياء الله سے بہرہ مند ہونے کے شرائط 2; اولیاء اللہ کی ہم نشینی کے آداب 2; اولیاء اللہ کی ہم نشینی مینصبر 2

خضر(ع) :

خضر(ع) کا قصہ 1, 3; خضر(ع) کی پیش گوئی 1; خضر(ع) کے قصہ میں کشتی مینسور اخ 3

علماء :

علماء سے بہرہ مند ہونے کے شرائط 2; علماء کے ساتھ ہم نشینی کے آداب 2; علماء کے ساتھ ہم نشینی مینصبر 2

موسی(ع) :

موسی(ع) کا اعتراض 1; موسی(ع) کا قصہ 1, 3; موسی(ع) کی غلطی کرنا 3; موسی(ع) کے

علم کا محدود ہونا 3

تفسیر راہنما جلد 10

قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا (٧٣)

موسی نے کہا کہ خیر جو فروگذاشت ہوگئی اس کا مواخذہ نہ کریں اور معاملات میں اتنی سختی سے کام نہ لیں (73)

1_ حضرت موسی(ع) اپنی بے صبری کے حوالے سے حضرت خضر(ع) کی بات یاد آنے پر، اپنے اعتراض کی غلطی سمجھ گئے۔

قال لا تؤاخذني بما نسيت

2_ حضرت موسی(ع) نے حضرت خضر(ع) کی ہمارہی کی شرط کی پابندی نہ کرنے اور ان پر غلط اعتراض کرنے کی بناء پر اپنے آپ کو گرفت کے لائق سمجھا اور حضرت خضر(ع) سے تقاضا کیا کہ وہ چشم پوشی فرمائیں۔

504

قال لا تؤاخذني بما نسيت

3_ حضرت موسی(ع) نے حضرت خضر(ع) سے کیے ہوئے اپنے عہد سے رو گردانی، بھولنے کی وجہ سے کی۔

قال لا تؤاخذني بما نسيت

4_ بھول چوک ایک قابل قبول عذر ہے۔

لا تؤاخذني بما نسيت

5_ اولیاء اللہ اور کامل ترین انسان، بھولنے کی صورت میں بھی اپنی خطا پر بھی خود کو گرفت و مواخذہ کا مستحق

سمجھتے ہیں۔

لا تؤاخذني بما نسيت

حضرت موسی(ع) کی حضرت خضر(ع) سے گرفت نہ کرنے کی درخواست بتا رہی ہے کہ بھولنے کی صورت میں بھی

خطا قابل گرفت ہے۔

6_ نبوت کی حدود سے ہٹ کر ذاتی امور میں انبیاء پر بھول چوک کا عارض ہونا، ممکن ہے۔

قال لا تؤاخذني بما نسيت

7_ حضرت موسی(ع) نے اپنی بھول اور عہد کی پابندی نہ کرنے کی بناء پر حضرت خضر(ع) سے درگزر کرنے اور

سختی نہ کرنے کا تقاضا کیا۔

قال لا تؤاخذني بما نسيت ولا تربقني من أمرى عسر
 "ارباق" سے مراد "کسی کو سخت کام پر لگانا" (قاموس) "لا تربقني" کا مطلب یہ ہے کہ دشوار کام (مثلاً جدا ہونا اور
 ہمرابی کی اجازت ختم کرنا) مجھ سے نہ لیں اور مجھے زحمت میں نہ ڈالیں یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ "عسراً" لا تربقني
 کا دوسرا مفعول ہے۔

8_ حضرت خضر (ع) سے جدائی اور ان کے علوم کے حصول سے محروم رہ جانا حضرت موسیٰ (ع) کے لیے ایک دشوار
 کام تھا۔

لا تؤاخذني بما نسيت ولا تربقني من أمرى عسر
 "من أمری" میں امر سے مراد حضرت خضر کی اتباع اور ان سے علم کا حصول ہے۔ آیت کے اس حصہ سے مراد یہ ہے
 کہ ہمرابی کی اجازت ختم کرتے ہوئے مجھے میرے کام اور مقصد میں مشکل اور زحمت میں نہ ڈالیں۔

9_ حضرت موسیٰ (ع)، حضرت خضر (ع) کی ہمرابی پر بہت اصرار کیے ہوئے تھے۔
 لا تؤاخذني... ولا تربقني من أمرى عسر

انبياء :

انبياء کی عصمت 6; انبياء کے بھولنے کی حدود 6

انسان :

انسان کامل، کی نظر 5

اولیاء اللہ :

اولیاء اللہ کا بھولنا 5; اولیاء اللہ کی خطا کے آثار 5; اولیاء اللہ کی گرفت کے اسباب 5; اولیاء اللہ کی نظر 5
 بھولنا :

505

بھولنے کا عذر 4

خضر :

خضر سے معذرت خواہی 7، 2; خضر کا قصہ 1، 2، 3، 7

خود :

خود پر سرزنش 5

عذر :

قابل قبول عذر 4

موسیٰ (ع) :

موسیٰ (ع) کا اعتراض رد ہونا 1; موسیٰ (ع) کا بھولنا 7; موسیٰ (ع) کا علم حاصل کرنا 8; موسیٰ (ع) کا عہد اور خضر (ع)

3; موسیٰ (ع) کا قصہ 1، 2، 3، 7; موسیٰ (ع) کی بے صبری 1; موسیٰ (ع) کی خضر (ع) سے جدائی 8; موسیٰ (ع) کی

خضر (ع) کے ساتھ ہمرابی 9; موسیٰ (ع) کی عہد شکنی 2، 3; موسیٰ (ع) کی فراموشی کے آثار 3; موسیٰ (ع) کی مشکلات

8; موسیٰ (ع) کی معذرت طلبی 2، 7; موسیٰ (ع) کے تقاضے 9

فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا لَوِيَّا غُلَامًا فَقَتَلَهُ قَالَ أَقْتَلْتَنِي نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا (٧٤)

پھر دونوں آگے بڑھے یہاں تک کہ ایک نوجوان نظر آیا اور اس بندہ خدا نے اسے قتل کر دیا موسیٰ نے کہا کہ کیا آپ نے ایک

پاکیزہ نفس کو بغیر کسی نفس کے قتل کر دیا ہے یہ تو بڑی عجیب سی بات ہے (74)

1_ حضرت خضر (ع) نے حضرت موسیٰ (ع) کی معذرت کو قبول کیا اور انہیں اپنی ہمرابی کی اجازت دی۔

فانطلق

"فانطلقا" میں "فای" فصیحہ ہے جو کہ کچھ جملات کے حذف ہونے کو بیان کر رہی ہے مثلاً یہ کہ خضر (ع) نے موسیٰ

(ع) کی معذرت کو قبول کیا اور اسے اپنی ہمرابی کی اجازت دی وہ دونوں کشتی سے اتر گئے اور چل پڑے۔

2_ حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) کشتی کے واقعہ کے بعد اس سے اتر گئے اور خشکی والی جگہ پر انہوں نے ایک

نوجوان سے ملاقات کی _

فانطلقا حتّٰی إذا لقيا غلام

"غلام" یعنی وہ کہ جسکی مونچھیں تازہ ہی نکلی ہوں (معجم مقاییس اللغة)

3_ خطا کا ر لوگوں کی معذرت قبول کرنا اور انکی معافی

506

اور در گزر کرنے کی درخواست قبول کرنا ، اولیاء اللہ کی صفات میں سے ہے _

لا تؤاخذنی بما نسیت ... فانطلق

4_ حضرت خضر (ع) نے نوجوان کو دیکھتے ہی اسے قتل کر دیا _

حتّٰی إذا لقيا علماً فقتله

"فقتله" میں "فاء" پر عطف سے ظاہر یہ ہے کہ حضرت خضر نے بغیر کسی تمہید و مقدمے کے نوجوان سے ملتے ہی اسے قتل کر دیا _

5_ حضرت موسیٰ (ع) نے اس مقتول نوجوان کو بے گناہ جانا اور خضر سے اس کے قتل کرنے پر شدید اعتراض کیا _

قال أقتلت نفساً زکیةً بغیر نفس لَقَدْ جئتُ شیئاً نکر

"زکوة" سے مراد طہارۃ اور "صلاحیت" نمو ، برکت اور مدح ہے (لسان العرب) آیت میں "زکیہ" سے مراد، نوجوان کے گناہ سے طاہر اور پاک ہونے کی توصیف کرنا ہے _

6_ جرم کے ثابت ہونے سے پہلے ، قانون یہ ہے کہ مجرم نہیں ہے _

اقتلت نفساً زکیةً بغیر نفس

موسیٰ (ع) نے مقتول نوجوان کو پاک و پاکیزہ سمجھا _ یہ کہ حضرت موسیٰ (ع) کو کہاں سے معلوم تھا کہ اس نوجوان نے کسی کو قتل نہیں کیا ہے کہ اس سے قصاص لیا جائے دو احتمال ہیں (1) جرم ثابت ہونے سے پہلے قانون برائت ہے _

(2) حقیقت سے غیبی علم کے ذریعہ مطلع ہونا _ مندرجہ بالا مطلب پہلے احتمال کی بناء پر ہے _

7_ حضرت موسیٰ (ع) بعض، پوشیدہ امور سے آگاہ تھے _

اقتلت نفساً زکیةً بغیر نفس

حضرت موسیٰ (ع) کا مقتول نوجوان کے قاتل نہ ہونے سے آگاہی ممکن ہے ان کے غیبی علوم کی بناء پر ہو _

8_ حضرت موسیٰ (ع)، غلط اور خلاف شرع افعال کے حوالے سے شدید حساس تھے _

قال اقتلت نفساً زکیةً بغیر نفس

پہلے سے وعدہ اور عہد کے باوجود، حضرت موسیٰ (ع) کا حضرت خضر (ع) پر اعتراض بتا رہا ہے کہ ان چیزوں کے حوالے سے حضرت موسیٰ (ع) اس قدر حساس تھے کہ ان کی وجہ سے یا تو اپنا وعدہ اور عہد بھول گئے یا اسے نظر انداز کر دیا تھا _

9_ قاتل سے قصاص لینا اور اسے قتل کے جرم میں قتل کرنا، حضرت موسیٰ (ع) کی شریعت میں جائز تھا _

اقتلت نفساً زکیةً بغیر نفس

"بغیر نفس" کے مفہوم سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کو قصاص کی بناء پر قتل کیا جائے تو حضرت موسیٰ (ع) کی نگاہ میں قابل قبول تھا اور وہ اس صورت میں حضرت خضر (ع) پر اعتراض نہ کرتے _

10_ بے گناہ شخص کو قتل کرنا، برا اور غلط کام ہے "لَقَدْ جئتُ شیئاً نکرأ"

"نکرأ" صفت مشبہ ہے اور "منکر" کا معنی دیتی ہے یعنی قبیح ، ناپسندیدہ اور غلط کام _

11_ عن أبی عبد اللہ (ع) ... بینما العالم یمشی مع موسیٰ (ع) إذا ہم بغلام یلعب قال

507

"فوکزه العالم ، فقتله _ فقال له موسیٰ (ع) : اقتلت نفساً زکیةً بغیر نفس لَقَدْ جئتُ شیئاً نکرأ؟" قال : "فا دخل العالم یدہ فاقبل کتفہ

فا إذا علیہ مکتوب : کافر مطبوع" (1)

امام صادق (ع) سے روایت نقل ہوئی ہے ... اس وقت کہ عالم (خضر (ع) موسیٰ (ع) کے ہمراہ جارہے تھے یکدم ایک

لڑکے سے ملے کہ جو کھیل رہا تھا _ امام (ع) فرماتے ہیں کہ اس عالم نے اسے گھونسا مارا اور اسے قتل کر دیا موسیٰ (ع)

نے اسے کہا : ا قتلنت نفساً ذکّیة بغیر نفس ...؟ امام فرماتے ہیں: اسکے بعد عالم نے ہاتھ بڑھا یا اور لڑکے کا کندھا نکالا کہ جس پر لکھا ہوا تھا کافر مطبوع (یعنی وہ کافر کہ جس پر کفر کی مہر لگی ہو)

12_ عن أبی عبد اللہ (ع) : ... وخرجا (موسی) (ع) وخضر (ع) (علی ساحل البحر فإذا غلام یلعب مع غلمان ... فتورّ کہ العالم فذبّحه (2)

امام صادق (ع) سے روایت نقل ہوئی ہے ... وہ دونوں (موسی) (ع) اور خضر (ع) (دریا کے ساحل پر کشتی سے نکلے یکدم ایک لڑکے سے ملے کہ جو دوسرے چند لڑکوں سے کھیل رہا تھا ... پس اس عالم (خضر) (ع) نے اسے 1 پنے زانو پر ڈالا اور ذبح کر دی

اولیاء اللہ :

اولیاء اللہ کا عفو کرنا 3; اولیاء اللہ کی صفات 3

بے گناہ لوگ:

بے گناہ لوگوں کے قتل کا ناپسندیدہ ہونا 10

خضر (ع) :

خضر (ع) پر اعتراض 11، 5; خضر (ع) کا سفر 1; خضر (ع) کا قصہ 1، 2، 4، 5، 11، 12; خضر (ع) کی نوجوان سے ملاقات

2; خضر (ع) کے قصہ مینوجوان کا قتل 4، 11، 12; خضر (ع) کے قصہ میں نوجوان کے قتل کا فلسفہ 11; خضر (ع) کے

قصہ میں نوجوانوں کی بے گناہی 5

خطاکار لوگ:

خطاکار لوگوں کو معاف کرنا 3; خطاکار لوگوں کی معذرت قبول کرنا 3

روایت: 11، 12

عمل :

ناپسندیدہ عمل 10

قانون برائت: 6

قصاص:

قصاص کے احکام 9; یہودیت میں قصاص 9

موسی (ع):

موسی (ع) کا اعتراض 11، 5; موسی (ع) کا دینی تعصب 8; موسی (ع) کا سفر 1; موسی (ع) کا علم غیب 7; موسی (ع) کا قصہ

1، 2، 4، 5، 11، 12; موسی (ع) کی خضر کے ساتھ ہمرابی 1; موسی (ع) کی فکر 5; موسی (ع) کی معذرت قبول

ہونا 1; موسی (ع) کی نوجوان کے ساتھ ملاقات 2

.....

(1) تفسیر عیاشی ج 2 ص 335 ج 53 ، نور الثقلین ج 3 ص 286 ج 167_

(2) تفسیر عیاشی ج 2 ص 333 ج 47 ، نور الثقلین ج 3 ص 1516_

508

قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَّكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا (٧٥)

بندہ صالح نے کہا کہ میں نے کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے ہیں (75)

1_ حضرت خضر (ع) نے دوسری بار اور بڑے واضح انداز میں حضرت موسی کی بے صبری اور بلاوجہ سوالات پر

انہیں تنبیہ اور خبردار کیا _

لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نَّكَرًا _ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَّكَ

حضرت خضر (ع) کی دوسری تنبیہ میں کلمہ " لك " آیا ہے اس کلمہ کے اضافہ ہونا اور یہ وضاحت کہ حضرت موسی (ع)

- کے بارے میں یہ کلام آیا ہے، انکے سوال کے صحیح نہ ہونے پر تاکید ہے۔
- 2_ حضرت خضر (ع) نے یہ کہ موسیٰ (ع) انکے کاموں پر صبر نہیں کر سکتے تیسری بار تاکید کی ہے۔
قال ا لم ا قل لك انك لن تستطيع معي صبر
- حضرت خضر (ع) نے ایک دفعہ حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ ملاقات کی ابتداء میں اور دوسری دفعہ کشتی والے واقعہ کے بعد ایسا اور تیسری مرتبہ نوجوان کے قتل کے بعد جملہ بیان کیا کہ جس میں عربی عبارت کے حوالے سے چند مرتبہ تاکید موجود ہے "انك لن تستطيع معي ..."
- 3_ حضرت خضر (ع) کی اپنے کاموں کے مقابل حضرت موسیٰ کی بے صبری کے حوالے سے پیشگوئی حقیقت کے مطابق تھی۔
لقد جئت شيئاً نكراً قال ا لم ا قل لك انك لن تستطيع معي صبر
- 4_ نوجوان کے قتل کرنے کی غرض کے حوالے سے حضرت موسیٰ (ع) کی لا علمی کی طرف حضرت خضر (ع) نے اشارہ کرتے ہوئے انکے اعتراض کو غلط جانا اور اس کو ان میں تحمل و صبر کے کم ہونے کے سلسلہ میناپنی شناخت کے درست ہونے پر علامت کے قرار دیا۔
لقد جئت شيئاً نكراً قال ا لم ا قل لك انك لن تستطيع معي صبر
- 5_ اللہ تعالیٰ کے خاص اولیاء اور علوم الہی کے حامل لوگوں کی صحبت سے فیض اٹھانے کیلئے صبر اور تحمل، ضروری شرط ہے۔

509

قال ا لم ا قل لك انك لن تستطيع معي صبر

- اولیاء اللہ :
- اولیاء اللہ سے فائدہ اٹھانے کی شرائط 5; اولیاء اللہ ہم نشینی کے آداب 5; اولیاء اللہ کی ہم نشینی میں صبر 5
- خضر (ع) :
- خضر (ع) کا قصہ 1، 2، 3، 4; خضر (ع) کی پشیمونی کا پورا ہونا 3; خضر (ع) کی تشبہات 1; خضر (ع) کے قصہ میں نوجوان کا قتل 4
- علماء :
- علماء سے فائدہ اٹھانے کی شرائط 5; علماء کے ساتھ ہم نشینی کے آداب 5; علماء کے ساتھ ہم نشینی میں صبر 5
- موسیٰ (ع) :
- موسیٰ (ع) کا اعتراض رد ہونا 4; موسیٰ (ع) کا عجز 2; موسیٰ (ع) کا قصہ 1، 2، 3، 4; موسیٰ (ع) کو خبردار کیا جانا 1; موسیٰ (ع) کی بے صبری 1، 2، 3، 4

قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا (٧٦)

موسیٰ نے کہا کہ اس کے بعد میں کسی بات کا سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں کہ آپ میری طرف سے منزل عذرتک پہنچ چکے ہیں (76)

- 1_ حضرت موسیٰ (ع) نے حضرت خضر (ع) سے انکے غیر معمولی کاموں کے مقابلہ میں اپنے صبر کرنے کے حوالے سے آخری مہلت مانگی۔
قال إن سالتك عن شيء بعد هذا فلا تصاحبني
- 2_ حضرت موسیٰ (ع) نے اپنے آپ کو دوبارہ سوال کرنے (تیسری دفعہ خلاف ورزی کرنے) کی صورت میں حضرت خضر (ع) کی مصاحبت سے محرومیت کا لائق سمجھا۔
قال إن سالتك عن شيء بعد هذا فلا تصاحبني
- 3_ خطا کرنے والوں اور بھول جانے والوں کو تین بار، مہلت دینا مناسب ہے۔

قال إن سا لتك عن شى بعد فلا تصاحبني

حضرت موسی (ع) نے تیسری دفعہ اپنی بے صبری کا مظاہرہ کرنے اور حضرت خضر (ع) کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں اپنے آپ کو حضرت خضر (ع) کی مصاحبت سے جدائی اور محرومیت کا لائق

510

سمجھا لہذا کہہ سکتے ہیں کہ لوگوں کو تین مرتبہ مہلت دینا، قابل قبول ہے۔

4_ حضرت موسی (ع) نے حضرت خضر (ع) کے کردار کو تحمل کرنے اور ان کی ہمرابی سے عاجزی کا اعتراف کر لیا۔
قال ... قد بلغت من لدنی عذر

5_ حضرت موسی (ع) نے یہ اعتراف کر لیا کہ حضرت خضر کے کاموں کے مقابلہ میں ان کے خاموش رہنے کی خلاف ورزی کے نتیجہ میں ان سے جدائیکے سلسلہ ہیں حضرت خضر (ع) معذور ہیں۔
قال ان سالتك قد بلغت من لدنی عذر

جملہ "قد بلغت من لدنی عذر" یعنی میری نظر مینا پکے پاس مصاحبت چھوڑنے پر قابل قبول عذر ہے یہ جملہ "قد" کے قرینہ کے مطابق "إن سا لتك ... " سے مربوط نہیں ہے بلکہ حضرت موسی (ع) کا اعتراف ہے کہ آپ ہمرابی چھوڑنے کا حق رکھتے ہیں لیکن میں ایک اور مہلت چاہتا ہوں۔

6_ اپنے اوپر تنقید اور اپنے حوالے سے فیصلہ کرنے میں انصاف کرنا اور اپنے اعمال کی ذمہ داری قبول کرنا، بلند اور شائستہ صفات ہیں۔

إن سا لتك عن شى بعد با فلا تصاحبني قد بلغت من لدنی عذر

اسکے باوجود کہ حضرت موسی (ع) نے پہلے مرحلہ میں بھول جانے کے عذر کو بیان کیا لیکن اس مرحلہ میں سب سے پہلے اپنے عمل کی ذمہ داری کو قبول

کیا اور دوسرا یہ کہ اپنے حوالے سے انصاف سے فیصلہ صادر کیا اور حضرت خضر (ع) کو اپنے سے جدا ہونے کے سلسلہ میں برحق جانا۔

بھول جانے والے :

بھول جانے والوں کو مہلت 3

خضر (ع) :

خضر (ع) کی ہمرابی سے محرومیت کے اسباب 2; خضر (ع) کا عذر 5; خضر (ع) کا قصہ 1، 2، 4، 5; خضر (ع) کی طرف سے مہلت طلب کرنا 1

خطا کا ر لوگ :

خطا کاڑ لوگوں کو مہلت 3

خود :

خود پر تنقید 6

ذمہ داری لینا 6:

صفات :

اچھی صفات 6

فیصلہ کرنا :

فیصلہ کرنے میں عدالت 6

موسی (ع) :

موسی (ع) کا اقرار 4، 5; موسی (ع) کا عجز 4; موسی (ع) کا قصہ 1، 2، 4، 5; موسی (ع) کا مہلت لینا 1; موسی (ع) کی بے

صبری 5; موسی (ع) کی رائے 2; موسی (ع) کی عہد شکنی 5; موسی (ع) کے سوالوں کے آثار 2

511

فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلُهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّقُوا هُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَاراً يُرِيدُ أَنْ يَنْقُضَ فَأَقَامَهُ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْراً (٧٧)

پھر دونوں آگے چلتے رہے یہاں تک کہ ایک قریہ والوں تک پہنچے اور ان سے کھانا طلب کیا ان لوگوں نے مہمان بنانے سے انکار کر دیا پھر دونوں نے ایک دیوار دیکھی جو قریب تھا کہ گر پڑتی بندہ صالح نے اسے سیدھا کر دیا تو موسیٰ نے کہا کہ آپ چاہتے تو اس کی اجرت لے سکتے تھے (77)

1_ حضرت خضر (ع) نے حضرت موسیٰ (ع) کی مہلت کی درخواست قبول کی اور انہیں تیسری بار اپنی ہمرابی کا موقع دیا

—
إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ: بَعْدَ هَذَا فَلَا تَصَاحِبْنِي ... فَانْطَلَقَا

2_ حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) اپنے سفر اور حرکت کرنے کی راہ میں ایک آبادی تک پہنچے اور وہاں کے لوگوں سے ملاقات کی _

فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ

یہ کہ کون سی آبادی انکی راہ میں آئی بہت سے احتمالات ہیں ان میں ایک احتمال یہ ہے کہ وہ شہر ناصرہ ہے جو کہ ساحل دریا پر واقع تھا اس کو مجمع البیان نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے _

3_ حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) نے بھوک محسوس کرتے ہوئے شہروالوں، سے غذا اور خوراک کا تقاضا کیا _
استطعما اہلہ

512

"يُضَيِّقُوهَا" کے قرنیہ کی بناء پر " استطعام " سے مراد سفر کو جاری رکھنے کیلئے غدامہیا نہیں چاہی تھی بلکہ حضرت موسیٰ (ع) اور حضرت خضر (ع) اس وقت بھوکے تھے _

4_ شہر والوں میں سے کوئی بھی، حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) کی میزبانی اور انہیں کھانا کھلانے کیلئے تیار نہیں ہوا _

استطعما اہلہا فا بوا أن يضيقوہم

"ابائی" سے مراد انکار کرنا اور نہ کرنا" ہے _

5_ جس شہر میں حضرت موسیٰ (ع) اور حضرت خضر (ع) داخل ہوئے تھے وہاں کے لوگ مہمان کی خدمت اور غریب نوازی جیسی صفات سے عاری تھے _

فا بوا أن يضيقوہم

6_ مسافروں کی میزبانی اور راستے کی مشکلات کا شکار ہونے والوں کو کھانا کھلانا، ایک پسندیدہ کام ہے _

استطعما اہلہا فا بوا أن يضيقوہم

حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) نے صرف کھانا مانگا لیکن قرآن شہروالوں کی یہ توصیف کر رہا ہے کہ انہوں نے مہمان کی خدمت کرنے سے انکار کیا یعنی چاہیے یہ تھا کہ لوگ ان دونوں کو اپنا مہمان بناتے اور غذا کے علاوہ کوئی بھی چیز دینے سے دریغ نہ کرتے _

7_ پیغمبری کے مقام پر فائز ہوتے ہوئے بھی لوگوں سے اپنی مادی احتیاج کا تقاضا، غیر مناسب نہیں ہے _

استطعما اہلہ

حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) نبی تھے پھر بھی انہوں نے لوگوں کے سامنے اپنی احتیاج کا اظہار کیا پس معلوم ہوا کہ اس قسم کی درخواست، پیغمبروں اور اولیاء کیلئے نامناسب نہیں ہے _

8_ حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) نے اس آبادی میں ایک ایسی دیوار کو دیکھا جو گرنے اور خراب ہونے والی تھی _
فوجدوا فیہا جداراً یرید ان ینقض

"انقضاض" مادہ "قضض" سے ہے اسکا معنی "بکھرنا" ہے (قاموس) فعل "یرید" کا استعمال کہ جو عام طور پر با اختیار موجودات کیلئے استعمال ہوتا ہے یہاں بطور استعارہ ہے یعنی دیوار اس حد تک گرنے کے خطرہ میں تھی کہ گویا خود گرنے اور خراب ہو کر بکھرنے کا عزم کر چکی ہو _

9_ حضرت خضر (ع) نے گرنے والی دیوار کو درست اور تعمیر کیا _

یرید ا ن ینقض فاقامہ

10_ گرنے والی دیوار کی حضرت خضر (ع) کے ہاتھوں تعمیر، شہر کے لوگوں کی نگاہوں کے سامنے انجام پائی۔

حتیٰ إذا أتیا ہل قرية... فاقامہ

شہر میں داخل ہونا اور شہر میں دیوار کا پایا جانا، جیسا کہ آیت میں "فوجد فیہا جداراً" کی تعبیر سے معلوم ہوتا ہے ممکن ہے اس طرف اشارہ ہو کہ لوگ حضرت خضر (ع) کے افعال کی طرف متوجہ تھے۔

11_ حضرت خضر (ع) نے دیوار کی تعمیر اور اسکے کھڑا کرنے میں حضرت موسیٰ (ع) سے مدد نہیں مانگی۔

513

فاقامہ

"فاقامہ" کا مفرد آنا ممکن ہے اس حوالے سے ہو کہ دیوار کی تعمیر صرف حضرت خضر (ع) کے ہاتھوں انجام پائی اگرچہ اس سے پہلے "استطعمنا" تنزیہ کی صورت میں آیا ہے یعنی دونوں کے غذا مانگنے کو بیان کیا گیا ہے۔

12_ حضرت خضر (ع) نے دیوار کی تعمیر کی اجرت دریافت کرنے کے امکان کے باوجود کوئی چیز دریافت نہیں کی۔
قال لو شئت لتخذت علیہ أجر

حضرت موسیٰ (ع) کی طرف سے اجرت دریافت کرنے کی بات اسی صورت میں درست ہے جب اسکے لینے کا امکان موجود ہو۔

13_ باوجود اسکے کہ غذا کے حصول کیلئے اجرت کی احتیاج تھی، حضرت خضر (ع) کے اپنے کام کے مقابلہ اجرت نہ چاہنے پر حضرت موسیٰ (ع) ناراض اور شاکی تھے۔

استطعمنا ہلہا... قالو شئت لتخذت علیہ أجر

حضرت خضر (ع) اور حضرت موسیٰ (ع) نے لوگوں سے مفت غذا کا مطالبہ کیا چونکہ خریدنے کیلئے انکے پاس رقم نہ تھی لہذا حضرت موسیٰ (ع) نے دیوار کا کام مکمل ہونے پر اجرت کی بات کی تا کہ اس ذریعہ سے غذا خریدی جائے۔

14_ حضرت موسیٰ (ع) کے زمانے میں کام کی اجرت دینے کے نظام کا موجود ہونا۔

قال لو شئت لتخذت علیہ أجر

15_ کام کے انجام دینے کے بعد اجرت کی مقدار کا معین کرنا، صحیح اور قابل اجرائے۔

لو شئت لتخذت علیہ أجر

16_ کام لینے والے کی درخواست کے بغیر انجام دیتے گئے کاموں کے مقابلہ میں اجرت لینا جائز ہے۔

لو شئت لتخذت علیہ أجر

لوگوں کی بد فطرتی اور پستی، انسان کو کار خیر اور ذمہ داری ادا کرنے سے نہ روکے۔

استطعمنا ہلہا فابوا... فاقامہ

اگرچہ شہر والے، بد فطرت اور برے تھے لیکن اسی حالت میں حضرت خضر (ع) نے بغیر کسی ناگوار ی کے اپنی ذمہ

داری ادا کی۔ لوگوں کا سرد رویہ آپکے کام میں سستی اور دیر کا باعث نہ بنا۔

18_ اجرت حاصل نہ کرنے کے حوالے سے حضرت موسیٰ (ع) کی حضرت خضر (ع) سے شکایت آمیز بات اپنے عہد سے

تیسری مخالفت تھی۔

قال لو شئت لتخذت علیہ أجر

19_ عن جعفر بن محمد (ع) "... فانطلقا حتیٰ إذا أتیا ہل قرية " وہی الناصرة (1) امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آیت

شریفہ میں قریہ سے مراد قریہ ناصرہ ہے۔

20_ عن جعفر بن محمد (ع) "... فوجد فیہا جداراً یرید أن ینقض فوضع الخضر یدہ علیہ فاقامہ (2)

.....

(1) علل الشرایع ص 61، ب 54، بحار الانوار، ج 13، ص 287، ح 4۔

(2) علل الشرایع ص 61، ب 54، بحار الانوار جلد 13، ص 287، ح 4۔

514

امام صادق(ع) سے روایت نقل ہوئی ہے کہ حضرت خضر(ع) اور حضرت موسیٰ(ع) نے ایک دیوار کو پایا جو گرنے والی تھی حضرت خضر(ع) نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا اور اسے سیدھا کر دیا۔
 21_ عن ابی عبد اللہ (ع) : ...فوجدافیهما جداراً یرید ان ینقض فاقامہ قال : لوشئت لتخذت علیہ اجرأ خیزاً نا کلہ فقد جُعنَا (1)
 امام صادق(ع) سے روایت نقل ہوئی ہے کہ... حضرت خضر(ع) اور موسیٰ(ع) نے اس آبادی میں ایک دیوار دیکھی کہ جو گرنے والی تھی تو حضرت خضر(ع) نے اسے سیدھا کیا موسیٰ(ع) نے کہا: اگر آپ چاہتے تو اس کام کی اجرت لے لیتے یعنی روٹی لے لیتے تاکہ ہم کھالیں کیونکہ ہم بھوکے ہیں۔

ابن سبیل :

ابن سبیل کو کھانا کھلانا6

اجرت :

اجرت کے احکام 16،15

انبیاء :

انبیاء کی مادی ضروریات 7

پستی :

پستی کے آثار 17

خضر (ع) :

خضر(ع) سے شکوہ 13; خضر(ع) کا سفر 2; خضر(ع) کا قصہ 1، 2، 3، 4، 5، 8، 9، 10، 11، 12، 13، 18، 19، 20، 21;
 خضر(ع) کی اہل ناصرہ سے ملاقات 2 خضر(ع) کی بھوک 3; خضر(ع) کی غذا کیلئے در خواست 3; خضر(ع) کی غذا کیلئے در خواست کا رد ہونا 4; خضر(ع) کے ساتھ عہد شکنی 18; خضر(ع) کے قصہ میں دیوار کی تعمیر
 9، 10، 11، 20; خضر(ع) کے قصہ میں دیوار کی تعمیر کی اجرت 12، 13، 21; خضر(ع) کے قصہ میں دیوار کی خرابی
 8; خضر(ع) کے قصہ میں شہر 2، 5; خضر(ع) کے قصہ میں شہر والے 4; ناصرہ میں خضر(ع) 19

نہ داری :

نہ داری کو پورا کرنے کی اہمیت 17

روایت :

21، 20، 19

عمل:

پسندیدہ عمل 6

عمل صالح :

عمل صالح کی اہمیت 17

کام :

کام کی اجرت 16، 15

کام لینے والے :

کام لینے والوں کا کردار 16

مسافرین :

مسافرین کی پذیرائی 6

موسیٰ (ع) :

موسیٰ(ع) کا سفر 2; موسیٰ(ع) کا شکوہ 13، 18; موسیٰ(ع) کا قصہ 1، 2، 3، 4، 5، 8، 9، 10، 11، 12، 13، 18، 19،
 20، 21; موسیٰ کی اہل ناصرہ سے ملاقات 20; موسیٰ(ع)

.....

(1) تفسیر عیاشیج 2، ص 333، ح 47، نوار الثقلین ، ج 3، ص 278، ح 151۔

515

کی بھوک 3; موسیٰ (ع) کی عہد شکنی 18; موسیٰ (ع) کی غذا کیلئے در خواست کا رد ہونا 4; موسیٰ (ع) کی غذا کیلئے در خواست کرنا 3; موسیٰ (ع) کی طرف سے مہلت مانگے جانے کا قبول کیا جانا 8; موسیٰ (ع) کے زمانہ میں کام کی اجرت 14; موسیٰ (ع) ناصرہ میں 19

ناصرہ :

ناصرہ کے رہنے والوں کی خصلتیں 5

تفسیر راہنما جلد 10

قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا (۷۸)

بندہ صالح نے کہا کہ یہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی کا موقع ہے عنقریب میں تمہیں ان تمام باتوں کی تاویل بتا دوں گا جن پر صبر تم نہیں کرسکے (78)

- 1_ حضرت موسیٰ (ع) کی حضرت خضر (ع) سے کینے ہوئے عہد کی تیسری با مخالفت (اجرت لینے کی بات کرنا)، دونوں کی آپس میں جدائی شروع ہونے کا باعث بنی _
قال لو شئت لتخذت... قال هذا فراق بيني وبينك
یہ کہ "ہذا" کس چیز طرف اشارہ ہے بہت سے احتمالات ہیں ان میں سے ایک احتمال یہ بھی ہے کہ یہ حضرت موسیٰ (ع) کی بات کی طرف اشارہ ہو یعنی "هذا القول سبب فراق بيننا"
- 2_ حضرت خضر (ع) کے کاموں کو تحمل کرنے کے حوالے سے حضرت موسیٰ (ع) کی عاجزی، انکے تیسرے سوال اور اعتراض پر ثابت ہوگئی _
قال هذا فراق بيني وبينك سا ننبئك بتا ويل ما لم تستطع عليه صبر
- 3_ حضرت خضر (ع) حضرت موسیٰ (ع) کی آخری غلطی پر ان سے جدا ہونے کیلئے محکم دلیل اور قابل قبول عذر رکھتے تھے _
قد بلغت من لدني عذراً... قال لو شئت لتخذت عليه أجراً _ قال هذا فراق بيني وبينك
مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ پچھلی آیت میں "قد بلغت..." کی عبارت "ان سا لتك..." کا نتیجہ ہو _
- 4_ حضرت خضر (ع) نے حضرت موسیٰ (ع) کو اطمینان دلا یا کہ جدا ہونے سے پہلے انہیں اپنے عجیب و غریب کاموں کے اسرار سے آگاہ کریں گے _
سا ننبئك بتا ويل ما لم تستطع عليه صبر
- 5_ انبیاء اور اولیاء کے تحمل اور افعال کی نوعیت آپس

516

- میں مختلف ہوتی ہے _
سا لننبئك بتاويل ما لم تستطع عليه صبر
- 6_ حضرت خضر کے ظاہری طور پر ناقابل قبول کام ، باطن اور صحیح حقیقت پر مشتمل تھے _
سا ننبئك بتا ويل ما لم تستطع عليه صبر
"تا ويل" کی بناء "ا" ول "یعنی" پلٹا نا" ہے آیت میں "مال" کے معنی میں ہے یعنی وہ حقائق اور مصلحتیں جن کی بناء پر حضرت خضر (ع) کے کام انجام پائیں تو ضروری ہے کہ ظاہری طور پر حضرت خضر کے ناگوار کاموں کو انہی

- مصلحتوں کی طرف لوٹا یا جائے۔
- 7_ وہ علم جو حضرت موسیٰ (ع) ، حضرت خضر (ع) سے سیکھنا چاہتے تھے وہ واقعات کی تاویل اور تحلیل کا علم اور واقعات کے پس پردہ حقائق کی پہچان، کا علم تھا۔
- ہل ا تَبْعَكَ عَلَى اَنْ تَعْلَمَنْ مِمَّا عَلِمْتَ ... سا نَبْنُكَ بتاویل ما لم تستطیع علیہ صبر
- 8_ حوادث کے رموز کو جاننے کے علم اور کائنات میں پیدا ہونے والے مسائل کے حقیقی اسباب کو جاننے کی روش، ایک تجرباتی اور عملی روش ہے۔
- سا نَبْنُكَ بتاویل ما لم تستطیع علیہ صبر
- 9_ حضرت موسیٰ (ع) حوادث کی تاویل کے علم کو سیکھنے کی روش پر صبر نہیں کر سکتے تھے۔
- سا نَبْنُكَ بتاویل ما لم تستطیع علیہ صبر
- 10_ حوادث کی تاویل اور تحلیل کے علم کو حاصل کرنے اور خضر (ع) جیسے علماء کی صحبت اختیار کرنے کیلئے حضرت موسیٰ (ع) کے صبر سے زیادہ صبر اور ان سے بڑھ کر قوت و تحمل کی ضرورت ہے۔
- سا نَبْنُكَ بتاویل ما لم تستطیع علیہ صبر

انبیاء :

انبیاء کا صبر 5; انبیاء کے درجات 5

اولیاء اللہ :

اولیاء اللہ کا صبر 5; اولیاء اللہ کے درجات 5

حوادث:

حوادث کی تحلیل کے علم کا حصول 7، حوادث کی تحلیل کے علم کو حاصل کرنے کی روش 8، حوادث کی تحلیل کے علم کو حاصل کرنے کی شرائط 10

خضر :

خضر (ع) پر اعتراض 2; خضر (ع) سے سیکھنا 7; خضر (ع) کا عذر 3; خضر (ع) کا قصہ 1، 2، 3، 4; خضر (ع) کی ہم نشینی کی شرائط 10; خضر (ع) کی ہم نشینی میں صبر 10; خضر (ع) کے ساتھ عہد شکنی 1; خضر (ع) کے عمل کا راز 4، 6 علماء :

علماء کی ہم نشینی کی شرائط 10; علماء کی ہم نشینی میں صبر 10

موسیٰ (ع) :

موسیٰ (ع) اور حوادث کی تحلیل کا علم 9; موسیٰ (ع) اور خضر کی جدائی 1، 3; موسیٰ (ع) کا اعتراض 2; موسیٰ (ع) کا عجز 2; موسیٰ (ع) کا علم غیب 7; موسیٰ (ع) کا قصہ 1، 2، 3، 4; موسیٰ (ع) کی بے صبری 2، 9; موسیٰ (ع) کی خواہشات 7; موسیٰ (ع) کی عہد شکنی 1

517

أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْباً (٧٩)

یہ کشتی چند مساکین کی تھی جو سمندر میں باربرداری کا کام کرتے تھے میں نے چاہا کہ اسے عیب دار بنادوں کہ ان کے پیچھے ایک بادشاہ تھا جو ہر کشتی کو غصب کر لیا کرتا تھا (79)

1_ کشتی کو عیب دار بنانے سے حضرت خضر (ع) کا مقصد یہ تھا کہ اسے غاصب بادشاہ کے لوٹنے سے نجات دلانی جائے۔

أَمَّا السَّفِينَةُ ... فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا ... يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْباً

اگر چہ یہ کافی تھا کہ حضرت خضر (ع) کہتے کہ میں نے اسے عیب دار بنایا لیکن انہوں نے کہا ہے کہ میں نے پختہ ارادہ کیا کہ اسے عیب دار بناؤں تا کہ یہ نکتہ بیان کریں کہ جو کچھ کیا توجہ کے ساتھ اور اسکو غصب سے بچانے کیلئے کیا۔

2_ حضرت خضر (ع) کے ہاتھوں سوراخ ہونے والی کشتی ایک مسکین گروہ کی ملکیت میں تھی اور انکے حصول رزق کا

- فقط یہی وسیلہ تھا۔
فكانت لمساكين يعملون في البحر
3_ حضرت موسیٰ (ع) کے زمانہ میں کشتی اور دریائی حمل و نقل در آمد کے ذرائع تھے۔
فكانت لمساكين يعملون في البحر
4_ قرار دا د کے ساتھ باہم شراکت جائز ہے اور گذشتہ ادیان میں بھی یہ چیز موجود تھی۔
فكانت لمساكين يعملون في البحر
5_ محروم لوگوں کی آخری حد تک پشت پناہی اور انکے فائدہ کیلئے مخفیانہ کوشش، حضرت خضر (ع) کی ذمہ داریوں میں سے تھی۔
فاردت ان اعيبها وکان وراء ہم ملک یا خذ کل سفينة غصب
6_ کام اور در آمد کا ہونا، محروم لوگوں پر "مسکین" کا

518

- عنوان، صادق آنے سے مانع نہیں ہے۔
وامّا السفينة فكانت لمساكين
اگرچہ کشتی والوں کے پاس کشتی اور در آمد تھی لیکن ان پر لفظ "مسکین" کا اطلاق ہوا ہے لہذا کسی طرح کا کام اور در آمد کا نہ ہونا، عنوان "مسکین" کے صادق آنے سے تعلق نہیں رکھتا ہے۔
7_ حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) کی داستان کے زمانہ میں ایک ظالم اور غاصب حکومت موجود تھی۔
وکان وراء ہم ملک یا خذ کل سفينة غصب
"ورائ" ہر پوشیدہ جگہ کو کہتے ہیں خواہ وہ سامنے ہی کیوں نہ ہو (قاموس) اس بناء پر غاصب سلطان، مساکین اور کشتی والوں کے پیچھے لگا ہوا تھا یا ان کے آگے تھا اور انہوں نے دوران سفر اس کا سامنا کرنا تھا۔
8_ حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) کی داستان کے زمانہ میں ایک بادشاہ، تمام صحیح و سالم کشتیوں کو اس علاقہ میں قبضہ میں لے لیتا تھا۔
وکان وراء ہم ملک یا خذ کل سفينة غصب
"ان اعيبها" کے قریب سے یہاں "کل سفينة" سے مراد "کل سفينة صالحة" (پر صحیح و سالم کشتی) ہے۔
9_ لوگوں کے مال و متاع پر قبضہ کرنا، چاہے حاکموں کی طرف سے ہی کیوں نہ ہو ایک غلط چیز ہے۔
وکان وراء ہم ملک یا خذ کل سفينة غصب
10_ حضرت خضر (ع) اور موسیٰ (ع) کو سوار کرنے والی کشتی کا معیوب ہونا موجب بنا کہ بادشاہ اسے قبضہ میں لینے سے باز رہا۔
فاردت ان اعيبها وکان وراء ہم ملک یا خذ کل سفينة غصب
11_ ایک بڑے اور یقینی نقصان سے بچانے کیلئے کسی کے مال کو ضرر پہنچانا جائز ہے۔
فاردت ان اعيبها وکان وراء ہم ملک یا خذ کل سفينة غصب
12_ اللہ تعالیٰ کے خاص اولیاء، غاصب حاکموں کو ناکام بنانے اور محروم لوگوں کے حقوق کی حفاظت میں کو شان ہوتے ہیں۔
فادت ان اعيبها وکان وراء ہم ملک یا خذ کل سفينة غصب
13_ کشتی کے حوالے سے حضرت خضر (ع) کا عمل، اس قانون کا ایک مصداق اور نمونہ ہے کہ جس میں مہم چیز کے ساتھ ٹکراؤ میں اہم چیز کو ترجیح دی جاتی ہے۔
وامّا السفينة فكانت لمساكين... یا خذ کل سفينة غصب
14_ حضرت خضر (ع) بعض پیش آنے والے حادثات سے آگاہ تھے اور انکے مقابلہ میں احساس ذمہ داری رکھتے تھے۔
وکان وراء ہم ملک یا خذ کل سفينة غصب

احکام: 4

اولیاء اللہ :

519

اولیاء اللہ کی ذمہ داری 12؛ اولیاء اللہ کی ظلم سے جنگ 12

حمل و نقل :

حمل و نقل کی تاریخ 3

خضر (ع) :

خضر (ع) کا ذمہ داری قبول کرنا 14؛ خضر (ع) کا علم غیب 14؛ خضر (ع) کی ذمہ داری 5؛ خضر (ع) کا قصہ 1، 8، 13؛ خضر (ع) کے زمانہ میں حکومت 7؛ خضر (ع) کے زمانہ میں کشتیوں کا قبضہ میں لیا جانا 8؛ خضر (ع) کے قصہ میں بادشاہ کا ظلم 7، 8؛ خضر (ع) کے قصہ میں بادشاہ کا لوٹ مار کرنا 1؛ خضر (ع) کے قصہ میں کشتی کے مالکوں کا فقیر ہونا 2؛ خضر (ع) کے قصہ میں کشتی کے مالکوں کا محروم ہونا 2؛ خضر (ع) کے قصہ میں کشتی کے قبضہ میں لیے جانے سے مانع 10؛ خضر (ع) کے قصہ میں کشتی میں سوار خ کا فلسفہ 1، 13؛ خضر (ع) کے قصہ میں کشتی میں سوار خ کرنے کے آثار 10

شراکت :

شراکت کے معاملہ کا جائز ہونا 4؛ ادیان میں شراکت کا معاملہ 4؛ شراکت کے معاملہ کی تاریخ 4؛ شراکت کے معاملہ کے

احکام 4

غصب :

غصب کا ناپسندیدہ ہونا 9

مساکین :

مساکین سے مراد 6؛ مساکین کا کام 6؛ مساکین کی حمایت 5؛ مساکین کی درآمد 6؛ مساکین کے مال و متاع کی حفاظت 12

معیار :

معیار میں مقابلہ 13

موسی (ع) :

موسی (ع) کا قصہ 8؛ موسی (ع) کے زمانہ میں حکومت 7؛ موسی (ع) کے زمانہ میں حمل و نقل کے ذرائع 3؛ موسی (ع) کے زمانہ میں کسب کے ذرائع 3؛ موسی (ع) کے زمانہ میں کشتیوں کا غصب 8؛ موسی (ع) کے زمانہ میں کشتی رانی 3

وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا (۸۰)

اور یہ بچہ _ اس کے ماں باپ مومن تھے اور مجھے خوف معلوم ہوا کہ بہ بڑا ہو کر اپنی سرکشی اور کفر کی بنا پر ان پر سختیاں کرے گا (80)

1_ حضرت خضر (ع) کا لڑکے کو قتل کرنے کا مقصد، اسکے والدین کو کفر و طغیان سے بچانا تھا _

520

وَأَمَّا الْغُلَامُ... فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا

"إِذَا بَقِيَ" سے مراد کسی کو ایسے کام پر آمادہ کرنا کہ جو اسکے لیے انجام دینا انتہائی مشکل و سخت ہو (قاموس)

2_ حضرت خضر (ع) کے ہاتھوں، قتل ہونے والے نوجوان کے والدین، مؤمن و سرکشی اور نافرمانی سے دور لوگ تھے

فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا

"طغیان" بہت زیادہ نافرمانی کی راہ میں آگے نکل جانا (مفردات راغب)

3_ وہ نوجوان کہ جسے حضرت خضر (ع) نے قتل کیا وہ کافر تھا _

وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ

نوجوان کے والدین کے ساتھ فقط مؤمن کا لفظ آنا بتاتا ہے کہ وہ کافر تھا اور یہ کہ وہ والدین کو کفر کی طرف مائل کرنے

- میں اثر انداز ہو سکتا تھا یہ بھی اسکے کفر کی تائید کر رہا ہے۔
- 4_ مقتول نوجوان کے والدین، اپنے بیٹے کے زندہ رہنے کی صورت میں اس کے ہاتھوں متاثر ہو کر نہ چاہتے ہوئے بھی سرکشی اور کفر کی طرف چلے جاتے۔
- فکان ابواہ مؤمنین فخشینا ان یربہم
- 5_ مؤمنین کے ایمان کی حفاظت اور انہیں کمزوری اور نابودی سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا، حضرت خضر (ع) کی ذمہ داریوں میں سے تھا۔
- فخشینا ان یربہما طغیاناً و کفر
- 6_ ایمان، انتہائی قیمتی گوہر ہے کہ کوئی چیز اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔
- فکان ابواہ مؤمنین فخشینا ان یربہما طغیاناً و کفر
- اللہ تعالیٰ نے والدین کے ایمان کی حفاظت کیلئے انکے عزیز فرزند کو ان سے جدا کر دیا تاکہ انکا ایمان محفوظ رہے ایسا ایمان ایک قیمتی متاع ہے کہ جس پر بیٹے کی قربانی آسان ہے۔
- 7_ اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ حمایتوں کے حامل مؤمنین، کفر اور معصیت سے دور ہیں۔
- فکان ابواہ مؤمنین فخشینا ان یربہم
- 8_ حضرت خضر، الہی احکام پر عمل کرنے والے تھے نہ کہ اپنی ذاتی خواہشات کو پورا کرتے تھے۔
- فخشینا ان یربہم
- "خشینا" میں ضمیر "نا" مندرجہ بالا مطلب پر اشارہ ہو سکتی ہے۔ بعد والی آیات میں جملہ "وما فعلتہ عن امری" بھی اسی نکتہ کی وضاحت کر رہا ہے۔
- 9_ اولاد کا صالح نہ ہونا، والدین کے کفر اور سرکشی کی طرف میلان کا باعث ہو سکتا ہے۔
- فکان ابواہ مؤمنین فخشینا ان یربہما طغیاناً و کفر
- 10_ انسان کے جبلی احساسات، اسکے معنوی اور ایمانی میلانات میں اہم اثر رکھتے ہیں۔

521

- فکان ابواہ مؤمنین فخشینا ان یربہما طغیاناً و کفر
- حضرت خضر (ع) بیٹے کو والدین سے لے لیتے ہیں تا کہ وہ اپنے فطری تعلقات اور احساسات کی وجہ سے کفر اور سرکشی کی طرف مائل نہ ہوں۔ یہ نکتہ بتا رہا ہے کہ میلانِ احساسات سے متاثر ہوتے ہیں۔
- 11_ کفر اور سرکشیمیں اضافہ کے اسباب سے مقابلہ کرنا اور انہیں آگے بڑھنے سے روکنا ضروری ہے۔
- فخشینا ان یربہما طغیاناً و کفر
- اگر چہ حضرت خضر (ع) کا کام غیب اور اسرار سے آگاہ ہونے کی بناء پر تھا لیکن یہ کفر کو بڑھنے سے روکنے اور اسکے سبب کو ختم کرنے کی ضرورت کو بتا رہا ہے۔
- 12_ سرکشی اور الہی حدود سے تجاوز، انسان کے کفر کی طرف مائل ہونے کا باعث ہے۔
- یربہما طغیاناً و کفر
- احتمال یہ ہے کہ طغیان کو کفر پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہو کہ طغیان میں مبتلا ہونا، کفر کی طرف جانے کی وجہ ہے۔
- 13_ اللہ تعالیٰ کا والدین کے ایمان کی حفاظت کرنا، انکے بچوں کیلئے بعض ناگوار حادثات پیدا ہونے کا باعث ہے۔
- فکان ابواہ مؤمنین فخشینا ان یربہما طغیاناً و کفر
- 14_ مؤمن کا بعض مشکلات اور نقائص میں مبتلا ہونا اسکے ایمان کے محفوظ رہنے کا فلسفہ ہے۔
- فکان ابواہ مؤمنین فخشینا ان یربہم

احساسات :

احساسات کے آثار 10

اللہ تعالیٰ کی حدود :

اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنے کے آثار 12

اللہ تعالیٰ کی حمایتیں :

اللہ تعالیٰ کی حمایتوں کے شامل حال لوگ 7

اللہ تعالیٰ کے کام کرنے والے: 8

اقدار: 6

ایمان:

ایمان کا باعث 10; ایمان کی قدر و قیمت 6

خضر (ع):

خضر (ع) کا کردار 8; خضر (ع) کا کفر سے مقابلہ کرنا 1; خضر (ع) کا قصہ 1، 4; خضر (ع) کی ذمہ داری 5; خضر (ع) کے قصہ میں نوجوان کا کفر 3; خضر (ع) کے قصہ میں نوجوان کا کردار 4; خضر (ع) کے قصہ میں نوجوان کے قتل کا فلسفہ 1; خضر (ع) کے قصہ میں نوجوان کے والدین کا ایمان 2; خضر (ع) کے قصہ میں نوجوان کے والدین 1، 4; خضر (ع) کے قصہ میں نوجوان کے والدین کا مطیع ہونا 2

سرکشی:

سرکشی سے مقابلہ کرنے کی اہمیت 11; سرکشی کا پیش خیمہ 9; سرکشی کے آثار 12

522

فرزند:

خراب فرزند کا کردار 9; فرزند کی مشکلات کا باعث 13

کفر:

کفر سے مقابلہ کرنے کی اہمیت 11; کفر کا پیش خیمہ 9

مؤمنین:

مؤمنین اور کفر 7; مؤمنین اور گناہ 7; مؤمنین کا محفوظ ہونا 7، 14; مؤمنین کی حمایت 5; مؤمنین کے امتحان کا فلسفہ 14;

مؤمنین کے فضائل 7

میلانات:

معنوی میلانات کا باعث 10

والدین:

والدین کے ایمان کی حفاظت 13

فَارَدْنَا أَنْ يُبَدِّلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا (۸۱)

تو میں نے چاہا کہ ان کا پرورگار انہیں اس کے بدلے ایسا فرزند دیدے جو پاکیزگی میں اس سے بہتر ہو اور صلہ رحم میں بھی (81)

1_ نوجوان کو قتل کرنے سے حضرت خضر (ع) کا مقصد اسکے والدین کیلئے پرہیز گار اور مہربان بیٹے کو حاصل کرنے کی فضالتیاں کرنا تھا۔

فَارَدْنَا أَنْ يُبَدِّلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا

آیت میں "زکاة" سے مراد طہارت اور گناہوں سے پاکیزگی ہے "رحم" اور "رحمت" کا ایک معنی ہے۔ اگرچہ حضرت خضر نے اپنی اس کلام میں مقتول نوجوان کیلئے پاکیزگی اور مہربان ہونے کا انکار نہیں کیا لیکن ممکن ہے حضرت موسیٰ (ع) کی بات سے متناسب کہ انہوں نے مقتول نوجوان کو "نفس ذکیہ" کا عنوان دیا اپنی کلام کو انہوں نے اسم تفضیل کے قالب میں بیان کیا تھے لیکن حقیقت میں مقتول نوجوان رحمت و پاکیزگی سے عاری تھا یا اس کا انجام آخر گناہ اور بے رحمی تھا۔

2_ حضرت خضر (ع) اور انکے مانند دوسرے لوگ، اللہ تعالیٰ کے ارادہ کو عملی جامہ پہنانے والے ہیں۔

فَارَدْنَا أَنْ يُبَدِّلَهُمَا رَبُّهُمَا

"اُردنا" والی کلام میں اگرچہ کہنے والے صرف حضرت خضر (ع) تھے۔ لیکن ضمیر، جمع کی لانی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر (ع) چاہتے تھے یہ نکتہ سمجھا ئیں کہ وہ اس عزم میں تنہا نہیں تھے بلکہ انکے کام کے

پیچھے الہی ارادہ کا ر فرما تھا دو سرے طرف "رب" کو "بیدل" کیلئے فاعل ذکر کیا تا کہ اس واقعہ کے حقیقی کردار کو واضح کریں اور اپنے ارادہ کو اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے تحت ہونے کو

523

بیان کریں۔

3_ غیر صالح فرزند کو اٹھا کر اسکی جگہ صالح فرزند عطا کرنا، مؤمن والدین کیلئے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا ایک جلوہ ہے

بید لہما ربہما خیراً منہ

4_ صالح اور مہربان فرزند کی عطا، ایک الہی نعمت ہے۔

بید لہما ربہما خیراً منہ زکوۃ وا قرب رحم

5_ بعض مصیبتوں اور ناگوار حادثات میں مؤمن کیلئے مصلحت اور خیر ہوتی ہے۔

واما الغلام... فاردنا ان بید لہما ربہما خیراً منہ زکوۃ وا قرب رحم

6_ ایک شائستہ فرزند کی خصوصیات مینسے اسکا پاک و صالح اور والدین کی نسبت بہت محبت کرنے والا ہونا ہے۔

بید لہما ربہما خیراً منہ زکوۃ وا قرب رحم

7_ اللہ تعالیٰ، مؤمن کا پشت پناہ اور اسکی خیر و مصلحت کا فیصلہ کرنے والا ہے۔

فکان ابواہ مؤمنین... فاردنا ان بید لہما ربہما خیراً منہ زکوۃ

8_ عن ابی عبد اللہ (ع) فی قول اللہ: "فاردنا ان بید لہما ربہما خیراً منہ..." قال انہ ولدت لہما جاریۃ فولدت غلاماً فکان نبیاً (1)

امام صادق (ع)، اللہ تعالیٰ کی اس کلام "فاردنا ان بید لہما ربہما خیراً منہ..." کے بارے میں فرماتے ہیں کہ بے شک مقتول

کے والدین کے ہانایک بیٹی پیدا ہوئی اور اس بیٹی سے ایک بیٹا پیدا ہوا کہ جو مقام نبوت پر فائز ہوا۔

9_ عن ابی عبد اللہ (ع): "...فی قول اللہ عزوجل: فاردنا ان بید لہما ربہما خیراً منہ زکوۃ وا قرب رحمًا": ا بدلہما اللہ بہ جاریۃ

ولدت سبعین نبیاً..." (2)

امام صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی اس کلام "فاردنا ان بید لہما ربہما خیراً منہ زکوۃ" کے بارے میں روایت ہوئی کہ

اللہ تعالیٰ نے مقتول کے والدین کو اسکی جگہ ایک بیٹی عطا کی جس کی نسل سے ستر انبیاء پیدا ہوئے..."

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی خیر خواہی 7; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات 3; اللہ تعالیٰ کی نعمات 4; اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے تحت چلنے

والے 2

اللہ تعالیٰ کی پشتی پناہی :

اللہ تعالیٰ کی پشت پناہی کے شامل حال لوگ 7

انبیاء :

انبیاء کا کردار 2

خضر (ع) :

خضر (ع) کا کردار 2; خضر (ع) کا قصہ 1، 8، 9; خضر (ع) کے قصہ میں نوجوان کے قتل کا فلسفہ 1; خضر (ع) کے قصہ

میں نوجوان کے والدین 1; خضر (ع) کے قصہ میں نوجوان کے والدین کی نسل 8، 9

.....

(1) تفسیر عیاشی ج 2، ص 336، ح 59، نور الثقلین ج 3، ص 286، ح 170۔

(2) کافی ج 6، ص 7، ح 11، نور الثقلین ج 3، ص 286، ح 174۔

524

روایت: 9، 8

فرزند :

صالح فرزند کا پاک ہونا 6; صالح فرزند کا جگہ لینا 3; صالح فرزند کی صفات 6; صالح فرزند کی

مہربانی 6; فاسد فرزند کی ہلاکت 3

مصیبتیں:

مصیبتوں کا خیر ہونا 5; مصیبتوں کا فلسفہ 5

مؤمنین :

مؤمنین کا پشت پناہ 7; مؤمنین کی مصلحتیں 5، 7; مؤمنین کیلئے خیر خواہ ہونا 7

نعمت :

صالح فرزند کی نعمت 4; مہربان فرزند کی نعمت 4

والدین :

والدین کے ساتھ مہربانی 6

وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنَ رَبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا (٨٢)

اور یہ دیوار شہر کے در یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ دفن تھا اور ان کا باپ ایک نیک بندہ تھا تو آپ کے پروردگار نے چاہا کہ یہ دونوں طاقت و توانائی کی عمر تک پہنچ جائیں اور اپنے خزانے کو نکال لیں۔ یہ سب آپ کے پروردگار کی رحمت ہے اور میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کیا ہے اور یہ ان باتوں کی تاویل ہے جن پر آپ صبر نہیں کرسکے ہیں (82)

1_ حضرت خضر(ع) نے حضرت موسیٰ (ع) کیلئے پرانی دیوار کو تعمیر کرنے کی وجہ بیان کی _

وَأَمَّا الْجِدَارُ ... مَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي

2_ حضرت خضر(ع) کے ہاتھوں، تعمیر ہونے والی دیوار دو

525

یتیم لڑکوں کی ملکیت میں تھی _

وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ

3_ باوجود اسکے کہ دیوار کے مالک اس آبادی میں نہیں تھے حضرت خضر(ع) نے دیوار کی تعمیر کی _

فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ

یہ احتمال ہے کہ اس آیت میں پچھلی آیات کی مانند "القریۃ" آنے کی بجائے "المدينہ" آنا شاید اس جہت کیلئے ہو کہ وہ دونوں یتیم لڑکے اس آبادی میں نہیں تھے بلکہ کسی اور شہر میں تھے اور وہ شہر جیسا کہ "المدينہ" الف و لام سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر(ع) اور موسیٰ (ع) کیلئے جانا پہچانا تھا _

4_ دیوار کو تعمیر کرنے سے حضرت خضر(ع) کا مقصد یہ تھا کہ شہر میں رہنے والے دونوں لڑکوں کا خزانہ اسکے

نیچے محفوظ رہے _

وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا

5_ حضرت خضر(ع) دیوار کے مالکوں کے والد کے بارے میں جانتے تھے اور اسکی زندگی کی اچھائیوں اور اعمال صالح سے با خبر تھے _

وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحٌ

6_ باپ کا صالح ہونا، حضرت خضر کے ان یتیم بچوں کے مفادات کی حمایت کرنے کا سبب بنا _

وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ ... وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحٌ

جملہ "وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا" دیوار کو تعمیر کرنے کی علت ہے _

7_ یتیموں کے باپ کا نیک اور صالح ہونا، ان دونوں کا بڑے ہو کر اپنے پوشیدہ خزانے کو پانے کے الہی ارادے کا سرچشمہ تھا _

وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا

کلمہ "اشد" جمع کے ہم وزن مفرد ہے یا ایسی جمع ہے کہ جسکا مفرد نہیں ہے اسمیں اہل لغت کا اختلاف ہے بعض اسے "شدة" کی جمع سمجھتے ہیں (لسان العرب) بہر صورت اس سے مراد ، جسمانی اور عقلی بلوغ اور استحکام ہے ۔

8_ صالح افراد کے بچوں کے ساتھ انکے والدین کی اچھائی کی بناء پر مناسب رویہ ضروری ہے ۔
وكان ابوہما صالحاً فادر بک

9_ باپ کا صالح اور شائستہ ہونا، بچوں کے سعادت مند اور نیک بخت ہونے میں موثر ہے ۔

كان ابوہما صالحاً فادر بک ان یبلغا شدہما ویستخرجا کنزہم

10_ صالح افراد اور انکے بچوں کے مفادات کی حفاظت مینا اللہ تعالیٰ کے غیبی اسباب، دخالت رکھتے ہیں۔

فادر بک ان یبلغا شدہما ویستخرجا کنزہما رحمۃ من ربک

دیوار کی تعمیر اور یتیموں کے مفادات کی حفاظت اگرچہ ایک خاص واقعہ ہے لیکن آیت میں عمومی پیغام ہے اور وہ یہ کہ والدین کے اعمال صالحہ کی بناء پر بچوں کے مفادات کی بھی حفاظت ہوگی ۔

526

11_ ضرورت مند بچوں کے مستقبل کی خاطر کچھ مال و متاع، بچا کر رکھنا ایک شائستہ کام ہے ۔

وكان تحتہ کنز لہما وکان ابوہما صالح

اس مطلب میں فرض یہ ہوا ہے کہ یتیموں کے باپ نے اپنے بچوں کے مستقبل کی خاطر کچھ مال دیوار کے نیچے چھپا یا ہے

اسکے صالح ہونے کے اعتبار سے تعریف، یہ نکتہ دے رہی ہے کہ اسکی دور اندیشی بھی بہت مناسب تھی اور حضرت

خضر (ع) کا اس پوشیدہ خزانے کی حفاظت کرنا اور اس واقعہ کی خصوصیات کا قرآن میں انکے اس شخص کی اچھی تدبیر سے حکایت کر رہا ہے ۔

12_ استحکام اور عقلی بلوغ، اموال میں تصرف کے جائز ہونے کی شرط ہے ۔

فادر بک ان یبلغا شدہما ویستخرجا کنزہم

13_ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صالح باپ کے یتیم بچوں کی پشت پناہی اور انکے اموال کی حفاظت، اسکی رحمت و ربوبیت کا ایک جلوہ تھی ۔

فادر بک ... رحمۃ من ربک

" رحمۃ فعل " را د " کیلئے مفعول لہ ہے یعنی یتیم بچوں کے خزانے کے باقی رہنے کے سلسلہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ، اسکی رحمت کی بناء پر تھا ۔

14_ یتیموں اور صالح افراد کے لواحقین کی مدد کرنا اور انکے اموال کی حفاظت، اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ کام ہے ۔

فادر بک ... رحمۃ من ربک

15_ اللہ تعالیٰ کی رحمت، اسکی ربوبیت کا جلوہ ہے ۔

رحمۃ من ربک

16_ حضرت خضر (ع) نے حضرت موسیٰ (ع) کو وسیع الہی تدبیر کی طرف توجہ کرتے ہوئے، یتیموں کے اموال کی

حفاظت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی وسیع ربوبیت کو قرار دیا ۔

فادر بک

حضرت خضر (ع) نے " رب " کو ضمیر خطاب کی طرف (ربک) مضاف کرتے ہوئے حضرت موسیٰ (ع) کے لیے یہ نکتہ

بیان کیا کہ اگرچہ دیوار کی تعمیر نے آپکو غذا فراہم کرنے اور جسمانی تربیت میں کوئی مدد نہیں کی لیکن آپکا مالک و مدبر ، یتیموں کا مالک و مدبر بھی ہے ۔

17_ حضرت خضر (ع) نے سب عجیب و غریب کام، اللہ تعالیٰ کے حکم کی بناء پر انجام دیئے انکی کوئی ذاتی رائے

شامل نہیں تھی ۔

رحمۃ من ربک وما فعلتہ عن امری

"ما فعلتہ" مینمفعول کی ضمیر ، آیت کے ذیل کے قرینہ کی مدد سے ان تمام کاموں کے جامع کی طرف لوٹ جاتی ہے مثلاً

جو کچھ تو نے دیکھا " یا وہ جو میں نے انجام دیا " ۔

18_ حضرت خضر (ع) ، اللہ تعالیٰ کے فرمان کے سامنے سر تسلیم خم کیے ہوئے تھے ۔

رحمۃ من ربک وما فعلتہ عن امری

حضرت خضر (ع) نے موسیٰ (ع) کو قانع کرنے کیلئے اپنے تمام کاموں کو اللہ تعالیٰ کے فرمان کی طرف نسبت دی۔
19_ اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ کو پایہ تکمیل تک پہنچا نے اور

527

اس کو دائرہ عمل میں لانے کیلئے اسباب و علل سے کام لیتا ہے۔
فاردنا ان یبدلہما... فاراد ربک... رحمۃ من ربک وما فعلتہ عن امری
اللہ تعالیٰ نے مؤمنین، انکی اولاد اور محرومین، لوگوں کی نسبت اپنی ربوبیت کو حضرت خضر کو کشتی کو سوراخ کرنے و
غیرہ... کا حکم دیتے ہوئے متحقق کیا۔

20_ کائنات کے حقائق اور اسرار سے حضرت خضر (ع) کی آگاہی اور انکے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ارادے سے مطلع
ہونا، انکے علم لدنی کا ایک نمونہ تھا۔
وعلمنہ من لدنا علماً... رحمۃ من ربک وما فعلتہ عن امری

21_ حضرت موسیٰ (ع) آخر کار حضرت خضر (ع) کے عجیب و غریب کاموں کے اسرار سے آگاہ ہوئے اور بعض واقعات
کی توجیہ اور تاویل کو ان سے سیکھا۔
ذلک تاویل ما لم تسطع علیہ صبر

"لم تسطع" اصل میں "لم تستطع" تھا یہاں حرف تاء کو تخفیف کیلئے حذف کیا ہے۔
22_ حضرت خضر اور موسیٰ (ع) کی داستان میں حوادث کاسرچشمہ، اللہ تعالیٰ کا ارادہ تھا اور یہ بہت مشکل تفسیر کا حامل
اور اس خاص آگاہی کا محتاج ہے جو اسکی جانب سے پہنچے۔
وما فعلتہ عن امری ذلک تاویل ما لم تسطع علیہ صبر

23_ حضرت خضر (ع) نے حضرت موسیٰ (ع) کو اپنے کاموں کے اسرار تعلیم دینے کے بعد انکے مقابلہ موسیٰ (ع) کی
بے صبری پر نا پسندیدگی کا اظہار کیا۔
ذلک تاویل ما لم تسطع علیہ صبر

24_ اولیاء الہیکے عجیب و غریب کاموں میں بے صبری کا مظاہرہ کرنے اور جلد بازی سے فیصلہ کرنے سے پرہیز کرنا
ضروری ہے۔
ذلک تاویل ما لم تسطع علیہ صبر

حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) کی تمام داستان سے معلوم ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ کے کاموں کا اپنے کاموں سے مقائسہ
نہیں کرنا چاہیے بلکہ صبر کرنا چاہیے اور زبان پرنا روا بات نہیں لانا چاہیے کیونکہ انکے اسرار سے آگاہ ہونا، ہر ایک کے
بس میں نہیں ہے۔

25_ کائنات کے مصائب اور حوادث، دقیق اور اساسی توجیہ و تفسیر رکھے ہوئے ہیں۔
ذلک تاویل ما لم تسطع علیہ صبر

حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) کی پوری داستان یہ نکتہ واضح کر رہی ہے کہ ناگہانی واقعات اور مثبت یا منفی حوادث
کو غیر صحیح نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ اس کام کے پشت پردہ غیبی بات ہے کہ جس نے حوادث کو یہ شکل عطا کی۔

26_ فی المجمع فی قولہ : "وکان تحتہ کنز لہما" ... وقیل : کان کنزا من الذہب والفضۃ... رواہ ابو الدرداء عن النبی (ص) (1)

.....

(1) مجمع البیان ج6، ص753، نور الثقلین ج3 ص289، ح184۔

528

مجمع البیان میں اللہ تعالیٰ کے اس کلام "وکان تحتہ کنز لہما" کے بارے میں آیا ہے کہ وہ سونا اور چاندی پر مشتمل خزانہ
تھا اس بات کو ابو الدرداء نے پیغمبر اکرم سے روایت کیا ہے۔

27_ "عن الرضا (ع) قال : کان فی الكنز الذی قال اللہ "وکان تحتہ کنز لہما" لوح من ذہب فیہ : بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد
رسول اللہ (ص) عجبت لمن أیقن بالموت کیف یفرح و عجبت لمن أیقن بالقدر، کیف یحزن و عجبت لمن رای الدینا وتقلبہا با بلہا
کیف یرکن الیہا وینبغی لمن عقل عن اللہ أن لا یتہم اللہ تبارک وتعالیٰ فی قضائہ ولا یستبطئہ فی رزقہ (1)

امام رضا علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی کہ آپ نے فرمایا: اس خزانہ کے درمیان کہ جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وكان تحته كنز لهما" ایک سونے کی لوح تھی جس پر لکھا ہوا تھا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" محمد (ص) رسول اللہ ہیں مجھے اس پر تعجب ہے جو موت پر یقین رکھتا ہے کیسے خوش ہو رہا ہے اور اس پر تعجب ہے کہ جو الہی تقدیر پر یقین رکھتا ہے کس طرح غمگین ہو رہا ہے اور اس پر تعجب ہے کہ جو دنیا والوں کی نسبت دنیا اور اس کے تغیر کا مشاہدہ کرنے کے باوجود دنیا پر اعتماد کیے ہوئے ہے جس نے اللہ تعالیٰ سے علم و دانش لیا اس بات کی لیاقت رکھتا ہے کہ اس کے بارے بد گمان نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف رزق پہنچانے میں سستی کی نسبت نہ دے۔

اسباب کا نظام: 19

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کا ارادہ 29; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار 16; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات 13، 15; اللہ تعالیٰ کی رحمت 15; اللہ تعالیٰ کی رحمت کی علامات 13; اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے آثار 2; اللہ تعالیٰ کے ارادے کا پیش خیمہ 7; اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے جاری ہونے کے مقامات 19; اللہ تعالیٰ کے اوامر 17

اللہ تعالیٰ کی حمایت :

اللہ تعالیٰ کی حمایت کے شامل حال 13

اولیاء اللہ :

اولیاء اللہ کے بارے میں جلد فیصلہ کرنا 24; اولیاء اللہ کے عمل کے بارے میں صبر کی اہمیت 24

باپ :

باپ کی صلاحیت کے آثار 9; صالح باپ کا کردار 6، 7، 8

حادثات :

حادثات کا سرچشمہ 25

خضر (ع) :

1) قرب الا سناد ص 375، ح 1330، نور الثقلین ج 3، ص 228، ح 178۔

529

خضر (ع) کا حکم شرعی پر عمل 17; خضر (ع) کے فضائل 20; خضر (ع) کا علم غیب 20; خضر (ع) کا علم لدنی 20، 22; خضر ك

قصہ 1، 2، 3، 4، 5، 16، 21، 23; خضر کا کردار 17; خضر (ع) کی اطاعت 17; خضر (ع) کی تعلیمات 16، 21، 23; خضر (ع) کی سرزنش 23; خضر (ع) کے عمل کا راز 21، 22; خضر (ع) کے عمل کی اساس 17; خضر (ع) کے قصہ کا سرچشمہ

22; خضر (ع) کے قصہ میں خزانہ 26، 27; خضر (ع) کے قصہ میں خزانے کی حفاظت 4، 7; خضر (ع) کے قصہ میں

دیوار کا مالک 3; خضر (ع) کے قصہ میں دیوار کی تعمیر 3; خضر (ع) کے قصہ میں دیوار کی تعمیر کا فلسفہ 1،

4، 6; خضر (ع) کے قصہ میں دیوار کے مالک کا باپ 5، 6; خضر (ع) کے قصہ میں دیوار کے مالک کی یتیمی 2

روایت :

27، 26

صالحین :

صالحین کا احترام 8; صالحین کے بچوں کا احترام 8; صالحین کے بچوں کے مفادات کی حفاظت کے اسباب 10; صالحین

کے لواحقین کی امداد 14; صالحین کے لواحقین کے مال کی حفاظت 14; صالحین کے مفادات کی حفاظت کے اسباب 10

طبیعی اسباب :

طبیعی اسباب کا کردار 19

عمل :

پسنیدہ عمل 11، 14،

عقلی بلوغ :

عقلی بلوغ کے آثار 12

غیبی امور :

غیبی امور کا کردار 10

فرزند :

بچوں کی سعادت میں موثر اسباب 9; بچوں کے مستقبل کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی اہمیت 11

کائنات :

کائنات کا قانون کے مطابق ہونا 25

مال :

مال کو خرچ کرنے کی شرائط 12; مال کے احکام 12

مصائب :

مصائب کا سرچشمہ 25

موسیٰ (ع) :

موسیٰ (ع) کا سیکھنا 21; موسیٰ (ع) کا قصہ 1، 2، 3، 4، 16، 21، 23، موسیٰ (ع) کا معلم 23; موسیٰ (ع) کو سرزنش 23;

موسیٰ (ع) کو نصیحت 16; موسیٰ (ع) کی اطاعت 18; موسیٰ (ع) کی بے صبری 23; موسیٰ (ع) کے قصہ کی بنیاد 22

یتیم :

یتیم کی امداد 14; یتیم کی حمایت 13; یتیم کے مال کی حفاظت 13، 14; یتیم کی مال کی حفاظت کے اسباب 16

تفسیر راہنما جلد 10

530

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الَّذِينَ قُلُ سَأَلُوا عَنْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا (٨٣)

اور اے پیغمبر یہ لوگ آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں عنقریب تمہارے سامنے ان کا تذکرہ پڑھ کر سنا دوں گا (83)

1_ پیغمبر، کے زمانہ کے لوگوں نے آنحضرت (ص) سے ذوالقرنین کے بارے میں سوالات کیئے تھے _

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الَّذِينَ قُلُ سَأَلُوا عَنْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا

"قرن" سے مراد "سینگ" ہے _ کہا جاتا ہے کہ ذوالقرنین کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ بالوں کی دو چٹیا دو سینگوں کی مانند ان کے سر پر تھیں یا یہ کہ انکی ٹوپی کے دو سینگ تھے البتہ "قرن" سے زمانے کا ایک طولانی سلسلہ بھی مراد ہے کہ جس سے لوگ زندگی بسر کرتے ہیں اسی لیے بعض نے وجہ تسمیہ یہ بیان کی کہ ذوالقرنین کی حکومت کا زمانہ بہت طولانی تھا _

2_ "ذوالقرنین" ایک تاریخی اور زمانہ پیغمبر (ص) میں جانی پہچانی شخصیت تھی _

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الَّذِينَ قُلُ سَأَلُوا عَنْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا

3_ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم (ص) کو لوگوں کے سوال کا جواب دینے کا طریقہ تعلیم دیا ہے _

وَيَسْأَلُونَكَ... قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُمْ

4_ لوگوں کے آنحضرت(ص) سے سوالات، بعض آیات کے نازل ہونے اور لوگوں کیلئے بعض مطلب کی وضاحت کا باعث بنتے تھے۔

ویسٹلونک عن ذی القرنین

5_ اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیات کے ذریعہ، ذوالقرنین کے بارے بعض مطالب پیش کرنے کا یقینی وعدہ دیا۔

قل سا تلوا علیکم منہ ذکر

"منہ" میں ضمیر ذوالقرنین کی طرف پلٹ رہی ہے اور "من تبغیض" کیلئے ہے یعنی اسکے بعض حالات۔ "سا تلوا" کے قرینہ کی مدد سے "ذکر" سے مراد قرآنی آیات ہے۔

6_ ذوالقرنین کی داستان کی تفصیل، تلاوت وحی کی بناء پر ہے نہ کہ آنحضرت کی ذاتی رائے کی بناء پر ہے۔

531

سا تلوا علیکم منہ ذکر

7_ آنحضرت(ص) کے بعض علوم اور معلومات، نزول وحیکے مرہون منت تھے۔

ویسٹلونک... قل سا تلوا

8_ عن ابی عبد اللہ (ع) قال : ملک الأرض کلّھا اربعة: مؤمنان وکافران فما المؤمنان : فسلیمان بن داود و ذوالقرنین (1)

امام صادق (ع) سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ(ص) نے فرمایا : چار افراد نے پوری زمین پر حکومت کی ہے ان میں دو افراد مؤمن اور دو کافر تھے۔ دو مؤمن یہ تھے : سلیمان بن داود اور ذوالقرنین۔

9_ عن ابی جعفر (ع) قال : إن ذالقرنین لم یکن نبیا ولکنہ کان عبداً صالحاً ا جب اللہ فاحبہ اللہ وناصح اللہ فنا صحہ اللہ ا مر

قومہ بقوی اللہ فضر بوہ علی قرنہ ، فغاب عنہم زماناً ، ثم رجع الیہم ، فضر بوہ علی قرنہ الا خر وفیکم من ہو علی سنتہ (2)

امام باقر علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی ہے کہ ذوالقرنین پیغمبر نہیں تھے لیکن ایک صالح بندہ تھے کہ جو اللہ تعالیٰ سے

محبت رکھتے تھے تو اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت کرتا تھا اللہ تعالیٰ کیلئے خالص عمل کرتے تھے پس اللہ بھی انکی خیر

چاہتا تھا وہ قوم کو الہی تقویٰ کی طرف حکم دیتے تھے۔ تو اس قوم نے انکے قرن یعنی انکے سر کی ایک طرف ضرب

لگائی تو وہ ایک زمانے تک ان سے غائب رہے پھر انکی طرف لوٹ آئے تو انہوں نے انکے دو سرے قرن پر یعنی انکے سر

کی دوسری طرف ضرب لگائی۔ تم میں سے کوئی ہے جو اسکی مانند ہوگا۔

10_ عن ابی جعفر (ع) قال : إن اللہ لم یبعث نبیاء ملوکاً فی الأرض الا اربعة بعد نوح: او لهم ذوالقرنین (3)

امام باقر (ع) سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کو بادشاہ نہیں بنایا سوائے چار انبیاء

کے جو نوح کے بعد تھے ان میں سے پہلے ذوالقرنین تھے۔

آنحضرت (ص) :

آنحضرت(ص) سے سوال 4،1؛ آنحضرت(ص) کا معلم ہونا 3؛ آنحضرت(ص) کو جواب دینے کے طریقہ کی تعلیم

3؛ آنحضرت(ص) کو وحی 6،7؛ آنحضرت(ص) کو وعدہ 5؛ آنحضرت(ص) کے علم کا سرچشمہ 7

اسلام :

صدر اسلام کی تاریخ 4،1

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی تعلیمات 3؛ اللہ تعالیٰ کے وعدے 5

ذوالقرنین :

ذوالقرنین کا نام 8؛ ذوالقرنین کی حاکمیت 8؛ ذوالقرنین کی حکومت 10؛ ذوالقرنین کی نبوت 9؛ ذوالقرنین کے بارے میں

سوال 1؛ ذوالقرنین کے فضائل 10؛ ذوالقرنین کے قصہ کا سرچشمہ 6؛ ذوالقرنین کے قصہ کی وضاحت 5

.....

(1) خصال ج 1، ص 255، ح 130، نور الثقلین ج 3، ص 295، ح 207۔

(2) کمال الدین ص 393، ح 1، نور الثقلین ج 3، ح 202۔

(3) تفسیر عیاشی ج 2 ص 340، ح 75، نورالثقلین ج 3، ص 295، ح 206۔

532

روایت :

10،9،8

قرآن :

قرآن کے نزول کا باعث 4

لوگ :

زمانہ بعثت کے لوگ اور ذوالقرنین 2؛ زمانہ بعثت کے لوگوں کا سوال 4،1

وحی :

وحی کا کردار 7

إِنَّا مَكْنَأُ لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا (٨٤)

ہم نے ان کو زمین میں اقتدار دیا اور ہر شے کا ساز و سامان عطا کر دیا (84)

1۔ "ذوالقرنین" ایک طاقت ور اور زمین پر وسیع ذرائع کی حامل شخصیت تھی۔

إِنَّا مَكْنَأُ لَهُ فِي الْأَرْضِ

"مکنا" یعنی "ہم نے اسے قوت دی" ذوالقرنین اور اسکی تاریخی شخصیت اور یہ کہ وہ کون ہے مورخین اور مفسرین میں ایک رائے موجود نہیں ہے بعض اسے تاریخ سے ماقبل کے بادشاہوں میں سے سمجھتے ہیں اور فقط قرآن کوانکی شناخت کا ماخذ سمجھتے ہیں بعض اسے وہی سکندر سمجھتے ہیں بعض اسے "فریدون" اور بعض اسے یمن کے بادشاہ ہوں میں سے سمجھتے ہیں اور بعض، علامہ طباطبائی کی مانند "کورش" (بخامنشی کا بادشاہ) کی آیات کے ساتھ مناسب تطبیق دیتے ہیں اور بعض اسے چین کے بادشاہ ہوں میں سے سمجھتے ہیں اور چین کی دیوار کو اپنے دعویٰ پر گواہ کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

2۔ تاریخ کے طاقتور افراد کی قدرت اور وسائل، صرف اللہ تعالیٰ کے ارادے اور حاکمیت کے دائرہ کار میں ہیں نہ کہ وہ مستقل ہیں۔

إِنَّا مَكْنَأُ لَهُ فِي الْأَرْضِ

ذوالقرنین کی قدرت اور وسائل کو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت دینا یہ پیغام دے رہا ہے کہ یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ طاقتور لوگ جو کچھ رکھتے ہیں وہ انکا ذاتی تھے بلکہ ہر چیز اسکی طرف سے ہے۔

3۔ "ذوالقرنین" ایک الہی شخصیت تھی۔

إِنَّا مَكْنَأُ لَهُ فِي الْأَرْضِ

یہ احتمال ہے کہ ذوالقرنین کی قدرت کو اللہ تعالیٰ سے منسوب کرنے کی وجہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے انکی الہی شخصیت کی بناء پر اسے وسائل عطا کیے ہوں۔

4۔ ذوالقرنین کے پاس اس کے ہر مقصد کو پورا کرنے

533

کیلئے اسباب و وسائل مہیا تھے۔

وَأَتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا

"کل شیء" میں عموم، عرض عموم ہے اور "سببا" "اتینا" "کیلئے" دوسرا مفعول ہے کلام مینچھپے ہوئے مضاف کی طرف توجہ کریں تو جملہ مقدریوں نے "وأتینا سبباً من أسباب كل شیء" یعنی اس کے علمی اور عملی اہداف کو پورا کرنے کیلئے جوابی وسائل در کار تھے اس کے اختیار میں دے دیے۔

5۔ علمی اور عملی کاموں کو پورا کرنے کی روش اور اسباب کا حصول، زمین پر ذوالقرنین کی قدرت اور اقتدار کا باعث تھا۔

إِنَّا مَكْنَأُ لَهُ فِي الْأَرْضِ وَأَتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا

"أتیناہ" کا ما قبل جملہ پر عطف، سبب کامسبب پر عطف ہے یعنی اگر "ذوالقرنین" کا زمین پر اقتدار تھا تو ان اسباب کی بناء پر تھا جو ہر کام کو پورا کرنے کیلئے انکے اختیار میں تھے۔

6_ اشیاء کو وجود میں لانے اور امور کو متحقق کرنے والا طبیعی نظام، علل اور اسباب کے سلسلہ پر قائم ہے۔
وأتیناہ من کل شیء سبب

ذوالقرنین کا اپنے امور میں کامیاب ہونا، اسباب و وسائل سے فائدہ اٹھانے کی بناء پر تھا اس موضوع کا آیت میں بیان ہونا، کائنات کے امور پر علل و اسباب کے نظام کی حاکمیت کی طرف اشارہ ہے۔

7_ ذوالقرنین کی قدرت و طاقت اور اپنے مقاصد کو پورا کرنے کیلئے تمام ضروری وسائل اور ذرائع انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے تھے۔

إِنَّا مَكْنَأُ لَهٗ فِی الْاَرْضِ وَآتِیْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ سَبَبٌ

8_ اللہ تعالیٰ تمام طبیعی اسباب اور علل پر حاکم ہے۔
وأتیناہ من کل شیء سبب

9_ عن الاصبغ بن نباتة ، عن امیر المؤمنین (ع) أَنَّهُ قَالَ : سئل عن ذی القرنین قال : ... وجعل عز ملکہ وآیة نبوتہ فی قرنہ ... وآتاه اللہ من کل شیء: علماً یعرف بہ الحق والباطل ... و أوحى اللہ إلیہ ... فقد طویت لك البلاد و ذللت لك العباد فاربتہم منك ... فلم یبلغ مغرب الشمس حتی دان له اہل المشرق والمغرب قال : وذلك قول اللہ : إِنَّا مَكْنَأُ لَهٗ فِی الْاَرْضِ وَآتِیْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ سَبَباً (1)

اصبغ بن نباتہ سے روایت نقل ہوئی ہے کہ امیر المؤمنین نے ذوی القرنین کے بارے میں کیے گئے سوال کے جواب میں فرمایا : ... اللہ تعالیٰ نے اسکی بادشاہی کی طاقت اور نبوت کی نشانی کو اسکے سینگ میں قرار دیا ... اور ہر چیز کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اسے علم عطا کیا تا کہ اسکے ذریعہ سے حق و باطل کو پہچان سکے اللہ تعالیٰ نے اسے وحی کی : میں نے شہروں کو تیرے اختیار میں دے

.....

(1) تفسیر عیاشی ج 2، ص 341، ج 79، نور الثقلین ج 3 ص 297، ج 215۔

534

دیا اور بندوں کو تیرا مطیع اور انکے دلوں کو تیرے خوف سے پر کر دیا ہے۔ تو ابھی وہ سورج کے غروب ہونے کی جگہ تک نہیں پہنچا تھا کہ دنیا کے اہل مشرق و مغرب نے اسکے آگے سر تسلیم خم کیا پھر امیر المؤمنین (ع) نے فرمایا : یہ اللہ تعالیٰ کا کلام وہ کہ فرمایا ہے : إِنَّا مَكْنَأُ لَهٗ فِی الْاَرْضِ وَآتِیْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ سَبَبٌ

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کا ارادہ 2؛ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت 2، 8؛ اللہ تعالیٰ کی عطا نئی 7

ذوالقرنین :

ذوالقرنین کی شخصیت 3؛ ذوالقرنین کی قدرت 1 ، 4؛ ذوالقرنین کی قدرت کا باعث 5؛ ذوالقرنین کی قدرت کا سرچشمہ 7؛

ذوالقرنین کی نبوت 9؛ ذوالقرنین کے ذرائع 1، 4، 5، 9؛ ذوالقرنین کے ذرائع کا سرچشمہ 7؛ ذوالقرنین کے علم کے آثار 5؛

ذوالقرنین کے فضائل 3، 9

روایت 9:

طبیعی اسباب :

طبیعی اسباب کا کردار 6، 8

قدرت :

قدرت کا سرچشمہ 2

قدرت مند لوگ :

قدرت مند لوگوں کے ذرائع کا سرچشمہ 2

نظام علیت: 6

فَاتَّبَعَ سَبَباً (۸۵)

پہرا نہوں نے ان وسائل کو استعمال کیا (85)

- 1_ ذوالقرنین، نے مغرب کی طرف سفر کرنے کیلئے اپنے وسیع الہی ذرائع میں سے بعض سے فائدہ اٹھا یا۔
فا تتبع سبباً _ حتّٰی إذا بلغ مغرب الشمس
- 2_ ذوالقرنین، ان مادی وسائل کے ساتھ ان سے کام لینے کا علم بھی رکھتا تھا۔
فا تتبع سبب
- 3_ سال رجل علیاً (ع) ا رأیت ذالقرنین کیف استطاع أن يبلغ المشرق والمغرب؟ قال: سخر الله له السحاب مدّ له فی الأسباب
وبسط له النور فكان الیل والنهار علیہ سواء (1)
ایک شخص نے حضرت علی (ع) سے کہا: مجھے بتائیں کہ

.....

(1) کمال الدین صدوق ص 393، ح 2 باب 38، نور الثقلین ج 3 ص 296، ح 212_

535

کیسے ذوالقرنین اس جہان کے مشرق و مغرب تک پہنچا؟ حضرت علی (ع) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بادل کو اسکے لیے مسخر کیا تھا اور اسکے وسائل اور ذرائع بڑھا دیے تھے اور اسکے لیے نور پھیلا دیا تھا اس طرح کہ دن و رات اسکے لیے برابر تھے۔

ذوالقرنین:

ذوالقرنین کا علم 2; ذوالقرنین کا قصہ 3، 1; ذوالقرنین کا مشرق کی طرف سفر 3; ذوالقرنین کا مغرب کی طرف سفر 3، 1;
ذوالقرنین کے فضائل 2; ذوالقرنین کے مادی وسائل 2; ذوالقرنین کے وسائل 3، 1;
روایت 3:

حَتّٰی إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا قُلْنَا يَا ذَا الْقُرْنَيْنِ إِمَّا أَنْ تُعَذِّبَ وَإِمَّا أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا
(۸۶)

یہاں تک جب وہ غروب آفتاب کی منزل تک پہنچے تو دیکھا کہ وہ ایک کالی کیچڑ والے چشمہ میں ڈوب رہا ہے اور اس چشمہ کے پاس ایک قوم کو پایا تو ہم نے کہا کہ تمہیں اختیار ہے چاہے ان پر عذاب کرو یا انکے درمیان حسن سلوک کی روش اختیار کرو (86)

- 1_ ذوالقرنین، اپنے بعض وسائل اور فوج کی مدد سے مغرب کی طرف اپنی سرزمین میں آگے بڑھا۔
فا تتبع سبباً _ حتّٰی إذا بلغ مغرب الشمس
- 2_ ذوالقرنین، نے مغرب کی طرف خشکی کی انتہا تک پہنچنے کے بعد اپنے سامنے کیچڑ والا سیاہی مائل پانی دیکھا۔
حتّٰی إذا بلغ مغرب الشمس وجدها تغرب فی عین حمئة
"حمئة" معنی حما "سیاہی مائل بد بو دار مٹی" کو کہتے ہیں (کتاب العین)
- 3_ مغرب کی جانب ذوالقرنین کے سفر کی آخر، منزل پر سورج کے غروب ہونے کا منظر یوں تھا کہ جیسے

536

وہ سیاہی مائل چشمہ میں غرق ہو گیا ہے۔

وجدها تغرب فی عین حمئة

"عین" کا معنی چشمہ ہے اور "وجدھا" کے قرینہ (اسے یوں پایا) سے آیت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سورج واقعاً سیاہی مائل

- مٹی کے چشمہ میں غرق ہوا بلکہ ذوالقرنین نے یوں سورج کے غروب ہونے کا منظر دیکھا۔
- 4_ ایک وسیع سمندر کے ساحل پر ذوالقرنین کے سفر کا اختتام ہوا۔
وجد ہا تغرب فی عین حمئة
- یہ احتمال ہے کہ پانی میں سورج کے غروب کا منظر ایک وسیع سمندر کی علامت ہو یعنی اسے آگے کچھ نہیں نظر آ رہا تھا لہذا اس نے تصور کیا کہ سورج سمندر میں ایک ابلتے ہوئے چشمہ میں غرق ہو رہا ہے اور آگے کوئی خشکی نہیں ہے۔
- 5_ مغرب کی طرف ذوالقرنین کے سفر کی حد سیاہ سمندر تک تھی۔
حتیٰ اذا بلغ مغرب الشمس وجد ہا تغرب فی عین حمئة
- ابن عاشور کی مانند بعض مورخین، ذوالقرنین کا مقام حکومت چین سمجھتے ہیں اس صورت میں اسکا مغرب کی طرف سفر سیاہ سمندر تک بڑھا کہ اس نے وہاں سورج کے غروب ہونے کا منظر اسکا سیاہ مٹی سے آلودہ چشمہ میں غرق ہونے کی صورت میں دیکھا۔
- 6_ ذوالقرنین نے اپنی سرزمین کے مغرب کی طرف آخری منزل پر ایک خاص وضع و قطع اور قوم والے لوگوں کو پایا۔
وجد ہا تغرب فی عین حمئة وجد عندہا قوم
- 7_ ذوالقرنین کی سرزمین کے مغرب میں ساحل پر رہنے والے لوگ، کافر اور ظالم تھے۔
قلنا یا ذالقرنین إما أن تعذب
- "تعذب" کی تعبیر بتاتی ہے کہ وہ سزا کے مستحق تھے اسکی دلیل بعد والی آیات کے قرینہ سے انکا ظلم اور کفر تھا۔
- 8_ ذوالقرنین کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغربی ساحل پر رہنے والوں کو سزا یا معافی کی صورت میں اختیار ملا۔
قلنا یا ذالقرنین إما أن تعذب و إما أن تتخذ فیہم حسن
- 9_ ذوالقرنین کی سرزمین کے مغربی مناطق میں ساحل پر رہنے والے لوگ، ذوالقرنین کے لشکر کا مقابلہ کرنے سے عاجز تھے اور اسکے عزم و ارادے کے آگے کچھ نہیں کر سکتے تھے۔
وجد عند ہا قوماً قلنا یا ذالقرنین إما أن تعذب
- 10_ ذوالقرنین کے کام، اللہ تعالیٰ کی راہنمائی کے تحت انجام پاتے تھے۔
قلنا یا ذالقرنین اما ان تعذب و اما ان تتخذ
- 11_ ذوالقرنین انبیاء میں سے تھے اور الہی کلام دریافت کرنے کے مقام پر فائز تھے۔
قلنا یا ذالقرنین

537

ظاہراً کلمہ "قلنا" بغیر واسطہ کے خطاب ہے اگرچہ یہاں الہام یا کسی اور پیغمبر کے ذریعہ پیغام الہی پہنچانے کا احتمال بھی موجود ہے۔

- 12_ ذوالقرنین کی سرزمین کے مغرب کی طرف تمدن کا وجود۔
وجد عندہا قوماً ... إما أن تعذب
- بعد والی آیات میں ساحل نشینوں کیلئے ظلم، ایمان، عمل صالح اور سزا جیسے کلمات آئے مینہ متمدن معاشرہ کی خصوصیات میں سے ہیں
- 13_ ذوالقرنین لوگوں کے معاشرتی نظام کو منظم کرنے میں الہی اختیارات رکھتے تھے۔
قلنا یا ذالقرنین إما أن تعذب و إما أن تتخذ فیہم حسن
- 14_ منتظمین اور قائدین کو انکی ذمہ داریوں کی حدود میں بعض اختیارات دینا ضروری ہیں۔
قلنا یا ذالقرنین إما أن تعذب و إما أن تتخذ فیہم حسن
- اللہ تعالیٰ نے مغربی اقوام کے ساتھ ہر تاو میں ذوالقرنین کو اپنے ارادے میں اختیار دیا دوسروں کو چاہیے وہ بھی اسی روش کو اپنائیں۔
- 15_ زمین پر سیروسیاحت اور مجرم قوموں کو سزا دینا، ایک اچھی بات ہے۔
حتیٰ اذا بلغ ... إما أن تعذب
- ذوالقرنین پر الہی عطا ہونے کے بعد انکے سفر کے حالات سے مطلع کرنا، اسکے کاموں کے شائستہ ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔

16_ کفار کا سامنا کرنے کے بعد ان سے اچھے سلوک کا انتخاب، سختی اور غصہ سے بہتر ہے۔

وإِذَا أَنْتَ تَخْذِفُهُمْ حَسَنَ

جملہ "تخذفہم حسناً" سزا کے مقابل روش کو بیان کر رہا ہے ذوالقرنین کو ان دو روش میں ایک کو منتخب کرنے پر اختیار تھا۔

اچھا سلوک :

اچھے سلوک کی اہمیت 16

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی ذوالقرنین سے گفتگو 11، اللہ تعالیٰ کی ہدایتیں 10

انتظام :

انتظام کی روش 14

تمدن :

تاریخ تمدن 12

چشمہ :

مٹی سے آلودہ چشمہ 2، 3

ذوالقرنین:

ذوالقرنین اور امر معاشرتی نظام کا انتظام: ذوالقرنین کا قصہ 1، 2، 4، 5، 6، 8، 9 ; ذوالقرنین کا مغرب کی طرف سفر 2، 3;

ذوالقرنین کو وحی 11; ذوالقرنین کو ہدایت 10; ذوالقرنین کی قدرت 9; ذوالقرنین کی مغرب کے لوگوں سے ملاقات

6; ذوالقرنین کی نبوت 11; ذوالقرنین کے اختیارات 8; ذوالقرنین کے اختیارات کی

538

اساس 13; ذوالقرنین کے پہلے سفر کی حدود 4، 5; ذوالقرنین کے عمل کی بنیاد 10; ذوالقرنین کو وحی ذوالقرنین کے فضائل

13; ذوالقرنین کے قصہ میں چشمہ کا رنگ 2; ذوالقرنین کے مقامات 11; ذوالقرنین کے وسائل 1; سمندر کے کنارے

ذوالقرنین 4; سیاہ سمندر کے کنارے ذوالقرنین 13

سختی :

سختی کی مذمت 16

سرزمین:

ذوالقرنین کی سرزمین مغرب کے لوگوں کا ظلم 7; ذوالقرنین کی سرزمین مغرب کے لوگوں کا عجز 9; ذوالقرنین کی سرزمین

مغرب کے لوگوں کا کفر 7; ذوالقرنین کی سرزمین مغرب کے لوگوں کی سزا 8; ذوالقرنین کی سرزمین مغرب کے لوگوں کی

معافی 8; ذوالقرنین کی سرزمین مغرب میں تمدن 12; ذوالقرنین کی سرزمین مغرب میں لوگوں کی قومی حالت 6

سفر:

سفر کی اہمیت 15

ظالمین 7:

عمل :

پسندیدہ عمل 15

قرآن :

قرآنی تشبیہات 3

کفار :

7، کفار سے اچھا سلوک 16; کفار سے برتاؤ کی روش 16; کفار سے سختی 16

گناہ کار لوگ:

گناہ کار لوگوں کو سزا دینے کی اہمیت 15

منتظم :

منتظم کو اختیار بخشنا 14

قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُكَرًا (۸۷)
ذوالقرنین نے کہا کہ جس نے ظلم کیا ہے اس پر بہر حال عذاب کروں گا یہاں تک کہ وہ اپنے رب کی بارگاہ میں پلٹا یا جائے
گا اور وہ اسے بدترین سزا دے گا (87)

1_ ذوالقرنین نے مغربی ساحل پر رہنے والوں کی سزا سے چشم پوشی کی اور صرف ان کو سزا کی دھمکی دی کہ جو
اپنے ظلم پر باقی رہ جائیں۔
قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ

539

2_ ایمان اور عمل صالح سے دوری اختیار کرنا، ظلم ہے۔

قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ

بعد والی آیت کے قرینہ کی مدد سے جس میں عمل صالح اختیار کرنے والے مؤمنین کو ظالمین کے مقابل قرار دیا گیا یہاں
ظلم سے مراد ہے ایمانی اور نیک کردار کا ترک کرنا ہے۔

3_ دریائی ساحل پر رہنے والی قوم، مکمل طور پر ذوالقرنین کے زیر تسلط آچکی تھی۔
قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ

4_ ذوالقرنین، دریا کے ساحل پر رہنے والے ظالموں کے ایمان لانے اور انکے ظلم اور فساد چھوڑنے پر امید رکھے
ہوئے تھے لہذا انکو سزا دینے میں جلدی نہیں کر رہے تھے۔

قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ

حرف "سوف" آئندہ کیلئے ہے۔ اور بعد والی آیت میں "امن" اور "عمل" شرطیہ فعل اس بات پر قرینہ ہیں کہ ذوالقرنین نے
ظالموں کے ایمان لانے کے احتمال کی بناء پر انکی سزا دینے میں جلدی نہیں کی ہے۔

5_ ظالمونکو قیامت میں سخت عذاب میں جکڑا جائیگا۔
فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُّكَرًا

6_ ذوالقرنین کی حکومت ظلم و کفر کو ختم کرنے کیلئے تھی۔
قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ

7_ ذوالقرنین، معاد اور ظالمونکے آخرت میں سخت عذاب پر عقیدہ رکھتے تھے۔
قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُّكَرًا

8_ ذوالقرنین نے دریا کے ساحل پر رہنے والے ظالموں کو اپنی سخت سزا کی دھمکی کے ساتھ آخرت کے سخت عذاب
سے بھی ڈرایا۔

قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ

9_ آخرت وہ زمانہ ہے کہ جب ظالموں کافروں اور غیر صالح افراد کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لوٹا یا جائیگا اور انکے اعمال
کا محاسبہ کیا جائیگا۔

ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ

10_ ذوالقرنین، ظالموں کے اخروی عذاب کو انکی دنیا کی سزا سے سخت اور بدترین سمجھتے تھے۔
قَالَ... ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُّكَرًا

"نکر" سے مراد "منکر" ہے کہ جو صفت مشبہ اور جہنم کے عذاب کی صفت ہے یعنی آخرت کا عذاب بہت ناگوار اور اسکی
شدت قابل تعریف نہیں ہے۔

11_ ظالمونکی اخروی سزا، الہی ربوبیت کا ایک جلوہ ہے۔

يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُّكَرًا

12_ ذوالقرنین کی حکومت ایک دینی اور الہی حکومت تھی۔

قال... ثم یردّ الی ربّہ فیعذبہ عذاباً نکر
ذوالقرنین نے ظالموں کی اپنے ہاتھوں سزا کو اللہ

540

تعالیٰ کے اخروی عذاب کا ایک حصّہ جانا ہے لہذا ذوالقرنین کی حکومت، الہی میزان پر تشکیل پائی ہوئی تھی۔

13_ جہنم کا عذاب، بہت سخت اور بڑا عذاب ہے۔

ثم یردّ الی ربّہ فیعذبہ عذاباً نکر

"عذاباً"، "یعذبہ" فعل کیلئے مفعول مطلق تاکید ہے کہ جو الہی عذاب کی شدت پر دلالت کر رہا ہے "نکرا" بھی "عذاباً" کی صفت ہے یہ عذاب کے برے ہونے پر تاکید ہے۔

14_ عن امیر المؤمنین (ع) "... ما من ظلم" ولم یؤمن برّبہ "فسوف نعذبہ" فی الدنیا بعذاب الدنیا "ثم یردّ الی ربّہ" فی مرجعہ "فیعذبہ عذاباً نکراً" (1)

امیر المؤمنین (ع) سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آیت سے مقصود یہ ہے کہ وہ "جس نے ظلم کیا" وہ اپنے پروردگار پر ایمان نہیں لایا اسے "جلدی" دنیا میں عذاب دنیا میں مبتلا کرینگے پھر اسے معاد میں پروردگار کی طرف لوٹا جائیگا اور اللہ تعالیٰ اسے سخت عذاب دے گا۔

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامتیں 11

اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا 9:14

جہنم :

جہنم کے عذاب کی شدت 13

حکومت :

دینی حکومت 12

ذوالقرنین :

ذوالقرنین اور ظالموں کو سزا 1،4؛ ذوالقرنین کا امیدوار ہونا 4؛ ذوالقرنین کا ظلم سے مقابلہ کرنا 6؛ ذوالقرنین کا عقیدہ

7؛ ذوالقرنین کا قصہ 1،3،4؛ ذوالقرنین کا کفر سے مقابلہ کرنا 6؛ ذوالقرنین کا نظام حکومتی 12؛ ذوالقرنین کے دور کے

ظالموں کو دھمکی 1؛ ذوالقرنین کی حاکمیت 3؛ ذوالقرنین کی حکومت کی خصوصیات 6؛ ذوالقرنین کی دھمکیاں 1،8؛

ذوالقرنین کی رائے 10؛ ذوالقرنین قدرت 3

ذوالقرنین کا عقیدہ 7:

روایت 14:

سرزمین:

ذوالقرنین کی سرزمین کے مغربی ظالمونکا ایمان 4؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے مغربی لوگ 3؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے

مغربی لوگوں کی بخشش 1

ظالمین:

ظالمونکا اخروی عذاب 5؛ ظالموں کا دنیاوی عذاب 10،14؛ ظالمونکی اخروی پوچھ کچھ 9؛ ظالمونکی اخروی

سزا 7،11؛ قیامت میں ظالمین 9

سزا:

سزا دینے میں صبر 4

ظلم:

ظلم کے موارد 2

.....

(1) تفسیر عیاشی ج 2 ص 342 ح 79 نور الثقلین ج 3 ص 298 ح 215۔

541

عذاب:

اہل عذاب 5; اخروی عذاب کی دہمکی 8; اخروی عذاب کی شدت 10; اخروی عذاب کے درجات 5; سخت عذاب 8; عذاب

کے درجات 13

عقیدہ:

معاد پر عقیدہ 7

عمل صالح:

عمل صالح کا ترک کرنا 2

فاسدین:

فاسدون کی آخرت مینپوچہ گچہ 9، قیامت مینفاسدین 9

کفار:

قیامت میں کفار 9; کفار کی اخروی پوچہ گچہ 9

تفسیر راہنما جلد 10

وَأَمَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءُ الْحُسْنَىٰ وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا (۸۸)

اور جس نے ایمان اور عمل صالح اختیار کیا ہے اس کے لئے بہترین جزا ہے اور میں بھی اس سے اپنے امور میں آسانی کے بارے میں کہوں (88)

1_ ذوالقرنین نے نیک کردار مؤمنین کو بہترین جزا دینے کا وعدہ دیا۔

وَأَمَّا مَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءُ الْحُسْنَىٰ

"جزا" حال ہے اور یہ بیان کر رہی ہے کہ حسن سلوک (الحسنی) شخص کے ایمان اور عمل صالح کی جزا ہے۔

2_ ذوالقرنین کا ظالم کفار کو سزا دینے میں جلدی نہ کرنا، درحقیقت ان کو ایمان کی طرف میلان پیدا کرنے کیلئے ایک مہلت تھی۔

وَأَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نَعَذِّبُهُ... وَأَمَّا مَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءُ الْحُسْنَىٰ

مَنْ ءَامَنَ... "سے مراد (جو بھی ایمان لے آئے وہ) وہ لوگ تھے جو ظلم و کفر سے نکل کر ایمان لا چکے تھے نہ کہ وہ لوگ جو ذوالقرنین کے داخل ہوتے وقت مؤمن تھے۔ کیونکہ یہ کوئی بات نہیں ہے کہ وہ مؤمنین کے ساتھ سزا یا اچھا سلوک کرنے میں مختار ہو لہذا ظالموں کو عذاب دینے میں ذوالقرنین کا وقفہ کرنا انکے اندر تبدیلی پیدا

542

ہونے کیلئے ایک موقعہ تھا۔

3_ ذوالقرنین کی حکومت، ایمان اور عمل صالح کی ترویج کیلئے تھی۔

قَالَ... وَأَمَّا مَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءُ الْحُسْنَىٰ

4_ بے ایمان اور عمل صالح سے محروم لوگ، ذوالقرنین کی رائے میں ظالم لوگ تھے۔

قَالَ... وَأَمَّا مَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءُ الْحُسْنَىٰ

دو گروہ "من ظلم" اور "من ءَامَنَ" میں مقابلہ بتا رہا ہے کہ ایمان اور عمل صالح کو ترک کرنا، ظلم ہے۔

- 5_ ایمان اور عمل کا ساتھ ساتھ ہونا، بہترین جزاء کے حصول کے لیے شرط ہے۔
من ءامن و عمل صالحا فلہ جزاء الحسنی
- 6_ ذوالقرنین نے عزم کیا کہ ان قوانین اور معاشرتی قواعد کو وضع کر لے کہ جو مؤمنین کیلئے آسان اور قابل تحمل ہوں۔
وسنقول لہ من امرنا یسر
- (یسر) یعنی آسانی اور (من امورنا) یعنی ان فرامین سے جو ہم صادر کرتے ہیں۔ لہذا (وسنقول ...) کا مطلب یہ کہ صالح مؤمنین کے لیے ایسے احکام جاری کریں گے کہ جنکا نفاذ دشوار نہ ہوا اور انکا سننا مؤمنین کیلئے سنگین نہ ہو۔
- 7_ ذوالقرنین نے مؤمنین کے لیے اپنے فرامین اور حکومتی تقاضوں کے ابلاغ میں نرمی اور اچھے سلوک کی رعایت کا وعدہ کیا۔
وسنقول لہ من امرنا یسر
- 8_ ظالموں کے ساتھ سختی اور نیک مؤمنین کے ساتھ نرمی سے پیش آنا، ذوالقرنین کے حکومتی نظام میں بہترین اور منتخب روش تھی۔
ا ما من ظلم فسوف نعذبہ... واما من ءامن و عمل صالح
- ذوالقرنین نے مغربی ساحل پر رہنے والوں کے حوالہ سے سزا یا اچھا سلوک کرنے کے حوالے سے دو تجاوز پر وحی الہی کے ذریعہ سننے کے بعد دوسری راہ کو اختیار کیا اس میں یہ انداز اپنا یا کہ ظالموں کو سزا اور مؤمنین کو بہترین پاداش دی گئی۔
- 9_ الہی حکومتوں پر ضروری ہے کہ وہ ظالموں سے جنگ کریں اور مؤمنین کے معاشرتی قوانین سے سہل بنائیں۔
قال ا ما من ظلم فسوف نعذبہ... واما من ءامن... سنقول لہ من امرنا یسر
- 10_ ذوالقرنین مغربی کی سرزمین ساحل نشینوں کے لیے عمل صالح اور ظلم کو ترک کرنے کے لیے مناسب زمینہ فراہم تھا۔
ا ما من ظلم... واما من ءامن و عمل صالح
- 11_ ذوالقرنین کی کوشش سے الہی دین اسکی سرزمین کے مغربی حصہ کی آخری حد تک پھیل گیا۔
واما من ءامن
- 12_ جزا دینے میں جلدی اور سزا دینے میں تاخیر کرنا ضروری ہونا۔

543

من ظلم فسوف نعذبہ... من ءامن... فلہ جزاء الحسنی
(فسوف نعذبہ) کا حروف استقبال کے ساتھ ذکر ہونا جبکہ اس کے مقابل (فلہ جزاء الحسنی) کا قطعی صورت میں بغیر حروف استقبال کے ذکر ہونا، مندرجہ بالا مطلب کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔

ایمان :

ایمان اور عمل صالح 5؛ ایمان کا پیش خیمہ 2 ؛ ایمان کی طرف حوصلہ افزائی 3؛ ایمان کے آثار 5

جزا :

جزا کا وعدہ 1؛ جزا کی شرائط 5؛ جزا میں جلدی 12

حکومت :

دینی حکومت کا ظلم سے مقابلہ 9؛ دینی حکومت کی ذمہ داری 9

ذوالقرنین :

ذوالقرنین کا صبر 2؛ ذوالقرنین کا قصہ 2، 6، 10؛ ذوالقرنین کا حکومتی نظام 8؛ ذوالقرنین مؤمنین کیلئے اہتمام کرنا 6، 7 ؛
ذوالقرنین کی حکومت میں صالحین 8؛ ذوالقرنین کی حکومت میں ظالم لوگ 8؛ ذوالقرنین کی حکومت میں مؤمنین 8؛ ذوالقرنین کی حکومت کی خصوصیات 3؛ ذوالقرنین کی رائے 4؛ ذوالقرنین کی قانون گزاری 6؛ ذوالقرنین کی کوشش 11؛ ذوالقرنین کے احکام 7؛ ذوالقرنین کے زمانہ میں 11؛ ذوالقرنین کے قوانین کا سہل ہونا 6؛ ذوالقرنین کے وعدے 1، 7

سرزمین :

ذوالقرنین کی سرزمین کے مغربی لوگ 10؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے مغربی لوگوں کا اختیار 10؛ ذوالقرنین کی سرزمین

کے مغربی لوگوں کا ایمان 10; ذوالقرنین کی سرزمین کے مغربی لوگوں کا دین 11; ذوالقرنین کی سرزمین کے مغربی لوگوں کا عمل صالح 10
 سزا :
 سزا میں مہلت 12
 صالحین :
 صالحین کو جزا 1; صالحین کو وعدہ 1
 ظالمین :
 ظالموں پر سختی کرنا 8; ظالموں کو مہلت دینے کا فلسفہ 2
 ظلم :
 ظلم کے ساتھ مقابلہ کرنے کی اہمیت 9; ظلم کے موارد 4
 عمل صالح :
 عمل صالح کا ترک کرنا 4; عمل صالح کی طرف حوصلہ افزائی 3; عمل صالح کے آثار 5
 کفار :
 کفار کو مہلت دینے کا فلسفہ 2
 مؤمنین :
 مؤمنین کی جزا 1; مؤمنین کے ساتھ مدارت کے پیش آنا 7; مؤمنین کے ساتھ وعدہ 1
 معاشرتی قوانین :
 معاشرتی قوانین میں سہولت کی اہمیت 9

544

ثُمَّ اتَّبَعَ سَبَبًا (۸۹)

اس کے بعد انہوں نے دوسرے وسائل کا پیچھا کیا (89)

- 1_ ذوالقرنین، مغربی ساحل میں رہنے والوں کے درمیان عادلانہ دینی نظام قائم کرنے کے بعد اپنی سرزمین کے مشرق کی طرف روانہ ہو گئے۔
 ثُمَّ اتَّبَعَ سَبَبًا _ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ
- 2_ ذوالقرنین نے اپنے سفروں میں حکومت اور الہی دین کو پھیلانے کے لیے اپنے ذرائع سے پورا فائدہ اٹھا یا۔
 ثُمَّ اتَّبَعَ سَبَبَ
- 3_ زمین کے مختلف نقاط کی طرف سفر اور اپنی سرگرمی کو ایک خاص منطقہ میں محدود نہ کرنا، قرآن کی نظر مینا یک پسندیدہ اور قابل تعریف کام ہے۔
 ثُمَّ اتَّبَعَ سَبَبَ
- 4_ عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) ... "ثُمَّ اتَّبَعَ سَبَبًا" ذوالقرنین من الشمس سبباً (1)
 امیر المؤمنین سے (اس کلام خدا کی وضاحت) (ثُمَّ اتَّبَعَ سَبَبًا) نقل ہوا ہے کہ: ذوالقرنین نے سورج سے ایک سبب کے طور فائدہ اٹھایا

اقدار: 3

ذوالقرنین :

ذوالقرنین کا دوسرا سفر 1; ذوالقرنین کا قصہ 1، 2، 4; ذوالقرنین کی حکومت کی وسعت 2; ذوالقرنین کے ذرائع 2، 4; ذوالقرنین کے زمانہ میں دینی حکومت 1; مشرق میں ذوالقرنین 1; ذوالقرنین اور سورج 4

روایت: 4

سرزمین :

ذوالقرنین کی مغربی سرزمین میں حکومت 1

سفر :

سفر کی اہمیت 3

عمل :

پسندیدہ عمل 3

.....

(1) تفسیر عیاشی ج2 ص342; ج79; نورالثقلین ج3 ص298 ج215۔

545

حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَّمْ يَجْعَلْ لَهُم مِّنْ دُونِهَا سِتْرًا (٩٠)

یہاں تک کہ جب طلوع آفتاب کی منزل تک پہنچے تو دیکھا کہ وہ ایک ایسی قوم پر طلوع کر رہا جسے کے لئے ہم نے آفتاب کے سامنے کوئی پردہ بھی نہیں رکھا تھا (90)

1_ ذوالقرنین اپنے دوسرے سفر میں مشرق کی طرف خشکی کے آخری نقطہ تک پہنچا تو ... تمدن سے دور صحرائی نشین لوگوں کو پایا۔

بلغ مطلع الشمس ... لم نجعل لهم من دونها ستر

(دونہا) کی ضمیر (الشمس) کی طرف لوٹتی ہے اور جملہ (لم نجعل ...) کا مطلب یہ ہے کہ وہاں کے رہنے والے سوائے سورج کے کوئی اور ستر پوشی نہیں رکھتے تھے بظاہر پوشاک، ستر نہیں رکھتے تھے یعنی نہ کوئی وہاں عمارت تھی جو انکے لے سایہ اور نہ کوئی انکے تن کو ڈھانپنے کے لیے لباس تھا اسی لیے انہیں صحرائی نشین قوم سے تعبیر کیا گیا۔

2_ ذوالقرنین کی سرزمین کے مشرق میں رہنے والے لوگ تن پر لباس او رپناہ گاہ سے محروم تھے۔

وجدبا تطلع على قوم لم نجعل لهم من دونها ستر

3_ ذوالقرنین نے اپنی سرزمین کے مشرق کی طرف صحرا پر رہنے والی قوم کا سامنا کیا۔

لم نجعل لهم من دونها ستر

"لم نجعل" کے کلمہ سے یہ احتمال پیدا ہونا: ہے کہ ان لوگوں کا سورج کی شعاعوں کے در مقابل بے پناہ ہونا طبیعی امور کی بناء پر تھا کہ جو جعل الہی سے مربوط تھا مثلاً صحرا بنجر تھا کہ یہ امر طبیعی ہے۔

4_ ذوالقرنین کے زمانہ میں اسکی سرزمین کے دورترین مشرقی علاقے میں لباس اور عمارت سازی کی صنعت کی کوئی خبر نہ تھی۔

بلغ مطلع الشمس ... لم نجعل لهم من دونها ستر

5_ ذوالقرنین کے زمانہ میں اسکی مغربی سرزمین کے لوگ اسکی مشرقی سرزمین کے لوگوں کی نسبت زیادہ تمدن والے اور ترقی یافتہ تھے۔

بلغ مغرب الشمس ... وجد عنده

546

قوماً ... تطلع على قوم لم نجعل لهم من دونها ستر

6_ معاشروں اور اقوام کے تمدن کے حصول میں الہی ارادہ کا کردار ہے۔

لم نجعل لهم من دونها ستر

7_ عن امیر المؤمنین (ع) ... ان ذالقرنین ورد على قوم قدا حر قتهم الشمس وغيرت أجسادهم وا لوانهم حتى صيرتهم كالظلمة (1)

امیرا لمؤمنین سے روایت ہوئی ہے کہ بلا شبہ ذوالقرنین ایسی قوم تک پہنچے جہاں سورج کی شعاعوں نے انکو جلا دیا تھا اور انکے بدن اور جلد کو تبدیل کر دیا تھا اسطرح کہ وہ سیاہی میں تاریکی کا ایک حصہ بن چکے تھے۔

8_ عن أبي جعفر (ع) في قول الله "لم نجعل لهم من دونها سترًا" كذا قال : لم يعلموا صناعة البيوت (2)

امام باقر (ع) سے اس کلام الہی " لم نجعل لهم من دونها ستراً كذلك " کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ وہ قوم گھر بنانے کی صنعت کو نہیں جانتے تھے۔

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے آثار 6

برہنگی :

برہنگی کی تاریخ 2

تمدن :

تمدن کا سرچشمہ 6 تمدن کی تاریخ 5

ذوالقرنین :

ذوالقرنین کا دوسرا سفر 1: ذوالقرنین کا قصہ 1، 2، 3، 7: ذوالقرنین کے زمانہ کا تمدن 1، 5: ذوالقرنین کے زمانہ کا لباس

4: ذوالقرنین کے زمانہ میں سیاہ فام لوگ 7: ذوالقرنین کے زمانہ میں عمارت سازی 4، 8: مشرق میں ذوالقرنین 1، 7

روایت 7، 8

سرزمین :

ذوالقرنین کی مشرقی سرزمین کے لوگوں کا بے گھر ہونا 2: ذوالقرنین کی مشرقی سرزمین کے لوگوں کا تمدن 5: ذوالقرنین

کی مشرقی سرزمین کے لوگوں کا صحراء نشین ہونا 1، 3: ذوالقرنین کی مغربی سرزمین کے لوگوں کا تمدن 5: ذوالقرنین کے

زمانے میں مشرقی سرزمین کے لوگوں کا برہنہ ہونا 2

لباس:

لباس کی تاریخ 4

.....

(1) تفسیر عباسی ج 2 ص 342، ح 9، نورالثقلین ج 3 ص 298، ح 215۔

(2) تفسیر عباسی ج 2 ص 350، ح 84، نورالثقلین ج 3 ص 306، ح 222۔

547

كَذَلِكَ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا (۹۱)

یہ ہے ذوالقرنین کی داستان اور ہمیں اس کی مکمل اطلاع ہے (91)

1_ اللہ تعالیٰ، ذوالقرنین کے زیر اختیار تمام ذرائع اور قدرت پر مکمل احاطہ رکھتا تھا۔

وقد احطنا بما لدیه خبر

2_ ذوالقرنین کے مشرق و مغرب کی طرف سفر کی داستان کو بیان کرنا، اللہ تعالیٰ کے اسکی زندگی کی تمام تر جہات پر

احاطہ کی علامات میں سے ہے۔

كَذَلِكَ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْر

کلمہ "كَذَلِكَ" (یونٹھا) ان کامقامات میں کسی چیز کے اپنے سے شبیہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اس سے ایک طرح کا بے

مثل ہونے میں مبالغہ کا اظہار بھی ہوتا ہے کہ اسکی مانند خود اس کے علاوہ اور کوئی نظیر نہیں ہے۔ جملہ حالیہ "وقد

أحطنا..." بتارہا ہے کہ جو کچھ کہا گیا ہے اس کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کا علمی احاطہ ہے۔

3_ ذوالقرنین کی طاقت اور ذرائع بہت زیادہ اور اعلیٰ تھے۔

قد احطنا بما لدیه خبر

آیت میں موجود تعبیر " کہ ذوالقرنین کے پاس جو کچھ تھا اس پر اللہ تعالیٰ کا احاطہ تھا " ذوالقرنین کے پاس اعلیٰ ذرائع سے

حکایت کر رہی ہے۔

4_ مشرق و مغرب کے لوگوں کے ساتھ ذوالقرنین کا سلوک یکسان تھا۔

وجدبا تطلع علی قوم... کذلک
 "کذلک" یہ کلمہ ہو سکتا ہے پچھلی آیت میں "قوم" کیلئے صفت ہو اور پچھلی آیت میں قوم کی طرف اشارہ سے مراد یہ ہے کہ جس طرح ذوالقرنین نے مغرب میں قوم کو پایا اور انکے بارے میں عزم کیا اسی طرح مشرقی قوم کے بارے میں عزم کیا۔

5 ذوالقرنین کی رفتار، الہی نگرانی اور راہنمائی کے تحت تھی۔
 کذلک وقد احطنا بما لدیہ خبر
 یہ بیان کرنا کہ ذوالقرنین سے مربوط تمام تر چیزوں سے اللہ تعالیٰ آگاہ تھا یہ کنا یہ ہے اس بات سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے تھے۔

548

اللہ تعالیٰ :
 اللہ تعالیٰ کا احاطہ 1؛ اللہ تعالیٰ کی ہدایات 5؛ اللہ تعالیٰ کے احاطہ کی علامات 2
 ذوالقرنین :
 ذوالقرنین کا سفر 2؛ ذوالقرنین کی قدرت کی عظمت 3؛ ذوالقرنین کی ہدایت 5؛ ذوالقرنین کے ذرائع کی عظمت 3؛ ذوالقرنین کے سلوک کی روش 4؛ ذوالقرنین کے فضائل 5؛ ذوالقرنین کے وسائل 1؛ ذوالقرنین کے قصہ کی وضاحت 2
 سرزمین :
 ذوالقرنین کی مشرقی سرزمین کے لوگ 4؛ ذوالقرنین کی مغربی سرزمین کے لوگ 4
 ثُمَّ اتَّبَعَ سَبَبًا (۹۲)
 اس کے بعد انہوں نے پھر ایک ذریعہ کو استعمال کیا (92)

1_ ذوالقرنین زمین کی مختلف سمتوں میں سفر کرنے کے لیے اپنے بعض وسائل سے فائدہ اٹھاتا تھا۔
 ثُمَّ اتَّبَعَ سَبَبٍ
 پچھلی آیات کے قریب سے ذوالقرنین کا تیسرا سفر مشرق یا مغرب کی طرف نہیں تھا بلکہ یہ یا شمال جانب تھا یا جنوب کی طرف تھا۔
 2_ ذوالقرنین کا تیسرا سفر شمال کی سمت تھا۔
 ثُمَّ اتَّبَعَ سَبَبٍ
 اگر یا جوج اور ماجوج سے مراد مفل اور تاتاری ہوں تو ذوالقرنین کا سفر شمال کی جانب تھا۔
 3_ ذوالقرنین اپنی حکومت کو وسعت دینے کے لیے اپنے وسائل اور اسباب سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت رکھتے تھے۔
 ثُمَّ اتَّبَعَ سَبَبٍ
 4_ ذوالقرنین زمین کی مختلف جہات کی طرف بڑھے اور ان کا سفر عالمی تھا۔
 ثُمَّ اتَّبَعَ سَبَبٍ

ذوالقرنین :
 ذوالقرنین کا تیسرا سفر 2؛ ذوالقرنین کا سفر 1؛ ذوالقرنین کا علم 3؛ ذوالقرنین کا قصہ 1، 2، 4؛ ذوالقرنین کی حکومت کی وسعت 3؛ ذوالقرنین کے سفر کی محدودیت 4؛ ذوالقرنین کے فضائل 3؛ ذوالقرنین کے وسائل 1، 3؛ شمال میں ذوالقرنین 2

549

حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا (۹۳)
 یہاں تک کہ جب وہ دو پہاڑوں کے درمیان پہنچ گئے تو ان کے قریب ایک قوم کو پایا جو کوئی بات نہیں سمجھتی تھی (93)

- 1_ ذوالقرنین کا اپنے تیسرے سفر میں دو پہاڑوں کے درمیان درہ تک پہنچنا _
 حتیٰ اذا بلغ بین السدین
 (سدّ) سے مراد مانع و حاجز ہے کہ اسے پہاڑ بھی کہتے ہیں یہاں احتمال ہے کہ (بین السدین) سے مراد دو پہاڑوں کے درمیان فاصلہ ہو یہ دو نوں پہاڑ کہاں تھے اس کے بارے میں کوئی ایک نظر یہ نہیں ہے کچھ اسے چین کے شمال میں کہتے ہیں اور کچھ اسے آذر باجان اور ارمنستان کی پہاڑیوں کے درمیان فاصلہ کو کہتے ہیں بہر حال کسی ایک نظریہ کے ثابت ہونے کیلئے قرینہ نہیں ہے۔
- 2_ ذوالقرنین کا اپنے تیسرے سفر میں ایسے لوگوں سے واسطہ پڑا کہ جو اجنبی زبانوں سے بہت کم آشنا تھے اور اسے جلد سمجھنے سے عاجز تھے۔
 وجد من دونهما قومًا لا یکادون یفقهون قول
 ان کو ہستانی لوگوں کا دوسری زبانوں کو جلد نہ سمجھنے سے مراد یہ ہے کہ ذوالقرنین کی ان سے افہام و تفہیم بہت مشکل تھی۔
- 3_ زمین کے مشرق و مغرب میں رہنے والے لوگ ذوالقرنین کی زبان کے قریب تھے۔
 لا یکادون یفقهون قول
 وہ تین گروہ جن سے ذوالقرنین کا سامنا ہوا صرف شمالی گروہ کے بارے میں یہ تعبیر "لا یکادون..." آئی ہے جبکہ دیگر دو قوموں کے بارے میں یہ مشکل بیان نہیں ہوئی۔
- 4_ ذوالقرنین کے زمانہ میں زمین کے شمال میں رہنے والوں کا تمدن، بہت کمزور تھا۔
 وجد من دونهما قومًا لا یکادون یفقهون قول
 اگر یا جوج و ماجوج سے مراد وہی مغل اور تاتاریوں تو یہ آیت ذوالقرنین کی سرزمین کے شمال میں رہنے والوں کی توصیف کر رہی ہے۔
- 5_ ذوالقرنین کے زمانہ میں شمالی مناطق میں رہنے والے اس زمانے کی زندہ زبانوں سے دور تھے۔
 قومًا لا یکادون یفقهون قول
 باقی زبانوں کو درک نہ کرنا، اس سے حکایت

550

کر رہا ہے کہ اس کوہ نشین قوم کی مادر ی زبان بہت معمولی اور غیر قابل ذکر تھی۔

- 1_ تاتاری:
 تاتاریوں کا تمدن 4
 تمدن:
 تاریخ تمدن 4'5
 ذوالقرنین:
 ذوالقرنین کا تیسرا سفر 1، 2؛ ذوالقرنین کا قصہ 1، 2؛ ذوالقرنین کے زمانے کے لوگوں کی زبان 3، 5
 زبانیں:
 زبانوں کا تفاوت 5؛
 سرزمین:
 ذوالقرنین کی سرزمین کے شمال میں رہنے والوں کا تمدن 4، 5؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے شمال میں رہنے والوں کی زبان 5؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے شمال میں رہنے والوں کی کم فہمی 2؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے مشرق میں رہنے والوں کی زبان 3؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے مغرب میں رہنے والوں کی زبان 3
 مصل:
 مصلوں کا تمدن 4

تفسیر راہنما جلد 10

قَالُوا يَا ذَا الْقُرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجاً عَلَى أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا (۹۴)
ان لوگوں نے کسی طرح کہا کہ اے ذوالقرنین یا جوج و ماجوج زمین فساد برپا کر رہے ہیں تو کیا یہ ممکن ہے کہ ہم آپ کے لئے اخراجات فراہم کر دیں اور آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک رکاوٹ قرار دیدیں (94)

1_ شمال کے لوگوں نے یاجوج و ماجوج نام کی فساد پھیلانے والی قوم کی ذوالقرنین کے پاس شکایت کی۔
قالوا ذالقرنین ان یاجوج و ماجوج مفسدون
مفسرین اور مورخین نے مختلف دلائل اور آثار قدیمہ کی تحریروں کی روشنی میں یہ اسے مسلم مانا ہے کہ یاجوج و ماجوج سے مراد وہی مغل اور تاتار قبائل ہیں۔

551

- 2_ سرزمین شمال کا وسیع علاقہ، ذوالقرنین کے زمانہ میں یاجوج و ماجوج کی لوٹ مار اور فتنہ و فساد کا شکار تھا۔
ان یاجوج و ماجوج مفسدون فی الارض
(الارض پر) (ال) عہدحضور ہی اور یہ کہ (فی الارض) کی تعبیر محدود اور چھوٹے مناطق کیلئے مناسب نہیں ہے لہذا یہاں مراد وسیع منطقہ ہے۔
- 3_ ذوالقرنین کے زمانہ میں شمالی علاقوں کے لوگوں کی سب سے بڑی مشکل یاجوج و ماجوج (مغل و تاتار) کی لوٹ مار کا خطرہ اور امن و امان کا قیام تھا۔
ان یاجوج و ماجوج مفسدون فی الارض
- 4_ یاجوج و ماجوج کا سامنا کرنے والے، ذوالقرنین کی طاقت اور خیر خواہی پر بھروسہ رکھتے تھے۔
قالوا یا ذالقرنین ان یاجوج و ماجوج مفسدون فی الارض
اگرچہ ذوالقرنین وہان کے رہنے والے نہیں تھے لیکن مختلف قرائن و شواہد اور ان کی عمل اور حکومتی قدرت کا ملاحظہ کرتے ہوئے لوگ یہ سمجھ گئے تھے کہ وہی ان کے لیے دشمنوں کے حملوں سے بچنے کیلئے ناقابل شکن بند تعمیر کر سکتے ہیں اور وہ ذوالقرنین کی خیر خواہی اور یہ کہ وہ مادی غرض و غایت سے ان پر مسلط نہ ہونے کو سمجھ گئے تھے۔ لہذا انہوں نے یہ تجویز ان کے سامنے پیش کی۔
- 5_ یاجوج و ماجوج کا سامنا کرنے والی قوم، ان کے حملوں کے مقابل بلند پہاڑیوں سے دفاعی حصار کا فائدہ لیتے تھے۔
حتیٰ اذا بلغ بین السدین... ان یاجوج و ماجوج مفسدون
- 6_ دونوں بلند پہاڑوں کے درمیان جگہ فقط یا جوج و ماجوج (مغل اور تاتار) کے اپنے ہمسایوں پر حملہ کرنے کی راہ تھی۔
فهل نجعل لك خرجاً علی أن تجعل بیننا و بینہم سد
- 7_ یاجوج و ماجوج کے حملوں کا شکار لوگوں نے ان دو بلند پہاڑوں کے درمیان ان کے حملوں سے بچنے کیلئے بند باندھنے کے حوالے سے ذوالقرنین سے مدد مانگی۔
قالوا یا ذالقرنین... تجعل بیننا و بینہم سد
- 8_ یاجوج و ماجوج کے ہمسائے، ان کے حملوں سے بچنے کیلئے خود ایک محکم اود ناقابل شکن حصار باندھنے سے عاجز تھے۔
فهل نجعل لك خرجاً علی أن تجعل بیننا و بینہم سد

- 9_ یا جوج وما جوج کا سامنا کرنے والی قوم نے ذوالقرنین کو بند باندھنے کے عوض میں اجرت دینے کی آمادگی کا اعلان کر کے انہیں عقد جعالہ کی قرار دار باندھنے کی دعوت دی _
 فہل نجعل لك خراجاً علی أن تجعل بیننا و بینہم سد
 10_ شمال علاقہ کے لوگ مادی وسائل رکھتے تھے لیکن

552

- انکے استعمال کی حکمت عملی سے نا آشنا تھے _
 فہل نجعل لك خراجاً علی أن تجعل بیننا و بینہم سد
 11_ مفسدین اور لوٹ مار کرنے والے دشمنوں سے بچنے کیلئے دفاعی طور پر مستحکم اقدامات کرنے کا وجوب _
 ان یا جوج وما جوج مفسدون فی الأرض فہل نجعل لك خراج
 12_ عن امیر المؤمنین (ع) : ان ذالقرنین ... وجد ... قوماً لا یکادون یفقهون قولاً قالوا: یا ذالقرنین ان یا جوج وما جوج خلف ہذین الجبلین وبہم یفسدون فی الأرض إذا کان إبان ذرو عنا و ثمارنا خرجوا علینا من ہذین السدین فرعوا من ثمارنا وزرعنا حتی لا یبقون منہا شیئاً "فہل نجعل لك خراجاً" نؤدیہ الیک فی کل عام علی أن تجعل بیننا و بینہم سداً (1)
 امیر المؤمنین سے روایت ہوئی ہے کہ بلاشبہ ذوالقرنین نے ایسی قوم کو پایا کہ جنکے لیے کوئی بات بھی سمجھنا آسان نہ تھی۔ انہوں نے ذوالقرنین سے کہا اے ذوالقرنین یا جوج وما جوج ان دو پہاڑوں کے پیچھے ہیں _ اور وہ زمین پر فساد پھیلاتے ہیں _ جب ہماری کاشت اٹھا نے اور میوہ چننے کا وقت آتا ہے تو وہ ان پہاڑوں کی پشت سے ہم پر حملہ آور ہوتے ہیں تو ہماری کاشت اور پھلوں کو اس قدر چرتے ہیں کہ کچھ بھی باقی نہیں رہتا ہم تمہارے لیے ایک اجرت معین کرتے ہیں جو ہر سال آپ کو دیں گے آپ ہمارے اور ان کے درمیان بند باندھ دیں _
 13_ عن حذیفہ قال: سالت رسول اللہ (ص) عن یا جوج وما جوج؟ فقال: یا جوج أمۃ وما جوج أمۃ (2)
 حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) سے یا جوج وما جوج کے بارے میں پوچھا؟ تو انہوں نے فرمایا: یا جوج ایک قوم ہے اور ما جوج ایک اور قوم ہے _

پہاڑ :

پہاڑ کے فوائد 5

تاتاری :

تاتاریوں کے حملہ کا خطر 3

دشمنوں :

دشمنوں کے حملوں کا مقابلہ کرنا 11

ذوالقرنین :

ذوالقرنین کا بند باندھنا 12،9،7؛ ذوالقرنین کا قصہ 2،3،4،5،7،8،12؛ ذوالقرنین کی خیر خواہی 4؛ ذوالقرنین کی قدرت 4؛

ذوالقرنین کے ساتھ جعالہ 9

روایت 12،13

.....

(1) تفسیر عیاشی ج2، ص343، ح79 نور الثقلین ج3، ص298، ح215 _

(2) الدر المنثور ج5، ص457، نور الثقلین ج3، ص307، ح231 _

553

سرزمین :

ذوالقرنین کی سرزمین کے شمالی لوگ اور بند باندھنا 12؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے شمالی لوگوں کا اقرار 4؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے شمالی لوگوں کا جعالہ 9؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے شمالی لوگوں کا دفاع 5؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے شمالی لوگوں کا عجز 8؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے شمالی لوگوں کا مدد مانگنا 7؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے شمالی لوگوں

کی جہالت 10؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے شمالی لوگوں کی شکایات 12، 1؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے شمالی لوگوں کی مشکلات 3؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے شمالی لوگوں کے مادی وسائل 10
فوجی آمادگی :

فوجی آمادگی کی اہمیت 11

ماجوج:

ماجوج کا امت ہونا 13؛ ماجوج کا فسادپھیلانا 1؛ ماجوج کے حملہ کا خطرہ 3؛ ماجوج کے حملہ کی راہیں 6؛ ماجوج کے خطرہ سے بچنا 7

مدد مانگنا :

ذوالقرنین سے مددمانگنا 12/7

مضل:

مضلوں کے حملوں کا خطرہ 3

مفسدین :

مفسدین کے حملوں کا مقابلہ کرنا 11

یاجوج :

یاجوج کا امت ہونا 13؛ یاجوج کا فسادپھیلانا 12، 1؛ یاجوج کا قصہ 12، 6؛ یاجوج کے حملہ کا خطرہ 3؛ یاجوج کے حملہ کی راہیں 6؛ یاجوج کے خطرہ سے بچنا 7؛ یاجوج کے فساد کی محدودیت 2

قَالَ مَا مَكْنِي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا (۹۵)

انہوں نے کہا کہ جو طاقت مجھے میرے پروردگار نے دی ہے وہ تمہارے وسائل سے بہتر ہے اب تم لوگ قوت سے میری امداد کرو کہ میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک روک بنادوں (95)

1_ ذوالقرنین نے یاجوج و ماجوج کے مد مقابل بند باندھنے کے حوالے سے لوگوں کے مادی تعاون سے بے نیازی کا اظہار کیا _

فہل نجعل لك خرجاً... قال ما مكنى فيه ربى خير

2_ ذوالقرنین، پروردگار کے الطاف کے زیر سایہ

554

بہت سے مادی وسائل سے بہرہ مند تھے _

قال ما مكنى فيه ربى خير

3_ ذوالقرنین، خود کو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کے عطیات کو اس کے مقام ربوبیت کا فیض سمجھتے تھے _

مامكنى فيه ربى

4_ الہی لوگ طاقت و قدرت کے عروج کے زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ اور اپنے ولی نعمت سے غافل نہیں ہوتے _

قال مامكنى فيه ربى خير

5_ ذوالقرنین، توحید اور اپنے الہی قوانین کی تبلیغ کیلئے بہترین مواقع سے فائدہ اٹھا تے تھے _

قال ما مكنى فيه ربى خير

ذوالقرنین نے اس وقت الہی ربوبیت کا تذکرہ کیا کہ جب لوگ اس کے سخت محتاج تھے اور وہ انکی صدق دل سے مشکل دور کرنے کیلئے انکے دلوں کو اپنی طرف مائل کرچکے تھے _

6_ لوگوں کی بغیر کسی اجرت اور انعام کے لالچ کے مدد کرنا، توحید پرست انسانوں اور اللہ تعالیٰ کے لائق بندوں کی خصوصیات میں سے ہے _

فہل نجعل لك خرجاً... قال مامكنى فيه ربى خير

7_ ذوالقرنین، توحید پرست انسانوں کی خدمت سے سرشار اور ظالموں سے مبارزہ کرنے والی روح کے حامل تھے _

مامكنى فيه ربى خير فا عينونى بقوة

ذوالقرنین نے اس وقت کہ جب لوگوں نے بند بنانے کے عوض میں اسے اجرت دینے کی پیش کش کی تو اسے ٹھکرایا اور الہی وسائل اور طاقت کے بل بوتے پر ان مصیبت زدہ لوگوں کی بند بنانے میں مدد کی یہ ذوالقرنین کی بزرگ روح کو نمایاں کرتی ہے۔

8_ ذوالقرنین بذات خود بند کی تعمیر میں اسکا نقشہ بنانے والے اسکی فنی ضروریات پر نگران اور اسے عملی جامہ پہنانے والے تھے۔

فاعینونی بقوہ أجعل بینکم و بینہم ردم

9_ ذوالقرنین نے ان سے بند بنانے میں انسانی اور جسمانی قوت کے ساتھ شریک ہونے کا مطالبہ کیا۔
فاعینونی بقوہ

(قوة) یعنی طاقت (فاعینونی بقوہ) یعنی میری اپنی طاقت کے ساتھ مدد کرو بعد کی آیات اس بات پر قرینہ ہیں کہ اس نے انسانی قوت کے ساتھ ساتھ وسائل اور مصالحہ لانے کا بھی حکم دیا لہذا جو اس نے ان سے قبول نہیں کیا وہ اس کام کی اپنی اجرت تھی۔

10_ ذوالقرنین نے لوگوں کی خواہش سے مضبوط اور محکم بند بنانے کا عزم کیا۔

تجعل بیننا و بینہم سداً... أجعل بینکم و بینہم ردم

جیسا کہ مفسرین نے کہا ہے کہ ردم یعنی وہ حصار جو عام طور پر بند سے بھی زیادہ محکم ہوتا ہے اسی سے وہ لباس جو کی لباس سے مل کر تشکیل پاتا ہے۔ اسے ثوبُ مردّم کہتے ہیں۔

555

یہاں (فاعینونی) جملہ... فیہ ربّی (خیر) کی فرع ہے یعنی مضبوط اور مستحکم بند بنانا مضبوط اور محکم بند کا بنانا ذوالقرنین کے الہی بلند وسائل کے حامل ہونے کا نتیجہ ہے

11_ بڑے بڑے کاموں میں لوگوں کو شریک کرنا مدیریت کے اصول میں سے ہے۔

فاعینونی بقوہ أجعل بینکم و بینہم ردم

اس کے باوجود کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ذوالقرنین کو ہر کام کو صحیح طور سے انجام دینے اور اس کے تمام اسباب کی تعلیم دی تھی لیکن پھر بھی وہ عوام سے مدد کا مطالبہ کرتے ہیں یہ اس بات کی علامت ہے کسی کام کو انجام دینے میں بغیر کام کرنے کے جذبے کو پیدا کے بغیر کام ہو سکتا اور ایک دوسرے کی مدد کے جذبہ کے ساتھ اس کو بلند مقصد تک پہنچایا جاسکتا ہے۔

12_ کاموں کو اسکی بہترین اور مضبوط شکل میں انجام دینے کا ضروری ہونا۔

أجعل بینکم و بینہم ردم

اگرچہ یاجوج و ماجوج کا سامنا کرنے والے لوگ ذوالقرنین کی حکومت کی تائید کرنے والوں میں شمار نہیں ہوتے تھے اور نہ وہ ایسے ترقی پسند اور سرمایہ لگانے والے لوگ تھے لیکن ذوالقرنین نے انکی خواہش سے بڑھ کر کام کیا اور ان کو دشمن کے فطرت سے محفوظ بنانے میں بہت بڑا سرمایہ لگایا ذوالقرنین کا یہ کار نامہ ترقی کی راہ میں خدمات انجام دینے والی قوموں کے لیے نمونہ ہے۔

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی بخشش 3،2؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار 3؛ اللہ تعالیٰ کی مالکیت 3

اللہ تعالیٰ کا لطف :

اللہ تعالیٰ کے لطف کے شامل حال لوگ 2

اولیاء اللہ :

اولیاء اللہ کا ذکر میں رہنا 4؛ اولیاء اللہ کی رائے 4؛ اولیاء اللہ کے فضائل 4

توحید :

توحید کی تبلیغ 5

باہمی تعاون:

لوگوں باہمی تعاون کیلئے جذب کرنا 11

توحید پرست :

توحید پرستوں کا خدمت کرنا 6: توحید پرستوں کی خصوصیات

ذوالقرنین :

ذوالقرنین کا بند باندھنا 1، 8، 9: ذوالقرنین کا بندہ ہونا 3: ذوالقرنین کا ظلم سے مبارزہ کرنا 7: ذوالقرنین کا قصہ 1، 8، 9، 10 :
ذوالقرنین کا محکم بند باندھنا 10: ذوالقرنین کا محتاج نہ ہونا 1: ذوالقرنین کا مدد مانگنا 9 : ذوالقرنین کی انسان دوستی 7:
ذوالقرنین کی تبلیغ 5: ذوالقرنین کی توحید 7 : ذوالقرنین کی رائے 3: ذوالقرنین کے فضائل 7: ذوالقرنین کے مادی و مسائل کا
سرچشمہ 2: ذوالقرنین کے وسائل کا سرچشمہ 3

عمل :

عمل میں مضبوطی ہونا 12

556

لوگ:

لوگوں کی خدمت 6

منتظم:

منتظم کا طریقہ 11

موقع :

موقع سے فائدہ اٹھانا 5

اَتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوا حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ اَتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا (٩٦)
چند لوہے کی سلیں لے آؤ۔ یہاں تک کہ جب دونوں پہاڑوں کے برابر ڈھیر ہو گیا تو کہا کہ آگ پھونکو یہاں تک کہ جب اسے
بالکل آگ بنا دیا تو کہا اُواب اس پر تا نیا پگھلا کر ڈال دیں (96)
1_ ذوالقرنین نے بند بنانے کیلئے لوگوں کو لوہے کے ٹکڑے کرنے کا حکم دیا۔

ء اتونی زبر الحديد

(زبر) زبرہ کی جمع ہے جس کے معنی ٹکڑے کے ہیں زبر الحديد یعنی لوہے کے ٹکڑے راغب نے مفردات میں اس سے لوہے
کے بڑے ٹکڑے مراد لیے ہیں۔

2_ ذوالقرنین کے بند میں لوہے کا اصلی اور اہم کردار تھا۔

ء اتونی زبرا لحد يد حَتَّىٰ إِذَا سَاوَى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ

اگر چہ بند کے تعمیری مصالحہ میں تانبا بھی استعمال ہوا لیکن جملہ "حتیٰ إذا ساوی..." سے معلوم ہوا ہے کہ دونوں پہاڑوں
کے درمیان تمام خلا کو پہلے لوہے کے ٹکڑوں سے پر کیا گیا اور تانبے سے ان ٹکڑوں کو جوڑنے کا کام لیا گیا۔
3_ ذوالقرنین کے زمانہ کے لوگ پہلے سے لوہا نکالنے اور اس کو تیار کرنے کے فن کو جانتے تھے۔

ء اتونی زبر الحديد

ذوالقرنین کا لوہا مہیا کرنے کا حکم دینا بتاتا ہے کہ لوگ اس فن سے پہلے آشنا تھے اور لوہا ان کے پاس تھا۔

557

4_ ذوالقرنین نے بند کی اونچائی کو دونوں پہاڑوں کے کناروں کے برابر کر دیا۔

حتیٰ إذا ساوی بین الصدفتین

"صدف" یعنی کنارہ اور "الصدفتین" یعنی دونوں پہاڑوں کے کنارے کہ جو بند کے دونوں طرف تھے فعل "ساوی" بتا رہا ہے کہ
بند کی اونچائی دونوں پہاڑوں کے کنارہ کے برابر تھی۔

5_ ذوالقرنین نے بند میں استعمال ہونے والے لوہے کو سرخ کرنے کیلئے بند میں ایک طرف بڑی بڑی بھٹیاں بنائیں۔

حتیٰ إذا ساوی بین الصدفتین قال انفخو

"نفخ" یعنی پھونکنا بند کی دیوار میں اسے سرخ کرنے کیلئے پھونکنے کے لیے بڑی بھٹیوں کی ضرورت ہے تا کہ ضرورت کے
مطابق آگ اور آکسیجن دیوار کو لگتا کہ اس پر تانبے کے پانی ڈالنے کے مواقع فراہم ہو جائیں۔

6_ ذوالقرنین نے بند کی دیوار میں لگے لوہے کے ٹکڑوں کے سرخ ہونے تک بھٹیوں میں پھونکے کا حکم دیا۔

- قال انفخوا حتّى إذا جعلنه نار
- 7_ ذوالقرنین نے بند میں لگے لوہے کے ٹکڑوں کے درمیان خلا ء کو پر کرنے کیلئے پگھلے ہوئے تانبے کا استعمال کیا _
ء اتونی أفرغ علیہ قطر
"افراغ" یعنی برتن کو خالی کرنا اور اسکے اندر جو کچھ ہے اسے گرانا "قطراً" پگھلا ہوا بنا "یا" یہ "افراغ" کیلئے مفعول ہے اور (آتونی) کا مفعول قرینہ "قطراً" کے پیش نظر محذوف ہے _
- 8_ ذوالقرنین بند کی تعمیری ٹکنیک اور فلزی مواد کو پگھلانے اور تیار کرنے کے طریقہ سے اچھی طرح واقف تھے _
ء اتونی زبر الحديد... أفرغ علیہ قطر
- 9_ ذوالقرنین بند کی تعمیر اور اس کے تمام مراحل پر براہ راست نگران تھے _
ء اتونی... قال انفخوا... ء اتونی أفرغ علیہ قطر
- تمام ضمیروں کا واحد متکلم کی صورت میں آنا بتا رہا ہے کہ ذوالقرنین بذات خود بہت گہرائی سے بند کے بننے پر نگرانی کر رہے تھے _
- 10_ فلزی اشیاء کو پگھلانے کی صنعت، ذوالقرنین کے زمانہ کے تمدن میں موجود تھی _
قال انفخوا حتّى إذا جعله نار أقال ء اتونی أفرغ علیہ قطر
- 11_ لوہے اور تانبے کا مرکب بہت مضبوط اور ناقابل شکن فلزی مادہ ہے
ء اتونی زبر الحديد... أفرغ علیہ قطر
- گر می سے پگھلا ہوا بنا کا سرخ لوہے پر گرنا بتاتا ہے کہ ایسا مرکب بہت محکم و مضبوط فلزی شکل میں تبدیل ہو جائے گا _

بندباندھنا:

لوہے کے ساتھ بند باندھنا

558

تانبہ:

تانبے کے فوائد 11/7

تمدن:

تمدن کی تاریخ 10/3

ذوالقرنین:

ذوالقرنین کا اہل فن ہونا 8: ذوالقرنین کا بند باندھنا 5، 8، 9: ذوالقرنین کا علم 2: ذوالقرنین کا قصہ 1، 2، 4، 5، 6، 7، 9: ذوالقرنین کی نگرانی 9: ذوالقرنین کے احکام 1، 6: ذوالقرنین کے بند کی اونچائی 4: ذوالقرنین کے بند کی خصوصیات 2: ذوالقرنین کے بند کے مواد 1، 2، 6، 7: ذوالقرنین کے زمانہ مینفلزی مواد کا پگھلا یا جانا 8، 10: ذوالقرنین کے زمانہ میں لویا 3، 10: ذوالقرنین کے زمانہ میں لوہے کا پگھلایا جانا 5

صنعت:

صنعت کی تاریخ 10

فلز:

فلز کے پگھلانے کی صنعت 10

لوہا:

لوہا پگھلانے کی بھٹی 5، 6: لوہے اور تانبے کا مرکب ہونا 11: لوہے کے فوائد 2، 11

فَمَا اسْتَطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا (97)

جس کے بعد نہ وہ اس پر چڑھ سکیں اور نہ اس میں نقب لگاسکیں (97)

1_ ذوالقرنین کے نقشے، پروگرام اور براہ راست نگرانی میں لوہے کا بند، اپنے آخری مرحلہ تک پہنچا _

فَمَا اسْتَطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا

جملہ (فما استطاعوا) میں فافصیحہ ہے (جو نا کہے گئے مضامین کو بیان کرتی ہے یعنی ذوالقرنین کا پروگرام پورا ہوا اور بند گیا تو اس کے بعد یاجوج ماجوج نہ اس پر چڑھ سکے اور نہ اسمیں سوراخ کرسکے۔

2_ یاجوج ماجوج ذوالقرنین کے بندپر چڑھنے اور اس میں سوراخ کرنے سے عاجز تھے۔
فما استطاعوا أن يظهروه وما استطاعوا له نقب

(ظہور) سے مراد (علو) اور اوپر چڑھنا ہے (فما استطاعوا أن يظهروه) یعنی حملہ اور اس کے اوپر نہ چڑھ سکے (نقب) سے مراد سوراخ کرنا ہے (وما استطاعوا له نقباً) یعنی وہ بند کی دیوار میں سوراخ یا سرنگ نہ کھود سکے۔

3_ ذوالقرنین کے بند کی دیوار بلند اور کامل طور پر سیدھی اور محکم تھی۔

559

فما استطاعوا أن يظهروه وما استطاعوا له نقب

(استطاعوا) میں حرف تاء کے ہونے سے اور (استطاعوا) میں حرف تا کے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ صرف لفظ کو مخفف کرنے کیلئے تاکو بتادیتے ہیں اگرچہ بعض نے یہاں یہ کہا ہے کہ چونکہ چڑھنا سوراخ کرنے کی نسبت آسان تھا لہذا یہاں "استطاعوا" لفظ جو کہنے میں آسان ہے لایا گیا۔

4_ معاشرہ کو مفسدین کے حملہ سے بچانا الہی ربیروں کی ذمہ داری ہے۔

فما استطاعوا أن يظهروه وما استطاعوا له نقب

5_ شیطان صفت اور ناقابل اصلاح قومونکو دفاعی دیواروں کے پیچھے محصور کر دینا چاہیے۔

فما استطاعوا أن يظهروه وما استطاعوا له نقب

ذوالقرنین نے اگرچہ اپنے ملک کے مشرق و مغرب میں سفر کیا مگر یاجوج و ماجوج کے علاقہ کی طرف نہیں گئے اور انکی اصلاح کیلئے کوئی قدم نہیں اٹھایا یہ عمل بتاتا ہے کہ وہ ان قوموں کی اصلاح سے نا امید تھے اسی لیے انکا دوسری قومونکی طرف آنے کا راستہ بند کردیا تا کہ دوسرے افراد ان کے شر سے محفوظ رہیں۔

دینی قائدین :

دینی قائدین کی ذمہ داری 4

ذوالقرنین :

ذوالقرنین کا قصہ 1، 2؛ ذوالقرنین کے بند کا مضبوط ہونا 2، 3؛ ذوالقرنین کے بند کا مکمل ہونا 1؛ ذوالقرنین کے بند کی بلندی

2، 3؛ ذوالقرنین کے بند کی خصوصیات 3

ماجوج :

ماجوج کا عاجز ہونا 2؛ ماجوج کا قصہ 2

مفسدین :

مفسدین کا محاصرہ کرنا 5؛ مفسدین کو جدا کرنا 5؛ مفسدین کے حملہ کو روکنا 4

یاجوج :

یاجوج کا عاجز ہونا 2؛ یاجوج کا قصہ 2

قَالَ هَذَا رَحْمَةٌ مِّن رَّبِّي فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دُغَاءً وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا (۹۸)

ذوالقرنین نے کہا کہ یہ پروردگار کی ایک رحمت ہے اس کے بعد جب وعدہ الہی آجائے گا تو اس کو ریزہ ریزہ کردے گا کہ وعدہ رب بہر حال برحق ہے (98)

1_ ذوالقرنین کی نظر میں ناقابل شکن فولاد ی بند کے تعمیر کرنے پر قدرت، پروردگار کی رحمت کا ایک جلوہ تھا۔

560

قال بذا رحمة من ربي

یہاں "بذا" کا مشار الیہ ذوالقرنین کے ہاتھوں بننے والا بند تھا۔

- 2_ انسان کا علم و توانائی رکھنا اور اسے انسانی فائدوں کیلئے استعمال کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نمونہ ہے۔
قال ہذا رحمة من ربی
ذوالقرنین نے بند کو بالفاظ دیگر وہ تمام تر وسائل اور علمی ٹکنیک جو اس کو تعمیر کرنے میں صرف کی اسے رحمت پروردگار کا نمونہ جانتے تھے تو یہ ایک عام اور کلی منطق ہے کہ اسکا صرف بند یا خود ذوالقرنین کے ساتھ تعلق نہیں ہے۔
- 3_ ذوالقرنین کے وجود میں علمی اور فنی ٹکنیک کے ساتھ الہی اور توحیدی فکر بھی جلوہ گر تھی۔
ما مکنی فیہ ربی خیر... ہذا رحمة من ربی
4_ ذوالقرنین، اپنی علمی اور فنی قدرت کو ثابت کرنے کے بعد اپنی توحید فکر کا پرچار کیا کرتے تھے۔
فما اسطاعوا أن یظہر وہ... قال ہذا رحمة من ربی
"ہذا رحمة..." کی تعبیر ایک قسم کی نظر یاتی تبلیغ ہے کہ ذوالقرنین نے بند کے بنانے اور اپنی برتری ثابت کرنے کے بعد یہ تبلیغ کی۔
- 5_ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، اسکی رحمت کے ساتھ متصل ہے۔
رحمت من ربی
6_ معاشرتی امن و امان، الہی رحمت کا روشن نمونہ ہے۔
ہذا رحمة من ربی
"ہذا" کا اشارہ بند اور اسکی تمام جہات پر ہے ان جہات میں سے ایک بند بنانے کے نتائج بھی ہیں کہ ان نتائج میں اہم ترین اس علاقہ کے لوگوں کیلئے امن و امان قائم کرنا ہے۔
- 7_ ذوالقرنین کا ڈیم اس زمانہ کا بہت بڑا کام تھا۔
ہذا رحمة من ربی
اللہ تعالیٰ کی رحمت کا تذکرہ کرنا، کام کی عظمت سے حکایت کر رہا ہے۔
- 8_ ذوالقرنین نے بند کے قیامت تک باقی اور جاودانی ہونے کی خبر دی ہے۔
فاذا جاء وعد ربی جعلہ دکائی
اگر "وعد ربی" سے مراد قیامت ہو تو آیت سے واضح ہوگا کہ قیامت سے پہلے تک یہ بند قائم رہے گا "دکائی" سے مراد سیدھا اور صاف ہونا جو کہ محذوف موصوف کی صفت ہے "جعلہ أرضا دکاء" آیت سے مراد یہ ہے کہ جب قیامت کا وقت آئے گا تو اللہ اس بند کو زمین کے برابر کر دے گا۔
- 9_ یا جوج و ما جوج کے اپنے ہمسایوں پر حملہ کرنے کی رکاوٹیں، قیامت کے آتے ہی ختم ہو جائیں گی۔
فاذا جاء وعد ربی جعلہ دکائی
10_ ذوالقرنین نے بند کے کام کی تکمیل کے بعد معاد کی حقانیت اور اس کے بہر صورت بپا ہونے کا تذکرہ کیا۔
قال... فاذا جاء وعد ربی جعلہ دکاء وکان وعد ربی حق

561

- 11_ قیامت کے بپا ہونے کے وقت زمین پر موجود تمام مضبوط اشیاء مٹی کے ساتھ برابر جائیں گی۔
فاذا جاء وعد ربی جعلہ دکائی
جو کچھ ذوالقرنین نے بند کے انجاء کے بارے میں بتایا اس کا سرچشمہ قیامت کے بپا ہونے کے وقت جہان کے تباہ و برباد ہونے کا علم ہے اگرچہ ممکن ہے کہ اس بند کے حوالے سے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی خاص خبر بھی انہیں ملی ہو۔
- 12_ انسانوں کو اپنے مادی وسائل ' فنی پہاڑوں اور علم پر غرور نہیں کرنا چاہئے۔
ہذا رحمت من ربی فاذا جاء وعد ربی جعلہ دکائی
ذوالقرنین ان حالات مینان صلاحیتوں کے حامل ہونے کے باوجود اپنے کام کے ثمرہ پر مغرور نہیں ہوئے بلکہ ان سب چیزوں کو الہی رحمت کے پرتومیں دیکھا اور قیامت کو اپنے سامنے مجسم کیا۔
- 13_ انسانی باتھوں سے بنی ہوئی محکم ترین چیزیں الہی ارادہ و قدرت کے سامنے پائیدار نہیں ہیں۔
فاذا جاء وعد ربی جعلہ دکائی

- 14_ ذوالقرنین نے یاجوج وما جوج کی جانب سے ستم کیے جانے والے لوگوں کو صرف بند پر مکمل اعتماد کرنے سے منع کیا اور انہیں پرودگار کی رحمت اور اس کے ارادہ کی طرف متوجہ کیا۔
 ہذا رحمة من ربی فإذا جاء وعد ربی جعلہ دکائی
- 15_ معاد پر اعتقاد رکھنے والے موحدین کبھی بھی انسانی تہذیب کے آثار اور فنی نظریات پر مغرور نہیں ہوئے اور کائنات کی آخر کار تباہی و بربادی اور ویرانی کا ملاحظہ کر رہے ہیں۔
 ہذا رحمة من ربی فإذا جاء وعد ربی جعلہ دکائی
- 16_ توحید ی نظریہ میں مبداء اور معاد کی طرف توجہ دوام ضابطے ہیں۔
 مامکنی فیہ ربی خیر... وکان وعد ربی حق
- 17_ ذوالقرنین، اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان رکھتے تھے اور انکے پورا ہونے پر مطمئن تھے۔
 وکان وعد ربی حق
- 18_ قیامت کا برپا ہونا، اللہ تعالیٰ کا حتمی وعدہ ہے۔
 وکان وعد ربی حق
- 19_ اللہ تعالیٰ کے وعدے حتمی اور یقینی ہوتے ہیں۔
 وکان وعد ربی حق
- 20_ قیامت کے بپا ہونے کی نوید، الہی تربیت کیلئے پیش خیمہ ہے۔
 وکان وعد ربی حق
- کلمہ "رب" کی طرف توجہ مندرجہ بالا مطلب کو سامنے لارہی ہے۔

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی خصوصیات 5؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت 5؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی علامات 1، 2؛ اللہ

562

تعالیٰ کی رحمت کے آثار 6؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی حاکمیت 13؛ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی اہمیت 16؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی حاکمیت 13؛ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا حتمی ہونا 19؛ اللہ تعالیٰ کے وعدے 17، 18؛
 اعتماد :

غیر خدا پر اعتماد سے منع کرنا 14

امن وامان :

معاشرتی امن وامان کا سرچشمہ 6

تربیت :

تربیت کی روش 20

تربیت:

قیامت کی بشارت 20

ذوالقرنین :

ذوالقرنین کا ایمان 17؛ ذوالقرنین کا بندباندھنا 10، 1؛ ذوالقرنین کی پشیگوئی 8؛ ذوالقرنین کا قصہ 10؛ ذوالقرنین کا نظریہ 3، 1؛

ذوالقرنین کی تبلیغ کی روش 4؛ ذوالقرنین کی توحید 3، 4؛ ذوالقرنین کی دینداری 3؛ ذوالقرنین کی فنی صلاحیتیں 3، 4؛

ذوالقرنین کی قدرت 3؛ ذوالقرنین کے بند کا انجام 9؛ ذوالقرنین کے بند کی جاودانی 8؛ ذوالقرنین کے بند کی عظمت 7؛

ذوالقرنین کے بند کی ویرانی 9؛ ذوالقرنین کے فضائل 3، 17

زمین :

زمین کا انجام 5؛ زمین کی بتابی 11/15

سرزمین :

ذوالقرنین کی سرزمین کے شمالی لوگ 14

علم :
 علم کا سرچشمہ 2; علم سے فائدہ اٹھانا 2
 قدرت :
 قدرت کا سرچشمہ 2; قدرت سے فائدہ اٹھانا 2
 قیامت :
 قیامت کا حتمی ہونا 18; قیامت کی علامات 9، 11; قیامت میں زمین 11
 کائنات :
 کائنات کا انجام 15
 مادی وسائل :
 مادی وسائل پر غرور کرنے سے پرہیز 12
 محکم اشیاء :
 انسانی محکم اشیاء کا پائیدار نہ ہونا 13
 معاد :
 معاد کا حتمی ہونا 10; معاد کی اہمیت 16
 موحدین :
 موحدین کا ایمان 15; موحدین کا متواضع ہونا 15; موحدین کا نظریہ 15
 نظریہ کائنات :
 توحیدی نظریہ کائنات 16
 یادآوری :
 اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی یادآوری

تفسیر راہنما جلد 10

564

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا (۹۹)
 اور ہم نے انہیں اس طرح چھوڑ دیا ہے کہ ایک دوسرے کے معاملات میں دخل اندازی کرتے رہیں اور پھر جب صور پھونکا جائے گا تو ہم سب کو ایک جگہ اکٹھا کر لیں گے (99)

1_ اللہ تعالیٰ، قیامت کے نزدیک لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دے گا وہ سیلاب کی مانند ایک دوسرے پر حملہ آور ہو کر عالمی جنگ شروع کر دیں گے۔

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ
 "ترکنا" کا عطف "جعلہ دکائی" پر ہے تو اس صورت میں "ترکنا" کا مضمون بھی قیامت سے پہلے حادثات کے متعلق ہوگا۔
 اور "یومئذ" سے بھی اسی بناء پر قیامت کے نزدیک دن مراد ہے ضمیر "بعضہم" معنوی مرجع ہے جو الناس کی طرف لوٹ رہی ہے "یوم فی بعض" سے مراد بعض کا بعض میں داخل ہونا ہے شاید مراد بعض انسانی گروہوں کا دیگر گروہوں پر حملہ کرنا مراد ہو۔

2_ قیامت کے نزدیک یا جوج و ماجوج دوسرے انسانوں پر حملہ کریں گے۔

وترکنا بعضہم یومئذ یوم فی بعض
 یہ بھی ممکن ہے کہ یہ آیات آخری زمانہ کے بعض حادثات کی طرف اشارہ ہو یہ عبارتیں بھی "إذا جاء وعد ربی" اور
 "نفخ فی الصور" بھی تمام اس معتبر قرینہ ہیں لہذا جملہ "ترکنا" یعنی اس وقت (کہ جب ذوالقرنین کے بند ٹوٹنا قیامت کے
 بعض حالات کا بیان کر رہا ہے) بعض لوگ بعض کیلئے پریشانی کا سبب ہونگے یہ کہ یہ بند یا جوج و ما جوج کے روکنے
 کیلئے تھا احتمالی یہی ہے کہ یہ پریشانی انکے حملوں کی بناء پر ہوگی۔
 3_ اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کے بند کی خرابی کے بعد یا جوج و ما جوج کے درمیان داخلی اختلاف اور جھگڑا پیدا ہونے کی
 خبر دی ہے۔
 فإذا جاء وعد ربی جعلہ دکاء... وترکنا بعضہم یومئذ یوم فی بعض

564

یہ احتمال ہے کہ "بعضہم" میں ضمیر یا جوج و ما جوج کی طرف لوٹ رہی ہے یعنی ذوالقرنین کے بند ٹوٹنے کے بعد وہ
 آپس میں وسیع پیمانہ پر جھگڑوں اور لڑائیوں میں جائیں گے۔
 4_ لڑائیوں کا ختم ہونا اور انسانوں میں آسائش اور امن وامان کا برقرار ہونا پروردگار کیمشیت سے متعلق ہے۔
 وترکنا بعضہم یومئذ یوم فی بعض
 5_ اللہ تعالیٰ روز قیامت صور پھونکتے ہی تمام انسانوں کو اٹھا کر جمع کر لے گا۔
 ونفخ فی الصور فجمعہم جمع
 ممکن ہے کہ "صور" سے مراد ان دو نون میں سے ایک معنی ہو :
 (1) "سینگ" اس صورت میں مراد ایک باجے میں پھونکنا ہو کیونکہ زمانہ قدیم میں باجے کیلئے حیوانات کے سینگ سے کام
 لیا جاتا تھا۔
 (2) ممکن ہے "صور" صورۃ کی جمع ہو تو اس صورت میں تصویروں اور مردوں کے جسموں کو زندہ کرنے کے لیے
 پھونکنا مراد ہو بہت سے اہل لغت نے دوسرے احتمال پر اعتراض کیا اور اسے کلمہ "صور" کے قرآن میں استعمال کے
 ساتھ سازگار نہیں پایا۔
 6_ قیامت مردہ جسموں میں اور پچھلی صورتوں میں دوبارہ روح پھونکنے سے برپا ہو گی۔
 ونفخ فی الصور فجمعہم جمع
 مندرجہ بالا مطلب اس احتمال کی بناء پر ہے کہ "صور" صورۃ کی جمع ہو یعنی (جسدوں کی) صورتوں میں روح پھونگی
 جائے گی۔
 7_ ذوالقرنین کے بند کیتابی قیامت کے نزدیک ہونے کی علامات میں سے ہے۔
 فإذا جاء وعد ربی جعلہ دکاء... ونفخ فی الصور فجمعہم جمع
 8_ روز قیامت لوگوں کو جمع کرنا بہت بڑا اور حیرت انگیز کام ہے۔
 ونفخ فی الصور فجمعہم جمع
 "جمعنا ہم" کا "جمعاً" مفعول مطلق ہے اور اسکا نکرہ آنا بڑائی اور حیرت کو ظاہر کر رہا ہے۔

آخر الزمان :

آخر الزمان میں عالمی جنگ 1

آسائش:

آسائش کا سرچشمہ 4

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی مشیت کے آثار 4; اللہ تعالیٰ کے افعال 5

امن وامان :

امن وامان کا سرچشمہ 4

انسان:

انسانوں کا آخرت میں اکٹھا ہونا 8; انسانوں کا آخرت میں حیرت انگیز طور پر اکٹھا ہونا 8; انسان میں روح کا پھونکنا 6

565

ذوالقرنین :

ذوالقرنین کے بند کی تباہی 3_7

قرآن :

قرآن کی پشیگوئی 3

قیامت :

قیامت کا برپا ہونا 6; قیامت کی علامات 1،2،7; قیامت میں مجمع ہونا 5; قیامت میں صور پھونکا جانا 5

ماجوج :

آخرالزمان میں ماجوج کا حملہ 2

مردے :

مردوں کا آخرت میں زندہ ہونا 6

معاد :

معاد جسمانی 6

یا جوج :

آخرالزمان میں یا جوج کا حملہ 2; یا جوج و ما جوج میں جھگڑا 3

وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكَافِرِينَ عَرَضًا (۱۰۰)

اور اس دن جہنم کو کافرین کے سامنے باقاعدہ پیش کیا جائے گا (100)

1_ اللہ تعالیٰ روز قیامت جہنم کو کفار کے سامنے پیش کرے گا _

و عرضنا جہنم یومئذ للکفرین عرض

2_ روز قیامت کفار کے سامنے جہنم کا پیش ہونا انکے لیے بہت سخت اور وحشت ناک منظر ہوگا _

و عرضنا جہنم یومئذ للکفرین عرض

"عر" تاکید کے ساتھ ساتھ نکرہ ہونے کی بناء پر چیز کے عظیم الشان ہونے پر بھی دلالت کر رہا ہے یہاں جہنم کی عظمت

کفار کے وحشت زدہ ہونے کی مناسبت سے ہے _

3_ روز قیامت میں موجود لوگوں کیلئے جہنم کا مشاہدہ ممکن ہے _

و عرضنا جہنم یومئذ للکفرین عرض

4_ کفر جہنم میں مبتلا ہونے کا پیش خیمہ ہے _

و عرضنا جہنم یومئذ للکفرین عرض

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے افعال 1

جہنم :

566

جہنم کے اسباب 4

جہنمی :1

قیامت :

قیامت کی وحشت 2; قیامت میں جہنم کا دیکھ

جانا 3

کفار :

کفار کی اخروی مشکلات 2: قیامت میں کفار 2'1

کفر:

کفر کے آثار 4

الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا (١٠١)

وہ کافر جن کی نگاہیں ہمارے ذکر کی طرف سے پردہ میں تمہیں اور وہ کچھ سننا بھی نہیں چاہتے تھے (101)

1_ کفار کی واضح ترین خصوصیت یہ کہ انکا الہی آیات دیکھنے اور درک کرنے پر پردہ کا پڑا ہونا ہے

الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي

ذکر خدا کو دیکھنے سے مراد اسی آیات و علامات کا مشاہدہ کرنا ہے کہ جو یاد خدا میں ڈال دیتی ہیں (مسبب کہ کر سبب کا ارادہ کرنا) آیت سے مراد یہ ہے کہ الہی آیات کا مشاہدہ کفار کو اسکی یا د میں نہیں ڈالتا گویا انکی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے کہ ان آیات کا دیکھنا انکے لیے ممکن نہیں ہے۔

2_ یاد خدا سے پردہ غفلت میں محصور دل یہ کفار کی واضح ترین خصلت ہے۔

الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي

3_ جہنم ان کفار کا انجام ہے کہ جو الہی آیات سننے کی طاقت نہیں رکھتے۔

وَعَرْضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ... وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعَ

4_ کفر اور حق سے دوری انسان کا الہی آیات سننے سے عجز کا باعث ہے۔

عَنْ ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعَ

جملہ "کانوا لا يستطيعون" ماضی استمراری ہے یعنی کفار ہمیشہ سننے سے عاجز تھے۔ واضح ہے کہ یہاں نہ سننے سے مراد حسی طور پر نہ سننا نہیں ہے بلکہ یہ بیان کرنا ہے کفار ان الہی آیات کے در مقابل یونہی جیسے کوئی سننے کی طاقت نہیں

567

رکھتے۔

5_ کفر انسان کے فہم اور ادراک پر اثر انداز ہوتا ہے۔

كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعَ

6_ نظریہ، حسی ادراکات سے بڑھ کر ایک حقیقت ہے۔

أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعَ

اسے کہ کفار کے ظاہری حواس صحیح میں لیکن اسی کے باوجود وہ حقائق کو درک کرنے سے عاجز ہیں۔

7_ اعضائے معرفت رکھنے کا انسان کیلئے اہم ترین مقصد اللہ تعالیٰ کی شناخت اور اسکی طرف توجہ ہے۔

الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعَ

آیت میں کفار کی آنکھوں کو پردہ میں چھپا ہوا اور انکے کانوں کو بہرہ ابتایا گیا ہے یعنی انکے کان اور آنکھیں اللہ تعالیٰ کی یا

دسے خالی ہیں اور اس طرح بے فائدہ ہیں گویا آنکھ اور کان کو کبھی استعمال ہی نہیں کیا۔

8_ حق کے در مقابل نابینا آنکھیں قیامت میں جہنم کی آگ کے شعلوں کو دیکھیں گی۔

وَعَرْضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ عَرْضًا الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي

روز قیامت کفار کے سامنے جہنم کو پیش کرنا اور انہیں دکھانا، درحقیقت اس بات کی سزا ہے کہ انہوں نے بینائی کے

باوجود خدا کی معرفت حاصل نہیں کی جیسے کہ ان کے سننے والے والے کان بھی جہنم واز کو سن رہے ہیں جہنم کا پیش

کرنا صرف آنکھوں سے دیکھے سے محدود نہیں ہے۔

9_ اللہ تعالیٰ کے پیغاموں کو سننے سے عاجز کان، قیامت میں جہم کی آواز سنیں گے۔

وَعَرْضْنَا جَهَنَّمَ... الَّذِينَ... كَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعَ

10_ دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد زندہ رکھنا اور الہی پیغامات کو غور سے سننا ضروری ہے۔

الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعَ

11_ "عن أبي عبد الله (ع) في قوله تعالى: "الذين كانت أعينهم في غطاء عن ذكرى وكانوا لا يستطيعون سمعاً" قال: "لم يعيهم بما صنع في قلوبهم ولكن عابهم بما صنعوا" (1)
 امام صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "الذين كانت أعينهم في غطاء عن ذكرى" کے بارے میں روایت ہوئی کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کفار کی جو خود اس نے انکے دلوں کے بارے میں انجام دیا مذمت نہیں کی بلکہ انہیں انکے اپنے اعمال کی بناء پر انکی مذمت کی ہے۔

ادارك :

حسّی ادراك 6؛ ادراك کیلئے رکاوٹیں 5

(1) بحار الانوار ج5 ص306 ح28_

568

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کو غور سے سننے کی اہمیت 10؛ اللہ تعالیٰ کی سرزنش 11؛ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی اہمیت 7
 اللہ تعالیٰ کی آیات :
 اللہ تعالیٰ کی آیات درك کرنے سے محروم لوگ 1؛ اللہ تعالیٰ کی آیات سننے سے محروم لوگ 3؛ اللہ تعالیٰ کی آیات سننے سے محرومیت 4
 اندھے دل :
 اندھے دل والوں کی آخرت میں بینائی 8
 جہنمی لوگ: 3

حق:

حق قبول نہ کرنے والوں کے آثار 4

ذکر :

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے محروم لوگ 2؛ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی اہمیت 7، 10

روایت: 11

شناخت :

شناخت کے وسائل 4

قیامت :

قیامت کی خصوصیات 8، 9؛ قیامت میں جہنم کا دیکھا جانا 8؛ قیامت میں حقائق کا درك کیا جانا 8، 9

کفار :

کفار کا انجام 3؛ کفار کا اندھا دل ہونا 1؛ کفار کا نا پسندیدہ عمل 11؛ کفار کی آنکھوں پر پردہ 1؛ کفار کی خصوصیات

1، 2؛ کفار کی سرزنش کے اسباب 11؛ کفار کے دلوں پر پردہ 2

کفر :

کفر کے آثار 4/5

نظریہ :

نظریہ کی حقیقت 6

أَفَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا (١٠٢)

وہ تو کیا کافروں کا خیال یہ ہے کہ یہ ہمیں چھوڑ کر ہمارے بندوں کو اپنا سرپرست بنالیں گے تو ہم نے جہنم کا کافریں کے لئے بطور منزل مہیا کر دیا ہے (102)

1_ کفار کی اللہ کے علاوہ ولی بنانے پر مذمت کی گئی ہے۔
أفحسب الذين كفروا أن يتخذوا عبادي من

569

دونی اولیائ

آیت کے اندر سوالیہ انداز در حقیقت مذمت اور توبیخ کیلئے ہے یعنی غیر خدا کو ولی قرار دینا غلط اور توبیخ کے لائق کام ہے آیت میں "اتخاذ ولی" سے مراد بعنوان معبود انکی اطاعت کرنا اور ان سے مدد کی توقع رکھنا ہے۔

2_ کفار اپنے بنائے ہوئے سرپرستوں (باطل خداؤں) کو اپنے لیے مفید سمجھتے تھے۔

أفحسب الذين كفروا أن يتخذوا عبادي من دونی اولیائ

اس آیت کے معنی میں مختلف ادبی توجیہات بیان کی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ کہ "أن يتخذوا" حسب کے لیے مفعول اول ہے اور دوسرا مفعول "نافعاً" محذوف ہے مندرجہ بالا مطلب اس ادبی توجیہ کی بناء پر ہے۔

3_ کفار کا باطل معبودوں کو اپنا اولیاء قرار دینا ایک بے اساس اور وہم و خیال پر مبنی عمل ہے۔

أفحسب الذين كفروا أن يتخذوا عبادي من دونی اولیائ

یہ بھی احتمال ہے کہ "أن يتخذوا" حسب کے لیے دو مفعولوں کا جانشین ہو۔ تو اس صورت میں یہ معنی ہوگا کہ "آیا کفار یہ گمان کرتے ہیں کہ میرے علاوہ ولی بنالیں گے؟" یعنی وہ صرف اپنے غلط اوہام میں غوط زن ہیں اور حقیقتوں سے بہت دور ہیں۔

4_ کفار نے اللہ تعالیٰ کی ولایت سے منہ موڑ کر اس کے چند بندوں کے آستانوں پر سر جھکالیے ہیں۔

يتخذوا عبادي من دونی اولیائ

5_ اصلی اور حقیقی ولایت اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔

أفحسب الذين كفروا أن يتخذوا عبادي من دونی اولیائ

6_ تمام موجودات کی اپنے خدا کی بارگاہ میں بندگی اور احتیاج دلالت کر رہی ہے کہ انکی اپنی اللہ تعالیٰ کے در مقابل ولایت، فضول گمان ہے۔

أن يتخذوا عبادي من دونی اولیائ

یہ کہ آیت کا معنی "کلمہ عبادی کے بغیر بھی تمام ہے لیکن" عبادی "کا تذکرہ اس نکتہ کی طرف توجہ دلائے گیا ہے کہ جو کچھ کفار کی طرف سے بعنوان ولی انتخاب کیا گیا ہے اور مقام اولوہیت اور ربوبیت پر سمجھا گیا ہے یہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں کیسے ہوا کہ نادان لوگوں نے بندہ کو مقام معبود پر سمجھ لیا؟ لہذا آیت ایک طرح سے استدلال بھی بیان کر رہی ہے۔

7_ الہی ولایت سے روگردانی اور غیر خدا کی ولایت سے تمسک کفار کے اندھے پن کی علامت ہے۔

كانت أعينهم في غطاء... أفحسب الذين كفروا أن يتخذوا

"أفحسب" کی فاء پر توجہ کرتے بالخصوص اس آیت کے مضمون کا پچھلی آیات سے ربط اور خاص کہ "أفحسب" کی فاء پر توجہ سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ کفار کی طرف سے اولیاء کا انتخاب انکے اندھے بہرے اور معرفت سے بے بہرہ ہونے کا نتیجہ ہے۔

570

8_ جہنم، کفار کے لیے تیار شدہ منزل گاہ ہے۔

إنا أعدنا جهنم للكافرين نزل

"أعدنا" مادہ "عند" سے اور "أعدنا" مادہ "عد" سے ایک ہی طرح کے ہیں البتہ اس میں اختلاف ہے کہ آیا ان میں سے ایک دوسرے کی اصل ہے یا ہر ایک مستقل اصل ہیں اختلاف ہے کلمہ "منزل" کے معانی میں کلمہ "نزل" پذیرائی کا سامان اور ٹھکانہ بنانے کے معانی میں استعمال ہوا ہے مندرجہ بالا مطلب میں پہلے معنی کا لحاظ کیا گیا ہے۔

9_ اللہ تعالیٰ، حق کو قبول نہ کرنے والے کفار کی جہنم کے شراروں کے ساتھ پذیرائی کرے گا۔

إنا أعدنا جهنم للكافرين نزل

کلمہ "نزل" ہو سکتا ہے اس چیز کا نام ہو جو مہمانوں کے استقبال کے وقت انکی پذیرائی کیلئے پیش کی جاتی ہے یہ ایک

قسم کی "تہکم" والی بات شمار ہو گی جو کہ مذاق اڑانے کیلئے کی جاتی ہے۔

10_ جہنم اب بھی موجود اور تیار رہے۔

إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نَزْلًا

"اُعتدنا" فعل کا ظاہر یہ ہے کہ جہنم ابھی بھی تیار ہے نہ یہ کہ بعد میں تیار کی جائے گی۔

11_ غیر خدا کی ولایت قبول کرنا کفر اور اسکی عاقبت جہنم کا عذاب ہے۔

أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نَزْلًا

12_ کفار کے خیالی اولیاء ان سے عذاب الہی دور کرنے سے عاجز ہیں۔

أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نَزْلًا

"أفحسب" میں ہمزہ استفہام یہ بتا رہا کہ معبودوں کے لیے ولایت کا گمان کرنا غلط ہے جہنم کا عذاب تیار شدہ ہے کہ "إِنَّا أَعْتَدْنَا..." اور ان معبودوں کے بس میں نہیں کہ اسے دور کر دیں۔

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی ولایت سے روگردانی 7; اللہ تعالیٰ کی سرزنشیں 1; اللہ تعالیٰ کی قدرت 7; اللہ تعالیٰ سے روگردانی 7; اللہ تعالیٰ

کی ولایت سے منہ پھر نے والے 4; اللہ تعالیٰ کی ولایت کی حقانیت 5; اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص 5

باطل معبود :

باطل معبودوں کا غیر منطقی ہونا 3; باطل معبودوں کی ناتوانی 12

حق:

حق قبول نہ کرنے والوں کا جہنم میں ہونا 9; حق قبول نہ کرنے والوں کی سزا 9

جہنم :

جہنم کا تیار ہونا 8; جہنم کا موجود ہونا 10; جہنم کے اسباب 11

جہنمی لوگ:

9/8

عذاب:

571

عذاب سے نجات 12

کفار :

جہنم میں کفار 8,9; کفار اور ناحق معبود 2; کفار کا بے منطق ہونا 3; کفار کی سزا 9; کفار کا عذاب 12; کفار کی رائے 2;

کفار کی روگردانی 4; کفار کی سرزنش 1; کفار کے اندھے پن کی علامات 7

نظریہ کائنات :

توحیدی نظریہ کائنات 5

موجودات :

موجودات کی محتاجی کے آثار 6

ولایت :

غیر خدا کی ولایت قبول کرنا 4; غیر خدا کی ولایت کا کفر 11; غیر خدا کی ولایت قبول کرنے پر سرزنش 1; غیر خدا کی

ولایت قبول کرنے کی سزا 11; غیر خدا کی ولایت کے غیر منطقی ہونے کے دلائل 6

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا (۱۰۳)

پیغمبر کیا ہم آپ کو ان لوگوں کے بارے میں اطلاع دیں جو اپنے اعمال میں بدترین خسارہ میں ہیں (103)

1_ پیغمبر (ص) کی ذمہ داری تھی کہ لوگوں کو انکے حقیقی نفع و نقصان کی شناخت کرائیں۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا

- 2_ انسان اپنے حقیقی نفع و نقصان سے غفلت کے خطرے میں ہے اور پیغمبروں کی طرف سے خبردار کیے جانے کا محتاج ہے۔
 قل ہل ننبکم بالآخرین أعمال
- 3_ پروردگار، روز قیامت روز انسانوں کے سزا کے نظام پر حاکم ہونے کی بناء پر انکے نفع و نقصان سے آگاہی کا اکیلا سرچشمہ ہے۔
 اِنَّا اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ... ہل ننبکم بالا آخرین أعمال
- اللہ تعالیٰ نے آیات مینقیامت اور کفار کی سزا کا تذکرہ کرنے کے بعد یہاں انسانوں کے حقیقی نفع و نقصان کی خبر کی بات کی ہے یہ نکتہ بتا رہا ہے کہ نفع و نقصان کی شناخت میں صرف اس کا کلام معیار ہے کیونکہ انسانوں کی عاقبت کو وہ معین کرے گا۔
- 4_ کفر اختیار کرنا انسان کے خسارہ کا موجب ہے چاہے وہ جتنی کوشش اور زحمت کرے۔
 للکفرین نرلاً قل ہل ننبکم بالآخرین اعمال
- "اعمال" اخسرين کیلئے تمیز ہے اہل ادب کے بقول تمیز کی اصل ہے کہ وہ مفرد ہو لیکن اس آیت میں جمع کی صورت میں ہے تو "اعمال" کا جمع کی صورت میں آنا ممکن ہے کفار کے مختلف اقسام کے اعمال کی طرف اشارہ ہے یعنی کفار اگرچہ مختلف اقسام کے بہت سے عمل بھی انجام دیں

572

- لیکن انکے تصور کے برعکس یہ انہیں نفع نہیں دے گا۔
- 5_ دنیا کی سرائے میں انسانی اعمال اسکا اصلی سرمایہ ہیں۔
 الأخسرين أعمال
- 6_ برانگیختہ کرنے والے سوالات مطرح کرنا اور معارف کو پیش کرنے کیلئے آمادگی پیدا کرنا قرآن میں استعمال ہونے والی روشوں میں سے ایک ہے۔
 قل ہل ننبکم بالآخرین أعمال
- 7_ انسانوں کی عاقبت کی شناخت کے حوالے سے پیغمبر (ص) الہی تعلیمات سے آراستہ اور معارف وحی کو بیان کرنے والے ہیں۔
 ہل ننبکم
- "ننبکم" میں ضمیر جمع متکلم بتا رہی کہ پیغمبر (ص) اپنی طرف سے بات نہیں کرتے بلکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ سے سیکھا ہے وہ پیش کرتے ہیں۔

آنحضرت:

آنحضرت کی رسالت 1; آنحضرت کا معلم 7; آنحضرت کا علم لدنی 7

ابھارنا :

ابھارنا کے اسباب 6

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے آثار 3; اللہ تعالیٰ کے

ساتھ خاص 3; اللہ تعالیٰ کا علم 3

انسان :

انسان کا سرمایہ 5; انسانوں کی عاقبت کا علم 7; انسان کی معنوی ضرورتیں 2

تبلیغ:

تبلیغ کی روش 6

سوال :

سوال کے فوائد 6

عمل :

عمل کے آثار 5

غفلت :

غفلت کا خطرہ 2

قیامت :

قیامت پر حاکم 2

کفر:

کفر کے آثار 4

محتاجی :

انسانوں کا انبیاء کے خبردار کیے جانے کا محتاج ہونا 2

نفع:

نفع کا عالم 3; نفع کی تشخیص کی اہمیت 1

نقصان :

نقصان کی تشخیص کی اہمیت 1; نقصان کا عالم 2 ; نقصان کے اسباب 4

تفسیر راہنما جلد 10

573

الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يُحْسِبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعاً (۱۰۴)

یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوشش زندگانی دنیا میں بہت گئی ہے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ اچھے اعمال انجام دے رہے ہیں (104)

1_ سب سے زیادہ خسارے والے وہ لوگ ہیں کہ جن کے دنیاوی اعمال اور کوشش ضائع اور برباد ہو گئی ہیں _

الْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

"أَخْسَرُ" افعال تفصیل ہے کہ جس کا معنی "سب سے زیادہ نقصان اور خسارہ اٹھانے والا" ہے ضلّ "ضاع" اور "ہلک" کے

معنی میں ہے بس یہاں "ضلّ سعيهم" سے مراد یہ ہے کہ انکی کوشش ضائع اور تباہ ہو گئی ہیں _

2_ کفار کی محنت و کوشش اگرچہ مختلف طرح کی اور ظاہری اعتبار سے خوبصورت اور لبھانے والی تھی مگر تباہ ہو گئی

اور روز قیامت انکے لیے نفع مند ثابت نہ ہوگی _

الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يُحْسِبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعَ

3_ دنیا نفع بخشش کوشش کیلئے ایک مناسب مقام ہے اور کفر اس میں پائے جانے والے مواقع سے فائدہ نہ اٹھانے کا نتیجہ

ہے _

ضلّ سعيهم في الحياة الدنيا

4_ انسان کا خسارہ نہ اٹھانا ابدیت تک باقی رہنے والے اور ثمر بخش اعمال کے انجام دینے سے مشروط ہے _

الْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

5_ دنیا میں انسان کی کوشش اور محنت اسکا اصلی سرمایہ ہے _

الْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

6_ انسان کے اعمال کا ثنات کی وسعت میں باقی رہتے ہیں۔

ضَلَّ سَعِيم

کلمہ "ضَلَّ" مخفی اور غائب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے (لسان العرب) کفار اعمال کا گم ہو جانا اور اور نہ ملنا یہ بتا رہا ہے کہ انکے اعمال باقی ہیں لیکن ان سے فائدہ اٹھانا کفار کیلئے ممکن نہیں ہے۔

7_ کفار اپنے فضول اور بے نتیجہ اعمال و افعال پر مغرور اور فریفتہ ہیں۔

وہم يحسبون انهم يحسنون صنع

"صنع" اپنے مصدری معنی کے ساتھ ساتھ "مصنوع" کا معنی بھی دے رہا ہے اور آیت میں دونوں کا احتمال ہے "یحسنون صنعاً" سے مراد یہ کہ وہ اپنے زعم میں اپنے کردار کو بہت اچھا بنائے ہیں۔

8_ اپنے اعمال کے حوالے سے خود پسند، مغرور اور فریفتہ ہونا ایک مذموم اور نقصان دہ عمل ہے۔

الأخسرین أعمالاً... وہم يحسبون انهم يحسنون صنع

9_ بے نتیجہ کاموں کیلئے کوشش اور ان پر خوش ہونا، کفار کے بڑے گھائے کی نشانی ہے۔

الأخسرین أعمالاً_ الذين ضلَّ سعيهم في الحى وة الدنيا و ہم يحسبون انهم يحسنون صنع

حالیہ جملہ "وہم يحسبون" کفار کے "أخسرین" ہونے کی علت کو بیان کر رہا ہے کیونکہ انسان اگر یہ گمان کر لے کہ اس نے جو کچھ انجام دیا ہے وہ سب سے بہتر ہے تو یہ باعث بنے گا کہ وہ کبھی بھی اپنے نقصان کو پورا کرنے کی فکر مینہیں پڑے گا۔

10_ وہ لوگ جنہوں نے غیر خدا کو اپنا معبود اور ولی بنایا انہوں نے اپنی خطاء کو خوش قسمتی اور اچھا عمل سمجھا۔

أَن يَتَّخِذُوا عِبَادِي مَن دُونِي أُولِيَاءِ... وہم يحسبون انهم يحسنون صنع

11_ اعمال کے بارے میں الٹا اور حقیقت سے دور فیصلہ کرنا فکری اور نظریاتی کوتاہیوں کا نتیجہ ہے۔

الذين كانت أعينهم في غطاء يحسبون انهم يحسنون صنع

شروع میں چند آیات نے کفار میں نظر یاتی فقدان کو بیان کیا اور پھر اللہ تعالیٰ کے علاوہ معبودوں کا انتخاب اس بات کی دستاویز کے طور پر بیان کیا۔ "أفحسب" اور اس آیت میں انہیں "أخسرین" کے عنوان سے اور ان لوگوں کے عنوان سے بیان کیا جو اپنے فضول اعمال کو بہتر کاموں کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

مورد بحث آیات میں تعلق اور ربط کا تقاضا مندرجہ بالا مطلب کی صورت میں ہے۔

انسان :

انسان کا سرمایہ 5

خسارہ:

خسارہ کے موانع 4

خود پسندی :

خود پسندی کا نقصان 8; خود پسندی کی مذمت 8

دنیا :

دنیا کا کردار 3

عقیدہ :

عقیدہ کے باطل نتائج 11

عمل :

اچھے عمل کے آثار 4; عمل کا موقع 3; عمل کیتابی کے آثار 1; عمل کی بقاء 6; عمل کے آثار 5

غرور :

غرور کا نقصان 8; غرور کی مذمت 8

فیصلہ :

باطل فیصلے کا سرچشمہ 11

کفار :

کفار کا غرور 7; کفار کا نظریہ 10; کفار کی خوشی 9; کفار کے خسارہ اٹھانے کی علامات 9; کفار کے عمل کا فضول ہونا 7, 9; کفار کے عمل کی تباہی 2

کفر :

کفر کے آثار 3

لوگ :

سب سے زیادہ خسارہ اٹھانے والے لوگ 1

موقع :

موقع ضائع کرنے کے اسباب 3

ولایت :

غیر خدا کی ولایت قبول کرنا 10

أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا تُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا (۱۰۵)

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آیات پروردگار اور اس کی ملاقات کا انکار کیا ہے تو ان کے اعمال برباد ہو گئے ہیں اور ہم قیامت کے دن ان کے لئے کوئی وزن قائم نہیں کریں گے (105)

1_ پروردگار کی آیات سے کفر کرنے والے اور قیامت کے منکرین سب سے زیادہ خسارہ والے لوگ ہیں۔

الا خسرینا أعمالاً... أولئك الذين كفروا بآيات ربهم ولقائه

پروردگار سے ملاقات کا انکار در اصل قیامت کے

576

انکار کی ایک اور تعبیر ہے کیونکہ پروردگار سے ملاقات (حساب و کتاب اور سزا و جزا کے حوالے سے) روز قیامت ہوگی۔

2_ الہدایات اور اللہ تعالیٰ کے آثار اور نشانیاں، انسانوں میں رشد و کمال بخشے والی ہیں۔

کفروا بآيات ربهم

آیت میں کلمہ "رب" مندرجہ بالا مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

3_ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ وہ لوگوں کی ہدایت اور راہنمائی کیلئے آیات پیش کرے۔

4_ قیامت تمام پردوں کے ہٹنے اور انسانوں کے اللہ واحد پر یقین پیدا کرنے کا دن ہے۔

أعينهم في غطاء... كفروا بآيات ربهم ولقائه

پروردگار کی ملاقات سے مراد یقیناً محسوس ملاقات نہیں ہے۔ (لا تدرکہ الابصار) بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ انسان روز

قیامت اللہ واحد کی حقانیت کا علم پیدا کرے گا اگرچہ کفار نے اس قسم کی ملاقات کا انکار کیا ہو۔

5_ پروردگار کی آیات کا کفر اور قیامت کا انکار کرنے کا نتیجہ انسان کے اعمال کی تباہی کی صورت میں نکلتا ہے اور

قیامت میں یہ کوئی فائدہ نہ دیں گے۔

الذين كفروا بآيات ربهم ولقائه فحبطت أعمالهم

"حبط" سے مراد اعمال کا بتاہ اور فاسد ہونا ہے۔

6_ کفار کے اعمال کا حبط ہونا وہی انکی دنیاوی کوشش اور محنت کا ضایع ہونا ہے۔

الذين ضل سعيهم في الحى وة الدنيا... فحبطت أعمالهم

7_ انسان کا عقیدہ اور نظریہ اس کے اعمال کی عظمت اور پستی میں براہ راست اثر رکھتا ہے۔

8_ کفار کے فضول اور تباہ شدہ اعمال قیامت میں حساب و کتاب کے قابل نہیں ہیں۔

فلا نقيم لهم يوم القيامة وزن

کلمہ "وزن" مصدر ہے اور اس سے مراد ہلکے یا بھاری پن کی پیمائش ہے یا متعال کے معنی میں ہے یعنی وہ چیز جس

سے وزن کی پیمائش ہو (لسان العرب) یہ کہ اللہ تعالیٰ بعض حیط شدہ اعمال کو روز قیامت نہیں تو لے گا یہ اس مطلب سے کنا یہ ہے کہ انکے اعمال اس قدر فضول میں کہ حساب و کتاب کے لائق ہی نہیں ہیں۔
9_ کفار، دنیا میں باوجود کوشش اور زحمت کے روز قیامت اور پروردگار سے ملاقات کے دن تہی دست اور بغیر زادراہ کے ہیں۔

الذین كفروا... فحبطت أعمالهم فلا نقيم لهم يوم القيامة وزن
10_ کفار روز قیامت معمولی سی شخصیت اور اہمیت کے بھی حامل نہیں ہیں۔
فلا نقيم لهم يوم القيامة وزن
"لهم" کی تعبیر بتا رہی ہے کہ یہ افراد بذات خود غیر اہم ہیں۔ جملہ " فلا نقيم " کا " حبط عمل " پر مفرع ہونا بتاتا ہے کہ انکا غیر اہم ہونا انکے فضول اعمال کی بناء پر ہے۔

577

11_ قیامت، اعمال کی پیمائش اور حساب و کتاب کا دن ہے۔
فلا نقيم لهم يوم القيامة وزن
آیت میں موجود تعبیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روز قیامت لوگوں کے اعمال کے حساب و کتاب کیلئے کچھ معیار اور میزان بنائے گئے ہیں لیکن بعض لوگوں کیلئے ہر قسم کے قابل اہمیت عمل کے فقدان کی بناء پر کوئی معیار و میزان نہیں ہے۔
12_ روز قیامت غیر خدا کے قصد سے بجالاے گئے اچھے اعمال بھی برے اعمال کی مانند اہمیت اور حساب و کتاب سے خالی ہیں۔
وہم يجسون انهم يحسنون... فلا نقيم لهم يوم القيامة وزن
13_ انسان کی اہمیت اسکے اعمال کی بناء پر ہے۔
فحبطت أعمالهم فلا نقيم لهم يوم القيامة وزن
14_ معاد اور پروردگار سے ملاقات پر ایمان، اصول عقائد میں خاص اہمیت کا حامل ہے۔
كفروا بآيات ربهم ولقائه... فلا نقيم لهم يوم القيامة وزن

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کا کردار 2; اللہ تعالیٰ کا ہدایت دینا 3; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار 3
الہی آیات :

الہی آیات کو جھٹلائے کے آثار 5; الہی آیات کو کردار 2, 3; الہی آیات کو جھٹلانے والوں کا خسارہ 1
اہمیت :

اہمیتوں کا معیار 13

ایمان :

اللہ تعالیٰ سے ملاقات پر ایمان کی اہمیت 14; معاد پر ایمان کی اہمیت 14

عقیدہ :

عقیدہ کے آثار 7

عمل :

اخروی عمل کا حساب و کتاب 11; اخروی عمل کی اہمیت 12; عمل کی اہمیت کا معیار 12; عمل کے آثار

13; عمل کے حبط ہونے کی حقیقت 6; عمل کے حبط ہونے کے اسباب 5, 7; عمل میں نیت 12

قیامت :

قیامت کی خصوصیات 4, 11; قیامت میں حساب و کتاب 11; قیامت میں حقائق کا ظہور 4; قیامت کو جھٹلانے والوں کا خسارہ

1; قیامت میں یقین 4

کفار :

روز قیامت کفار 9; کفار کی بے اعتباری 10; کفار کی دنیا میں کوشش 9; کفار کے اخروی عمل کا تجزیہ 8; کفار کے علم کا

حبط ہونا 6،9؛ کفار کے عمل کا غیر اہم ہونا 8؛ کفار کے عمل کی بتابی 6

کمال :

کمال کے اسباب 2

لوگ :

لوگوں میں سے سب سے زیادہ خسارہ والا 1

معاد :

معاد کو جھٹلانے کے آثار 5

578

ذٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمَ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا (۱۰۶)

ان کی جزا ان کے کفر کی بنا پر جہنم ہے کہ انہوں نے ہمارے رسولوں اور ہماری آیتوں کو مذاق بنالیا ہے (106)

1_ الہی آیات سے کفر کرنے والوں اور معاد کے منکرین کی سزا جہنم ہے۔

ذٰلِكَ جزا و ہم جہنم بما کفرو

یہاں کفر سے مراد پہلی آیت کے قرینہ کی مدد سے الہی آیات اور معاد کا انکار ہے۔

2_ کفار کی زندگی کی حقیقت سوائے فضولیات لا حاصل اور خسارہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

ذٰلِكَ

"ذٰلِكَ" ممکن ہے کہ مبتدا محذوف کی خبر ہو اور پچھلی آیات کے مضمون پر تاکید ہو یعنی صرف یہی حقیقت ہے اس کے

علاوہ کچھ نہیں "الا مر ذٰلِكَ ولا غیر" اور ممکن ہے کہ یہ مبتداء ہو اور اسکی خبر " جزاؤہم " ہو جب کہ "جہنم" مبتدا

اور خبر کیلئے عطف بیان ہو مندرجہ بالا مطلب پہلے احتمال کی بناء پر ہے۔

3_ جہنم ان لوگوں کیلئے سزا ہے کہ جو محشر کے میدان میں زاد راہ کے بغیر اور تہی دست ہونگے۔

فلا نقیم لہم یوم القیامۃ وزناً ذٰلِكَ جزاؤہم جہنم

4_ الہی آیات اور پیغمبروں کا مذاق اڑانا کفار کی روش اور انکے جہمی ہونے اور ان کے اعمال کے حبط ہونے کا سبب

ہے۔

جزاؤہم جہنم بما کفروا واتخذوا آیاتی ورسلی ہزو

"ہزو" اور "ہزء" کا ایک ہی معنی ہے اور یہ مصدر ہے اسکا آیات اور رسل پر حمل مبالغہ کی خاطر ہے راغب نے اس

سے مراد مزاح پنہان اور دوسروں نے مذاق اڑانا مراد لیا ہے۔

5_ الہی آیات اور پیغمبروں سے کفر در حقیقت انکا مذاق اڑنا ہے۔

بما کفروا واتخذوا آیاتی ورسلی ہزو

کفار کی جانب سے آیات اور پیغمبروں کا مذاق اڑانا دو طرح سے تصور ہوگا (1) زبان اور قلم اور اسطرح کی چیزوں مذاق

اڑنا (2) کلی طور پر

579

پیغمبروں اور الہی آیات کے ساتھ بر تائو سے جو مذاق ظاہر ہوتا ہے بالفاظ دیگر ممکن ہے کہ کوئی آیات اور انبیاء (ع) کے

حوالے سے لفظی طور پر مذاق والی بات نہ کرے لیکن اسطرح ان سے بر تائو رکھے کہ گویا انہیں حق نہیں سمجھتا اسے

صرف اپنی نظر میں مذاق کے طور پر لے رہا ہے۔

6_ بارگاہ الہی میں الہی رسولوں اور پیغمبروں کی عظمت۔

جزاؤہم جہنم بما کفروا واتخذوا آیاتی ورسلی ہزو

آخرت :

آخری زاد راہ سے محروم لوگوں کی سزا 3

الہی آیات :
الہی آیات کا مذاق 5; الہی آیات کو جھٹلانے والوں کی سزا 1 ; الہی آیات کی تکذیب کی حقیقت 5; الہی آیات کے استہزاء کے آثار 5; الہی آیات کے مذاق اڑانے والے 4
الہی پیغمبر :
الہی پیغمبروں کے مقامات 6
انبیاء:
انبیاء کا مذاق 5; انبیاء کا مذاق اڑانے کے آثار 4; انبیاء کا مذاق اڑانے والے 4; انبیاء کے مقامات 6
جہنم:
جہنم کے اسباب 1; 4
جہنمی لوگ: 3
عمل :
عمل کے حبط ہونے کے اسباب 4
کفار:
کفار کا خسارہ اٹھا نا 2; کفار کی فضول زندگی 2; کفار کے برتاؤ کی روش 4; کفار کے عمل کا حبط ہونا 4
کفر:
انبیاء سے کفر کی حقیقت 5
معاد:
معاد کو جھٹلانے والوں کی سزا 1

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا (۱۰۷)
یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے ان کی منزل کے لئے جنت الفردوس ہے (107)

1_ الہی آیات اور قیامت پر ایمان لانے والے نیک کردار لوگوں کیلئے فردوس کے باغوں میں پذیرائی

580

کی ضمانت دی گئی ہے
إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا... نَزَل
پچھلی آیات کے قرینہ سے یہاں "آمنوا" میں ایمان کا متعلق الہی آیات اور قیامت ہے "فردوس" یعنی سرسبز وادی بعض اہل لغت اسے رومی کلمہ سمجھتے ہیں کہ جو عربی زبان میں وارد ہوا ہے "تاج العروس" لفظ "نزل" منزل اور پذیرائی کے سامان... وغیرہ کے معنی میں ہے یہاں مندرج بالا مطلب پہلے معنی کی بناء پر ہے فعل ماضی "كانت" زمانہ مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کے حتمی واقع ہونے اور ان کی ضمانت ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔
2_ آخرت کے سرسبز باغات نیک کردار مؤمنین کی پذیرائی کا سامان ہیں۔
كانت لهم جَنَّت الفردوس نزل
"نزل" کا ایک معنی غذا یا دوسرے وسائل ہیں کہ جو مہمانوں کی پذیرائی کیلئے استعمال ہوتے ہیں
3_ جَنَّت میں بہت سے باغات ہیں۔
جنت الفردوس
"فردوس" (سرسبز وادی) سے مراد وہی آنے والی جَنَّت ہے اور "جَنَّت" یہاں بہت سے باغوں پر دلالت کر رہا ہے۔
4_ ایمان اور عمل صالح کا ثمرہ دونوں کے اکٹھے ہونے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔
ء امنوا و عملوا الصالحات
5_ ڈرانے اور دھمکی کے ساتھ ساتھ خوشخبری اور بشارت کا آنا قرآن مجید میں تبلیغ اور ہدایت کیلئے استعمال ہونے والی روش ہے۔
جزاؤہم جہنم بما كفروا... إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّتُ الْفِرْدَوْسِ نَزْلًا

- 6_ عن النبي(ص): الفر دوس أعلى درجة فى الجنة و فيها يكون عرش الرحمن و منها تفجر أنهار الجنة الاربعه (1) پیغمبر اکرم (ص) سے روایت ہوئی ہے کہ: جنت کاسب سے بلند مقام فردوس ہے اور عرش رحمان وہاں ہے اور جنت کے چاروں دریاؤں کا سرچشمہ وہاں ہے۔
- 7_ عن النبي(ص): الفردوس من ربوة الجنة ہی اوسطہا و أحسنہا (2) پیغمبر اکرم(ص) سے روایت ہوئی ہے کہ: فردوس جنت کے بلند مقاموں میں ہے اور وہاں جنت کا درمیانی اور بہترین مقام ہے۔

 الہی آیات :
 الہی آیات پر ایمان لانے والے 1
 ایمان :
 ایمان اور عمل صالح 4; ایمان کے آثار 4
 تبلیغ :
 تبلیغ کی روش 5; تبلیغ میں بشارت 5; تبلیغ میں ڈراوا 5

- (1) الدر المنثور ج5 ص467
 (2) تفسیر طبرسی ج16 ح9 ص38

581
 جنت :
 جنت فردوس 6،7; جنت کے باغات 1،2; جنت کے باغات کا زیادہ ہونا 3; جنت کے درجات 6،7
 جنتی لوگ: 1
 خوشخبری :
 خوشخبری کے آثار 5
 ڈراوا :
 ڈراوے کے آثار 5
 روایت :
 7/6
 صالحین :
 صالحین کا انجام 1; صالحین کی آخرت میں پذیرائی 2
 عمل صالح :
 عمل صالح کے آثار 4
 قیامت :
 قیامت پر ایمان لانے والے 4
 مؤمنین :
 مؤمنین کا انجام 1; مؤمنین کی آخرت میں پذیرائی 2
 ہدایت :
 ہدایت کی روش 5

خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا (۱۰۸)

وہ ہمیشہ اس جنت میں رہیں گے اور اس کی تبدیلی کی خواہش بھی نہ کریں گے (108)

- 1_ نیک کردار مؤمنین بہشت بریں کے باغات میں جاویدانی زندگی گزاریں گے۔
جنت الفردوس نزلًا خالدين فيها
- 2_ اہل بہشت اپنی جگہ سے مکمل طور پر راضی ہونگے اور ہاں سے کسی اور مقام پر منتقل ہونے کی یا اس حالت میں تبدیلی کی کبھی خواہش نہیں کریں گے۔
لا يبيغون عنها حول
- "بغی" سے مراد طلب ہے "بغی عنہ" یعنی کسی چیز سے دوری اختیار کرنا اور اسکی جگہ پر کچھ اور مانگنا "حول" "مصدر ہے اور تحول یعنی جگہ تبدیل کرنے کا معنی دے رہا ہے لہذا جملہ "لا يبيغون عنها" حوالے سے مراد یہ کہ جنت کے لوگ اپنی موجودہ حالت میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں چاہیں گے۔
- 3_ جنت میں ہمیشگی، جنتیوں کیلئے کسی قسم کی تنگی اور تھکاوٹ کا باعث نہ ہوگی۔

582

- خالدين فيها لا يبيغون عنها حول
- جملہ "لا يبيغون" خالدين کی مانند "ہم" کیلئے حال ہے جو کہ آیت میں ہے یعنی وہ جنت میں ابدی زندگی گزارتے وقت کچھ اور خواہش نہ کریں گے اگرچہ ایک مقام پر رہنا اکثر اوقات کچھ تنگی کا باعث بنتا ہے لیکن جنت ایسا مقام ہے کہ جہاں اس قسم کی تنگی بھی نہ ہوگی۔
- 4_ بہشت بریں میں مؤمنین کیلئے عالی ترین نعمتیں اور انتہائی حسرت و آرزو والی عظمت و آسائشے موجود ہوگی۔
لا يبيغون عنها حول
- اکثر تبدیلی کی درخواست اس وقت کی جاتی ہے کہ جب اس سے بہتر اور اچھی چیز کا تصور ہوتا ہے یہ کہ بہشتی اپنی حالت میں تبدیلی کی درخواست نہیں کریں گے ہوسکتا ہے اس لیے ہو کہ جو کچھ بہشت میں ان کے پاس ہے اس سے بڑھ کر کسی چیز کا تصور انکے دماغوں میں نہیں آئے گا کہ اسکی حسرت یا آرزو رکریں۔
- 5_ عن أبي عبد الله (ع): في قوله... لا يبيغون عنها حوَلًا قال: لا يريدون بها بدلًا (1)
- امام صادق (ع) سے اس کلام الہی " ... لا يبيغون عنها حوَلًا" کے بارے میں روایت ہوئی کہ آپ (ع) نے فرمایا: فردوس میں رہنے والے فردوس سے ہٹ کر کسی اور جگہ میں منتقل ہونے کی درخواست نہیں کریں گے۔

آسائشے:

بہترین آسائشے 4

جنت:

جنت کی نعمات: 4; جنت میں آسائشے 4; جنت میں تحول: 2; جنت میں تھکاوٹ 3; جنت میں جابجا ہونا 2, 5; جنت میں جاودانگی

3; جنت میں ہمیشہ رہنے والے 1

جنتی لوگ:

جنتی لوگوں کا راضی ہونا 2; جنتی لوگوں کی آسائشے 4

روایت: 5

صالحین:

جنت میں صالحین 1

مؤمنین:

مؤمنین کی اخروی آسائشے 4; جنت میں مؤمنین 1

نعمت:

بہترین نعمت 4

.....

(1) تفسیر قمری ج 2 ص 46؛ نور الثقلین ج 3 ص 31؛ ج 256۔

583

قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِزَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفَذَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَذَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا (۱۰۹)

آپ کہہ دیجئے کہ اگر میرے پروردگار کے کلمات کے لئے سمندر بھی روشنی بن جائیں تو کلمات رب کے ختم ہونے سے پہلے ہی سارے سمندر ختم ہو جائیں گے چاہے ان کی مدد کے لئے ہم ویسے ہی سمندر اور بھی لے آئیں (109)

1۔ پروردگار کی عظمت اور اسکی خلقت مادی اور کلامی نعمات کی بے پناہ وسعت کو بیان کرنا پیغمبر کی ذمہ داری میں سے ہے۔

قل لو كان البحر مداداً لكلمات ربّي لنفد البحر

"کلمہ" اس لفظ کو کہتے ہیں کہ جس سے کوئی معنی سمجھ مینائے۔

اللہ تعالیٰ کے کلمات کے حوالے سے دو طرح کی تفسیروں کا تصور کیا جا سکتا ہے (1) معمول کے مطابق رائج کلمات مثلاً قرآنی آیات (2) کائنات کے موجودات کہ معنی میں کہ ان میں سے ہر ایک لفظ کی مانند ہے کہ جو اپنے صانع پر دلالت کر رہا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح کو اپنا کلمہ قرار دیا ہے حقیقت مینپہلا معنی اللہ تعالیٰ کے بارے میں یاں دوسرے معنی کے مصداق کے علاوہ کچھ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام بھی اسکی تخلیق ہے مندرجہ بالا مطلب کلمہ کے عمومی معنی کے مطابق ہے۔

2۔ کائنات کے موجودات اور الہی تخلیق کے جلوے لا متناہی اور قابل شمارش نہیں ہیں۔

لنفذ البحر قبل أن تنفذ كلمات ربّي

3۔ دنیا کے دو برابر سمندر و نجاتی سیابی بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کو لکھنے اور شمار کرنے کیلئے ناکافی ہے۔

لو كان البحر مداداً... لنفذ البحر قبل أن تنفذ كلمات ربّي ولو جئنا بمثل مداد

آیت میں "مداد" سے مراد سیابی ہے کہ جو لکھنے میں مدد دیتی ہے کا کہ لکھنے والا زیادہ لکھ سکے جملہ "لو كان البحر..." کا مطلب یہ کہ اگر دنیا کے سمندر دو برابر سیابی بن جائیں اور یہ

584

چائیں کہ اس سیابی سے الہی کلمات لکھیں تو سیابی تمام ہو جائے گی لیکن پروردگار کے کلمات اسی طرح باقی رہیں گے لفظ "مداداً" سے مراد اگر عون اومدد ہو تو یہ حال ہوگا یعنی اگرچہ اس دریا کی مانند لے آئیں کہ وہ اس کی مدد کریں اور اگر لفظ "مداد" سے مراد سیابی ہو تو وہ مثلہ کی تمیز ہوگا یعنی "ولو جئنا بمثل مداد"

4۔ الہی ہدایات اور کلمات لا متناہی اور ناقابل حد ہیں۔

قل لو كان البحر مداداً لكلمات ربّي

اگر "کلمات" سے مراد یہی الفاظ، معنی کے ساتھ ہوں تو اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر یہ بناء رکھی جائے کہ جو کچھ پروردگار جانتا ہے اسے لفظ کی شکل میں لے آئیں تو انکو لکھنے کیلئے سمندر اور اسکی مثل سمندر کی سیابی نا کافی ہے البتہ یہاں اس طرح بیان کرنے کا مقصد الہی علم کی لا متناہی واقعیت کو قریب کرنا ہے۔

5۔ کائنات کے پروردگار کا علم اور معلومات لا متناہی اور لامحدود ہیں۔

قل لو كان البحر مداداً لكلمات ربّي لنفد البحر

اگر "کلمات" سے مراد اللہ تعالیٰ کا کلام ہو تو انکے لا متناہی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ معارف اور معلومات لا متناہی ہیں کہ جن پر یہ الفاظ اور کلمات دلالت کرتے ہیں۔

6۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت مخلوقات کے جنم لینے اور اسکے فرامین نازل ہونے کی باعث ہے۔

لکلمات ربّی... لکلمات ربّی

7_ پیغمبر اکرم (ص) خالق کے لایزال وجود کا سہارا لیے ہیں اور اسکی خاص ربوبیت کے سایہ میں ہیں۔

لکلمات ربّی... لکلمات ربّی

8_ جنتی لوگوں کی جاویدانی اور ان کے ساتھ ابدی طور پر نعمتوں کا ہونا خالق کے لایزال وجود اور اسکے ختم نہ ہونے والے الہی فیض کی بنیاد ہے۔

خالدین فیہا... قل لو کان البحر مداداً لّلكلمات ربّی لنفد البحر

9_ سورہ کہف اور اسمیں جو حقائق اور معارف بیان ہوئے ہیں یہ سب کے سب پروردگار کے لا محدود کلمات کا ایک حصہ ہیں۔

لو کان البحر مداداً لّلكلمات ربّی لنفد قیل أن تنفد کلمات ربّی

ایسے سورہ کہ جس میں مباحث موضوعات مثلاً اصحاب کہف... وغیرہ کے واقعات بیان ہوئے میناسکے آخر میں پروردگار کے لا محدود کلمات کا تذکرہ مندرجہ بالا نکتہ کو بیان کر رہا ہے۔

آنحضرت :

آنحضرت کا مرثی ہونا 7: آنحضرت کی ذمہ داری 1

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کا لامتناہی ہونا 4، 9: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار 6، 7: اللہ تعالیٰ کی عظمت کا بیان کیا جانا 1: اللہ تعالیٰ کی نعمات کا بیان کیا جانا 1: اللہ تعالیٰ کے کلمات سے مراد 9: اللہ تعالیٰ کے علم کی خصوصیات 5: اللہ تعالیٰ کے فیض کا جاودانہ ہونا 8: اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت 5

585

جنتی لوگ :

جنتی لوگوں کی جاودانی کا سرچشمہ 8

سورہ کہف :

سورہ کہف کی اہمیت 9: سورہ کہف کی تعلیمات 9

موجودات :

موجودات کا لا متناہی ہونا 1، 2، 3: موجودات کی خلقت کا سرچشمہ 6: موجودات کے شمار ہونے کا ناممکن ہونا 2: موجودات کا شمار کیا جانا 3

نعمت:

نعمتوں کی جاودانی کا سرچشمہ 8

ہدایت :

ہدایت کا سرچشمہ 6

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَمَن كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا (110)

آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہاری جیسا ایک بشر ہوں مگر میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا خدا ایک اکیلا ہے لہذا جو بھی اس کی ملاقات کا امیدوار ہے اسے چاہئے کہ عمل صالح کرے اور کسی کو اپنے پروردگار کی عبادت میں شریک نہ بنائے (110)

1_ پیغمبر (ص) کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے بارے میں فضول اور نامعقول تصورات کے در مقابل اپنے... بشری پہلو کو تا

کید سے بیان کریں۔

قل إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

لفظ "انما" حصر پر دلالت کرتا ہے جملہ "قل انما انا بشر" میں قصر اضافی اصل میں موصوف کا صفت پر قصر ہے یعنی

پیغمبر (ص) بشر ہیں اس سے ماوراء کوئی چیز نہیں ہیں اس طرح کا قصر اس وقت بیان کیا جاتا ہے کہ جب مخاطب، متکلم کے بارے میں دوسرے خیالات رکھتا ہو اور متکلم ان خیالات کو تبدیل کرنے کی کوشش میں ہو۔
2_ پیغمبر (ص) کی ذمہ داری ہے کہ وہ کوتاہ فکر لوگوں کو اپنی شخصیت کے بارے میں خرافات بیان کرنے سے

586

روکے۔
قل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
ذیل آیہ کے قرینہ سے "قل اِنَّمَا" کا فرمان اس لیے کہ جاہلوں کے شرک آلود حملات کو روکا جاسکتے اور پیغمبر (ص) کے بارے میں پیغمبری سے بٹ کر کوئی مقام تجویز نہ کرینجس طرح کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ (ع) کے بارے میں گمان کیا ہے۔

3_ حضرت محمد (ص) وحی اور نبوت سے قطع نظر ایک عام بشر کی مانند ہیں۔
اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ

4_ پیغمبر (ص) نے اللہ تعالیٰ کے بے پناہ علوم، وحی کے ضمن میں حاصل کئے۔
قل لو كان البحر... قل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ

5_ پیغمبر سے لامحدود کائنات کے تمام حقائق کی آگاہی کی توقع رکھنا بے بنیاد اصول اور فضول ہے۔
قل لو كان البحر... قل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ

6_ الہی رہبروں کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ عوام کو غلو کرنے سے منع کریں اور اپنے مقام کو زیادہ ظاہر نہ کریں اور اپنی مقام کو جہان میں وہ زیادہ نہ بڑھائیں۔
قل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

اگرچہ آیت میں پیغمبر کو خطاب ہے لیکن قرآنی خصوصیات کے پیش نظر یہ فرمان عمومی ہے اور دینی رہبروں ہے کہ ہمیشہ لوگوں کو یہ نکتہ بتاتے رہیں کہ وہ بھی بشر ہیں تا کہ... انکے ذہنوں میں انکے بارے میں الوہیت کا معمولی ساتصور بھی نہ پیدا ہو۔

7_ لوگوں کیلئے اللہ واحد کے علاوہ منع کوئی معبود نہیں ہے۔
اِنَّمَا اِلٰهٌ اَحَدٌ

8_ اللہ تعالیٰ کی توحید اور وحدانیت، پیغمبر (ص) پر ممتاز ترین عقیدتی پیغامات کی صورت میں وحی ہوئے ہیں۔
يُوْحٰى اِلَيَّ اِنَّمَا اِلٰهٌ اَحَدٌ

9_ توحید پرست انسان کو چاہئے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضایت تک پہنچنے کی طلب میں رہے۔
اِلٰهٌ اَحَدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهٖ

فعل ماضی "كان" فعل مضارع "يرجوا" کے ساتھ استمرار کو بیان کر رہا ہے اور "فا" تفریع مندرجہ بالا مطلب کو بیان کر رہی ہے۔

10_ قیامت کا برپا ہونا اور تمام لوگوں کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا اس کے معبود واحد ہونے کا لازمہ ہے۔
اِنَّمَا اِلٰهٌ اَحَدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهٖ

11_ قیامت اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور اس کی روشن خصوصیات کا مشاہدہ کرنے کا دن ہے۔
فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهٖ

طے ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات سے مراد اس کا حسی مشاہدہ نہیں ہے چونکہ یہ چیز عقلی اور شرعی حوالے سے محال ہے "لاتتركه الأبصار" لہذا "فليعمل عملاً صالحاً" کے قرینہ کی

587

مدد سے بہانہ پروردگار سے ملاقات سے مراد اس کی رضایت اور جزا کا سامنا کرنا ہے۔

12_ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے اجر و ثواب تک پہنچنے کا واحد راستہ اعمال صالحہ اور اس کی خلوص کے ساتھ عبادت ہے۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهٖ فليعمل عملاً صالحاً ولا يشرك بعبادة ربِّهٖ أحد

- 13_ گمان و امید کی حد تک قیامت پر ایمان ، عمل صالح کی طرف میلان اور شرک و ریاسے دوری اختیار کرنے میں بہتر کردار ادا کرتا ہے۔
- فمن كان يرجو لقاء ربّه فليعمل عملاً صالحاً ولا يشرك بعبادة ربّه أحد
- 14_ ایمان اور عقیدہ عمل کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔
- فمن كان يرجو لقاء ربّه فليعمل عملاً صالحاً
- 15_ الہی فکر مینمبدا اور معاد پر ایمان کھبی بھی عمل صالح سے جدا نہیں ہوسکتے۔
- إلھکم إله واحد فمن كان يرجو لقاء ربّه فليعمل عملاً صالحاً
- حرف "فا" کے ذریعے اس آیت کے جملوں کا ربط یہ معنی دے رہا ہے کہ ان مراتب میں سے ہر مرتبہ پچھلی مرتبہ سے کسی صورت میں جدا نہیں ہے یعنی توحید پرست کو چاہئے کہ ہمیشہ پروردگار کی ملاقات کا امید وار رہے اور جو بھی ایسا ہے اسے چاہیے عمل صالح اختیار کرے۔
- 16_ بلند مستقبل کیلئے امیدوار ہونا صحت مند زندگی کے منظم ہونے اور انسان کے عقائد و عمل کے صحیح ہونے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔
- فمن كان يرجو لقاء ربّه فليعمل عملاً صالحاً ولا يشرك بعبادة ربّه أحد
- 17_ کوئی موجود حتیٰ کہ انبیاء بھی اللہ تعالیٰ کے شریک ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔
- قل إنما أنا بشر مثلكم... إلھکم إله واحد... ولا يشرك بعبادة ربّه أحد
- 18_ عمل کا درست ہونا صرف خلوص اور شرک کے معمولی سے تصور سے پاک ہونے کی صورت میں میسر ہے۔
- فليعمل عملاً صالحاً ولا يشرك بعبادة ربّه أحد
- جملہ "ولا يشرك" ہوسکتا ہے اس جملہ "فليعمل..." کی تفسیر ہو۔
- 19_ اللہ تعالیٰ کی واحد نیت پر اعتقاد (توحید نظری) ضروری ہے کہ خالصانہ عبادت اور اس کے غیر کی پرستش کی ترک (توحید عملی) کے ساتھ ہو۔
- إلھکم إله واحد فمن كان يرجو لقاء ربّه فليعمل عملاً صالحاً ولا يشرك بعبادة ربّه أحد
- 20_ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی طرف توجہ انسان کو خالصانہ عبادت اور شرک سے پرہیز کرنے پر ابھارتی ہے۔
- ولا يشرك بعبادة ربّه أحد
- 21_ توحید، نبوت، قیامت اور عمل صالح کے انجام دینے کی طرف دعوت پیغمبر اسلام (ص) کی دعوت کا خلاصہ ہے۔

588

- قل إنما أنا بشر... ولا يشرك بعبادة ربّه أحد
- جملہ "یوحی الیّ..." نبوت کو اور "أئما إلھکم..." توحید کو اور "رجو لقاء..." معاد کو اور "عملاً صالحاً" عمل صالح کو بیان کر رہا ہے
- 22_ عن أبی عبد اللہ (ع) فی قولہ: "... ولا يشرك بعبادة ربّه أحد": فهذا الشرك شرك رياء (1)
- اما صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "ولا يشرك بعبادة ربّه أحد" کے بارے میں روایت ہوئی کہ یہ شرک ریا والا شرک ہے۔
- 23_ الحسن بن علی الوشاء قال: دخلت علی الرضا (ع) و بین یدیه إبریق یرید ان یتھیا منه للصلاة فد نوت منه لأصت علیہ فا بی ذلك وقال: ... اما سمعت اللہ عزوجل یقول: "من كان يرجو لقاء ربّه فليعمل عملاً صالحاً ولا يشرك بعبادة ربّه أحد" وبا أنا ذاا توضحاً للصلاة وبی العبادة فا کره أن يشركنی فیها أحد (2)
- حسن بن علی وشاد کہتے ہیں کہ میں: امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا ان کے در مقابل ایک پانی کا برتن رکھا ہوا تھا اور آپ اس سے وضو کرنا چاہتے تھے تا کہ نماز کیلئے تیاری کریں تو میں قریب ہوا کہ پانی ان کے ہاتھوں پر ڈالوں امام نے قبول نہیں کیا اور فرمایا: کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "... ولا يشرك بعبادة ربّه أحد" میں چاہتا ہوں نماز کیلئے وضو کروں اور وہ عبادت ہے میں پسند نہیں کرتا کسی کو اسمیں شریک کروں۔

آنحضرت:

آنحضرت اور خرافات 2; آنحضرت کا بشر ہونا 3; آنحضرت کی دعوت 21; آنحضرت کی رسالت 1; آنحضرت کی طرف

وحی 3، 4، 8؛ آنحضرت کے بشر ہونے کا اعلان کرنا 1؛ آنحضرت کے علم کا سرچشمہ 4؛ آنحضرت کے علم کی حدود 5
اخلاص :

اخلاص کے آثار 8

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کا بے نظیر ہونا 17؛ اللہ تعالیٰ کی رضایت کی اہمیت 9؛ اللہ تعالیٰ کی رضایت کے اسباب 12؛ اللہ تعالیٰ کی رضایت
لینا 9

امیدوار ہونا :

امیدوار ہونے کے آثار 16؛ قیامت کے بارے میں امیدوار ہونے کے آثار 12

انسان :

انسانوں کا حشر 10

انگیزہ :

انگیزہ کے اسباب 20/16

.....

(1) تفسیر قمی ج2 ص47 ' تفسیر برہان ج2 ص496 ج1

(2) کاپنی ج3 ص69 ح1 ' نورالثقلین ج3 ص316 ح276

589

ایمان:

اللہ پر ایمان 15؛ ایمان اور عمل صالح 15؛ ایمان کی طرف دعوت 21؛ بے جا توقعات 5؛ ایمان کے آثار 14؛ توحید پر ایمان

21؛ قیامت پر ایمان 21؛ قیامت پر ایمان کے آثار 13؛ نبوت پر ایمان 20

توحید :

توحید عبادی 7؛ توحید کی اہمیت 8؛ توحید کے آثار 10

توحید پرستان :

توحید پرستوں کی ذمہ داری 9

جزا :

جزا کے اسباب 12

خرافات :

خرافات کا مقابلہ کرنا 2

دینی رہبر :

دینی رہبروں کی ذمہ داری 6

ذکر :

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے ذکر کے آثار 20

روایت: 22، 23

ریا:

ریا سے مانع 13؛ ریا کے آثار 22

شرك :

شرك سے اجتناب کرنے کے اسباب 20؛ شرك

سے اعراض 19؛ شرك سے موانع 13؛ شرك عبادی 22؛ شرك کا رد 17، 23

عبادت :

عبادت میں اخلاص 19؛ عبادت میں اخلاص کی اہمیت 12؛ عبادت میں اخلاص کے اسباب 20

عقیدہ :

توحید میں عقیدہ 19؛ عقیدہ کے صحیح ہونے کے اسباب 16

عمل :

عمل کے صحیح ہونے کے اسباب 16

عمل صالح :

عمل صالح کا پیش خیمہ 13، 14، 18؛ عمل صالح کی اہمیت 12؛ عمل صالح کی طرف دعوت 21

غلو :

غلو سے مقابلہ کرنا 6

قیامت :

قیامت کا برپا ہونا 10؛ قیامت کی خصوصیات 11؛ قیامت میں حقائق کا ظاہر ہونا 11؛ قیامت میں لقاء اللہ 11

نظریہ کائنات :

توحیدینظریہ کائنات 7

وحی:

وحی کا کردار 4؛ وحی کی تعلیمات 8

تفسیر راہنما جلد 10

سورہ مریم

591

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کہیعیص (1)

بنام خدائے رحمان و رحیم

1_ کہیعیص ، قرآنی رموز میں سے ہے ۔

کہیعیص

2_ عن جعفر بن محمد (ع) قال ... و (کہیعیص) معنا ہ انا الکافی ' الہادی ' الولی العالم ' الصادق الوعد ... (1) امام جعفر صادق(ع) سے روایت ہوئی کہ آپ نے فرمایا : کہیعیص کا معنی یہ ہے کہ میں کافی ' ہادی ' ولی ' عالم اور صادق الوعد ہوں

3_ عن امام علی (ع) أنه دعا فقال : اللهم سا لتك يا کہیعیص (2) حضرت علی (ع) سے روایت ہوئی کہ حضرت نے دعا کی اور فرمایا : اے خدا تجھ سے چاہتا ہوں اے کہیعیص

اسماء صفات :

3،2

حروف مقطعات:

3،2،1

روایت :

3/2

قرآن :

قرآنی رموز 1

592

ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكْرِيَّا (۲)

یہ زکریا کے ساتھ تمہارے پروردگار کی مہربانی کا ذکر ہے (2)

1_ زکریا (ع) اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اور اسکی خاص رحمت کے حامل تھے _

ذکر رحمت ربك عبده ذكري

2_ سورہ مریم زکریا (ع) پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور الطاف کو بیان کرنے والی ہے _

ذکر رحمت ربك عبده ذكري

"زکریا" تو خبر ہے کہ اسکا مبتدا محذوف اسم اشارہ ہے یعنی "ہذا" "المتلو" ذکر، کہ اس سے مراد سورہ مریم ہے یا یہ کہ وہ مبتدا تھا اور اسکی خبر محذوف ہے یعنی: "ذکر رحمت... فیما یتلی علیک"

3_ اللہ تعالیٰ کاکی بندوں پر لطف و رحمت کا تذکرہ ذکر کرنے کے لائق ہے _

ذکر رحمت ربك عبده ذكري

4_ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت اور بندگی اسکی رحمت کو متوجہ کرنے کا وسیلہ ہے _

رحمت ربك عبده

"عبدہ" "رحمت" کیلئے مفعول ہے اسکا زکریا کے نام پر مقدم کیا جانا اور اسے عبودیت کے ذریعے توصیف کیا جانا،

اسکے الہی رحمتوں کو متوجہ کرنے کے کردار پر اشارہ ہے _

5_ اللہ تعالیٰ کی رحمت اسکی ربوبیت کا جلوہ ہے _

رحمت ربك

6_ اللہ تعالیٰ کی بندہ نوازی اور محبت، پیغمبر (ص) پر اسکی تربیت و نواور الطاف کے حامل ہونے کے ساتھ ہے _

ذکر رحمت ربك عبده

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ زکریا پر رحمت کو "ربك" کی تعبیر کے ساتھ پیغمبر "کو خطاب" کرتے ہوئے بیان کیا اس

نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ اس نے آنحضرت کی تربیت میں بھی اپنی بندہ نوازی والی رحمت سے دریغ نہ کیا _

.....

1) معانی الاخبار ص 22، ح 1 نور الثقلین ج 3، ص 320 ح 4 _

2) تفسیر تبیان ج 7، ص 103، مجمع البیان ج 6 ص 775 _

593

7_ کہیعض، حضرت زکریا کے حق میں الہی لطف کی سرگذشت کے رموز میں سے ہے _

کہیعض، ذکر رحمت ربك عبده ذكري

کہا گیا ہے : کہیعض ہو سکتا ہے کہ مبتدا ہو اور ذکر اسکی خبر تو اس صورت میں خود کہیعض ایک قسم کا اللہ تعالیٰ کی

زکریا پر رحمت کے رموز کے تذکرہ میں سے ہوگا _

آنحضرت :

آنحضرت کی تربیت 6

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت 1؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات 5 اللہ تعالیٰ کی رحمت کا پیش خیمہ 4؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت

کے آثار 5، 6

اللہ تعالیٰ کا لطف :

اللہ تعالیٰ کے لطف کے شامل حال 7،6

بندگن خدا؛ 1

حروف مقطعه: 7

ذکر:

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ذکر 3

رحمت:

رحمت کے شامل حال 2،1

زکریا (ع):

زکریا (ع) کا قصہ 7؛ زکریا (ع) کی عبودیت 1؛ زکریا (ع) کے فضائل 1،2،7

سورہ مریم:

سورہ مریم کی تعلیمات 2

عبادت:

اللہ تعالیٰ کی عبادت کے آثار 4

عبودیت:

عبودیت کے آثار 4

قرآن:

قرآن کے رموز 7

إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا (۳)

جب انہوں نے اپنے پروردگار کو دھیمی آواز سے پکارا (3)

1_ حضرت زکریا نے لوگوں کی نگاہوں سے دور اللہ تعالیٰ کو بلند آواز سے پکارا اور اس سے حاجت طلب کی۔

ا ذ نادى ربہ نداءً خفياً

"نداء" یعنی کسی کو بلند آواز کے ساتھ پکارنا "ذکر خفی" کہ ذکر کرنے اسے لوگوں سے چھپائے

594

(لسان العرب) بعدوالی آیات یہ بیان کر رہی ہیں کہ حضرت زکریا نے فرزند کی درخواست کے حوالے سے پکارتا تھا۔
2_ حضرت زکریا کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا اور مخفیانہ راز و نیاز انکے خاص الہی رحمت شامل حال ہونے کا موجب تھا۔

رحمت ربك... زکریا اذ نادى ربہ نداءً خفياً

"اذنادی" کلمات "رحمت ربك" کیلئے ظرف ہے اس ترکیب سے مراد یہ کہ حضرت زکریا پر اس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوئی تھی کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخفیانہ مناجات کیا کرتے تھے۔

3_ انبیاء بھی اپنی مشکلات کو حل کرنے کیلئے دعا کیا کرتے تھے۔

عبدہ زکریا۔ اذنادی ربہ نداءً

4_ دعا میں آواز کے بلند کرنے کا جواز۔

اذنادی ربہ نداءً

5_ دعا کا پوشیدہ اور لوگوں کی نگاہوں سے دور ہونا دعا کے آداب میں سے ہے۔

نادی ربہ نداءً خفياً

حضرت زکریا کی پوشیدہ دعا کا تذکرہ اور بعد والی آیات میں انکی دعا کی قبولیت کا ذکر، ممکن ہے مخفیانہ دعا کے پسندیدہ ہونے کی طرف اشارہ ہو۔

6_ حضرت زکریا کا لوگوں کے نزدیک اپنی دعا کے مضمون کے ظاہر ہونے کا خوف۔

نادی ربہ نداءً خفياً

(بعد والی آیات میں) "اِنِّی خفت الموالی" کے قرینہ سے لفظ "خفیاً" ہو سکتا ہے حضرت زکریا کی لوگوں کا انکے دعا سے واقف ہونے کی پریشانی کی طرف اشارہ ہو۔

7_ اللہ تعالیٰ کا مقام ربوبیت بندوں کی درخواست کے قبول ہونے کا مقام ہے۔
إِذْ نَادَى رَبَّهُ

8_ دعا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کا انسانی زندگی کے تغیر و تبدیل اور اسکی ضرورتوں کے پورا ہونے میں اہم کردار ہے۔
ذکر رحمت رَبِّكَ عِبْدَہ زکریا إِذْ نَادَى رَبَّهُ

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت 2: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت 7; اللہ تعالیٰ کی رحمت کا پیش خیمہ 2
انبیاء :

انبیاء کی دعا 3; انبیاء کی مشکلات 3
انسان :

انسان کی زندگی میں موثر اسباب 8; انسان کی ضرورتوں کے پورا ہونے میں موثر اسباب 8
دعا :

دعا کی قبولیت کا سرچشمہ 7; دعا کے آثار 3; 8; دعا کے آداب 5; دعا کے احکام 4; دعا میں فریاد 4; مخفیانہ دعا 1

595

رحمت:

رحمت کے شامل حال 2

زکریا (ع) :

حضرت زکریا (ع) کا خوف 6; حضرت زکریا (ع) کی دعا 1; حضرت زکریا (ع) کی دعا کا ظاہر ہونا 6; حضرت زکریا (ع) کی دعا کے آثار 2; حضرت زکریا (ع) کی مناجات کے آثار 2
مشکلات:

مشکلات کے دور ہونے کا موجب 3

قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاسْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا (٤)

کہا کہ پروردگار میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور میرا سر بڑھا پے کی آگ سے بھڑک اٹھا ہے اور میں تجھے پکارنے سے کبھی محروم نہیں رہا ہوں (4)

1_ حضرت زکریا بہت زیادہ بوڑھے اور ہڈیوں کے کمزور اور سر کے بالوں کے سفید ہونے کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے فرزند کے طالب تھے۔

قال رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاسْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا

"عظم" کے معنی ہڈی کے ہیں "وهن العظم مني" یعنی میری ہڈیاں کمزور ہو گئیں کلمہ "شيباً" تمیز ہے اور اس سے مراد بالوں کا سفید ہونا ہے "استعال" یعنی آگ لگنا (لسان العرب) جملہ "استعال" ... یعنی سرمین سفید بال بھڑک اٹھے ہیں ممکن ہے "شيباً" سے یہ مراد ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ "استعال" مادہ شع سے مشتق ہو (گھوڑے کی دم اور پیشانی کا سفید ہونا) تو اس صورت میں جملہ "استعال" یعنی سر کے بال سفید ہو گئے۔

2_ حضرت زکریا (ع) نے اپنی دعا میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو وسیلہ قرار دیا۔

قال رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ ... وَلَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا

3_ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے توسل اور اسکا بار بار ذکر ، دعا کے آداب میں سے ہے۔

قال رَبِّ ... لَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ

4_ حضرت زکریا (ع) نبی کی ہڈیاں بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو گئی تھیں۔

إني وهن العظم مَنِي

5_ حضرت زکریا (ع) کے سرکے بال بڑھاپے کی بنا پر سفید

596

ہو چکے تھے۔

واشتعل الرا س شیب

6_ کمزوریوں اور نقائص کا شمار کرنا اور خواہشات کے تکمیل اور ضرورتوں کو پورا کرنے میں اپنی عاجزی کا اظہار دعا اور مناجات کے آداب میں سے ہے۔

قال رب انی وبن العظم مَنِي واشتعل الرا س شیب

7_ حضرت زکریا اپنی مشکلات دور کرنے کیلئے ہمیشہ دعا کا سہارا لیتے تھے۔

ولم اکن بدعا نك رب شقي

"بدعائک" میں "با" سبب یا "فی" کے معنی میں ہے آیت سے مراد یہ ہے کہ میں اپنی پہلی دعاؤں میں بھی کبھی محروم نہ ہوا اور انکی وجہ سے سعادت مند رہا۔

8_ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا اور مناجات مشکلات کو ختم کرنے والی اور انسان کے دام شقاوت میں گرفتار ہونے سے مانع ہیں۔

ولم اکن بدعائک رب شقي

"سعادت" کے در مقابل "شقاوت" ہے (مفردات راغب) سختی اور زحمت کے معنی میں بھی آتا ہے۔

9_ حضرت زکریا اپنی پوری زندگی میں مستجاب الدعویٰ شخص تھے۔

ولم اکن بدعا نك رب شقي

10_ حضرت زکریا (ع) کا اللہ تعالیٰ کے بارے میں اپنی دعا کی قبولیت کے حوالے سے امید وار ہونا۔

ولم اکن بدعائک رب شقي

11_ حضرت زکریا اپنی سعادت مندانہ زندگی کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نیاز و نیاز اور دعا کے مرہون منت سمجھتے تھے۔

ولم اکن بدعائک رب شقي

12_ الہی لطف و رحمت کو متوجہ کرنے کیلئے اپنی پوری عمر میں اللہ تعالیٰ کی بار بار کی عنایت اور الطاف کا شمار کرنا دعا کے آداب میں سے ہے۔

قال رب... لم اکن بدعائک رب شقي

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا پیش خیمہ 12; اللہ تعالیٰ کے لطف کا پیش خیمہ 12

توسل :

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے ساتھ توسل کرنا 2; 3

دعا :

دعا کے آثار 7; 8; 11; دعا کے آداب 3; 6; 12; دعا میں امیدوار ہونا 10; دعا میں توسل 3 دعا میں ضعف کا اظہار 6

ذکر :

اللہ تعالیٰ کے لطف کا ذکر 12

رفتار :

رفتار کے انگیزے 8

زکریا (ع) :

597

زکریا (ع) کا امیدوار ہونا 10; زکریا (ع) کا بڑھاپا 1; زکریا (ع) کا توسل 2; زکریا (ع) کا عقیدہ 11; زکریا (ع) کا قصہ

1; زکریا (ع) کی دعا 1; 2; 7; زکریا (ع) کی دعا کی قبولیت 9; زکریا (ع) کی سعادت مندی 11; زکریا (ع) کی سیرت 7;

زکریا (ع) کی مشکلات کا دور کرنا 7; زکریا (ع) کی بڑبڑونکی کمزوری 1; 4; زکریا (ع) کے بالوں کا سفید ہونا 1; زکریا (ع) کے بڑھاپے کے آثار 4; 5; زکریا (ع) کے فضائل 9
سعادت:

سعادت کے اسباب 1

شقاوت :

شقاوت کے موانع 8

فرزند:

فرزند کی درخواست 1

مستجاب الدعوة: 9

وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَائِي وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا (۵)

اور مجھے اپنے بعد اپنے خاندان والوں سے خطرہ ہے اور میری بیوی بانجھ ہے تو اب مجھے ایک ایسا ولی اور وارث عطا فرما دے (5)

1_ حضرت زکریا (ع) ان لوگوں کے بیجا تسلط سے پریشان تھے کہ جنہوں نے انکی وفات کے بعد انکی ذمہ داریوں کی باگ دوڑ سنبھالنی تھی۔

وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَاءِ ي

"مولی" اور "ولی" کا ایک معنی ہے۔ یعنی وہ جو کسی شخص کے بعد اسکے متعلقہ امور کی سرپرستی کرتا ہے (تاج العروس) اگرچہ اسکے ساتھ رشتہ داری نہ بھی ہو۔

2_ حضرت زکریا (ع) کی نگاہوں میں انکے اقربا انکے مادی معاشر تی امور کو سنبھالنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے۔

وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَاءِ ي

"مولی" کے معانی میں سے چچا زاد، بھانجا و غیر جسے رشتہ دار مراد ہیں (تاج العروس)

3_ حضرت زکریا (ع) پشین گوئی کر رہے تھے کہ انکے بعد بہت سے ہاتھ انکی کوششوں کے ثمرہ کواڑالیں گے اور انکی زحمتیں بے نتیجہ رہ جائیں گی۔

وَأَنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَاءِ ي

وہ چیز جسکے بارے میں حضرت زکریا اپنے بعد ضائع ہونے یا منحرف ہونے میں پریشان تھے نبوت نہ تھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف صالحین کو مقام نبوت پر پہنچاتا ہے بلکہ وہ انکی لوگوں کے درمیان

598

دینی اور معاشرتی شخصیت اور مقام تھی یا وہ مال تھا کہ جس میں تصرف کا حق انہیں حاصل تھا بعد والی آیت میں "پرثی و برث" کی توصیف دوسرے احتمال کو ترجیح دے رہی ہے۔

4_ انبیاء اور الہی رہبر اپنی محصول اور کوششوں کے ثمرات کے معاملہ میں دور اندیش اور حساس ہوتے ہیں۔

وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَاءِ ي

5_ حضرت زکریا کی اہلیہ بانجھ تھیں۔

وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا

"عاقراً" سے مراد وہ مرد یا عورت ہے کہ جس سے بچہ نہیں ہو سکتا (مفردات راغب)

6_ حضرت زکریا (ع) کی اہلیہ بانجھ ہونے کے ساتھ ساتھ بوڑھی اور یائسہ بھی تھیں۔

وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا

"كانت" کا فعل ممکن ہے یہ معنی بھی بیان کرے کہ حضرت زکریا کی اہلیہ بچہ پیدا کرنے کے حوالے سے دو قسم کی مشکل میں تھی (1) بہت زیادہ عمر کا ہونا (2) جوانی سے ہی بانجھ ہونا۔

7_ حضرت زکریا (ع) نے اپنی بانجھ اہلیہ سے بچہ پیدا ہونے کے حوالے سے ناامید ہونے کے باوجود سالہا سال اسکے ساتھ اپنی ازدواجی زندگی گزاری۔

- وكانت امرا تى عاقر
- 8_ حضرت زكريا (ع) صالح فرزند اور اپنى نسل ميں جانشين كے حاجت مند تھے _
فہب لی من لدنك ولي
لفظ "وليا" سے حضرت زكريا (ع) كى مراد بعد والى آيت ميں "يرثنى..." قرينہ سے فرزند تھي۔
- 9_ حضرت زكريا اپنے بارے ميں معمول كے مطابق طبعى اسباب كے ساتھ فرزند كى پيدائش كے حوالے سے مايوس ہو چكے تھے _
وكانت امرا تى عاقرأ فہب لی من لدنك ولي
10_ بيٹے كى پيدائش كے حوالے سے حضرت زكريا كى اميد كا محور، صرف الہى رحمت و لطف تھا _
فہب لی من لدنك ولي
11_ صالح فرزند اور نيك وارث، الہى عنايت ہے _
فہب لی من لدنك ولي
12_ الہى لوگوں كے دلوں ميں مطلقاً يا لوسى اور ناميدى نا مناسب ترين حالات ميں بھى پيدا نہيں ہوتى _
وكانت امرا تى عاقرأ فہب لی من لدنك ولي
حضرت زكريا (ع) اپنى اور بيوى كے بڑھاپے اور اسكے بانجھ ہونے كے باوجود اللہ تعالى كے رحمت پر اميد وار تھے اور حصول مقصد كيلئے كو شان تھے _
13_ سچے توحيد پرستوں كى نظر ميں الہى ارادہ، طبعى اسباب پر حاكم ہے _
وكانت امرا تى عاقرأ فہب لی من لدنك ولي
14_ عن أبى جعفر (ع) (فى قوله تعالى) : "وانى خفت الموالى" قال ہم العمومة وبنوالم (1) وانى خفت الموالى " كے بارے ميں امام باقر (ع) سے نقل ہوا كہ آپ نے فرمايا : موالى سے مراد چچا اور چچا زاد بھائي ہيں _

.....

(1) مجمع البيان ج 6 'ص 776' نور الثقلين ج 3 'ص 323 ح 21_

599

- اللہ تعالى :
- اللہ تعالى كے ارادہ كى حاكميت 13; اللہ تعالى كى نعمات 11
- اميدوار ہونا :
- اللہ تعالى كى رحمت پر اميد وار ہونا 10; اللہ تعالى كے لطف پر اميد وار ہونا 10
- انبياء :
- انبياء كى دور انديشى 4
- دينى رہبر :
- دينى رہبروں كى دور انديشى 4
- روايت 14:
- زكريا :
- زكريا كا اميدوار ہونا 10; زكريا كى اہلبہ كا بانجھ ہونا 7/6; زكريا كى پریشانى 1; زكريا كى اہلبہ كا بوڑھا ہونا 6; زكريا كى توحيد 10; زكريا كے جانشين 1; زكريا كى خواہشات 8; زكريا كے ماحصل كى نسبت خيانت 3; زكريا كى دور انديشى 1'3; زكريا كے رشتہ دار 14; زكريا كا عقيدہ 2; زكريا كى گھر زندگى 7; زكريا كے رشتہ داروں كا لائق نہ ہونا 2; زكريا كى مايوسى 9
- طبعى اسباب :
- طبعى اسباب كا كردار 13'9
- فرزند :

فرزند صالح کی درخواست 8

موحدین :

موحدین کا امید وار ہونا 12; موحدین کا عقیدہ 13; موحدین کے فضائل 12

نعمت :

فرزند کی نعمت 11

تفسیر راہنما جلد 10

يَرْتُنِّي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا (٦)

جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو اور پروردگار اسے اپنا پسندیدہ بھی قرار دیدے (6)

1_ حضرت زکریا (ع) نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے اور حضرت یعقوب (ع) کے خاندان کیلئے ایک وارث کی تمنا کی۔
یرتنی ویرث من آل یعقوب
اگر چہ بعض نے یعقوب (ع) کو زکریا (ع) کی اہلیہ اور جناب مریم (ع) کے چچا یعقوب بن ماٹان پر تطبیق دی

600

- ہے لیکن اکثر مفسرین انہیں وہی یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم (ع) سمجھتے ہیں۔
- 2_ حضرت زکریا (ع) اپنی اور اپنی اہلیہ کی میراث کے نااہل افراد کے ہاتھ مینجانے کے حوالے سے پریشان تھے۔
فہب لی من لدنک ولیاً۔ یرتنی ویرث من آل یعقوب
- 3_ حضرت زکریا (ع) کی اہلیہ حضرت یعقوب (ع) نبی کی نسل سے تھیں۔
یرتنی ویرث من آل یعقوب
- "یرتنی" کے مقابل جملہ "یرث من آل یعقوب" شاید اس لیے ہو کہ انکی اہلیہ خاندان یعقوب سے تھیں اور وہ مال جو انہیں خاندان یعقوب (ع) سے ملا تھا وہ انکے بعد ان کے فرزند کے اختیار مینجائے۔
- 4_ حضرت زکریا (ع)، حضرت یعقوب (ع) نبی کی نسل میں سے تھے۔
یرتنی ویرث من آل یعقوب
- شاید جملہ "یرث من آل یعقوب" اس میراث کی طرف اشارہ کر رہا ہو جو یعقوب (ع) کی اولاد سے حضرت زکریا تک پہنچی اگر چہ لفظ تھی "یرتنی" بھی اس میراث کو شامل ہے لیکن حضرت زکریا (ع) کا اسکی حفاظت کیلئے اہتمام موجب بنا کہ اسکا علیحدہ تذکرہ ہو۔
- 5_ بچے کا مانباپ سے وراثت پانا، حضرت زکریا (ع) کے زمانہ میں رائج اور قبول شدہ چیز تھی۔
فہب لی من لدنک ولیاً۔ یرتنی ویرث من آل یعقوب
- 6_ حضرت زکریا (ع) اور یحییٰ (ع) کی زندگی میں خصوصی مالکیت کا وجود۔
فہب لی من لدنک ولیاً۔ یرتنی ویرث من آل یعقوب
- 7_ حضرت زکریا (ع) کا اپنے آبادو اجداد سے باقی رہی ہوئی یادگاروں کی حفاظت کا اہتمام کرنا۔
فہب لی من لدنک ولیاً۔ یرتنی ویرث من آل یعقوب
- 8_ حضرت زکریا (ع) نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انکا فرزند انکی اور انکی اہلیہ کی زندگی میں انتقال نہ کرے۔
فہب لی من لدنک ولیاً۔ یرتنی ویرث من آل یعقوب
- 9_ حضرت زکریا (ع) نے اپنے فرزند کی معنوی صلاحیت اور لیاقت کیلئے دعا کی۔

پرثنی... واجعلہ ربّ رضیّ

10_ حضرت زکریا (ع) نے اللہ تعالیٰ سے ایسا فرزند مانگا کہ جوہر لحاظ سے تیری رضایت کا سبب ہو۔

واجعلہ ربّ رضی

لفظ "رضیاً" صفت مشبہ ہے جو مصدر "رضا" سے مشتق ہے "رضی" اس وقت استعمال ہوتا ہے کہ جب صفت، موصوف میں راسخ ہو چکی ہو لہذا کہا جاسکتا ہے "رضی" یعنی وہ شخص جوہر حوالے سے مورد رضایت ہو۔

11_ فرزند کے نیک ہونے کیلئے دعا کا ضروری ہونا اگر

601

چہ ابھی نطفہ منعقد نہ ہوا ہو۔

واجعلہ ربّ رضی

12_ حضرت زکریا، فرزند مانگنے کی دعا کے وقت اس دعا کی قبولیت پر مطمئن تھے۔

فہب لی من لدنک ولیاً پرثنی ویرث... واجعلہ ربّ رضی

حضرت زکریا (ع)، اگرچہ دعا مانگنے کی حالت میں ہیں لیکن اس طرح بات کر رہے ہیں کہ گویا انکی دعا قبول ہو چکی ہو اور جملہ "واجعلہ ربّ رضیاً" کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تو جو مجھے فرزند عطا کرے گا وہ ہر لحاظ سے مورد رضایت بھی ہو۔

13_ حضرت زکریا، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میندعا کے ذریعہ اپنے بچے کیلئے اپنی اور خاندان یعقوب نبی (ع) کی میراث سے

صحیح مصرف کے حوالے سے مکمل توفیق کے طالب ہیں۔

پرثنی ویرث من آل یعقوب واجعلہ ربّ رضی

14_ صالح اور شائستہ فرزند، بہت بڑی نعمت اور قیمتی گوہر ہے۔

پرثنی... واجعلہ ربّ رضی

15_ بچوں کا صالح اور شائستہ ہونا، اللہ تعالیٰ کے ہاتھ مینہے اور یہ اسکی ربوبیت کی شان میں سے ہے۔

پرثنی... واجعلی رب رضی

16_ الہی لوگ، اپنے مادی مقاصد میں بھی معنوی عظمتوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

فہب لی من لدنک ولیاً پرثنی واجعلہ رب رضیّ

17_ (ربّ) کے مقدس نام کے ساتھ توسل، دعا کے آداب میں سے ہے۔

واجعلہ ربّ رضی

18_ عن أبی عبد اللہ (ع) قال رسول اللہ (ص) میراث اللہ عزوجل من عبدہ المؤمن من ولد یعیہ من بعدہ ثم تلا أبو عبد اللہ

(ع) آیہ زکریا (ع) (ربّ) ہب لی من لدنک ولیاً پرثنی ویرث من آل یعقوب واجعلہ رب رضیا (1) امام صادق (ع) سے روایت

ہوئی ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی اپنے مؤمن بندہ سے میراث، ایسا فرزند ہے کہ جو اس مؤمن کی

وفات کے بعد اللہ تعالیٰ کی

عبادت کرے پھر امام صادق (ع) نے حضرت زکریا کی آیت تلاوت فرماتی

:

رب ہب لی من لدنک ولیاً پرثنی ویرث من آل یعقوب واجعلہ رب رضیّ

آل یعقوب :

4;3

ارث :

ارث کی تاریخ 5

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار 15; اللہ تعالیٰ کے افعال 15

.....

(1) کافی ج 6 ص 3 ح 12، نور الثقلین ج 3 ص 323 ح 25

602

توسل :

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے ساتھ توسل 17

خصوصی مالکیت :6

دعا :

دعا کے آداب

روایت : 18

زکریا :

زکریا کا اطمینان 12; زکریا کا قصہ 1، 2، 8، 9، 12، 13; زکریا کا نسب 4; زکریا کا یادگاری کی حفاظت کیلئے اہتمام 7; زکریا کی آرزو 1; زکریا کی پریشانی 2; زکریا کی دعا 8، 9، 10، 12; زکریا کی دعا کی قبولیت 12; زکریا کی زوجہ کا نسب 3; زکریا کی مالکیت 6; زکریا کے خونی احساسات 7; زکریا کے زمانہ میں ارث 5

فرزند :

فرزند صالح کی اہمیت 18; فرزند صالح کیلئے درخواست 10; فرزند کی اصلاح کا سرچشمہ 15; فرزند کی توفیق کیلئے دعا 13; فرزند کیلئے درخواست 12; فرزند کیلئے دعا 9; فرزند کیلئے دعا کی اہمیت 11

موحدین :

موحدین کا معنویات کے حوالے سے اہتمام 16; موحدین کی حاجات 16;

میراث :

بہترین میراث 18

نعمت :

نعمت کے درجات 14; نعمت کے صالح وارث 14

وارث :

برے وارث کی حوالے سے پریشانی 2; صالح وارث کی اہمیت 1; صالح وارث کی قدر و قیمت 14

یحییٰ :

یحییٰ کی مالکیت 6

يَا زَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَىٰ لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا (٧)

زکریا ہم تم کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے اور ہم نے اس سے پہلے ان کا ہمنام کوئی نہیں بنایا ہے (7)

1_ حضرت زکریا (ع) کی صالح وارث کی خواہش کے حوالے سے دعا مستجاب ہوگئی _

یا زکریا انا نبشرك بغلم

2_ اللہ تعالیٰ نے زکریا (ع) کو بشارت دی کہ ا نہیں ایک بیٹ

603

عطا کرے گا _

یا زکریا انا نبشرك بغلم

3_ حضرت زکریا (ع) ، نبوت اور القائے وحی کے مقام پر فائز تھے _

یا زکریا انا نبشرك بغلم

اس آیت کا ظاہر یہ ہے کہ زکریا (ع) نے بذات خود اس الہی پیغام کو وصول کیا نہ یہ کہ الہی پیغام کو کسی اور نبی

(ص) نے وصول کر کے زکریا تک پہنچایا ہو _

- 4_ یحییٰ (ع) ایسا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے زکریا کے فرزند کیلئے معین ہوا _
اسمہ یحییٰ لم نجعل لہ من قبل سمیٰ
5_ نام اور نام رکھنے والے کی اہمیت اور اسکا بچے کی شخصیت میناثر _
اسمہ یحییٰ لم نجعل لہ من قبل سمیٰ
(اسمہ یحییٰ) کی تعبیر اس حوالے سے مورد وضاحت قرار پائی کہ اسکی تعیین اللہ تعالیٰ کی طرف سے بدات خود ایک عظیم شرف اور قابل غور ہے۔
6_ حضرت زکریا (ع) کے زمانے سے قبل " یحییٰ (ع) " نام لوگوں کے درمیان نہیں تھا۔
اسمہ یحییٰ لم نجعل لہ من قبل سمیٰ
(سمیٰ) یعنی ہم نام (تاج العروس) اور جملہ (لم نجعل) سے مراد یہ ہے کہ زکریا (ع) کے فرزند سے پہلے کسی کا یحییٰ نام نہیں رکھا گیا تھا _
7_ یحییٰ (ع) کی معنوی شخصیت بے مثل تھی اور ان سے پہلے کوئی اس مقام تک نہیں پہنچا تھا _
لم نجعل لہ من قبل سمیٰ
(سمیٰ) کے ذکر شدہ معنی میں سے ، نظیر اور مثل بھی ہے (مفردات راغب) تو اس صورت میں مراد یہ ہے کہ ماضی میں کوئی بھی یحییٰ جیسی خصوصیات نہیں رکھتا تھا _
8_ حضرت یحییٰ (ع) ، جناب زکریا (ع) اور خاندان یعقوب (ع) کے وارث تھے _
یرثی ویرث من ءال یعقوب یا زکریا إنا نبشرك بغلم اسمہ یحییٰ
9_ حضرت یحییٰ (ع) ایک الہی شخصیت اور اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت کے حامل تھے _
لم نجعل لہ من قبل سمیٰ
10_ بوڑھے والد اور بانجھ والدہ کو فرزند عطا کرنے میں الہی قدرت کا جلوہ _
و کانت امراتی عاقراً یا زکریا إنا نبشرك بغلم
11_ تمام انسانوں کے ناموں کو اللہ تعالیٰ معین فرماتا ہے۔
لم نجعل لہ من قبل سمیٰ
جملہ (لم نجعل ...) سے یہ مراد یہ نہیں ہے کہ وہ نام جنہیں اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ معین کیا ان میں "یحییٰ" نام نہیں تھا بلکہ مراد یہ ہے کہ اس زمانہ میں یہ نام نہیں تھا _ تو اس کی فعل (لم)

604

- نجعل) میں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت یہ بتا رہی ہے کہ باقی نام بھی اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں اگرچہ اس ربط کوہر ایک نہیں جانتا _
12_ عن أبی جعفر (ع) قال : إنما ولد یحییٰ بعد البشارة لہ من اللہ بخمس سنین (1) امام باقر (ع) سے روایت ہوئی کہ یقیناً حضرت زکریا (ع) کو بشارت دینے کے پانچ سال بعد یحییٰ (ع) پیدا ہوئے۔

آل یعقوب :

آل یعقوب کے وارث 8

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی بشارتیں 2; اللہ تعالیٰ کی قدرت کی علامات 10

بچہ :

بچہ کی نفسیات 5

بڑھایا :

بڑھاپے بے میں بچے والا ہونا 10

روایت : 12

زکریا :

زکریا کا بیٹا 2; زکریا کا فرزند والا ہونا 2; زکریا کا وارث 8; زکریا کو بشارت 2; ذکر یا کی دعا کی قبولیت 1; زکریا کی

نبوت 3; ذکر کیا کے بیٹے کا نام رکھا جانا 4; ذکر کیا کے درجات 3

شخصیت:

شخصیت کی تشکیل میں اسباب 5

نام :

نام کی اہمیت 5; ذکر کیا کے زمانہ مینیحی 6; یحیی نام کی تخلیق 6

نام رکھا جانا :

نام رکھے جانے کا سرچشمہ 11

ورثا :

صالح ورثاء کی درخواست 1

یحیی (ع) :

یحیی (ع) کی تاریخ ولادت 12; یحیی (ع) کی شخصیت 9; یحیی (ع) کی معنوی شخصیت 7; یحیی (ع) کی وراثت 8; یحیی

(ع) کے درجات 9; یحیی (ع) نام رکھے جانے کا سرچشمہ 4

.....

(1) مجمع البیان ج6 ص780، بحار الانوار ج14 ص176

605

قَالَ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا (۸)

ذکر کیا نے عرض کی پروردگار میرے فرزند کس طرح ہوگا جب کہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بھی بڑھاپے کی آخری حد کو پہنچ گیا ہوں (8)

1_ حضرت زکریا (ع) کو انتہائی بڑھاپے اور اہلیہ کے بانجھ ہونے کی حالت میں بیٹے کی خوشخبری ملنا، ان کے لیے حیرت انگیز نوید ثابت ہوئی۔

اُنی یكون لی غلم و کانت امرأتی عاقراً وقد بلغت من الکبر عتياً

(اُنی) یعنی کیسے اور کس طرح سے (مصبح) (عتیا) یہ "عات" کی جمع ہے اور مادہ (عتو) سے مشتق ہے یعنی

حد سے گزرنا) جملہ (قد بلغت ...) کا مطلب یہ ہے کہ میں بڑھاپے میں ان لوگوں کی مانند ہو گیا ہوں جو بڑھاپے میں انتہا

تک پہنچ گئے ہیں بعض اہل لغت نے (عتياً) کو مصدر لیا ہے کہ جسکا مطلب ہڈیوں اور جوڑوں کا خشک ہوجانا ہے (

الکشاف) اس صورت میں جملہ یہ ہے کہ بڑھاپے کی وجہ سے میرے بدن کے اعضاء خشک ہوچکے ہیں۔

2_ حضرت زکریا (ع) جاننا چاہتے تھے کہ وہ طبیعی شرائط کے ناسازگار ہونے کے باوجود کیسے صاحب فرزند ہونگے

اُنی یكون لی غلم و قد بلغت من الکبر عتياً

(اُنی یكون لی غلام) کی تعبیر بیان کر رہی ہے کہ حضرت زکریا یہ جاننے کے مشتاق تھے کہ کس طرح یہ الہی وعدہ محقق ہوگا نہ کہ وہ اس معاملے میں قدرت پروردگار پر شک کر رہے تھے کیونکہ انہوں نے موجودہ موانع کا ملاحظہ کرتے ہوئے درخواست کی تھی۔

3_ حضرت زکریا، فرزند کی عنایت کو اپنے حق میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا جلوہ سمجھتے تھے۔

قال رب اُنی یكون لی غلم

4_ انبیاء کا دانش و علم محدود ہے۔

قال رب اُنی یكون لی غلم

5_ الہی افعال کے بارے میں سوال اور اس پر تعجب،

606

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے بلند مقامات کے منافی نہیں ہے۔

قال رب أنى يكون لى غلم

6_ اولیاء اللہ، اپنی حاجات کی قبولیت کیلئے ہمیشہ معجزہ اور خارق العادہ چیزوں کے منتظر نہیں ہیں۔

قال رب أنى يكون لى غلم

حضرت زکریا (ع) ، اگرچہ اللہ تعالیٰ کی قدرت مطلقہ پر ایمان رکھتے تھے۔ لیکن انہیں اپنی دعا کی قبولیت کی قابل قبول وجہ سمجھ میں نہیں رہی تھی اسی لیے انہوں نے اپنی حیرت کا جملہ (أنى يكون لى غلم) کہہ کر اظہار کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسی توجہ تلاش کر رہے تھے کہ جو عادی اسباب اور علل کے ساتھ سازگار ہو۔ ورنہ وہ ہر چیز کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ساتھ ممکن سمجھتے تھے۔

7_ حضرت زکریا (ع) کو جس وقت یحییٰ کی ولادت کی خوشخبری ملی تو اس زمانہ میں انکی اہلیہ بوڑھی ہو چکی تھیں اور وہ شروع میں بانجھ تھیں۔

وكانت امرأ تى عاقر

بانجھ پن کے قدیمی ہونے کے بیان کے ساتھ آیت میں فعل "كانت" اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حمل کا زمانہ گزر چکا تھا۔

8_ حضرت زکریا، جناب یحییٰ کی ولادت کی خوشخبری کے زمانہ میں انتہائی بوڑھے اور انکی جنسی اور شہوانی قوت بھی ختم ہونے والی تھی۔

وقد بلغت من الكبر عتى

9_ حضرت زکریا (ع) ، اللہ تعالیٰ کے ساتھ گفتگو کرتے وقت انتہائی مودبانہ انداز سے گفتگو کرتے تھے۔

قد بلغت من الكبر عتى

جملہ (قد بلغت) جنسی طاقت نہ رکھنے سے کنایہ ہے۔

10_ اللہ تعالیٰ کے ساتھ گفتگو میں ادب کی رعایت ضروری ہے۔

وقد بلغت من الكبر عتى

11_ حضرت زکریا (ع) ، اپنی اور اپنی اہلیہ کی جوانی کے زمانہ میں بچوں سے محرومیت کی وجہ اپنی اہلیہ کا بانجھ ہونا، سمجھتے تھے۔

وكانت امرأتى عاقرأ و قد بلغت من الكبر عتى

حضرت زکریا ، کی اہلیہ کے ساتھ بانجھ ہونے کی صفت کا خصوصی ذکر مندرجہ بالا مطلب کو واضح کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے ساتھ گفتگو کے آداب 9:10; اللہ تعالیٰ کے افعال پر تعجب 5: اللہ تعالیٰ کے افعال کے بارے میں سوال کرنا 5:

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات 3

انسان:

انسان کی خلقت کے مراحل 8

باپ :

باپ کے تزکیہ کے آثار 8

بشارت:

607

یحییٰ کی ولادت کی بشارت 2

جنسی غریزہ:

جنسی غریزہ کی تقویت کیلئے پیش خیمہ 12

حقائق :

حقائق بیان کرنے کے اسباب 11

دعا :

دعا کے آداب 4

ذکر :

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا ذکر 4

روزہ :

آسمانی ادیان میں چپ کا روزہ 10

زکریا کا قصہ 7;6;5;1

زکریا کا قصہ 6;5;1; زکریا کا گفتگو سے عاجز ہونا 6;5; زکریا کو بشارت 5; زکریا کی اللہ تعالیٰ سے گفتگو 9; زکریا کی اہلیہ کا حاملہ ہونا 1; زکریا کی خوابشات 2;1; زکریا کی دعا 4; زکریا کی عبادات 6; زکریا کے قصہ کی صفات 14; زکریا کے قصہ میں معجزہ 14; زکریا کے گفتگو سے عاجزی پر تعجب 7

طبیعی اسباب :

طبیعی اسباب کا کردار 13

فکر :

فکر کے ارتکا زکا پیش خیمہ 12

گوشہ نشینی :

گوشہ نشینی کے آثار 12

معجزہ :

معجزہ کا کردار 14;11

نبوت :

مقام نبوت اور الہی آیات 3

نطفہ :

نطفہ کے انعقاد کی اہمیت 8

یحییٰ :

یحییٰ کی ولادت میں الہی آیات 5

قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئاً (۹)

ارشاد ہوا اسی طرح تمہارے پروردگار کا فرمان ہے کہ یہ بات میرے لئے بہت آسان ہے اور میں نے اس سے پہلے خود تمہیں بھی پیدا کیا ہے جب کہ تم کچھ نہیں تھے (9)

1_ خداوند عالم نے حضرت زکریا (ع) کے بڑھاپے اور ان کی زوجہ کے بانجھ پن کے باوجود حضرت یحییٰ (ع) کی

608

ولادت کے بارے میں مطمئن کیا _

قال كذلك

جملہ "قال كذلك" یعنی "قال الله الامر كما وعدتك" یا پھر "قال الله الامر كما قلت" ہے پہلی صورت میں خداوند عالم اپنے گزشتہ وعدہ کی تاکید کر رہا ہے کہ "ای زکریا جیسا کہ میں نے کہا ہے ہر صورت میں تیرے ہاں بیٹے کی ولادت ہو کر رہے گی اور دوسری صورت میں خداوند عالم نے حضرت یحییٰ (ع) کی ولادت کی ولادت کے موانع کی تصدیق کی ہے یعنی حقیقت حال اسی طرح ہے جیسا کہ تو نے کہا ہے یعنی یحییٰ کی ولادت کے عادی اسباب موجود نہیں لیکن تیرے پروردگار نے کہا ہے کہ یہ کام میرے لیے آسان ہے۔

2_ بوڑھے باپ اور بانجھ ماں سے بچے کو پیدا کرنا، خداوند کریم کے لیے انتہائی آسان کام ہے۔

قال ربك هو علي بين

3_ طبعی قوانین اور عادی اسباب، خداوند عالم کی قدرت اور ارادہ کو محدود نہیں کرتے۔

قال كذلك قال ربك هو علي بين

- 4_ دنیاوی حوادث میں طبعی اسباب ، علت تامہ کی حیثیت نہیں رکھتے۔
قال كذلك قال ربك هو علي بين
5_ طبعی اسباب اور عوامل کو مدنظر رکھنا، خداوند عالم کے ارادہ و تقاضا کے لیے حجاب ہے۔
أني يكون غلام ... هو علي بين
6_ حضرت یحیی (ع) کی ولادت ایک معجزانہ اور غیر معمولی بات تھی۔
قال كذلك قال ربك هو علي بين
7_ حضرت زکریا (ع) کی خداوند عالم کی ربوبیت کی طرف توجہ کرنے سے انہیں یہ اطمینان حاصل ہو گیا کہ خداوند عالم کے ارادہ اور تقاضا سے ان کی بانجھ بیوی کے ہاں بچے کی ولادت ہوسکتی ہے۔
قال ربك هو علي بين
جملہ "ہو علی بین" قال رب کے بغیر بھی مکمل طور پر معنی دے رہا ہے لیکن اس جملہ کا مزید اضافہ ہوجانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ کسی معمولی انسان کا کلام نہیں ہے کہ اس کے بارے میں غور و فکر کرنا شروع کردیں بلکہ یہ تیرے پروردگار کا فرمان ہے جس سے تجھے اس وقت خلق کیا ہے جس وقت تو کچھ بھی نہ تھا وہ اس وقت تجھے اور مدد عطا کرنے کی بھی صلاحیت رکھتا ہے۔
8_ حضرت زکریا (ع) کے ساتھ خداوند عالم کی گفتگو واسطہ کے ذریعے تھی اور براہ راست نہیں تھی۔
قال كذلك قال ربك هو علي بين
بعض نے کہا ہے کہ "قال كذلك" کا فاعل فرشتہ الہی ہے اور اسم ظاہر "ربك" کے آنے سے یہ نظریہ سامنے آیا ہے۔
9_ خداوند عالم نے حضرت زکریا (ع) کو ان کی اپنی پیدائش کی طرف متوجہ کر کے انہیں یہ بتایا ہے کہ ان کے اور ان کے بانجھ زوجہ کے ہانیحی (ع) کی پیدائش کے سلسلہ میں مطمئن ہوجائیں۔

609

- ہو علی بین و قد خلقتك من قبل و لم تك شيئ
10_ اس بزم ہستی میں انسان کی پیدائش ، خداوند عالم کے ارادہ سے ہوتی ہے اور وہ پیدائش سے قبل کچھ بھی نہیں ہوتا۔
و قد خلقتك من قبل و لم تك شيئ
11_ انسان کی پیدائش خداوند عالم کی قدرت کا ایک کرشمہ ہے۔
و قد خلقتك من قبل و لم تك شيئ
12_ انسان کی پیدائش میں غور و فکر کرنے سے خداوند عالم کی طبعی اسباب و عوامل پر حاکمیت و ارادہ قدرت کے تمام شکوک و شبہات ختم ہوجاتے ہیں۔
ہو علی بین و قد خلقتك من قبل و لم تك شيئ
13_ خداوند عالم کی جانب سے معدوم مطلق کو خلقت کو عطا کرنا اسباب کی علامت ہے کہ اس کی قدرت طبعی عوامل و اسباب میں ہی منحصر نہیں ہے۔
ہو علی بین و قد خلقتك من قبل و لم تك شيئ
"لم تك شيئاً" سے مراد، معدوم مطلق ہے اور اس کی حضرت زکریا (ع) پر تطبیق کرنا کہ جن کی پیدائش حضرت آدم (ع) کی پیدائش پر منبہی ہوتی ہے جو خاک سے معرض وجود میں آئے ہیں یہ زمانہ کے اعتبار سے بے یعنی پہلی مخلوق عدم سے وجود میں آئی ہے۔
16_ جتنے انسان بھی روئے زمین پر پیدا ہوتے ہیں انہیں گذشتہ زمانے میں پیدا کیا گیا ہے۔
و قد خلقتك من قبل و لم تكن شيئ
جملہ حالیہ "و لم تك شيئاً" ممکن ہے زمانے کی طرف ناظر ہو یعنی انسان پیدا نہیں ہوتے تھے اس صورت میں جملہ "خلقتك من قبل" کا اشارہ عالم زر کی طرف ہوگا یعنی ہم نے آپ کو گذشتہ دور میں کسی بھی عادی سبب کے خلق کیا ہے۔
اب کس طرح حضرت یحیی کی بوڑھے باپ اور بانجھ ماں سے پیدائش میں شک کر رہے ہو۔

انسان:

_ کی خلقت 11; _ کی خلقت کا سرچشمہ 10
بشارت:

حضرت یحییٰ (ع) کی ولادت کی 1
پیری:

_ میں صاحب اولاد ہونا 2
تذکر:

حضرت زکریا (ع) کی خلقت کا 9
تفکر:

خلقت انسان میں _ کے آثار 12
خدا:

_ کے ارادہ کے آثار 7; _ کی مشیت کے آثار 7; _ کا ارادہ مطلق 3; _ کی بشارتیں 1; _ کے تذکرات 9; _ کے ارادہ کی
حاکمیت 12; _ کی مشیت کی

610

حاکمیت 12; _ کی قدرت 2; _ کی قدرت مطلق 3; _ کی قدرت کی علامات 11; _ کی مطلق قدرت کی علامات 13
ذکر:

ربوبیت خدا کے آثار کا 7; ارادہ خدا کے موانع 7
زکریا (ع) :

_ کا اطمینان 9، 1; _ کی زوجہ کا حاصلہ ہونا 9، 7; _ کو بشارت 1; _ کو تذکرہ 9; _ کے اطمینان کے اسباب 7; _ کی خداوند
عالم کے ساتھ گفتگو کی خصوصیات 8
شبہات:

رفع شبہات کے اسباب 12
عالم ذر:

_ میں خلقت 14

عوامل طبیعی:

_ کا کردار 3، 4، 5، 12، 13

نظام علیہ: 4، 13

یحییٰ (ع) :

_ کی ولادت کا معجزہ 6

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا (١٠)

انہوں نے کہا کہ پروردگار اس ولادت کی کوئی علامت قرار دیدے ارشاد ہوا کہ تمہاری نشانی یہ ہے کہ تم تین دنوں تک
برابر لوگوں سے کلام نہیں کرو گے (10)

1_ حضرت زکریا (ع) نے خداوند عالم سے علامات اور نشانیاں اس لیے طلب کی ہیں تا کہ بچہ دار ہونے کے لیے وہ اور
ان کی زوجہ اس وقت میں مناسب طور پر آمادہ ہوسکیں۔

قال رب اجعل لي آية

حضرت زکریا (ع) نے خداوند متعال سے جو نشانی طلب کی ہے اس میں تین احتمالات پائے جاتے ہیں (1) یا تو خداوند عالم
کی بشارت میں شک رکھتے تھے اور اس کو دور کرنا چاہتے تھے (2) زوجہ کے ساتھ بمبستری کے لیے آداب کو ملحوظ
خاطر رکھنا چاہتے تھے (3) خداوند عالم کا شکریہ بجالانا چاہتے

611

تھے آیت میں احتمال سوم پر کسی قسم کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے اور بعض علما نے احتمال اول کو بھی رد کیا ہے کیوں کہ انبیاء کرام (ع) کسی قسم کا شک نہیں رکھتے لہذا انہوں نے دوسرے احتمال کو صحیح جاتاہے۔ مندرجہ بالا معنی بھی اسی احتمال کی بناء پر ہے۔

2_ حضرت زکریا (ع) نے خداوند متعال سے علامات اور نشانیاں اس لیے طلب کی ہے تا کہ یقین حاصل کریں کہ حضرت یحییٰ (ع) کی بشارت خداوند عالم کی جانب سے ہے۔
قال رب اجعل لی ءایۃ

حضرت زکریا (ع) کی جانب سے خداوند متعال سے علامت طلب کرنا ممکن ہے اس وجہ سے ہو کہ وہ اطمینان حاصل کرنا چاہتے تھے کہ جو کچھ انہوں نے دریافت کیا ہے وہ وحی الہی ہے نہ کہ شیطانی وسوسہ ہے اس جیسے امور میں انبیاء کرام (ع) کا شک کرنے کا امکان اس وجہ سے ہے کہ کیوں کہ وہ صرف خداوند عالم کی ہے امداد سے شیطان سے محفوظ رہتے ہیں اور خداوند کریم بھی کبھی انہیں علامات و نشانیاں دکھا کر اور کبھی کسی دوسرے طریقہ سے مطمئن کرتاہے۔
3_ خداوند عالم سے زیادہ اطمینان کی خاطر علامت یا نشانی طلب کرنا، شان رسالت کے ساتھ متصادم نہیں ہے۔

قال رب اجعل لی ءایۃ قال ءایتک الاتکلم الناس
4_ حضرت زکریا (ع) نے دعا کرتے وقت ربوبیت الہی کو مدنظر رکھاہے۔
قال رب

5_ حضرت زکریا (ع) کی جانب سے تین دن تک لوگوں کے ساتھ گفتگو نہ کرنا، خداوند عالم کی طرف سے اولاد کے پیدا ہونے کی بشارت کی علامت تھی۔
قال ءیتک الا تکلم الناس ثلاث لیل سو

کلمہ "سو" یا تو "ثلاث لیل" کے لیے صفت ہے یا پھر "ألا تکلم الناس" کے لیے حال ہے دونوں صورتوں میں اس سے مراد تین دن اور تین راتیں ہیں اور اس بات کی دلیل سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 40 بھی ہے۔ فعل "ألا تکلم" فعل نفی ہے اور اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ حضرت زکریا (ع) کی شرعی ذمہ داری سکوت تھا۔ بلکہ یہ اس بات کی خبر دے رہا ہے کہ حضرت زکریا (ع) نے تین دن تک سکوت اختیار کیا ہے۔

6_ جس وقت حضرت زکریا (ع) لوگوں کے ساتھ گفتگو پر توانائی نہیں رکھتے تھے اس وقت وہ خداوند متعال کی عبادت و نیایش میں مشغول رہتے تھے۔
ألا تکلم الناس ثلاث لیل سو

کلمہ "الناس" یہ بتا رہا ہے کہ حضرت زکریا (ع) صرف لوگوں کے ساتھ گفتگو کرنے میں توانائی نہیں رکھتے تھے نہ کہ اصلاً گفتگو ہی نہیں کر سکتے تھے (یعنی عبادت و ذکر الہی کر سکتے تھے)
7_ حضرت زکریا (ع) کی طرف سے لوگوں کے ساتھ گفتگو کی توانائی نہ رکھنا خداوند عالم کی طرف سے معجزہ تھا نہ یہ کہ وہ کوئی زبانی یا جسمانی نقص رکھتے تھے۔
قال ءیتک الا تکلم الناس ثلاث لیل سو

612

"سو" اس شخص کو کہا جاتاہے جو اخلاق اور خلقت کے لحاظ سے حد اعتدال میں ہو یعنی نہ تو اس میں کسی چیز کی کمی ہو اور نہ ہی کسی چیز کی زیادتی ہو (مفردات راغب) اس مبنا کی بنیاد پر "سو" "تکلم" فعل کے فاعل جو حضرت زکریا (ع) ہیں کے لیے حال ہے تو پھر آیت مبارکہ کا معنی کچھ یوں ہوگا کہ تو در حالانکہ صحیح و سالم ہے پھر بھی لوگوں کے ساتھ تین دن تک گفتگو کرنے پر قادر نہیں ہے۔

8_ اولاد کے لیے انعقاد نطفہ کرتے وقت باپ کے لیے ضروری ہے کہ وہ تزکیہ نفس بھی کیے ہوئے ہو اور روحانی و نفسانی لحاظ سے بھی اعلیٰ منزل پر فائز ہو۔

قال رب اجعل لی ءایۃ قال ءیتک الا تکلم الناس ثلاث لیل سو

حضرت زکریا (ع) نے جو نشانیاں طلب کی ہیں اگر وہ انعقاد نطفہ کے زمانہ وقت کو مشخص کرنے کے لیے تھیں تو پھر ان نشانیوں کی خاص اہمیت ہے اور آپ (ع) چاہتے تھے کہ خاص مسائل کو ملحوظ خاطر رکھیں اور آداب و احترام کا خیال رکھیں اور انعقاد نطفہ کے لیے نفسانی و روحانی لحاظ سے اعلیٰ مقام پر فائز ہوں۔

9_ حضرت زکریا (ع) نے خداوند متعال کے ساتھ گفتگو کی ہے۔

قال رب ... قال ۛ ایتک

10_ گذشتہ ادیان میں سکوت کے روزہ کا موجود ہونا۔

قال ۛ ایتک اٰلَا تکلم الناس ثلاث لیل

" اٰلَا تکلم الناس" فعل نفی ہے بعض مفسرین نے احتمال دیا ہے کہ تکلم کی نفی، جزاکے مقام انشاء پر ہے اور تکلم و گفتگو کو ترک کرنے خداوند متعال کی طرف سے حضرت زکریا (ع) کے لیے ایک اختیاری فعل اور شرعی ذمہ داری تھی جو روزہ رکھناہے سے کنایہ ہے۔ اور اس زمانہ میں روزہ کے صحیح ہونے کی ایک شرط سکوت تھا۔

11_ انبیاء کرام (ع) کے لیے بھی حقائق کو روشن کرنے کے لیے معجزہ سے کام لیا جانا۔

ۛ ایتک اٰلَا تکلم الناس ثلاث لیل

12_ لوگوں کے ساتھ گفتگو قطع کرنے سے فکری بالیدگی اور جنسی طاقت میں اضافہ ہوتاہے۔

ا لَا تکلم الناس ثلاث لیل

حضرت زکریا (ع) نے جو نشانیاں طلب کی ہیں ان کا حضرت یحیی (ع) کے انعقاد نطفہ کے ساتھ تعلق ہے کیوں کہ حضرت زکریا (ع) کو بڑھاپے کی وجہ سے ایسے کام پر قادر نہ تھے اور تین دن تک سکوت اختیار کرنا ممکن ہے فکری بالیدگی اور جنسی طاقت کو بڑھانے کی خاطر ہو۔ تا کہ انعقاد نطفہ ہوسکے۔

13_ خداوند عالم کا ارادہ، طبعی اسباب و عوامل پر حاکم ہے۔

قال رب اجعل ... ۛ ایتک ا لَا تکلم الناس ثلاث لیل

14_ حضرت زکریا (ع) کی داستان میں ایک معجزہ کو دوسرے معجزہ کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے۔

ۛ ایتک اٰلَا تکلم الناس ثلاث لیل

613

حضرت زکریا (ع) کا تین دن تک سکوت خود معجزہ ہے جو حضرت یحیی (ع) کی ولادت کو ثابت کر رہا ہے وہ بھی معجزہ ہے۔

آیات خدا:

_ کی درخواست 1،2،3

اطمینان:

_ کے اسباب 3

اعداد:

تین کا عدد

الله تعالیٰ:

_ کے ارادہ کی حاکمیت 13

انسان :

_ کی خلقت کے مراحل 8

باپ:

_ کے تزکیہ کے آثار 8

بشارت:

حضرت یحیی (ع) کی ولادت کی 2

حقائق:

_ کو بیان کرنے کے اسباب 11

دعا:

_ کے آداب 4

ذکر:

_ ربوبیت خدا کا 4

روزہ:

آسمانی ادیان میں سکوت کا 10

نکریا (ع) :

_ کے قصہ کا معجزہ ہونا 14; _ کی زوجہ کا حاملہ ہونا 1; _ کو بشارت 5; _ کے تقاضے 2،1; _ کی دعا 4; _ کا تکلم پر قادر ہونے میں حیرانگی 7; _ کی عبادت 6; _ کا گفتگو کرنے سے عاجز ہونا 6،5; _ کا قصہ 6،5،1; _ کی خداوند متعال کے ساتھ گفتگو 9; _ کے قصہ کی خصوصیات 14

عزلت:

_ کے آثار 12

عوامل طبیعی:

_ کا کردار 13

غریزہ جنسی:

_ کے قوی کرنے کی راہ ہموار کرنا 12

فکر:

_ کو تمرکز کے اسباب 12

معجزہ:

_ کا کردار 14،11

نبوت:

مقام _ اور خداوند عالم کی نشانیاں 3

614

نطفہ:

_ کے انعقاد کی اہمیت 8

یحییٰ (ع) :

_ کی ولادت میں آیات الہی 5

تفسیر راہنما جلد 10

فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا (۱۱)

اس کے بعد زکریا محراب عبادت سے قوم کی طرف نکلے اور انہیں اشارہ کیا کہ صبح و شام اپنے پروردگار کی تسبیح کرتے ہو (11)

1_ حضرت زکریا (ع) ، اپنے فرزند یحییٰ کی ولادت کے حوالے سے دیئے گئے وعدہ کے پورے ہونے کے وقت عبادت گاہ میں تھے۔

فخر ج علی قومہ من المحراب

بنی اسرائیل کی محرابیں وہی ان کی مسجد ہیں تھیں جن میں وہ نماز کیلئے جمع ہوا کرتے تھے (کتاب العین)

2_ حضرت زکریا نے جب لوگوں کے ساتھ گفتگو میں عاجزی کا احساس کیا تو عبادت گاہ سے نکل کر لوگوں کے پاس

آگئے۔

فخرج علی قومہ من المحراب

3_ حضرت زکریا، تین روزہ سکوت کی مدت میں صبح و شام کی عبادت کا وقت داخل ہونے کا لوگوں کو اشارہ سے اعلان کرتے تھے۔

فخرج علی قومہ من المحراب فاوحی الیہم أن سبّحوا بکرة وعشی

احتمال ہے کہ لفظ بکرہ (اور عتیّا) فعل "خرج" اور "اوحی" کیلئے ظرف ہے اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا چونکہ حضرت زکریا عبادت کے وقت ہونے کے اعلان کی ذمہ داری اپنے دوش پر لیئے ہوئے تھے تو ان تین دنوں میں جبکہ وہ لوگوں سے بات نہیں کر سکتے تھے۔ صبح اور عصر میں "سبّحوا" کے فرمان کو اشارہ کے ذریعے انہیں سمجھاتے تھے۔

4_ حضرت زکریا کے زمانہ میں لوگوں نے عبادت کیلئے ایک معین جگہ قرار دی تھی۔

فخرج علی قومہ من المحراب

5_ خاص جگہ کا عبادت کیلئے انتخاب، ایک پسندیدہ بات ہے کہ جسکے آثار گذشتہ ادیان میں بھی موجود ہیں۔

فخرج علی قومہ من المحراب

6_ حضرت زکریا، کے ہم مذہب لوگوں کے معبد کا نام

615

"محراب" تھا۔

فخرج علی قومہ من المحراب

7_ عبادت اور اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز، شیطان اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں دوسری رکاوٹوں سے نبرد آزما ہونے کا میدان ہے

المحراب

(محراب) کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ انسان وہاں شیطان سے جنگ کرتا ہے اسی طرح اپنے اندر حضور قلب پیدا کرنے کیلئے اپنے نفس سے لڑتا ہے (مصباح)

8_ حضرت زکریا (ع) نے عبادت گاہ سے نکلنے کے بعد اپنی قوم کو یحییٰ (ع) کی ولادت کی خوشخبری کے متحقق ہونے کے وقت کو سمجھا یا۔

أن سبّحو

ظاہر یہ ہے کہ جو کچھ حضرت زکریا (ع) اپنی قوم سے چاہا تھا وہ ہونے والے واقعات سے مربوط ہے یعنی حضرت زکریا نے مسئلہ کو انہیں سمجھا دیا اور اسے مواقع پر اللہ کی تسبیح اور تنزیہ کی یاد دلانی۔

9_ حضرت زکریا (ع)، سکوت کے روزوں کے شروع ہونے کے بعد اپنی قوم کو عبادت کے متعلق احکام، اشارہ اور رمز کے ذریعے واضح کرتے تھے۔

فاوحی الیہم أن سبّحو

(اوحی) کا فاعل زکریا اور (الیہم) کی ضمیر، قوم کی طرف لوٹ رہی ہے ہر وہ چیز جو سیکھنے کے قصد کے ساتھ کسی بھی صورت میں دوسرے کیلئے القاء ہو، اسے وحی کہتے ہیں (مصباح) اور اس آیت میں مراد اشارہ ہے۔ سورہ آل عمران کی (اکتا سویں) آیت اسی معنی پر شاہد ہے۔

10_ حضرت زکریا کی قوم، عبادت کیلئے انکی کی طرف سے پیش کیے جانے والے احکام پر عمل پیرا ہوتی تھی۔

فاوحی الیہم أن سبّحو

11_ حضرت زکریا (ع)، کی قوم ان سے عبادت کے متعلق احکام دریافت کرنے کے لیئے عبادت گاہ کے باہر ان کے انتظار میں رہتی تھی۔

فخرج علی قومہ أن سبّحو

(خرج علیہ) اور (دخل علیہ) اس وقت کہا جاتا ہے کہ جب کوئی شخص داخل ہوتے یا نکلتے وقت کسی اور کا سامنا کرتا ہے حضرت زکریا سے تسبیح کرنے کا فرمان صادر ہونا بتاتا ہے کہ انکی قوم، عبادت گاہ کے باہر ان کے احکام سننے کیلئے آگٹھا ہوتی تھی۔

- 12_ حضرت زکریا نے اشارہ کے ساتھ اپنی قوم سے چاہا کہ وہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کیا کریں۔
 فَأَوْحَى إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّی (بکرة) صبح کی نماز اور سورج طلوع ہونے کے درمیان کے فاصلہ کو کہا جاتا ہے (لسان العرب) "عشیا" سے مراد یا تو ظہر سے غروب تک کا وقت ہے یا دن کا آخری حصہ ہے اور بعض اہل لغت سے دوسرے معانی بھی نقل ہوئے ہیں (لسان العرب)
- 13_ حضرت زکریا (ع) کی قوم تسبیح و عبادت کرنے والے اور الہی لوگ تھے۔
 فخرج علی قومہ أن سبّحو
- 14_ اللہ تعالیٰ کے وجود پر عقیدہ اور اسکی عبادت و تسبیح

616

- بشرکی قدیم تاریخ میں گذشتہ زمانے میں بھی تھی۔
 قومہ أن سبّحو بکرة و عشی
- 15_ صبح اور آخر روز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کیلئے مناسب وقت ہیں۔
 ان سبّحو بکرة و عشی
- 16_ اللہ تعالیٰ بوڑھے والد اور بانجھ والدہ کو فرزند عطا کرنے کے حوالے سے ہر قسم کی ناتوانی سے پاک و منزہ ہے۔
 أن سبّحو
- 17_ حضرت زکریا (ع) کا بڑھاپے میں بچے والا ہونا بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے نقص و عجز سے منزہ ہے۔
 أن سبّحو

اسماو صفات :

صفات جلال 16

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ اور عجز 7; اللہ تعالیٰ اور نقص 17; اللہ تعالیٰ کا منزہ ہونا 16; اللہ تعالیٰ کی پرسش کی تاریخ 13; 14; اللہ تعالیٰ کے منزہ ہونے کی علامات 17

بانجھ:

بانجھ کا بچے والا ہونا 16

بڑھاپا:

بڑھاپے میں بچے والا ہونا 16

تربیت:

حضرت یحییٰ کی ولادت کی بشارت 8

تسبیح :

اللہ تعالیٰ کی تسبیح 14; اللہ تعالیٰ کی تسبیح کا وقت 15; اللہ تعالیٰ کی تسبیح کے آداب 15; صبح میں تسبیح 12; 15; عصر میں تسبیح 12; 15;

زکریا :

زکریا حضرت یحییٰ کی ولادت کے وقت 1، 2; 8; زکریا کا اشارہ 3، 9; زکریا کا خاموشی کا روزہ 2، 3، 9; زکریا کا قصہ 1، 2، 8، 9، 11، 12; زکریا کا کلام کرنے سے عجز 2; زکریا کا محراب 6; زکریا کی تعلیمات 11; زکریا کی تعلیمات 10; 12; زکریا کی عبادت گاہ 1، 11; زکریا کی عبادت گاہ کا نام 6; زکریا کے بچے والے ہونے کے آثار 17

زکریا کی قوم :

زکریا کی قوم کی تسبیحات 12; زکریا کی قوم کی خدا پرستی 13; زکریا کی قوم کی عبادات 11، 13; زکریا کی قوم کی عبادت گاہ 4، 6; زکریا کی قوم کی عبادت کی کیفیت 10

شیطان :

شیطان سے جنگ کرنے کا مقام 7

عبادت :

اللہ تعالیٰ کی عبادت 14; صبح میں عبادت 3; عبادت کے وقت کا اعلان 3; عصر میں عبادت 3

عبادت گاہ :

آسمانی ادیان میں عبادت 5; عبادت کا کردار 7; عبادت گاہ کی اہمیت 5; عبادت گاہ کی تاریخ 5

عقیدہ :

اللہ تعالیٰ پر عقیدہ 14; عقیدہ کی تاریخ 13; 14

617

يَا يُحْيَى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ وَآتِنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا (۱۲)

یحییٰ کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لو اور ہم نے انہیں بچپن ہی میں نبوت عطا کر دی (12)

1_ حضرت زکریا (ع) کیلئے خداوند عالم کی بشارت اور وعدہ جناب یحییٰ کی معجزہ نما ولادت کے ذریعہ وقوع پذیر ہوا۔

نیشرك بغلم اسمہ یحییٰ یا یحییٰ خذالکتاب

2_ حضرت یحییٰ وحی دریافت کرنے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک ممتاز شخصیت کے مالک تھے۔

یا یحییٰ خذالکتاب بقوة

یہ کہ (یا یحییٰ) کی پکار کس جانب سے تھی دو احتمال ہیں 1_ اللہ تعالیٰ کی جانب سے فرشتہ وحی کے وسیلہ سے تھی

2_ حضرت زکریا کی اپنے بیٹے یحییٰ کو نصیحتِ آیت کا ظاہر پہلے احتمال کی تائید کر رہا ہے لہذا مندرجہ بالا مطلب

اسی بنا پر ہے۔

3_ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ کو آسمانی کتاب (تورات) کی ہر طرح سے مکمل سمجھ بوجھ رکھنے اور اس پر حتمی طور

پر عمل کا فرمان دیا تھا۔

یحییٰ خذالکتاب بقوة

(الکتاب) پر (الف و لام) عہدکا ہے ذور یہاں پر ممکن ہے کہ مراد وہی تورات ہو اسلئے کہ یحییٰ پر کوئی اور کتاب نازل

ہوئی یہ معلوم نہیں ہے اللہ تعالیٰ کافر مان (خذ) سمجھ بوجھ اور مکمل تدبیر سے کنایہ ہے اور لفظ (بقوة) "خذ" کے فاعل

کیلئے حال ہے اس سے مراد مقام تحصیل علم اور مقام عمل میں ہر توانائی سے کام لینا ہے۔

4_ معارف اور الہی شریعت کی حفاظت اور اس کے احکام کا اجرا، سختی اور طاقت کی کا محتاج ہے۔

خذالکتاب بقوة

5_ معاشرہ کی ہدایت اور شرعی احکام کے اجراء کیلئے الہی رہبروں کی سختی اور قاطعیت کا ضروری ہونا۔

یا یحییٰ خذالکتاب بقوة

6_ علماء اور دینی رہبروں کی آسمانی کتابوں میں عمیق فکر کرنا اور اسکے مطابق اپنے کردار کو محکم کرنے کی

618

ضرورت ہے۔

یا یحییٰ خذالکتاب بقوة

7_ حضرت یحییٰ کے زمانہ مینتورات ایسی کتاب تھی جسمیں تحریف نہیں ہوئی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید شدہ

تھی۔

یا یحییٰ خذالکتاب

چونکہ امکان ہے کہ یہاں (الکتاب) سے مراد تورات ہو تو اس صورت میں اسکے حصول کیلئے الہی فرمان اس کے مطالب

پر صحت کی مہر لگانے کے مترادف ہے

8_ درست فکر اور حق کی شناخت کی قدرت، اللہ تعالیٰ کی طرف سے یحییٰ کو بچپن میں حاصل ہوئی تھی۔

وَآتِنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا

(حکم) کے لیئے مختلف معانی ذکر ہوئے ہیں بس ایک اسکا معنی (علم وفہم) ہے (لسان العرب) مندرجہ بالا مطلب اسی معنی کی بنیاد پر ہے

9_ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ (ع) کو بچپن میں الہی احکام کو اجراء کرنے کی قدرت عطا کی تھی _

وَأَتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا

مندرجہ بالا مطلب میں (حکم) سے مراد حاکمیت اور قضاوت کا منصب ہے (قاموس) میں آیا ہے کہ حاکم وہ ہے جو حکم جاری کرے _

10_ حضرت یحییٰ (ع) بچپن میں منصب قضاوت پر فائز تھے _

وَأَتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا

(حکم) اپنے مختلف معانی میں سے ایک معنی کے مطابق مصدر اور قضاوت کرنے کے معنی میں ہے (لسان العرب)

11_ حضرت یحییٰ بچپن میں فوق العادہ استعداد کے حامل تھے _

وَأَتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا

12_ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو حکمت اور معنوی و معاشرتی مقام کی عطا، عمر کے کسی خاص حصے سے مشروط نہیں ہے _

وَأَتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا

13_ آسمانی کتابوں میں غورو فکر، حکمت و علم کے حصول کیلئے ایک ضروری شرط ہے _

يَا يَحْيَى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ وَأَتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا

جملہ " اُتیناہ " جملہ " خذالکتاب بقوة " کے ساتھ مرتبط ہے بعید معلوم نہیں ہوتا کہ جملہ " خذالکتاب " کا جملہ (اُتیناہ الحکم) کے لیے پیش خیمہ ہو

14_ علی بن اسباط قال : رايت أبا جعفر (ع) فقال يا علي إن الله إحتج في الامامة بمثل ما إحتج به في النبوة فقال : وَأَتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا... " فقد يجوز ان يؤتى الحكمة و بوصي (1) علي بن اسباط کہتے ہیں : میں نے امام جواد علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے

.....

(1) کافی ج1 ص384 ح7، نورالثقلین ج2 ص325، ح32_

619

...مجھے فرمایا: اے علی ابے شک اللہ تعالیٰ نے امامت کے مقام پر ایسے ہی استدلال کیا ہے جیسے نبوت کے مسئلہ میں استدلال فرمایا ہے : "وَأَتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا... " لہذا یہ ممکن ہے کہ حکمت ایک بچے کو بھی دی جائے _

15_ عن النبي (ص) في قوله "وَأَتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا" قال : اعطى الفهم والعبادة وبو ابن سبع سنين (1) پیغمبر اکرم (ص) سے اللہ تعالیٰ کی اس کلام "وَأَتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا" کے بارے میں روایت ہوئی کہ آپ نے فرمایا یا انہیں سات سال کی عمر میں فہم و عبادت عطا کی گئی _

16_ قال رسول الله (ص) قال الله تعالى : "وَأَتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا" یعنی الزبد فی الدنيا (2) رسول اکرم (ص) سے روایت ہوئی کہ : اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "وَأَتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا" یعنی دنیا مینا نہیں زہد دیا _

آسمانی کتب :

آسمانی کتب کا کردار : 6; آسمانی کتب میں تدبر کے آثار : 13; آسمانی کتب میں فکر کی اہمیت : 6

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی بشارت کا محقق ہونا : 1; اللہ تعالیٰ کی عطا : 8; 9; اللہ تعالیٰ کے اوامر : 3

امامت :

بچپن میں امامت : 14

توریت :

توریت کی تاریخ : 7; توریت کی تعلیمات پر عمل : 3; توریت کی فہم : 3; توریت میں تحریف : 7; یحییٰ کے زمانے میں تورات : 7

حکمت :

بچپن میں حکمت 14; حکمت کے عطا ہونے کی شرائط 12; 13
دین :

دین پر عمل 4; دین کی حفاظت 4

دینی رہبر :

دینی رہبروں کا ہدایت دنیا 5; دینی رہبروں کی قاطعیت 5; دینی رہبروں کے عمل کا معیار 6

روایت: 14; 15; 16

زکریا :

زکریا کو بشارت 1

علم :

علم کی شرائط 3

علماء :

علماء کے عمل کا معیار 6

قدرت :

قدرت کے آثار 4

قضاوت :

.....

(1) الدر المنثور ج 5 ص 484

(2) مکارم الاخلاق ص 447 بحار الانوار ج 74 ص 94 ح 1

620

بچپن میں قضاوت 10

معنوی مقامات :

معنوی مقامات کی شرائط 12

نبوت :

بچپن میں نبوت 14

یحیی :

یحیی اور احکام کا اجرا 9; یحیی کا بچپن 8، 9، 10، 11، 15، 16; یحیی کا زہد 16; یحیی کے علم کا سرچشمہ 8; یحیی

کو وحی 2; یحیی کی استعداد 11; یحیی کی خصوصیات 11; یحیی کی شرعی ذمہ داری 3; یحیی کی عبادات 15; یحیی کی

فہم 15; یحیی کی فہم کا سرچشمہ 8; یحیی کی قاطعیت 3; یحیی کی قدرت 9; یحیی کی قضاوت 10; یحیی کی نبوت 2;

یحیی کی ولادت کا معجزہ 1; یحیی کے فضائل 8; یحیی کے مقامات 2، 9، 10، 15

وَحَنَانًا مِّن لَّدُنَّا وَزَكَاةً وَكَانَ تَقِيًّا (۱۳)

اور اپنی طرف سے مہربانی اور پاکیزگی بھی عطا کردی اور وہ خوف خدا رکھنے والے تھے (13)

1_ اللہ تعالیٰ نے یحییٰ کو رحمت و محبت کی نعمت سے نوازا۔

ء اتیناہ و حناناً من لدن

(حنان) مصدر ہے اور اسکا مطلب شفقت اور مہربانی ہے (مصباح) اسکی تتوین تفخیم کیلئے ہے یہ کلمہ گذشتہ آیت میں (

الحکم) پر عطف ہے۔

2_ اللہ تعالیٰ، محبت و شفقت کا منبع ہے اور اسے بعض منتخب بندوں کو عطا کرنے والا ہے۔

وحناناً من لدن

(من لَدُنَا) یہ بیان کر رہا ہے کہ یحییٰ کو عطا ہونے والی عطوفت ذات اقدس کی رحمت و عطوفت کے چشمہ سے ہوئی تھی

- 3_ انسان کا دردمند و شفقت کے احساسات سے مالا مال ہونا اسکی عظمت کا موجب ہے۔
وحناناً من لدن
- 4_ حضرت یحییٰ (ع) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقرب اور اسکے محبوب بندوں میں سے تھے۔
وحناناً من لدن
- حضرت یحییٰ (ع) کو محبت کے عطا ہونے میں چار قسم کے تصور ہیں کہ (حناناً من لدن) کی صفت ان تمام کے ساتھ سازگاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ یا لوگوں کی یحییٰ سے محبت اور حضرت یحییٰ (ع) کی اللہ تعالیٰ یا لوگوں سے محبت۔ مندرجہ بالا مطلب میں اللہ تعالیٰ کی ان سے محبت کا ذکر ہے۔

621

- 5_ حضرت یحییٰ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے زیر سایہ لوگوں کی اپنی نسبت گہری محبت کے حامل تھے۔
وحناناً من لدن
- اس مطلب میں (حناناً) سے مراد، لوگوں کی یحییٰ (ع) کی نسبت محبت ہے۔
- 6_ دوسرے کی نسبت گہری محبت اور شفقت ایک ضروری اور پسندیدہ ترین الہی رہبروں کی صفت ہے۔
وحناناً من لدن
- یہ کہ (اتیناہ الحکم) کے بعد سب سے پہلی صفت (حناناً) آئی ہے مندرجہ بالا مطلب اس سے لیا گیا ہے۔
- 7_ حضرت یحییٰ (ع) اللہ تعالیٰ کی عنایات کے زیر سایہ اسکے عاشق اور اسکے اشتیاق سے سرشار تھے۔
وحناناً من لدن
- اس مطلب میں (حناناً) کی صفت اس محبت کو بیان کر رہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے یحییٰ کو اپنی نسبت عطا کی ہے۔
- 8_ حضرت یحییٰ (ع)، اللہ تعالیٰ کی خاص عنایات کے زیر سایہ خصوصی صلاحیت، رشد اور کمال کے حامل تھے۔
ثانیہ و زکوۃ
- لفظ "زکاة" "صلاحیت" "پاکیزگی" "رشد کرنا" مبارک اور تمجید و تعریف کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ (لسان العرب)
- ہر مقام پر اسکا مناسب معنی مراد لیا جائے گا۔
- 9_ حضرت یحییٰ (ع)، ہمیشہ سے باتقویٰ تھے۔
وکان تقی
- (تقیاً) مادہ (وقی) سے صفت مشبہ ہے۔ یہ راسخ اور ثابت ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اور لفظ (کان) بھی بہت سے مقامات پر اپنے اسم کی حالت کے ثابت ہونے پر دلالت کرتا ہے لہذا (وکان تقیاً) یعنی یحییٰ ہمیشہ پرہیز گار تھے۔
- 10_ حضرت یحییٰ (ع) کا تقویٰ اور پرہیزگاری انکی حکمت، الہی محبت اور معنوی کمال سے بہرہ مند ہونے کا پیش خیمہ تھی۔
وحناناً من لدن و زکوۃ وکان تقی
- یہ کہ (وکان تقیاً) کا سیاق آیت (واتیناہ الحکم) کی پہلی تعبیر سے مختلف ہے کہ یہاں تقویٰ کو خود یحییٰ کی طرف نسبت دی گئی ہے حنان اور زکات کو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت دی گئی ہے یہ چیز واضح کر رہی ہے کہ یحییٰ کا تقویٰ بعنوان عمل نفسی انکے الہی عطیات کے حامل ہونے کا پیش خیمہ تھا۔
- 11_ حضرت یحییٰ (ع) (اپنی الہی کتاب پر عمل اور الہی احکام کے اجراء کی ذمہ داری میں معمولی سی کوتاہی برداشت نہیں کرتے تھے۔
وکان تقی
- گذشتہ آیت کے قرینہ کی بنا پر (تقیاً) کا متعلق وہ ذمہ داریاں ہیں جو یحییٰ پر عائد تھیں اور انہوں نے اپنی ذمہ داری کو اس طرح ادا کیا کہ اپنے لیے اسے الہی عذاب سے حفاظت اور بچاؤ کا ذریعہ قرار دیا۔

622

- 12_ الہی تقویٰ کی رعایت، انسان کے رشد و کمال کا پیش خیمہ ہے۔
زکوۃ و کان تقی

13_ عن أبي عبد الله (ع) في قوله تعالى : (وحناناً من لدنا) قال : إنّه كان يحيى إذا دعا قال في دعائه : "يارب يا الله " ناداه الله من السماء لبیک یا یحیی سل حاجتک (1) امام صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے کلام (حناناً من لدنا) کے بارے میں روایت نقل ہوئی ہے کہ بے شک یحییٰ (ع) جب دعا کیا کرتے تو اپنی دعا میں کہتے تھے _ اے پروردگار اے خدا تو خداوند عالم آسمان سے انہیں ندا دیتا تھا لبیک اے یحییٰ اپنی حاجت طلب کرو _

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کے اراد کے آثار 5; اللہ تعالیٰ کے عطیات 1;2;8;

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے :

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی مہربانی 2

اللہ تعالیٰ کا لطف :

اللہ تعالیٰ کے لطف کے شامل حال افراد 7

اللہ تعالیٰ کے محبوب: 7

اللہ تعالیٰ کے محبوب: 4

اہمیتیں :

اہمیتوں کا معیار 3

تقوی :

تقوی کے آثار 13

دینی رہبر :

دینی رہبروں کی مہربانی 6; دینی رہبروں کے صفات---6

روایت 13:

کمال :

کمال کا پیش خیمہ 12

مہربانی :

مہربانی کی عظمت 3; مہربانی کا سرچشمہ 2

یحیی :

یحیی سے محبت کا سرچشمہ 5; یحیی کا اپنی ذمہ داری پر عمل 11; یحیی کا تقرب 4; یحیی کا کمال 8; یحیی کی حکمت کا

پیش خیمہ 10; یحیی کی دعا 13; یحیی کی محبت 7; یحیی کی محبوبیت 4; یحیی کی محبوبیت کا پیش خیمہ 10; یحیی کی

مہربانی 1; یحیی کے احساسات 1; یحیی کے تقوی کے آثار 10; یحیی کے تقوی میں دوام 9; یحیی کے فضائل 5;8;9

.....

(1) محاسن برقی ج 1 ص 35 ح 30 نور الثقلین ج 3 ص 326 ح 36_

623

وَبَرّاً بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّاراً عَصِيّاً (١٤)

اور اپنے ماں باپ کے حق میں نیک برتاؤ کرنے والے تھے اور سرکش اور نافرمان نہیں تھے (14)

1_ حضرت یحییٰ (ع) ، اپنے ماں باپ کی نسبت بہت زیادہ نیکی کرنے والے تھے _

وبرّٰوَالِدِیہ

لفظ (برا) گزشتہ آیت میں (تقیاً) پر عطف ہے اور کلمہ (بار) کا معنی دیتا ہے البتہ چو نکہ (برّ) میں مبالغہ ہے لہذا (

برّ الوالدین) سے مراد انکی نسبت بہت زیادہ نیکی اور احسان کرنا ہے _ (مفردات راغب)

2_ ماں باپ کے ساتھ نیکی اور احسان، اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی عظمت کا حامل ہے _

و برّاً بوالدیه

3_ والدین کے ساتھ احسان کرنا، تقویٰ کا واضح نمونہ اور اس کا لازمہ ہے۔

وكان تقياً و برّاً بوالديه

4_ والدین کے ساتھ نیکی کرنا، انسان کے رشد اور معنوی کمال کیلئے پیش خیمہ ہے۔

وزكوة وبرّاً بوالديه

جس طرح جملہ (وكان تقياً) جملہ (حناناً من لدنا) کیلئے علت تھا جملہ (برّاً بوالديه "بھی کان) پر عطف ہے اور یہی مقام رکھتا ہے۔

5_ حضرت یحییٰ (ع) لوگوں کے ساتھ اکڑنے، بڑائی کا اظہار کرنے، بلا وجہ رعب جمانے اور لوگوں کی حاجات سے منہ پھیرنے جیسی خصلتوں سے پاک تھے۔

و لم یکن جباراً عصی

"جبار" مبالغہ کا صیغہ ہے جس کے معنی اکثر نے کے ہے کہ جس میں انسان دوسرے کے حق کا لحاظ نہیں کرتا (لسان العرب) اور اسی طرح ماحول پر مسلط ہونے اور جھوٹی بڑائی کا دعویٰ کرنے والے کے معنی میں بھی آیا ہے۔ (مفردات راغب) (عصی) بھی صیغہ مبالغہ ہے تو لوگوں سے مربوط "برّاً" اور "جباراً" کے قرینہ کی بناء پر عصی سے مراد لوگوں کی حاجات کو پورا نہ کرنے والا اور ان کے مقابل میں انکساری سے کام نہ لینے والا ہے، کلام منفی میں صیغہ مبالغہ کا استعمال گویا نفی میں مبالغہ کا معنی دے رہا ہے۔

624

6_ حضرت یحییٰ، اپنے والدین سے نیکی کرنے کے علاوہ کبھی ان کے ساتھ زبردستی سے کام نہیں لیتے تھے اور نہ ہی ان کے فرمان کے خلاف سر اٹھاتے تھے۔

وبرّاً بوالديه و لم یکن جباراً عصی

چونکہ گذشتہ جملات، حضرت یحییٰ (ع) کے بارے میں محبت اور شفقت کو بیان کر رہے تھے اور ان کے واضح صفات میں سے ان کی والدین کے ساتھ نیکی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لہذا احتمال ہے کہ یہاں جباریت اور عصیان کی نفی کا تعلق بھی ان کے والدین کے ساتھ مربوط ہو لہذا کہا جاسکتا ہے کہ حضرت یحییٰ اپنے والدین کے سامنے نہایت خاضع اور ان کے فرمان کے مطیع تھے۔

7_ حضرت یحییٰ، اللہ تعالیٰ کے سامنے گناہ سے پاک تھے۔

یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ جملہ "و لم یکن ... عصیا" مطلق سرکشی اور گناہ (لوگوں کی حاجات کو رد کرنا یا اللہ کے حضور معصیت ہو) کی نفی پر دلالت کر رہا ہے۔

8_ حضرت یحییٰ اللہ تعالیٰ، والدین اور معاشرہ کے مقابلے میں نیک و عظیم شہنشاہ اور ذمہ دار انسان تھے۔

و كان تقياً و برّاً بوالديه و لم یکن جباراً عصی

"تقیاً" حضرت یحییٰ کا خدا سے رابطہ کی نشانی، "برّاً بوالديه" والدین کے ساتھ اور لم یکن جباراً لوگوں اور معاشرہ کے ساتھ رابطہ کی نشانی ہے۔

9_ تکبر، تسلط کی خواہش اور سرکشی جیسی صفات، انسان کے رشد اور کمال کیلئے رکاوٹیں ہیں۔

و ء اتینہ ... زکوة و كان ... و لم یکن جباراً عصی

جملہ "لم یکن ... گذشتہ آیت میں جملہ کان پر عطف ہے اور جملہ "اتیناہ الحکم ... زکاة" کیلئے ایک اور علت بیان کر رہا ہے

10_ غرور اور سلطہ طلبی عصیان اور گناہ کا پیش خیمہ ہے۔

و لم یکن جباراً عصی

11_ حضرت یحییٰ (ع)، حضرت زکریا (ع) کی آرزو کے مطابق فرزند تھے کہ جنکا اخلاق و کردار ان کی رضایت کے عین مطابق تھا۔

و كان تقياً و برّاً بوالديه و لم یکن جباراً عصی

حضرت زکریا (ع) کی دعا (واجعلہ ربّ رضیاً) کے بعد حضرت یحییٰ (ع) کے اوصاف کا بیان ہونا حضرت یحییٰ کے اوصاف کی حضرت زکریا کے دعا سے مطابقت واضح کر رہا ہے۔

بڑائی کا اظہار :
 بڑائی کے اظہار کے اسباب 9
 تقویٰ :
 تقویٰ کی علامات 3
 تکبر :
 تکبر کے آثار 10
 زکریا (ع) :
 زکریا (ع) کی تمنائیں 11; زکریا کے بیٹے 11

625

سلطہ طلبی :
 سلطہ طلبی کے آثار 9; 10
 عصیان:
 عصیان کا پیش خیمہ 10; عصیان کے آثار 9
 عظمتیں: 2
 کمال:
 کمال کا باعث 4; کمال کیلئے رکاوٹیں 9
 گناہ :
 گناہ کا باعث 10
 والدین :
 والدین سے نیکی 1، 3، 6; والدین سے نیکی کی اہمیت 2; والدین سے نیکی کے آثار 4
 یحییٰ :
 یحییٰ کے فضائل 5، 6، 8، 11; یحییٰ اور سلطہ طلبی 5; یحییٰ اور گناہ 7; یحییٰ اور والدین کے ساتھ زبردستی 6; یحییٰ سے رضایت 11; یحییٰ کا اپنی شرعی ذمہ داری پر عمل 8; یحییٰ کا ذمہ داری لینا 8; یحییٰ کی پاکیزگی 5، 7; یحییٰ کی عصمت 7; یحییٰ کی نیکی 1، 7; یحییٰ کے اخلاق 11; یحییٰ کے مقامات 7

وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا (۱۵)

ان پر ہمارا سلام جس دن پیدا ہوئے اور جس دن انہیں موت آئی اور جس دن وہ دوبارہ زندہ اٹھائے جائیں گے (15)

- 1_ حضرت یحییٰ (ع) اپنی ولادت ، وفات اور حشر پر اللہ تعالیٰ کے خصوصی سلام میں شامل ہیں _
 وسلم علیہ بوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حی
- 2_ حضرت یحییٰ (ع) اپنی ولادت کے موقع پر ہر قسم کے گزند اور نقص سے امان میں تھے اور رشد و کمال کیلئے تمام ضروری اسباب و شرائط ان میں مہیا تھیں _
 وسلم علیہ بوم ولد
- سلام کے چند معانی ہیں ایک معنی ہر قسم کے گزند اور آفت سے سلامتی ہے _ البتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام ، تکوینی حیثیت کا ہے اور حوادث کے حوالے سے ایک خبر ہے پس (سلام علیہ) یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت یحییٰ (ع) ہر قسم کے جسمی ضرر اور عقیدہ کے حوالے سے انحراف سے ضمانت شدہ ہیں _
- 3_ حضرت یحییٰ (ع) ، اپنی موت اور روز قیامت ہر قسم کے رنج اور عذاب سے محفوظ ہیں _

626

وسلم علیہ بوم یموت و یوم یبعث حیاً

(ولد) فعل ماضی ہے اور " یموت " فعل مضارع ہے تو سیاق میں یہ تبدیلی بتاتی ہے کہ آیت کا مطلب حضرت یحییٰ کی زندگی کا زمانہ منعکس کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں انکی ولادت کی عافیت کی خبر دی اور انکی موت اور روز قیامت کے حشر کی بھی ضمانت اور خوشخبری دی ہے۔

4_ حضرت یحییٰ (ع) ، اللہ تعالیٰ کے حضور خصوصی کرامت و عظمت کے حامل تھے۔

وسلم علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم بیعت حی

5_ انسان کے لیے ولادت کا زمانہ ، موت کے لمحات، اور روز قیامتین حساس اور تقدیر ساز مرحلے ہیں۔

وسلم علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم بیعت حی

6_ انسان، موت کے لمحات میں بھی (ولادت اور قیامت کے زمانوں کی مانند) اللہ تعالیٰ کی جانب سے خصوصی سلامتی اور امان کا محتاج ہے۔

و سلم علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم بیعت حی

(سلام) کا نکرہ ہونا ان کے ممتاز ہونے کو بیان کر رہا ہے، موت کے وقت سلامتی سے مراد وحشت اضطراب اور ناامیدی جیسے رنج دینے والے اسباب کا سامنا کرنے کی صورت میں امان میں ہونا ہے۔

7_ تقویٰ، والدین کے ساتھ احسان ، تسلط کی خواہش اور عصیان سے پرہیز، مکمل سلامتی اور امان سے سرشار انجام کا باعث ہیں۔

و کان تقیاً_ وبرأوالدیہ و لم یکن جباراً عصیاً و سلم علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم بیعت حی

8_ انسان، روز قیامت دوبارہ زندہ ہونگے۔

یوم یموت و یوم بیعت حیاً

(حیاً) حال ہے (یوم یموت) میں انسان کی موت کے بعد اسکی بعث سے مقصود یہ ہے کہ حشر کے روز تمام انسان دوبارہ زندہ ہونگے۔

9_ حضرت یحییٰ کی آخرت میں خصوصی زندگی ہوگی۔

و یوم بیعت حی

فعل (بیعت) زندہ ہونے پر بھی دلالت کرتا ہے۔ بعد میں (حیاً) کی تصریح ممکن ہے اس لیے ہو کہ دوسرے انسانوں کے مقابلے میں حضرت یحییٰ کی ایک خصوصی زندگی ہے۔

10_ عن أبی الحسن الرضا (ع) : إن أوحش ما یكون هذا الخلق فی ثلاثه مواطن یوم ولد و یوم یموت و یوم بیعت وقد سلم الله

عزوجل علی یحییٰ فی هذه الثلاثه المواطن وآمن روعته فقال : وسلام علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم بیعت حیاً (1) امام رضا (ع) سے روایت نقل ہوئی ہے کہ مخلوق کیلئے تین وحشتناک ترین مقام ہیں

.....

(1) عیون اخبار الرضا ج1 ص257 ب26 ح11، نور الثقلین ج3 ص327 ح38۔

627

جس دن وہ پیدا ہو اور جس دن وہ فوت ہو اور جس دن وہ اٹھا یا جائے گا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ ان تینوں مقامات کے لحاظ سے سلام بھیجا اور ان مقامات کی وحشت سے انہیں امان دی اور فرمایا : وسلام علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم بیعت حیاً۔

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کا سلام 1

امان :

امان کا باعث 7: امان کا سرچشمہ 6: ولادت کے وقت امان 6

انجام :

اچھے انجام کا پیش خیمہ 7

انسان :

انسان کی احتیاج 6

تقدیر :

تقدیر میں تاثیر رکھتے والے اسباب 5

تقوی :

تقوی کے آثار 7

روایت: 10

سلامتی :

سلامتی کا پیش خیمہ 7; سلامتی کا سرچشمہ 6;

ولادت کے وقت سلامتی 6

سلطہ طلبی :

سلطہ طلبی سے بچنے کے آثار 7

ضرورتیں :

امان کی ضرورت 6; سلامتی کی ضرورت 6

عصیان :

عصیان سے بچنے کے آثار 7

قیامت :

قیامت کے وقت امان 6; قیامت کی اہمیت 5; قیامت کا خوف 10 ; قیامت کے وقت سلامتی 6

مردے :

مردوں کا آخرت میں زندہ ہونا 8

موت :

موت کے وقت کی اہمیت 5; موت کا خوف 10

والدین :

والدین سے نیکی کے آثار 7

ولادت :

ولادت کے وقت کی اہمیت 5; ولادت کا خوف 10

یحیی (ع) :

قیامت میں یحیی (ع) 10;3;1; یحیی (ع) پر سلام 10; یحیی (ع) پر سلامتی 10;2;3; یحیی (ع) کی اخروی زندگی کی خصوصیات 9; یحیی (ع) کی موت 10;3;1; یحیی (ع) کی ولادت 10;2;1; یحیی (ع) کے فضائل 10;3;2; 9; یحیی (ع) کے کمال کا باعث 2; یحیی (ع) کے لیے امان 3; 2

تفسیر راہنما جلد 10

628

وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْفِيًّا (١٦)

اور پیغمبر اپنی کتاب میں مریم کا ذکر کرو کہ جب وہ اپنے گھروالوں سے الگ مشرقی سمت کی طرف چلی گئیں (16)

- 1_ حضرت مریم (ع) کی داستان کے بارے میں آیات پر خصوصی توجہ اور قرآن میں حضرت عیسیٰ (ع) کی ولادت کی داستان کی وضاحت، پیغمبر کے کندھوں پر ایک الہی ذمہ داری ہے۔
واذکری الکتب مریم
(اذکر) پیغمبر کی طرف خطاب ہے اگرچہ آپ بغیر کسی حکم خاص کے بھی قرآن میں نازل شدہ آیات بیان کیا کرتے تھے لیکن ان آیات کے بیان پر تاکید سے مقصود حضرت مریم کے حضرت عیسیٰ (ع) کے حوالے سے حاملہ ہونے کے واقعہ کی اہمیت اور اس چیز کے اس معاشرہ پر گہرے اثرات کا بیان تھا۔
- 2_ قرآن، رسول خدا (ص) کے زمانہ میں ایک تدوین شدہ مجموعہ تھا۔
واذکر فی الکتب
(الکتاب) میں "الف و لام" عہد حضوری ہے اور مو جو وہ کتاب پر دلالت کر رہا ہے۔
- 3_ حضرت مریم نے اپنے گھر والوں سے جدا ہو کر مسجد الاقصیٰ کے شرقی جانب بسیرا کر لیا۔
واذکر مریم إذا انتبذت من أہلہا مکانا شرقی
(انتبذ) کا مادہ (نذ) ہے کہ جسکا معنی دور ہونا ہے (مکاناً شرقیاً) یعنی شرق کی جانب جگہ چونکہ حضرت مریم (مسجد الاقصیٰ) معبد کیلئے وقف تھیں تو یہاں مسجد الاقصیٰ کے مشرق میں مکان مقصود ہے۔
- 4_ حضرت مریم کے رشتہ دار مسجد الاقصیٰ کی مشرقی جانب سے ہٹ کر مقیم تھے۔
انتبذت من أہلہا مکاناً شرقی
- 5_ حضرت مریم حاملہ ہونے سے پہلے مسجد الاقصیٰ کے قریب ساکن رہنے والے رشتہ داروں کے پاس آیا کرتی تھیں۔
إذا انتبذت من أہلہا مکاناً شرقی

629

- بانیسویں آیت میں قرینہ (مکاناً قصباً) جو کہ حضرت مریم کے دوسرے انتخاب شدہ مکان کے بارے میں بتا رہا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد الاقصیٰ کا مشرقی حصہ لوگوں کے رہائشی علاقہ کے قریب تھا۔
- 6_ حضرت مریم کے قانون شریعت میں گھر کا مشرقی حصہ یا معبد عبادت کیلئے بہتر مقام تھا۔
إذا انتبذت من أہلہا مکاناً شرقیاً
- حضرت مریم کے گوشہ نشین ہونے کی وجہ واضح نہیں ہے اور آیت میں اس حوالے سے کوئی شاہد نہیں دیکھا گیا۔ بعض کے بقول: انہوں نے مکان کا انتخاب عبادت میں خلوت کی بناء پر کیا تھا۔ اور مسجد الاقصیٰ کا مشرقی حصہ انتخاب کرنے کی وجہ مشرقی حصہ کا عبادت کے لئے بہتر ہونا تھا بعض نے حضرت مریم کے اس اقدام کو خواتین سے متعلقہ امور سے جانا ہے کہ جس کی بناء پر قرآن میں عمداً اس بارے میں کچھ نہیں کہا گیا تو اس صورت میں مشرقی جانب کا انتخاب، صرف اپنے مقاصد کے بہتر ہونے کی بناء پر تھا کہ شرعاً بہتر تھا۔
- 7_ حضرت مریم نے اپنی عبادت کیلئے اس مکان کا انتخاب کیا کہ جس کا رخ مشرق کی جانب تھا۔
إذا انتبذت من أہلہا مکاناً شرقی
(شرقی) یعنی مشرق کی طرف (لسان العرب)
- 8_ حضرت مریم نے اپنے وجود میں کسی چیز کی بناء پر رنجیدہ ہو کر گوشہ نشینی اور لوگوں کی نگاہوں سے دور جگہ کا انتخاب کیا۔
إذا انتبذت من أہلہ
- (نذ) یعنی کسی چیز کو بے پرواہی کی بناء پر دور پھینکنا اور (انتبذ) یعنی اس شخص کا گوشہ نشین ہونا کہ جو لوگوں میں اپنے آپ کو کمتر اور نا چیز سمجھے (مفردات راغب) بعض احتمالات کہ جو حضرت مریم کے گوشہ نشین ہونے کی وضاحت میں بیان ہوئے ہیں مثلاً ماہواری کے ایام و غیرہ گزارنے کیلئے کہ وہ اس معنی کے ساتھ مناسب ہیں۔

آنحضرت (ص):

آنحضرت (ص) کی ذمہ داری 1: آنحضرت (ص) کے زمانہ میں قرآن 2

ذکر:

عیسیٰ (ع) کے قصہ کا ذکر 1: مریم کے قصہ کا ذکر 1

عبادت :

عبادت کے آداب 6; مشرق کی جانب عبادت 7; عبادت کے مکان کا کردار 6; مشرقی مکان میں عبادت 6
عبادتگاہ :

عبادتگاہ کے مشرقی جانب عبادت 6

عیسیٰ :

عیسیٰ (ع) کی ولادت 1; عیسیٰ (ع) کے قصہ کی وضاحت 1

قرآن :

قرآن کا جمع ہونا 2; قرآن کی تاریخ 2

مریم (ع) :

مریم کی سکونت 5; مریم کا قصہ 3; 5; 8; مریم کی

630

پناہ گاہ 3; مریم کی عبادتگاہ کی سمت 7; مریم کی گوشہ نشینی کے اسباب 8; مریم کے رشتہ داروں کی سکونت 4; 5; مریم کے قصہ کی وضاحت 1; مسجد الاقصیٰ کے قریب مریم 4; 5; مسجد الاقصیٰ کے قریب مریم کے رشتہ دار 4; 5; مسجد الاقصیٰ :

مسجد الاقصیٰ کی مشرق سمت 3

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَاباً فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (۱۷)

اور لوگوں کی طرف پردہ ڈال دیا تو ہم نے اپنی روح کو بھیجا جو ان کے سامنے ایک اچھا خاصا آدمی بن کر پیش ہوا (17)

1_ حضرت مریم نے مسجد الاقصیٰ کی مشرقی جانب لوگوں کی نگاہوں سے دور ایک مکان منتخب کیا اور خود کو لوگوں سے پنہاں کیا _

فاتخذت من دونہم حجاب

حجاب سے مراد ساتر، یا ایسی چیز جو پردے کا کام دے _ تو (اتخذت...حجاباً) سے مراد پردہ ڈالنا یا ایسی جگہ جانا جو طبعی طور پر پردے کا کام دے مثلاً دیوار یا پہاڑ وغیرہ کی مانند ہوں _

2_ وہ مکان کہ جہاں مریم (ع) لوگوں کی نگاہوں سے پنہاں ہو جاتی تھیں وہ لوگوں کے رہائشی علاقہ کے قریب تھا _ من دونہم

کلمہ (دون) کبھی قریب اور کبھی حقارت کیلئے استعمال ہوتا ہے (العین)

3_ حضرت مریم کا شرقی سمت ایک پنہاں مکان میں رہنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک انتہائی مکرم فرشتہ انکی جانب بھیجا _ فاتخذت من دونہم حجاباً فأرسلنا إليها روحن

بعد والی آیات میں اس فرشتہ کی جو صفات ذکر ہوئیں ہیں انکی بناء پر یہاں "روحنا" سے مراد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک انتہائی مکرم اور عظیم المنزمت فرشتہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت دی گئی ہے وہ آیات جو حضرت

631

جبرئیل کو " روح الامین" اور "روح القدس" کے نام سے یاد کرتی ہیں انہیں دیکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ فرشتہ جبرئیل ہے _

4_ حضرت مریم کا اپنے فرزند حضرت عیسیٰ (ع) سے حاملہ ہونے کیلئے ضروری تھا کہ وہ لوگوں کی نگاہوں سے دور ایک خلوت والی جگہ پر ہوں _

فاتخذت من دونہم حجاباً فأرسلنا إليها روحن

(فأرسلنا) میں (فائ) تفریع کیلئے ہے _ اور یہ بتاتی ہے کہ حضرت مریم کے گذشتہ کام انکے حضرت عیسیٰ (ع) کی والدہ کا مقام پانے اور الہی فرشتہ کے نزول کا پیش خیمہ ہیں _

5_ حضرت مریم کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عظیم و بلند مقام _

فارسلنا إلیہا روحن

6_ عبادت کے وقت، جسمانی نمائش سے پرہیز اور اپنے آپ کو با پردہ رکھنا خواتین کی اہم خصوصیت ہے۔

فاتخذت من دونہم حجاباً فارسلنا إلیہا روحن

حضرت مریم ایسے مکان کی طرف جارہی تھیں جو لوگوں کی نگاہوں سے دور ہو اور عبادت کے وقت انہیں نامحرم کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

7_ حضرت جبرائیل (ع) جسما نیتسے منزہ اور شرف و منزلت پر فائز موجود کا نام ہے۔

فارسلنا إلیہا روحن

(روح) کا (نا) کی طرف اضافہ تشریفی ہے روح کو بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ روح ایک مستقل موجود کہ جو اللہ تعالیٰ کا مطیع تھا اور سفیر کے فرائض انجام دینے کی قابلیت رکھتا تھا اور اسے اپنی رسالت کے مفاہیم سے آشنائی تھی بشری صورت میں اپنے آپ کو مجسم کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس کام کو انجام دینے پر قادر اور جسمانی شکل اختیار کرنے کے لیے سازگار تھے چونکہ یہ سب خصوصیات حضرت جبرائیل (ع) پر تطبیق کر رہی ہیں جسکی وجہ سے بعض مفسرین نے کہا کہ وہ فرشتہ جو حضرت مریم، پر نازل ہوا وہ حضرت جبر (ع) ٹیل تھے۔

8_ اللہ تعالیٰ کا خصوصی نمائندہ، ایک عام انسان کی مانند تمام جسمانی خصوصیات کے ساتھ حضرت مریم کے سامنے نمودار ہوا۔

فتمثل لها بشراً سوئی

(تمثیل) یعنی شکل بنانا اور ایک چیز کی صورت میں نمودار ہونا۔ یہاں (بشراً) "تمثل" کے فاعل کیلئے حال ہے اس سے مراد بعد والی آیت کے قرینہ کی رو سے مرد ہے (سوياً) یعنی معتدل (بشراً) سوياً یعنی انسان معتدل جو کہ جسمانی خصوصیات میں افراط تفریط سے منزہ ہو۔

9_ الہی فرشتہ کا حضرت مریم (ع) کیلئے جو چہرہ جلوہ گر ہوا وہ انکے لیے نا آشنا اور انکے ہم و طنوں اور رشتہ داروں جیسا بھی نہ تھا۔

بشراً سوئی

(بشراً) اسم نکرہ ہے اور کسی کے نا آشنا ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

632

10_ فرشتوں کا مادی صورتیں اختیار کرنا اور ان صورتوں میں جلوہ گر ہونا، ایک ممکن اور محقق شدہ مسئلہ ہے۔

فارسلنا إلیہا روحنا فتمثل لها بشراً سوئی

11_ فرشتوں کو دیکھنا اور ان سے گفتگو کرنا، صرف پیغمبروں کے ساتھ منحصر نہیں ہے۔

فارسلنا إلیہا روحنا فتمثل لها بشراً سوئی

چونکہ حضرت مریم مقام نبوت پر فائز نہ تھیں لیکن اسکے با وجود انہوں نے فرشتہ کا مشاہدہ کیا اور اس سے کلام کیا اس سے ثابت ہوا کہ یہ مسئلہ صرف پیغمبروں کے ساتھ منحصر نہیں ہے۔

12_ عورت میں معنویت کے بلند ترین درجات تک پہنچنے اور فرشتوں سے گفتگو اور ملاقات کرنے کی لیاقت موجود ہے

فارسلنا إلیہا روحنا فتمثل لها بشراً سوئی

13_ عن الأصبع بن نباتة قال علی (ع) جبرئیل من الملائکة والروح غیر جبرائیل ... قال (اللہ) لمریم (فارسلنا إلیہا روحنا فتمثل لها بشراً سوياً ...) (1) اصبع بن نباتہ سے روایت نقل ہوئی ہے کہ حضرت علی (ع) نے فرمایا: جبرئیل فرشتوں میں سے ہے

جب کہ روح جبرئیل کے علاوہ ہے اللہ تعالیٰ نے

حضرت مریم کے بارے میں فرمایا ہے:

فارسلنا إلیہا روحنا فتمثل لها بشراً سوياً

14_ قال الباقر (ع): إنها (مریم) بشرت بعیسیٰ فیینابی فی المحراب إذ تمثل لها الروح الامین بشراً سوياً امام باقر (ع) نے فرمایا: حضرت مریم (ع) کو حضرت عیسیٰ (ع) کی ولادت کی بشادت دی گئی تھی جب وہ محراب میں تھیں تو اچانک روح الامین انسان کا مل کی شکل میں ان پر ظاہر ہوئے۔

تربیت:

حضرت عیسیٰ (ع) کی ولادت کی بشارت 14

پردہ :

پردہ کی رعایت کی اہمیت 6

جبرائیل (ع) :

جبرائیل سے مراد 13; جبرائیل کا مجسم ہونا 14 ; جبرائیل کی حقیقت 7; جبرائیل کے مجسم ہونے کی خصوصیات 8;

جبرائیل کے مقامات 7

روایت : 14;13

روح :

روح سے مراد 13

عبادت :

عبادت کے آداب 6; عبادت میں پردہ 6

عمل :

پسندیدہ عمل 6

عورت :

عورت کا کمال 12; عورت کے مقامات 12

مریم 'س' :

.....

(1) الغارات ج 1 ص 184، بحار الانوار ج 4 ص 9 ح 7 _
(2) قصص الانبیاء راوندی ص 264 ح 303 بحار الانوار ج 14 ص 215 ح 14 _

633

مریم 'س' پر جبرائیل کا نزول 3، 8; مریم 'س' کا تقرب 5; مریم 'س' کا قصہ 1، 2، 3، 4، 8، 9، 14; مریم 'س' کو بشارت 14;

مریم 'س' کی پناہ گاہ 1، 2; مریم 'س' کی گوشہ نشینی 1، 4; مریم 'س' کے حمل کا پیش خیمہ 4; مریم 'س' کے مقامات 5

مسجد الاقصی :

مسجد الاقصی کی مشرقی سمت 1

ملانکہ :

ملانکہ سے گفتگو 11، 12; ملانکہ کا دیکھا جانا 11، 12; ملانکہ کا مجسم ہونا 9، 10

قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتُ تَقِيًّا (۱۸)

انہوں نے کہا کہ اگر تو خوف خدا رکھتا ہے تو میں تجھ سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں (18)

1_ ایک اجنبی شخص میں تقویٰ کا احساس اور خوف خدا ابھارنا یہ حضرت مریم کا اسے اپنی خلوت گاہ میں دیکھنے کے

بعد اعتراض آمیز رد عمل تھا _

قالت إني أعوذ بالرحمن منك إن كنت تقِي

جملہ (ان كنت تقيا) جملہ شرطیہ کے قالب میں تقویٰ کی طرف دعوت ہے آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر متقی ہو، کہ ہونا چاہیے _ _ _ _ _ مجھ سے دور ہوجا اور اپنے آپ کو الہی غضب میں مبتلا نہ کرو میں نے اپنے آپ کو اسکی پناہ میں دیا

ہوا ہے اور تیرے ضرر کا دفع اس سے چاہتی ہوں _

2_ حضرت مریم اپنے قریب ایک اجنبی شخص کو پاکر وحشت ذرہ ہو گئیں اور خدا کی پناہ لی اور اسے الہی غضب سے

ڈرایا _

قالت إني أعوذ بالرحمن منك ان كنت تقِيًّا

حضرت مریم نے بجائے (اللہم انی أعوذ بك) کے اجنبی شخص کو مخاطب بنایا کہ اسکے دل میں الہی غضب کا خوف پیدا کریں۔ "تقویٰ" یعنی ہر خوفناک چیز سے بچتے ہوئے اپنے آپ کو محفوظ جگہ میں رکھنا (مفردات راغب) "تقیاً" یعنی خطرے سے پرہیز کرنے والا حضرت مریم کے کلام میں قرینہ دیکھتے ہوئے کہ انہوں نے اپنے مخاطب کو اللہ تعالیٰ سے ڈرایا خطرے سے مراد خداوند عالم کا غضب ہے۔

3_ اللہ تعالیٰ، مشکل اوقات میں انسان کی پناہ گاہ ہے۔

انی أعوذ بالرحمن

4_ اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت، مصیبت زدہ اور بے سہار

634

لوگوں کو پناہ دینے کا اقتضا کرتی ہے۔

انی أعوذ بالرحمن منك

(رحمان) مبالغہ کا صیغہ ہے اور اسکا مطلب بہت زیادہ مہربان ہونا ہے حضرت مریم (ع) کا اللہ تعالیٰ کے تمام نامونمیں سے صرف اس نام کا سہارا لینا خدا کے تمام اوصاف میں سے اس وصف کی خصوصیت پر دلالت کر رہا ہے اور پناہ کے مقام کے ساتھ اسکی مناسبت کو بیان کر رہا ہے۔

5_ مصیبتوں اور غمت کے منافی کاموں کے اسباب مہیا ہونے کی صورت میں ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ لی جانی۔

قالت انی أعوذ بالرحمن منك

6_ رحمان، اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اوصاف میں سے ہے۔

أعوذ بالرحمن

7_ حضرت مریم، تقویٰ اور پاکیزگی کے کمال پر فائز خاتون تھیں۔

قالت انی أعوذ بالرحمن منك إن كنت تقی

پاکیزہ، مریم (ع) نے اجنبی مرد کو اپنی خلوت گاہ میں دیکھتے ہی اسے مسلسل نصیحت کرنا اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں جانے کی بات شروع کی یہ رد عمل ان میں پاکیزگی کے راسخ ہونے کی علامت ہے۔

8_ انسان کو گناہ سے محفوظ رکھنے میں تقویٰ ایک اہم ترین سبب ہے۔

أعوذ بالرحمن منك إن كنت تقی

9_ عورت اور نامحرم مرد کا اکٹھا ہونا یہاں تک کہ متقی لوگوں میں بھی ایک خطرناک جال اور گناہ کی کھائی مینگرنے کا

موجب ہے۔

انی أعوذ بالرحمن منك إن كنت تقی

(ان کنت) کا جواب شرط محذوف ہے بعض نے یہاں جملہ شرطیہ کو تقویٰ کی طرف ترغیب دلانا مراد لیا ہے جبکہ بعض نے یہاں شرط حقیقی مراد لیا ہے۔ تو دوسری صورت میں آیت سے مراد یہ ہے کہ اگر تو متقی ہے تو یہ مناسب ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگوں (اور یہ کہ تو متقی نہ ہو) لہذا یہاں نکتہ شرط یہ ہے کہ یہ صورت تو متقی لوگوں کیلئے بھی خطرناک ہے کہاں یہ کہ غیر متقی ہوں۔

10_ تنہائی میں نامحرم سے پرہیز کرنا، ضروری ہے۔

قالت انی أعوذ بالرحمن منك إن كنت تقی

حالانکہ اجنبی شخص نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی تھی کہ جو اسکی کسی غرض کو ظاہر کرے۔ لیکن حضرت مریم محض اسکے ساتھ تنہائی سے پریشان ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کی پناہ لی اور اسکے لیے زبان نصیحت کھولی تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نامحرم کے ساتھ تنہائی میں رہنا ہی تقویٰ کے خلاف کام ہے۔

11_ روى عن علی (ع) انه قال : علمت ان التقی ینہاہ التقی عن المعصیة، حضرت علی (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا : حضرت مریم یہ جانتی تھیں کہ پرہیز گار انسان، اپنے تقویٰ کو گناہ سے بچاتا ہے۔

اسماء صفات:

635

رحمان 6

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار 4

انسان :

انسان کی پناہ گاہ 4;3

تقویٰ :

تقویٰ کے آثار 11،8; تقویٰ کی طرف دعوت 1

پناہ مانگنا:

اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنے کی اہمیت 5; اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنے کا باعث 4; اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا 3;2

ڈرانا :

اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرانا 2

روایت 11:

گناہ :

گناہ سے مانع 11،8; گناہ کا باعث 9; گناہ کا مقابلہ کرنے کی روش 5

مریم 'س' :

مریم 'س' کا اعتراض 1; مریم 'س' کا پناہ مانگنا 2; مریم 'س' کا خوف 2; مریم 'س' کا قصہ 2،1; مریم 'س' کا کی پرہیز گاری 7;

مریم 'س' کی پناہ گاہ 1; مریم 'س' کی رائے 11; مریم 'س' کی عفت 7; مریم 'س' کے فضائل 7

مشکل :

مشکل کا مقابلہ کرنے کی صورت 5

نامحرم:

نامحرم سے تنہائی کرنے سے پرہیز 10; نامحرم سے تنہائی کرنے کے آثار 9

قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكَ لِأَهَبَ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا (۱۹)

اس نے کہا کہ میں آپ کے رب کے فرستادہ ہوں کہ آپ کو ایک پاکیزہ فرزند عطا کردوں (19)

1_ حضرت جبرئیل نے حضرت مریم 'س' کی پریشانی دور کرنے کیلئے اپنا تعارف کروایا اور انہیں بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی

طرف سے بھیجے ہوئے ہیں _

قالت إني أعود قال إنما أنا رسول ربك

2_ حضرت جبرئیل نے حضرت مریم کو بچے کی بشارت دینے کے ساتھ انہیں پاکیزہ و بیٹا عطا کرنے کے حوالے سے

الہی نمائندہ ہونے کا تعارف کروایا _

636

قال إنما أنا رسول ربك لا ب لك غلاماً زكي

بیٹا عطا کرنے کی نسبت، حضرت جبرئیل کی طرف انکے اس الہی بخشش میں وسیلہ ہونے کی بناء پر ہے _ (زکی) مادہ "زکاء" سے ہے اسکا معنی (صلاح) ہے " مصباح " " تزکیہ " اور " زکاة " طہارت " پرورش ، برکت اور مدح کے معانی میں استعمال ہوتے ہیں ہر اور مقام پر اسکا مناسب معنی مراد ہے بچے کی طہارت اور پاکیزگی اسکی ذاتی صلاحیتوں کے حوالے سے ہے _

3_ حضرت مریم کو لائق اور پاکیزہ بچے کی عطا انکے رشد و کمال کا موجب اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا ایک جلوہ ہے _

قال إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكَ لَا ب لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا... قال ربك هو

کلمہ " رب " مندرجہ بالا مطلب کو بیان کر سکتا ہے _

4_ حضرت عیسیٰ (ع) ، اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت مریم کیلئے خصوصی عطا تھے _

إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكَ لَا ب لَكَ غُلَامًا زَكِي

اگرچہ حضرت عیسیٰ (ع) کی روح، حضرت مریم کو دیگر ذرائع سے بھی القاء کی جاسکتی تھی لیکن جبرئیل کا بھیجا جانا، مریم کو بشارت دینا اور اس عنایت کی خصوصیات شمار کرنا یہ سب کے سب اس عطا کے خصوصی ہونے پر دلالت کر رہے ہیں۔

5- ----- حضرت عیسیٰ (ع) کی پاکیزگی اور معنوی کمال، انکی ولادت سے قبل اللہ تعالیٰ کی جانب سے ضمانت شدہ تھے۔۔۔۔۔

إنما أنا رسول ربك لأب لك غلم

6_ صالح اور پاکیزہ فرزند، الہی عنایت ہے۔

لأب لك غلاماً زكب

7_ عن الباقر (ع) (فی قصۃ مریم) : تمثل لها الروح الأمين قال إنما أنا رسول ربك لا بب لك غلاماً زكياً فتقل فی جیبہا فحملت بعیسی (ع) (1)

امام باقر (ع) سے حضرت مریم کی داستان کے حوالے سے نقل ہوا ہے کہ روح الامین ان پر ظاہر ہوئے اور کہا : "إنما أنا رسول ربك لا بب لك غلاماً زكياً" پھر اپنے منہ کا لعاب انکے گریبان میں ڈالا تو وہ عیسیٰ (ع) سے حاملہ ہو گئیں۔

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات 3; اللہ تعالیٰ کی عطا 2، 4، 6

اللہ تعالیٰ کے نمائندے: 1

تربیت:

عیسیٰ کی ولادت کی بشارت 2

جبرئیل :

جبرئیل کی بشارتیں 2; جبرئیل کی ذمہ داری 2; جبرئیل کی شناخت اور مریم 1

روایت: 7

.....

1) قصص الانبیاء رواندی ص 264، ج 303، بحار الانوار ج 14 ص 215 ح 14_

637

عیسیٰ (ع) :

عیسیٰ کا کمال 5; عیسیٰ کی پاکیزگی کی ضمانت 5; عیسیٰ (ع) کے فضائل 5;

مریم (ع) :

مریم (ع) میں بیٹا ہونے کے آثار 3; مریم (ع) کے کمال کے اسباب 3; مریم (ع) کی پریشانی 1; مریم (ع) پر جبرائیل کا نزول

7; مریم (ع) پر نعمات 4; مریم (ع) کا حاملہ ہونا 7; مریم (ع) کا قصہ 1، 4، 7

نعمت :

فرزند صالح کی نعمت 6; نعمت عیسیٰ (ع) 4

تفسیر راہنما جلد 10

قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا (٢٠)

انہوں نے کہا کہ میرے یہاں فرزند کس طرح ہوگا جب کہ مجھے کسی بشر نے چھوا بھی نہیں ہے اور میں کوئی بد کردار

نہیں ہوں (20)

- 1_ حضرت مریم (ع) بغیر کسی بشر کے لمس کے بچہ دار ہونے کی خبر سن کر حیرت زدہ ہو گئیں _
 قالت اُنّی یكون لی غلم ولم یمسنی بشر
 (انی) حروف استفہام میں سے ہے اور اسکا معنی "کیف" یعنی کس طرح ہے یا "من این" یعنی کہاں سے ہے دونوں صورتوں میں تعجب کا معنی دے رہا ہے _
- 2_ حضرت مریم (ع) حضرت عیسیٰ (ع) کی بشارت سننے کے بعد زنا کی تہمت کے خوف سے پریشان تھیں _
 اُنّی یكون ولم اُك بغیّ
 اگر چہ جملہ (لم یمسنی بشر) حاملہ ہونے کے معمول کے مطابق ذرائع کی نفی کیلئے کا فی تھا لیکن جملہ (ولم اُك بغیّ) بھی مریم سے صادر ہوا ہے بعض نے اسے اس طرح قرینہ قرار دیا ہے کہ جملہ (لم یمسنی) میں صرف شرعی نکاح کی بات ہوئی ہے جب کہ (ولم اُك بغیّ) میں _ غیر شرعی کام کی نفی ہوئی ہے اور احتمال یہ بھی ہے کہ جملہ (لم یمسنی) سے مراد مطلقاً ہمبستری ہو اور جملہ (لم اُك بغیّ) کا اضافہ اس لیے ہو کہ مریم نے سمجھا حاملہ ہونے کی صورت میں زنا کی تہمت لگے گی تو یہ سب کہہ کر انہوں نے ظاہر کر دیا کہ اس تہمت کو برداشت کرنا ہمارے لیے سخت ہے _
- 3_ حضرت مریم (ع) نے جبرئیل، سے چاہا کہ وہ انہیں

638

- بتائے کہ کیسے بغیر باپ کے بیٹا پیدا ہوگا _
 قالت اُنّی یكون لی غلم ولم یمسنی بشر ولم اُك بغی
 4_ حضرت مریم (ع) کا ماضی درخشاں اور تقدس و پاکیزگی کی راہ پر ہر قسم کے انحراف سے پاک تھا _
 قالت اُنّی یكون لی غلم ولم اُك بغی
 (بغی) اس عورت کو کہا جاتا ہے کہ جو نا محرم لوگوں سے غیر شرعی تعلق رکھے _
- 5_ حضرت مریم (ع) ، حضرت جبرئیل کا سامنا کرتے وقت، ایک باکرہ اور غیر شادی شدہ لڑکی تھیں _
 قالت انّی یكون لی غلم ولم یمسنی بشر
- 6_ حضرت مریم (ع) ، حضرت عیسیٰ (ع) کی ولادت کی بشارت سننے کے وقت حمل کیلئے مناسب عمر اور صحیح و سالم جسم کی مالک تھیں _
 ولم یمسنی بشر ولم اُك بغی
 حضرت مریم (ع) کے کلام میں جو کچھ حضرت عیسیٰ (ع) کی پیدا نشے میں مانع بیان ہوا ہے وہ سب باپ کے نہ ہونے کے بارے میں ہے انہوں جسمانی حوالے سے عاجزی کا اظہار نہیں کیا لہذا اس حوالے سے کوئی مشکل نہیں تھی _
- 7_ زنا، تمام الہی ادیان میں ایک غیر شرعی اور قابل نفرت کام ہے _
 ولم اُك بغی
- 8_ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ لوگ، دنیا دی کاموں میں الہی ارادہ کے متحقق ہونے کے سلسلے میں معجزہ کے منتظر نہیں ہوتے بلکہ اسکے لیے طبعی راہوں سے جستجو کرتے تھے _
 قالت اُنّی یكون لی غلم ولم یمسنی بشر
- حضرت مریم (ع) اگر چہ الہی قدرت پر ایمان رکھتی تھیں لیکن جب انہوں نے بچے کی خوشخبری سنی تو طبعی راہ کے حوالے سے کسی صورت میں نتیجہ پر نہ پہنچی اور اس جملہ (اُنّی یكون لی غلام) کے ساتھ اس ولادت کی کیفیت پوچھی معلوم ہوا کہ اس حوالے سے طبعی اسباب انکی نگاہوں سے دور نہیں تھے _
- 9_ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کا عظیم مقام، انکے الہی فرشتوں کی ذمہ داریوں میں تعجب اور جستجو اور الہی افعال کے حوالے سے مزید معلومات حاصل کرنے میں مانع نہیں ہے _
 قالت اُنّی یكون لی غلم ولم یمسنی بشر

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے جارے ہونے کے مقامات 8

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ :
 اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کا انتظار 8; اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے مقامات 9; اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور فرشتوں کی ذمہ داری 9
 جبرائیل :
 جبرائیل سے سوال 3
 زنا :

639

آسمان ادیان میں زنا کی پلیدگی 7

مریم :

مریم کا باکرہ ہونا 5; مریم کا بچہ ہونے کے حوالے سے سوال 3; مریم کا بہترین ماضی 4; مریم کا تعجب 1; مریم کا حاملہ ہونا 6; مریم کا قصہ 1، 2، 3، 5، 6; مریم کو بشارت 1; مریم کو زنا کی تہمت لگانا 2; مریم کی پریشانی 2; مریم کی سلامتی 6; مریم کی عفت 4; مریم کی طلب 3; مریم کے حاملہ ہونے کی خصوصیات 1; مریم کے فضائل 4

قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا (٢١)

اس نے کہا کہ اسی طرح آپ کے پروردگار کا ارشاد ہے کہ میرے لئے یہ کام آسان ہے اور اس لئے کہ میں اسے لوگوں کے لئے نشانی بنادوں اور اپنی طرف سے رحمت قرار دیدوں اور یہ بات طے شدہ ہے (21)

1_ حضرت جبرائیل نے حضرت مریم (ع) کے تعجب کو بجا جانا اور انکی عفت و پاکیزگی پر گواہی دی _
 قال كذا لك

(كذا لك) مبتدا محذوف کی خبر ہے اور حرف تشبیہ اور اسم اشارہ کا مرکب ہے _ اسکا مشارالیه ممکن ہے گفتار مریم ہو، اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہو گا کہ اگر چہ بات وہی ہے جو آپ نے کہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کام مشکل نہیں ہے _

2_ حضرت جبرائیل نے حضرت مریم (ع) کے سوال اور پریشانی کے جواب میں الہی وعدہ کے حتمی ہونے اور انکے حضرت عیسیٰ (ع) کا حمل اٹھانے پر تاکید فرمائی _
 قال كذا لك

اگر (كذا لك) کا مشارالیه خود حضرت جبرائیل کی رسالت کا مضمون ہو تو اس صورت میں بشارت کے حتمی واقع ہونے پر تاکید ہے یعنی بات وہی ہے جو میں نے کہی _

3_ بغیر باپ کے بیٹے کی عطا، اللہ تعالیٰ کیلئے نہایت آسان سی بات ہے _
 ہو عليّ بَيِّن

(بَيِّن) صفت مشبہ ہے جس کا مادہ "ہون" ہے یعنی آسان اور راحت _

4_ حضرت عیسیٰ (ع) کی ولادت غیر معمولی اور معجزاتی تھی _
 قال ربك هو عليّ بَيِّن

640

5_ معمول کے مطابق علل و اسباب اور طبیعی راستے اللہ تعالیٰ کے ارادے اور قدرت میں محدودیت پیدا نہیں کر سکتے _
 قال ربك هو عليّ بَيِّن

بغیر باپ کے بچہ کی ولادت کے حوالے سے جو مشکل تصور ہو سکتی ہے وہ بعض طبیعی اسباب کا فقدان ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس راہ سے ہٹ کر کام کو نہایت آسان اور سادہ شمار کیا ہے تو یہ مسئلہ در حقیقت اللہ تعالیٰ کی طبیعی علل و اسباب پر حاکمیت کو بیان کر رہا ہے _

6_ کائنات میں ہونے والے واقعات کے علل و اسباب، صرف طبیعی نہیں ہیں _
 قال ربك هو عليّ بَيِّن

- 7_ کرامات اور غیر معمولی اشیاء کا وقوع، صرف پیغمبروں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔
قال ربك هو عليّ بنين
- 8_ صرف طبیعی علل و اسباب پر نظر جمانا درحقیقت الہی ارادہ و منشاء پر متوجہ ہونے سے مانع ہے۔
انی یكون لی غلم هو عليّ بنين
- 9_ حضرت مریم کی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی طرف توجہ نے انہیں حضرت عیسیٰ (ع) کے حمل کی آسانی اور ممکن ہونے کے حوالے سے مطمئن کیا۔
قال ربك
- 10_ حضرت عیسیٰ (ع) کی باپ اور معمول کے مطابق ذرائع کے بغیر ولادت با مقصد اور بہت زیادہ فوائد پر مشتمل تھی۔
هو عليّ بنين ولنجعلہ اية للناس
- احتمال ہے کہ عبارت (لنجعلہ) علت محذوف پر عطف ہو یعنی "خلقناه من غير أب لا غراض لا مجال لذكرها و لنجعلہ" تو اس حذف کا فائدہ (ابہام) قرار پایا یعنی اس کا ہدف اس قدر عظیم اور وسیع ہے کہ جو کلام میں نہیں سما سکتا ہے۔
- 11_ حضرت عیسیٰ (ع) اور انکی بغیر باپ کے ولادت، لوگوں کے لیے الہی قدرت سے آشنا ہونے کیلئے بہت بڑی نشانی ہے۔
ولنجعلہ اية للناس
- (لنجعلہ) میں مفعول کی ضمیر، حضرت عیسیٰ (ع) کی طرف لوٹ رہی ہے۔ آیت میں تنوین تفخیم کا فائدہ دے رہی ہے یعنی اس لیے عیسیٰ (ع) کو تجھے عطا کیا کہ اسے لوگوں کیلئے عظیم نشانی قرار دو۔
- 12_ حضرت عیسیٰ (ع)، اللہ تعالیٰ کی جانب سے لوگوں کیلئے عظیم رحمت کا جلوہ ہیں۔
ولنجعلہ و رحمة منّ
- (رحمة) کے (اية للناس) پر عطف کے قرینہ کی بناء و پر مراد، لوگوں پر رحمت ہے۔
- 13_ حضرت عیسیٰ (ع) کی بغیر باپ کے ولادت اور انکا الہی قدرت و رحمت کی نشانی ہونا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے شدہ امور تھے کہ جن میں کسی قسم کی تبدیلی کی گنجائش نہیں تھی۔
كذلك ... ولنجعلہ اية للناس و رحمة منّا و كان أمراً مقضی

641

- جملہ (کان أمراً مقضیاً) ممکن ہے صرف حضرت عیسیٰ (ع) کی ولادت کے بارے میں ہو اور ممکن ہے آیت میں مذکور تینوں موضوعات کے بارے میں ہو (مقضیاً) مادہ "قضا" سے اسم مفعول ہے یعنی وہ جو حتمی ہے اور فیصلہ ہو چکا ہے۔ لفظ (امر) فرمان اور واقعہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے یہاں کلمہ مقضیاً دوسرے معنی کے مراد ہونے پر قرینہ ہے۔
- 14_ الہی طے شدہ امر، تبدیل نہیں ہو سکتا۔
وكان أمراً مقضی

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی رحمت کی علامات 12، 13؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی حاکمیت 5؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی علامات 11؛ اللہ تعالیٰ کی قضاء کا حتمی ہونا 14؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی حاکمیت 5؛ اللہ تعالیٰ کے افعال 3؛ اللہ تعالیٰ کے طے شدہ امور 13؛ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا حتمی ہونا 2

تربیت:

حضرت عیسیٰ (ع) کی ولادت کی بشارت 2

حمل :

بغیر شوہر کے حمل 3

جبرائیل :

جبرائیل سے سوال 2؛ جبرائیل کی گواہی 1

ذکر :

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے ذکر کے آثار 9؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ذکر سے مانع 8؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے ذکر سے مانع 8

طبیعی اسباب :

طبیعی اسباب کا کردار 8;6;5

عیسیٰ (ع) :

اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے عیسیٰ (ع) کا ہونا 13; 11; 13 عیسیٰ (ع) کا رحمت ہونا 13; 12; 13 عیسیٰ کی ولادت کا حتمی ہونا 13;

عیسیٰ (ع) کی ولادت کا فلسفہ 10; عیسیٰ کی ولادت کا معجزہ ہونا 13; 11; 4 عیسیٰ کی ولادت میں عظیم فوائد ہونا 10

عیسیٰ کی معجزانہ ولادت 4; 11; 13

کرامات :

غیر انبیاء کی کرامات 7

مریم (ع) :

مریم (ع) کے اطمینان کے اسباب 9; مریم (ع) کی پریشانی 2; مریم (ع) کا تعجب 1; مریم (ع) کا حمل 9; مریم (ع) کا قصہ

1; 2; 9; مریم (ع) کی پاکیزگی پر گواہ لوگ 1

نظام اسباب:

6;5

واقعات :

واقعات کا سرچشمہ 7

642

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا (۲۲)

پھر وہ حاملہ ہو گئیں اور لوگوں سے دور ایک جگہ چلی گئیں (22)

1_ حضرت مریم (ع) ، اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور حکم کی بناء پر بغیر کسی سے جنسی آمیزش حاملہ ہو گئیں _

فحملتہ

2_ حضرت مریم (ع) نے حضرت عیسیٰ (ع) کا حمل اٹھا نے کے بعد اپنے عزیز واقرباء کے علاقہ سے الگ ہو کر دور

کسی جگہ پر بسیرا کیا _

فحملتہ فانتبذت بہ ومکاناً قاصی

(انتبذ) کا مادہ (نبذ) ہے اسکا معنی دوری اختیار کرنا ہے اور (بہ) میں (با) ہرابی یا سبب کیلئے ہے یعنی مریم حمل کے

ساتھ یا اسکی وجہ سے دور گئیں (قاصی) صفت مشبہ ہے اور اسکا معنی دور ہے _

3_ حضرت مریم (ع) ، حمل کی وجہ سے کافی پریشانیوں میں گھر گئیں _

فحملتہ فانتبذت بہ مکاناً قاصی

محل سکونت چھوڑ کر دور کسی جگہ چلے جانا بتاتا ہے کہ مریم (ع) لوگوں کا سامنا کرنے اور انہیں جواب دینے سے

پریشان تھیں (انتبذ) کا لغوی معنی (کسی ایسے آدمی کا گوشہ نشینی اختیار کرنا جو لوگوں میں اپنے حاضر ہونے کی

اہمیت نہیں دیکھتا) یہ معنی بھی اسی مطلب کی تائید میں ہے _

4_ عن الرضا (ع) قال : ليلة خمس و عشرين من ذی القعدة ولد فیہا عیسیٰ (ع) بن مریم (ع) ... (1) امام رضا (ع) سے روایت

نقل ہوئی ہے کہ ذی القعدة کی پچیسویں شب میں حضرت عیسیٰ (ع) ، کی ولادت ہوئی _

5_ عن سلیمان الجعفری قال: قال أبو الحسن الرضا (ع) : أتدری مما حملت مریم (س) ؟ فقلت : لا الا ان تخبرنی فقال : من تمر

الصرافان نزل بہا جبرئیل ، فاطعمہا فحملت (2) سلیمان جعفری سے روایت ہوئی ہے کہ امام رضا (ع) نے فرمایا کیا تمہیں

معلوم ہے کہ مریم (ع) کس چیز سے

.....

(1) من لا یحضرہ الفقیہ ج2 ص54 ح15 ، مسلسل 238 ، بحار الانوار ج14 ص214 ح13

(2) محاسن برقی ج 2 ص 537 ب 110 ح 811 ، بحار الانوار ج 14 ص 217 ح 18_

643

حاملہ ہوئیں میں نے کہا نہیں لیکن آپ بتائیں تو انہوں فرمایا: صرفان (1) کی کھجور سے جو کہ ان کیلئے حضرت جبرئیل لائے تھے وہ انہیں کھلا ئیں تو وہ حاملہ ہوئیں۔
 6_ عن ابی الحسن موسیٰ (ع) ...اليوم الذي حملت فيه مريم (س) يوم الجمعة للزوال (2) امام كاظم (ع) سے روایت ہوئی کہ وہ دن کہ مریم حاملہ ہوئیں وہ جمعہ کا دن زوال کے قریب وقت تھا۔
 7_ عن أبی عبد اللہ (ع) قال إن مريم (ع) ... حملته سبع ساعات (3) امام صادق (ع) سے روایت ہوئی کہ ... بلاشبہ مریم سات گھنٹے تک حضرت عیسیٰ سے حاملہ رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی مشیت 1; اللہ تعالیٰ کے وادار

روایت :

7;6;5;4

عیسیٰ (ع):

حضرت عیسیٰ کی تاریخ ولادت 4

مریم :

مریم کا حمل 2; مریم کے حمل کا سرچشمہ 1; مریم کا قصہ 1، 2، 7; مریم کی پریشانی کے اسباب 3; مریم کی گوشہ نشینی 2; مریم کے حمل کا وقت 6; مریم کے حمل کی کیفیت 5; مریم کے حمل کی مدت 7; مریم کے حمل کے آثار 3

فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَذَا وَكُنْتُ نَسِيًّا مَّسِيًّا (٢٣)
 پھر وضع حمل کا وقت انہیں ایک کھجور کی شاخ کے قریب لے آیا تو انہوں نے کہا کہ اے کاش میں اس سے پہلے ہی مرگئی ہوتی اور بالکل فراموش کر دینے کے قابل ہوگئی ہوتی (23)

1) صرفان کی کھجور وہ ہے کہ جو گرمیوں میں پیدا ہوتی ہے لیکن مقوی ہونے کی بناء پر سردیوں میں استعمال ہوتی ہے۔
 2) کافی ج 1 ص 480 ح 4 بحار الانوار ج 14 ص 213 ح 11
 3) قصص الانبیاء ص 266 ح 305 فصل 1 بحار الانوار ج 14 ص 216 ح 17،

644

1_ بچے کی ولادت کا درد، حضرت مریم (س) کو کھجور کے درخت کے تنے کے پاس لے گیا۔
 فأجاءها بالمخاض إلى جذع النخلة
 کلمہ (ا جائ) فعل (جائ) کا متعدی ہے یعنی لے گیا اور (مخاض) یعنی بچے کی ولادت کا درد۔
 2_ بچے کی ولادت کے وقت، حضرت مریم بغیر کسی خوف کے رہا نشے ی علاقہ سے دور تنہا رہ رہی تھیں۔
 مكاناً قصياً فأجاءها بالمخاض إلى جذع النخلة
 جملہ (أجاءها بالمخاض) میں مریم کو درخت کے پاس لانے کی نسبت دردزہ کی طرف دی گئی ہے اور بعد و الی آیات میں بتایا گیا ہے کہ مولود نے انہیں پانی کی طرف راہنمائی کی۔ اور مریم نے کھجور کھانے کیلئے خود درخت کو بلا یا یہ سب قرآن بتاتے ہیں کہ حضرت مریم بچے کی ولادت کے وقت تنہا تھیں۔
 3_ حضرت مریم (ع) کا وضع حمل ایسے علاقہ میں ہوا کہ جہاں آب و ہوا گرم تھی اور کھجوروں کے درخت تھے۔
 فأجاءها بالمخاض إلى جذع النخلة
 (نخل) یعنی کھجور ایسی زمین میں پیدا ہوتی ہے کہ جہاں آب و ہوا گرم ہو۔
 4_ وہ کھجور کا درخت کہ جسکے پاس حضرت مریم نے پناہ لی ایک معین اور خشک درخت تھا۔
 فأجاءها بالمخاض إلى جذع النخلة

(النخلة) معرفہ ہے اور اس پر (الف و لام) ہو سکتا ہے عہد ذہنی ہو یعنی وہ عہد جو اللہ تعالیٰ اور مریم کے درمیان یا وہ عہد جو اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم (ص) کے درمیان ہوا تھا اور یہ نہیں کہا گیا (إلى النخلة) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس درخت کے قریب حضرت مریم نے پناہ لی تھی وہ سوا ئے درخت کے تنہ کے کچھ نہیں تھا بعد والی آیات کہ جس میں بتایا گیا کہ حضرت کو پانی کی موجودگی اور کھجور کھانے کیلئے درخت کو حرکت دینے کے بارے میں آگاہ کیا گیا یہ آیات بھی بتاتی ہیں یہاں معمول سے ہٹ کر معجزانہ طریقہ سے پانی اور کھجور حاصل ہوئی ہیں ورنہ مریم ان دونوں چیزوں کو جاننے کیلئے کسی راہنمائی کی محتاج نہیں تھیں۔

5_ حضرت مریم نے وضع حمل کے وقت آرزو کی کاش وہ حاملہ ہونے سے پہلے مرچکی ہوتی اور انکی یا دبی باقی نہ رہتی۔

فأجاء با المخاض قالت ی لیتنی مت قبل ہذا و کنت نسیاً منسی

جملہ (و کنت نسیاً منسیاً) بتاتا ہے کہ حضرت مریم کی موت کی آرزو کرنے کی وجہ لوگوں کی زبانوں کے زخموں سے بچنا تھا اگرچہ (ألا تحزنی قد جعل ...) کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی اور غذا کے نہ ہونے نے بھی انہیں غمگین کیا ہوا تھا لیکن یہ سارے نتائج اسی زبان کے زخموں سے بچنے کی وجہ سے ہیں کہ میں حاملہ ہونے سے پہلے کاش مر جاتی کہ لوگوں کی زبانوں کے زخموں سے بچنے کیلئے یوں سرگرداں نہ ہوتی۔

6_ حضرت مریم کا دکھ اور روحی پریشانی، حضرت عیسیٰ (ع) کی

645

ولادت کے وقت قابل بیان نہیں تھا۔

فاجاء با المخاض إلى جذع النخلة قالت ی لیتنی مت قبل ہذا و کنت نسیاً منسی

حضرت مریم (ع) جو کہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایات کی حامل تھیں ان سے موت کی آرزو یقیناً ایسے شرائط میں ہوئی ہوگی کہ جب حالات انکی برداشت اور طاقت سے باہر ہو گئے ہونگے۔ بعد والی آیات کے قرینہ سے یہ حالت تہمت لگنے کے احتمال اور سرگرداں ہونے سے اندرونی دباؤ کی بناء پر تھی۔

7_ حاملہ ہونے کی حالت میں یا وضع حمل کے بعد موت حضرت مریم کی پریشانیوں کو ختم نہیں کر سکتی تھی۔

ی لیتنی مت قبل ہذا

حضرت مریم کے کلام میں (ہذا) اصل حمل کی طرف اشارہ ہے۔ نہ کہ سرگرداں ہونے یا وضع حمل کی تکلیف اور تنہائی چونکہ یہ سب چیزیں حضرت مریم (ع) نے لوگوں کی زبانوں کے زخموں سے بچنے کی خاطر قبول کی تھیں وہ تو اپنے لیے زنا کی تہمت لگنے سے حتیٰ کہ موت کے بعد بھی خوفزدہ نہیں لہذا اس تہمت سے بچنے کی صورت انکے لیے حاملہ ہونے سے پہلے مرنے کی صورت میں تھی۔

8_ حضرت مریم (ع) نے اپنے حاملہ ہونے کو مکمل طور پر لوگوں سے چھپا یا ہوا تھا۔

مکاناً قصیاً فاجاء با المخاض ی لیتنی مت قبل ہذا و کنت نسیاً منسی

لوگوں سے دور چلے جانا اور وضع حمل کے وقت تنہائی اور بغیر سرپرست کے ہونا یہ چیز بتاتا ہے کہ اس وقت تک حضرت مریم (ع) نے اپنے حاملہ ہونے کو لوگوں سے چھپا یا ہوا تھا۔

9_ بعض صورتوں میں موت کی خواہش جائز اور پسندیدہ ہے۔

ی لیتنی مت قبل ہذا

10_ انسان کی آبرو اور شخصیت، اسکی مادی زندگی سے اہم ہے

ی لیتنی مت قبل ہذا

یہ جو حضرت مریم (ع) نے بغیر آبرو کی زندگی کو موت پر ترجیح دی ہے اس سے مذکورہ حقیقت کا استفادہ ہوتا ہے

11_ حضرت مریم (ع) انسانی حالات اور احساسات کی حامل تھیں۔

ی لیتنی مت قبل ہذا

حضرت مریم (ع) کا اپنے اندر غیر عادی امور کے ظاہر ہونے سے رنجیدہ اور بھوک و پیاس سے متاثر ہونا، اسی طرح دیگر طبیعی اسباب و غیرہ بتاتے ہیں کہ حضرت مریم (ع) بشری صفات کی مالک انسان تھیں اور بعض عیسائیوں کی طرف سے انکے بارے میں الوہیت کے خیالات کے باطل ہونے پر دلیل ہے۔

12_ حضرت مریم (س) لوگوں میں انتہائی معروف اور اہم شخصیت کی مالک تھیں۔

ی لیتنی کنت نسیاً نسی

13_ لوگوں میں حضرت مریم(ع) کی عفت و پاکیزگی کے حوالے سے شہرت ان میں حضرت عیسی(ع) کی ولادت کے حوالے سے لوگوں کے ذہن میں منفی ردعمل کے حوالے سے پریشانی بڑھ رہی تھی۔

646

ی لیتنی مت قبل ہذا و کنت نسیاً نسی

(نسی) ایسی چیز ہے کہ جسکی خاص اہمیت نہیں ہے اگرچہ وہ الہی لوگوں کی یاد سے محو نہ ہو (مفردات راغب) اس کلمہ کی (منسیاً) سے توصیف (یعنی فراموش شدہ) بتا رہی ہے کہ حضرت مریم نے صرف فراموش شدہ ہونے کی صلاحیت کی آرزو نہیں کی بلکہ حقیقی طور پر فراموش ہونے کی آرزو کی۔ حضرت مریم(ع) کی یہ آرزو و بناتی ہے وہ اس سے پہلے معاشرہ میں ایک باعزت شخصیت تھیں چونکہ واقعہ لوگوں میں منفی رد عمل پیدا کر سکتا تھا لہذا اس حوالے سے پریشان تھیں۔

14_ روی عن الصادق(ع) فی قول مریم (یا لیتنی مت قبل ہذا : لا نہا لم ترفی قومہا رشیداً ذافراسۃ ینزہا من السوء (1)امام صادق (ع) سے حضرت مریم(ع) کا حضرت عیسی(ع) کی ولادت کے وقت موت کی آرزو کے قول کے حوالے سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا : یہ اس لیے تھا کہ ان کو اپنی قوم میں کوئی ایسا با شعور شخص نظر نہیں آتا تھا کہ جو انہیں زنا کی تہمت سے بری قرار دیتا۔

15_ عن الصادق (ع) (فی قصۃ مریم) ان زکریا و خالتہا أقبلا یقصان أثرہا حتیٰ بجما علیہا و قد وضعت ما فی بطنہا و ہی تقول : "یا لیتنی مت قبل ہذا و کنت نسیاً منسیاً"(2) (حضرت مریم(ع) کی داستان کے حوالے سے) امام صادق (ع) سے روایت ہوئی کہ حضرت زکریا(ع) اور حضرت مریم(ع) کی خالہ انکی تلاش میں تھے کہ ایک دم وہ مل گئیں اس حال میں کہ حضرت عیسی (ع) دنیا میں قدم رکھ چکے تھے اور وہ کہہ رہی تھیں۔

آبرو :

آبرو کی اہمیت 10

آرزو :

موت کی آرزو 5;14;15; موت کی آرزو کا جائز ہونا 9

احکام :9

روایت :

15;14

زندگی :

زندگی کی اہمیت 10

عیسی (ع) :

عیسی (ع) کی ولادت کے آثار 13

مریم (ع) :

مریم(ع) کا احترام 12; مریم (ع) کا بشر ہونا 11 ; مریم(ع) کا حمل چھپا نا 8; مریم (ع) کا غم 6; مریم(ع) کا قصہ 2، 3، 4، 5، 6، 7، 8، 14، 15; مریم (ع) کا وضع حمل 5، 6; مریم(ع) کی آرزو 5، 15; مریم(ع) کی آرزو کا فلسفہ 14; مریم (ع) کی پریشانی 6، 7; مریم(ع) کی پریشانی کے اسباب 13;

.....

1 (مجمع البیان ج6 ص790، نور الثقلین ج3 ص330 ح46_
2(کمال الدین صدوق ج1، ص158 ب7 ح17، بحار الانوار ج13 ص449 ح10_

647

مریم 'س' کی پناہ گاہ 1، 2؛ مریم (ع) کی پناہ گاہ کی موقعیت 3؛ مریم (ع) کی تنہائی 2؛ مریم (ع) کی شہرت 13؛ مریم (ع) کی عفت 13؛ مریم (ع) کی فراموشی 5؛ مریم (ع) کی معاشرتی موقعیت 12؛ مریم (ع) کی دعوت 7؛ مریم (ع) کے احساسات 11؛ مریم (ع) کے قصہ میں کھجور کے گذشتہ آیات میں (فحملته فانتبذت به) درخت کی خصوصیات 4؛ مریم (ع) ے قصہ میں نخل 1؛ مریم (ع) کے وضع حمل کی خصوصیات 2؛ مریم (ع) کے وضع حمل والا مقام 3؛ مریم (ع) میں وضع حمل کے درد کے آثار 1

تفسیر راہنما جلد 10

فَنَادَاهَا مِن تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا (٢٤)

تو اس نے نیچے سے آواز دی کہ آپ پریشان نہ ہوں خدا نے آپ کے قدموں میں چشمہ جاری کر دیا ہے (24)

- 1_ حضرت مریم (ع) کا کھجور کے درخت کے قریب، وضع حمل ہوا اور حضرت عیسیٰ (ع) نے دنیا میں قدم رکھا۔
فاجاء بالمخاض إلى جذع النخلة... فنادی ه
(فناداها) میں فاء فصیحہ ہے اور اپنے سے پہلے ایک محذوف جملہ کی حکایت کر رہی ہے اور جملہ کا مطلب حضرت عیسیٰ کی کھجور کے درخت کے قریب ولادت ہے۔
- 2_ حضرت عیسیٰ (ع) نے وضع حمل کے بعد اپنی والدہ سے انکے روحی و جسمانی حوالے سے سخت ترین حالات میں ان سے کلام کیا اور انہیں حوصلہ دیا۔
فحملته فنادی ہا من تحتها ألا تحزني
کی ضمیروں کے قرینہ سے (نادی) میں فاعلیٰ ضمیر سے مراد حضرت عیسیٰ (ع) ہیں اور فناداها کی ضمیر کی مانند (من تحتها) کی ضمیر سے بھی مراد حضرت مریم ہیں بعض نے (نادی) کا فاعل حضرت جبرئیل کو جانا اور (من تحتها) کی ضمیر کو نخل یا حضرت مریم کی طرف لوٹا یا ہے لیکن جو کچھ کہا گیا ہے وہ سیاق و سباق آیات سے زیادہ مناسب ہے۔
- 3_ حضرت عیسیٰ (ع) نے پیدا ہوتے ہی اپنی والدہ حضرت مریم (ع) کو غم نہ کرنے کی نصیحت کی۔
فنادی ہا من تحتها ألا تحزني
- 4_ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ (ع) کی ولادت کے ساتھ ہی حضرت مریم کے ٹھہر نے کی جگہ کے نیچے سے

648

- چشمہ جاری کیا۔
فنادی ہا من تحتها ألا تحزني قد جعل ربك تحتك سري
(سری) سے مراد چھوٹا سا پانی کا نالہ اور یہ (رفیع) کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے لیکن بعد والی آیات میں جملہ "اشربی" پہلے معنی پر ہی قرینہ ہے۔
- 5_ حضرت عیسیٰ (ع) نے پیدا ہوتے ہی اپنی والدہ حضرت مریم (ع) کو انکے ہاتھ کے نیچے سے چشمہ جاری ہونے کی خوشخبری دی۔
فنادی ہا قد جعل ربك تحتك سري
- 6_ وضع حمل کے وقت پانی کا نہ ہونا، حضرت مریم (ع) کیلئے شدید پریشانی کا باعث تھا۔
ألا تحزني قد جعل ربك تحتك سري
(قد جعل) جملہ (ألا تحزني) کیلئے علت ہے یعنی غم نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ کے نیچے سے پانی جاری کر دیا ہے یہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ مریم کس قدر پانی کیلئے پریشان تھیں اور اس خوشخبری نے انکی خوشی میں کتنا

کردار ادا کی

7_ خواتین، وضع حمل کے بعد بالخصوص وضع حمل کے اوائل میں ہی پینے کے پانی، روحانی و نفسیاتی سکون اور حزن و غم کے نہ ہونے کی محتاج ہوتی ہیں۔

ألا تحزنی قد جعل ربك تحتك سري

حضرت مریم (ع) کو غم نہ کرنے کی نصیحت اور جو چیز انہیں خوشحال کرسکتی ہے (جاری پانی) اسکے فراہم کرنے کی طرف اشارہ ہے کہ وضع حمل کے بعد اطمینان و سکون خواتین کیلئے کس قدر ضروری ہے۔

8_ شائستہ اور پاکیزہ لوگوں کی امداد کو پہنچنا بالخصوص مشکل ترین حالات میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا جلوہ ہے۔
قد جعل ربك تحتك سري

9_ طبیعی اسباب کا عمل کرنا درحقیقت فعل خدا ہے۔

قد جعل ربك تحتك سري

چشمہ کے جاری ہونے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف یہ نکتہ واضح کر رہی ہے کہ چونکہ طبیعی اسباب درحقیقت الہی افعال کے جاری ہونے کے مقامات ہیں لہذا انکافعل خدا کا فعل ہے۔

10_ کائنات، اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مشیت کی تسخیر میں ہے۔

قد جعل ربك تحتك سري

بہ بھی ممکن ہے کہ چشمہ جاری کرنے کی نسبت اسیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف ہو کہ طبیعی اسباب سوائے اللہ تعالیٰ کی اجازت کے کچھ نہیں کر سکتے۔

11_ حضرت عیسیٰ (ع) کے خاص صفات انکی ولادت کے پہلے لمحہ سے ہی ظاہر ہو گئیں۔

فنادی با من تحتها ألا تحزنی قد جعل ربك تحتك سري

کلمہ (من تحتها) (انکے نیچے سے) بتا رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ (ع) نے اس وقت یہ جملہ فرمایا تھا کہ ابھی انکی والدہ نے انہیں اپنی گود میں پر لیا تھا والدہ کے حالات کو سمجھنا اور انکے روحی احساسات کو درک کرنا، حضرت عیسیٰ (ع) کی عمیق صلاحیتوں کا ثبوت۔

649

12_ حضرت مریم (ع) کے وضع حمل کے بعد الہی فرشتہ (جبرئیل) نے انکے پاؤں کے نیچے سے پانی جارے ہونے کی خبر دی۔

فنادی با من تحتها ألا تحزنی قد جعل ربك تحتك سري

احتمال ہے کہ (فنادی) میں فاعلی ضمیر الہی فرشتہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔

13_ (عن أبي جعفر (ع) : ضرب عیسیٰ (ع) برجله فظهرت عين ماء تجرى (1) امام باقر (ع) سے روایت نقل ہوئی ہے کہ ولادت کے وقت حضرت عیسیٰ (ع) نے اپنے پاؤں کو زمین پر مارا تو جاری پانی کا چشمہ ظاہر ہو گیا۔

14_ قال رسول الله (ص) : و هذا عیسیٰ (ع) من مریم (ع) قال الله عزوجل فيہ (فنادی با من تحتها ألا تحزنی فکلم الله وقت مولده (2) رسول خدا (ص) سے روایت ہوئی کہ آپ نے فرمایا : یہ حضرت عیسیٰ بن مریم (ع) تھے کہ جنکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا : (فنادی با من تحتها ألا تحزنی) پس عیسیٰ (ع) نے ولادت کے وقت اپنی والدہ سے کلام کیا۔

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی امداد وں کا پیش خیمہ 8; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات 8; اللہ تعالیٰ کی مشیت کی حاکمیت 10; اللہ تعالیٰ کے

افعال 4، 9

پاکیزہ لوگ:

پاکیزہ لوگوں کی امداد 8

پانی :

پانی کا چشمہ 13

جبرئیل :

جبرئیل اور مریم 12

روایت: 13;14

ضروریات :

آرام کی ضرورت 7

طبیعی اسباب :

طبیعی اسباب کا کردار 7

طبیعت :

طبیعت کی تسخیر 10

عیسی (ع) :

عیسی (ع) کا حوصلہ دینا 2; عیسی (ع) کا قصہ 2; 3; 13; 14; عیسی (ع) کا معجزہ 13; عیسی (ع) کا لو مولود حالت میں بات کرنا 2; 3; 14; عیسی (ع) کی بشارتیں 5; عیسی (ع) کی خصوصیات 11; عیسی (ع) کی ولادت 4; عیسی (ع) کی ولادت کی خصوصیات 11; عیسی (ع) کی نصیحتیں 3

مریم (ع) :

مریم (ع) کا غم 3; مریم (ع) کا قصہ 2; 3; 5; 6; مریم (ع) کا وضع حمل 12; مریم (ع) کو بشارت 5; مریم (ع) کو حوصلہ ملنا 2; مریم (ع) کو نصیحت 3; مریم (ع) کو وحی 12; مریم (ع) کی پریشانی کے اسباب 6; مریم (ع) کے قصہ میں پانی کی

.....

(1) مجمع البیان ج 6 ص 790، بحار الانوار ج 14 ص 226،
(2) روضة الواعظین ص 83 بحار الانوار ج 14 ص 220 ح 32

650

نہر 4; 5; مریم (ع) کے قصہ میں کھجور 1; مریم (ع) کے وضع حمل کا مکان 1; وضع حمل کے وقت مریم (ع) کا پانی کے بغیر ہونا 6

وضع حمل :

وضع حمل کے دوران آرام و سکون کی اہمیت 7; وضع حمل میں معنوی ضروریات 7

وَهْزِي إِلَيْكَ بِجَذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطُ عَلَيْكَ رُطْبًا جَنِيًّا (٢٥)

اور خرّمے کی شاخ کو اپنی طرف ہلائیں اس سے تازہ تازہ خرّمے گر پڑیں گے (25)

1_ حضرت عیسی (ع) نے پیدا ہوتے ہی اپنی والدہ مریم (ع) کو کھجور کے درخت کو بلانے اور اسکے پھل کو تناول کرنے کے حوالے سے راہنمائی کی۔

وَهْزِي إِلَيْكَ بِجَذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطُ عَلَيْكَ رُطْبًا جَنِيًّا

(بز) یعنی دائیں بائیں بلانا اور قرینہ (إِلَيْكَ) کی مدد سے یہاں کھینچنے کے معنی میں بھی استعمال ہو اے۔ لہذا "هْزِي إِلَيْكَ" یعنی درخت کو اپنی طرف کھینچیں اور دائیں بائیں ہلائیں یہ راہنمائی جیسا کہ بعد والی آیات سے ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت مریم کی غذا کے حوالے سے ضرورت پوری کرنے کیلئے تھی۔

2_ وہ کھجور کا درخت جس کے قریب حضرت مریم کا وضع حمل ہوا تھا وہ بغیر پھل کے تھا۔

وَهْزِي إِلَيْكَ بِجَذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطُ عَلَيْكَ رُطْبًا جَنِيًّا

جملہ (تساقط عليك) حضرت مریم پر احسان و عنایت کی وضاحت کر رہا ہے نہ کہ معمول کے مطابق درخت کے بلانے کے نتیجہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں تو راہنمائی کی ضرورت ہی نہ تھی۔ لہذا درخت کو بلانے کے بعد اسمیں کھجور ظاہر ہوئی اور وہ نیچے گری اس کلام میں کلمہ جذع کا مضاف ہونا اور تساقط کی نخلة کی طرف نسبت بتا رہی ہے کہ یہ درخت خشک تھا اور کھجور کا گرنا معمول سے ہٹ کر ایک معجزہ تھا۔

3_ کھجور کے درخت کا معمول سے ہٹ کر پھل دار ہونا، حضرت مریم کی کوشش اور ان کے کھجور کے درخت کو بلانے

جلانے پر موقوف تھا۔

وَبَزَىٰ إِلَيْكَ تَسَاقُط

فعل (تساقط) مجزوم ہے یہاں جزم کا سبب شرط مقدر ہے یعنی اگر آپ نے کھجور کے درخت کو ہلایا اور اپنی جانب کھینچا تو آپکے لیے کھجوریں

651

گرائے گا۔

4_ تازہ ، پکی ہوئی اور ظاہری طور پر سالم، حضرت مریم (ع) پر گرنے والی کھجور وں کی خصوصیات تھیں۔

تساقط عليك رطباً جنی

(رطب) تازی کھجور کو کہتے ہیں "جنی" جب وہ پھل کی صفت ہو۔ تو اس معنی میں ہے کہ جب پھل اپنے وقت پر درخت سے توڑا جائے (معجم مقاییس اللغة)

5_ تازہ کھجور (رطب) عورت کیلئے وضع حمل کے بعد مناسب ترین غذا ہے۔

وَبَزَىٰ تَسَاقُط عَلَيْكَ رُطْبًا جَنِي

حضرت مریم کو درخت ہلانے اور کھجور کھانے کی نصیحت بتا رہی ہے کہ یہ وضع حمل کے بعد عورتوں کیلئے مناسب ترین غذا ہے۔

6_ حضرت مریم اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایات کی حامل اور صاحب کرامات تھیں۔

وَبَزَىٰ إِلَيْكَ تَسَاقُط

7_ درخت کافوری طور پر پھل دار ہوجانا اور حضرت مریم میں اسکو ہلانے کی طاقت کا ہونا انکی کرامات میں سے تھا۔

وَبَزَىٰ إِلَيْكَ تَسَاقُط

8_ عن امیر المؤمنین (ع) قال : ماتا كل الحامل من شي ولاتتداوى به أفضل من الرطب قال الله _ عزوجل _ لمریم (ع) وبزى

إليك بجذع النخلة تساقط عليك رطباً جنياً فكلی واشربی وقری عیناً... (1) امیر المؤمنین (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا : حاملہ عورت، تازہ کھجور سے بہتر کوئی چیز نہیں کھاتی اور نہ اس سے بہتر کسی چیز سے اپنی دوا کرسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت

مریم کو فرمایا :

وبزى إليك بجذع النخلة تساقط عليك رطباً جنياً فكلی

9_ عن امیر المؤمنین قال : قال رسول الله (ص) : لیکن اول ماتا كل النفساء الرطب ، لان الله تعالى قال لمریم : وبزى إليك بجذع

النخلة تساقط عليك رطباً جنياً فكلی (2) امیر المؤمنین سے روایت ہوئی کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا : بہتر یہی ہے کہ وضع حمل کے بعد عورت سب سے پہلے کھجور کھائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم (ع) کو فرمایا : وبزى إليك بجذع النخلة تساقط عليك رطباً جنياً فكلی ...

10_ عن أبی الحسن الرضا (ع) قال : كانت نخلة مریم العجوة، ونزلت فی كانون ونزل مع آدم (ع) من الجنة العتیق والعجوة

منہما تفرق أنواع النخل (3) امام رضا (ع) سے

.....

(1) حصال صدوق ص 637 باب اربعمانہ ح 10 ، نور الثقلین ج 3 ص 330 ح 50۔

(2) کافی ج 6 ص 22 ح 4 ، نور الثقلین ج 3 ص 330 ح 51

(3) محاسن برقی ج 2 ص 530 ح 775 ، قصص الانبیاء راوندی ص 266 ح 305

652

روایت ہوئی ہے کہ : مریم (ع) والی کھجور، عجوه تھی جو کہ ماہ کانون (ایک رومی مہینہ) میں نازل ہوئی حضرت آدم (ع) بہشت سے عتیق (نر کھجور کا درخت) اور عجوه (کھجور کی ایک قسم کہ جیسے لینہ کہا گیا ہے) لیکر نازل ہوئے کہ ان دونوں سے کھجور کی مختلف اقسام پھیلیں۔

حاملہ :

حاملہ کی غذا 8

روایت: 8;9;10

عیسیٰ :

عیسیٰ(ع) کا قصہ 1; عیسیٰ(ع) کا نو مولودی حالت میں کلام 1; عیسیٰ(ع) کا ہدایت دنیا 1

کھجور :

کھجور کے فوائد 5;8;9

لطف الہی :

لطف الہی کے شامل حال 6

مریم'س' :

مریم 'س' کا قصہ 2،3; مریم'س' کی قدرت 7; مریم کی کرامات 6،7; مریم'س' کی کوشش کے آثار 3; مریم'س' کی ہدایت 1; مریم 'س' کے قصہ میں کھجور کا تازہ ہونا 4; مریم'س' کے قصہ میں کھجور کا خشک ہونا 2; مریم'س' کے قصہ میں کھجور کی خصوصیات 10; مریم 'س' کے قصہ میں کھجور کے درخت کا پھل دار ہونا 3،7; مریم'س' کے قصہ میں کھجور کے درخت کا پھل دنیا 3; مریم'س' کے قصہ میں کھجور کے درخت کو یلایا جانا 1،7; مریم 'س' کے مقامات 6،7

وضع حمل :

وضع حمل کرنے والی کیلئے مناسب غذا 5;9

فَكُلِّيْ وَاشْرَبِيْ عَيْنًا فَاِمَّا تَرِيْنَ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُولِيْ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا (٢٦)
پھر اسے کھانے اور پینے اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈی رکھنے پھر اس کے بعد کسی انسان کو دیکھنے تو کہہ دیجئے کہ میں نے رحمان کے لئے روزہ کی نذر کر لی ہے لہذا آج میں کسی انسان سے بات نہیں کر سکتی (26)

1_ حضرت عیسیٰ(ع) نے پیدا ہوتے ہی اپنی والدہ حضرت مریم کو تازہ کھجور یں کھا نے اور چشمہ کے پانی پینے

653

کی دعوت دی

فنادی با من تحتها تحتك سرياً رطباً جنباً فكلی واشربي

2_ تازہ کھجور، (رطب) وضع حمل کے بعد عورت کیلئے ایک مناسب غذا ہے _

فکلی

حضرت مریم، کو تازہ کھجور کھانے کی نصیحت وضع حمل کے بعد خواتین کیلئے اس غذا کے مناسب ہونے پر دلیل ہے _
3_ حضرت عیسیٰ(ع) کا اپنی والدہ سے تکلم کرنا اور پانی و غذا کی ضرورت معجزاتی طریقہ سے پورا ہونا حضرت مریم کی مسرت اور آنکھوں کی ٹھنڈک اور ساتھ ہی آئندہ آنے والے مشکلات کے دور ہونے کا باعث تھا _

فنادیہا ... فکلی واشربي و قرّی عین

(عیناً) تمیز ہے اور فاعل کی حقیقی مراد کو بیان کر رہا ہے (قرّی) مادہ (قرار) سے ہے اسکا معنی (آرام پانا) ہے یا مادہ (قرّ) سے ہے کہ اس کا معنی سرد ہونا ہے _ اگر پہلا معنی مراد لیں تو مطلب ہے کہ آنکھوں کے لیے پر سکون ہو اور اگر دو سرا معنی لیں تو مطلب ہے آنکھوں کو ٹھنڈا کرو (یعنی آپکی آنکھیں جلتے ہوئے آنسوؤں سے دور رہیں) بہر حال دونوں صورتیں یہ خوشحالی اور شادمانی سے کنایہ ہیں کہ آنکھیں پریشانی اور اضطراب سے پاک ہوں اور غم و رنج کے آنسوؤں سے دور رہیں جملہ (قرّی عیناً) کا پچھلے جملات سے رابطہ مندرجہ بالا مطلب کو بیان کر رہا ہے _

4_ بچے کا پیدا ہونا، ماں کی آنکھوں کی روشنی اور دل کے سکون کا باعث ہے _

وقرّی عین

جملہ (قرّی عیناً) ممکن ہے کہ ایک مستقل جملہ ہو تو اس صورت میں یہ جملہ اپنے سیاق کے مطابق بچے کی ولادت سے مربوط ہو جائے گا _

5_ بچے کی ولادت کے بعد والدہ کو مبارک باد اور خوشحالی کی دعا دینا، ایک پسندیدہ کام ہے _

وقرّی عین

حضرت مریم کو آنکھوں کی روشن رہنے کا جملہ کہنا جس صورت میں بھی ہو ماؤں کو بچوں کی پیدائش کے بعد اس کے لینے پسندیدہ ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔

6_ عورت، وضع حمل کے بعد مناسب غذا اور روحی و ذہنی حوالے سے آرام و تسلی کی محتاج ہوتی ہے۔
فکلی واشربی وقری عین

7_ حضرت عیسیٰ (ع) نے لوگوں کی تہمتوں کے مقابل اپنی والدہ کے دفاع کی ذمہ داری سنبھالی۔
فإمّا ترينّ من البشر أحداً فقولى إني نذرت للرحمن صوم

حضرت عیسیٰ (ع) کی جانب سے اپنی والدہ کو سکوت اختیار کرنے کی نصیحت کا مطلب یہ تھا کہ وہ اپنے دفاع کے حوالے سے پریشان نہ ہوں چونکہ یہ کام خود حضرت عیسیٰ (ع) انجام دیں گے۔ اور حضرت عیسیٰ (ع) کا ولادت کے بعد اپنی والدہ سے تکلم کرنا حضرت مریم کے لیے اطمینان کا باعث تھا کہ وہ یہ کام بخوبی کر لیں گے۔

654

8_ حضرت عیسیٰ (ع) نے اپنی والدہ حضرت مریم کو لوگوں سے مقابلہ کرنے کی روش اور انکی تہمتوں کے مقابلہ میں رد عمل کا طریقہ سکھایا۔

فإمّا ترينّ من البشر أحداً فقولى

9_ حضرت مریم وضع حمل کے وقت اور اسکے بعد اپنی قوم کی طرف پلٹنے تک تنہا تھیں۔
فحملته فانتبذت به مكاناً قصياً فإمّا ترين من البشر أحد

جملہ شرطیہ (فإمّا ترين) ممکن ہے اس مطلب پر دلالت کر رہا ہو کہ وضع حمل اور اسکے بعد وہاں کوئی انسان نہ تھا اگرچہ سیاق و سباق کے قرینہ سے کہا جاسکتا ہے یہاں مراد عمومی انسان نہیں ہیں بلکہ وہ افراد مراد ہیں کہ جنکے نزدیک حضرت مریم کا بچہ دار ہونا سوال انگیز ہو بعض نے (البشر) میں ال کو عہدی جانا اور اس سے مراد انکی قوم کو جانا ہے۔
10_ حضرت عیسیٰ (ع) نے اپنی والدہ حضرت مریم (ع) کو لوگوں کا سامنا کرنے کی صورت میں سکوت کے روزہ کی نذر ماننے کی نصیحت کی۔

فإمّا ترين من البشر أحد أ فقولى إني نذرت للرحمن صوم

11_ حضرت مریم نے اپنی قوم کے سب سے پہلے فرد کا سامنا کرتے ہی سکوت کے روزہ کی نذر مان لی۔
فإمّا ترين من البشر أحداً فقولى إني نذرت

(فقولى) کا ظاہر یہ ہے کہ مریم (ع) نے اپنی نذر کو زبان سے بیان کیا ہو تو اسی صورت میں وہی جملہ (إني نذرت) صیغہ نذر تھا اور حضرت مریم (ع) کی نذر اسے کہنے سے منع ہو گئی۔

12_ حضرت مریم (ع) کے سکوت کا روزہ ایک دن کا تھا اور یہ وہی وقت تھا کہ جب وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ کر گئیں تھیں۔

إني نذرت للرحمن صوماً فلن أكلم اليوم إنسي

(اليوم) میں الف لام عہد حضوری ہے یعنی "آج" اس سے مراد وہی اور روز ہے کہ جب وہ اپنے نومولود کے ساتھ اپنی قوم میں لوٹ کر گئیں۔

13_ حضرت مریم نے اپنے فرزند کی راہنمائی کی بنا پر اپنے روزہ کو اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کے حامل ہونے کے ساتھ ربط کا اعلان کیا۔

إني نذرت للرحمن صوم

14_ اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے بہرہ مند ہونے کی صورت میں رد عمل کے طور پر روطہ شائستہ عمل ہے۔
إني نذرت للرحمن صوم

15_ (رحمان) اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات میں سے ہے۔
للرحمن

16_ حضرت مریم (ع) کا جسم و روح اللہ تعالیٰ کی خصوصی نگرانی کے تحت تھے۔
فنا دى با فکلی واشربی فإمّا ترينّ

حضرت مریم کو پکارنے والا جو بھی ہو، چاہے حضرت عیسیٰ (ع) ہوں یا کوئی فرشتہ، بہر حال اللہ تعالیٰ

655

کی جانب سے تھا اور اسکے فرمان کے مطابق تھا لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مریم ان تمام حالات میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی نگرانی میں تھیں۔

17_ حضرت مریم (ع) کے دین میں نذر، ایک پسندیدہ چیز اور انکے ہم عصر لوگوں میں یہ معروف چیز تھی۔
فَمَا تَرِيَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ

18_ سکوت کے روزہ کا پسندیدہ ہونا اور اسکے ساتھ نذر کا تعلق حضرت مریم (ع) کے دینی احکام میں سے تھا (دین یہود)
(
إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمَ

19_ روزہ کی مدت میں انسانوں سے کلام کا ترک کرنا، حضرت مریم (ع) کے دین میں روزہ کے احکام میں سے تھا۔
إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا فَلَنْ أَكَلِمَ الْيَوْمَ إِنْسِي

وہ روزہ جو حضرت مریم (ع) نے رکھا تھا دو صورتوں میں نقل ہوا ہے (1) کھانے اور بات کرنے سے پرہیز۔ چونکہ اس زمانہ کی شریعت میں روزہ دار کیلئے ضروری تھا کہ وہ کلام سے بھی اجتناب کرے (2) سکوت کی صورت میں روزہ کہ روزہ دار صرف کلام کرنے سے پرہیز کرتا تھا ظاہر آیت پہلی صورت کے ساتھ مناسب ہے کیونکہ انہوں نے مطلقاً روزہ کرنے کی نذر کی تھی اور اسکے ضمن میں ترک کلام کیا تھا۔
20_ حضرت مریم (ع) کے دین (دین یہود) میں روزہ دار، انسانوں کے علاوہ دوسروں سے کلام اور ذکر خدا کر سکتا تھا

—
إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا فَلَنْ أَكَلِمَ الْيَوْمَ إِنْسِي

(انسی) یعنی ایک انسان (قاموس) جملہ (لَنْ أَكَلِمَ الْيَوْمَ إِنْسِي) جملہ (إِنِّي نَذَرْتُ) کی فرع ہے لہذا یعنی چونکہ میں نے روزہ کی نذر کی ہے کسی انسان سے کلام نہیں کر سکتی اس فرع سے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ یہود کے دین میں روزہ دار کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی انسان سے تکلم نہ کرے۔ لیکن ذکر کرنا، اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنا ممنوع نہیں تھا۔
21_ جوان عورت کا اجنبی مرد سے بات کرنا جائز ہے۔

فَلَنْ أَكَلِمَ الْيَوْمَ إِنْسِي

اگر عورت کا نامحرم سے بات کرنا، سرے سے حرام ہوتا تو یہاں عذر شرعی پیدا کرنے اور خاموشی کے روزہ کی نذر کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ آیت روزہ سکوت کے مورد سے ہٹ کر قابل تمسک ہے چونکہ روزہ سکوت کے نسخ پر خاص نص وارد ہوئی ہے۔

22_ نذر کی پابندی واجب ہے۔

إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ فَلَنْ أَكَلِمَ الْيَوْمَ إِنْسِي

اگر مریم (ع) نذر کے باوجود بات کرنے کا حق رکھتیں انکی نذر، لوگوں کے نزدیک سکوت کے حوالے قطعی عذر نہیں ہوسکتی تھی۔

23_ وہ عورت جس کا شوہر نہ ہو وہ نذر کرنے میں آزاد ہے۔

656

فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ

24_ نذر میں قصد قربت لازم ہے۔

إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ

25_ قربت کی نیت معاشرتی غیر مناسب رویوں سے نجات کی نیت کے ساتھ منافی نہیں ہے۔

إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا فَلَنْ أَكَلِمَ الْيَوْمَ إِنْسِي

حضرت مریم (ع) نے لوگوں کے نزدیک اپنے سکوت کا عذر پیدا کرنے کیلئے روزہ کی نذر کی لیکن جملہ (إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ) کے ساتھ اپنی نذر کو تقرب خدا کا وسیلہ قرار دیا۔

26_ نذر کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ نذر کے صیغہ کا تلفظ ادا کرے۔

فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ

27_ نذر کے صیغہ میں ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کرے۔

- ۱۱نی نذرت للرحمن
 28_ (رحمان) صفت کا ذکر، نذر کے صحیح ہونے کیلئے کافی ہے _
 ۱۱نی نذرت للرحمن
 29_ نذر تبرعی (یعنی نذر کا کسی شرط پر معلق نہ ہونا صحیح ہے _
 ۱۱نی نذرت للرحمن صوم
 30_ معاشرتی مشکلات سے فرار ہونے کیلئے نذر سے فائدہ اٹھانا جائز ہے _
 ۱۱نی نذرت فلن اکلم الیوم انسی
 31_ عن أبی عبد اللہ (ع) قال : إن الصیام لیس من الطعام والشراب وحده قالت مریم : ۱۱نی نذرت للرحمان صوماً أی صوماً حمماً
 (1) امام صادق علیہ السلام سے روایت ہوئی کہ آپ نے فرمایا : روزہ صرف کھانے پینے سے پرہیز نہیں ہے _ مریم نے
 کہا تھا : " ۱۱نی نذرت للرحمان صوماً " یعنی سکوت کا روزہ _

 آرام :
 آرام کے اسباب 4
 آنکھ کی روشنی :
 آنکھ کی روشنی کے اسباب 4
 احکام :
 30;29;28;27;26;24;23;22;21
 اخلاص :
 اخلاص اور معاشرتی مشکلات سے ربائی و نجات 25
 اسماء و صفات :
 رحمان 15
 اللہ تعالیٰ :
 اللہ تعالیٰ کی حمایتیں 16

(1) کافی ج 4 ص 87 ج 3، نور الثقلین ج 3 ص 33 ح 58 _

- 657
 بچہ دار ہونا :
 بچہ دار ہونے کے آثار 4
 خوشی :
 خوشی کے اسباب 4
 ذکر :
 روزہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر 2
 رحمت :
 رحمت کے شامل حال لوگوں کی ذمہ داری 14; رحمت کے شامل حال 13
 روایت : 31
 روزہ :
 روزہ کا کردار 14; روزہ کے احکام 19، 20; سکوت کا روزہ 19، 20; یہودیت میں روزہ 19 ، 20 ; یہودیت میں سکوت کا
 روزہ 18
 عمل :
 پسندیدہ عمل 5

عورت :

عورت کی نذر 23

عیسیٰ (ع) :

عیسیٰ (ع) کا قصہ 1؛ 3؛ 7؛ 8؛ عیسیٰ (ع) کا کردار 7؛ عیسیٰ (ع) کا نو مولود حالت میں تکلم 1؛ 3؛ 7؛ عیسیٰ کا ہدایت دنیا 13 عیسیٰ کی تعلیمات 8؛ عیسیٰ (ع) کی نصحتیں 10؛

کھجور :

کھجور کے فوائد 2

مریم :

مریم پر زنا کی تہمت 7؛ 8؛ مریم کا بچہ پیدا کرنا 9؛ مریم کا پانی پینا 1؛ مریم کا دفاع 7؛ مریم کا سکوت کا روزہ 10؛ 11؛ 12؛ 31؛ مریم کا قصہ 1؛ 3؛ 7؛ 8؛ 9؛ 10؛ 11؛ 12؛ 16؛ مریم کا کھجور کھانا 1؛ مریم کا معلم 8؛ مریم کو ہدایت 13؛ مریم کی آنکھ میں روشنی کا باعث 3؛ مریم کی پانی کی ضرورت پوری ہونا 3؛ مریم کی پریشانی کے دور ہونے کے اسباب 3؛ مریم کی تنہائی 9؛ مریم کی حفاظت 16؛ مریم کی غذا کی ضرورت پوری ہونا 3؛ مریم کی ملاقات کے حوالے سے روش 8؛ مریم کی نذر 10؛ 11؛ 31؛ مریم کے زمانہ میں نذر 17؛ مریم کے سرور کا باعث 3؛ نصیحت مریم کو کرنا 10؛ معاشرت :

معاشرت کے آداب 5

نامحرم :

نامحرم کے احکام 21؛ نامحرم سے گفتگو 21

نذر:

معاشرتی مشکلات سے نجات کیلئے نذر 30؛ نذر تبرعی 29؛ نذر سے وفا کا وجوب 22؛ نذر کا صیغہ 26؛ 27؛ 28؛ نذر کی تاریخ 17؛ نذر کے احکام 22؛ 23؛ 24؛ 26؛ 27؛ 28؛ 29؛ 30؛ نذر کے صحیح ہونے کے شرائط 28؛ نذر میں اخلاص 24؛ نذر میں نیت 24؛ یہودیت میں نذر 17؛ 18؛

واجبات: 22

وضع حمل :

وضع حمل کرنے والی کو حوصلہ دینا 6؛ وضع حمل کرنے والی کیلئے آرام 6؛ وضع حمل کے بعد مادی ضروریات 6؛ وضع حمل کے بعد مبارکباد 5؛ وضع حمل کے بعد نفیساتی ضروریات 6؛ وضع حمل کیلئے غذا 2؛ 6؛

658

فَأَنْتَ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئاً فَرِيّاً (٢٧)

اس کے بعد مریم بچہ کو اٹھائے ہوئے قوم کے پاس آئیں تو لوگوں نے کہا کہ مریم یہ تم نے بہت برا کام کیا ہے (27)

1_ حضرت مریم نے اپنے نو مولود عیسیٰ (ع) سے راہنمائی لینے کے بعد اسے اعلانیہ اپنی گود میں لیا اور اپنی قوم کی طرف گئیں _

فا ت ت بہ قومہا تحملہ

2_ حضرت مریم لوگوں کی طرف لوٹنے کے وقت ہر قسم کے خوف اور پریشانی سے خالی تھیں _

فکلی واشربی فإماترین من البشر فا ت ت بہ قومہا تحملہ

اگر چہ جملہ (اُن ت بہ قومہا) عیسیٰ (ع) کا اپنی والدہ کے ذریعے واضح اظہار کیلئے مکمل تھا لیکن یہاں جملہ حالیہ (تحملہ) کا بھی اضافہ ہوا ہے تاکہ مریم کے اپنے فرزند کو اٹھانے پر دلالت ہو گویا حضرت مریم میں اپنے فرزند کو پنہان کرنے کا کوئی ارادہ ہی نہ رہا ہو بلکہ اعلانیہ انہیں گود میں لیا اور لوگوں میں چلی آئیں _

3_ لوگوں نے مریم کو اپنے بچے کے ہمراہ دیکھتے ہی بغیر سوال و جواب کے ان پر زنا کی تہمت لگائی _

فا ت ت بہ قومہا تحملہ قالوا یا مريم لقد جئت شيئا فري

(فریاً) صفت شبہ ہے اس سے مراد سنگین، بڑا عجیب اور ایسا کام ہے جو پہلے کبھی نہ ہوا ہو یہ لفظ مادہ (فری) سے بنا ہے کہ جس کا معنی قطع یعنی توڑنا ہے یعنی ایسے عمل نے گذشتہ سنت کو توڑ دیا ہے بھر حال جنہوں نے بھی یہ لفظ کہا انکی مراد حضرت مریم پر زنا کی تہمت تھی۔

4_ حضرت مریم اپنی قوم میں ماضی میں بھی صحیح و سالم اور ہر قسم کی بد نامی سے پاکیزہ تھیں۔
قالو یا مریم لقد جئت شیئاً فریاً

(فریاً) بتا رہا ہے کہ لوگوں نے ایک فضول تصور کی بناء حضرت مریم کو خطا کا رجحان اور اس کام سے وہ حیران رہ گئے اسکو گذشتہ سنت کے مخالف جاننا لہذا معلوم ہوا انکے نزدیک مریم کا کردار انتہائی اچھا اور پاکیزہ تھا۔
5_ حضرت مریم کے زمانہ میں بیت المقدس کے لوگ، اخلاقی اور جنسی انحرافات کے مقابل بہت حساس

659

تھے۔

لقد جئت شیئاً فریاً

6_ عن أبي جعفر (ع) قال : لما قالت العواتق ... لمریم لقد جئت شیئاً فریاً أنطق الله تعالى عیسی (ع) عند ذلك (1)
امام باقر (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ جب نور س کی بہنوں نے مریم سے کہا : "لقد جئت شیئاً فریاً" اللہ تعالیٰ نے اسی وقت عیسیٰ (ع) کی زبان کو گفتگو کرنے کیلئے کھول دیا۔

احساسات :

ماں کے احساسات 1

روایت : 6

عیسی :

عیسی کا نومولود حالت میں بولنا 6; عیسی (ع) کا قصہ 6;1

مریم :

مریم پر زنا کی تہمت 6;3; مریم کا اچھا سابقہ 4; مریم کا قصہ 6;2;1; مریم کا لوٹنا 1;2; مریم کی پریشانی دور ہونا 2; مریم کی عفت 4; مریم کے احساسات 1

یہود :

زمانہ مریم میں یہود اور جنسی انحرافات 5; زمانہ مریم میں یہود کی تہمتیں 3; زمانہ مریم میں یہود کی صفات 5

يَا أُخْتِ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكَ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكَ بَغِيًّا (٢٨)

ہارون کی بہن نہ تمہارا باپ برا آدمی تھا اور نہ تمہاری ماں بدکردار تھی (28)

1_ حضرت مریم کی قوم نے انکے والدین کی عفت و پاکیزگی بیان کرتے ہوئے انہیں بغیر نکاح کے بچہ دار ہونے پر سرزنش کی۔

ماکان أبوک امرا سوء وماکانت أمک بغیاً

2_ حضرت مریم حضرت ہارون کی نسل میں سے تھیں۔

ی اُخت ہارون

جو قبیلہ جس شخص کی نسل سے تشکیل پائے اسے اسی شخص کے نام سے پکارا جاتا ہے اور اس قبیلہ کے افراد اخ یا اخت سے ایک دوسرے پکارتے تھے لہذا یہاں حضرت مریم اخت ہارون بینکا اطلاق اس حوالے سے تھا کہ وہ ہارون کی نسل میں سے

.....

(1) قصص الانبیاء راوندی ص 265، ح 304، بحار الانوار ج 14 ص 215 ح 15_

تھیں۔

3_ حضرت مریم کی قوم کے درمیان ہارون ایسی صالح شخصیت تھی کہ پاکیزہ افراد کو انکی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔
ی ا خت ہارون

بعض مفسرین نے مریم کا ہارون کی طرف منسوب کیے جانا کا مقصد نسبی تعلق نہیں جانا بلکہ ہارون چونکہ حضرت مریم کی قوم میں ایک برجستہ ترین شخص تھے کہ زہد و تقویٰ کے حامل اشخاص کو لوگ انکی طرف منسوب کیا کرتے تھے لہذا ان مفسرین نے اس نسبت کو اس حوالے سے جانا ہے۔

4_ مریم کے ایک پاک سیرت بھائی، ہارون تھے۔

یا خت ہارون

یہ بھی امکان ہے کہ حضرت مریم کی قوم نے اس لیے انہیں اخت ہارون کہا کہ ان کا اس نام کا ایک بھائی تھا چونکہ اس کا ذکر خیر مریم کے والدین کی پاکیزہ گی کی مانند لوگوں کی زبانوں پر رہا تھا۔ اس قسم کے شائستہ لوگوں سے مریم کا تعلق لوگوں کے نزدیک انکے گناہ کے بدترین ہونے کی وجہ تھی۔

5_ حضرت مریم کے والدین، اپنے زمانہ کے لوگوں میں پاکیزہ گی اور نیک نامی کے حوالے سے مشہور تھے۔

ما کان أبوک امرأ سوء وما کانت أمک بغی

6_ بیت المقدس کے لوگوں نے حضرت مریم پر زنا کی تہمت لگائی۔

وما کانت أمک بغی

(بغی) یعنی بد کار عورت (قاموس) لوگوں نے اگرچہ مریم پر واضح طور پر زنا کی تہمت نہیں لگائی لیکن کنایہ کے ساتھ یہ سب کچھ کہا جملہ (و ما کا نت ...) تمہاری ماں بد کار نہ تھی (یعنی تم ایسی ہو۔

7_ خاندان بالخصوص باپ کا بچوں کے اخلاقی رشد یا انحطاط میں موثر کردار ہے۔

ما کان أبوک امرأ سوء وما کانت أمک بغی

وہ تعبیر جو حضرت مریم کی قوم نے انکے والد کے حوالے سے استعمال کی ہے اسمیں تمام برائیوں کی نفی تھی۔ یہ تعبیر حکایت کر رہی ہے کہ والدکی برائیاں جیسی بھی ہوں، بچوں کے فاسد ہونے میں اہم کردار رکھتی ہیں البتہ والدہ کاکردار اتنی وسعت سے موثر نہیں ہے۔

8_ دوسرے کی نسبت صالح والدین کی اولاد سے کہ جس کے رشتہ دار بھی عظیم ہوں اگر برے افعال صادر ہوں تو وہ زیادہ مذمت اور شرم کے قابل ہیں۔

ی ا خت ہارون ماکان أبوک امرأ سوء و ما کانت أمک بغی

9_ حضرت مریم اور انکا خاندان اپنے زمانہ میں لوگوں کے درمیان مشہور و معروف تھا۔

یا خت ہارون ماکان أبوک امرأ سوء و ما کانت أمک بغی

10_ روی عن النبی (ص) أنه قال : ہارون

الذی ذکرہ (فی قولہ تعالیٰ : ی ا خت ہارون) ہو ہارون أخوموسی (ع) (1)

رسول خدا سے روایت نقل ہوئی کہ آپ(ص) نے فرمایا : ہارون جس کا مریم کی قوم نے تذکرہ کیا تھا وہ وہی حضرت موسی (ع) کے بھائی تھے۔

11_ عن المغیرہ بن شعبہ قال : بعثنی رسول اللہ (ص) إلى اہل نجران فقالوا : ارایت ما تقران ؟ (ی ا خت ہارون) و موسی قبل عیسی (ع) بكذا وكذا قال : فرجعت فذكرت ذلك لرسول الله (ص) فقال : ألا اخبرتهم أنهم كانوا يسمون بالانبياء والصالحين قبلهم (2)

مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں : پیغمبر اکرم (ص) نے مجھے اہل نجران کی طرف بھیجا انہوں نے مجھ سے پوچھا ہمیں بتاؤ یہ جو تم کہتے ہو (یا ا خت ہارون) اس سے مراد کیا ہے حالانکہ حضرت موسی (ع) عیسی (ع) سے مدتوں پہلے تھے (اور ہارون ان کے بھائی تھے)

مغیرہ نے کہا میں لوٹ آیا اور سب ماجرا رسول خدا (ص) کی خدمت میں عرض کیا : انہوں نے فرمایا : کیوں نہیں، انہیں بتایا کہ اس زمانے والے اپنے سے پہلے انبیاء اور صالحین کا نام رکھا کرتے تھے۔

 باپ:

باپ کے کردار کی اہمیت 7

صالحین :

صالحین کے بچوں کا ناپسندیدہ عمل 8; صالحین کے رشتہ داروں کا ناپسندیدہ عمل 8

فرزند :

فرزند کے انحطاط کے اسباب 7; فرزند کے کمال کے اسباب 7

فیملی :

فیملی کا کردار 7

مریم :

مریم کی سرزنش 1; مریم کا قصہ 1;6; مریم پر زنا کی تحمت 6; یہود میں مریم کی شخصیت 9; مریم کے آباؤ اجداد 3; مریم

کے بھائی 4; مریم کے والدین کا بہترین سابقہ 5; مریم کے والدین کی عفت 1; یہود میں مریم کے آباؤ اجداد کی شخصیت 9

ہارون :

ہارون اور مریم 10;11; ہارون کا احترام 2; ہارون کی طرف نسبت کا معیار 2; ہارون کی نسل 3; یہود میں ہارون 2

یہودی:

مریم کے زمانہ یہودیوں کی تہمتیں 6; مریم کے زمانہ میں یہودیوں کی سرزنش 1

(1) امالی سید مرتضیٰ ج 4 ص 106، تفسیر برہان ج 3 ص 10 ح 2_

(2) الدر المنثور ج 5 ص 507، نور الثقلین ج 3 ص 333 ح 63_

تفسیر راہنما جلد 10

662

فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا (٢٩)

انہوں نے اس بچہ کی طرف اشارہ کر دیا تو قوم نے کہا کہ ہم اس سے کیسے بات کریں جو گہوارے میں بچہ ہے (29)

1_ حضرت مریم (ع) نے اپنے نو مولود (حضرت عیسیٰ (ع)) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے او پر لگائی تہمت کے

جواب کی ذمہ داری انکے حوالے کی۔

و ماكانت أُمُّكَ بَغِيًّا _ فاشارت إليه

2_ حضرت مریم (ع) اپنی قوم کی تہمتوں کا سامنا کرتے وقت روزہ سے تھیں اور بات نہیں کر رہی تھیں۔

فاشارت إليه

3_ حضرت مریم (ع) نے اپنے نو مولود فرزند حضرت عیسیٰ (ع) میں کلام کرنے اور تہمتوں کو دور کرنے کی قدرت پر یقین

رکھتی تھیں۔

فاشارت إليه

حضرت مریم (ع) کا اپنی قوم میں آنا اور اعلانیہ طور پر اپنے فرزند کو لانا اور تہمتوں کے جواب دینے کے بجائے انکی

طرف اشارہ کرنا، انکے یقین کو واضح کر رہا ہے۔

- 4_ حضرت مریم (ع) اپنے نو مولود عیسیٰ (ع) کے ساتھ اپنی قوم کی طرف دن کے وقت لوٹ کر آئی تھیں۔
فلن أکلم الیوم إنسیاً فأشارت إلیه
- 5_ لوگوں نے جب دیکھا کہ حضرت مریم (ع) نے تہمتوں کے جواب کی ذمہ داری اپنے نو مولود حضرت عیسیٰ (ع) کے کندھوں پر ڈال دی ہے تو وہ حیران رہ گئے انہوں نے اس چیز کو تسلیم نہ کیا۔
فأشارت إلیه قالو کیف نکلم من کان فی المهد صبی
- آیت میں استفہام انکار ہے اور اس انکار کے ہمراہ بہت سی تاکید بھی ہے۔ (1) فعل میں استفہام کہ جو ان موارد میں ماضی پر دلالت نہیں کر رہا بلکہ قرار اور ثبات کو سمجھا رہا ہے (2) (فی المهد) کی قید حضرت عیسیٰ (ع) کی ہر قسم کی حرکت سے عاجزی کی علامت ہے (3) (صبیاً) قید کی (فی المهد) کے ہوتے ہوئے ضرورت نہ تھی لیکن اسے کہنے والوں نے اپنے انکار اور تعجب میں اضافہ کر کے کیلئے کہا۔
- 6_ گہوارے میں لیٹے ہوئے بچے کا زبان کھولنا اور اپنی

663

- ولادت کے ماجرا کی وضاحت کرنا ، حضرت مریم کی قوم کیلئے قابل تصور نہ تھا۔
کیف نکلم من کان فی المهد صبی
- (مہد) گہوارہ یا ہر وہ جگہ جو چھوٹے بچوں کے آرام کیلئے ہوتی ہے۔
- 7_ حضرت مریم پر بہت سے لوگوں نے زنا کی تہمت لگائی تھی۔
قالوا یا مریم قالو کیف نکلم
- 8_ دین یہود میں مرد کا اجنبی عورت سے کلام کرنا جائز تھا۔
قالوا یا مریم قالو کیف نکلم
- وہ جو مریم کی طرف آئے اور ان سے گفتگو کی۔ وہ دین داری کا ادعا رکھتے تھے اسی وجہ سے جزیات کو ابھارتے ہوئے مریم پر اعتراض کیا واضح سی بات ہے اگر یہ چیز انکے مذہب میں جائز نہ ہوتی تو کوئی اور راہ اختیار کرتے۔
- 9_ نامحرم کی باتیں سننا اور اس سے گفتگو کرنا جائز ہے۔
قالوا یا مریم قالو کیف نکلم
- حضرت مریم سے انکے ہم مذہب افراد کی گفتگو اور قرآن کا اس چیز کو رد نہ کرنا اور اس پر اعتراض نہ کرنا اسکے شرعی ہونے پر دلیل ہے۔

احکام: 9

عیسیٰ:

عیسیٰ (ع) کا قصہ 3;5; حضرت عیسیٰ کا نومولوی حالت میں کلام کرنا 3; حضرت عیسیٰ (ع) کے نو مولودی حالت میں کلام کا عجیب و غریب ہونا 5

مریم:

حضرت مریم پر زنا کی تہمت 1;7; حضرت مریم سے دفاع 1;3; حضرت مریم کا اشارہ 1; حضرت مریم کا روزہ سکوت 2; حضرت کا مریم کا قصہ 1;2;3;4;5;7; حضرت مریم کا یقین 3; حضرت مریم کے لوٹنے کا وقت 4

نامحرم:

نامحرم سے گفتگو 9; نامحرم کے احکام 8;9; یہودیت میں نامحرم سے گفتگو 8

نومولود:

نومولود کے کلام کا عجیب ہونا 6

یہود:

حضرت مریم کے زمانہ میں یہود کا تعجب 5;6

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا (۳۰)

بچہ نے آواز دی کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے (30)

1_ حضرت مریم کے نومولود نے اپنی والدہ کے اشارہ کے ساتھ ہی لوگوں کے مجمع میں بات کر نی شروع کی _

664

فأشارت إليه قال إني عبدالله

2_ اللہ تعالیٰ کی بندگی حضرت عیسیٰ (ع) کا پہلا اعتراف اور ان کی نگاہ میں سب سے بڑا مقام ہے _

قال إني عبدالله

نبوت اور آسمانی کتاب کے حامل ہونے پر بھی صفت بندگی، کا مقدم ہونا اس بات کی علامت ہے کہ حضرت عیسیٰ (ع) کی نظر میں یہ صفت، تمام مقامات سے بلند تھی _

3_ حضرت عیسیٰ (ع) نومولودی کے زمانہ میں الہی کتاب اور مقام نبوت کے حامل تھے _

ء اتینى الكتب و جعلنى نبى

4_ حضرت عیسیٰ (ع) نے بچپن میں اپنا اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونا، آسمانی کتاب کا حامل اور الہی پیغمبر ہونے کی حیثیت سے تعارف کروایا _

قال إني عبدالله ء اتینى الكتب و جعلنى نبى

5_ حضرت عیسیٰ (ع) کا گہوارے میں کلام کرنا اور اپنا تعارف کروانا ان کے معجزات میں ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت مریم کی پاکیزہ ہونے اور لوگوں کی تہمتوں سے بری الذمہ ہونے پر کفایت کرنے والی برہان تھی _

فأشارت إليه قال إني عبدالله

6_ آسمانی کتاب اور مقام نبوت کی عطا، اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے _

ء اتینى الكتب و جعلنى نبى

7_ مقام نبوت اور آسمانی کتاب کے حامل ہونے کیلئے کسی خاص عمر کی قید نہیں ہے _

كيف نكلم من كان في المهد قال انى عبدالله ء اتینى الكتب و جعلنى نبى

8_ مقام نبوت کے اثبات کیلئے ولادت میں پاکیزگی من جملہ شرائط میں سے ہے _

قال و جعلنى نبى

اگر چہ حضرت عیسیٰ (ع) کا خود بات کرنا ہی حضرت مریم کی پاکیزگی کے اثبات کیلئے معجزہ تھا _

لیکن جملات میں ایک قسم کا استدلال موجود ہے کہ میں چونکہ پیغمبر ہوں اور پیغمبر کی ولادت حرام سے نہیں ہوسکتی پس میں حلال زادہ ہوں _

9_ مقام نبوت پانے کیلئے عملی تربیت، استعداد اور صلاحیتوں کا حصول ضروری نہیں ہے _

قال إني عبدالله ء اتینى الكتب و جعلنى نبى

حضرت عیسیٰ (ع) نے گہوارہ میں اپنا پیغمبر اور حامل کتاب ہونے کی حیثیت سے تعارف کروایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام نبوت پانے کیلئے کسی صلاحیت اور شخصی زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے _

10_ " عن يزيد الكناس قال : سألت ابا جعفر (ع) اكان عيسى ابن مريم حين تكلم في المهد حجة الله على اهل زمانه؟ فقال : كان يومئذ نبياً حجة الله غير مرسل أما تسمع لقوله حين قال إني عبدالله آتاني الكتاب وجعلنى نبياً" ... فلما بلغ عيسى (ع) سبع سنين

تكلم بالنبوة

665

والرسالة حين أوحى الله تعالى وإليه (1)

یزید کناسی سے روایت ہوئی کہ اس نے امام باقر (ع) سے سوال کیا کہ کیا حضرت عیسیٰ ابن مریم جب گہوارہ میں تھے تو اسی وقت اپنے زمانہ والوں پر حجت خدا تھے؟ تو آپ (ع) نے فرمایا: حضرت عیسیٰ (ع) اسی زمانہ میں پیغمبر اور حجت خدا تھے لیکن رسالت کی ذمہ داری نہیں رکھتے تھے _ کیا انکی بات آپ نے نہیں سنی کہ انہوں نے فرمایا : "و جعلنى نبياً" پس جب سات سال کے ہوئے تو نبوت و رسالت کا اظہار کیا اسی زمانہ میں ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی _

11_ (عن رسول الله (ص) : ... و هذا عيسى ابن مريم (ع) ... حين اشارت إليه ... قال : إني عبدالله آتاني الكتاب" ... أعطى كتاب النبوة و وصى بالصلاة والزكاة في ثلاثة أيام من مولده و كلمهم في اليوم الثاني من مولده (2) رسول اكرم(ص) _ سے

روایت ہوئی ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ حضرت عیسیٰ ابن مریم ہیں کہ جب مریم نے ان کے طرف اشارہ کیا تو انہوں نے کہا: "انی عبد اللہ آتا نی الکتاب" نبوت کی کتاب انہیں دی گئی ہے اور نماز و زکوٰۃ کی تاکید کی گئی یہ سب کچھ انکی ولادت کے تین دن بعد ہوا اور انہوں نے اپنی ولادت کے دوسرے دن لوگوں سے کلام کیا۔

آسمانی کتب:

آسمانی کتب کا سرچشمہ 6; آسمانی کتب کے نازل ہونے کی شرائط 7

اللہ تعالیٰ :

لہ تعالیٰ کے افعال 6

انبیاء:

انبیاء کا حلال زادہ ہونا 8

روایت: 10; 11

عیسیٰ :

حضرت عیسیٰ (ع) کا قصہ 1، 11 ; حضرت عیسیٰ (ع) کا معجزہ 5; حضرت عیسیٰ (ع) کے مقامات 2، 3; حضرت عیسیٰ (ع) کا نومولود حالت میں کلام کرنا 1، 5، 11; حضرت عیسیٰ (ع) کی نومولود 3، 4; حضرت عیسیٰ (ع) کی رسالت 10; حضرت عیسیٰ (ع) کی عبودیت 2، 4; حضرت عیسیٰ (ع) کی نبوت 3، 4، 10، 11; حضرت عیسیٰ (ع) کا نظر ہونا 2

مریم :

حضرت مریم کا اشارہ 1; حضرت مریم کا قصہ 1 حضرت مریم کی پاکیزگی کے دلائل 5 حضرت مریم کی عفت کے

دلائل 5

نبوت :

نبوت کا رسالت سے فرق 10; بچپن میں نبوت 3، 4، 10، 11; نبوت کا سرچشمہ 6; نبوت کی شرائط 7، 8،

9

.....

(1) کافی ج 1 ص 382 ح 1 نور الثقلین ج 3 ص 333 ح 66۔

666

وَجَعَلْنِي مُبَارَكًا أَيُّنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا (۳۱)

اور جہاں بھی رہوں با برکت قرار دیا ہے اور جب تک زندہ رہوں نماز اور زکوٰۃ کی وصیت کی ہے (31)

1_ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ (ع) کو متبرک پیغمبر خوش قدم اور خیر و برکت کا با عث قرار دیا۔

وجعلنی مبارکاً أين ما كنت

(برکت) زیادہ ہونا اور فراوان ہونا (مصبح) (مبارک) بہت سے خیر کا سرچشمہ (لسان العرب) اور (ابن ماکنت) کی تعبیر

حضرت عیسیٰ (ع) کی خوش قدمی سے حکایت کر رہی ہے۔ اس طرح کہ وہ جس جگہ بھی ٹھہریں اسی جگہ خیر و برکت

بڑھے گی۔

2_ حضرت عیسیٰ (ع) نے بچپن میں اپنے میں خیر و خوبی کے فراوان ہونے اور بڑھنے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا

شدہ صفات شمار کیا۔

وجعلنی مبارکاً أين ما كنت

3_ حضرت عیسیٰ (ع) کے وجود کی خیر و برکت کسی خاص مکان یا خاص لوگوں تک محدود نہیں ہے۔

وجعلنی مبارکاً أين ما كنت

4_ موجودات کو خیر و برکت عطا کرنا، اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور اسکی منشاء کے مطابق ہے۔

وجعلنی مبارک

5_ ساری زندگی نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا، اللہ تعالیٰ کی حضرت عیسیٰ (ع) کو انکی زندگی کے ابتدائی دنوں میں نصیحت تھی۔

وا وصنی بالصلوة والزکوٰۃ مادمتم حی

6_ حضرت عیسیٰ (ع) نے لوگوں کو اپنے تعارف کے ضمن میں نماز اور زکوٰۃ کے حوالے سے الہی فرمان حاصل کرنا، اپنی خصوصیات میں سے شمار کیا ہے۔

وا وصنی بالصلوة والزکوٰۃ مادمتم حی

7_ نماز اور زکوٰۃ حضرت عیسیٰ (ع) کی شریعت میں دینی ذمہ داریوں میں تھیں۔

وا وصنی بالصلوة والزکوٰۃ

انبیاء جن تکالیف کے لیے اپنے آپ کو مکلف

667

سمجھتے ہیں اور دوسروں کے سامنے انکا اظہار کرتے ہیں سوائے چند موارد کہ جن پر دلیل ہے باقی انکے پیرو کاروں کے لیے بھی ہیں ورنہ دوسروں کیلئے انہیں بیان کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

8_ حضرت مریم کے زمانہ کے لوگ نماز اور زکوٰۃ کے مفاہیم سے آشنا ہی رکھتے تھے۔

وا وصنی بالصلوة والزکوٰۃ

حضرت عیسیٰ (ع) نے گہوارہ میں لوگوں کیلئے نماز اور زکوٰۃ کی بات کی لہذا معلوم ہوا کہ وہ پہلے سے ہی انکے مفاہیم سے آشناتھے۔

9_ نماز اور زکوٰۃ (بندگی کا اظہار اور انفاق) الہی تکالیف میں خصوصی اہمیت کی حامل ہیں۔

وا وصنی بالصلوة والزکوٰۃ

اللہ تعالیٰ کی نماز و زکوٰۃ کے بارے میں براہ راست سفارش کرنا دونوں کے کمال تک پہنچنے میں اہم کردار اور اہمیت کو واضع کر رہی ہے۔

10_ اللہ تعالیٰ کی طرف حضور پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کی طرف توجہ بھی لازم ہے۔

وا وصنی بالصلوة والزکوٰۃ مادمتم حی

نماز میں صرف اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ بیان ہوئی ہے جب کہ زکوٰۃ کی بنیاد یہ ہے کہ دوسروں کی مال وغیرہ سے مدد کی جائے۔

11_ الہی تکالیف، انسان کی دنیا دی زندگی تک محدود ہیں۔

مادمتم حی

12_ نماز اور زکوٰۃ کسی صورت میں بھی ترک نہیں ہونی چاہیے۔

وا وصنی بالصلوة والزکوٰۃ مادمتم حی

اگرچہ (مادمتم حیاً) والا جملہ حضرت عیسیٰ (ع) کے ساتھ مربوط ہے۔ لیکن تکالیف کے مشترک ہونے کی بناء پر دوسرے مسیحی بھی اسکے مکلف ہیں اور جب بھی قرآن گذشتہ ادیان سے کوئی حکم نقل کرے اور اسکے نسخ ہونے کو نہ بتلائے تو مسلمانوں پر بھی وہ حکم و اجر الایضا ہوتا ہے۔

13_ " عن أبی عبد اللہ (ع) قال فی قول اللہ _ عزوجل _ وجعلنی مبارکاً این ماكنت قال نفاً عاً؟ (1)

امام صادق (ع) سے حضرت عیسیٰ (ع) کی زبان سے ادا ہونے والی کلام الہی (وجعلنی مبارکاً) کے حوالے سے روایت ہوئی ہے کہ : "مبارک" سے مراد، بہت زیادہ نفع پہنچانے والا ہے۔

14_ " عن النبی (ص) : وجعلنی مبارکاً این ماكنت " قال : معلماً ومو دياً (2)

رسول خدا سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ص) نے فرمایا: "جعلنی مبارکاً" یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے تعلیم دینے والا اور ادب سکھانے والا بنایا ہے۔

15_ " معاویہ بن وہب قال: سالت أبا عبد اللہ (ع) عن أفضل ما يتقرب به العباد إلى ربهم وأحب ذلك إلى الله عزوجل ما هو؟

.....

(1) کافی ج 2 ص 165 ح 11 نور الثقلین ج 3 ص 333 ح 64
(2) الدر المنثور ج 5 ص 509

668

فقال : ما ا علم شيئاً بعد المعرفة افضل من هذه الصلاة لا ترى أن العبد الصالح عيسى ابن مريم (ع) قال: وا وصانى بالصلاة والزكاة مادمت حياً" (1)

معاویہ بن وہب کہتے ہیں : میں نے امام صادق سے پوچھا : بہترین چیز جو بندوں کے اللہ تعالیٰ سے تقرب کا باعث ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو وہ کیا ہے ؟ فرمایا : میں معرفت کے بعد نماز سے بہتر چیز نہیں جانتا کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ اللہ تعالیٰ کے صالح بندے عیسیٰ ابن مريم نے کہا ہے _

وا وصانى بالصلوة والزكاة مادمت حي

16_ قال الصادق (ع) في قوله (وا وصانى بالصلوة و الزكاة قال : زكاة الروؤس (2) امام صادق (ع) نے حضرت عیسیٰ (ع) کے کلام "وا وصانى بالصلاة والزكاة" کے بارے میں فرمایا : زكاة سرانه یعنی " فطره" ہے _

احکام : 12

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی برکات 1; اللہ تعالیٰ کی حیثیت 4; اللہ تعالیٰ کی نصحتیں 5

انفاق :

انفاق کی اہمیت 9

برکت :

برکت کا سرچشمہ 2; 4

تکلیف :

تکلیف کی حدود 11

خیر :

خیر کا سرچشمہ 4

دنیا:

دنیا کا کردار 11

ذکر :

اللہ تعالیٰ کا ذکر 10

روایت :

16; 15; 14; 13

زکوة :

زکوة فطرہ کی اہمیت 16; زکوة کی اہمیت 9; 12; زکوة کی نصیحت 5; 6; زکوة کے احکام 12; مريم کے زمانہ میں زکوة

8

عبودیت :

عبودیت کی اہمیت 9

عیسیٰ :

عیسیٰ (ع) کا تعارف 6; عیسیٰ (ع) کا خوش قدم ہونا 1; عیسیٰ (ع) کا قصہ 6; عیسیٰ (ع) کا کردار 14; عیسیٰ (ع) کو نصیحت

5; عیسیٰ (ع) کو وحی 6; عیسیٰ کی برکت 1، 2، 13، 14; عیسیٰ (ع) کی برکت کی خصوصیات 3; عیسیٰ (ع) کی تعلیمات

14; عیسیٰ کی خصوصیات 6; عیسیٰ (ع) کی رائے 2; عیسیٰ کی نومولودی 2، 5; عیسیٰ (ع) کے فضائل 1، 2، 3، 13

لوگ :

لوگوں میں کی طرف توجہ کی اہمیت 10

(1) کافی ج 3 ص 264 ح، نور الثقلین ج 3 ص 4 ح 33 69
(2) تفسیر قمی ج 2 ص 50، نور الثقلین ج 3 ص 335 ح 70_

669

مسیحیت :

مسیحیت میں زکوٰۃ 7; مسیحیت میں نماز 7

نماز :

مریم کے زمانہ میں نماز 8; نماز کی اہمیت 9; 12; نماز کی فضیلت 15; نماز کی نصیحت 5; 6; نماز کے احکام 12

وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا (۳۲)

اور اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا بنایا ہے اور ظالم و بد نصیب نہیں بنایا ہے (32)

1_ والدہ کے ساتھ اچھا سلوک اور انہیں محترم جاننا ، حضرت عیسیٰ (ع) کی ولادت کے آغاز سے ہی ان میں الہی سیرت اور خدا دادی خصلت _

وَبَرًّا بِوَالِدَتِي

2_ حضرت عیسیٰ (ع) نے گہوارہ میں اپنی والدہ حضرت مریم کے حوالے سے اپنے آپ کا حسن سلوک سے پیش آنے والا اور اچھائی کرنے و لافروزد کے عنوان سے تعارف کروایا اور اس خصوصیت کو الہی عطیہ جانا _

وَبَرًّا بِوَالِدَتِي

گذشتہ آیت کے قرینہ سے "وَبَرًّا بِوَالِدَتِي" یہ جملہ مقدر ہے _

وَجَعَلَنِي بَرًّا بِوَالِدَتِي

3_ حضرت عیسیٰ (ع) نے اپنی خصوصیات بتاتے ہوئے اپنی بغیر باپ کے ولادت پر تاکید کی _

وَبَرًّا بِوَالِدَتِي

حضرت عیسیٰ (ع) نے نیکی کرنے کے حوالے سے

صرف اپنی والدہ کا تذکرہ کیا اپنے والد کا ذکر درمیان میں نہیں لائے تا کہ اپنی گفتگو میں اس بات پر کہ انکی والدہ پاکدامن ہیں تائید کریں _

4_ حضرت مریم گناہ و فحشا سے پاک و منزہ اور بہت زیادہ اکرام کے لائق ہیں _

لَقَدْ جِئْتُ شَيْئًا فَرِيًّا وَبَرًّا بِوَالِدَتِي

حضرت عیسیٰ (ع) نے اپنے معجزہ کے ساتھ حضرت مریم کو لوگوں کی غلط تہمت سے بری الزمہ کیا _ اور ساتھ ہی اپنے آپ کو حضرت مریم کا خدمت گزار پیغمبر (ع) بتلا یا اور خدمت گزاری کے بیان میں صفت شبہ (برّا) کو استعمال کیا جو کہ ثبوت و دوام پر دلالت کرتی ہے تا کہ بہت زیادہ تاکید کرتے ہوئے حضرت مریم کے احترام کو اپنی ذمہ داری شمار کریں

5_ حضرت عیسیٰ (ع) جباریت سرکشی اور آمریت سے منزہ اور رنج و شکست سے دور تھے _

وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا

(جبار) اسے کہتے ہیں جو اپنے آپ کو برتر

670

جانتے ہوئے کسی کے لیے اپنے اوپر کسی قسم کے حق کا قائل نہ ہو (قاموس) اسی طرح وہ جو حق قبول کرنے سے انکار کرے اور اسی طرح جو دوسروں کو اپنے تحت لائے اسے بھی جبار کہتے ہیں (مفردات راغب) شقاوت (یعنی سختی اور شدت) (قاموس) اسی طرح سعادت (کامیابی) کے مقابل معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے _ (مفردات راغب)

6_ اللہ تعالیٰ کی عنایات نے حضرت عیسیٰ (ع) کو حق قبول کرنے والا ، خوش بخت اور نرم مزاج والا شخص بنادیا _

وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا

8_ جباریت حق دشمن اور دوسروں کو غلام بنانا، شقاوت اور بدبختی کے اسباب میں سے ہیں۔

ولم يجعلني جباراً شقيّاً

(شقيّاً) ممکن ہے (جباراً) کیلئے صفت توضیحی ہو یعنی جو بھی جبار ہو ا وہ شقی بن جائے گا _

9_ والدہ کے ساتھ نیکی کو ترک کرنا، بدبختی کی علامت ہے۔

وبرّاً بوالدتي ولم يجعلني جباراً شقيّاً

ممکن ہے (لم يجعلني) کا گذشتہ جملے پر " عطف " عطف سبب بر مسبب ہو یعنی چونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جبار اور شقی نہیں بنایا اس لیے میں اپنی والدہ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا ہوں لہذا جو اپنی والدہ کے ساتھ نیکی ترک کرے وہ شقی اور جبار ہے۔

10_ والدہ کے ساتھ نیکی اور اپنی خواہشات کو ان پر مسلط کرنے سے پرہیز ضروری ہے۔

وبرّاً بوالدتي ولم يجعلني جبار

جملہ (لم يجعلني جباراً) (اللہ تعالیٰ نے مجھے جبار نہیں قرار دیا) قرینہ (برّاً بوالدتي) کے ساتھ یہ معنی دے رہا ہے کہ میں اپنی والدہ کے در مقابل جبار نہیں ہوں۔

11_ عن أبي عبد الله (ع) (في تعريف الكبائر) و منها عقوق الوالدين لأنّ الله _ عزوجل _ جعل العاقّ جباراً شقيّاً في قوله حكاية،

قال عيسى(ع) (ع) : و"برّاً بوالدتي ولم يجعلني جباراً شقيّاً" (1) (گناہ کبیرہ کی وضاحت میں) امام صادق (ع) سے روایت

ہوئی ہے کہ عقوق والدین میں سے ایک والدین کی نافرمانی بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام میں حضرت عیسیٰ(ع) سے نقل کرتے ہوئے عاق نافرمانی کرنے والے کو جبار اور شقی قرار دیا ہے

_جیسا کہ یہ فرمایا :

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی عنایت کے آثار 6

اللہ تعالیٰ کے عطیات :

اللہ تعالیٰ کے عطیات کے شامل حال 2

تسلط چاہنا:

تسلط چاہنے سے پرہیز 7; تسلط چاہنے کے آثار 8

.....

(1) عیون اخبار الرضا ج 1، ص 286، ب 28 ح 33 نور الثقلین ، ج 3، ص 335، ح 71 _

671

جباریت :

جباریت کے آثار 8

حق :

حق کے ساتھ دشمنی کے آثار 8

روایت: 11

شقاوت :

شقاوت سے پرہیز 7; شقاوت کی علامات 9; شقاوت کے اسباب 8; شقاوت کے اسباب سے پرہیز 7

ظلم :

ظلم سے پرہیز 7

عیسیٰ (ع) :

عیسیٰ(ع) کا قصہ 3 عیسیٰ(ع) کا منزہ ہونا 5; عیسیٰ (ع) کانپکی کرنا 1 ; عیسیٰ(ع) کی تواضع 5; عیسیٰ(ع) کی خوش

رفتاری 2; عیسیٰ(ع) کی خلقت کے حوالے سے خصوصیات 3; عیسیٰ (ع) کی رائے 2; عیسیٰ کی سعادت مندی 5; عیسیٰ(ع) کا

سعادت کا سرچشمہ 6; عیسیٰ(ع) کی سیرت 1; عیسیٰ(ع) کی عصمت 5; عیسیٰ(ع) کے حق قبول کرنے کا سرچشمہ 6;

عیسیٰ (ع) کے فضائل 1، 2، 5، 6

گناہ کبیرہ : 11

ماں :

ماں پر اپنی جباریت مسلط کرنے سے پرہیز 10; ماں سے نیکی 1; 2; ماں سے نیکی ترک کرنے کے آثار 9; ماں سے نیکی کرنے کی اہمیت 10; ماں کا احترام 1

مریم (ع) :

مریم (ع) کا احترام 4; مریم (ع) کا منزہ ہونا 4 مریم (ع) کی عصمت 4; مریم (ع) کی عفت 4; مریم (ع) کے فضائل 4 والدین :

والدین کے عاق ہونے کا گناہ 11